تشریحات بخاری (اردو)

جلد چہارم

افادات

۱۔ قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

۲۔ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

۳۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

ترتیب :

حضرت مولانا محمد عبد القادر قاسمی رحمہ اللہ

کتب خانہ مجیدیہ ملتان

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (الحديث)

تشریحات بخاری رح (اردو)

جلد چہارم

افادات

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

مرتبہ

استاذ العلماء مولانا محمد عبد القادر قاسمی فاضل دیوبند

ناشر

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون نمبر 061-4543841

طبع دوم 2007ء

نام کتاب ــــــــــــــــ تشریحات بخاری جلد پنجم

افادات ــــــــــــــــ قطب عالم الشیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

ــــــــــــــــ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

ــــــــــــــــ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

ترتیب، ترجمہ وتشریح ــــــــــــــــ حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب قاسمیؒ

ناشر ــــــــــــــــ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

تعداد ــــــــــــــــ ایک ہزار

صفحات ــــــــــــــــ

پرنٹر ــــــــــــــــ

قیمت مجلد ــــــــــــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر!

بحمد اللہ تشریحات بخاری جلد چہارم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور مولانا محمد عبد القادر قاسمی صاحب فاضل دیو بند کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جلد چہارم کی طباعت کی توفیق ارزانی فرمائی۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال جلد پنجم آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ دُعا اور تعاون کی اپیل ہے۔

فقط
بلال احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

گذشتہ سال فالج کے شدید حملہ کی وجہ سے چھ ماہ تک صاحبِ فراش رہا۔ ڈاکٹری علاج پر ہزاروں روپے صرف ہوئے۔ **بحمد اللہ** اب افاقہ ہے چلنا پھرنا لکھنا پڑھنا اوراد و ظائف جاری ہیں حضرات علماء کرام اور اطباء عظام کے مشورہ سے اور آیت قرآنی فیہ شفاء للناس کے مطابق اب صرف شہد خالص کا استعمال جاری ہے۔ جس سے **بفضلہ تعالیٰ** طبیعت کافی حد تک سنبھل گئی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ زندگی صحت و عافیت کے ساتھ بسر کرائیں۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ اپنے سوا کسی کا محتاج نہ بنائے۔ بایں ہمہ تشریحات بخاری جلد رابع آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ماشاء اللہ جلد رابع کتاب الجہاد تک پہنچ گئی ہے جو ساڑھے دس پارے بخاری کی تشریحات پر مشتمل ہے جلد پنجم کی تیاری ہو رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ عطا فرمائیں۔ اور غیب سے تشریحات بخاری کی تکمیل کے اسباب مہیا فرمائیں۔ خاتمہ ایمان پر ہو۔ اپنے سوا کسی کا محتاج نہ بنائیں۔ **آمین**

فقط محمد عبد القادر قاسمیؒ

ملتان

فہرست مضامین تشریحات بخاری جلد چہارم

باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع ومن طلب حقاً فليطلبه في عفافٍ ۔

ترجمہ۔ خرید و فروخت میں آسانی اور چشم پوشی سے کام لینا اور جو شخص کسی سے اپنا حق طلب کرے تو وہ پاک بازی سے طلب کرے۔ یعنی گالی گلوچ زدو کوب سے بچتا رہے۔

حدیث(۱۹۳۷) حدثنا علی بن عیاش الخ عن جابربن عبداللهؓ ان رسول اللهﷺ قال رحم الله رجلا سمعاً اذاباع واذااشتری واذاقتضی .....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے اور خریدتے اور حق کا تقاضا کرتے وقت سہولت برتے سختی نہ کرے۔

باب من انظر موسراً

ترجمہ۔ جو شخص کسی غنی حاصل کرنے والے کو مہلت دے

حدیث(۱۹۳۸)حدثنا احمد بن یو نس الخ ان حذیفة حدثه قال قال النبی ﷺ تلقت الملائكةروح رجل ممن كان قبلكم قالوا اعملت من الخير شيئاً قال كنت امرفتياتی ان ينظروا ويتجاوزواعن الموسرقال قال فتجاوزعنه و قال ابومالك عن ربعي كنت ايسرعلى الموسروانظر المعسر وتابعه شعبةالخ عن ربعي انظر الموسر عن المعسروقال نعيم بن ابی هندعن ربعي فاقبل من الموسر والتجاوز عن المعسر .....

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کی روح کا فرشتوں نے استقبال کیا۔ پس انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کونسا ایسا بھلائی کا کام کیا ہے۔ تو اس نے بتلایا کہ میں نے اپنے نوجوان کارندوں کو حکم دیا تھا کہ غنی کے لئے کوشش کرنے والے کو مہلت دو اور اس سے درگذر کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بھی اس شخص سے درگذر کر جاؤ۔ دوسری سند سے ربیع بن حراش سے مروی ہے کہ میں موسر پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیتا تھا۔ اور تیسری سند سے ربعی سے مروی ہے کہ میں موسر کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے درگذر کرتا تھا۔ اور چوتھی سند سے ربعی سے مروی ہے کہ میں موسر سے قبول کرلیتا تھا اور تنگدست سے درگذر کر جاتا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فی عفات یعنی اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں اس فعل اور قول سے روکنے والا ہو جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

من انظر موسراً ظاہر یہ ہے کہ موسر سے مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو اپنے قرضہ ادا کرنے پر قدرت رکھنے والا ہو۔ اور انظار کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو اتنی مہلت دے کہ وہ اپنے گھر سے رقم لا کر دے سکے۔ اور تجاوز کا مطلب یہ ہے کہ اس کار ڈی اور کھوٹا مال قبول کرلے۔ اور انظار المعسر کا مطلب یہ ہے کہ اسے اس وقت تک ڈھیل دے دے کہ اللہ تعالیٰ اس پر کشائش کرے اور تجاوز کا مطلب یہ ہے کہ وہ قیمت اسے معاف کردے اور قرضہ سے بری کردے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عفاف عنه سے مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں سے رک جائے جو اس کے لئے حلال نہیں یا اسے اچھا نہیں لگتا۔ اس جگہ مراد یہ ہے کہ حسن مطالبہ یہ ہے کہ جو قول و فعل میں فجور سے خالی ہو۔ موسر کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ موسر وہ ہے جس کے پاس اہل و عیال کے خرچہ پورا کرنے کیلئے مال موجود ہو۔ امام احمدؒ و اسحٰقؒ پچاس درہم رکھنے والے کو موسر کہتے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کبھی آدمی ایک درہم سے اپنی کمائی کی وجہ سے غنی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ہزار درہم رکھنے کے باوجود فقیر رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے اہل و عیال کی کثرت ہے۔ اور بعض نے موسر اور معسر کو عرف پر موقوف کیا ہے۔ جو شخص دوسرے کی بہ نسبت تونگر شمار ہوتا ہو وہ موسر ہے۔ ورنہ معسر ہے۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے میرے نزدیک یہ ہے کہ موسر کو بھی مہلت دینے میں اجر ملے گا۔ اس سے اس وہم کا دفعیہ کیا ہے کہ یہ قادر علی اداء الدین جب ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے تو مطل الغنی ظلم کے تحت ظلم میں اعانت صحیح نہیں ہے۔ اجر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن امام بخاریؒ نے حدیث باب سے اس کیلئے بھی ثواب کو ثابت کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ درحقیقت غنی کے تین مراتب ہیں۔ پہلا غنی تو وہ ہے جس سے وجوب زکوٰۃ متعلق ہے۔ دوسرا غنی وہ ہے جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے۔ بعض نے اس کی مقدار پچاس درہم بتائی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ جس کے پاس ایک دن کی غذا اور ستر عورت کے لئے کپڑا موجود ہو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔ اسی طرح وہ فقیر جو قوی ہے کسب کی قدرت رکھتا ہے۔ انظار کا مطلب ادائیگی میں مہلت دینا ہے اور تجاوز کا مطلب تقاضا میں چشم پوشی اور سہولت ہے۔ یا بالکل قرضہ معاف کر دینا ہے۔

باب من انظر معسراً

ترجمہ۔ جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے دے

حدیث (۱۹۳۹) حدثنا هشام بن عمار الخ انه سمع اباهريرةؓ عن النبی ﷺ قال كان تاجر يداين الناس فاذا راى معسراً قال لفتيانه تجاوزوا عنه لعل الله ان يتجاوز عنا فتجاوز الله عنه ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ایک تاجر تھا جو لوگوں کو قرض دیتا تھا پس جب کوئی تنگدست دیکھتا تو اپنے نوجوان گماشتوں سے کہہ دیتا کہ اس کو قرضہ معاف کر دینا۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔

باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا ویذکر عن العداء بن خالد قال کتب لی النبی ﷺ هذا ما اشتری محمد رسول الله ﷺ من العداء بن خالدٍ بیع المسلم المسلم لا داء ولا خبثة ولا غائلة وقال قتادة الغائلة الزنا والسرقة والاباق وقیل لابرهیم ان بعض النخاسین یسمی اری خراسان وسجستان فیقول جاء امس من خراسان جاء الیوم من سجستان فکرهه کراهیة شدیداً وقال عقبة بن عامرٍ لا یحل لامرئٍ یبیع سلعة یعلم ان بها داء الا اخبره ۔

ترجمہ۔ جب کہ بائع اور مشتری دونوں واضح کر دیں اور عیب وغیرہ نہ چھپائیں اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں اور حضرت العداء بن خالدؓ کی طرف سے ذکر کیا جاتا ہے کہ مجھے جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ دستاویز لکھ دی کہ یہ وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے العداء بن خالدؓ سے خرید کیا یہ سودا مسلمان کا مسلمان سے ہے جس میں نہ کوئی بیماری اور عیب ہے اور نہ غلام میں حرامکاری اور نہ ہی چوری ہے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ غائلہ سے مراد زنا چوری اور بھاگ جانا یہ سب غلام کے عیب ہیں۔ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ سے کہا گیا کہ بعض دلال خراسان اور سجستان کے اصطبل کا کا نام لیتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ جانور کل خراسان سے آیا ہے۔ اور یہ آج سجستان سے آیا ہے تو انہوں نے اس کو سخت ناپسند فرمایا اور حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا اسباب بیچے جانتا ہے کہ اس میں عیب ہے مگر اسے ضرور خبر دار کرنا چاہیئے۔

حدیث (۱۹۴۰) حدثنا سلیمان بن حرب الخ رفعه الی حکیم بن حزام قال قال رسول الله ﷺ البیعان بالخیار مالم یتفرقا اوقال حتی یتفرقا فان صدقا وبینا بورك لهما فی بیعهما وان کتما وکذبا محقت برکة بیعهما .....

ترجمہ۔ جب تک جدا نہ ہوں بائع اور مشتری دونوں کو خیار حاصل ہے۔ یا فرمایا حتی کہ جدا ہو جائیں۔ تب خیار ختم ہوگا پس اگر انہوں نے سچ بولا اور سب عیب و نقص کھول کر بیان کر دیا تو ان کے سودے میں برکت ہوگی۔ اور اگر انہوں نے جھوٹ سے کام لیا اور عیب و نقص کو چھپالیا تو ان کی بیع کی برکت مٹادی جائے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لاداء اس سے بیماری اور عیب مراد ہے۔ اور خبثه سے قبیح خصلتیں مراد ہیں۔ زنا چوری افتراء پردازی اور غائله سے وہ دھوکہ اور فریب مراد ہے جو بائع کی طرف سے ہو۔ وقیل لابراهیم ان بعض الخناسین محشی نے اس کے ظاہر معنی جانوروں کا دلال مراد لیے ہے۔ اور ممکن ہے کہ فیقول جاء امس ایسمی اری خراسان کا بیان ہو۔ اور اس پر مرتب نہ ہو جیسے کہ محشی کی توجیہ سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں اری سجستان اور خراسان کی طرف مضاف ہوگا۔ یسمی کا مفعول

انی نہیں ہوگا۔ تو اس کا مقصد یہ ہو اکہ گھوڑوں کو خراسان اور سجستان کی طرف جھوٹ موٹ منسوب کرے۔اور محض افتراء ہوگا یہ نہیں کہ اصطبل کا نام لے کر پھر ان کو اس کی طرف توریہ کے طور پر منسوب کرے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لاداء ولاخبثه ولاغائله ان تینوں الفاظ کی شرح میں شراح کا اختلاف ہے۔حافظؒ فرماتے ہیں کہ داء سے وہ باطنی عیب مراد ہے خواہ وہ ظاہر ہو یا نہ ہو۔ جیسے جگر کا درد کھانسی وغیرہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ لا داء سے مطلب بیماری مراد نہیں ہے۔بلکہ مخصوص بیماری مراد ہے۔ لاخبثه سے مراد اخلاق خبیثہ ہیں۔ جیسے بھاگ جانا اور بعض نے حرام کاری مراد لی ہے۔ غائله سے فجور چوری وغیرہ مراد ہے۔ابن العربی فرماتے ہیں کہ داء فی الخلق بالفتح اور خبث ماکان فی الخلق بالضم اور غائله سکوت البائع علی مایعلم من مکروه فی البیع بائع کا مبیع کے اندر عیب سے چپ رہنا۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو معنی بیان کئے ہیں وہی ابن العربی کا مختار اور پسندیدہ ہیں۔باقی ترمذی اور نسائی میں اس کا بر عکس ہے کہ بائع جناب نبی اکرم ﷺ اور مشتری عداء بن خالد تھے لیکن ترجیح امام بخاریؒ کی روایت کو ہوگی۔ جس میں آپؐ مشتری اور عداء بن خالد بائع ہیں۔اور بعض نے اسے مغلوب کہا ہے۔اور صحیح یہ ہے کہ اشتری باع کے معنی میں آتا ہے۔اس طرح روایات میں تطبیق ہو جائے گی۔اور بعض نے تعدد واقعہ پر محمول کیا ہے۔ تو اس وقت کوئی تعارض نہیں ہوگا۔اور شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں یہ توجیہ کی ہے کہ ممکن ہے کہ بیع مقایضہ ہو تو متعاقدین پر بائع اور مشتری کا اطلاق صحیح ہوگا۔

یسمی اری خراسان یعنی دلال ان شہروں کے اصطبلوں کا نام لے کر خریدار کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تاکہ اسے وہم ہو کہ یہ مال ابھی خراسان وغیرہ سے آیا ہے۔ تاکہ خریدنے کی طرف راغب ہو۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ اسے مکروہ سمجھتے تھے۔کیونکہ یہ ایک قسم کا دھوکہ اور فریب ہے۔ عینی میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ میں مسجد کے اردگرد ایک جگہ مقرر کر دی تھی۔ جہاں لوگ اپنے اونٹوں اور جانوروں کو گھاس کھلاتے تھے۔اس جگہ کو اری کہا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مالم یتفرقا کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے کچھ حضرات اس تفرق سے تفرق بالا بدان مراد لیتے ہیں جس سے خیار مجلس کو ثابت کرنا ہے اور متبایعان کے معنی متعاقدان کے ہیں اور دوسرے حضرات تفرق سے تفرق بالاقوال مراد لیتے ہیں کہ جب دونوں نے عقد بیع کر لیا تو بیع صحیح ہو جائے گی ان کو خیار نہیں ہوگا۔اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے ان یتفرقا یغن الله کلامن سعته اس جگہ تفرق الزوج والزوجة بالطلاق ہے اگرچہ تفرق بالا بدان نہ ہو یہ قول ابو حنیفہؒ کا ہے فان صدق ای فی الاخبار عما یتعلق بالثمن والبیع بینا کہ دونوں عیب وغیرہ بتادیں خواہ وہ اسباب میں ہو یا قیمت میں ہو و کتما ای کتم البائع عیب السلعة والمشتری عیب الثمن ......

باب بيع الخلط من التمر

ترجمہ۔ ملی جلی کھجور کا بیچنا

حدیث(۱۹۴۱)حدثنا ابو نعیم الخ عن ابی سعید قال کنا نرزق تمر الجمع وھوالخلط من التمر وکنا نبیع صاعین بصاع فقال النبی ﷺ لاصاعین بصاع ولا در همین بد رھم...

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رَلا ملا کر کھجور کھانے کے لئے دیا جاتا تھا۔ جمع یہ خلط من التمر ہے اور دو صاع ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو صاع کو ایک صاع کے بدلے اور دو درہم کو ایک درہم کے بدلے پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو صاع کو ایک صاع کے بدلہ میں نہ بیچا جائے۔ اور نہ ہی دو درہم کو ایک درہم کے بدلے بیچا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لاصاعین ای لاتبع توصاعین فعل مقدر کا مفعول ہو اور لا کا اسم اور اس کی خبر محذوف ہو گی ای لا صاعین یجوز بیعھما بصاع پھر آپؐ کا انکار بیع الصاع صاعین سے روکنا ہے۔ اصل بیع کو فاسد نہیں کہا گیا بلکہ واضح ہے کہ اس بیع میں فساد نہیں ہے۔ اور مؤلف نے مختلف کھجوروں کو جمع کر کے بیچنا اس پر باب اس لئے باندھا تاکہ اس سے وہم دفع ہو جائے جو پیدا ہو تا تھا کہ جب عیب دار صحیح مل گیا تو شاید اس کی بیع دھوکہ ہے۔ اس لئے ناجائز ہوا۔ تو ترجمہ سے ثابت کر دیا ہے خلط ملط کی بیع جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ لا تبیعو الاعین من التمر بصاع منہ کے معنی میں ہے شیخ نے اشارہ فرمادیا کہ من التمر میں لفظ من خلط کا بیان ہے بیع کے متعلق نہیں ہے۔ اور لفظ جمع خلط کا بیان ہے حافظؒ کے نزدیک خلط بکسر الخا مختلف کھجوروں کا ملا جلا ڈھیر مراد ہے .المعیب مخلط بالسلیم کہ شاید جید کے رڈی کے ساتھ مل جانے سے بیع ناجائز ہو جائے دفع توہم فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں متمیز ہیں اس لئے یہ عیب شمار نہ ہو گا بخلاف اس صورت کے جب وہ برتنوں میں بند ہوں عمدہ تو نظر آئے لیکن رڈی نظر نہ آئے اس کی بیع ناجائز ہے گویا کہ یہ ترجمہ اذابین البیعا ن سے مستثنی ہے۔

باب ما قيل في اللحام والجزار

ترجمہ۔ گوشت بیچنے والے اور اونٹ ذبح کرنے والے کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے

حدیث(۱۹۴۲)حدثنا عمر بن حفص الخ عن ابی مسعود قال جاء رجل من الانصار یکنی

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں انصار کا ایک آدمی آیا جس کی کنیت ابو شعیب تھی اس نے اپنے ایک غلام قصائی

ابا شعیب فقال لغلام له قصاب اجعل لی طعام ما یکفی خمسة فانی ارید ان ادعو النبی ﷺ خامس خمسة فانی قد عرفت فی وجهه الجوع فدعاهم فجاء معهم رجل فقال النبی ﷺ ان هذا قد تبعنا فان شئت ان تا ذن له فاذن له وان شئت ان یرجع رجع فقال لا بل قد اذنت له .....

(ذابح الغنم) سے کہا کہ میرے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کو کافی ہو میرا ارادہ ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کو دعوت دوں جبکہ پانچویں فرد آپؐ ہوں کیونکہ میں نے آپؐ کے چہرہ انور پر بھوک کے آثار دیکھے۔ چنانچہ اس سے ان حضرات کو دعوت دی پس ان کے ہمراہ ایک آدمی آیا جس کے متعلق جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے پس اگر آپ چاہیں تو ان کو اجازت دے دیں اگر آپ ان کا واپس چلا جانا پسند کریں تو یہ واپس چلا جائے گا اس نے کہا نہیں بلکہ میں اس کو اجازت دے چکا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔لحام گوشت بیچنے والے کو۔ جزار اونٹ ذبح کرنے والا۔ جب جواز اور کراہتہ کا حکم گوشت کی ایک قسم میں ثابت ہو گیا تو عموم علت کی وجہ سے باقی انواع میں بھی ثابت ہو گا۔ علت خون میں ہاتھ ڈالنا ہے۔ پس اس وجہ سے روایت کی دلالت ایک جزء قصاب پر ہو گئی ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔خامس خمسة ای احد خمسة شراح نے اس ترجمہ کی کئی توجیہات بیان کی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ کا یہ ترجمہ بیع الخلط مع التمر کی طرح ہے گویا مصنفؒ نے اشارہ فرمایا گوشت کا ہڈیوں کے ساتھ بیچنا جائز ہے جس سے اس وہم کو دفع کرنا ہے کہ گوشت کی بیع جائز نہ ہو اس لئے اس میں ہڈیاں داخل ہوتی ہیں تو امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا کہ جس طرح ردّی اور جید تمر کی بیع جائز ہے۔ اور گوشت اور ہڈیوں کی بیع بھی جائز ہے بلکہ پہلے ترجمہ سے بھی ترقی کر کے جواز بیان کیا ہے کہ ردّی کھجور تو کھجور کی جنس میں سے ہے لیکن پٹھے اور ہڈی تو لحم کی جنس میں سے نہیں ہے۔ بایں ہمہ ان دونوں کو گوشت کے ہمراہ بیچا جاتا ہے۔

شیخ گنگوہیؒ نے جو ترجمے کی غرض بیان فرمائی ہے وہ جواز بیع اللحم مع تلبسه بالدم . لحام وجزار اور قصاب کے معنی واحد ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اللحام الذی یباع اللحم والجزار الذی یجزر ای یجزر الابل اور قصاب کے معنی ذابح الغنم کے ہیں۔ درحقیقت ان تینوں کے معنی ایک ہیں جس سے حدیث اور ترجمہ کی مطابقت ثابت ہو جائے گی۔

باب مایمحق الکذب والکتمان فی البیع ۔

ترجمہ۔ خرید و فروخت کے اندر جھوٹ بولنا اور عیب کو چھپانا برکت کو مٹا دیتے ہیں۔

حدیث (۱۹۴۳) حدثنابدل بن محبر الخ عن

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

حکیم بن حزامؓ عن النبیﷺ قال البیعان بالخیار مالم یتفر قاأوقال حتی یتفر قافان صدقا و بینا بورك لهما فی بیعهما وان کتما و کذبامحقت بر کة بیعهما ....

روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایابائع مشتری اس وقت اختیار میں ہیں جب تک دونوں جدانہ ہو جائیں یایہاں تک کہ دونوں جداہو جائیں پس اگر ان دونوں نے سچ بولااور عیب کوواضح کر دیا توان کی بیع میں بر کت پیداہو گی۔ اگر انہوں نے عیب کو چھپایا اور جھوٹ بولا توان کی بیع کی بر کت مٹادی جائی گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مایمحق الکذب والکتمان میں ظاہر یہ ہے کہ کلمہ ما مصدریہ ہے اور ما موصولہ ہو تو ضمیر منصوب محذوف ہو گی۔ اس لئے کہ عائد منصوب کو حذف کرنا جائز ہے۔ معنی یہ ہوں گے ما یمحق الکذب یعنی باب ان چیزوں کے بیان میں جن کو جھوٹ مٹادیتا ہے یعنی بر کت۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی کذب بیع کو باطل کر دے گا۔ جب کہ بائع اسباب متاع کی مدح میں جھوٹ بولے۔ اور مشتری ثمن کی وصف میں جھوٹ بولے۔

باب قول الله تعالى ياايهاالذين امنوالاتاكلواالربوااضعافامضاعفةالآیة

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ اے ایمان والو! سود کودوگناچوگناکر کے نہ کھاؤ۔

حدیث(۱۹۴۴)حدثنا ادم ابن ابی ایاس الخ عن ابی ہریرةؓ عن النبیﷺ قال لیاتین علی الناس زمان لایبالی المرء بمااخذ المال امن حلال ام من حرام ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایالوگوں پر ایک ایسازمانہ آئیگا کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال کیسے لیا آیا حلال سے یاحرام سے۔

لاتاكلوا الربوا اضعافاًمضاعفة الخ اس قید سے اس چیز کاجواز ثابت کرنا نہیں ہے جس میں یہ قید نہ ہو۔ گو جواضعاف مضاعف نہ ہووہ سود جائز ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس قید سے ان کے اس فعل کی قباحت بیان کرنا ہے۔ جس کاوہ ارتکاب کرتے تھے۔ کہ وہ ایک درہم دے کر کئی درہم وصول کرتے تھے۔ جس کی قباحت واضح ہے۔ یہ لاتکرهوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا کی طرح ہوگا۔ کیونکہ اکراہ علی الزنا کی حرمت باندیوں کے مجبور ہونے پر نہیں بلکہ ان کے فعل کی قباحت بیان کرنی ہے اسی طرح حرمت ربوا اگرچہ اضعافا مضاعفه سے متعلق نہیں لیکن اس قید کے زیادہ کرنے سے انکے فعل قباحت بیان کی گئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ زمانۂ جاہلیت میں اس طرح کرتے تھے کہ جب قرضہ ادا کرنے کی مدت بیت جاتی اگر قرضہ ادا کر دیا توفبہا ورنہ قرض خواہ مدت بڑھادیتا اور مدیون مقدار بڑھادیتا اسی طرح ہر سال کرتے یہاں تک کہ ایک درہم کے کئی دراہم دینے پڑتے تھے۔

لایبالی المرء حدیث کو آیت سے مناسبت اسی طرح ثابت ہوگی کہ سود خور اضعاف مضاعف کھاکر پرواہ نہیں کرتا کہ حلال کھارہا ہے یا حرام کھارہا ہے۔

باب اکل الربوا وشاهده وکاتبه

ترجمہ۔ سود کھانے والا اس کی گواہی دینے والا اور اس کے لکھنے والا گناہ میں سب برابر ہیں ۔

وقوله تعالی الذین یاکلون الربوا لایقومون الاکمایقوموالذی یتخبطه الشیطن من المس ذلك بانهم قالوا انماالبیع مثل الربوا الایة الی قوله اصحب النار هم فیها خالدون ....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن ایسے کھڑے ہوں گے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنادیا ہو۔ یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ خرید وفرخت بھی تو سود کی طرح ہے۔

حدیث(۱۹٤٥)حدثنامحمد بن بشار الخ **عن عائشةؓ قالت لمانزلت اخرالبقرةقراهن النبی ﷺ علیهم فی المسجدثم حرم التجارة فی الخمر**

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورہ بقرہ کا آخری حصہ نازل ہوا تو آپ نبی اکرم ﷺ نے ان آیات کو مسجد کے اندر صحابہ کرامؓ پر پڑھا پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا

تشریح از قاسمیؒ ۔ مقصد یہ ہے کہ آیات ربوا جو سورۂ بقرہ کے آخر میں ہیں وہ سود کے احکام کو بیان کرنے والی ہیں۔

حرم تجارة فی الخمر قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ تحریم الخمر سورۂ مائدہ میں ہے جو آیت ربوا سے کافی مدت پہلے نازل ہوئی ہیں ممکن ہے کہ ربوا کی حرمت شراب کی حرمت سے متاخر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس کی تجارت کی حرمت کی اس وقت خبر دی گئی۔ پھر دوسری مرتبہ اس وقت خبر دی گئی جب کہ آیت ربوا نازل ہوئی۔

حدیث(۱۹٤٦)حدثناموسی بن اسمعیل الخ **عن سمرة بن جندبؓ قال قال النبی ﷺ رایت اللیلة رجلین اتیانی فاخرجانی الی ارض مقدسةٍ**

ترجمہ۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک رات میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے نکال کے ارض مقدس کی طرف

فانطلقاحتی اذااتیاعلی نهرمن دم فیه رجل قائم وعلي وسط النهر رجل بین یدیه حجارة فاقبل الرجل الذی فی النهر فاذااراد الرجل ان یخرج رمی الرجل بحجرفی فیه فرده حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیه بحجرٍ فیرجع کماکان فقلت ماهذا فقال الذی رائیته فی نهرٍ اکل الربوا.....

لے گئے۔ چلتے چلتے جب ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا ہوا ہے اور نہر کے درمیان میں ایک دوسرا آدمی ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہیں۔ پس وہ آدمی جو نہر کے اندر تھا آیا۔ پس جب وہ نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پس وہ آدمی اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے اس جگہ واپس کر دیتا ہے جہاں وہ تھا پس اسی طرح جب وہ نکلنے کے لئے آتا ہے تو اس کے منہ میں پتھر مار کر اسی جگہ واپس کر دیتا ہے جہاں وہ تھا تو میں نے پوچھا یہ کون تھا فرمایا کہ وہ شخص جس کو آپؐ نے نہر کے اندر دیکھا وہ سود کھانے والا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ وعلي وسط النهر بالواؤ تقدیر عبارت یوں تھی وهو علي وسط النهر اور اگر واؤ نہ ہو تو پھر علي وسط النهر قائم کے متعلق ہے کیونکہ کتاب الجنائز میں گذر چکا ہے کہ رجل بین یدیه حجارة وهو علي شط النهر لاعلي وسط النهر. باب موکل الربوا یقول الله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقواالله وذرومابقی من الربوا الی ماکسبت وهم لایظلمون قال ابن عباس هذه آخر اية نزلت علي النبی ﷺ.......

ترجمہ۔ سود کھلانے والا بوجہ ارشاد باری تعالیٰ کے ترجمہ! ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو الخ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آخری آیت ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ۔

حدیث(۱۹٤۷)حدثناابوالولید الخ عن عون ابن ابی حجیفة قال رایت ابی اشتری عبداً حجامافسالته فقال نهی النبی ﷺ من ثمن الکلب وثمن الدم ونهی عن الواشمة والمشومة اکل الربوا وموکله ولعن المصور ......

ترجمہ۔ حضرت عون ابن ابی حجیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک پچھنے لگانے والا غلام خرید کیا تو اس کے آلات حجامت توڑنے کا حکم دیا جو سب توڑ دی گئیں۔ تو میں نے اس کے متعلق ان سے سوال کیا انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کتے اور خون کے دام کھانے سے منع فرمایا اور آپؐ نے گوندنے والی اور گوندوانے والی کو بھی روکا اس طرح سود کھانے والے اور کھلانے والے کو بھی منع فرمایا اور تصویر کھینچنے والے پر لعنت فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وذروا مابقی من الربوا. مؤکل الربوا چونکہ اکل الربوا کے لئے معاون ہے اس لئے آیت اس پر بھی دال ہے کہ سود کھانا اور کھلانا دونوں چھوڑ دیئے جائیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شراح بخاریؒ سب کے سب ساکت ہیں شیخ گنگوہیؒ نے آیت سے استدلال اس طرح کیا ہے کہ ترک ربوا کا حکم جس طرح آخذ ربوا کو ہے اس طرح معطی ربوا کو بھی شامل ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق عموم اور کل احتمال سے استدلال فرمایا ہے۔

تشریح از قاسمی ۔ ثمن کلب میں علماء کا اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور امام اوزاعیؒ ثمن کلب کو حدیث نہی کی وجہ سے حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ وغیر ھم فرماتے ہیں کہ جن کتوں سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے نگہبانی شکار وغیرہ تو ان کی بیع جائز ہے اور ان کی قیمت کا کھانا بھی حلال ہے۔ البتہ باؤلا کتا نہ اس کی بیع جائز ہے نہ اس اثمان کا استعمال جائز ہے۔ احادیث نہی کا جواب امام طحاویؒ نے یہ دیا ہے کہ یہ حکم نہی قتل کلاب کے وقت کا ہے۔ جب کہ گھروں میں ان کے رکھنے کا حکم نہیں تھا۔ جب احادیث کثیرہ سے قتل کلاب کو منسوخ کر دیا گیا اور شکار اور حراست کی اجازت دی گئی اب بیع بھی حلال ہے اور ثمن بھی حلال ہے۔ ثمن الدم سے حجامت کی اجرت مراد ہے۔ حضرات نہی کو تنزیہہ پر محمول کرتے ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے خود پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت بھی عطا فرمائی۔ اگر اجرت حرام ہوتی تو آپؐ نہ دیتے۔ اور بہت سے علماء نے بلا کراہت جواز کا حکم دیا ہے۔ اور نہی کا جواب یہ ہے کہ اجرت لینا مناسب نہیں ہے۔

واشمہ سوئی کو چمڑے میں چبھو کر پھر اس کے نشان کو سرمہ سے بھر دیا جائے۔ پھر نقش نگار یا نام لکھا جائے یہ تغییر خلق اللہ ہے جسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ جاہلوں کا کام ہے اور وہ جگہ خون کے نکلنے کی وجہ سے نجس ہو جاتی ہے۔ آکل الربوا ومؤکلہ مستقرض اور مقرض کی طرح ہے اور سب جگہ فعل محذوف ہے۔ ای نھی عن فعل الواشمہ الخ. اکل کو اس لئے مختص کیا گیا کہ وہ اعظم المقاصد ہے۔

باب یمحق اللہ الربو ویربی الصدقات واللہ لا یحب کل کفار اثیم ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کافر گناہگار کو پسند نہیں کرتا

حدیث (۱۹٤۸) حدثنا یحی بن بکیر الخ ان ابا ھریرۃؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الحلف منفقۃ للسلعۃ ممحقۃ للبرکۃ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ فرماتے ہیں خرید و فروخت کے وقت قسم کھانا اسباب کو تو نفع پہنچانے کا سبب بنتا ہے لیکن برکت مٹا دینے کا باعث ضرور ہے۔

تشریح از قاسمی ۔ حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہو گی کہ مال کو معصیت کے ساتھ حاصل کرنا اگرچہ ظاہرا تحصیل مال کا سبب بنتا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے برکت کو مٹانے کا باعث ہے یا مقصد یہ ہے کہ سود کے مٹانے سے برکت کا مٹانا مراد ہے۔

باب ما یکرہ من الحلف فی البیع

ترجمہ۔ خرید و فروخت میں قسم کھانا مکروہ ہے

حدیث(۱۹۴۹)حدثنا عمرو بن محمد الخ عن عبداللّٰہ بن اوفیؓ ان رجلا اقام سلعة وهو فی السوق فحلف بالله لقد اعطی بها مالم یعط لیوقع فیها رجلا من المسلمین فنزلت ان الذین یشترون بعهد الله و ایمانهم ثمنا قلیلا ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بازار کے اندر اپنا اسباب لگایا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ یہ مال تو مجھے اتنے میں پڑا ہے جتنے میں اسے نہیں پڑا تھا۔ جس سے اس کا مقصد کسی مسلمان کی رغبت کھا کر کہنے لگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا مال تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

باب ماقیل فی الصواغ

ترجمہ۔ سنارے کے بارے میں جو کچھ فرمایا گیا

وقال طاؤس عن ابن عباسؓ قال النبی ﷺ لایختلی خلاها وقال العباس الاالاذخر فانه لقینهم وبیوتهم قال الاالاذخر ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حرم کی سبز گھاس نہ اکھیڑی جائے۔ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ کترن بوٹی کیونکہ وہ تو ان کے لوہاروں کے کام آتی ہے۔ اور وہ گھروں کی چھتوں پر ڈالی جاتی ہے۔ تو آپؐ نے اذخر کو مستثنیٰ کر دیا۔

حدیث(۱۹۵۰)حدثنا عبدان الخ ان علیاً قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم وکان النبی ﷺ اعطانی شارفاً من الخمس فلما اردت ان ابتنی بفاطمة بنت رسول اللّٰہ ﷺ واعدت رجلا صوّاغاً من بنی قینقاع ان یرتحل معی فناتی باذخر اردت ان ابیعه من الصواغین واستعین به فی ولیمة عرسی .....

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک نوجوان اونٹنی تو مجھے غنیمت کے حصہ میں ملی تھی اور ایک نوجوان اونٹنی آپؐ نے مجھے خمس کے مال میں سے عطا کی فرمائی پس جب میں نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے سر میل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے بنو قینقاع کے ایک سنار آدمی کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ میرے ہمراہ چلے تاکہ ہم اذخر لے آئیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں اس کو سناروں کے پاس بیچ کر اپنی شادی کے ولیمہ میں اس سے مدد طلب کروں گا۔

حدیث(۱۹۵۱)حدثنا اسحق بن خالد الخ عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ حرم مکة ولم تحل لاحد قبلی ولا لاحد بعدی وانما حلت لی ساعة من نہار لا یختلی خلاھا ولا یعضد شجرھا ولا ینفر صیدھا ولا یلتقط لقطتھا الا لمعرف وقال عباس بن عبدالمطلب الا الاذخر لصاغتنا ولسقف بیوتنا فقال الا الاذخر فقال عکرمة ھل تدری ما ینفر صیدھا ھو ان تنحیه من الظل وتنزل مکانه قال عبدالوھاب عن خالد لصاغتنا وقبورنا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہی مکہ معظمہ کو حرم قرار دیا۔ نہ میرے سے پہلے کسی کیلئے حلال ہوا نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ میرے لئے بھی دن کی صرف ایک گھڑی کیلئے حلال ہوا پس اب نہ اس کی گھاس کاٹی جائے اور نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے۔ اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے۔ البتہ اس کی تعریف کرنے والا اسے اٹھا کر تعریف کرتا رہے۔ جس پر حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے فرمایا اذخر بوٹی تو ہمارے سناروں کے لئے اور ہمارے گھروں کی چھتوں کے کام آتی ہے آپؐ نے فرمایا اذخر اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ حضرت عکرمہؓ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ینفر صیدھا کا کیا مطلب ہے وہ یہ ہے کہ کسی جانور کو سائے کی جگہ سے الگ کر کے خود اس جگہ پڑاؤ کر لو۔ اور عبدالوہاب کی روایت میں ہے کہ اذخر ہمارے سناروں اور قبور کے کام آتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ینفر صیدھا کی تفسیر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بظاہر تنفیر نفرت دلانے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وحشی جانور عموماً دور سے انسان کو دیکھ کر وحشت کی وجہ سے نفرت کرتا ہے۔ تو یہ تنفیر تو انسان کے بس میں نہیں۔ جس پر انسان گناہگار ہو تو تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جانور کی طبعی تنفیر مراد نہیں۔ بلکہ زیادتی انسان کی طرف سے ہو۔ کہ اس کو سایہ دار جگہ سے اٹھا کر خود پڑاؤ کرے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ وہ فائدہ ہے جس کی طرف شراح نے کوئی اشارہ نہیں کیا یہ شیخ گنگوہیؒ کی بالغ نظری ہے کہ اس نکتہ کو بیان فرمایا۔ امام بخاریؒ نے ان احادیث پر مختلف تراجم باندھے ہیں۔ حالانکہ یہ دستکاری کے کام ہیں تو سب ایک باب میں ہوتے لیکن امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمادی کہ یہ دستکاریاں آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہوا کرتی تھیں۔ جس سے ان صنعتوں کا جواز ثابت کرنا ہے حافظؒ فرماتے ہیں کہ شاید اس حدیث کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہوں جس میں ہے اکذب الناس الصباغون والصواغون یعنی تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ جھوٹے رنگ ریز اور زرگر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اکثر وعدہ خلافی کرتے ہیں۔ اور سنار نے لوگ تو سود سے

نہیں بیچتے اس لئے کہ وہ سونے چاندی کی بنی ہوئی چیز کو اس کے وزن سے زیادہ بیچتے ہیں۔ بہر حال امام بخاریؒ نے ان روایات سے ان صنائع کے جواز کو بیان فرمایا ہے۔

باب ذکر القین والحدّاد

ترجمہ۔ کاریگر اور لوہار کے ذکر میں

حدیث (۱۹۵۲) حدثنا محمد بن بشار الخ عن خبابؓ قال کنت قینا فی الجاهلية و كان لی علی العاص بن وائل دين فاتيته اتقاضاه قال لا اعطيك حتی تكفر بمحمد ﷺ فقلت لا اكفر حتی يميتك الله ثم تبعث قال دعنی حتی اموت وابعث فساوتی مالا وولداً فاقضيك فنزلت افرايت الذی كفر با ياتنا وقال لاوتين مالا وولداً اطلع الغيب ام اتخذ عندالرحمن عهداً .....

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار کا کام کرتا تھا۔ عاص بن وائل پر میرا قرضہ ہو گیا۔ میں اس سے تقاضا کرنے کیلئے آیا اس نے کہا میں اس وقت تک تمہیں تمہارا قرض ادا نہیں کروں گا جب تک تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کفر نہیں کریگا۔ میں نے کہا میں تو آپؐ سے کفر نہیں کر سکتا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے اور پھر تو اٹھایا جائے اس نے کہا اچھا اب تم مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ میں مر جاؤں پھر اٹھایا جاؤں۔ عنقریب وہاں پر جب مجھے مال اور اولاد ملے گی تو تیرا قرضہ ادا کر دوں گا جس پر یہ آیت اتری کہ کیا اس شخص کو نہیں دیکھتے جس نے ہماری آیتوں سے انکار کیا۔ اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور ولد ملے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ کنت قینا امام بخاریؒ نے ان کے ایک جاہلیت کے فعل سے استدلال کیا ہے کہ اگر وہ فعل حرام ہوتا تو مسلمان ہونے کے بعد اس عمل حرام سے واجب شدہ قرضہ کا مطالبہ نہ کرتے۔ ظاہر یہی ہے کہ حضرت خبابؓ نے اپنے جاہلیت کے عمل کی اجرت طلب کی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے ظاہر حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ورنہ حضرت خبابؓ تو زمانہ اسلام میں بھی لوہار کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے کتاب الاجارہ میں ایک باب باندھا ہے هل يواجر الرجل نفسه من مشرك فی ارض الحرب اس میں یہی حدیث لائے ہیں کہ حضرت خبابؓ مسلم تھے عاص بن وائل مشرک تھا مکہ اس وقت دار الحرب تھا۔ حضور انور ﷺ پر مطلع ہونے کے باوجود اسے برقرار رکھا۔ امام بخاریؒ نے اس جگہ اس حدیث پر ذکر القین والحداد کا باب باندھا ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابن درید کا قول ہے قین اور حداد کے ایک معنی ہیں۔ لیکن عرب کے ہاں تو قین ہر کاریگر کو بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ زجاج فرماتے ہیں القين الذی يصلح الاسنة۔ قین وہ ہے جو تیروں کو ٹھیک کرے۔ اور قین وحداد یعنی لوہار کو بھی کہتے ہیں۔ چونکہ ان دونوں کا حکم

ایک ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ نے اس فرق کے باوجود دونوں کو ایک باب میں ذکر کر دیا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تکلف ہے۔ دراصل بات یہ ہے قین کا لفظ معانی کثیرہ کے لئے مستعمل ہے۔ غلام پر۔ باندی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ تو یہاں عطف اس لئے لائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ قین کے معنی اس جگہ حداد کے ہیں میرے نزدیک ان ابواب کی غرض امام بخاریؒ کے نزدیک بیان جواز ہے۔ آگے ایک باب آرہاہے جس میں ہے جلیس السوء کمثل کیر الحداد یحرق بیتك اوثوبك اوتجدمنه ریحاخبیثة جس سے حداد کی قباحت معلوم ہوتی ہے دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی دیکھ کر آپؐ نے فرمایا اری علیك حلیة اھل النار کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں۔ اس سے قباحت کا وہم ہوتا ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے باب منعقد کر کے دفع فرمایا ہے۔

باب الخیاط

ترجمہ۔ درزی کا کام کرنے والے کے بارے میں

حدیث (۱۹۵۳) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ انه سمع انس بن مالكؓ یقول ان خیاطا دعا رسول اللہ ﷺ لطعام صنعه قال انس بن مالكؓ فذهبت مع رسول اللہ ﷺ الی ذلك الطعام فقرب الی رسول اللہ ﷺ خبزا وجرقا فیه دباء وقدید فرایت النبی ﷺ یتبع الدباء من حوالی القصعة قال فلم ازل احب الدباء من یومئذ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس کھانے کیلئے آپؐ کے ہمراہ گیا تو اس نے آپ کی خدمت میں روٹی شوربا جس میں کدو اور سوکھا گوشت تھا میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے کناروں میں سے کدو کو تلاش فرمارہے تھے۔ اس دن سے میں نے بھی کدو کو پسند کر لیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث باب سے معلوم ہوا کہ اجابت دعوت مستحب ہے بعض سنت کہتے ہیں۔

باب النساج

ترجمہ۔ کپڑا بننے والا جولاہا

حدیث (۱۹۵٤) حدثنا یحیی بن بکیر الخ سمعت سهل بن سعدؓ قال جاء ت امراة ببردة قالت اتدرون ماالبردة فقیل له نعم هی الشملة منسوج فی حاشیتها قالت یارسول اللہ نسجت هذه بیدی اکسو کهافاخذهاالنبی ﷺ محتاجاً

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لائی کہا جانتے ہو کہ بردہ کیا چیز ہے۔ کہا گیا کہ ہاں وہ لمبی چادر جس کے کنارے بنے ہوئے ہوں کہنے لگی یارسول اللہؐ میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ آپ کو پہناؤں آپؐ نے ضرور تمند ہو کر اس کو قبول فرمالیا پھر اسے لنگی بنا کر پہنے ہوئے

اليها فخرج الينا وانها ازارة فقال رجل من القوم يا رسول اللهﷺ اكسينهافقال نعم فجلس النبى فى المجلس ثم رجع فطواهاثم ارسل بها اليه فقال له القوم مااحسنت سالتها ايا ه لقدعلمت انه لايردسائلا فقال الرجل واللهماسالته الالتكون كفنى يوم اموت قال سهل فكانت كفنه .....

ہمارے پاس تشریف لائے قوم میں سے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ یہ چادر تو مجھے پہنا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایاہاں چنانچہ آپؐ مجلس میں بیٹھے پھر اس چادر کو لپیٹ کر واپس تشریف لائے پھر اس شخص کے پاس اسے بھیج دیا۔ قوم نے اس شخص سے کہا کہ تو نے اس چادر کا آپؐ سے سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ تم جانتے ہو کہ آپؐ کسی سائل کو خالی واپس نہیں کرتے۔ تو اس نے کہا میں نے تو آپؐ سے اس لئے چادر کا سوال کیا تھا تاکہ جس دن میں مروں وہ میرا کفن بنے۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں چنانچہ وہ چادر اس کا کفن بنی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ منسوج فی حاشیتها شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ حاشیہ کسی اور چیز کا بنا ہوا نہیں تھا بلکہ خود اسی چادر میں سے ہی بنایا گیا تھا تو وہ حاشیہ اس میں ہو گیا۔ اواس کے ساتھ بھی ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نقل کرتے ہیں کہ اس چادر میں ابھی سلوٹیں نہیں پڑی تھیں کہ کسی نے اس کو پہنا بلکہ وہ نئی چادر تھی۔ میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اس چادر کا حاشیہ پھندن والا نہیں تھا اور چادروں میں یہ دونوں طریقے رائج ہیں۔ کہ کبھی چادریں پھندنے والی ہوتی ہیں کبھی حاشیہ ان میں بنا ہوا ہوتا ہے۔

باب النجار
ترجمہ۔ بڑھئی کا بیان کرنا

حديث(١٩٥٥)حدثناقتيبةبن سعيد الخ عن ابى حازمؓ قال اتى رجال الى سهل بن سعديسالونه عن المنبر فقال بعث رسول اللهﷺ الى فلانة امراةقدسماهاسهل ان مرى غلامك النجار يعمل لى اعواداً اجلس عليهن اذاكلمت الناس فامرته يعملها من طرفاء الغابة ثم جاء بهافارسلت الى رسول اللهﷺبهافامربهافوضعت فجلس عليه.

ترجمہ۔ ابو حازمؒ نے فرمایا کہ کچھ آدمی حضرت سہل بن سعدؓ کے پاس آکر ان سے منبر کے متعلق پوچھنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کی طرف پیغام بھیجا جن کا نام حضرت سہل نے لیا تھا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم دو کہ میرے لئے لکڑیوں کا ایک منبر بنا دو تاکہ جب میں لوگوں سے بات چیت کروں تو اس پر بیٹھ کر بات کروں۔ چنانچہ اس نے غلام کو حکم دیا جس نے غابہ جنگل کے جھاڑ کے درخت سے بنا کر اپنی آقا کے پس لے آیا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں لے آئی۔ پس آپؐ نے اسے مسجد میں رکھنے کا حکم دیا۔ جس پر آپؐ بیٹھ گئے۔

حدیث(۱۹۵۶)حدثنا خلاد بن یحیی الخ عن جابر بن عبدالله ؓ ان امراة من الانصار قالت لرسول الله ﷺ یارسول الله الاجعل لك شیئاً تقعدعلیه فان لی غلاماً نجاراً قال ان شئت قال فعملت له المنبر فلماکان یوم الجمعة قعد النبی ﷺ علی المنبر الذی صنع فصاحت النخلة التی کان یخطب عندها حتی کادت ان تنشق فنزل النبی ﷺ حتی اخذها فضمها الیه فجعلت تئن انین الصبی الذی یسکت حتی استقرت قال بکت علی ماکانت تسمع من الذکر .....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ! کیا آپؐ کے لئے ایک ایسی چیز نہ بنا لاؤں جس پر آپؐ بیٹھ جایا کریں اس لئے کہ میرا ایک بڑھئی غلام ہے آپؐ نے فرمایا کہ تم چاہو تو بنوا سکتی ہو راوی فرماتے ہیں کہ اس عورت نے آپ کیلئے منبر بنوا لیا۔ پس جب جمعہ کا دن ہوا تو جناب نبی اکرم ﷺ اس منبر پر بیٹھ گئے جو آپؐ کے لئے بنایا گیا تھا تو کھجور کا وہ تنا جس کے پاس آپؐ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ وہ چیخنے لگا قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے منبر سے اتر کر اس کو پکڑ کر سینے سے لگایا تو وہ بچے کی طرح سسکیاں لے کر رونے لگا جسے چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے قرار آگیا

راوی فرماتے ہیں کہ اس تنے کا رونا اس ذکر کی وجہ سے تھا جو وہ آپؐ سے سنتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فصاحت اللہ تعالیٰ نے اس تنے میں حیات پیدا کر دی جس کی وجہ سے اس میں ایک عظیم علم آگیا۔

باب شراء الحوائج بنفسه

ترجمہ۔ امام اور حاکم کا اپنی ضروریات کا خود خرید کرنا

وقال ابن عمرؓ اشترالنبی ﷺ جملا من عمروقال عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ جاء مشرك بغنم فاشتری النبی ﷺ منه شاة واشتری من جابرٍ بعیراً .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ خریدا۔ اور ابن عمرؓ نے خود ہی خرید کیا۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ ایک مشرک کچھ بکریاں لے آیا جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید فرمائی اور آپؐ نے حضرت جابرؓ سے اونٹ خریدا۔

حدیث(۱۹۵۷)حدثنا یوسف بن عیسی الخ عن عائشةؓ قالت اشتری رسول الله ﷺ من یهودی طعاما بنسیئة ورهنه درعه

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار پر غلہ خرید کیا۔ اس کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اشتری رسول الله یہ دلیل ایک اور قاعدہ پر مبنی ہے کہ مقید اور مطلق کو اپنے اپنے محمل پر رکھا جائے۔ ایک کو دوسرے پر محمول نہ کیا جائے۔ اگرچہ معاملہ ایک ہی ہو ورنہ معلوم رہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ بنفس نفیس اشتراء کے لئے تشریف نہیں لے گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اکثر امور حضرت بلالؓ کے سپرد ہوتے تھے البتہ بعض روایات سے بنفس نفیس آپ کا اشتراء ثابت ہے۔ اس ترجمہ کا فائدہ اس وہم کا دفع کرنا ہے کہ بنفس نفیس کام کرنا مروت کے خلاف ہیں۔ لیکن آپؐ علی سبیل التواضع یہ امور خود بھی انجام دیتے تھے۔

باب شراء الدواب والحمير واذا اشترى دابة او جملا وهو عليه هل يكون ذلك قبضا قبل ان ينزل وقال ابن عمرؓ قال النبی ﷺ لعمر بعنيه يعنی جملا صعبا ۔

ترجمہ۔ چوپایوں اور گدھوں کا خرید کرنا جب کسی جانور یا اونٹ کو خرید کرے جب کہ وہ اس پر سوار ہو تو کیا یہ اترنے سے پہلے قبضہ شمار ہوگا اور ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس کو یعنی بے قابو اونٹ کو میرے پاس بیچ دو۔

حديث (۱۹۵۸) حدثنا محمد بن بشار الخ عن جابر بن عبدالله قال كنت مع النبی ﷺ فی غزاة فابطابی جملی واعيافاتی علی النبی ﷺ فقال جابر فقلت نعم قال ماشانك قلت ابطا علی جملی واعيا تخلفت فنزل يحجنه بمحجنه ثم قال اركب نركبت فلقدرايته اكفه عن رسول الله ﷺ قال تزوجت قلت نعم قال بكراً ام ثيباً قلت بل ثيباًقال افلاجارية تلاعبها وتلا عبك قلت ان لی اخوات فاحببت ان اتزوج امراةًتجمعهن وتمشطهن وتقوم عليهن قال امانك قادم

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنگ میں تھا میرا اونٹ پیچھے رہ گیا اور تھک گیا۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا گذر میرے پاس سے ہوا پوچھا کیا جابر ہو۔ میں نے کہا ہاں! فرمایا یہ تمہارا کیا حال ہے میں نے کہا میرا اونٹ پیچھے رہ گیا اور تھک گیا۔ اس لئے میں پیچھے رہ گیا۔ پس آپؐ نے اتر کر اپنی ڈھال سے اسے چوک دی پھر فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ پس میں اس پر سوار ہو گیا تو میں نے اس کو دیکھا کہ میں اسے جناب رسول اللہ ﷺ سے روک رہا ہوں آپؐ نے پوچھا کیا تو نے شادی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں کی ہے آپؐ نے پوچھا باکرہ سے یا بیوہ سے میں نے کہا نہیں بلکہ بیوہ سے آپؐ نے فرمایا لڑکی سے شادی کیوں نہ کی تم اس سے کھیلتے وہ تمہارے سے کھیلتی۔ میں نے کہا کہ میری کچھ بہنیں تھیں

فاذاقدمت فالکیس الکیس ثم قال اتبیع جملك قلت نعم فاشتراه منی اوقیة ثم قدم رسول الله ﷺ قبلی وقدمت بالغداة فجئناالی المسجد فوجدته علی باب المسجد قال الان قدمت قلت نعم قال فدع جملك فادخل فصل رکعتین فدخلت فصلیت فامر بلالاً ان یزن له اوقیة فوزن لی بلا ل فارجح فی المیزان فانطلقت حتی ولیت فقال ادع لی جابراً قلت الاٰن یرد علی الجمل ولم یکن شئ ابغض الی منه قل خذ جملك ولك ثمنه ....

میں نے پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کو جمع رکھ سکے۔ان کی کنگھا پٹی کرے اوران کا انتظام کرے۔ فرمایا کیا اب آپ آنے والے ہیں۔ پس جب آپ آئیں تو احتیاط سے کام لیں کہیں جماع میں جلدی نہ کریں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا اپنے اونٹ میرے پاس بیچ دو گے۔ میں نے کہاہاں تو آپؐ نے اسے ایک اوقیہ کے بدلے خرید لیا۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ میرے پاس پہلے پہنچ گئے۔ اور میں مدینہ میں صبح کو پہنچا پس ہم مسجد کی طرف آئے تو آپ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپؐ نے پوچھا ابھی آئے ہو میں نے کہاہاں! آپؐ نے فرمایااونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جاکر دورکعت تحیۃ المسجد اداکرو چنانچہ میں نے اندرداخل ہوکر نماز پڑھی پس آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کو اوقیہ کاوزن کردو۔ چنانچہ انہوں نے میرے لئے وزن کردیا۔اور ترازو جھکا کردیا۔ پس چلنے کے لئے پیٹھ پھیری کہ آپؐ نے فرمایا جابر کو بلاؤ۔ میں نے دل میں کہا کہ اب آپؐ اونٹ واپس کردیں گے۔ اور میرے نزدیک اس سے زیادہ قبیح بات نہ تھی لیکن آپؐ نے فرمایا کہ اپنا اونٹ بھی لے لو اوراس کی قیمت تمہارے لئے واپس ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لم یکن شئ ابغض الی منه الخ کیونکہ وہ اپنی عادت مبارکہ جانتے تھے کہ مبیع بھی واپس کردیں گے اس لئے حضرت جابرؓ ایک دن کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچے۔ اور مؤلفؒ کا استدلال ہے کہ اس طرح مبیع پر قبضہ ہوگیا۔ حالانکہ وہ ابھی بائع کے ہاتھ میں تھی۔ اس لئے صحیح نہیں کہ یہ درحقیقت بیع تھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ تو حضرت جابر کی خستہ حالی دیکھ کر اس کی امداد کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اونٹ بھی واپس کردیا اوراس کی قیمت بھی واپس کردی۔ بہر حال یہ محض نام کی بیع تھی۔ حقیقۃً نہیں تھی چلو اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ وہ بیع تھی تو مبیع کو بائع کے پاس چھوڑ دینا کیسے حلال ہوسکتا ہے۔ جب کہ اس کے ترک کی شرط نہ لگائی ہو۔ کیونکہ بائع کو تھوڑے عرصہ کے بعد صحیح بیع کا سپرد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ امام بخاریؒ کا اس سے استدلال کرنا کہ حضرت جابرؓ نے مدینہ تک جانے کی شرط لگائی تھی فقہاء کے قاعدہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ تو حدیث کے ہر لفظ سے حجۃ قائم کرتے ہیں اگرچہ واقعہ ایک بھی ہو یہ تو نهی النبی ﷺ عن بیع وشرط کے خلاف ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت جابرؓ رد الجمل کو مبغوض سمجھتے ہیں تھے کہ انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ

معلوم تھی کہ آپؐ صحابہ کرامؓ پر تفضل کرتے رہتے ہیں حدیث کے اندر جو شرط کا ذکر ہے وہ شرط تفضل ہے۔ اصل شرط بیع میں نہیں ہے اس کی تائید حضرت جابرؓ کے قول سے ہوتی ہے کہ انہوں نے فرمایافھولك جس پر آپؐ نے فرمایا لابل بعینہ جس پر ایک یہودی نے حضرت جابرؓ کا سارا واقعہ سننے کے بعد تعجب سے کہا کہ اشتری منك اسیر و رفع الیك الثمن ثم وھبه لك قلت نعم یعنی حضور اکرم ﷺ نے تم سے اونٹ خریدا پھر اس کی قیمت واپس کر دی اور اونٹ بھی تجھے ہبہ کر دیا۔ میں نے کہا ہاں معاملہ ایسا ہوا ہے نیز حدیث میں ہے قدم رسو ل الله قبلی وقدمت با لغدا ۃ لیکن کتاب الجھاد میں ہے کہ تقدمت الناس الی المدینة بظاہر ان میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک اس کی جمع کی صورت یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کا گھر عوالی مدینہ میں تھا وہ پہنچ کر دوسرے دن مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ اس طرح روایت میں تطبیق ہو جائے گی وجواب المؤلف امام بخاریؒ کا یہ کہنا کہ وھو علیه مقصد یہ ہے کہ ابھی مبیع بائع کے قبضہ میں تھی۔ مشتری نے قبضہ نہیں کیا تھا اس لئے کہ اونٹ حضرت عمرؓ کے قبضہ میں تھا حضور انور ﷺ نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ ابن عمرؓ کو ہبہ کر دیا۔ معلوم ہوا کہ بیع بغیر مشتری کے قبضہ کے بغیر بھی جائز ہے۔ ہاں وجوب ثمن کے لئے قبضہ ضروری ہے۔ امام بخاریؒ بھی اس کا انکار نہیں کرتے۔ اگر اشکال ہو کہ مبیع قبل از قبض تصرف بیع یا ہبہ وغیرہ کی صورت میں ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ حالانکہ یہاں پر تو آپؐ نے قبل از قبض ھبہ کر دیا۔ تو کہا جائے گا کہ ہمارے نزدیک بائع اوّل کی موجودگی میں اور اسی مجلس میں یہ تصرفات جائز ہیں۔ البتہ بائع اوّل اور ثالث کی بیع صحیح نہ ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ موہوب کا قبض اور مشتری ثانی کا قبضہ کافی ہے۔ خود کا قبضہ ضروری نہیں۔ اگر وھو علیه سے مراد مشتری ہے تو اس وقت تطبیق اس طرح ہوگی کہ ابن عمرؓ کا سوار ہونا اور اس کا پہلا قبضہ یہ ھبہ کے قبضہ سے کفایت کرے گا۔ اور آپؐ کی موجودگی میں ابن عمرؓ اور آپؐ کو نئے قبضہ کی ضرورت نہیں رہی۔ غالباً امام بخاریؒ کا ترجمہ اسی احتمال پر محمول ہے۔

ان جابر اشترط ظھرہ الی المدینة اس سے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ بشرط واحد بیع جائز ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسافت قریبہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بعیدہ ہو تو ناجائز ہے۔ شوافعؒ اور احنافؒ فرماتے ہیں کہ مسافت بعیدہ ہو یا قریبہ دونوں صورتوں میں بیع ناجائز ہے۔ اسلئے نھی رسول لله ﷺ عن بیع وشرط کا حکم عام ہے۔ باقی حدیث جابرؓ کے متعلق یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس میں کئی احتمالات ہیں ایک تو یہ ہے کہ دراصل یہ بیع تھی ہی نہیں۔ دوسرے شرط نفس عقد میں نہیں تھی بلکہ عقد سے پہلے کی شرط ہے۔ جو مؤثر نہیں ہوگی۔ تیسرے نسائی میں اخذته بکذاواعرتك ظھرہ الی المدینة یعنی اونٹ میں نے اتنی قیمت میں لیا اور مدینہ تک سواری کیلئے عاریت پر دیا۔ تو اب اشکال زائل ہو گیا۔ جاننا چاہئیے کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں قبض المشتری المبیع کا مسئلہ بیان فرمایا ہے جس کو تین ابواب میں لائے ہیں ایک تو اس جگہ اذا اشتری دابة او جملاوھو علیه۔ دوسرا ترجمہ ہے اذااشتری شیئاً فوھب من ساعته الخ لیکن جب ابن عمرؓ کے بعیر صعب والے قصہ سے اعتراض ہوا تو فرمایا لم ینکر البائع یعنی ھبہ مذکورہ بائع کے سکوت سے جائز ہو جائے گا۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اگر بائع مشتری کے تصرفات پر انکار نہ کرے تو یہ بیع جائز ہے البتہ انکار کی صورت میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تو قبل از قبض کسی چیز کی بیع جائز نہیں۔ احنافؒ کے نزدیک بھی مطلقاً ناجائز ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک مکیل اور موزوں میں ناجائز

باقی میں جائز ہے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں ماکول ومشروب میں ناجائز باقی میں جائز ہے۔اس اختلاف کی وجہ سے امام بخاریؒ نے اذااشتری کا جواب ذکر نہیں فرمایا کیونکہ احنافؒ اور شوافعؒ کے نزدیک جمیع اشیاء میں تخلیہ کے بعد قبض کی ضرورت نہیں۔ شوافعؒ اور حنابلہ کے نزدیک منقولات میں تخلیہ کافی نہیں مکانات اور اراضی میں کافی ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا ہے۔ **اذااشتری متاعاً او دابة فوضعها عندالبائع** اور اس میں بھی ابن عمرؓ کے اثر کو لائے ہیں۔ پھر علماء کا اس میں اختلاف ہو گیا کہ اگر مبیع قبل از قبض مشتری بائع کے ہاتھ میں ہلاک ہو گئی تو ضمان کس پر ہے۔ جو لوگ صحت بیع کے لئے قبض کو شرط قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک ضمان بائع پر ہے۔ اور جن کے نزدیک قبض شرط نہیں ان کے یہاں ضمان مشتری پر ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں **کل مبیع تلف قبل قبضه من ضمان البائع الاالعقاد** اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ **کل مبیع من ضمان البائع حتی یقضیه المشتری** ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ **الکیس الکیس** اس کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام بخاریؒ نے تو فرمایا کہ اس کے معنی ولد کے ہیں مگر یہ اس لئے صحیح نہیں کہ ابھی تو حضرت جابرؓ کے بچہ ہوا نہیں تھا یا تو طلب ولد سے کنایہ ہے۔ یا یہ احتمال ہے کہ احتیاط کا حکم دیا ممکن ہے بیوی حائضہ ہو۔ دوسرے معنی جماع کے بھی آتے ہیں۔ اور عقل کو بھی کیس کہتے ہیں۔ گویا کہ طلب ولد عقل سے تعبیر فرمایا۔ کہ عقل ہی انسان کو طلب ولد پر آمادہ کرتی ہے۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں **خمس اواقی** بھی آیا ہے۔ اور بعض میں **اوقین ودرهم** اور بعض میں **اوقیة وذهب** ہے۔ اور بعض میں **اربعه دنانیر** آیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ سب روایت بالمعنی ہے۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں **جمل** اور **بعیر** کا ذکر ہے جو دوآب میں سے ہے۔ لیکن روایت میں **حمیر** کا ذکر نہیں۔ اس کو بھی ابل کے ساتھ لاحق کر دیا کہ یہ حکم خاص نہیں رہے۔

باب الاسواق التی کانت فی الجاهلیة فتتابع بها الناس فی الاسلام ۔

ترجمہ۔ وہ بازاریں جو زمانہ جاہلیت میں تھیں اسلام میں لوگوں نے اس میں خرید و فروخت کو جاری رکھا۔

حدیث (۱۹۵۹) حدثنا علی بن عبدالله الخ عن ابن عباسؓ قال کانت عکاظ ومجنة وذوالمجاز اسواقا فی الجاهلیة فلما کان الاسلام تاثموا من التجارة فیها فانزل الله لیس علیکم جناح فی مواسم الحج قراابن عباسؓ کذا ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے بازار تھے جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان میں تجارت کرنے کو گناہ سمجھا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ گناہ نہیں حج کے موقع پر تجارت کر سکتے ہو ابن عباسؓ مواسم الحجہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

باب شراء الابل الهيم اوالا جرب الهائم المخالف للمقصدفي كل شئ

ترجمہ۔ بیمار یا خارشی اونٹ کا خرید کرنا۔ ھائم کے معنی ہیں ہر چیز میں میانہ روی کی مخالفت کرنے والا اصل ہائم ایک ایسی بیماری ہے جس سے پیاس بڑھ جاتی ہے اور وہ کبھی پانی سے سیر نہیں ہوتا پانی چوستا رہتا ہے۔

حديث(۱۹۶۰)حدثنا علي بن عبدالله الخ قال عمر وكان ههنا رجل اسمه نواس وكانت عنده ابل هيم فذهب ابن عمرؓ فاشترى تلك الابل من شريك له فجاء اليه شريكه فقال بعنا تلك الابل فقال ممن بعتها قال من شيخ كذا وكذا قال ويحك ذاك والله بن عمر فجاءه فقال ان شريكي جاعك ابلاً هيماً ولم يعرفك قال فاستقها قال فلما ذهب يستاقها فقال دعها رضينا بقضاء رسول الله ﷺ لاعدوى سمع سفيان عمرو ....

ترجمہ۔ حضرت عمروؒ فرماتے ہیں کہ اس جگہ ایک آدمی ہے جس کا نام نواس ہے اس کے پاس ایک مریض اونٹ تھا ابن عمرؓ نے جا کر اس کے شریک سے اس اونٹ کو خرید لیا جب اس کا شریک اس کے پاس واپس آیا تو اس نے کہا کہ ہم نے تو یہ اونٹ بیچ دیئے ہیں۔ پوچھا کس کے پاس بیچے ہیں۔ فرمایا اس اس طرح کے شیخ کے پاس بیچے ہیں۔ بولے تیرے لئے ہلاکت ہو اللہ کی قسم! وہ تو ابن عمرؓ تھے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ میرے شریک نے آپ کو پہچانا نہیں اور یہ بیمار اونٹ آپ کو بیچ دیا۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس کو ہانک کر لے جاؤ۔ پس جب وہ ہانک کر لے جانے لگا تو ابن عمرؓ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو ہم حضور رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں کہ چھوت چھات کوئی چیز نہیں ہے سفیان نے عمرو سے سنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ عیب دار چیز کی بیع جائز ہے۔ اگر چہ اس کا عیب ظاہر نہ کیا گیا ہو۔ البتہ مشتری جب عیب پر مطلع ہو تو اسے اختیار ہے فسخ کرے یا جاری رکھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ھیام ایک بیماری ہے جس سے اونٹ پیاسا ہو کر پانی پیتا رہتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اور بعض نے کہا کہ خارشی اونٹ جسے خارش کی وجہ سے تار کول مل دیا گیا ہو جس کی وجہ سے وہ پیاسا ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے شاربون شرب الهيم ابن عباسؓ فرماتے ہیں ابل العطاش۔ علامہ عینیؒ نے نقل کیا ہے کہ وہ ایک قسم کا جنون ہے جو اونٹ کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے۔ ایسے اونٹ کو عاشق ھائم سے تشبیہ دی جاتی ہے جو عشق کی وجہ سے حیران و پریشان رہتا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے مؤلف کا الا جرب سے عطف ڈالنا صحیح ہو جائے گا کیونکہ چھوت چھات کے دعویٰ میں دونوں شریک ہیں۔

بیع العیب حدیث سے معلوم ہوا کہ عیب دار چیز کی بیع جائز ہے۔ جبکہ بائع واضح کر دے اور مشتری اس پر راضی ہو جائے۔ اگر عقد کے بعد عیب ظاہر ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا یہ دھوکہ نہیں ہے۔

لاعدویٰ کے معنی تبھی صحیح ہو سکتے ہیں جب کہ ھیام کو ایک بیماری قرار دیا جائے۔ اور بعض شراح فرماتے ہیں لا عدویٰ کے معنی ظاہر ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا اس بیع پر راضی ہوں اگرچہ اس میں عیب موجود ہے اسے بائع پر واپس نہیں کروں گا۔ میرے نزدیک لا عدویٰ سے اس حدیث مشہور کی طرف اشارہ ہے لاعدویٰ ولاطیرۃ الحدیث. شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ کی بھی یہی رائے ہے عیب کی وجہ سے ردّ بیع کا ارادہ کیا لیکن لا عدوی والی حدیث یاد آنے پر اپنا رڈ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور استقبا سے رڈ مبیع کا ارادہ واضح ہوتا ہے۔

باب بیع السلاح فی الفتنۃ وغیرھا وکرہ عمران بن حصین بیعه فی الفتنۃ۔

ترجمہ۔ فتنہ وفساد کا زمانہ ہو یا نہ ہو ہتھیاروں کی فروخت جائز ہے۔ البتہ عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ فتنہ کے زمانہ میں بیع مکروہ ہے۔

حدیث (۱۹۶۱) حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ الخ عن ابی قتادۃؓ قال خرجنا مع رسول اللہ ﷺ عام حنین فاعطاہ یعنی درعا فبعت الدرع فابتعت به مخرفا فی بنی سلمۃ فانه لاول مال تاثلته فی الاسلام

ترجمہ۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حنین والے سال ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تو آپؐ نے مجھے زرہ عطا فرمائی جس کو میں نے بیچ دیا۔ اور اس کے بعد قبیلہ بنو سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ پس یہ میرا پہلا مال تھا جس سے میں اسلام میں دولتمند اور سرمایہ والا بنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اسلحہ کی بیع اس وقت ناجائز ہے جب کہ فتنہ کا خوف ہو امن کے زمانہ میں اس کی اجازت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فتنہ سے مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں باہمی لڑائی ہو رہی ہو کیونکہ اس صورت میں مشتری کی معاونت ہے اور جب مشتبہ ہو اور باغی کا تحقق ہو جائے تو جس جانب حق ہو اس کے پاس بیچنا ممنوع نہیں ہے۔ چونکہ تعاون علی الاثم کی وجہ سے بیع سلاح کو مکروہ کہا گیا ہے۔ اس لئے ائمہ ثلاثہؒ ان انگوروں کی بیع بھی مکروہ فرماتے ہیں جن سے شراب بنتی ہے۔ بلکہ امام مالکؒ تو فسخ بیع کا حکم دیتے ہیں امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ بع حلالک ممن شئت امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے ان کی مخالفت کی ہے ابو قتادہ کو جناب نبی اکرم ﷺ نے زرہ اسلئے دی تھی کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا اور اس کا مال سلب کیا تھا امام بخاریؒ نے حضرت قتادہؓ کی روایت سے ترجمہ کا دوسرا اجزاء ای غیر الفتنہ میں بیع السلاح کے جواز کو ثابت کیا ہے لیکن شیخ گنگوہیؒ نے امام بخاریؒ کی غرض اس حدیث کے لانے سے

یہ بیان فرمائی ہے کہ بیع الاسلحۃ فی زمان الفتنہ کا جواز فرمارہے ہیں جو امام بخاریؒ کی دقت نظر سے بعید نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ بعتہ اور زمانہ قتال بین المسلمین و المشرکین کا ہے مشتری معلوم نہیں کہ اہل فتنہ میں سے ہے یا کوئی غیر ہے تو اس اطلاق سے ثابت ہوا کہ بیع السلاح فی الفتنہ بھی جائز ہے۔ تو اس عموم سے استدلال کیا۔ لیکن ان سب توجیہات پر اشکال باقی رہے گا کہ جزء ثانی یعنی غیرھا بغیر دلیل کے رہ گیا۔ لیکن اس میں کوئی ضرر نہیں جب زمانہ فتنہ میں جواز ہے تو غیر فتنہ میں تو بطریق اولیٰ جواز ثابت ہوگا۔ یا یوں کہا جائے کہ غیرھا سے فتنہ الکفار مراد ہو۔ پھر مطابقت واضح ہے۔

باب فی العطار المسك

ترجمہ۔ عطر فروش کے بارے میں اور کستوری کی بیع کے بارے میں یہ باب ہے۔

حدیث(۱۹۶۲)حدثنا موسی بن اسمعیل الخ عن ابی موسیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسك اما تشتریه اوتجد ریحه وکیر الحداد یحرق بدنك اوثوبك اوتجد منه ریحا خبیثا ....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری والے اور لوہار کی بھٹی کی طرح ہے۔ کستوری والے کی طرف سے دو میں ایک ضرور ملے گا۔ یا کستوری اس سے خرید کر لوگے اور نہیں تو اس کی خوشبو ضرور حاصل ہوگی۔ لوہار کی بھٹی یا تو تیرا جسم یا تیرا کپڑا جلادے گی۔ یا تو اس سے خبیث اور گندی بدبو حاصل کرے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مسك یعنی کستوری کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ بظاہر اس کے عدم جواز کا گمان ہوتا ہے۔ کیونکہ دراصل مسک دم غزال ہے یعنی ہرن کا خون ہے۔ اور ثمن دم سے ممانعت آئی ہے۔ لہذا حدیث سے اس کا جواز ثابت کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں صرف مسك کا ذکر ہے۔ عطار کا ذکر نہیں تو گویا رائحہ طیبہ کی وجہ سے اس کو بھی مسک کے ساتھ لاحق کردیا۔ اور حدیث سے بیع مسك کا جواز اور اس کی طہارت کا حکم بیان ہوا۔ کیونکہ حضور انور ﷺ نے اس کی مدح فرمائی ہے۔ اور اس کی رغبت دلائی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اس کی کراہت کے قائل تھے۔ لیکن ان کے بعد یہ اختلاف ختم ہوگیا۔ اب جواز بیع المسك اور اس کی طہارت پر اجماع ہو چکا ہے۔ باقی مسک کا خون سے پیدا ہونا ایسا ہے جیسے خون سے گوشت بنتا ہے تو تحول عین سے طہارت پر اجماع ہو چکا ہے۔ نیز! صاحب مسك سے مراد بائع مسك ہے۔

باب ذکر الحجام

ترجمہ۔ پچھنے لگانے والے کا ذکر ہے

حدیث (۱۹۶۳) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن انس بن مالکؓ قال حجم ابوطیبة رسول الله ﷺ فامر له بصاع من تمر وامر اهله ان یخففوا من خراجه ......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طیبہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پچھنے لگائے تو آپؐ نے اجرت کے طور پر کھجور کا ایک صاع ادا کرنے کا حکم دیا اور اس کے مالکان کو حکم دیا کہ اس کے وظیفہ میں تخفیف کریں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ باب موکل الربوا میں گذر چکا ہے ثمن الدم مکروہ ہے تو ظاہراً اس سے حجامت کی تحریم معلوم ہوتی تھی کیونکہ اس میں خون چوسنا پڑتا ہے۔ تو حدیث سے جواز معلوم ہوا۔ تو نہی کو یا تو منسوخ کہا جائے گا یا نہی تنزیہی پر محمول ہوگی خراج سے وہ وظیفہ مراد ہے جو آقا کی طرف سے غلام پر مقرر ہوتا ہے تو حدیث سے جواز حجامت اور جواز اخذ اجرت معلوم ہوا یہی امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے۔

حدیث (۱۹۶۴) حدثنا مسدد الخ عن ابن عباسؓ قال احتجم النبی ﷺ واعطی الذی حجمه ولو کان حراماً لم یعطه ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور خود اپنے ہاتھ سے پچھنے لگانے والے کو اجرت دی۔ اگر حجامت اور اجرت حرام ہوتے تو آپؐ نہ دیتے

اجرت دینے اور پچھنے لگوانے سے ان کا جواز معلوم ہوا۔ مؤطا امام محمدؒ نے فرمایا لا بأس ان تعطی الحجام اجره علی حجامة وهو قول ابی حنیفةؒ...

باب التجارة فیما یکره لبسه للرجال والنساء۔

ترجمہ۔ جن چیزوں کو مردوں اور عورتوں کا پہننا مکروہ ہے ان کا کاروبار کیسے ہے۔

حدیث (۱۹۶۵) حدثنا آدم الخ عن عبداللہ بن عمرؓ قال ارسل النبی ﷺ الی عمر بحلة حریر اوسیراء فراها علیه فقال انی لم ارسل بها الیك لتلبسها انما یلبسها من لا خلاق له انما بعثت الیك

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک ریشم کا جوڑا یا ابریشم کا جوڑا حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا پھر اس کو پہنے ہوئے دیکھا جس پر آپؐ نے فرمایا میں نے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہن لو بلکہ اس کو تو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے میں نے تو

لتستمع بها يعني تبيعها..

آپ کے پاس اس لئے بھیجا تھا تا کہ تم اس سے نفع اٹھاؤ یعنی اسے بیچ کر نفع کماؤ۔

حديث(١٩٦٦)حدثنا عبدالله بن يوسف الخ عن عائشةؓ ام المؤمنين انها اخبرته انها اشترت نمرقة فيها تصاوير فلما راها رسول الله ﷺ قام على الباب فلم يدخله فعرفت في وجهه الكراهية فقلت يارسول الله اتوب الى الله والى رسوله ﷺ ماذا اذنبت فقال رسول الله ﷺ مابال هذه النمرقة قلت اشتريها لك لتقعد عليها وتوسدها فقال رسول الله ﷺ ان اصحاب هذه الصور يوم القيامة يعذبون فيقال احيوا ماخلقتم وقال ان البيت الذى فيه الصور لاتدخل الملئكة .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین خبر دیتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ خرید کیا جس میں تصویریں تھیں۔ جب اس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر دیکھا تو اس میں داخل نہ ہوئے۔ پس میں نے آپؐ کے چہرہ انور میں ناپسندیدگی کے آثار بھانپ لئے تو میں نے کہا یارسول اللہ میں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔ میرے سے گناہ سرزد ہو گیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے میں نے کہا حضرت یہ تو میں نے آپؐ کے لئے خریدا ہے۔ تا کہ آپؐ اس پر بیٹھیں اور اس کا سہارا لیں۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ان صورت والوں کو عذاب دیا جائیگا۔ پس ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اسے زندہ کرو اور فرمایا وہ گھر جس کے اندر یہ تصویریں ہوں اس میں اللہ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مقصد اس باب کا یہ ہے کہ تجارت وہ مکروہ ہے جس سے کسی قسم کا نفع حاصل کرنا مکروہ ہو لیکن جو چیزیں عورتوں وغیرہ کیلئے مکروہ نہیں ہیں اور ان سے نفع اٹھانا ممکن ہے ان میں کوئی کراہۃ نہیں ہے۔ چنانچہ پہلی روایت اسی پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ وہ کپڑا جس سے عورتوں کو نفع اٹھانا مکروہ نہیں اس کی خرید و فروخت حرام نہیں ہے۔ اسی طرح دوسری روایت ہے کیونکہ تصویروں کا کپڑا جس کا پہننا اس حالت میں جائز نہیں مگر اس کپڑے کو پھاڑ کر استعمال کیا جاسکتا ہے جب کہ اس کی تصویریں سالم نہ رہیں۔ یا وہ تبدیل نہ ہو جائیں۔ اور اس کا کچھ بیان حاشیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی جب وہ چیز ان لوگوں کے لئے قابل انتفاع ہو جن کے لئے پہننا مکروہ نہیں۔ لیکن جس میں شرعی منفعت نہیں اس کی بیع بالکل جائز نہیں علماء کا راجح قول یہی ہے جس کے بارے میں دو حدیثیں ذکر کی گئیں۔ ایک تو ابن عمرؓ کی روایت ہے جس میں ہے کہ لتستمع بها یعنی اس کو بیچ کر نفع حاصل کر سکتے ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس کپڑے کا مردوں کے لئے پہننا مکروہ ہے

اس کا بچھانا جائز ہے۔ اور جو لباس عورتوں کے لئے پہننا مکروہ نہیں ہے تو اس کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے اور ترجمہ میں کراہت عامہ مراد ہے خواہ وہ تحریمہ ہو یا تنزیہہ تو اس میں رجال اور نساء دونوں داخل ہوں گے۔ تو اس سے اس اعتراض کا جواب نکل آیا کہ حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں۔ کیونکہ اس میں نساء کا ذکر نہیں ہے۔ اور دوسری حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے جس میں تصویروں والے تکیہ کا ذکر ہے۔ جس میں جناب نبی اکرم ﷺ نے نمرقہ میں بیع کو صحیح قرار نہیں دیا۔ اور اس حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ اس کے بعد آپؐ نے صورت والے کپڑے کا تکیہ بنالیا۔ جس کو مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے ممنوع قرار دیا گیا۔ اس اعتبار سے یہ حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ حدیث ابن عمرؓ ترجمہ کے بعض حصہ پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن حدیث عائشہؓ جمیع اجزاء ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ تصویر کی ممانعت مردوں اور عورتوں دونوں کو مستلزم ہے۔

کرہ لبسہ لبس سے استعمال کرنا ہے۔ جیسے من طول مالبس میں لبس بمعنی استعمال کے ہے۔ اور جس کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ممنوع ہے وہ تصویروں والا تکیہ ہے یہ فی الحاشیہ کا بیان ہے۔

باب صاحب السلعة احق بالسوم

ترجمہ۔ اسباب کا مالک سودے کی قیمت مقرر کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔

حدیث (۱۹۶۷) حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن انس بن مالکؓ قال قال النبی ﷺ یابنی النجار ثامنونی ا بحائطکم وفیہ خرب ونخل .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے بنو نجار تم اپنا باغ مجھے تھما دے دو۔ اس باغ میں بنجر زمین بھی تھی اور کھجوریں بھی تھیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعنی ثمن کی مقدار مقرر کرنا اسباب کے مالک کا حق ہے یہی وجہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنو نجار سے پوچھا کہ اپنے باغ کے ثمن کی مقدار بتاؤ۔ سوم کے معنی قیمت کے تعیین کے ہیں۔

باب کم یجوز الخیار

ترجمہ۔ خیار کتنے دن جائز ہے

حدیث (۱۹۶۸) حدثناصدقۃ الخ عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال ان المتبایعین بالخیار فی بیعہما مالم یتفرقا او یکون البیع خیارًا قال نافع وکان ابن عمر اذا اشتری شیئًا یعجبہ فارق صاحبہ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بائع اور مشتری اپنی بیع میں اختیار پر ہیں۔ جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں یا یہ کہ بیع خیار کی ہو نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ جب کوئی چیز خرید کرتے جو انہیں پسند ہوتی تو اپنے ساتھی سے جلدی جدا ہو جاتے۔

حدیث(۱۹۶۹)حدثنا حفص بن عمر الخ عن حکیم بن حزام عن النبی ﷺ قال البیعتان بالخیار مالم یفترقا قال ھمام فذکرت ذلک لابی التیاح فقال کنت مع ابی الخلیل لما حدثہ عبداللہ بن الحارث.

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہوں دونوں کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کریں یا چالو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مالم یتفرقا ائمہ ثلاثہ تو اس سے تفرق بالابدان مراد لیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جب دونوں نے عقد کر لیا تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ اگرچہ تفرق بالابدان نہ بھی ہو۔ مزید بحث گذر چکی ہے۔

باب اذالم یوقت فی الخیار ھل یجوز البیع۔

ترجمہ۔ جب خیار کو مقرر نہ کریں تو کیا بیع جائز ہو گی۔

حدیث (۱۹۷۰) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابن عمرؓ قال قال النبی ﷺ البیعان بالخیار مالم یتفرقا اویقول احدھما لصاحبہ وربما قال اویکون بیع خیارٍ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بائع مشتری جب تک دونوں جدا نہ ہوں بائع مشتری دونوں خیار کے ساتھ ہیں وبہ قال ابن عمرؓ الخ ۔

حدیث(۱۹۷۱)حدثنا اسحق الخ سمعت حکیم بن حزامٍ عن النبی ﷺ قال البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لھما فی بیعھما وان کذبا وکتما محقت برکۃ بیعھما ....

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بائع مشتری جب تک جدا نہ ہوں وہ اختیار کے ساتھ ہیں۔ پس اگر انہوں نے سچ کہا اور خوب واضح کر دیا تو ان کی بیع میں برکت دی جائے گی۔ اور اگر ان دونوں نے جھوٹ کہا اور عیب کو چھپایا تو ان کے بیع کی برکت مٹا دی جائیگی۔

حدیث(۱۹۷۲)حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال المتبایعان کل واحد منھما بالخیار علی صاحبہ مالم یتفرقا الابیع الخیار

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا متبایعان میں سے ہر ایک اپنے صاحب پر اختیار میں ہے جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہوتے مگر بیع الخیار۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ جب روایت میں کسی مدت کا ذکر نہیں تو اسے مطلق رکھا جائے۔ کسی مدت کی تعیین جائز نہیں ہے۔ اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو خیار کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں کرتے احنافؒ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ جب مدت مجہولہ ہے متعین نہیں کی گئی یا تین دن سے زائد ہو۔ بہر حال بیع تو نافذ اور منعقد ہے اگرچہ فاسد ہوگی۔ جیسے کہ روایت اس معنیٰ پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ شئی کا وجود اس کے ارکان کے وجود سے ہوتا ہے۔ اور بیع کا رکن مبا دلة المال بالمال ٹیرا جن وہ موجود ہے۔ اس لئے بطلان کا دعویٰ تو صحیح نہیں تو اس روایت سے ان لوگوں کی تائید ہوگی جو بیع کو منعقد قرار دے کر اسے فاسد کہتے ہیں۔ تو محض عدم تعیین مدت والوں کی تائید نہیں ہوگی۔ تو بہتر ہے کہ پہلے مسلک کی تائید کی جائے وہی اولیٰ ہے کیونکہ صحابیؓ نے بیع فاسد اور باطل کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ پس ان کے کلام کو ان لوگوں کے مسلک پر محمول کیا جائے جو صحابیؓ کے مسلک کے موافق ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یعنی بائع اور مشتری جب خیار شرط کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں کرتے بلکہ اسے مطلق چھوڑ دیتے ہیں تو کیا یہ بیع منعقد ہوگی یا نہیں۔ شوافعؒ اور احنافؒ تو فرماتے ہیں کہ خیار شرط تین دن سے زائد نہیں ہوگا۔ دوسرے حضرات صاحبینؒ اور اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ خیار شرط کیلئے اس صورت میں کوئی مدت نہ ہوگی۔ البتہ بیع جائز ہو جائے گی شرط باطل ہوگی۔ سفیان ثوریؒ اور امام شافعیؒ اور اصحاب رائے فرماتے ہیں کہ بیع بھی باطل ہو جائے گی۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں بقدر حاجت مدت مقرر کی جائے ان کے نزدیک اجل طویل جائز نہیں ہے۔ مبیعات کپڑے وغیرہ میں ایک دن یا دو دن جاریہ وغیرہ کے اختیار میں پانچ دن اور مکانات میں مہینہ بھر کا اختیار ہوگا۔ امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خیار کی مدت صرف تین دن ہوگی اس سے اکثر جائز نہیں اور ہمیشہ کیلئے اختیار ہے تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

وان کان فاسداً احنافؒ کے نزدیک بیوع کی چار اقسام ہیں۔ ۱/ **باطل** جو بالکل صحیح نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی وہ کسی وجہ سے ملک کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے کسی نے مردار دیکر عبد خریدا قبضہ کر کے اسے آزاد کر دیا تو عتق صحیح نہ ہوگا۔ ۲/ **فاسد** وہ ہے کہ وہ اصلاً تو صحیح ہو وصفاً صحیح نہ ہو قبضہ کی صورت میں ملک کا فائدہ دے گی جیسے کسی نے شراب دے کر غلام خریدا قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو عتق نافذ ہوگا ۳/ **موقوف** وہ ہے جو اصلاً اور وصفاً دونوں طرح سے صحیح ہو۔ توقف کے طور پر ملک کا فائدہ دے گی۔ جیسے کسی کے غلام کو بغیر اس کی اجازت کے فروخت کر دیا۔ ۴/ چوتھی قسم مکروہ ہے جو اصلاً وصفاً صحیح ہے۔ لیکن کوئی مانع لگ گیا جیسے **عنداذان الجمعہ** کی بیع کی جائے امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب مانع آگیا تو نعمت ملک کو حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

ولو فاسداً یہ جواب شیخ گنگوہیؒ نے دیا ہے۔ اور کوکب دری میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت بریرہؓ کے واقعہ میں بیع کو جائز اور ولاء کی شرط کو باطل قرار دیا گیا تو یہاں پر بیع فاسد نے ملک مشتری کا فائدہ دیا جس پر عتق بریرہؓ نافذ ہوا تو اس سے فاسد اور باطل کا فرق بھی واضح ہو گیا۔

تشریح از قاسمی ؒ ۔ خیار اختیار کے معنی میں اختلاف ہے۔ خیار تین قسم ہیں۔ خیار مجلس۔ خیار شرط اور خیار عیب۔ اس جگہ خیار شرط مراد ہے۔ حدیث میں چونکہ کسی مدت کی تعیین نہیں اس لئے حاجت کے موافق مدت متعین کی جائے گی۔ لیکن ابن عمرؓ سے مرفوعا منقول ہے۔ الخیا رثلثة ایام امام مالکؒ تقیید بثلثهة ایا م کاانکار کرتے ہیں۔

مالم یتفرقا اکثر صحابہ اور تابعین اس سے تفرق بالابدان مراد لیتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب عقد ہو گیا تو بیع صحیح ہو گی۔ اگرچہ تفرق بالابدان نہ پایا جائے۔ ظاہر حدیث اور ابن عمرؓ کا عمل پہلے مسلک کی تائید کرتا ہے۔ احنافؒ کے دلائل گذر چکے ہیں۔

اویکون بیع خیا ر اس کے ایک معنی تو یہ ہیں اذاتفرقا سقط الخیار ولزوم العقد الابیع الخیا ر یعنی جس بیع میں خیار شرط پایا جائے وہ مدت گذرنے کے بعد نافذ ہو گی۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ خیار ثابت ہے مگر جب عدم خیار کی شرط لگ جائے تو خیار ساقط ہو گا۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ بیع کے ایجاب وقبول کے بعد احدالمتبایعین دوسرے سے کہے اختر تو دوسرا کہتا ہے اخترت تو اس صورت میں بھی خیار ساقط ہو جائے گا۔

باب اذاخیراحدهماصاحبه بعدالبیع فقد وجب البیع۔

ترجمہ۔ جب بیع کے بعد ایک دوسرے کو اختیار دے دے تو بیع واجب ہو جائے گی۔

حدیث(۱۹۷۳)حدثناقتیبةالخ عن ابن عمرؓ عن رسول اللهﷺانه قال اذاتبایع الرجلان فکل واحدمنهما بالخیار مالم یتفرقاو کانا جمیعاً اویخیر احدهماالاخرفتبایعا علی ذلك فقد وجب البیع وان تفرقا بعد ان تبایعا ولم یترك واحد منهما البیع فقد وجب البیع .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب دو آدمی آپس میں بیع کریں تو جب تک دونوں جدا نہ ہوں اور دونوں اکٹھے رہیں تو ان میں سے ہر ایک کو بیع کے انعقاد اور فسخ کا اختیار ہے۔ یا ان میں سے ایک نے دوسرے کو اختیار دے دیا جس پر دونوں نے بیع کر لی تو بھی بیع واجب ہو جائے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذاخیر احدهما الخ اس ترجمہ کے دو محمل ہیں ایک تو یہ کہ جب متبایعین میں سے کسی ایک کو خیار شرط حاصل ہو تو بیع واجب ہو جائے گی کیونکہ سبب پایا گیا اگرچہ حکم مؤخر ہو گا کہ یا تو خیار شرط ساقط کر دیا جائے یا مدت خیار ختم ہو جائے یہ معنی اس صورت میں ہیں جبکہ خیر احدهما سے خیار شرط مراد ہو۔ اور دوسرا محمل یہ ہے کہ متبایعین میں سے کسی ایک نے دوسرے سے

اثناء بیع میں یہ کہہ دیا کہ اختر لنفسک القبول او الرد تو اس نے بیع اور قبول کو اختیار کیا رڈ کو نہیں۔ تو بیع واجب ہو جائے گی۔ اور ملک کا حکم ثابت ہو جائے گا۔ اس میں تراخی نہیں ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ خیر احدھما کو اس معنی پر حمل کیا جائے۔

وان تفرقا بعد ما تبایعا یعنی ان میں سے کسی نے بیع کو نہیں چھوڑا تو معنی یہ ہوئے کہ **اذا تفرقا یعنی تفرق بالاقوال** کر لیا اور کسی نے بیع کو نہیں چھوڑا کہ جب ایجاب او موجب قول سے کسی نے رجوع نہیں کیا تو بیع لازم ہوگی۔ اور **کانا جمیعاً** کا مطلب یہ ہوگا کہ دونوں اپنے عزم پر جمے رہے۔ اپنے مقصد سے ہٹے نہیں تو بھی بیع واجب ہو جائے گی۔

تشریح از قاسمی ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں خیار مجلس کے ثبوت کے لئے یہ واضح دلیل ہے کہ جب **احد المتبایعین** نے ایجاب کیا۔ دوسرے کو اختیار ہے چاہے رڈ کرے یا قبول کرے۔ لیکن جب ایجاب و قبول طرفین سے حاصل ہو گیا تو عقد تمام ہو گیا اب کوئی اختیار نہیں سوائے خیار شرط یا خیار عیب کے۔ نسائی کی روایت جو حضرت سمرہؓ سے ہے وہ اس کی دلیل ہے **البیعان بالخیار مالم یتفرقا ویاخذ کل احد منھما من البیع ماھوی** اس سے معلوم ہوا کہ خیار جو متبایعین کو حاصل ہے۔ وہ انعقاد بیع سے پہلے ہے۔ بعد میں نہیں تو اس صورت میں **تفرق بالاقوال** مراد ہوگا نہ کہ **تفرق بالابدان**۔

باب اذا کان البائع بالخیار هل یجوز البیع۔

ترجمہ۔ جب بائع کے لئے اختیار ہو تو کیا بیع جائز ہوگی۔

حدیث (۱۹۷۴) حدثنا محمد بن یوسف الخ عن ابن عمرؓ عن النبی قال کل بیعین لا بیع بینھما حتی یتفرقا الا بیع الخیار .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بائع مشتری میں کوئی بیع نہیں ہوگی۔ جب تک دونوں جدا نہ ہوں مگر بیع الخیار کی صورت میں مکمل نہ ہوگی۔

حدیث (۱۹۷۵) حدثنا اسحق الخ عن حکیم بن حزامؓ ان النبی ﷺ قال البیعان بالخیار مالم یتفرقا قال ھمام وجدت فی کتابی یختار ثلث مرارٍ فان صدقا وبینا بورك لھما فی بیعھما وان کذبا وکتما فعسی ان یربحا ربحةً ویمحقا برکة بیعھما.

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بائع اور مشتری جبتک جدا نہ ہوں وہ اختیار سے ہیں۔ ھمام فرماتے ہیں میں نے اپنی کتاب میں یختار ثلاث مرا رپایا ہے پس اگر انہوں نے سچ بولا اور عیب وغیرہ کو خوب واضح کر دیا تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جائیگی اگر دونوں نے جھوٹ بولا اور عیب کو چھپایا تو قریب ہے ان کو نفع زیادہ ہو مگر ان کی بیع کی برکت مٹادی جائیگی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ وجدت فی کتابی یعنی محفوظ تو بالخیار کا لفظ ہے لیکن کتاب میں یختار ثلث مرار پایا یعنی بلفظ اصل یہ غیر محفوظ ہے اور دیگر رواۃ کے بھی خلاف ہے۔ لہذا قبول نہیں ہوگا جب کہ خصوصاً کتاب میں لکھا ہوا ہو تو وہ غیر محفوظ مقبول نہیں ہوگا۔

البائع بالخیار اس سے ان لوگوں کا رد کرنا مقصود ہے جو صرف مشتری کو اختیار دیتے ہیں۔ بائع کو نہیں۔ تو حدیث نے دونوں میں برابری کر دی۔

باب اذا اشتری شیئاً

ترجمہ۔ باب مشتری جب کوئی چیز خرید کرے

فوهب من ساعته قبل ان يتفرقا ولم ينكر البائع على المشتری او اشتری عبداً فاعتقه وقال طاؤس فيمن يشتر السلعة على الرضا ثم باعها وجبت له والربح له ......

ترجمہ۔ اور تفرق بالابدان سے پہلے اسی وقت اسے دوسرے کو ھبہ کر دے اور بائع مشتری پر کوئی اعتراض نہ کرے یا عبد خرید کر کے اسے آزاد کر دے۔ اور طاؤس اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جس نے رضامندی سے کچھ اسباب خرید کیا پھر اس وقت بیچ دیا تو بیع واجب ہو گی اور نفع اسی کا ہوگا۔

حديث(١٩٧٦)وقال الحميدی الخ عن ابن عمرؓ قال كنا مع النبیﷺ فی سفر فكنت على بكر صعب لعمر فكان يغلبنی فيتقدم امام القوم فيزجره عمر ويرده فقال النبیﷺ لعمر بعنيه قال هو لك يارسول الله قال بعنيه فباعه من رسول اللهﷺ فقال النبیﷺ هو لك يا عبدالله بن عمرؓ تصنع به ما شئت قال ابو عبدالله وقال الليث الخ عن عبدالله بن عمرؓ قال بعت من امير المؤمنين عثمان مالاً بالوادی بمالٍ له بخيبر فلما تبايعنا رجعت على عقبی حتى خرجت من بيته خشية ان يردنی البيع وكانت السنة ان المتبايعين

ترجمہ۔ ہم سے حمیدیؒ نے کہا بسند کہ ابن عمرؓ نے فرمایا ہم جناب نبی اکرمﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ پس میں حضرت عمرؓ کے ایک سرکش گھوڑے پر سوار تھا جو مجھ پر غالب تھا کہ قوم سے آگے بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ اسے ڈانٹ کر واپس کرتے پھر وہ آگے بڑھ جاتا حضرت عمرؓ اسے ڈانٹ کر واپس کرتے۔ تو جناب نبی اکرمﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اسے میرے پاس بیچ دو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہﷺ وہ آپؐ کے لئے ہے۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس بیچ دو۔ تو انہوں نے اسے آپ رسول اللہﷺ کے پاس بیچ دیا۔ تو جناب نبی اکرمﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرؓ یہ تیرے ملک ہے جو چاہو اس کے ساتھ سلوک کرو اور لیث کی سند سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ کے پاس وادی کے اندر جو میری

بالخیار حتی یتفرقا قال عبداللہ فلما وجب بیعی وبیعه رایت انی قدغبنته بانی سقته الی ارض ثمود بثلث لیال وساقنی الی المدینة بثلث لیال .....

زمین تھی ان کے خیبر والے مال کے بدلے بیچ دی۔ جب ہم بیع کر چکے تو اپنی ایڑیوں پر لوٹ آیا۔ یہاں تک کہ میں ان کے گھر سے اس خوف سے نکل آیا کہ کہیں وہ میرے سے بیع واپس نہ کرلیں۔ سنت یہی ہے کہ متبایعان اس وقت تک اختیار کے ساتھ ہیں جب تک جدانہ ہو جائیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا پس جب میری اور ان کی بیع واجب ہو گئی تو میں نے سمجھا کہ مین نے ان سے دھوکہ کیا ہے۔ کہ میں نے ان کو ارض ثمود کی طرف تین رات کی مسافت پر بھیج دیا۔ اور انہوں نے مجھے تین رات کی مسافت سے نجات دے کر مدینہ کے قریب کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مؤلف نے بیع کو ھبہ پر قیاس کرتے ہوئے باب باندھا کہ جیسے قبل قبض از مشتری کا ہبہ جائز ہے اس طرح بیع بھی قبل از قبض جائز ہو گی۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اسے منع کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے لاتبع مالیس عندك دوسرے آپؐ نے قبل از قبض طعام کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ اور ابن عباسؓ فرما چکے ہیں کہ میں ہر چیز کو اسی طرح سمجھتا ہوں۔ نیز علۃ نہی بھی ہر چیز کو شامل ہے کہ بیع میں ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔ البتہ یہ علۃ اراضی میں نہیں پائی جاتی اس لئے ان کی بیع قبل از قبض جائز ہو گی۔ بنابریں حکم میں تعمیم واجب ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے صرف ھبہ کے جواز کو ثابت کرنا نہیں بلکہ مقصود بعض تصرفات جائزہ کا بیان کرنا ہے۔ قبل از قبض مثلاً عتق. ھبہ اور بیع. مطلقاً طاؤس کی رائے کے مطابق جیسے امام بخاریؒ نے ذکر فرمایا اور اس کی جزئیات میں سے یہ بھی ہے کہ بائع ثمن قبض کرنے سے پہلے مبیع کو بیچ سکتا ہے جب کہ مشتری نے ابھی اس پر قبضہ نہ کیا ہو اگر چہ یہ بیع ثانی اس شرط کے ساتھ مشروط ہو کہ یہ بیع ثمن اوّل پر ہو گی۔ جیسا کہ باب الاقالة میں اس کو ذکر کیا گیا ہے اس بناء پر ابن عمرؓ کا اثر احناف کو نقصان دے گا جب کہ خیار کو استحباب پر محمول کیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ باب کی دو حدیثوں میں سے حدیث ابن عمرؓ سے خیار مجلس کو ثابت کرنا چاہتے ہیں جب کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے معاملہ کیا تھا کہ اقالہ کے خوف سے جلدی مجلس سے الگ ہو گئے لیکن بعیر صعب والی ابن عمرؓ کی روایت سے جب اعتراض کا خطرہ لاحق ہوا جس میں جناب نبی اکرم ﷺ سے خود نفس تمام عقد سے تصرف فرمادیا۔ تو جواب دیا کہ بقوله ولم ینکر ھبہ مذکورہ بائع کے انکار نہ کرنے سے تمام ہو گیا۔ اس کے سکوت کو قول کے قائم مقام قرار دیا گیا۔ نیز! اس خیار مجلس کے خلاف خود ابن عمرؓ کی حدیث عنقریب آرہی ہے۔ اذااشتری متاعاً اودابةً فوضعه عندالبائع قال ابن عمرؓ ماادرکت الصفقه حیاً مجموعاًفهو من المبتاع ۔امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ ابن عمرؓ جو فرمارہے ہیں کہ اگر سودا کے تمام ہونے کے بعد مبیع ہلاک ہو جائے تو وہ مال مشتری سے ہلاک ہو گا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ بھی اقوال سے ہی بیع کو تام قرار دیتے ہیں تفرق بالابدان کو ضروری نہیں کہتے

بلکہ مبیع بائع کے ملک سے منتقل ہو کر مشتری کے ملک میں چلی جائے گی۔ اگر مبیع ہلاک ہوئی تو مال مشتری سے ہلاک ہو گی۔

قاس علی الھبۃ البیع یعنی باب میں حدیث ھبہ ذکر کر کے بیع کو اس پر قیاس کیا گیا ہے. منہ ابو حنیفۃ ؒ باب اذااشتری دابۃ میں گذر چکا ہے کہ اس پر تو ائمہ کا اتفاق ہے کہ طعام کی بیع قبل از قبض جائز نہیں۔ البتہ طعام کے علاوہ باقی اشیاء کی قبل از قبض کے تصرفات میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام اوزاعیؒ اسحاقؒ اور امام احمدؒ طعام کے علاوہ باقی اشیاء کی بیع قبل از قبض کو جائز کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور ایک روایت احمد کی بھی ہے کہ قبل از قبض کسی چیز کی بیع جائز نہیں البتہ امام ابو حنیفہؒ اراضی بیع کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ ان حضرات کا استدلال نھی البیع فی الطعام قبل قبضہ سے ہے۔ اسی طرح ابو داؤد کی روایت ہے کہ ان النبی ﷺ نھی ان تبتاع اسعلہ حیث تبتاع حتی یحوز ھاالتجار الی احالھم۔ یعنی جس جگہ اسباب کو بیچا جاتا ہے اس جگہ ان کی بیع ممنوع ہے۔ جب تک کہ تجار ان کو اپنے اپنے ٹھکانوں تک نہ لے جائیں اس طرح اسید بن عتاب والی مکہ کو آپؐ نے فرمایا انھم من بیع مالم یقبضوہ یعنی جو چیز ان کے قبضہ میں نہ ہو اس کے بیچنے سے آپ ان کو روکیں۔

وعن ذبیح مالم یضمنوہ کا لعتق۔ اعتاق کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور فرماتے ہیں اعتاق صحیح ہو گا۔ اور یہی اس کا قبضہ ہو گا خواہ بائع کو حبس کا حق ہو یا نہ ہو۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مشتری کے تصرفات فی المبیع فی مدۃ الخیار سے ملک ثابت ہو جائے گا اور خیار باطل ہو جائے گا جیسے عبد کا اعتاق اس کی کتابت اس کی بیع اور اس کا ھبہ کر دینا جاریہ سے وطی کرنا مباشرت اور چھونا یہ سب امور موجب رضا ہیں اور خیار کو باطل کر دیتے ہیں۔

اقالہ امام شافعیؒ کے نزدیک فسخ بیع ہے۔ امام مالکؒ اسے بیع فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ متعاقدین کے حق میں فسخ اور غیر کے بارے میں بیع قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے الاقالۃ جائز فی البیع بمثل الاول۔ اگر کسی نے اکثر یا اقل کی شرط لگائی تو شرط باطل ہو گی۔ اور ثمن اول دینا پڑے گا۔ ان الاقالۃ فسخ فی حق المتعاقدین وبیع جدید فی حق غیرھما اگر فسخ کرنا ممکن نہ ہو تو اقالہ باطل ہو جائے گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ تصنع بہ ماشئت یہ آپ کا قول ان لوگوں کی دلیل ہے جو تفرق بالاقوال کے قائل ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے اسی وقت ابن عمرؓ کو اونٹ ھبہ کر دیا تفرق ابدان سے پہلے۔ اگر جمل آپؐ کا نہ ہوتا تو قبل الافتراق ھبہ کیسے کرتے۔ کانت السنۃ سے معلوم ہوا کہ تفرق بالابدان ابن عمرؓ کے زمانہ سے پہلے متروک ہو چکا تھا۔

باب مایکرہ من الخداع فی البیع ترجمہ۔ بیع کے اندر دھوکہ دینا مکروہ ہے

حدیث (۱۹۷۷) حدثناعبداللہ بن یوسف الخ ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے

عن عبداللہ بن عمرؓ ان رجلاً ذکر النبی ﷺ انه یخدع فی البیوع فقال اذابایعت فقل لاخلابة...

جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا کہ اس کو بیوع میں دھوکہ دیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی سے بیع شراء کرو تو لاخلابة کہہ دیا کرو۔ خلابة کے معنی خدیعه کے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس باب سے اشارہ ہے کہ بیع کے اندر خداع مکروہ ہے۔ باقی بیع فسخ نہ ہوگی۔ البتہ اگر مشتری خیار کی شرط لگائے تو پھر بیع تام نہ ہوگی۔ جب تک کہ مدت خیار نہ گذرے۔ لاخلابة کہ دھوکہ نہ ہو۔ کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ شوافعؒ واحنافؒ فرماتے ہیں کہ غبن لازم نہیں ہے۔ اس لئے مغبون کو اختیار نہیں ہوگا۔ خواہ غبن قلیل ہو یا کثیر ہو۔ امام مالکؒ کی بھی اصح روایت یہی ہے۔ حدیث کا جواب یہ ہے کہ ایک خاص واقعہ ہے۔ ابن عربیؒ کے قول کے مطابق اس کا حکم غیر کی طرف متعدی نہیں ہوگا۔

باب ماذکر فی الاسواق

ترجمہ۔ بازاروں کے بارے میں جو کچھ ذکر ہوا ہے

وقال عبدالرحمن بن عوف لماقدمنا المدینة قلت هل من سوق فیه تجارة قال سوق قینقاع وقال انس قال عبدالرحمن دلونی علی السوق وقال عمر الهانی الصفق بالاسواق .....

ترجمہ۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا جب ہم لوگ مدینہ آئے تو میں نے پوچھا کوئی بازار ہے جس میں کاروبار ہوتا ہو تو کہا کہ قینقاع کا بازار ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ مجھے بازار بتلاؤ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے بازاروں کے اندر سودا کرنے نے غافل کر دیا۔

حدیث(۱۹۷۸)حدثنامحمدبن الصباح الخ حدثنی عائشةؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ یغزو جیش الکعبة فاذاکانوابیداء من الارض یخسف باولهم واخرهم قالت قلت یا رسول اللہ کیف یخسف باولهم واخرهم وفیهم اسواقهم ومن لیس منهم قال یخسف باولهم واخرهم ثم یبعثون علی نیاتهم .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرے گا جب بیداء مقام کی زمین تک پہنچیں گے تو اوّل سے لے کر آخر تک سب لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا سب کے سب کو کیسے دھنسایا جائے گا حالانکہ ان کے اندر تو بازاری لوگ بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی جو ان میں سے نہیں ہوں گے۔ فرمایا دھنسائے تو سب کے سب جائیں گے پھر اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔

حدیث(۱۹۷۹)حدثناقتیبةالخ عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ صلوة احدکم فی جماعة تزید علی صلوته فی سوقه وبیته بضعا وعشرین درجة وذلك بانه اذاتوضا فاحسن الوضوء ثم اتی المسجدلایریدالاالصلوةلاینهزه الاالصلوة لم یخط خطوةالارفع بها درجةً اوحطت عنه بها خطیئة والملئکة تصلی علی احدکم مادام فی مصلاه الذی یصلی اللهم صل علیه اللهم ارحمه مالم یحدث فیه مالم یؤذفیه وقال احدکم فی صلوة ماکانت الصلوة تحبسه.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے بازار اور گھر میں نماز پڑھنے سے بیس سے کئی درجہ اوپر زیادہ ثواب ملتا ہے۔اور یہ بایں طور کہ جب وہ وضو کرتا ہے اور اسے اچھی طرح بناتا ہے پھر مسجد میں آتا ہے نماز کے سوا اس کا کسی دوسری چیز کا ارادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی نماز کے سوا کسی اور چیز نے اسے اٹھایا ہو تو پھر وہ جو قدم بھی اٹھائے گا اس کی وجہ سے اس کا درجہ بلند ہوگا اور اسکی وجہ سے برائی مٹادی جائیگی اور فرشتے برابر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔جب تک کہ وہ اپنی اس جائے نماز پر بیٹھا رہے جس پر اس نے نماز پڑھی ہے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس پر رحمت بھیج اور اس پر رحم فرما جب تک اس میں بے وضو نہ ہو۔اور جب تک اس میں کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔اور فرمایا ہر ایک تمہارا نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے۔

حدیث(۱۹۸۰)حدثناادمالخ عن انس بن مالكؓ قال کان النبی ﷺ فی السوق فقال رجل یااباالقاسم فالتفت الیه النبی ﷺ فقال انمادعوت هذا فقال النبی ﷺ سمو باسمی ولا تکنوا بکنیتی .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ بازار میں تھے ایک شخص نے یا ابا القاسم کہہ کر پکارا تو آپ نبی اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔وہ بولا کہ میں نے تو اس کو پکارا تھا۔جس پر آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا نام تو تم رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

حدیث(۱۹۸۱)حدثنامالك بن اسمعیلالخ عن انسؓ دعارجل بالبقیع یااباالقاسم فالتفت الیه النبی ﷺ فقال لم اعنك قال سموا باسمی ولاتکنوا بکنیتی .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مقام بقیع میں کسی نے پکارا یا ابا القاسم جناب نبی اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے وہ بولا میری مراد آپؐ نہیں تھے۔جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا میرے نام پر نام تو رکھ سکتے ہو میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو

حدیث(۱۹۸۲)حدثنا علی بن عبداللہ الخ عن ابی ھریرۃ الدوسی قال خرج النبی ﷺ فی طائفۃ النھار لایکلمنی ولااکلمہ حتی اتی سوق بنی قینقاع فجلس بفناء بیت فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکلع فحمستہ شیئاً فظننت انھا تلبسہ سخاباًاوتغسلہ فجاء یشتد حتی عانقہ وقبلہ وقال اللھم احببہ واحب من یحبہ قال سفیان الخ انہ رای نافع بن جبیر اوتربرکعۃٍ ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ دوسی فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ دن کے ایک حصہ میں باہر تشریف لائے اس حال میں کہ نہ آپؐ میرے سے کلام فرماتے تھے اور نہ ہی میں آپؐ سے کلام کرتا تھا یہاں تک کہ آپؐ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے تو حضرت فاطمہؓ کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے آپؐ نے فرمایا کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے (حضرت حسن یا حسین مراد ہیں) پس حضرت فاطمہؓ نے ان کو تھوڑی دیر کیلئے روک لیا میرا گمان ہے کہ وہ یا تو ان کو ہار پہنا رہی تھیں یا نہلا رہی تھیں پس وہ بچہ دوڑتا ہوا آیا جس سے آپؐ گلے ملے اور ان کو اور ان کو بوسہ دیا اور فرمایا اے اللہ! تو ان سے بھی محبت فرما اور جو ان ؓسے محبت کرے ان سے بھی محبت فرما۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں سند کے ساتھ کہ نافع بن جبیرؓ کو دیکھا گیا کہ وہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حدیث(۱۹۸۳)حدثنا ابراھیم بن المنذر الخ حدثنا ابن عمرؓ انھم کانو یشترون الطعام من الرکبان علی عھدالنبی ﷺ فیبعث علیھم من یمنعھم ان یبیعوہ حیث اشتروہ حتی ینقلوہ حیث یباع الطعام قال وحدثنا ابن عمرؓ قال نھی النبی ﷺ ان یباع الطعام اذا اشتراہ حتی یستوفیہ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں لوگ قافلے والوں سے غلہ خرید کرتے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس وہ آدمی بھیجتے تھے جو ان کو اس سے منع کرتے کہ جس جگہ انہوں نے غلہ خرید کیا اس جگہ اسے نہ بیچیں جب تک اس کو اس جگہ سے منتقل نہ کرلیں جس جگہ وہ بیچا گیا ہے نیز ابن عمرؓ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے طعام کو اس جگہ بیچنے سے منع فرمایا جس جگہ اسے خرید کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسے قبض نہ کرلیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وفیھم اسواقھم الخ حضرت عائشہؓ کی مراد یہ تھی کہ یہ لوگ تو گناہ سے بری ہیں پھر کیوں سزا ملی اس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ اسواق کا ذکر آ گیا۔ اور جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بے گناہ لوگ عذاب میں شریک ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ان کی جماعت کی تکثیر کی اور مداہنت کی ان کو روکا نہیں۔ پھر ان کو بدلہ ان کی نیات کے مطابق دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سوق بھی دو قسم کے ہیں بعض کی نیت خیر کی ہوگی۔ اور بعض کی شر کی۔ جس کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔

دعارجل بالبقیع قبرستان بقیع غرقد کے قریب گھوڑوں وغیرہ کی دوڑ لگتی تھی تو اس اعتبار سے اس جگہ اس کا لانا صحیح ہو گیا اور اسی سے ترجمہ ثابت ہوا۔ قال سفیا ن قال عبیداللہ لفظ قال زائد ہے۔ یا اسے اس پر محمول کیا جائے کہ قولہ اخبرنی اس کی تفسیر ہے تو معنی ہوئے اخبرنی عبیداللہ الخ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ الجواب انھم یشترکون فی العذاب حافظؒ فرماتے ہیں کی غرض یہ ہے کہ جن لوگوں کا ارادہ قتال کا نہیں تھا جو سبب عقوبۃ ہے۔ تو ان پر عذاب کیوں نازل ہو گا۔ جواب یہ ہوا کہ ان کا اجل قریب تھا اس لئے عام عذاب واقع ہوا اب بعد ازاں اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ نیز! ماذکر فی الاسواق امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ تجارۃ وغیرہ کیلئے شرفاء اور فضلاء کا بازار میں داخل ہونا جائز ہے۔ اگرچہ وہ شر البقاع ہیں۔ لیکن بعض بازار ایسے ہیں جن میں مساجد سے زیادہ ذکر ہوتا ہے مہلب فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو لوگ کسی قوم کی تعداد کو معصیت میں بڑھائیں گے تو عذاب ان پر بھی نازل ہو گا۔ اس سے امام مالکؒ نے استنباط کیا ہے کہ جو شخص شراب پینے والوں کے پاس بیٹھے اگرچہ وہ شراب نہ پئے لیکن وہ بھی سزا کا مستوجب ہے اس سے اہل ظلم کی مصاحبۃ ان کی مجالست اور ان کی جماع کی تکثیر سب سے بچنا چاہیئے۔ اور ترجمہ سے مناسبۃ اس طرح ہے کہ عنقریب ھدم کعبہ واقع ہو گا۔ ایک مرتبہ تو اللہ تعالیٰ قبل الوصول الی الکعبۃ انہیں ہلاک کر دیں گے۔ اور دوسری مرتبہ وہ پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ قسطلانیؒ نے تو ذکر فرمایا ہے کہ ہدم کعبہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں واقع ہو گا۔ لیکن قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جب قرآن سینوں اور مصاحف سے اٹھالیا جائے گا اس وقت ھدم کعبہ ہو گا۔ اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد واقع ہو گا۔ صحیح یہی ہے اور یہی آخری ھدم ہے۔

بالبقیع حضرت انسؓ کی روایت کو امام بخاریؒ دو طریق سے لائے ہیں۔ پہلے طریق میں ہے کان النبی ﷺ فی السوق اور دوسرے میں ہے کان بالبقیع جس سے اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ پہلی روایت میں جو سوق مذکور ہے اس سے وہ سوق مراد ہے جو بقیع میں ہے۔ جس کی تائید مسند احمدؒ کی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں ہے فاتانا بالبقیع فقال یامعشر التجار اناالبیع یحضرہ الحلف والکذب اور معجم البلدان میں ہے بقیع الخیل موضع بالمدینۃ تو اس سے بقیع غرقد مراد نہ ہوا۔ بقیع الخیل ہوا اس اعتبار سے امام بخاریؒ کا اس کو اس باب میں لانا صحیح ہو گا۔ اور شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بقیع غرقد کے پاس گھوڑوں کی منڈی تھی۔

قال سفیان اخبرنی عبیداللہ شیخ گنگوہیؒ نے لفظ قال کو زائد کہا ہے۔ کیونکہ قال سفیان مکرر ہو گیا۔ اس زیادتی سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ عبیداللہ کی ملاقات نافع بن جبیر سے ثابت ہے۔ اب عنعنہ نقصان نہیں دے گا۔ کیونکہ جب ایک مرتبہ ملاقات ثابت ہو جائے تو بالاتفاق اسے سماع پر محمول کیا جاتا ہے۔

باب کراھیۃ الصخب فی السوق　ترجمہ۔ بازار میں شوروشغب کرنا مکروہ ہے

حدیث(۱۹۸۴)حدثنامحمدبن سنان الخ عن عطاء بن یسار قال لقیت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ قلت اخبرنی عن صفة رسول اللہ ﷺ فی التورة قال اجل واللہ انه لموصوف فی التورة ببعض صفتهفی القران یاایهاالنبی اناارسلنك شاهد ومبشراونذیراوحرزاللامیین انت عبدی ورسولی سمیتك المتوکل لیس بفظ ولاغلیظ ولاصخاب فی الاسواق ولایدفع بالسیئة السیئة ولکن یعفو ویغفرولن یقبضه اللہ حتی یقیم به الملة العوجاء بان یقولوا لااله الااللہ ویفتح بهااعین عمی واذان صم وقلوب غلف. تابعه عبدالعزیز الخ قال عبداللہ غلف کل شیئی فی غلاف سیف اغلف وقوس غلفاء ورجل اغلف اذالم یکن مختونا .....

ترجمہ۔ حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا جناب رسول اللہ ﷺ کی تورات میں جو وصف ہے وہ اس کے متعلق مجھے بتلائیں انہوں نے کہاہاں! آپؐ کے تورات میں وہ اوصاف بیان کئے گئے ہیں جن میں سے بعض کا بیان قرآن مجید میں ہے بے شک ہم نے آپؐ کو گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور وہ ان پڑھ لوگوں کیلئے محافظ ہوں گے آپؐ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے جو بدخو اور سخت دل نہیں ہے اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والا ہے اور وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن وہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس وقت تک انہیں دنیا سے نہیں اٹھائے گا جب تک کہ وہ عرب کی ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر لیں بایں صورت کہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں گے۔ اس سے اندھی آنکھیں کھل جائیں گی بہرے کان اور بند کئے ہوئے دل کھل جائیں گے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ غلف ہر وہ شیئ ہے جو کسی غلاف میں ہو پس وہ اغلف ہے۔ تلوار اغلف جو میان میں ہو۔ کمان غلفاء جو ترکش یعنی اپنے غلاف میں ہو اور اغلف آدمی وہ ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قوس غلفاء یہ اس لئے کہ کمان کے لئے بھی غلاف ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے تنبیہ فرمائی کہ تلوار کا غلاف تو مشہور ہے لیکن کمان کا غلاف مشہور نہیں ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قوس غلفاء جب کہ کمان کے لئے غلاف ہو جو اس کے لئے بنایا گیا ہو۔

باب الکیل علی البائع والمعطی

ترجمہ۔ غلہ کی بھرتی کرنا بائع اور دینے والے کے ذمہ ہے

وقول اللہ تعالی واذاکالوهم اووزنوهم یخسرون .

ترجمہ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب وہ بھرتی کر کے

یعنی کالوالھم ووزنوھم کقولہ یسمعونکم یسمعون لکم وقال النبی ﷺ اکتالوا حتی استوفوا ویذکر عن عثمانؓ ان النبی ﷺ قال لہ اذابعت فکل واذاابتعت فاکتل......

دیتے ہیں یاوزن کرتے ہیں تو کیل ووزن میں کمی کرتے ہیں یعنی جب لوگوں کو کیل کر کے دیتے ہیں یاان کے لئے وزن کرتے ہیں جیسے یسمعونکم یعنی تمہارے لئے سنتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اور جب دوسرے سے بھرتی لیتے ہیں تو پوری لیتے ہیں اور حضرت عثمانؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم کوئی چیز بیچو تو بھرتی کردو اور جب خرید کرو تو بھرتی لو۔

حدیث ۱۹۸۵)حدثناعبداللہ بن یوسف الخ عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من ابتاع طعاماً فلایبیعہ حتی یستوفیہ ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص غلہ خرید کرے تو اس وقت تک اسے نہ بیچے جبتک اس کو پوری طرح نہ لے لے یعنی قبضہ سے پہلے نہ بیچے۔

حدیث (۱۹۸۶) حدثناعبدان الخ عن جابرؓ قال توفی عبداللہ بن عمروؓ بن حزام وعلیہ دین فاستعنت النبی ﷺ علی غرمائہ ان یضعوا من دینہ فطلب النبی ﷺ اذھب فصنف تمرك اصنافاًالعجوۃ علی حدۃ وعذق زید علی حدۃ ثم ارسل الی ففعلت ثم ارسلت الی النبی ﷺ فجلس علی اعلاہ اوفی وسطہ ثم قال کل للقوم فکلتھم حتی اوفیتھم الذی لھم بقی تمری کانہ لم ینقص منہ شیئ وقال فراس عن الشعبی حدثنی جابر عن النبی ﷺ فما زال یکیل لھم حتی اداہ وقال ھشام عن وھب عن جابر قال النبی ﷺ جذلہ فاوف لہ .....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزامؓ کی وفات ہوئی جب کہ قرضہ ان کے ذمہ تھا اس کے قرض خواہوں پر میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کی کہ وہ اس کے قرض کو معاف کر دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے اس کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم جا کر اپنے کھجوروں کی الگ الگ قسمیں بنالو۔ مثلاً عجوہ الگ ہو۔ عذق زید الگ ہو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ میں نے ایسا کر کے آپؐ کو اطلاع بھجوائی تو حضور انور ﷺ تشریف لائے اور ان کے اونچے یا درمیانے ڈھیر پر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ قوم کو بھر بھر کر دے دو چنانچہ میں نے ان کو بھر بھر کر دیا یہاں تک کہ جو کچھ ان کا حق تھا وہ سب میں نے پورا کر دیا اور میری کھجور باقی بچ رہی گویا کہ اس میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوئی۔ فراس کی سند میں ہے کہ وہ

برابر ان کے لئے بھرتی کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں ادا کر دیا اور حضرت نبی اکرم ﷺ سے یوں بھی روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خوشے کاٹو اور اس کو پورا دے دو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ باب الکیل علی البائع باب کی دو روایتیں ترجمہ پر دال ہیں پہلی روایت تو ظاہر ہے دوسری روایت میں آپ کا حضرت جابرؓ سے فرمانا کل للقوم اور حضرت جابر معطی تھے چونکہ ترجمہ میں کیل کا ذکر تھا اس لئے مناسب تھا کہ وہ آیت ذکر کی جائے جس میں کیل کا ذکر ہو۔ چنانچہ فرمایا اذا کالوھم او وّزنوھم اس میں دلالت ہے کہ کیل اور وزن معطی بائع کے ذمہ ہے اور آیت کے اوّل میں ہے اذا اکتالوا علی الناس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیل کبھی مشتری اور قدر کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اکتالوا کا معنی سینا اور پورا کرنا ہے۔ بھرتی کر کے دینا نہیں ہے۔ اگر یہ اعتراض تسلیم کر لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ جب بائع ان کو کیل پورا کر کے نہ دے بلکہ ان سے زیادہ طلب کریں تو کیل کو ان کی طرف منسوب کیا گیا کیونکہ وہی اس میں تصرف کرنے والے ہیں اور زیادہ طلب کریں تو کیل کو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ کیونکہ وہی اس میں تصرف کرنے والے ہیں۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد اکتالوا حتی یستوفوا اس جگہ اس لئے لایا گیا تاکہ اس معنی پر دلالت کرنے جس پر آیت دلالت کرتی ہے۔ کہ اکتیال اس معنی کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو آدمی اپنے لئے کرے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ کیل اور وزن مبیعات میں بائع کے ذمہ ہے پس جس پر کیل اور وزن لازم ہے اس کی اجرت بھی اس کے ذمہ ہوگی۔ یہی مسلک ائمہ ثلاثہ ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور ابو ثورؒ کا ہے البتہ توضیح میں یہ ہے کہ کیل کی اجرت بائع کے ذمہ ہے۔ اور ثمن کا وزن اور اس کی اجرت مشتری کے ذمہ ہوگی کیونکہ مبیع پر قبضہ کرانا بائع کا فریضہ ہے اور ثمن نقد کر کے دینا مشتری کا فریضہ ہے۔

اذابعت فکل اسی ترجمہ میں کیل اور اکتیال میں فرق یہ ہے کہ کیل دوسرے کیلئے اور اکتیال اپنے لئے مستعمل ہوتا ہے چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کلیۃ الطعام اذا اعطیتہ مکیلا و اکتلت علیہ ای اخذت منہ کیلا اسی کی طرف امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا بقولہ کالوالھم امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں الاکتیال الاخذ بالکیل کالاتزان الاخذ بالوزن۔

یستوفون صاویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں یزیدون علی حقھم یہ مراد نہیں کہ محض اپنا حق پورا لیتے ہیں بلکہ زیادہ بھی لیتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حتی ینقلوہ کیونکہ قبض شرط ہے اور نقل مکانی سے قبض حاصل ہو جائے گا۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوگی کہ سوق ہر اس مکان کا نام ہے جہاں پر تبایع واقع ہو یہ حکم کسی معروف مکان کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ اس عموم کی دلیل

حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ حیث یباع الطعام یعنی جہاں غلہ بیچا جاتا ہے۔

حتی یستوفیه ای یقبضه خرید شدہ اشیاء کی قبل از قبض بیع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ تو ہر چیز میں ناجائز قرار دیتے ہیں۔ عثمان تیمی اس کے برعکس ہر چیز میں جائز فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ ہر چیز میں ناجائز البتہ اراضی میں اجازت دیتے ہیں اور اس طرح سب غیر منقولہ اشیاء میں جواز کے قائل ہیں۔ دیگر ائمہ کرام مکیلات اور موزونات میں منع کرتے ہیں۔ البتہ امام مالکؒ مکیلات اور موزونات میں غلہ کی تخصیص کر کے اس کی بیع کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

ملة عوجاء سے مراد ملت عرب ہے۔ اسے عوجاء ٹیڑھی اس لئے کہا گیا کہ ان لوگوں نے اس میں بتوں کی پرستش کو شامل کر لیا تھا جس سے ملت ابراہیمی میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

حتی یستوفیه ای یقبضه ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ اس میں طعام کی بیع سے ممانعت ہے۔ جب تک قبضہ نہ ہو قبضہ کے بعد جب بیع کرے گا تو کیل اس کے ذمہ ہوگا یہی ترجمہ ہے۔ الکیل علی البائع۔ عجوہ مدینہ کی عمدہ کھجور میں سے ہے۔ عذق زید عذق تو کھجور کے خوشے کو کہتے ہیں۔ زید ایک شخص کا نام ہے جس کی طرف کھجور کی یہ قسم منسوب تھی اور مطابقۃ لفظ کل میں ہے۔ جو کیل کا امر ہے جذیه جذوذ کا امر ہے بمعنی کھجور کی ٹہنیوں کا کاٹنا اور له کی ضمیر غریم کے لئے ہے۔

باب مایستحب من الکیل

ترجمہ۔ کیل کے اندر جو چیز مستحب ہے اس کا بیان ہے

حدیث (۱۹۸۷) حدثنا ابراهیم بن موسی الخ عن المقدامؓ بن معدی کربؓ عن النبی ﷺ قال کیلوا طعامکم یبارك لکم .....

ترجمہ۔ حضرت مقدام بن معدی کربؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اپنے غلے کو بھرتی کر لیا کرو۔ تاکہ تمہارے لئے برکت ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ جو کچھ آدمی اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اس کو بھی کیل کر لینا چاہئے یہ مستحب ہے اس میں راز یہ ہے کیل کرنے سے آمد و خرچ کا پتہ چلتا رہے گا۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مقدامؓ کی روایت اس غلہ پر محمول ہے جس کو خرید کیا جائے۔ تو حضور ﷺ کے حکم کی بدولت اس میں برکت حاصل ہو گی۔ اور عدم امتثال کی صورت میں برکت اٹھالی جائے گی۔

باب برکة صاع النبی ﷺ وَمُدِّهِم فیه عائشةؓ عن النبی ﷺ

ترجمہ۔ نبی اکرم ﷺ کے صاع اور مُد کی برکت اس بارے میں حضرت عائشہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں۔

حدیث(۱۹۸۸)حدثناموسی الخ عن عبدالله بن زید؆ عن النبی ﷺ ان ابراهیم حرم مکة ودعالها وحرمت المدینة کماحرم ابراهیم مکة ودعوت لهافی مدها وصاعهامثل مادعا ابراهیم علیه السلام لمکة ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن زید؆ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جناب ابراھیم؈ نے مکہ کو حرم بنایا۔ اور اس کے لئے دعاء برکت فرمائی میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں۔ جس طرح ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے مد یعنی سیر میں اور صاع یعنی چار سیر میں برکت دے۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔

حدیث(۱۹۸۹)حدثناعبداللہ بن مسلمة الخ عن انس بن مالک؆ ان رسول الله ﷺ قال اللهم بارك لهم فی مکیالهم وبارك لهم فی صاعهم ومُدِهم یعنی اهل المدینة .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک؆ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا اے اللہ! ان کے بھرتی کرنے میں برکت پیدا فرما اور ان کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ یعنی مدینہ والوں کے لئے۔

باب مایذکر فی بیع الطعام والحکرة۔

ترجمہ۔ غلہ کے بیچنے اور اس کے روکنے کے بارے میں جو کچھ ذکر ہوا ہے اس کا بیان ہے۔

حدیث(۱۹۹۰)حدثنااسحق بن ابراهیم الخ عن ابیه عبدالله بن عمر؆ قال رایت الذین یشترون الطعام مجازفةً یضربون علی عهد رسول الله ﷺ ان یبیعوه حتی یؤده الی رحالهم .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر؆ سے مروی ہے کہ میں نے ان لوگوں کو جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مار کھاتے ہوئے دیکھا جو اندازے سے غلہ بیچتے ہیں اور اسے بیچ دینے سے منع کیا گیا یہاں تک کہ اسے اپنے گھروں تک نہ پہنچائیں۔ یعنی قبضہ کر کے پھر بیچیں۔

حدیث(۱۹۹۱)حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن ابن عباس؆ ان رسو ل الله ﷺ نهی ان یبیع الرجل طعاماً حتی یستوفیه قلت لابن عباس؆

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس؆ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے غلہ کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔ میں نے ابن عباس؆ سے پوچھا کہ یہ کیسے ہے فرمایا یہ ہے کہ

كيف ذاك قال ذاك دراهم بدراهم والطعام مرجاء قال ابوعبدالله مرجوا مؤخرون ......

درہم بدلے درہم کے ہو۔ اور غلہ بعد میں دیا جائے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں مرجون اور مؤخرون لامرالله۔

حديث (۱۹۹۲) حدثناابوالوليد الخ سمعت ابن عمرؓ يقول قال النبی ﷺ من ابتاع طعاماً فلايبيعه حتى يقبضه .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غلہ خریدا وہ اسے اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے۔

حديث(۱۹۹۳)حدثناعلی الخ عن مالك بن اوسٍ انه قال من عنده صرف فقال طلحة اناحتى يجئ خازننا من الغابة قال سفين هو الذی حفظناه من الزهری ليس فيه زيادة فقال اخبرنی مالك بن اوسٍ سمع عمربن الخطابؓ يخبر عن رسول الله ﷺ قال الذهب بالذهب رباً الاهاء وهاء والبربالبر ربا الاهاء وهاء والتمر بالتمر ربا الاهاء وهاء والشعير بالشعير ربا الاهاء وهاء .....

ترجمہ۔ حضرت مالک بن اوسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نقدی کس کے پاس ہے حضرت طلحہؓ نے فرمایا میرے پاس ہے یہاں تک کہ میرا خزانچی غابہ جنگل سے آجائے حضرت سفیان فرماتے ہیں امام زہریؒ سے ہمیں اسی طرح یاد ہے اس میں کوئی زیادتی نہیں ہے۔ مالک بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے خبر دیتے ہیں کہ سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا سود ہے مگر دست بدستی۔ اس طرح گندم کو گندم کے بدلے دست بدست بیچو جائز ہے ورنہ سود ہے اور کھجور کو کھجور کے بدلے اور جو کو جو کے بدلے دست بدست بیچنا جائز ورنہ ادھار سود ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من كان عنده صرف اگر من استفہامیہ ہے تو کان زائدہ ہوگا اگر من شرطیہ ہے تو جزا محذوف ہے۔ ای فلياتنا اوليبايعنا قال سفيان هو الذی حفظناه الخ یہ روایت چونکہ طویلہ ہے گمان ہو سکتا تھا کہ شاید عمرو سے غلطی ہو گئی ہو تو اس وہم کو دفع فرمادیا کہ ہم نے جس طرح اس روایت کو عمرو سے سنا ہے اس طرح زہری سے بھی سنا ہے۔ انہوں نے بھی عمرو کی روایت سے کوئی الفاظ زائد بیان نہیں کئے۔

يؤده الى رحالهم ايواء الى الرحل سے مراد قبضہ ہے وہ جس طرح بھی متحقق ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مؤطا امام مالکؒ میں یہ روایت مفصل موجود ہے عن مالك بن اوس بن حدثان انه التمس صرفاً بمائته دينار کہ وہ سو دینار میں سونا دینا چاہتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے اسے لے کر فرمایا کہ میرا خازن آجائے تو اس کی قیمت ادا کر دیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ سن رہے تھے فرمایا تم اس سے اس وقت تک جدا نہ ہو جب تک اس سے رقم نقد نہ لے لو۔ کیونکہ آپ کا ارشاد ہے الذهب بالورق ربا الاهاء وهاء ۔

حتى يؤدوه الى رحالهم اس سے مراد قبض کرنا ہے۔ امام مالکؒ تو جزاف اور مکیل میں فرق کرتے ہیں۔ بیع الجزاف سامنے ہے اس لئے اس میں تخلیہ کافی ہے۔ البتہ مکیل اور موزون میں دوسری مرتبہ کیل کرنا ضروری ہے۔ نهى رسول الله ﷺ عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان صاع البائع وصاع المشترى اور عطا فرماتے ہیں کہ کیل اوّل بیع کے لئے کافی ہے لیکن احادیث نہی اس کی تردید کرتی ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حكرة کا معنی ہے حبس السلع عن البيع جس کے ذریعہ مہنگائی پیدا ہو فقہاء نے اس کیلئے شرطیں لگائی ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ غذائی اشیاء کا روکنا جائز نہیں ہے وہ بھی جب لوگوں کو اشد ضرورت ہو ورنہ احتکار جائز ہے مجازفة اور جزاف کے معنی ہیں بغیر کیل اور وزن کے محض اندازے سے بیچنا۔

ذاك دراهم بدراهم اس کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی انسان دوسرے سے دراہم کے بدلے کچھ مدت تک غلہ خرید کرے لیکن قبض کرنے سے پہلے اسی کے پاس یا غیر کے پاس درهمين دراہم کے بدلے بیچ دے تو یہ ناجائز ہے اس لئے کہ طعام تو درمیان سے غائب ہے۔ یہ بیع درهم بدرهمين ہو گی بلکہ بیع غائب بنا جز ہو گی جو صحیح نہیں ہے۔

من كان عنده صرف اى من عنده دراهم تا کہ وہ دنانیر کے بدلے دے دے کیونکہ بیع صرف میں مبادلۃ احد النقدین غابة گھنے درختوں والی جگہ یہ مقام مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ هاء وهاء کا مطلب تقابض ہے معنی ہوئے کہ بيع الذهب بالذهب ربوا فى جميع الازمنة الاعند الحضور والتقابض یعنی سونے کی سونے سے بیع جمیع احوال میں سود ہے مگر دست بدست اور تقابض کی صورت میں سود نہیں ہے گویا کہ ہم جنس میں ادھار اور تفاضل سود شمار ہوگا۔

باب بيع الطعام قبل ان يقبض وبيع ماليس عندك

ترجمہ۔ غلہ کا قبض کرنے سے پہلے بیچ دینا اور جو چیز پاس موجود نہ ہو اس کا بیچنا

حديث(١٩٩٤) حدثنا على بن عبدالله سمعت ابن عباسؓ يقول اماالذى نهى عنه النبى ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس چیز سے جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا وہ غلہ ہے جس کو قبض کرنے سے

فهوالطعام ان يباع حتى يقبض قال ابن عباسؓ ولا احسب كل شئٍ الامثله ......

پہلے بیچا جائے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ ہر چیز کا یہی حکم ہے۔

حدیث(۱۹۹۵)حدثناعبدالله بن مسلمةالخ عن ابن عمرؓان النبی ﷺقال من ابتاع طعاماً فلايبيعه حتى يستوفيه زاد اسماعيل من ابتاع طعاما فلا يبيعه حتى يقبضه ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص غلہ خرید کرے تو جب تک اسے پورا نہ کرلے اس کو آگے نہ بیچے۔ اسماعیل نے زائد یوں کہا کہ جس نے طعام خریدا جب تک اسے قبض نہ کرلے آگے نہ بیچے

باب من راى اذا اشترى طعاماً جزافاً ان لايبيعه حتى يؤويه الى رحله والادب في ذلك ---

ترجمہ۔ جو شخص کسی غلہ کو اندازے سے خرید تا دیکھے کہ وہ اس کو ٹھکانے تک پہنچانے سے پہلے نہ بیچے اور اس کی تعزیر وسزا کیا ہے۔

حدیث(۱۹۹۶)حدثنايحيى بن بكيرالخ ان عبدالله بن عمرؓ قال لقد رايت الناس فى عهد رسول الله ﷺ يبتاعون جزافاً يعنى الطعام يضربون ان يبيعوه حتى يؤوه الى رحالهم ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اندازے سے غلہ کو خرید کرتے ہیں تو ان کی اس بات پر پٹائی ہوتی تھی کہ انہوں نے گھر تک پہنچانے سے پہلے اسے بیچ دیا یعنی قبض سے پہلے بیچنے پر پٹائی ہوتی تھی یہ سزا تھی۔

باب اذااشترى غلاماً اودابةً فوضعه عندالبائع اومات قبل ان يقبض وقال ابن عمرؓ ماادركت الصفقة حيا مجموعاً فهو من المبتاع ----

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کوئی سامان یا جانور خرید کرے اور اسے بائع کے پاس رہنے دے پس وہ بک گیا یا ضائع ہو گیا یا مر گیا قبضہ سے پہلے پہلے تو اس میں اختلاف ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں سودا اگر صحیح سالم زندہ پر ہوا تھا تو وہ مشتری کے مال سے جائیگا۔

حدیث(۱۹۹۷)حدثنافروة بن ابى المغراء عن عائشةؓ قالت لقل يوم كان ياتى على النبى ﷺ الاياتى بيت ابى بكر احدطرفى النهار فلمااُذن له

ترجمہ۔ ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا دن کے صبح وشام کے کسی حصہ میں کہ جناب رسول اللہ ابو بکر صدیقؓ کے گھر نہ آتے ہوں پس جب آپؐ کو مدینہ کی طرف

فی الخروج الی المدینة لم یرعنا الا وقد اتانا ظهراً فخبربه ابوبکرؓ فقال ماجاء ناالنبی ﷺ فی هذه الساعة الالامرٍ حدث فلمادخل علیه فقال لابی بکرؓ اخرج من عندك قال یارسول الله انما هماابنتای یعنی عائشةؓ واسماء قال اشعرت انه قد اذن لی فی الخروج قال الصحبة یارسول الله قال الصحبة قال یارسول الله ان عندی ناقتین اعددتهما للخروج فخذ احدهما قال قد اخذتها بالثمن . .

ہجرت کرنے کی اجازت ملی کہ آپؐ نے ہمیں ڈرادیا کہ آپؐ ظہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کی خبردی گئی۔ جنہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ اس گھڑی میں کسی حادثہ کی وجہ سے تشریف لائے ہیں پس جب آپؐ ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ جولوگ آپ کے پاس ہیں ان کو نکال دیں گے انہوں نے فرمایا کہ یارسول اللہ یہ تو دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ یعنی حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل چکی ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں ہمراہی چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں بھی آپ کی ہمراہی کا خواستگار ہوں ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا یارسول اللہ میرے پاس دو اونٹنیاں موجود ہیں جن کو میں نے ہجرت کے لئے تیار کررکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان میں سے ایک کو لے لیں آپؐ نے فرمایا میں نے قیمت پر اس کو لے لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب سے امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قبل از قبض بیع تام ہے۔ اگر قبل از قبض مشتری مبیع کو بیچنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر مبیع قبل از قبض مر جائے تو بھی مشتری کے مال سے ہلاک ہوگی۔ بائع کے مال سے نہیں پس اومات کا مطلب ہے ای هلك المبیع اور حضرت ابن عمرؓ کے اس قول ما ادرکت الصفقة الخ کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو کسی نے جس صفت پر خریدا جس پر سودا ہوا ہے تو وہ مشتری کے مال میں سے ہوگا۔ اب اگر وہ مبیع ہلاک ہو جائے تو وہ اس کے مال سے ہلاک ہوگا۔ اور اگر اس نے اس کو بیچ دیا تو ملک ہونے کی وجہ سے اس کی یہ بیع نافذ ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ ذکر فرمایا ہے اس سے امام بخاریؒ کی مراد کو بیان کرنا ہے نہ کہ مسلک حنفیہ بیان کرنا ہے۔ امام بخاریؒ نے فوضعه عندالبائع اومات البائع قبل ان یقبض المبیع لزاکا جواب محذوف ہے۔ کیونکہ اس میں اختلاف ہے اگر قبل از قبض مبیع ہلاک ہو جائے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بائع نے اسے تلف کیا ہے تو وہ اس کا ضامن ہوگا امام احمدؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں مال مشتری سے ہلاک ہوگا۔ البتہ امام مالکؒ فرق کرتے ہیں کہ اگر کپڑے اور غلہ ہلاک قبل از قبض ہوا ہے تو اس کی ضمان بائع پر ہے۔ لیکن حیوانات اور زمین ضائع ہو جائیں تو وہ مشتری پر ایک مصیبت ہے۔

یاد رہے کہ بخاری کے ہمارے ہندی نسخوں میں وضعه عندالبائع کے بعد لو باعه اومات ہے لیکن بعض نسخوں میں

ضاع او مات کا لفظ ہے۔ اور عینیؒ کے نسخہ میں نہ تو باع کا لفظ ہے اور نہ ہی ضاع کا لفظ ہے۔ بلکہ اس میں وضعه عندالبائع او مات ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بائع کے پاس ضائع ہونے والا جانور اگر سودے کے وقت صحیح سالم اور زندہ تھا تو مشتری کے مال سے ہلاک ہوگا جس پر حضرت ابن عمرؓ کا اثر دلالت کرتا ہے۔ اور مفہوم مخالف کے طور پر اگر سودے کے وقت زندہ اور سالم نہیں تھا تو پھر بائع کے مال سے ہوگا تو اس تقریر سے ترجمہ ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ ابن عمرؓ کا قول فھو من المبتاع عام ہے کہ ہلاکت قبل از قبض یا بعد از قبض ہو پس جب ہلاکت مبیع قبل از قبض مال مشتری سے ہے تو واجب ہے کہ اس کی بیع قبل از قبض بھی صحیح ہو اسلئے کہ احنافؒ کے نزدیک بیع قبل از قبض کا صحیح ہونا اس پر مبنی تھا کہ ہلاک قبل از قبض مال بائع سے ہے۔ اگر بیع کو صحیح قرار دیا جائے تو دھوکہ لازم آئے گا کہ مبیع تو ہلاک ہو چکی ہے۔ جب ہلاکت مال مبتاع میں سے ہو تو کوئی دھوکہ لازم نہیں آتا کیونکہ ابھی مبیع پر قبضہ بھی نہیں ہوا تو بیع بلا ریب صحیح ہوگی استدلال کا حاصل یہ ہے کہ اگر مشتری قبل از قبض مبیع کو بیچ دیتا ہے تو اگر سودا مبیع سالم اور زندہ پر ہوا ہے تو بیع صحیح ہوگی۔ اس لئے کہ مشتری کو تصرفات کا حق حاصل ہے اور اگر مبیع سودے والی حالت پر زندہ اور سالم نہیں رہتی تو پھر بیع صحیح نہیں کیونکہ یہ ہلاکت مال بائع سے ہوئی ہے وہ مبیع میں تصرف نہیں کر سکتا تھا۔ نیز ! حضرت ابن عمرؓ کا قول من المبتاع جیسے یہ مطلق ہے خواہ ھلاك قبل از قبض ہو یا بعد از قبض ہو اس طرح وہ اس میں بھی مطلق ہے کہ خواہ ہلاکت قبل موت البائع ہو یا بعد الموت ہو اسی طرح مسئلہ موت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

علامہ کرمانیؒ نے اثر ابن عمرؓ کی مطابقت بالترجمة کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ البتہ حدیث عائشہؓ سے ترجمہ کا جزء اول کا ثابت ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ آپؐ نے اخذ بالثمن کے بعد ناقہ پر قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ اسے بائع کے پاس چھوڑ دیا۔ ترجمہ کے جزء ثانی کے لئے کوئی حدیث امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں ملی۔ البتہ قیاس کے ذریعہ بتلا دیا کہ حکم الموت قبل از قبض بھی حکم الوضع عندالبائع کی طرح ہے۔ علامہ عینیؒ نے بھی ترجمہ کے دونوں جز اسی طرح ثابت کئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ترجمہ امام بخاریؒ کا فوضعه عند البائع تک پورا ہو جاتا ہے۔ جس سے مقصد یہ ہے کہ مبیع کو بائع کے پاس چھوڑنا جائز ہے۔ اور یہ معنی حضرت عائشہؓ کی حدیث سے واضح ہیں۔ لیکن قوله باع او مات یہ ترجمہ کا جزء نہیں ہے۔ بلکہ ایک مستقل مسئلہ کو اس ترجمہ پر متفرع کیا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اس سے امام بخاریؒ نے جزم کے ساتھ حکم کو بیان نہیں کیا۔ البتہ اس مسئلہ میں جو ان کا مختار قول ہے اس کو اثر ابن عمرؓ سے ثابت کیا ہے حدیث سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قد اخذتها اس جملہ سے آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے مال کو ہلاک ہونے سے بچا لیا۔ کہ اب اگر مال ہلاک ہوگا تو مال النبی ﷺ سے ہلاک ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے اختلاف کی وجہ سے حتمی حکم بیان نہیں فرمایا لیکن ابن عمرؓ کے اثر سے اپنا مذہب امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ اس صورت میں ھالك مال مشتری میں سے ہوگا۔

باب لا یبیع علی بیع اخیه ولا یسوم علی سوم اخیه حتی یاذن له او یترك ۔

ترجمہ۔ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اسی طرح اپنے بھائی مسلمان کے سودے پر جرأت کے لئے

سودانہ کرے۔ جب تک وہ اس کی اجازت نہ دے یا سودا چھوڑ جائے۔

حديث(۱۹۹۸)حدثنااسمعيل الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال لايبيع بعضكم على بيع اخيه .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

حديث(۱۹۹۹)حدثناعلى بن عبدالله الخ عن ابى هريرةؓ قال نهى رسول الله ﷺ ان يبيع حاضر لبادٍ ولاتناجشوا ولايبيع الرجل على بيع اخيه ولايخطب على خطبة اخيه ولاتسال المراة طلاق اختها لتكفأ مافى انائها .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شہری کو دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع فرمایا اور دھوکہ دینے کے لئے قیمت نہ بڑھاؤ۔ اور کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اور نہ ہی کوئی اپنے بھائی مسلمان کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجے۔ اور نہ ہی کوئی عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق طلب کرے۔ تاکہ جو کچھ اس کے برتن میں ہے اس کو اپنی طرف پلٹ لے۔ یہاں سے شیخ گنگوہیؒ کی تقریر کے اوراق ضائع ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ترجمہ میں سوم کا ذکر ہے لیکن حدیث میں سوم کا ذکر نہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس سے امام بخاریؒ نے بعض طرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ چنانچہ مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے ہے۔ لایستلم الرجل على سوم اخيه دوسرا اشکال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں جو قید لگائی ہے وہ دونوں حدیثوں میں نہیں ہے یعنی حتى يأذن له ايترك تو اس کا جواب بھی حافظؒ نے یہ دیا ہے۔ کہ بعض طرق کی طرف اشارہ ہے جس میں الاان يأذن له کے الفاظ مسلم میں موجود ہیں۔ اور يترك الخاطب قبله اويأذن له الخاطب خود کتاب النكاح میں امام بخاریؒ نے بیان کی ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ حدیث میں چار ابحاث ہیں پہلی بحث بیع کے معنی میں ہے کہ بیع بمعنی شراُ بھی آتا ہے اور بیع بمعنی سوم کے بھی ہے دوسری بحث یہ ہے کہ اخیہ میں مسلم کی قید بھی ہے جو جمہور کے نزدیک احترازی نہیں بخلاف امام اوزاعیؒ کے کہ ان کے نزدیک قید احترازی ہے تیسری بحث شروط نہی میں ہے اور چوتھی بحث یہ ہے کہ جس نے حدیث کی مخالفت کر کے عمل کر لیا تو ظاہریہ کے نزدیک عقد باطل ہو جائے گا لیکن احنافؒ اور شوافع کے نزدیک عقد باطل نہیں ہے امام مالکؒ اور احمدؒ کے دو قول ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ على بيع اخيه کا مطلب یہ ہے کہ خیار کے زمانہ میں بائع سے کہہ دے کہ تو اپنی بیع کو فسخ کر دے میں خرید کرتا ہوں یا میں تیرے پاس اس قیمت پر یا اس سے کم پر بیچ دوں گا اسی طرح شرأ على اشراء بھی حرام ہے مثلا بائع سے کہے کہ بیع فسخ کر دو میں اسے زیادہ قیمت پر خرید کر لوں گا۔

ولایسوم علی سوم اخیه مطلب یہ ہے مال والااور راغب بیع پر متفق ہو چکے تھے۔ ابھی بیع منعقد نہیں ہوئی تھی کہ دوسرا کہتا ہے اے صاحب متاع میں تیرے سے یہ مال اکثر پر خرید لوں گا۔ یا راغب کہے کہ میں تیرے پاس اس متاع سے بہتر سستے نرخ پر بیچ دوں گا۔ یہ استقرار ثمن کے بعد حرام ہے۔ البتہ نیلام کی صورت مستثنیٰ ہے۔ حاضر کے معنی شہری کے اور باد بدوی دیہاتی کو کہتے ہیں۔ صورت یہ ہے کہ دیہاتی آدمی غذائی اجناس بازار میں سستے نرخ پر بیچنا چاہتا ہے شہری کہتا ہے کہ میرے پاس چھوڑ جاؤ جب نرخ گراں ہوگا تو بیچ دوں گا یہ اس صورت میں ہے جب کہ غذائی اجناس کی قلت ہو۔ اگر غلہ کثیر ہے پھر حرمت میں تردد ہے کیونکہ ضرر تو زائل ہو گیا۔

لایخطب الخ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا باہمی رضامندی سے حق مہر طے ہو گیا صرف عقد باقی ہے تو اس صورت میں رکاوٹ پیدا نہ کی جائے۔

لتکفاءَ ن جس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جس کی پہلے بیوی موجود ہے۔ یہ دوسری کہتی ہے جب تک پہلی کو طلاق نہ دوگے میں تمہارے نکاح میں نہیں آؤں گی۔ گویا کہ وہ اکیلی خاوند کے پاس رہنا چاہتی ہے ایسا نہ کرے۔

تکفاء مافی انائها کا مطلب یہ ہے کہ سوکن اپنی سوکن کا خاوند کا حق مارنا چاہتی ہے جو صحیح نہیں ہے۔

باب بیع المزایدة

ترجمہ۔ نیلامی کی بیع کے بارے میں

وقال عطاء ادركت الناس لايرون باساً ببيع المغانم فيمن يزيد ....

ترجمہ۔ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو میں نے پایا کہ وہ ایسی بیع میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ غنیمت کے مالوں کا جو زیادہ رقم دے اس کے پاس بیچ دیا جائے۔

حدیث(۲۰۰۰) حدثنابشربن محمد الخ عن جابربن عبداللهؓ ان رجلاً اعتق غلاماًله عن دبر فاحتاج فاخذه النبی ﷺ فقال من یشتریه منی فاشتراه نعیم ابن عبدالله بکذاو کذا فدفعه الیه..

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ آدمی نے اپنے مدبر غلام کو آزاد کر دیا (جس نے اس کے مرنے کے بعد آزاد ہونا تھا) پس وہ محتاج ہو گیا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے پکڑ لیا فرمایا کہ میرے سے کون اسے خرید کرتا ہے۔ تو حضرت نعیم بن عبد اللہؓ نے اسے اتنے اتنے میں خرید کر لیا تو حضور ﷺ نے وہ غلام اسے دے دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے نهی بیع علی بیع اخیه سے استثناء ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نیلامی کی بیع

حرمت میں داخل نہیں ہے۔ حدیث مدبرؔ کے علاوہ حضرت انسؓ کی روایت جس میں ٹاٹ اور لکڑی کا پیالہ نیلام کیا گیا وہ بھی اس کی دلیل ہے دار قطنی نے ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے نهى رسول الله ﷺ ان يبيع احدكم على بيع احد حتى يذر مالاالغنائم والمواريث یہ عادت کے مطابق فرمایا کہ عموماً نیلامی مال غنیمت اور مال میراث میں ہوتی ہے۔ مصنفؒ بیع المدبر کی روایت لائے ہیں جس میں بیع مزایدہ کا ذکر نہیں ہے تو ابن بطالؒ نے اس کا جواب یہ دیا من يشتريه منى۔ حدیث میں ہے گویا کہ آپؐ نے زیادتی کے لئے پیش کر دیا شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے نیلامی کا جواز اس حدیث سے اقتضاء ثابت کیا ہے۔ اس طور پر کہ جب مدبرؔ کرنے والا مفلس اور محتاج ہوگا تو مفالیس کی بیع بیع مزایدہ ہوتی ہے۔ نیز ! جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے محتاج دیکھا کہ اپنے معاملات ٹھیک نہیں چلا سکتا تو حضور انور ﷺ خود اس کے متولی پر عقود صبی (بچوں کی تجارت) کی طرح ولی بن گئے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بیع مدبر میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ آقا کو مدبرؔ کی بیع کی اجازت نہیں دیتے اور امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ۔ اور اسحاقؒ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ البتہ امام مالکؒ سے روایت ہے کہ عندالموت تو بیع جائز ہے۔ زندگی میں جائز نہیں ہے۔ مانعین کا استدلال جناب نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث سے ہے المدبر لايباع ولايوهب وهو حر من الثلث کہ مدبر کو نہ بیچا جائے نہ ھبہ کیا جائے۔ اور مالک کے ثلث مال سے آزاد ہوگا۔ حدیث باب کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ چونکہ آقا کا مال اس کے سوا کوئی اور نہیں تھا اس لئے اس کے تصرف کو رد کر دیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کی منفعت کو بیچا گیا ہو خود غلام کو نہ بیچا ہو۔ تیسرا احتمال یہ بھی ہے کہ یہ اس وقت کا حکم ہو جس وقت عبد مدیون کو بیچ دیا جاتا تھا جیسے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک حر کو قرضہ کے بدلے بیچ دیا پھر وان كان ذوعسرة فنظرة الى ميسره سے منسوخ ہو گیا۔

باب النجش ومن قال لايجوز ذلك البيع ۔

ترجمہ ۔ دھوکہ دہی کے لئے نرخ بڑھانا بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ بیع ہی ناجائز ہے

وقال ابن ابى اوفى الناجش اكل رباً خائن وهو خداع باطل لايحل . قال النبى ﷺ الخديعة فى النار ومن عمل عملاً ليس امرنا فهورد ....

ترجمہ۔ ابن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ دھوکہ دینے والا سود خور ہے خیانت کرنے والا ہے اور یہ دھوکہ باطل ہے کسی صورت حلال نہیں ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دھوکہ دہی کرنے والا جہنم میں ہوگا اور آپؐ کا ارشاد ہے جس نے ایسا عمل کیا جو ہماری شریعت کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔

حديث(۲۰۰۱)حدثنا عبدالله بن مسلمةالخ عن ابن عمرؓ قال نهى النبى ﷺ عن النجش ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے دھوکہ دینے کے لئے نرخ بڑھانے والے کی بیع سے منع فرمایا ہے جس کا اپنا ارادہ بیع کا نہیں ہے وہ دوسرے کو پھانسنا چاہتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ نجش کے لغت میں معنی ہیں شکار کو نفرت دلا کر اسے شکار کرنا لیکن شرع کے اندر یہ ہے کہ جو شخص خرید کا ارادہ تو نہیں رکھتا لیکن اسباب کی قیمت اس لئے بڑھاتا ہے تاکہ دوسرا اس میں پھنس جائے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہی کہ ناجش دوسرے کی رغبت اس میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اور بائع اس کی موافقت کرتا ہے۔ اس لئے دونوں گناہ میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں علماء کا اجماع ہے کہ الناجش عاص بفعلہ باقی اگر ایسی بیع واقع ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اہل ظواہر مالکیہؒ اور حنابلہؒ اس بیع کو فاسد کہتے ہیں۔ اور مالکیہؒ سے ثبوت خیار بھی منقول ہے۔ شوافعؒ اس کو بیع مصراۃ پر قیاس کرتے ہیں لیکن شوافعؒ اور احنافؒ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ بیع صحیح ہے بائع گناہ گار ہوگا۔ ہماری احناف کی دلیل یہ ہے کہ نہی ناجش کے لئے ہے۔ عاقد کی طرف عود نہیں آئے گی۔ اس لئے بیع میں کوئی اثر نہیں ہوگا۔ البتہ مشتری کو فسخ اور امضاء کا حق ہوگا۔ جیسے تلقی الرکبان کا حکم ہے۔ جیسے اگر بائع کہے کہ یہ مال مجھے اتنے میں پڑا مشتری نے تصدیق کر لی بعد ازاں وہ جھوٹا ثابت ہوا تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔

باب بیع الغرر وحبل الحبلة

ترجمہ۔ دھوکہ کی بیع اور گابھن اونٹنی کے بچے کی پیدائش تک

حدیث (۲۰۰۲) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ نهى عن بيع حبل الحبلة وكان بيعًا يتبا يعه اهل الجاهلية كان الرجل يبتا ع الجزور الى ان تنتج الناقة ثم تنتج التي في بطنها ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حبل الحبلہ کی بیع سے منع فرمایا وہ ایک بیع تھی جس کو اہل جاہلیہ کرتے تھے کہ آدمی اونٹ کو ایک مدت تک خریدتا تھا کہ اونٹنی بچہ جنے پھر اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ بچہ جنے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حبل مصدر ہے اور حبلہ جمع حابل کی ہے اور ھا اس میں مبالغہ کی ہے حبل الحبلہ کا عطف بیع الغرر پر عطف الخاص علی العام ہے اگرچہ باب میں بیع الغرر کا صراحۃً ذکر نہیں ہے لیکن مسند احمد کی اس روایت کی طرف اشارہ ہے عن ابن عمرؓ نهى رسول الله ﷺ عن بيع الغرر اصل الاصول ہے جس کے تحت بہت سے مسائل آجاتے ہیں البتہ بیع الغرر سے دو امر مستثنیٰ ہیں ایک تو وہ چیز جو مبیع میں تبعاً داخل ہو اگر اس کو الگ کر دیا جائے تو بیع صحیح نہ ہو۔ اثاث الدار گھر کا سامان اور جانور جس کے تھنوں میں دودھ ہو ایسے حاملہ جانور۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کے حقیر ہونے کی وجہ سے یا مشقت کی وجہ سے اس کی تمیز اور تعیین میں چشم پوشی کی جاتی ہے۔ جیسے روئی سے بھرا ہوا جبہ مشکیزے کے منہ سے پانی پیا جائے۔ چونکہ تمیز اور تعیین مشکل ہے اور وہ چیز حقیر ہے۔ اس لئے اسے کالمعدوم قرار دیتے ہوئے بیع کو صحیح قرار دیا جائے گا۔

حبل الحبلۃ کی بیع سے کیا مراد ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں فرمایا ہے اس میں دو احتمال ہیں

ایک تو یہ کہ حبل الحبلہ مبیع ہو۔ اس مدت میں بیع باطل ہے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ قیمت ادا کرنے کی اسے مدت قرار دیا جائے اس صورت میں بیع فاسد ہے۔ فاسد اور باطل بیع میں فرق یہ ہے کہ باطل تو سرے سے مشروع نہیں۔ باصله و وصفه کبیع المعدوم غیر موجود چیز کی بیع کرنا۔ فاسد اصل کے اعتبار سے مشروع ہو۔ وصف کے اعتبار سے مشروع نہ ہو۔ جیسے بیع اس شرط پر کی جائے کہ جب اونٹنی کے بچہ کے بچہ جنے گا تو تب قیمت ادا کی جائے گی۔ کیونکہ یہ مدت مجہول ہے۔ اگر اجل معین ہو تو عقد صحیح ہے۔ ورنہ عقد فاسد ہے یہ تفسیر امام مالکؒ او امام شافعیؒ کی ہے۔ او حبل الحبلہ کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ حاملہ اونٹنی کے بچہ کی فی الحال بیع کی جائے۔ یہ امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہؒ کی رائے ہے۔ خلاصہ یہ ہوا یا تو بیع الی اجل ہے یا بیع الجنین ہے یعنی حاملہ اونٹنی کے بچے کی بیع اور بعض نے بیع جنین الجنین یعنی بچے کے بچے کی بیع مراد لی ہے۔ اور فقہاء حنفیہ حنابلہ کے ساتھ ہیں۔ پہلی صورت میں مبیع معدوم ہے۔ دوسری صورت میں اجل مجھول ہے۔ لہذا بیع فاسد ہوگی۔ پہلی صورت میں باطل ہوگی۔

باب بیع الملامسة وقال انسؓ نھی عنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ چھو لینے سے بیع کا ہو جانا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

حدیث (۲۰۰۲) حدثنا سعید بن عفیر الخ ان اباسعید الخدریؓ اخبره ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المنابذة وھی طرح الرجل ثوبه بالبیع الی الرجل قبل ان یقلبه او ینظر الیه ونھی عن الملامسة والملامسة لمس الثوب لا ینظر الیه.

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منابذہ سے منع فرمایا اور وہ آدمی کا اپنے کپڑے کو بیچنے کی نیت سے دوسری کی طرف الٹ پلٹ کرنے اور دیکھنے سے پہلے پھینک دے اور آپؐ نے ملامسة سے بھی منع فرمایا ملامسة یہ ہے کہ دیکھے بغیر صرف کپڑے کو ہاتھ لگا دینے سے بیع ہو جائے۔

حدیث (۲۰۰۳) حدثنا قتیبة الخ عن ابی ھریرةؓ قال نھی عن لبستین ان یحتبی الرجل فی الثوب الواحد ثم یرفعه علی منکبیه وعن بیعتین اللماس والنباذ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دو طرح کے کپڑے پہننے کے طریقوں سے منع کیا گیا ہے ایک تو یہ ہے کہ ایک ہی کپڑے میں کوئی آدمی احتباء کرے پھر اس کو کندھے پر اٹھالے اور دو قسم کی بیع سے منع فرمایا ہاتھ لگا لینا اور پھینک دینا ہے

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ملامسة کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ شوافعؒ کے نزدیک اصح صورت یہ ہے کہ لپٹا ہوا کپڑا لائے یا تاریکی میں کپڑا لائے۔ اور مشتری سے کہے یہ کپڑا میں نے تیرے پاس اتنے کے بدلے اس شرط پر بیچ دیا کہ صرف تیرا ہاتھ لگا دینا

دیکھنے کے قائم مقام ہوگا اور جب دیکھ لوگے تو تمہیں اختیار نہیں ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بغیر کسی صیغہ زائدہ کے صرف ہاتھ لگانے کو ہی بیع قرار دیا جائے تیسری صورت یہ ہے کہ لمس کو بیع کے اندر ہر قسم کے خیار کا قاطع قرار دے۔ ان سب صورتوں میں بیع باطل ہے

منابذة کے اندر بھی تین قول ہیں کہ نفس نبذ کو بیع قرار دیا جائے۔ جو تھان پھینکا جائے وہی مبیع بن جائے۔ دوسری یہ کہ بغیر صیغہ زائدہ کے محض نبذ کو بیع قرار دیا جائے۔ تیسرا یہ کہ نبذ کو قاطع للخیار کہا جائے۔ اور بعض نے طرح الثوب کو نبذ کہا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اور بعض نے کنکری پھینکنے کو نبذ کہا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ بیع الحصاة ایک الگ بیع ہے۔

ثم یرفعه علی منکبیه ۔ احتباء کے بعد جب کپڑے کا کچھ حصہ کندھے پر ڈالے گا تو کشف عورت ہوگا اس لئے اسے ممنوع کہا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ احتباء ممنوع ہے جس سے کشف عورت ہوتا ہو۔

باب بیع المنابذة وقال انسؓ نهی عنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ترجمہ۔ بیع المنابذة حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

حدیث(٢٠٠٤)حدثنا اسمعیل الخ عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ نهی عن الملامسة والمنابذة وبسند اخر عن ابی سعید الخدریؓ قال نهی النبی ﷺ عن لبستین وعن بیعتین الملامسة والمنابذة ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ملامسة اور منا بذة سے منع فرمایا اور دوسری سند سے ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے دو قسم کے کپڑے پہننے کے طریقے۔ اور دو قسم کی بیع ملامسة اور منابذة سے منع فرمایا ہے۔

باب النهی للبائع ان لایحفل الابل والبقروالغنم وکل محفلة والمصراة التی صری لبنها وحقن فیه وجمع فلم یحلب ایاماً واصل التصریة حبس الماء یقال منه صریت الماء واذاحبسته ...

ترجمہ۔ بائع کو اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ اونٹنی۔ گائے اور بکری اور ہر جانور کا دودھ جمع کرے۔ اور مصراة وہ جانور ہے جس کا دودھ روکا جائے اور اس میں محفوظ اور جمع کیا جائے۔ اور کئی دن تک اسے نہ دوہا (نکالا) جائے اور تصریه کے اصلی معنی ہیں پانی کو روکنا۔ اسی سے کہا جاتا ہے صریت الماء جب کہ تم نے اسے روک لیا ہو۔

حدیث(٢٠٠٥)حدثنا یحیی بن بکیر الخ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے

قال ابو هریرةؓ عن النبی ﷺ لاتصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد فانه بخیر النظرین بین ان یحلبها ان شاء امسك وان شاء ردّها وصاع تمر ویذکر عن ابی صالح الخ وقال بعضهم عن ابن سیرین صاعاً من طعام وهو بالخیار ثلثاً وقال بعضهم عن ابن سیرین صاعاً من تمر ولم یذکر ثلثاً والتمر اکثر.

روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اونٹ اور بکری کا دودھ بند نہ کرو۔ پس جس نے تصریہ کے بعد بھی اس کو خرید لیا تو اسے دو میں سے ایک چیز کا اختیار ہے۔ بعد اس کے کہ اس نے اس سے دودھ نکال لیا۔ اگر چاہے تو اس کو روک لے۔ اگر چاہے تو مبیع ردّ کر دے۔ اور کھجور کا ایک صاع بھی دے۔ اور بعض نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے ایک صاع گندم کا دے۔ اور اسے تین دن تک کا اختیار ہے۔ اور بعض نے ابن سیرین سے صاع کھجور کا نقل کیا ہے۔ اور تین دن کا اختیار ذکر نہیں کیا اور کھجور اکثر ہے۔

حدیث (۲۰۰۶) حدثنا مسدد الخ عن عبداللہ بن مسعودؓ قال من اشتری شاةً محفلةً فردها فلیرد معها صاعاً ونهی النبی ﷺ ان تلقی البیوع.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دودھ جمع شدہ بکری خرید کر کے پھر اس کو واپس کر دیا تو اس کے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے بیوع سے آگے جا کر ملنے سے بھی منع فرمایا ہے

حدیث (۲۰۰۷) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال لاتلقوا الرکبان ولایبیع بعضکم علی بیع بعض ولاتناجشوا ولایبیع حاضر لباد ولاتصروا الغنم ومن ابتاعها فهو بخیر النظرین بعد ان یحلبها ان رضیها امسکها وان سخطها ردّها وصاعاً من تمر ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قافلے والوں کو آگے جا کر نہ ملو۔ کوئی ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ دھوکہ دینے کے لئے نرخ نہ بڑھاؤ۔ اور شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے اور بکری کا دودھ جمع نہ کرو۔ اگر اس کو دوہنے کے بعد کوئی خرید کر لے اور اسے اختیار ہے اگر پسند کرے تو روک لے اگر اس سے ناراض ہو تو ردّ کر دے۔ اور ایک صاع کھجور کا بھی ساتھ دے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ان لایحفل بائع کو مبیع کے اندر دودھ جمع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر مالک اس جانور کے ولد کیلئے یا اپنے اہل وعیال کے لئے جمع کرے تو حرام نہیں ہے۔ بقر کا ذکر ترجمہ میں تو ہے لیکن حدیث میں نہیں ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو ابل اور غنم کا ہے۔ تحفیل کے معنی تجمیع یعنی دودھ جمع کرنے کے ہیں۔

وکل محفلةً اس کا عطف الابل الغنم پر ہے۔ گویا کہ عطف العام علی الخاص ہے۔ اشارہ اس بات کی طرف ہے

اور ماکول اللحم کا حکم بھی ان چوپائیوں جیسا ہے کیونکہ جامع ایک ہے وہ مشتری کو دھوکہ دینا ہے۔ حنابلہ اور بعض شوافع اس حکم کو پالتو چوپاؤں کے ساتھ مختص کرتے ہیں۔ غیر الماکول جیسے گدھیا اور باندی تو ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ ان کے دودھ کا عوض واپس نہ کیا جائے شوافع عموم حدیث کی وجہ سے العام اور غیر العام دونوں میں اختیار ثابت کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اختیار ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ عادۃً ان کے دودھ کا عوض نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تصریہ عندالجمہور عیب ہے۔ ائمہ ثلاثہ حدیث مصراۃ سے استدلال کرتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب تصریہ کو عیب شمار نہیں کرتے کیونکہ انسان جب بکری خرید کرلے اور اس کا دودھ تھوڑا نکلے تو یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ دوسرے حدیث مصراۃ اصول معروفہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ حضور انور ﷺ کے ارشاد الخراج باالضمان کے معارض ہے۔ دوسرے یہ معارض ہے بیع طعام بطعام نسیۃً اور یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔ تیسرا تلف شدہ اشیاء کے اندر اصل یہ ہے کہ یا تو ان کی قیمت دی جائے۔ یا مثل اس کا دیا جائے تو صاع کا دینا نہ قیمت کا دینا ہے اور نہ ہی مثل کا دینا ہے۔ چوتھا یہ کہ بیع طعام مجهول الجزاف بالمكيال المعلوم ہے۔ اوجز میں زیادہ تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لایحفل بہت سی روایات میں کلمہ لا کو زائد قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض میں بغیر لا کے ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ لایحفل نہی کا بیان ہے۔ نیز ! جمہور کے نزدیک جب تصریہ کا علم ہو جائے تو خیار ثابت ہو جائے گا۔ اگرچہ دودھ دوہنے کی نوبت پیش نہ آئے حلب کی قید غلبہ کی بنا پر ذکر کی گئی ہے۔ شیخؒ نے لمعات میں ذکر فرمایا ہے کہ مصراۃ میں خیار کا ثابت ہونا۔ اور تمر یا طعام کا رد کرنا یہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے۔ اور وجوب بھی علی الفور ہے یا تین دن کے بعد ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور عراقیوں کا مسلک یہ ہے کہ خیار بھی خیار سے ثابت ہوگا۔ بدون شرط کے خیار نہیں ہے۔ اور رد صاع کا بھی واجب نہیں۔ کیونکہ وہ قیاس صحیح کے مخالف ہے اس لئے کہ تمر اور طعام نہ تو دودھ کی قیمت ہے اور نہ ہی اس کی مثل ہے۔ صورۃً نہ معنیً۔ صورۃً تو ظاہر ہے۔ معنیً اس لئے نہیں کہ جمیع اشیاء میں معنی مثل دراهم و دنانير ہیں۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو قیاس صحیح کا دروازہ بند ہوگا۔

تلقی البیوع تلقی کا معنی استقبال ہے۔ اور بیوع سے اصحاب مراد ہیں اور بیوع سے مبیعات مراد ہیں اور تلقی الرکبان کا مطلب یہ ہے کہ شہری بدوی کا شہر میں پہنچنے سے پہلے پہل اس کا استقبال کرے۔ اور کساد بازاری کا ذکر کر کے اس سے سستے داموں اشیاء خرید کرے۔

لابیع الخ سے مبایعت عام مراد ہے۔ خواہ خرید ہو یا فروخت ہو۔ لیکن یہ ممانعت اس وقت ہے جب متعاقدین ثمن پر راضی ہو چکے ہوں۔ تناجش نجش سے ہے۔ دوسرے کو رغبت دلانے کے لئے نرخ بڑھا دینا اپنی خرید کرنے کی نیت نہ ہو۔

لابیع حاضر لباد شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے کیونکہ اس سے لوگوں پر تنگی کرنا ہے۔

باب ان شاء ردّالمصراة وفی حلبها صاع من تمرٍ۔

ترجمہ۔ اگر چاہے تو مشتری دودھ جمع کئے ہوئے جانور کو واپس کر دے البتہ اس کے دودھ کے بدلہ ایک صاع تمر واجب ہے۔

حدیث (۲۰۰۸) حدثنامحمد بن عمرو الخ انه سمع اباهريرةؓ يقول قال رسول الله ﷺ من اشترى غنماً مصراةً فاحلبها فان رضيها امسكها فان سخطها ففی حلبتها صاع من تمر.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دودھ جمع کی ہوئی بکری خرید کرے۔ پس اس کا دودھ دوہنے کے بعد اگر اسے پسند کرے تو اسے روک دے اگر ناپسند کرے تو پھر اس کے دودھ کے بدلے کھجور کا ایک صاع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس جگہ ایک اور مسئلہ ہے جس کی طرف ترجمہ میں اشارہ کیا گیا ہے ظاہر یہ ہے کہ صاع من تمر مصراۃ کے مقابلہ میں ہے خواہ مصراۃ ایک ہو یا زیادہ ہوں۔ لیکن اکثر علماء ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کی طرف سے الگ الگ صاع دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ صاع تمر کا حکم قطع نزاع کے لئے ہے۔ اس میں قلیل و کثیر برابر ہیں۔ اوجز میں اس مسئلہ کی چودہ ابحاث ذکر کی گئی ہیں تفصیل وہاں ملاحظہ کی جائے۔

باب بیع العبدالزانی وقال شریح ان شاء ردّ مِنَ الزِّنَا۔

ترجمہ۔ زانی غلام کی بیع۔ اور شریحؒ نے فرمایا کہ مشتری چاہے تو زنا کے عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے۔

حدیث (۲۰۰۹) حدثناعبدالله بن يوسف الخ عن ابی هريرةؓ انه سمعه يقول قال النبی ﷺ اذازنت الامة فتبين زناهافليجلدها.ولايثرب ثم ان زنت الثالثة فليبعهاولوبحبل من شعرٍ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب کسی کی باندی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے لگائے اور کوئی گرفت نہ کرے اگر دوسری دفعہ زنا کا ارتکاب کرے تو اسے حد قائم کرنے کیلئے کوڑے لگائے اور لعنت ملامت سے گرفت نہ کرے اگر تیسری دفعہ زنا کا ارتکاب کرے تو اگرچہ بالوں کی رسی کے بدلہ ہی بیچنا پڑے تو اسے بیچ دے۔

حدیث (۲۰۱۰) حدثنااسمعيل الخ عن ابی هريرةؓ وزيد بن خالدؓ ان رسول الله ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے اس باندی کے متعلق پوچھا گیا

سئل عن الامة اذاازنت ولم تحصن قال ان زنت فاجلدوها ثم زنت فاجلدوها ثم ان زنت فبيعوها ولوبضفير قال ابن شهاب لاادری بعد الثالثة اوالرابعة .....

جب وہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ زنا کا ارتکاب کرے تو اس پر حد قائم کرنے کے لئے اس پر کوڑے برساؤ۔ پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ پھر زنا کرے تو اس کو بیچ دو۔ اگرچہ بٹی ہوئی رسی کے بدلے بیچنا پڑے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ زنا عیب ہے جیسا کہ ولوبحبل کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ کہ اگرچہ تھوڑی قیمت پر بیچنا پڑے۔ حافظؒ نے کہا کہ اس سے جواز بیع العبدالزانی معلوم ہوا۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ زنا باندی میں تو عیب ہے غلام میں نہیں ہے۔ کیونکہ باندی سے جو چیز مطلوب ہے وہ استفراش اور طلب ولد ہے زنا اس میں مخل ہے۔ اور غلام سے مقصود استخدام یعنی خدمت لینا ہے اسی طرح باندی اگر بنت زنا ہو یا زنا کی پیداوار ہو تو یہ بھی عیب ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے الزناو ولد الزنا عیب فی الجارية دون الغلام البتہ زنا اگر غلام کی عادت ہو تو وہ بھی عیب ہے جو خدمت میں مخل ہوگا۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عبد اور امة دونوں مین زنا کو عیب شمار کیا گیا ہے۔ اور احنافؒ کے نزدیک صرف جاریہ میں عیب ہے غلام میں نہیں۔ وجہ مذکور ہوئی۔ بنابریں حدیث باب احناف کے خلاف نہیں۔ کیونکہ وہ امة کے بارے میں ہے غلام کے بارے میں نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہ غلام کو جاریہ پر قیاس کرتے ہیں حالانکہ قیاس صحیح نہیں۔ اس لئے کہ دونوں سے مقصود الگ الگ ہے۔

ولم تحصن شاہ ولی اللہؒ نے تراجم میں ذکر فرمایا ہے کہ احصان کا ذکر اس جگہ غریب مشکل جداً میرے نزدیک سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادی شدہ باندیوں کا قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ فاذااحصن فان اتين بفاحشة فعليهن نصف ماعلى المحصنات من العذاب کہ اگر شادی شدہ باندیاں زنا کا ارتکاب کریں تو ان کو حرہ محصنه کی نصف سزا دی جائے۔ غیر شادی شدہ باندیوں کا حکم جناب نبی اکرم نے ذکر فرمایا کہ وہ کوڑے مارنا ہے۔ لیکن احصان کی قید احترازی نہیں۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب باندی شادی شدہ ہو تو اس کے کوڑے نہ مارے جائیں۔ بلکہ حرہ کی طرح اسے بھی رجم کیا جائے۔ لیکن احنافؒ کے نزدیک باندی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ زنا کے ثبوت کی صورت میں خواہ وہ گواہ ہوں یا حبل یا اقرار سے ثابت ہو اس کی سزا کوڑے مارنا ہے رجم نہیں ہے۔ کیونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں فاذااحصن سے حرہ کی سزا کے نصف کا حکم بیان ہوا ہے۔ رجم کا نصف ہو نہیں سکتا۔ لہذا جاریہ محصنه اور غیر محصنه دونوں کی سزا کوڑے مارنا ہوگی۔ اس طرح دونوں دلیلوں پر عمل ہو جائے گا۔ حدیث سے غیر شادی شدہ کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ اور آیت سے قیاس کے ساتھ جلد ثابت ہوا۔ یا احصان کے معنی عفة عن الزنا مراد لئے جائیں۔ جیسے والذين يرمون المحصنات ای العفيفات پاکدامن عورتیں۔ اور خطابی نے احصان سے مراد اسلام یا تزوج لیا ہے۔ تو متزوجه اگرچہ کافرہ ہو اس پر بھی حد قائم کی جائے گی۔ لیکن یہ حد رجم حرہ پر ہوگی باندی پر جلد ہوگی۔

کیونکہ اہل علم کا اجماع ہے کہ رجم محصن پر ہوگی جس سے حر مراد ہے۔ غلام اور باندی دونوں پر نصف حد پچاس کوڑے ہوں گے۔ ضفیر سے مراد بنی ہوئی یا بٹی ہوئی رسی ہے۔ توتقلیل ثمن اس کے عیب ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر اشکال ہو کہ زنا جب ان کی عادت بن چکی ہے توجو عیب بائع کے پاس ظاہر ہوا ممکن ہے مشتری کے پاس بھی ظاہر ہو۔ تو تکرہ لاخیك ماتکرہ لنفسك جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کیلئے بھی ناپسند کرو۔ تو حدیث کا خلاف لازم آیا جواب یہ ہے کہ تبدل ملك احوال ہو جایا کرتا ہے خصوصاً ایسی خصلتوں میں تو عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی فاجرہ عورتیں فحول رجال کے پاس فرمانبردار بن جاتی ہیں شرط یہ ہے مرد میں غیرت ہو تو روایت کی مخالفت اس صورت کے ساتھ مقید ہوگی۔ جب مشتری راضی نہ ہو۔ جب مشتری راضی ہے تو کوئی اشکال نہیں اس لئے تبدیل محل سے تبدیل حال ہو جاتا ہے۔ دوسرے صحبت کا طاعت اور معصیت میں اثر ہوتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

تشریح از قاسمیؒ ۔ اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ آیا آقا کو حد قائم کرنے کا اختیار ہے۔ ائمہ ثلاثہ تو اجازت دیتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اقامتِ حد کا حق صرف امام اور حاکم کو حاصل ہے۔ آقا تعزیر کر سکتا ہے۔

باب البیع والشراء مع النساء

ترجمہ۔ کیا عورتوں کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز ہے

حدیث (۲۰۱۱) حدثنا ابو الیمان الخ قالت عائشةؓ دخل علی رسول اللہ ﷺ فذکرت له فقال رسول اللہ ﷺ اشتری واعتقی فان الولاء لمن اعتق ثم قام النبی ﷺ من العشی فاثنی علی اللہ بما ھو اھله ثم قال مابال اناس یشترطون شروطا لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وان اشترط مائة شرطٍ شرط اللہ احق واوثق ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضرت بریرہؓ کی خرید کا ذکر کیا تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم بریرہ کو خرید کر کے آزاد کر سکتی ہو۔ اور ولاء بہر صورت آزاد کرنے والے کا ہوگا پھر آپؐ شام کے وقت منبر پر کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ جس کا حقدار ہے ان الفاظ سے اللہ کی ثنا بیان کی پھر فرمایا امابعد لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ معاملات میں ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ پس جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو وہ باطل ہے۔ اگرچہ وہ سو شرطیں لگائے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط ثابت ہے اور پکی ہے۔

حدیث (۲۰۱۲) حدثنا حسان بن ابی عباد الخ عن عبداللہ بن عمرؓ ان عائشةؓ ساومت بریرة

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت بریرہؓ کے متعلق سودا کیا۔ حضور انور ﷺ

فخرج الی الصلوة فلماجاء قالت انهم ابوا ان یبیعوهاالاان یشترطواالولاء فقال النبی ﷺ انما الولاء لمن اعتق قلت لنافعٍ حراً کان زوجها اوعبداً فقال مایدرینی ......

نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ لوگ بیچنے سے انکاری ہیں۔ مگر ولاء کی شرط لگاتے ہیں جس پر آنجناب ﷺ نے فرمایا ولاء اس کا حق ہوتا ہے جس نے اسے آزاد کیا۔ تو میں نے نافع سے پوچھا کہ خواہ خاوند اس کا آزاد ہو یا غلام ہو۔ انہوں نے فرمایا مجھے نہیں بتلایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں حضرت بریرہؓ کی خرید کا قصہ ہے۔ مابال رجال یشترطون الخ محل ترجمہ ہے کہ یہ بیع وشراء کا معاملہ حضرت عائشہؓ کا مردوں کے ساتھ تھا۔ اور ساری گفتگو حضرت عائشہؓ سے ہو رہی تھی۔ علامہ عینیؒ اشتری کے لفظ سے ترجمہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ حدیث عائشہؓ میں شراء من النساء مع الرجال. اور ابن عمرؓ کی روایت میں ترجمہ ساومت کے لفظ سے ثابت ہے۔ تو سودا اہل بریرۃ نے کیا تھا۔ تو بیع وشراء بین الرجال والنساء ثابت ہوگئی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شروطا لیس الخ. لیس کی تذکیر یا تو جنس کے اعتبار سے ہے یا المذکور کی تاویل ہوگی۔ فی کتاب اللّٰه سے حکم اللہ مراد ہے۔ حدیث میں یہ اشکال ہے کہ شرط تو بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بائع کو دھوکہ دیا۔ اور شرط مان لی۔ تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو اس کی کیسے اجازت دے دی۔ جواب یہ ہے کہ اسے زجر اور ڈانٹنا مقصود تھا۔ کیونکہ جب آپؐ نے ان کو بتلا دیا کہ شرط باطل ہے۔ تو جب انہوں نے انکار کیا تو ان کی عادت کو ختم کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کو آپؐ نے اجازت دے دی۔ جیسا کہ آپؐ نے حجة الوداع میں حج کو فسخ کر کے عمرہ کے کرنے کی عادت کو توڑا تھا تو مفسدہ یسیرہ مصلحت عظیمہ حاصل کرنے کے لئے جائز ہے۔

باب هل یبیع حاضر لباد بغیر اجر وهل یعینه اوینصحه وقال النبی ﷺ اذا استنصح احدکم اخاه فلینصح له ورخص فیه عطاء ...

ترجمہ۔ کیا شہری دیہاتی کیلئے بغیر اجازت کے بیع کر سکتا ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کیلئے خیر خواہی طلب کرے تو اسے اس سے خیر خواہی کرنی چاہئے۔ حضرت عطاء نے اس کی اجازت دی ہے۔

حدیث (۲۰۱۳) حدثنا علی بن عبداللّٰه عن قیس سمعت جریراً بایعت رسول اللّٰه ﷺ علی شهادة ان لااله الااللّٰه وان محمد رسول اللّٰه

ترجمہ۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ایک تو یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد ﷺ

واقام الصلوة وایتاء الزکوة والسمع والطاعة والنصح لکل مسلمٍ ......

اللہ کے رسول۔ ہیں اور نماز کو پابندی سے پڑھنے پر۔ زکوٰۃ کے ادا کرنے پر اور حاکم کی بات سننے اور اس کی فرمانبرداری کرنے پر اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے پر۔

حدیث(۲۰۱۴)حدثنا الصلت بن محمد الخ عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ لاتلقوا الرکبان ولایبیع حاضر لبادٍ قال فقلت لابن عباسؓ ماقوله لایبیع حاضر لباد قال لایکون له سمساراً

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قافلے والوں کا استقبال نہ کرو۔ اور نہ ہی شہری دیہاتی کے لئے بیع کرے۔ طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا لایبیع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مصنفؒ نے بیع الحاضر للبادی کو ایک خاص معنی پر محمول کیا ہے وہ بیع بالاجر ہے جو حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر سے ہے کہ الدین النصیحة کیونکہ اگر بیع بالاجرہ ہو تو بائع میں خیر خواہی نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد اجرت حاصل کرنا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ خیر خواہی تب ہو گی جب بیع الحاضر للبادی بلا اجرت ہو۔ امام بخاریؒ نے بھی اذا استنصح احدکم اخاه فلینصحه۔ چنانچہ ائمہ ثلاثہ بھی اس بیع کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب فرماتے ہیں کہ ایسی بیع میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ در مختار میں ہے کہ بیع الحاضر للبادی قحط کے زمانہ میں مکروہ ہے ویسے امن کے دور میں جائز ہے کیونکہ اس میں کوئی ضرر نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ کو ھل سے کیوں شروع کیا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ استفہام کا جواب باب سے معلوم ہوتا ہے اور میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے لفظ ھل سے ایک احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بیع الحاضر للبادی بالاجر کا جواز ثابت کیا ہے اس لئے کہ باب اجر السمسرة کے ذریعہ مصنفؒ نے قیاس کیا کہ جب دلالی کی اجرت جائز ہے تو ادھر بیع حاضر للبادی بلا اجر بھی جائز ہے۔ تو بیع الحاضر للبادی بالاجر کے جائز ہونے سے کونسی چیز مانع ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ ھل سے بالکل عدم جواز کو ثابت کرنا ہو۔ جیسے جمہور کا مسلک ہے۔ کیونکہ روایات مرفوعہ مطلق ہیں۔ اور تقیید بالاجر یہ صحابی کی تفسیر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ بیع مطلق جائز ہے۔ الدین النصیحة اور بیع حاضر للبادی منسوخ ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ الدین النصیحة پر سب امت کا اتفاق ہے نہی پر سب کا نہیں۔ سمسار کے معنی دلال کے ہیں اصلی معنی قیم للامر اور محافظ کے ہیں۔ پھر متولی بیع وشراء لغیرہ کے معنی میں مستعمل ہوا۔

باب من کره ان یبیع حاضر لباد بأجرٍ۔

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو بیع حاضر للباد اجرت کو مکروہ سمجھتا ہے۔

حدیث(۲۰۱۵)حدثنا عبداللہ بن صباح الخ عن عبداللہ ابن عمرؓ قال نهی رسول اللهﷺ ان یبیع حاضر لبادٍ وبه قال ابن عباسؓ .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہﷺ نے شہری کی بیع وشراء دیہاتی کے لئے منع فرمایا اسی کے ابن عباسؓ قائل ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جیسے پہلی حدیث میں ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر سمسار سے کی ہے اگرچہ ابن عمرؓ کی حدیث میں باجر کی قید نہیں ہے۔ لیکن ابن عباسؓ کی تفسیر کی وجہ سے اسے مقید کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ کا ارادہ یہ ہے کہ بیع الحاضر للباد باجر تو ناجائز ہے۔ اور بلااجر جائز ہے۔ اور دلیل ابن عباسؓ کا قول ہے۔ تو ابن عمرؓ کی حدیث کے عموم کو ابن عباسؓ کی تفسیر سے خاص کردیا گیا۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ اپنی عادت کے مطابق پہلے ایک باب میں ایک مذہب ذکر کرتے ہیں پھر دوسرے باب میں دوسرا احتمال ذکر فرماتے ہیں۔

باب لایبیع حاضر لباد بالسمسرة وکره ابن سیرین وابراهیم للبائع والمشتری وقال ابراهیم ان العرب تقول بع لی ثوبا وهی تعنی الشراء .....

ترجمہ۔ دلالی کے طور پر حاضر بادی کیلئے خرید نہ کرے ابن سیرین اور ابراہیم دلالی بائع اور مشتری دونوں کے لئے مکروہ سمجھتے ہیں۔ ابراہیمؒ نے فرمایا کہ عرب کہتے ہیں کہ بع لی ثوبا اس سے شراء مراد لیتے ہیں۔

حدیث(۲۰۱۶)حدثنا المکی بن ابراهیم الخ انه سمع ابا هریرةؓ یقول قال رسول اللهﷺ لایبتاع المرء علی بیع اخیه ولا تناجشوا ولا یبیع حاضر لباد .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر خرید نہ کرے۔ اور دھوکہ دہی کیلئے نرخ نہ بڑھاؤ۔ اور شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے۔

حدیث(۲۰۱۷)حدثنا محمد بن بسار المثنیٰ الخ قال انس بن مالکؓ نهینا ان یبیع حاضر لبادٍ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہمیں روک دیا گیا ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع کرے۔

ان روایات سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ان میں بیع شراء کے معنی میں ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح بیع الحاضر للبادی میں علماء کا اختلاف ہے اسی طرح شراء الحاضر للبادی میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بیع کی طرح شراء کو بھی مکروہ کہتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بالکل کراہۃ نہیں ہے۔ کراہۃ قحط کے زمانہ کے ساتھ مختص ہے۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ

فرماتے ہیں کہ بیع بمعنی مبادلہ کے ہے خواہ مشتری ہو یا بائع تو اس اعتبار سے بیع عام ہوئی۔ اب یہاں پر ترجمہ میں مختلف نسخے ہیں کسی میں لا یشتری ہے اور کسی میں لا یبیع ہے۔ میرے نزدیک لا یشتری کے نسخہ کو ترجیح ہے۔ اس لئے لا یبیع کی صورت میں اس ترجمہ اور سابقہ میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا کیونکہ بیع بالاجر وہی بیع بالسمسرة ہے۔ اور سمسار قیم اور حافظؒ کو کہتے ہیں تو معنی ہوں گے ان یبیع له بالاجوة اور یہی باب سابق کا خلاصہ تھا۔ نیز! شراء الحاضر للبادی ائمہ کے درمیان اختلافی مسئلہ ہے اس لئے اس کو مستقل باب میں لائے۔ بع لی ثوبا سے مراد شراء ہے۔ اس لفظ سے بیع وشراء میں تسویہ ثابت کرنا مقصود ہے ۔

باب النهی عن تلقی الرکبان وان بیعه مردود لان صاحبه عاصٍ اثم اذاکان به عالماً وهوخداع فی البیع والخداع لایجوز..

ترجمہ۔ اسباب والے کا استقبال کرنا ممنوع ہے۔ اور یہ بیع مردود ہے ۔ کیونکہ ایسا کرنے والا نافرمان گناہ گار ہے جب کہ وہ اس کو جاننے والا ہے۔ اور یہ بیع میں دھوکہ دینا ہے اور دھوکہ دینا جائز نہیں ہے ۔

حدیث(۲۰۱۷)حدثنامحمدبن بشار الخ عن ابی هریرةؓ قال نهی النبی ﷺ عن التلقی وان یبیع حاضر لبادٍ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے سامان والوں کا استقبال کرنے اور شہری کی دیہاتی کے لئے بیع کرنے کو منع فرمایا ہے۔

حدیث(۲۰۱۸)حدثناعیاش بن الولید الخ قال سئلت ابن عباسؓ مامعنی قوله لایبیعن حاضر لبادٍ فقال لایکن له سمساراً ..

ترجمہ۔ طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ لایبیع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔

حدیث (۲۰۱۹) حدثنامسددالخ عن عبدالله قال من اشتری محفلةً فلیرد معها صاعاً قال ونهی النبی ﷺ عن تلقی البیوع ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دودھ رکے ہوئے جانور کو خریدا تو اس کے ساتھ وہ ایک صاع گندم بھی واپس کرے اور آپؐ نے مبیعات کے استقبال سے منع فرمایا۔

حدیث(۲۰۲۰)حدثناعبدالله بن یوسف الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال لایبیع بعضکم علی بیع بعض ولاتلقوالسلع حتی یهبط بهاالی السوق.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کوئی تمہارا دوسری بیع نہ کرے۔ اور نہ ہی شہر سے نکل کر اسباب کا استقبال کرو بلکہ اس کو بازار تک پہنچنے دو

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ تلقی رکبان کی دو صورتیں ہیں۔ایک تو یہ کہ غلہ خرید کرنے والے قحط کے سال شہر سے باہر جاکر غلہ خرید کریں۔اور پھر اسے شہر میں آکر زیادہ قیمت پر بیچ دیں۔دوسری صورت یہ ہے کہ دیہاتیوں کو شہر کے نرخ کا علم نہ ہو۔یہ لوگ شہر سے باہر جاکر شہر سے سستے نرخ پر لے کر اس کو مہنگے نرخ پر بیچ دیں۔حضرت امام ابو حنیفہؒ تلقی رکبان کو جائز فرماتے ہیں۔جمہور کراہۃ کا قول کرتے ہیں۔ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک محل نہی دو ہیں۔جب اھل بلد کو نقصان ہو یا بائع پر شہر کا نرخ رَل مِل جائے اگر نقصان بھی ہو اور التباس بھی نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔مصنفؒ نے ترجمہ کے دوسرے جز میں فرمایا کہ بیع مردود ہے۔کیونکہ نہی فساد کو مقتضی ہے۔لیکن محققین فرماتے ہیں کہ بیع صحیح ہے۔البتہ خیار ثابت ہوگا۔عاصی اور اٰثم اس لئے فرمایا کہ ایسی بیع میں دھوکہ ہوتا ہے لیکن اس سے بیع مردود نہیں ہوئی اس لئے کہ نہی نفس عقد کی طرف راجع نہیں ہے۔کیونکہ اس کے کسی رکن اور شرط میں خلل نہیں آیا۔یہ نہی تو رکبان کے ضرر کو دور کرنے کے لئے ہے۔اور ممکن ہے بیع مردود اس صورت میں ہے جب کہ بائع اس ردّ کو اختیار کرے۔تو راجع کی مخالفت نہ ہوئی۔لیکن اس پر بیع المصراۃ سے تناقص ہوگا۔کیونکہ اس میں بھی دھوکہ ہے۔بایں ہمہ اس بیع کو باطل نہیں کہا گیا

عیاش بن ولید کی روایت پر اشکال ہے۔کہ اس کی ترجمہ سے مطابقت نہیں ہے۔تو شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ نے جواب دیا ہے کہ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک نیا مسئلہ بیان کرنا ہے۔وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں معمر پر اختلاف ہو رہا ہے عبدالواحد معمر سے لا تلقوا الرکبان کو ذکر کرتے ہیں۔لیکن عبد الاعلی معمر سے اسے ذکر نہیں کرتے۔اور ایسا اختلاف امام بخاریؒ اپنی کتاب میں اکثر بیان کرتے رہتے ہیں۔اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقۃ اس طرح ہے کہ یہ حدیث پچھلے باب کی حدیث سے مختصر ہے۔وہ باب ھل یبیع حاضر لباد ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ البیع مردود کہہ کر امام بخاریؒ نے مذہب ظاہریہ کو ترجیح دی ہے۔اسلئے جمع سلعه وہی المتاع مطابقۃ اس طرح ہے کہ تلقی السلع تلقی الرکبان کی طرح ہے۔

باب منتهى التلقى

ترجمہ۔ کہ استقبال کی انتہا کہاں تک ہے

حدیث (۲۰۲۱) حدثنا موسى بن اسماعيل الخ عن عبدالله قال كنا نتلقى الركبان فنشترى منهم الطعام فنهانا النبى ﷺ ان نبيعه حتى يبلغ به سوق الطعام قال ابوعبدالله هذا فى اعلى السوق يبينه حديث عبيدالله ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ قافلے والوں سے ملتے تھے اور ان سے غلہ خرید کرتے تھے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک ہم اسے غلہ منڈی تک پہنچائیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ منڈی بازار کے اونچے حصہ میں تھی جس کو عبد اللہ کی حدیث بیان کرتی ہے

حدیث (۲۰۲۲) حدثنامسددالخ عن عبدالله الخ قال كانوايبتاعون الطعام فی اعلی السوق فيبيعونه فی مکانهم فنهاهم رسول الله ﷺ ان يبيعوه فی مكانه حتى ينقلوه ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ غلہ بازار کے اونچے حصہ میں خرید کرتے تھے۔اور پھراسی جگہ بیچ دیتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس جگہ پر بیچنے سے منع فرمادیا۔جب تک کہ اسے وہاں سے منتقل نہ کرلیں یعنی جب تک قبضہ نہ کرلیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ منتهى جو از تلقى شہر کی بازار کا اعلیٰ حصہ ہے۔اور جوتلقی حرام ہے وہ شہر سے باہر ہے۔اگر سوال ہو حدیث ترجمة الباب سے کیسے مطابق ہوئی۔ تو کہا جائے گا کہ چونکہ آپؐ نے خرید کی جگہ بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔اور بس تو معلوم ہوا کہ اس قسم کی تلقی ممنوع نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے يبتاعون الطعام فى اعلى السوق اس سے معلوم ہوا کہ منهى عنه تلقى خارج البلد ہے اور کوئی نہیں۔ حنابلہ کے نزدیک تلقی ممنوع شہر کے داخلہ تک ہے خواہ منڈی میں پہنچے یا نہ پہنچے۔باقی حضرات نے کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ مصنفؒ نے بھی اپنے ترجمہ سے اشارہ کیا کہ تلقی کی ابتداء خروج من السوق ہے بازار سے نکل کر استقبال نہ کرے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ تلقی کی ابتداء بھی ہے۔اور انتہا بھی۔ابتدا تو اس کی گھر سے لے کر بازار تک ہے جو جائز ہے اور اس کی انتہا شہر سے باہر ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔وہی مکروہ ہے۔مذاہب علماء تلقی کی حد کے بارے میں قریب قریب ایک ہیں۔

باب اذااشترط شروطاً فی البیع لاتحل۔

ترجمہ۔جب بیع میں ایسی شرائط لگائی جائیں جو حلال نہیں ہیں۔

حدیث(۲۰۲۳)حدثناعبداللہ بن یوسف الخ عن عائشةؓ قالت جاء تنى بريرةؓ فقالت كاتبت اهلى على تسع اواقٍ فى كل عامٍ اوقية فاعيننى فقلت ان احب اهلك ان اعدها لهم ويكون ولاؤك لى فعلت فذهبت بريرةالى اهلها فقالت لهم فابوعليها فجاء ت من عندهم ورسول الله ﷺ جالس فقالت انى قد عرضت ذلك عليهم

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنے آقاؤں سے نواوقیہ پر کتابت کرلی ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا۔پس آپ میری مدد کریں۔ میں نے کہا کہ اگر تیرے سردار اس بات کو پسند کریں کہ میں نقد رقم گن کر ان کو دے دوں اور ولاء میرے لئے ہوگا تو میں یہ کرلوں گی۔چنانچہ حضرت بریرہؓ اپنے آقاؤں کے پاس گئی ان کو ان کی بات پہنچائی لیکن وہ کہنے لگے کہ ولاء تو ہمارا ہوگا۔(ولاء مرنے کے بعد کا ترکہ) جناب نبی اکرم ﷺ

فابوا الاان یکون الولاء لهم فسمع النبی ﷺ فاخبرت عائشةؓ النبی ﷺ فقال خذیها واشترطی لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق ففعلت عائشةؓ ثم قام رسول الله ﷺ فی الناس فحمدالله واثنی علیه ثم قال امابعدمابال رجال یشترطون شروطاً لیست فی کتاب الله ماکان من شرط لیس فی کتاب الله فهو باطل وان کان مائة شرط قضاء الله احق وشرط الله اوثق وانما الولاء لمن اعتق ...

اس گفتگو کو اجمالاً سن رہے تھے۔ پس حضرت عائشہؓ نے تفصیلاً یہ خبر آپؐ کو بتائی۔ جس پر آپؐ نے فرمایا کہ باندی کو خرید کرلو اور ان کی شرط بھی مان لو۔ لیکن سن لو ولاء تو آزاد کرنے والے کا حق ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اسے خرید کر لیا۔ پھر جناب رسول اللہ خطبہ دینے کے لئے لوگوں میں کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر فرمایا اما بعد لوگوں کا کیا حال ہے کہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں یاد رکھو جو شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے۔ اگرچہ سو شرطیں بھی لگائیں اللہ کا فیصلہ حق ہے اور اللہ کی شرط پکی ہے۔ ولاء آزاد کرنے والے کا حق ہوتا ہے۔

حدیث(۲۰۲۴)حدثناعبدالله بن یوسف الخ عن عائشةؓ ام المؤمنین ارادت ان تشتری جاریة فتعتقهافقال اهلها تبیعکها علی ان ولاء هالنا فذکرت ذلك لرسول الله ﷺ فقال لایمنعك ذلك فانما الولاء لمن اعتق .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ ام المؤمنین نے ایک باندی خرید کر کے آزاد کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس کے سرداروں نے کہا کہ ہم اس کو آپ کے پاس اس شرط پر بیچنے کے لئے تیار ہیں کہ اس کا ولاء ہمارے لئے ہوگا انہوں نے اس کا جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ شرط تمہیں نہ روکے ولاء اسی کا حق ہے جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

<u>تشریح از شیخ زکریاؒ</u>۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ کیا ایسی شرائط سے بیع فاسد ہو گی یا نہیں۔ امام بخاریؒ اس باب میں ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کی دو روایتیں لائے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ نہی کی وجہ سے بیع میں فساد لازم آئے گا۔ جس طرح ان کے نزدیک **نهی عن تلقی الرکبان** بیع کو رد کر دیتی ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اذا اشترط الخ کی جزاء **لا یفسد البیع بذلك** محذوف ہے لیکن میرے نزدیک **لا تحل** اذا شرطیہ کی جزاء ہے۔ جس کا مقصد یہ ہوگا کہ شروط بیع میں جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ کے طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام احمدؒ کے مسلک کے موافق ہیں۔ اس لئے کہ اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے۔ امام احمدؒ ایک شرط کے ساتھ بیع کو جائز فرماتے ہیں دو شرطوں کے ساتھ جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ بیع بشرط کو منع کرتے ہیں اگرچہ ایک شرط بھی ہو۔ امام مالکؒ کے نزدیک شروط تین قسم ہیں۔ ایک قسم تو یہ ہے کہ شروط اور بیع دونوں باطل ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ شرط اور بیع دونوں جائز۔ تیسری قسم یہ ہے کہ

شروط باطل اور بیع جائز ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بیع کے اندر کوئی شرط ہو تو شرط جائز نہیں باطل ہے۔ بیع جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ والی روایت اس پر دال ہے۔ یہ مسلک ابن ابی لیلی اور حسن بصری اور نخعی کا ہے۔ دوسرا مسلک یہ ہے کہ شرط اور بیع دونوں جائز ہیں جس پر حدیث جابرؓ جو بیع جمل کے بارے میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز ہے۔ یہ مسلک حماد اور ابن شبرمہ وغیرھم کا ہے۔ اور تیسرا مسلک یہ ہے کہ دونوں ناجائز ہیں۔ بیع بھی اور شرط بھی۔ نھی عن بیع و شرط یہ مسلک امام شافعیؒ اور کوفے والوں کا ہے۔ یہاں ایک لطیفہ بھی مشہور ہے کہ عبدالوارث مکہ میں آئے اور حضرت ابو حنیفہؒ اور ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ سے بیع بشرط کے متعلق پوچھا۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا دونوں باطل ہیں۔ دوسرے نے کہا بیع جائز شرط باطل۔ تیسرے نے کہا کہ دونوں جائز ہیں۔ تو آپ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ سبحان اللہ ایک ہی مسئلہ میں عراق کے تینوں فقہاء عراق کا اختلاف ہو گیا۔ اور ہر ایک نے اپنی دلیل ذکر فرمادی۔

اشترطی لھم الولاء حضرت شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں لکھا ہے کہ اگرچہ شرط سے بیع فاسد ہو جاتی ہے مگر اشترطی کہنے سے آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ یہ بیع فاسد ملک مشتری کا فائدہ دے گی۔ اور اس پر عتق عبد نافذ ہوگا۔ میرے نزدیک یہ توجیہ تمام جوابوں سے بہتر ہے۔

باب بیع التمر بالتمر

ترجمہ۔ کھجور کی بیع کھجور کے ساتھ کیسے ہو

حدیث (۲۰۲۵) حدثنا ابو الولید الخ

سمع عمرؓ عن النبی ﷺ قال البر بالبر ربا الاھاء وھاء والشعیر بالشعیر ربا الاھاء وھاء والتمر بالتمر ربا الاھاء وھاء .....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا گندم کو گندم کے بدلے جب تک دست بدستی (نقد) نہ بیچا جائے تو سود ہے اور جو کے بدلے جو (نقد) دست بدستی بیچا جائے۔ اور کھجور بھی کھجور کے بدلے دست بدستی (نقد بیچا جائے۔ ورنہ سود ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ھاء وھاء نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی خذ اور ھات ہے جیسے یدا بید بھی آیا ہے مقابضہ فی المجلس ہو۔ اور بعض نے کہا اس کا معنی ہے خذو اعط یعنی لو اور دو لاتبیعوا الذھب بالورق الامقولا بین المتعاقدین ھاء وھاء۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اجمع المسلمون الخ مسلمانوں کا اجماع ہے ربوا چھ چیزوں میں حرام ہے سونا چاندی۔ گندم۔ جو۔ کھجور۔ نمک۔ ان کے ماسوا میں اختلاف ہے۔ اہل ظواہر تو ان چھ اشیاء میں بند کرتے ہیں لیکن جمہور ائمہؒ کے نزدیک اور اشیاء اس حکم میں داخل ہیں احنافؒ کے نزدیک وزن اور جنس میں تفاضل اور نسیہ ناجائز ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نقدین اور جنس شرط ہے۔

باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام۔

ترجمہ۔ کشمش کو کشمش کے بدلے اور غلہ کو غلہ کے بدلے بیچنا۔

حديث (۲۰۲۶) حدثنا اسمعيل الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ نهى عن المزابنة والمزابنة بيع التمر بالتمر وبيع الزبيب بلكرم كيلاً .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزابنة سے منع فرمایا ہے۔ فرمایا مزابنة یہ ہے کہ کھجور کو خشک کھجور سے بھرتی کر کے بیچا جائے اور کشمش کو انگور سے بھرتی کر کے بیچے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے اشکال وارد کیا ہے کہ حدیث میں نہ تو طعام کا ذکر ہے نہ زبیب بالزبیب کا ذکر ہے۔ اگر حدیث میں ذکر ہے تو الزبیب بالکرم ہے۔ اسماعیلؒ نے جواب دیا ہے کہ ترجمہ معنی کے اعتبار سے ثابت ہے۔ اگر ترجمہ یوں ہوتا کہ بیع التمر فی رأس الشجر بمثله من جنسه یابساً توبہتر ہوتا۔ علامہ عینیؒ نے بھی حدیث کے ذکر کے بعد ترجمہ سے مطابقة من حیث المعنی ثابت کی ہے۔ اور اتنی مقدار مطابقة کے لئے کافی ہے۔ بلکہ بعض ابواب ایسے آرہے ہیں جن میں مطابقة ادنی مقدار سے ثابت ہوتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ مناسبت پائی جائے۔ البتہ کرمانیؒ فرماتے ہیں نہی الزبیب بالعنب سے بیع الزبیب بالزبیب کا جواز نکلتا ہے۔ اور اسی پر بیع الطعام بالطعام کو قیاس کیا گیا ہے۔

حديث (۲۰۲۷) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابن عمرؓ ان النبى ﷺ نهى عن المزابنة قال والمزابنة ان تبيع التمر بكيل ان زادفلي وان نقص فعلي قال وحدثني زيد بن ثابت ان النبى ﷺ رخص فى العرايا بخرصها .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور فرمایا مزابنہ یہ ہے کہ تر کھجور کو کیل کر کے بیچے کہ اگر بڑھ گیا تو میرا اور کم ہو گیا تو میرے ذمہ ہے۔ اور زید بن ثابت نے حدیث بیان کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عرایا کی اندازے کے ساتھ بیع کی اجازت فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ثمر سے مراد تر کھجور ہے ورنہ باقی اثمار کی بیع تمر کے ساتھ جائز ہے اس طرح کرم سے مراد تر انگور ہے عرایا کھجور کا وہ پھل جو مساکین کو دیا جائے وہ در حقیقت بیع نہیں بلکہ بخشش اور عطیہ ہے اس لئے اس کو اندازے کے ساتھ دینا جائز ہے۔

باب بيع الشعير بالشعير

ترجمہ۔ جو کی بیع جو کے ساتھ

حديث(۲۰۲۸)حدثنا عبدالله بن يوسف الخ عن مالك بن اوسؓ اخبره انه التمس صرفاً بمائة دينارٍ فدعانى طلحة بن عبيدالله فتراوضنا حتى اصطرف منى فاخذ الذهب يقلبها فى يده ثم قال حتى يأتى خازنى من الغابة وعمر يسمع ذلك فقال والله لاتفارقه حتى تاخذ منه قال رسول الله ﷺ الذهب بالذهب رباً الاهاء وهاء والبر بالبر رباً الاهاء وهاء والشعير بالشعير رباً الاهاء وهاء والتمر بالتمر رباً الاهاءِ وهاء ......

ترجمہ۔ حضرت مالك بن اوسؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے سو۱۰۰ دینار سونے کے بدلے چاندی لینا چاہی تو مجھے طلحہ بن عبیداللہؓ نے بلایا تو ہم نے ادلہ بدلہ لینے میں گفتگو جاری کی یہاں تک کہ انہوں نے سونا میرے سے لیا اور اس کو اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ کرنے لگے پھر کہا کہ اس کی رقم تجھے تب ادا کرونگا جب کہ میرا خزانچی غابہ بمقام سے آجائے گا حضرت عمرؓ یہ گفتگو سن رہے تھے۔ فرمایا اللہ کی قسم اس کو جدا نہ کرو یہاں تک کہ رقم کھری نہ کرلو۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سونے کا چاندی کے ساتھ تبادلہ سود ہے۔ جب تک کہ نقد دست بدستی نہ ہو اس طرح گندم کی بیع گندم کے ساتھ سود ہو گی جب تک دست بدستی نہ ہو۔ اور جو کی بیع جو کے ساتھ سود ہو گی جب تک کہ دست بدست نہ ہو۔ اور کھجور کی بیع بھی کھجور کے ساتھ سود ہے جب تک دست بدست نہ ہو۔

باب بيع الذهب بالذهب

ترجمہ ۔ سونے کی سونے کے ساتھ خرید وفروخت

حديث(۲۰۲۹)حدثنا صدقة بن الفضل الخ قال ابوبكرةؓ قال رسول الله ﷺ لاتبيعوا الذهب بالذهب الاسواءً بسواءٍ والفضة بالفضة الاسواءً بسواءٍ وبيعوا الذهب بالفضة والفضة بالذهب كيف شئتم ......

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر سرابر اسی طرح چاندی کو بھی چاندی کے بدلے برابر سرابر بیچو البتہ سونے کو چاندی کے بدلے اور چاندی کو سونے کے بدلے جس طرح چاہو بیچو گویا کہ نقدین میں زیادتی بھی حرام ہے اور ادھار بھی حرام۔ جیسے پہلی روایات سے معلوم ہوا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ بيع الشعير بالشعير الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گندم اور جو الگ الگ جنس ہیں لیکن امام مالکؒ اور اوزاعیؒ وغیرہ ان کو ایک ہی نوع قرار دیتے ہیں جمہور کا مسلک ان کے خلاف ہے جن کا استدلال آنجناب ﷺ کے

اس قول سے ہے بیعوا البر بالشعیر کیف ماشئتم یداً بید یہ حدیث صحیح اور صریح ہے کہ یہ دونوں الگ الگ نوع ہیں۔

باب بیع الفضة بالفضة

ترجمہ۔ چاندی کو چاندی کے بدلہ بیچنا

حدیث (۲۰۳۰) حدثنا عبیداللہ بن سعد الخ عن عبداللہ بن عمرؓ ان اباسعید الخدریؓ حدثہ مثل ذلک حدیثاً عن رسول اللہ ﷺ فلقیہ عبداللہ بن عمرؓ فقال یااباسعید ماھذاالذی تحدث عن رسول اللہ ﷺ فقال ابوسعید فی الصرف سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الذھب بالذھب مثلاًبمثل والورق بالورق مثلاً بمثل ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب ابوسعید الخدریؓ نے اس طرح ایک حدیث جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان فرمائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان سے ملاقی ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے ابوسعید یہ کیا حدیث ہے جو آپ جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔ جس پر حضرت ابوسعیدؓ نے نقدین کی تجارت کے بارے میں فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے سونے کو سونے کے بدلے برابر بیچو اور اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے برابر بیچو زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ نقدین کی تجارت میں تفاضل اور نسیئہ یعنی ادھار دونوں حرام ہیں کیونکہ یہی سود ہے۔

حدیث (۲۰۳۱) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لاتبیعوا الذھب بالذھب الامثلاً بمثل ولاتشفوا بعضھا علی بعض ولاتبیعوا منھا غائباً بناجزٍ ..

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے برابر سرابر ہی بیچو اور بعض کو بعض پر فضیلت اور زیادتی نہ کرو۔ اور چاندی کو چاندی کے بدلے برابر سرابر بیچا جائے۔ اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دو اور نہ ہی غائب کو نقد کے بدلے بیچو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدثہ مثل ذلک حدیثا حافظؒ فرماتے ہیں مثل ذلک سے مراد یہ ہے کہ ابوسعید خدریؓ نے حضرت عمرؓ کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی ہے۔ میرے نزدیک حافظؒ کا قول صحیح ہے۔ کیونکہ اسماعیلی کی روایت میں صراحت ہے ان اباسعید حدثہ حدیثامثل حدیث عمرؓ مثلابمثل۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے عجوۃ والا قاعدہ کی بیع باطل ہو جائے گی کہ ایک مد عجوۃ اور ایک دینار کو دو دینار کے بدلہ بیچا جائے۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔ امام احمدؒ نے تو اس مسئلہ کے بارے میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ یہ بیع ناجائز ہے۔ امام شافعیؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ ایسی بیع تب جائز ہے کہ مفرد مرکب یعنی جس کے ساتھ غیر بھی ہو وہ اکثر ہو۔ یا یہ کہ ہر ایک کے ساتھ غیر جنس موجود ہو حضرت ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ سب اس وقت جائز ہے جب کہ مفرد مرکب سے

اکثر ہو اور ہر ایک کے ساتھ غیر جنس بھی موجود ہو۔ جو لوگ اس عقد کو جائز کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب اس کو صحت پر محمول کرنا ممکن ہے تو فساد پر حمل نہ کیا جائے۔ ہمارا مستدل فضالہ بن عبید کی روایت ہے جس سے امام ابو حنیفہؒ اور ثوریؒ فرماتے ہیں کہ قلادہ والی روایت سے معلوم ہوا کہ جب سونے سے زیادہ کوئی اور چیز موجود ہو تو پھر بیع جائز ہو گی۔ اب اس کی بیع نہ تو برابر سرابر جائز ہے۔ اور نہ ہی کم قیمت پر بیچا جائے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں قلادہ والی حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ لا تباع حتی تفصل ولیس الفصل بمعنی تفریق الاجزاء بلکہ تمیز تام مراد ہے۔ جس سے سود کا احتمال نہ رہے۔ نہ ربوا ہو اور نہ شبہ ربوا ہو۔ جس کی تائید حضور ﷺ کے الفاظ سے ہوتی ہے۔ حتی تمیز بینهما۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اشناف کے معنی تفضیل کے ہیں۔ غائب سے مراد ادھار ہے۔ اور ناجز سے مراد حاضر اور نقد ہے جن میں تقابض فی المجلس ضروری ہے۔

باب بيع الدينار بالدينار نسيأ

ترجمہ۔ سونے کے دینار کی بیع دینار کے ساتھ ادھار کے طور پر ہو۔

حديث (۲۰۳۲) حدثنا علی بن عبدالله الخ انه سمع ابا سعيد الخدریؓ يقول الدينار بالدينار والدرهم بالدرهم فقلت له فان ابن عباسؓ لايقوله فقال ابوسعيد سالته فقلت سمعته من النبی ﷺ اووجدته فی كتاب الله قال كل ذلك لااقول وانتم اعلم برسول الله ﷺ منی ولكنی اخبرنی اسامة ان النبی ﷺ قال لاربا الافی النسية ...

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ دینار کو دینار کے بدلے اور درہم کو درہم کے بدلہ بیچا جائے۔ میںؒ نے ان سے کہا کہ ابن عباسؓ تو اس کے قائل نہیں ہیں۔ حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا میں نے خود ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ نے اسکو جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے یا آپ نے اس کو کتاب اللہ میں پایا ہے۔ انہوں نے فرمایا ان میں سے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا آپ لوگ میرے سے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جاننے والے ہیں البتہ حضرت اسامہؓ نے مجھے بتلایا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سود تو صرف ادھار میں ہے (جنس بدل جائے تو جائز ہے۔) فرمایا یہ ہمارے نزدیک سونے اور چاندی کی اور گندم کی جو سے بیع متفاضلاً میں کوئی حرج نہیں ہے (اس لئے کہ جنس بدل گئی تفاضل جائز ادھار ناجائز ہو گا) یعنی دست بدست بیع ہو اور ادھار میں خیر نہیں ہے

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ كل ذلك لااقول چنانچہ مسلم میں ہے کہ لم اسمعه من رسول الله ﷺ والوجدته فی كتاب الله انتم اعلم برسول الله ﷺ کیونکہ یہ حضرات ابن عباسؓ سے عمر میں بڑے تھے۔

بیع الورق بالذهب نسیئةً حافظؒ فرماتے ہیں سب بیوع میں بیع یا تو بالنقد ہوگی یا بالقرض ہوگی۔ پھر دست بدست ہوگی یا مدت تک ہوگی۔ اس طرح چار قسم ہوئے تو اگر بیع النقد بمثلہ ہے تو یہ بیع المراحلة ہے۔ اگر بنقدغیرہ ہے۔ تو بیع صرف ہے جس میں مبیع اور ثمن دونوں نقدین ہوتے ہیں۔ اور بیع العرض بالنقد ہو تو نقد کو ثمن اور عرض کو عوض کہتے ہیں۔ اور بیع العرض بالعرض کو مقایضہ کہتے ہیں۔ ان جمیع بیوع میں بیوع حالی تو جائز ہے۔ البتہ ادھار کے بارے میں اگر نقد بالنقد بیع ہے تو نا جائز ہے۔ اگر عوض ہے تو جائز ہے۔ اور عوض مؤخر ہو تو بیع سلم ہے۔ اگر دونوں مؤخر ہوں تو بیع الدین بالدین ہے۔ جو حوالہ کے بغیر جائز نہیں ہے۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث کو ترجمة الباب سے مطابقت کیسے ہوگی۔ کیونکہ ترجمہ میں ہے بیع الورق بالذهب اور حدیث میں اس کا برعکس ہے الذهب بالورق. تو جواب یہ ہے کہ باء ثمن پر داخل ہوتی ہے۔ جب عوضان نقدین ہوں تو ان میں کوئی تفاوت نہیں جس پر باء کو داخل کرو وہی ثمن بن جائے گی۔ البتہ غیر النقدین میں جس میں ثمنیة ہوگی وہ عوض بنے گا۔

باب بیع الورق بالذهب نسیئةً

ترجمہ۔ چاندی کی سونے کے بدلے بیع جب کہ وہ ادھار کے طور پر ہو۔

حدیث (۲۰۳۳) حدثنا حفص بن عمرؓ الخ قال سألت البراء بن عازبؓ وزید بن ارقمؓ عن الصرف فکل واحدمنهما یقول هذاخیر منی فکلاهمایقول نهی رسول الله ﷺ عن بیع الذهب بالورق دیناً....

ترجمہ۔ حضرت ابو المنہالؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ سے بیع صرف یعنی نقدین کے بارے میں پوچھا تو ان میں سے ہر ایک نے فرمایا کہ یہ میرے سے بہتر ہے۔ بہر حال دونوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سونے کی بیع چاندی سے قرض کے طور منع فرمائی۔

باب بیع الذهب بالورق یداً بیدٍ

ترجمہ۔ سونے کی بیع چاندی سے دست بدست ہو ادھار نہ ہو۔

حدیث (۲۰۳۴) حدثنا عمران بن میسرة الخ عن ابی بکرةؓ قال نهی النبی ﷺ عن الفضة بالفضة والذهب بالذهب الاسواء بسواءٍ امرنا ان نبتاع الذهب بالفضة کیف شئنا والفضة بالذهب کیف شئنا.....

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا مگر برابر سرابر۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے جس طرح ہم چاہیں خرید کریں اور اسی طرح چاندی کو سونے کے بدلے جس طرح چاہیں ہم بیچ دیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں یدا بید کی قید نہیں ہے۔ توامام بخاریؒ نے بعض طرق حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جس میں یدابید کی قید موجود ہے۔ چنانچہ مسلمؒ نے روایت کیا ہے کہ اس حدیث کے آخر میں ہے کیف شئتم ید ابید اور بیع صرف کے اندر تقابض شرط ہے۔ جس پر سب کا اتفاق ہے البتہ تفاضل من جنس واحد میں اختلاف ہے۔ گویا ترجمہ میں یداً بید حدیث کی شرح ہے۔

باب بيع المزابنة

ترجمہ۔ بیع مزابنة کے بارے میں

وهى بيع التمر بالتمر وبيع الزبيب بالكرم وبيع العرايا قال انسؓ نهى النبى ﷺ عن المزابنة والمحاقلة .....

ترجمہ۔ وہ خشک کھجور کی تر کھجور کے ساتھ بیع کا نام ہے اور کشمش کی انگور کے ساتھ بیع ہے۔ اور بیع العرایا ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مزابنة اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔

حديث(۲۰۳۵)حدثنايحيى بن بكيرالخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال لاتبيعوالثمر حتى يبدوصلاحه ولاتبيعوالثمر بالتمر قال سالم اخبرنى عبدالله عن زيد بن ثابت ان رسول الله ﷺ رخص بعد ذلك فى بيع العرية بالرطب اوبالتمر ولم يرخص فى غيره ...

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھل کو اس وقت تک نہ بیچو جبتک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ اور تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے نہ بیچو ۔ سالم فرماتے ہیں حضرت ابن عمرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے مجھے خبر دی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عرایا بیع کی اجازت دی۔ خواہ تر کے ساتھ یا خشک کھجور کے ساتھ۔ اس کے علاوہ اور کسی میں اجازت نہیں دی۔

حديث(۲۰۳۶)حدثناعبداللهبن يوسف الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ نهى عن المزابنة والمزابنة اشتراء الثمر بالتمر كيلا وبيع الكرم بالزبيب كيلاً ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزابنة سے منع فرمایا ہے اور مزابنة کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بھرتی کر کے خرید کرنا ہے۔ اور انگور کو کشمش کے بدلے بھرتی کر کے بیچنا ہے۔

حديث(۲۰۳۷)حدثناعبداللهبن يوسف الخ عن ابى سعيد الخدرىؓ ان رسول الله ﷺ نهى

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزابنة اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے

عن المزابنة والمحاقلةوالمزابنة اشتراء التمر بالتمر فی رؤس النخل .....

مزابنة کا معنی ہے تر کھجور کو جو ابھی کھجور کے خوشوں پر ہے اسکو خشک کھجور کے بدلے خرید نا ہے۔ اور محاقلہ حقل سے ہے جس کے معنی کھیتی کے ہیں۔ بیع محاقلہ یہ ہے کہ وہ گندم جو ابھی تک خوشوں میں ہے۔ اس کو صاف گندم کے بدلے بیچنا ہے ان دونوں کی ممانعت ہے۔

حدیث (۲۰۳۸) حدثنامسددالخ عن ابن عباسؓ قال نهی النبی ﷺ عن المحاقلة والمزابنة .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ دونوں سے منع فرمایا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان دونوں میں تماثل کی پہچان مشکل ہے۔

حدیث(۲۰۳۹)حدثناعبدالله بن مسلمةالخ عن زید بن ثابتؓ ان رسول الله ﷺ ارخص لصاحب العرية ان یبیعهابخر صها .....

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عریہ والے کو اجازت دی کہ وہ کھجور کو اندازے سے بیچ سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مزابنة زبن سے مشتق ہے۔ جس کے معنی دفع کرنے کے ہیں چونکہ بیع مزابنة میں تفاوت اور عوضین میں فرق زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں تدافع اور خصومت کا احتمال زیادہ ہے۔ اور ہر ایک جب اپنے حق میں نقصان محسوس کرے گا تو بیع کو دفع کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے امام شافعیؒ نے ہر اس بیع کو جس میں مبا دلة المجهول بالمجهول ہو اسی کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور امام مالکؒ نے جوئے کی اقسام کو بھی اس کی تفسیر میں شامل کیا ہے۔ بہر حال ابن عمرؓ نے نہی کی روایات کو بلاواسطہ نقل کیا ہے۔ اور عرایا کا استثناء حضرت زید بن ثابتؓ کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ اور فقہا نے بیع الرطب بالیابس کی تحریم پر ان احادیث باب سے استدلال کیا ہے۔ اگرچہ عوضین کیل اور وزن میں برابر بھی ہوں کیونکہ تساوی کا علم حالت کمال میں ہوتا ہے۔ تر پھل سوکھنے کے بعد وزن و کیل میں کم ہو جاتا ہے۔ جمہور کا یہی قول ہے البتہ حضرت ابو حنیفہؒ حالت رطوبۃ میں تساوی کو کافی سمجھتے ہیں جمہور کا مستدل حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے بیع الرطب بالتمر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ رطب جب سوکھ جائے۔ تو کیا کم ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی ہاں ! بے شک یارسول اللہ ! قال فلا اذاً کہ اگر رطب خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے۔ تو پھر بیع نہیں کرنی چاہئے۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں اس حدیث کا جواب دیا ہے۔ اینقص علۃ نہی و حرمۃ پر تنصیص ہے محض جفاف خشک ہونا علۃ نہیں ہے۔ تو آپؐ نے حدیث کو نسیہ پر محمول کیا ہے۔

چنانچہ کوکب میں اس کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب امام اعظمؒ بغداد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے آپ سے یہی مسئلہ پوچھا اور وہ لوگ حدیث کی مخالفت کی وجہ سے آپ سے سخت ناراض تھے۔ آپ نے فرمایا بھائی کیا رطب تمر ہے یا نہیں اگر تمر ہے تو التمر بالتمر مثلا بمثل سے بیع جائز ہوئی اگر تمر نہیں ہے تو پھر بھی حدیث کی رو سے بیع جائز ہوئی۔ اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم نیز! علامہ عینیؒ نے شرح طحاوی میں بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ امام مزنیؒ داؤدؒ اور ابو ثورؒ بیع الرطب بالتمر مثلا بمثل کے جواز کے قائل ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی نوع ہیں البتہ ادھار ان کے نزدیک ناجائز ہے اگرچہ مثلا بمثل کیوں نہ ہو۔

عرایا کی تفسیر لغۃ اور شرعا میں علماء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل لوجز میں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عریہ اگر فاعلہ کے معنی میں ہے تو چونکہ مالک ان کھجوروں کو باقی کھجوروں سے مساکین کے لئے الگ کر دیتا ہے۔ یا عرایا کے معنی طلب کے ہیں شرعی طور پر یہ ہے کہ یہ بھی عرب کے عطایا خاصہ میں سے ہے جب کھجور پکنے کا وقت آئے تو مالک ان کھجوروں کو اپنے پاس روک کر ان کے بدلے اندازے سے کھجور پختہ دے دے۔ تو ھبہ کے اندر اس قسم کا تصرف جائز ہے۔ امام مالکؒ بھی اسے ھبہ قرار دیتے ہیں جس کی بیع واہب کے پاس جائز ہے۔

الحاصل اختلاف یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ واہب کا بالعوض اپنے ہبہ میں رجوع کرنا ہے۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ واہب کا اپنے ہبہ کو خرید کرنا ہے۔ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بیع مزابنہ سے پانچ وسق کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں تو اس کی بیع واہب اور غیر واہب سب کے پاس جائز ہوگی۔ اگرچہ شرائط جواز میں اختلاف ہو۔

رخص لھم فی بیع العرایا خلاصہ یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کی روایت میں بیع العرایا (خرص) اندازے کے ساتھ مقید ہے اور ابن عیینہ کی روایت مطلق ہے کہ خواہ اندازے سے بیچے یا کیل سے بیچے بہر حال اس کی اجازت ہے۔

باب بیع التمر علی رؤس النخل بالذھب والفضۃ۔

ترجمہ۔ وہ کھجور جو ابھی کھجور کے خوشوں میں ہے اس کو سونے یا چاندی کے بدلے بیچنا کیسا ہے

حدیث (۲۰۴۰) حدثنا یحیی بن سلیمان الخ عن جابرؓ قال نھی النبی ﷺ عن بیع التمر حتی یطیب ولا یباع شیء منہ الا بالدینار والدرھم الا العرایا .....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے پھل کی بیع سے جب تک کہ وہ اچھی طرح پک نہ جائے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے کوئی چیز دینار و درہم کے بغیر نہ بیچی جائے۔ البتہ بیع عرایا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ تو ہبہ ہے۔

حدیث (۲۰۴۱) حدثنا عبداللہ بن عبدالوھاب الخ عن ابی ھریرۃؓ ان النبی ﷺ رخص فی بیع العرایا

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بیع عرایا میں پانچ وسق یا اس سے کم میں بیع کی اجازت

فی خمسة اوسق اودون خمسة اوسق قال نعم .

فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایاہاں !اجازت فرمائی ہے۔

حدیث(۲۰۴۲)حدثناعلی بن عبدالله الخ سمعت سهل بن ابی حثمةؓ ان رسول الله ﷺ نهی عن بیع التمر بالتمرورخص فی العرية ان تباع بخرصهاياكلهااهلهارطباوقال سفيان مرةً اخرى الاانه رخص فی العريةيبيعهااهلها بخرصها ياكلونها رطباً قال هو سواء قال سفيان فقلت ليحيى وانا غلام ان اهل مكة يقولون ان النبی ﷺ رخص فی بيع العرايا فقال ومايدرى اهل مكة قلت انهم يروونه عن جابر فسكت قال سفيان انما اردت ان جابراً من اهل المدينة قيل لسفين وليس فيه نهى عن بيع الثمر حتى يبدوَ صلاحه قال لا .....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن ابی حثمہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بیع تمر بالتمر سے منع فرمایا۔البتہ عریة کی اجازت فرمائی کہ اسے اندازہ سے بیچا جائے۔ کہ کھجور کے مالک اس تر کھجور کو کھاتے رہیں۔ اور کبھی سفیان یوں فرماتے ہیں مگر یہ کہ آپؐ نے عریہ کی اجازت دی کہ کھجوروں کے قابض اندازے کے ساتھ اسے بیچ دیں اور خود انہیں رطب (تازہ کھجور) کی شکل میں کھاتے رہیں کہا یہ دونوں برابر ہیں اور سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی سے کہا کہ میں تو لڑکا تھا کہ مکہ والے کہتے تھے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بیع عرایا کی اجازت فرمائی تو انہوں نے کہا کہ اہل مکہ کو کیا علم ہے کیونکہ وہ تو تاجر پیشہ لوگ تھے۔ کسان تو نہیں تھے۔ تو میں نے کہا کہ وہ حضرت جابرؓ سے اس کو روایت کرتے ہیں۔ تو وہ خاموش ہو گئے۔ سفیان فرماتے ہیں میرا منشاء یہ تھا کہ حضرت جابرؓ تو اہل مدینہ سے ہیں اور سفیان سے پوچھا گیا کہ اس میں یوں نہیں ہے کہ ثمر کی بیع اس وقت صحیح نہیں جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو فرمایا نہیں۔

باب تفسير العرايا

ترجمہ۔ عرایا کی تفسیر مختلف ہے

وقال مالك العريةان يعرى الرجل النخلة ثم يتاَذّىٰ بدخوله عليه فرخص له ان يشتريها منه بتمر وقال ابن ادريس العرية لاتكون الابالكيل من التمر يداً بيدٍ لايكون بالجزاف ومما يقويه قول سهل بن ابی حثمة بالاوسق الموسقه وقال

ترجمہ۔ عرایا کی تفسیر مختلف ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عریہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو کھجور کے درخت کا عطیہ کرے پھر ان کے آنے جانے سے ان کو تکلیف ہو تو اسے رخصت دی گئی ہے کہ وہ ان کھجوروں کو خشک کھجور کے بدلے خرید کرلے اور امام محمد بن ادریس شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عرایا کی بیع

ابن اسحاق فی حدیثه عن نافع عن ابن عمرؓ کانت العرایا ان یعری الرجل فی ماله النخلة و النخلتین وقال یزید عن سفیان بن حسین العرایا نخل کانت توهب للمساکین فلا یستطیعون ان ینتظروا بها رخص لهم ان یبیعوها بما شاء وامن التمر ....

کیل کے ساتھ ہوگی جو دست بدست ہو۔ اندازے سے نہیں ہوگی۔ ان کی تائید حضرت سہل بن ابی حثمہؓ کے قول سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ عرایا اوسق کے ذریعہ ہوگی اور ابن اسحاق کی حدیث ابن عمرؓ یہ ہے کہ عرایا یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے مال میں سے ایک کھجور یا دو کھجور کے درخت الگ کردے اور یزید سفیان بن حسین سے یوں کہتے ہیں کہ عرایا وہ کھجور کے درخت ہیں جو مسکینوں کو ہبہ کئے جاتے ہیں جو ان کے پکنے تک کا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے ان کو اجازت دی گئی کہ وہ ان کو جس طرح چاہیں کھجور خشک کے بدلے بیچ سکتے ہیں۔

حدیث (۲۰۴۳) حدثنا محمد هو ابن مقاتل الخ عن زید بن ثابتؓ ان رسول الله ﷺ رخص فی العرایا ان تباع بخرصها کیلا قال موسی بن عقبة والعرایا نخلات معلومات تاتیها فتشتریها

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عرایا کے بارے میں اجازت فرمائی کہ ان کو اندازے سے بھرتی کر کے بیچا جائے۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا عرایا وہ چند متعین شدہ کھجوریں ہیں جن کے پاس آکر انہیں خرید کر لے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عرایا جمع عریہ کی جس کے معنی ہیں عطیه ثمر النخل دون الرقبته یعنی کھجور کا پھل بطور عطیہ کے دیا جائے درخت نہ ہبہ کیا جائے۔ یہ منیحہ کی طرح ہے کہ گائے بھینس بکری دودھ پینے کے لئے دی جائے اور رقبہ نہ دیا جائے۔ اس کی تفسیر اور اختلاف ائمہ بیان ہو چکا ہے۔ ابن ادریسؒ سے امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ مراد لیا ہے۔ ایک یہ مقام ہے جہاں امام شافعیؒ کا ذکر ہوا دوسرا مقام کتاب الزکوة میں ہے ومایقویه الخ امام بخاریؒ کا کلام ہے ابن ادریس کا نہیں ہے۔

باب بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحها

ترجمہ۔ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کی بیع کرنا

وقال اللیث عن ابی الزناد کان عروة بن الزبیر یحدث عن سهل بن ابی حثمة الانصاری من بنی حارثة انه حدثه عن زید بن ثابتؓ قال کان الناس فی عهد رسول الله ﷺ یتباعون الثمار

بسند اللیث عن زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ پھلوں کی خرید و فروخت اس طرح کرتے تھے کہ جب لوگ کھجوروں کے پھل کاٹتے اور ایک دوسرے کے تقاضے کے وقت آجاتا تو مشتری کہتا کہ اس کے پھلوں کو دمان پہنچا ہے۔ مراض پہنچا ہے۔ قشام پہنچا ہے

فاذاجد الناس وحضر تقاضیهم قال المبتاع انه اصاب الثمر الدمان اصابه مراض اصابه قشام عاهات یحتجون بها فقال رسول الله ﷺ لما كثرت عنده الخصومة فی ذلك فامافلا تبتاعوا حتی یبدو صلاح الثمر كالمشورة یشیربها لكثرة خصومتهم واخبرنی خارجة بن زید بن ثابتؓ ان زید بن ثابتؓ لم یكن یبیع ثمار ارضه حتی یطلع الثریا فتبین الاصفر من الاحمر قال ابو عبدالله رواه علی بن بحرالخ عن سهل عن زید.....

یہ سب پھلوں کی بیماریاں ہیں جن سے وہ لوگ کی کا تقاضا کرتے ہیں۔ تو جب آنحضرت ﷺ کے پاس اس قسم کے جھگڑے کثرت سے ہونے لگے تو آپؐ نے فرمایا اب ایسی بیع شراء نہ کیا کرو۔ جب تک کہ پھلوں کے کھانے کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ گویا کہ بہت جھگڑوں کی وجہ سے آپؐ نے مشورہ کے طور پر یہ ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ اپنی زمین کے پھلوں کی بیع اس وقت تک نہیں کرتے تھے جب تک خوشے کی لڑیاں نہ نکل آئیں۔ پس زرد اور سرخ والے خوب واضح ہو جائیں۔

حدیث(۲۰۴۴)حدثناعبداللہ بن یوسف الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ نهی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحها نهی البائع والمبتاع

ترجمہ۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی بیع سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ آپؐ نے بائع اور مشتری دونوں کو منع فرمایا۔

حدیث (۲۰۴۵) حدثناابن مقاتل الخ عن انس بن مالكؓ ان رسول الله ﷺ نهی ان تباع ثمرة النخل حتی تزهو قال ابوعبدالله یعنی حتی تحمرّ ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کھجور کے پھل کو اس وقت تک نہ بیچا جائے یہاں تک کہ وہ سرخ ہو جائیں۔

حدیث(۲۰۴۶)حدثنامسدد الخ قال سمعت جابربن عبدالله قال نهی النبی ﷺ ان تباع الثمرة حتی تشقح فقیل ماتشقح قال تحمار وتصفار ویؤكل منها.......

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ پھل کو اس وقت تک نہ بیچا جائے جب تک وہ پھٹ نہ جائے۔ یعنی سرخ اور زرد نہ ہو جائے کہ اسے کھایا جا سکے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے بیع الثمار کا کوئی حتمی حکم بیان نہیں فرمایا۔اس لئے کہ اس مسئلہ میں شدید اختلاف ہے ابن ابی لیلی اور ثوریؒ اس بیع کو مطلقاً باطل قرار دیتے ہیں۔یزید بن ابی حبیب اسے مطلق جائز کہتے ہیں بشرطیکہ پھلوں کو درختوں پر باقی رکھنے کی شرط لگائی جائے۔ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ اگر پھلوں کو فوراً قطع کرنے کی شرط ہے تو بیع باطل نہ ہوگی۔ورنہ بیع باطل ہے۔اور اکثر علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ یہ بیع صحیح ہے۔اگر تبقیہ یعنی پھل کو درختوں پر باقی رکھنے کی شرط نہ لگائی جائے۔اور نہی اس پر محمول ہے کہ جب پھلوں کا سرے سے وجود ہی نہ پایا جائے۔اور بعض حضرات نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے کہ یہ بیع مکروہ تنزیہی ہے۔حضرت زید بن ثابتؓ کی روایت جو باب کے اول حصہ میں وارد ہوئی ہے۔وہ آخری قول پر دلالت کرتی ہے۔علامہ عینیؒ نے فرمایا ہے کہ امام نوویؒ نے اجماع نقل کیا ہے کہ بیع الثمر قبل بدو صلاحها بشرط القطع صحیح ہے۔اور اگر شرط قطع تسلیم کرنے کے بعد قطع نہ کرے تو بیع صحیح ہے لیکن قطع ضروری ہوگا۔اگر دونوں ابقاء پر راضی ہو گئے تو بیع جائز ہے۔اگر بیچتے وقت تبقیہ کی شرط تھی تو بیع باطل ہے بالاجماع پھر علامہ عینیؒ نے بیع الثمار کی تین اقسام ذکر فرمائی ہیں۔ بیع النخل دون الثمرة ۔ بیع الثمرة دون النخل۔هما معاً یعنی ثمرہ اور نخل دونوں بیچے جائیں۔پہلی صورت میں تو صلاح ثمرہ کی قید نہیں ہے کیونکہ درخت بک رہے ہیں۔باقی دونوں صورتوں میں بدو صلاح کی قید ہے۔ ظاہر حدیث سے واضح ہے۔اس جگہ بیع سے بیع ثمرة النخل ہے۔اور صرف تمر کا ذکر اس لئے کہ عرب کا عام پھل یہی تمر ہی تھا۔باقی رہا تکرار ترجمہ کا اعتراض جس کی طرف شراح نے کوئی توجہ نہیں فرمائی۔اس سے گلوخلاصی کی صورت یہ ہے کہ اس جگہ اصول سے مراد اشجار ہیں اور آنے والے ترجمہ میں اصل سے مراد زمین ہے اس طرح اشکال رفع ہو جائے گا اگرچہ قسطلانیؒ نے اس جگہ اصل سے ارض مراد لینے کا انکار کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ دمان کے معنی گوبر کے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ پھلوں میں عفونت پیدا ہو جائے اور جذاذ کے معنی ہیں کھجوروں کے پھل کاٹنا۔ قشام اور مراض پھلوں کی آفات ہیں۔ تشقح کے معنی رنگ کے بدلنے کے ہیں سرخی یا زردی کی طرف۔

باب بیع النخل قبل ان یبدو صلاحها۔

ترجمہ۔صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے کھجور کے درخت کا بیچنا۔

حدیث(۲۰۴۷)حدثنا علی بن الهیثم الخ حدثنا انس بن مالکؓ عن النبی ﷺ انه نهی عن بیع الثمرة حتی یبدو صلاحها وعن النخل حتی یزهو قیل ومایزهو قال یحمار اویصفار قال

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے پھلوں کی بیع سے صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے منع فرمایا اور کھجور کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ رنگ تبدیل ہو جائے۔چنانچہ کہا گیا کہ یزھو

ابوعبدالله كتبت اناعن معلى بن منصور الا انى لم اكتب هذالحديث عنه .....

کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ وہ پھل سرخ یا زرد ہو جائے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں عموماً احادیث معلی بن منصور سے لکھا کرتا تھا میں نے یہ حدیث ان سے نہیں لکھی البتہ سنی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عن النخل ای عن بيع ثمر النخل یعنی کھجور کے پھل کی بیع سے منع فرمایااور اس میں تکرار نہیں ہے اس لئے کہ نهى عن بيع الثمرة سے دوسرے پھل مراد ہیں۔ کھجور کا پھل مراد نہیں ہے۔ کیونکہ تزهو قرینہ ہے کہ زهور طب کے ساتھ مخصوص ہے۔

باب اذاباع الثمار قبل ان يبدو صلاحهاثم اصابته عاهةفهو من البائع

ترجمہ۔ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچ دے پھر کوئی آفت اسے پہنچ جائے تو وہ بائع کا نقصان ہے۔

حديث(٢٠٤٨)حدثناعبدالله بن يوسف الخ عن انسؓ ان رسول الله ﷺ نهى عن بيع الثمار حتى تزهى فقيل له وماتزهى قال حتى تحمر فقال ارايت اذامنع الله الثمرة بم ياخذ احدكم مال اخيه قال الليث الخ عن ابن شهاب قال لو ان رجلاًابتاع ثمراًقبل ان يبدوصلاحه ثم اصابته عاهة كان ماصابه على ربه اخبرنى سالم بن عبدالله عن ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال لايبتاعوا الثمرحتى يبدوصلاحها ولاتبيعوا التمر بالتمر....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا۔جب تک وہ متغیر نہ ہو جائے۔ان سے کہا گیا کہ تزهى کیا ہے فرمایا جب تک کہ سرخ ہو جائے۔ جس پر آنحضرت رسول اللہ نے فرمایا بتلاؤ! اگر اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو پس کس وجہ سے اپنے بھائی کے مال کو لے گا۔ لیث کی سند سے ابن شہاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھل خرید کرے پھر اس کو کوئی آفت پہنچ جائے تو جو کچھ نقصان ہو گا وہ بائع مالک کا ہو گا زہریؒ فرماتے ہیں کہ سالم نے ابن عمرؓ سے خبر دی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک کہ پھلوں کی صلاحیت ظاہر نہ ہو ان کی خرید و فروخت مت کرو۔ اور تر کھجور کو خشک کے ساتھ مت بیچو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر صلاحیت سے پہلے پھلوں کی بیع ہو جائے تو بیع صحیح ہے لیکن نقصان کی ذمہ داری بائع پر عائد ہو گی جب بیع فاسد نہیں تو صحیح ہو گی اس مسئلہ میں امام بخاریؒ نے امام زہری کا اتباع کیا ہے۔

البتہ مولانا احمد علی سہارنپوری ؒ نے حاشیہ بخاری میں لکھا ہے کہ ارایت ان منع اللہ الثمرۃ الخ اسی میں یہی موضع ترجمہ ہے۔ کہ جب پھل کو کوئی آفت پہنچ جائے او مشتری نے قبضہ نہیں کیا تھا تو یہ نقصان بائع کی طرف سے ہوگا اگر مشتری نے قبضہ کر لیا تھا تو پھر مشتری کے مال سے نقصان ہوگا یہی جمہور۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور ثوریؒ کا مسلک ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں بائع کے مال میں سے ثلث وضع کر لیا جائے گا۔ امام احمدؒ جمیع کو وضع کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ بائع سے کچھ بھی رجوع نہ کیا جائے گا۔

باب شراء الطعام الی اجل — ترجمہ۔ غلہ کو کچھ مدت تک خرید کرنا

حدیث(۲۰۴۹)حدثناعمربن حفص الخ **قال ذکرنا عندابراهیم الرهن فی السلف فقال لاباس به ثم حدثناعن الاسودعن عائشةؓ ان النبی ﷺاشتری طعاماًمن یهودی الی اجل فرهنه ذرعه**

ترجمہ ۔ حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم نخعی ؒ کے پاس قرضے کے اندر گروی رکھنے کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ چنانچہ حضرت اسودؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ مدت کے لئے غلہ خرید ااور اپنی ذرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔ اس کی بحث گذر چکی ہے۔

باب اذاارادبیع تمرخیرمنه — ترجمہ۔ جب کھجور کو اچھی کھجور سے بیچنے کا ارادہ کرلے

حدیث(۲۰۵۰)حدثناقتیبة الخ عن ابی سعیدالخدریؓ وعن ابی هریرةؓان رسول اللهﷺ استعمل رجلا علی خیبرفجاء ہ بتمرجنیب فقال رسول اللهﷺ اکل تمرخیبرهکذا قال لا والله یا رسول الله انا لناخذ الصاع من هذا بالصاعین والصاعین بالثلاثة فقال رسول الله ﷺ لا تفعل بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنیبا .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر پر حاکم مقرر کیا تو عمدہ عمدہ کھجور لایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کے سب کھجور اس طرح کے ہیں میں نے کہا یارسول اللہ اللہ کی قسم نہیں ہم اس کا ایک صاع اپنے دو صاع کے بدلے اور دو صاع تین صاع کے بدلے خرید کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو سب کھجور کو دراہم کے بدلے بیچ دو پھر دراہم کے ذریعہ عمدہ کھجور خرید کرو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اذاراد بیع تمر الخ یعنی کیا طریقہ اختیار کرے جس سے سود سے بچ جائے۔ وہ آدمی عامل خیبر حضرت سواد بن غزیہؓ تھے بعض نے مالک بن صعصعہ بتلایا ہے۔ جنیب کے معنی طیب جس سے ردی حصہ نکال دیا گیا ہو۔ الجمع کے معنی خلط ملط کے ہیں

یعنی وڑا۔ **لا تفعل** یعنی بعض کو بعض کے ساتھ مساوی بیچو۔ ردّی اور طیب سب جنس واحد ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے اس پر استدلال کیا ہے کہ کسی آدمی سے نقد پر غلہ بیچے اور پھر اسی سے غلہ قبل الافتراق یا بعدہ خرید کرے تو جائز ہے۔ امام مالکؒ ناجائز کہتے ہیں۔

باب من باع نخلا قد اُبّرتَ

ترجمہ۔ جس شخص نے پیوند شدہ کھجور بیچی

اوارضا مزروعة اوبااوباجارة قال ابوعبدالله وقال لی ابراهیم اخبرناهشام اخبرنا ابن جریج قال سمعت ابن ابی ملیکة یخبر عن نافع مولی ابن عمرؓ ان ایمانخل بیعت قد ابرت لم یذکر الثمر فالثمر للذی ابرها وکذلك العبد والحرث سمی له نافع هؤلاء الثلث .....

ترجمہ۔ یاکاشت کردہ زمین بیچی یا اجارہ پر دی اس کا قبضہ کرنا۔ حضرت نافع مولی ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس پیوند شدہ کھجور کو بیچا جائے اور اس میں پھل کا ذکر نہ ہو تو پھل اس کا ہوگا جس نے پیوند کیا ہے۔ اسی طرح عبد اور کھیتی کا حال ہے۔ نافعؒ نے ان تینوں کا نام لیا ہے۔

حدیث(۲۰۵۱) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عبدالھل بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال من باع نخلا قدابرت فثمرهاللبائع الاان یشترط المبتاع .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے پیوند شدہ کھجور بیچی تو اس کا پھل بائع کا ہوگا۔ مگر یہ کہ مشتری شرط لگائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ نے فرمایا کہ **باجارة ای اخذشینا مماذکر باجارة** تأبیر کے معنی تشقیق اور تنقیح کے ہیں۔ یعنی مادہ کھجور کے خوشہ کو چیر کر اس میں نر کھجور کے خوشہ کو رکھا جائے۔ اس پیوندکاری سے پھل زیادہ آتا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کے تین اجزا تھے حدیث الباب ان سے کیسے مطابق ہوئی۔ تو جواب یہ ہے کہ **نخل بیعت قدابرت** یہ جزاوّل کے مطابق ہے۔ **وقوله والحرث هو الزرع** یہ جزء ثانی کے مطابق ہے۔ تو کھیتی بائع کے لئے ہوگی۔ جب کہ بائع مزروعہ اراضی کو بیچے اس سے یہ بھی سمجھا گیا جب کسی نے اپنی زمین کو اجارہ پر دیا اور اس میں اس کی کھیتی ہو تو وہ پیداوار اسی بائع کی ہوگی۔ اگرچہ اجارہ فاسدہ کیوں نہ ہو یہ جزء ثالث کے مطابق ہے۔ شراح میں سے کسی نے اس پر تنبیہ نہیں فرمائی۔ اور اوجز میں اس سلسلہ میں سات ابحاث کی گئی ہیں۔ پہلی بحث تو یہ ہے کہ اگر کھجور پیوند شدہ ہے اور پھل کی شرط نہیں لگائی گئی تو پھل بائع کا ہوگا۔ اگر نخل پیوند شدہ نہیں تو پھل مشتری کا ہوگا۔ یہ قول

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔ ابن ابی لیلی فرماتے ہیں کہ چونکہ پھل نخل اور ارض سے متصل ہیں اس لئے دو صورتوں میں پھل مشتری کا ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں پھل بائع کا ہوگا کیونکہ یہ نماء ہے۔ اصل کے تابع نہ ہوگا۔ دوسری بحث یہ ہے کہ اگر کسی نے شرط لگادی کہ پھل میرا ہوگا تو وہ اسی کا ہوگا خواہ پیوند ہویا نہ ہو۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر شرط مشتری نے بعد التابیر لگائی تو جائز ہے۔ اگر بائع نے قبل التابیر شرط لگائی تو جائز نہیں ہے۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اس بیع کی کراہت تب ہے جب کہ مقصود ثمرہ صالحہ ہو۔ اگر غیر صالح پھل مقصود ہو۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں لوگ ایسے بیع کرتے ہیں تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے۔ لیکن مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے پھلوں کو درختوں پر چھوڑ دے۔ کیونکہ مشتری کا مقصد ان پھلوں کا کھانا نہیں بلکہ کسی اور کام میں لانا ہے۔ شیخ مرحوم کے اس افادہ کی تائید امام محمدؒ نے بھی مؤطا میں کی ہے۔

باب بیع الزرع بالطعا کیلاً

ترجمہ۔ کھڑی ہوئی کھیتی کو غلہ کے بدلے ناپ سے بیچنا

حدیث (۲۰۵۲) حدثنا قتیبۃ الخ عن ابن عمرؓ قال نھی رسول اللہ ﷺ عن المزابنۃ ان یبیع ثمر حائطہ ان کان نخلا بتمر کیلا وان کان کرما ان یبیعہ بزبیب کیلا اوکان زرعاً ان یبیعہ بکیل طعام ونھی عن ذلک کلہ ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزابنۃ سے منع فرمایا کہ اپنے باغ کے پھل کو اگر کھجور ہے تو کیل کے ذریعہ خشک کھجور کے بدلے بیچا جائے اگر انگور ہے تو اسے کیلاً کشمش کے ساتھ بیچا جائے۔ اگر کھیتی ہے تو اسے غلہ کے کیل سے بیچا جائے ان سب سے منع فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن بطالؒ نے فرمایا ہے کہ کھیتی کاٹنے سے پہلے اس کی غلہ کے ساتھ بیع نہ کرنے پر علماء کا اجماع ہے کیونکہ یہ بیع مجہول بمعلوم ہے۔ اور رطب کی یابس کے ساتھ تبادلہ بیع اور کاٹنے کے بیع کرنا۔ جمہور ان میں سے کسی کو جائز نہیں کہتے نہ تو متفاضلاً اور نہ ہی متماثلاً۔ امام ابو حنیفہؒ زرع رطب کی بیع جب یابس کو جائز قرار دیتے ہیں اگرچہ آپ پر مخالفت نص کا الزام عائد کیا جاتا ہے لیکن امام صاحبؒ کی دلیل گذر چکی ہے کہ اگر خشک اور تر ایک جنس ہیں تو متساویاً ان کی بیع جائز ہے اگر دو جنس ہیں تو بیعوا کیف شئتم سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تین احکام پر مشتمل ہے۔ اوّل بیع الثمر علی رؤس النخل بالتمر جسے مزابنۃ کہا جاتا ہے یہ ناجائز ہے۔ دوسرا یہ ہے انگور کی بیع کشمش کے ساتھ یہ بھی مزابنۃ ہے اور ناجائز ہے۔ اور تیسرا حکم یہ ہے کہ بیع الزرع علی الارض بکیل من طعام وھو الحنطۃ یہ محاقلہ ہے یہ بھی ناجائز ہے۔

باب بيع النخل باصله
ترجمہ۔ کھجور کے تنے کی بیع

حديث(۲۰۵۳)حدثناقتيبةبن سعيد الخ عن ابن عمرؓان النبیﷺ قال ايماامرئ ابر نخلا ثم باع اصلها فللذى ابر ثمرالنخل الاان يشترى له المبتاع .....

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کھجور پیوند کر دیا پھر اس کے تنہ کو بیچ دیا تو جس نے پیوندکاری کی ہے کھجور کا پھل اسی کا ہوگا۔ مگر یہ کہ مشتری شرط لگادے تو پھر پھل مشتری کا ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بظاہر یہ ترجمہ مکررہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قریب ہی باب گذرا ہے بیع النخل قبل ان يبدو صلاحة ۔شراح میں سے کسی نے اس کا تعرض نہیں کیا میرے نزدیک اس سے خلاصی کی یہ صورت ہے کہ پہلے ترجمہ کو اشجار پر محمول کیا جائے۔ اور اس ترجمہ کو زمین پر محمول کیا جائے۔ لیکن اکثر شراح اس کو بھی اشجار پر محمول کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اصل نخلہ کیا چیز ہے آیا وہ زمین ہے یا کوئی اور چیز ہے۔ میرا جواب یہ ہے کہ اصل النخله میں اضافة بيا نيه ہے یعنی الاصل هوالنخل چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں باب بيع ثمر النخل باصله اى باصل النخل علامہ عینیؒ اور ان کے موافقین پر تو اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ترجمہ اولی کو الثمار پر محمول کرتے ہیں۔ اور اس کو اشجار پر۔

باب بيع المخاضرة
ترجمہ۔ خضرة سے مشتق ہے۔ مراد یہ ہے۔ بيع الثمار والحبوب ذرى الخضرة قبل ان يبدوصلاحها یعنی کچے پھل اور دانوں کی بیع جب کہ ان میں صلاحیت ظاہر نہ ہو۔

حديث(۲۰۵٤)حدثنااسحق بن وهب الخ عن انس بن مالكؓ انه قال نهى رسول اللهﷺعن المحاقلة والمخاضرة والملامسة والمنابذة والمزابنة ..

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے محاقله .مخاضره .ملامسة .منابذه اور مزابنة سے منع فرمایا۔

حديث(۲۰۵۵)حدثناقتيبة الخ عن انس ان النبیﷺ نهى عن بيع الثمرحتى تزهو فقلت لانسؓ مازهوهاقال تحمروتصفرارايت ان منع الله الثمرةبم تستحل مال اخيك ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے پھل کی بیع سے منع فرمایا جب تک اس کا رنگ بدل نہ جائے ہم نے حضرت انسؓ سے پوچھا یہ زھو کا کیا معنی ہے فرمایا کہ وہ پھل سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے۔ دیکھو اگر اللہ تعالیٰ پھل روک دے تو اپنے بھائی کے مال کو کیسے حلال سمجھو گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مخاضرۃ باب مفاعلہ ہے خضرۃ سے ہے۔ جس سے مراد بیع الثمار والحبوب قبل ان یبدو صلاحھا یعنی پھلوں اور دانوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیع کرنا۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ بیع الزرع اخضر کی بیع ناجائز ہونے پر سب حضرات کا اجماع ہے۔ البتہ فصیل کو جانوروں کے لئے بیچنا جائز ہے۔ نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر سبزیوں کو زمین سے اکھیڑ اجائے اور مشتری کو ان کا علم ہو جائے تو ان کی بیع جائز ہے۔ اور بیع مخاضرہ میں سے وہ سبزیاں بھی ہیں۔ جو زمین میں غائب ہوتی ہیں۔ جیسے پیاز۔ گاجر۔ شلغم وغیرہ۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان کی بیع جائز ہے۔ البتہ دیکھنے کے بعد مشتری کو اختیار ہوگا حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو چیز نظر نہیں آرہی اس کی بیع ناجائز ہے۔ میں اسے بیع غرر سمجھتا ہوں لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ضرورت کے وقت تھوڑا سا غرر قابل برداشت ہوتا ہے۔ جیسے دودھ پلانے والی دایہ جس کو کرایہ پر حاصل کیا جائے نہ تو ابھی اس کا دودھ پیدا ہوا ہے۔ اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ بچہ کتنا دودھ پیئے گا۔ عادت جاری ہے کہ ایسے غرر دھوکے سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔

محاقلۃ حقل سے مشتق ہے جس کے معنی زرع یعنی کھیتی کے ہیں۔ بیع الطعام فی سنبله بالبر یعنی جو گندم خوشہ میں بند ہے۔ اس کی بیع کھلی گندم سے کی جائے کیونکہ اس میں مساوات کا پتہ نہیں چلتا۔ لہذا یہ بیع ناجائز ہوگی۔ اور مؤطا امام مالکؒ میں ہے المزابنة اشتراء الثمر بالثمر والمحاقلة اشتراء الزرع بالحنطة واستكراء الارض بالحنطة۔ غرضیکہ ان سب بیوع میں ممانعت کی وجہ مساوات کا عدم علم ہے۔

باب بیع الجمار واکله ترجمہ۔ کھجور کی گری کا بیچنا اور اس کا کھانا

حدیث (۲۰۵۶) حدثنا ابو الولید الخ عن ابن عمرؓ قال كنت عند النبی ﷺ وهو یاكل جمارا فقال من الشجر شجرة كالرجل المؤمن فاردت ان اقول هی النخلة فاذا انا احدثهم قال هی النخلة .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ آپؐ کھجور کی گری کھا رہے تھے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے جو مؤمن آدمی کی مانند ہے پس میرا ارادہ ہوا کہ میں کہہ دوں کہ وہ کھجور ہے۔ پس چونکہ میں ان سب میں سے چھوٹا تھا اس لئے نہ بولا آپؐ نے فرمایا وہ کھجور ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ترجمة الباب کے دو جزء تھے۔ وھو یأکل الجمار سے ایک جزء ثانی تو ثابت ہوا اور پہلے جزء کو قیاساً ثابت کیا گیا کہ جس چیز کا کھانا جائز ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے یا اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں لیکن اس میں بیع جمار کا ذکر ہے تو اس طرح ترجمہ کے دونوں جزء ثابت ہو گئے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں۔ بیع الجمار واكله من المباحات بلاخوف فقل ماانتفع به للاكل فبیعه جائز . ہر وہ چیز جس سے انسان کھانے کے لئے نفع اٹھائے تو اس کا بیچنا جائز ہے۔

باب من اجرٰی امر الامصار علی مایتعارفون بینهم فی البیوع والاجارة والمکیال والوزن وسنتهم علی نیاتهم ومذاهبهم المشهورة وقال شریح للغزالین سنتکم بینکم ریحاوقال عبدالوهاب عن ایوب عن محمد لا باس العشرة باحد عشر ویاخذ للنفقة ربحاً وقال النبی ﷺ لهندخذی مایکفیك وولدك بالمعروف وقال الله تعالی ومن کان فقیراًفلیاکل بالمعروف واکتری الحسن من عبدالله بن مرداسٍ حماراًفقال بکم قال بدالقین فرکبه‌ثم جاء مرةً اخری‌فقال‌الحمار الحمارفرکبه ولم یشارطه فبعث‌الیه‌بنصف درهمٍ

ترجمہ۔ شہروں کے معاملات اسی طرح معتبر ہوں گے جو عادت ان میں مشہور ہے۔ خواہ تجارت میں خرید و فروخت ہو یا اجارہ ہو۔ کیل ہو یا وزن ہو۔ اور ان کی عادت ان کی نیتوں اور ان کے مشہور مذاہب کے مطابق ہوں گی۔ اور حضرت شریح" نے سوت فروشوں سے فرمایا کہ تمہاری عادت ہی تمہارے معاملات میں معتبر ہو گی۔ امام محمد بن سیرین" فرماتے ہیں کہ اگر دس کو گیارہ کے بدلہ بیچے تو کوئی حرج نہیں۔ اس لئے خرچہ کرنے پر نفع حاصل کرے گا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ہندہ" سے فرمایا کہ تو ابو سفیانؓ کے مال سے اتنا لے لے جو تجھے اور تیری اولاد کو مشہور طریقہ پر کافی ہو۔ اور اللہ تعالی فرماتے ہیں جو فقیر ہو وہ معروف طریقہ سے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔ حضرت حسن بصری" نے عبداللہ بن مرد سے ایک گدھا کرایہ پر لیا بولا کتنے پر انہوں نے فرمایا دو دانق پر چنانچہ وہ اس گدھے پر سوار ہوئے۔ پھر دوسری مرتبہ آئے اور فرمایا گدھا گدھا یعنی کرائے پر دو۔ پس اس پر سوار ہوئے اور کوئی شرط نہ لگائی پھر اس کی طرف آدھا درہم بھیج دیا۔

حدیث(۲۰۵۷)حدثناعبداللہ‌بن یوسف الخ عن انس بن مالك" قال حجم رسول اللہ ﷺ ابو طیبة فامرله رسول اللہ ﷺ بصاع من تمر وامر اهله ان یخففواعنه من خراجه .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو طیبہ" نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پچھنے لگائے تو آپ رسول اللہ ﷺ نے اس کیلئے ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے آقاؤں سے فرمایا کہ اس کے خراج سے تخفیف کر دیں۔

حدیث(۲۰۵۸)حدثنا ابو نعیم الخ عن عائشةؓ قالت هند ام معٰویة لرسول اللہ ﷺ ان ابا سفیان رجل شحیح فهل علی جناح ان اخذمن ماله سرا

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کی والدہ ہندہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ابو سفیان ایک کنجوس آدمی ہے کیا مجھ پر گناہ تو نہیں اگر میں اس کے مال سے خفیہ طور پر لے لوں۔ آپؐ نے جواباً فرمایا کہ تو

قال خذی انت وبنوك مایکفیك بالمعروف ....

اور تیرے بیٹے دستور کے مطابق اتنا مال لے سکتے ہیں جتنا تمہیں کفایت کرے۔

حدیث(۲۰۵۹)حدثنااسحق بن نمیر الخ انه سمع عائشةؓ تقول ومن کان غنیاً فلیستعفف ومن کان فقیراً فلیاکل بالمعروف انزلت فی والی الیتیم الذی یقیم علیه ویصلح فی ماله ان کا ن فقیراً اکل منه بالمعروف .....

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ من کان فقیراً الایه یہ یتیم کے اس نگران کے بارے میں اتری جو یتیم کے لئے انتظام کرتا ہے۔اوراس کے مال کی اصلاح کرتا ہے کہ اگر وہ فقیر ومحتاج ہے تو وہ دستور کے مطابق اس کے مال سے کھا سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں سننتھم کا عطف یایتعارفون پر ہے۔یعنی اس طریقہ پر ہوگا جوان کی عادت مشہورہ کے مطابق ہے۔حافظؒ فرماتے ہیں اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ عرف پر اعتماد کیا جائے گا۔اور ظاہر الفاظ کے تقاضا پر عمل کیا جائے گا۔یعنی کیل اوروزن کے بارے میں عرف کا اعتبار ہوگا۔اس لئے کہ بلا د مصریه میں کیل کیا جاتا ہے۔اور شام کے شہروں میں وزن کیا جاتا ہے۔توان شہروں میں عرف پر اعتماد ہوگا جب تک کہ شارع کی طرف سے کوئی نص نہ آجائے۔شریح حضرت عمرؓ کے دور میں قاضی تھے۔ غزالین سے کاتی ہوئی چیزوں کو بیچنے والے مراد ہیں۔ سننتکم عادتکم بینکم قاضی شریحؒ کے پاس غزالین نے ایک جھگڑا پیش کیااور کہنے لگے کہ ہمارے درمیان ہماراطریقہ اس طرح ہے توانہوں نے فرمایا سننتکم بینکم بعشرة دراهم باحد عشر۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے عرف میں مشتری دس درہم کو گیارہ درہم کے بدلے خرید کرے تو اس طرح عرف پر بیچنے پر کوئی حرج نہیں۔ تو یہ بیع مرابحة ہوگی۔اگرچہ نفع کو بیان نہیں کیا گیا۔ مگر ثمن گیارہ درہم ہوگا عرف اس کی جہالت کو رفع کردے گا۔

ویأخذ ای البائع للنفقة ای لاجل النفقه علی المبیع ربحاً یعنی بائع نے مبیع پر جو کچھ خرچ کیا ہے اس کو نفع کے اندر شامل کرسکتا ہے۔اور یہ کہے یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اوراتنا نفع ہے۔علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جاء الحسن مرة اخری الی عبدالله الخ اس اثر کو ترجمہ میں اسلئے لائے ہیں کہ اشارہ کرنا ہے۔اجرة متقدمه پر اعتماد کرتے ہوئے اجرت دی جائے گی۔ دانق ایک درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ خذی انت وبنوك مایکفیك یہ موضع ترجمہ ہے۔ بالمعروف سے لوگوں کی عادت مراد ہے۔ معلوم ہوا کہ عرف پر عمل جاری ہے اگر اشکال ہو کہ ابوسفیان تو مکہ میں تھا۔آپؐ نے یہ فیصلہ مدینہ میں کیسے دیا تو کہا جائے گا کہ یہ فتویٰ تھا فیصلہ نہیں تھا۔

باب بیع الشریك من شریکه

ترجمہ۔ایک شریک کا دوسرے کے پاس کسی چیز کا بیچنا کیسا ہے

حدیث(۲۰۶۰)حدثنامحمود الخ عن جابرؓ قال جعل النبیﷺالشفعة من کل مالٍ یقسم فاذاوقعت الحدودوصرفت الطرق فلاشفعة...

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شفعہ اس مال میں جائز رکھا جو تقسیم نہ کیا گیا ہو پس جب حدیں مقرر ہو جائیں راستے پھیر دیئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بیع الشریک من شریکه۔ابن بطالؒ فرماتے ہیں یہ ہر اس چیز میں جائز ہے جو مشترک ہو تو یہ بیع اجنبی کی بیع کی طرح صحیح ہو گی۔اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مقصد یہ ہے کہ شریک کو ترغیب دینا ہے کہ وہ اگر اپنا حصہ بیچنا چاہے تو شریک کے پاس بیچے کیونکہ اگر اجنبی کے پاس بیچے گا تو شریک کو شفعہ کا حق ہو گا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ شفعہ شفیع کے ساتھ قائم ہو گا میرے نزدیک ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ شریک کو رغبت دلانا ہے کہ وہ اگر بیچے تو شریک کے پاس بیچے۔کیونکہ جب شریک شفعہ کے ذریعہ قہراً لے سکتا ہے تو اولیٰ یہ ہے کہ وہ اسے رضامندی سے حاصل کرے تو اس کی خوشدلی کا باعث بنے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جمہور علماء کے نزدیک شفعہ زمین اور مکان کے ساتھ خاص ہے۔البتہ عطاء فرماتے ہیں کہ شفعہ ہر چیز میں ہو سکتا ہے۔حتیٰ کہ کپڑے میں چالو ہو گا۔

اذاوقعت الحدود الخ اس لئے کہ شفعہ تو مشترک زمین اور مکان میں ہوتا ہے۔جب حدود مقرر ہو گئے تو شرکت نہ رہی۔اس لئے شفعہ نہیں ہو گا۔

باب بیع الارض والدور والعروض مشاعاًغیر مقسومٍ

ترجمہ۔ زمین۔مکان اور اسباب مشترکہ کا بیچنا جو تقسیم نہیں کئے گئے۔

حدیث(۲۰۶۱)حدثنامحمدبن محبوب الخ عن جابر بن عبداللہؓ قال قضی النبیﷺ بالشفعة فی کل مال لم یقسم فاذاوقعت الحدودوصرفت الطرق فلا شفعة.....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ شفعہ کا فیصلہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہر اس مال میں فرمایا جو تقسیم نہ کیا گیا ہو جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو کوئی شفعہ نہیں ہے۔

حدیث(۲۰۶۲)حدثنا مسددالخ قال عبدالواحد

ترجمہ۔ عبدالواحد کی روایت میں فی کل مالم یقسم ہے

بهذاوقال فی کل مال لم یقسم رواہ عبدالرحمن عن الزهری .....

عبدالرزاق کی روایت میں فی کل مال لم یقسم کے الفاظ ہیں جس سے ثابت کرنا ہے کہ شفعہ صرف اراضی میں چالو ہوگا ہر چیز میں نہیں ہوگا۔

باب اذااشتری شیئالغیرہ بغیر اذنہ فرضی۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی دوسرے کیلئے اس کی اجازت کے بغیر کوئی شئی خرید کرے جس پر وہ راضی ہو جائے اسکا حکم کیا ہے

حدیث(۲۰٦۳)حدثنا یعقوب الخ عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال خرج ثلثة یمشون فاصابهم المطرفدخلوا فی غارفی جبل فانحطت علیهم صخرة قال فقال بعضهم لبعض ادعو الله بافضل عمل عملتمو ہ فقال احدهم اللهم انی کان لی ابوان شیخان کبیران فکنت اخرج فارعی ثم اجئ فاحلب فاجئ بالحلاب فاتی به ابوی فیشربان ثم اسقی الصبیةواهلی وامراتی فاحتسبت لیلة فجئت فاذاهمانائمان قال فکرهت ان اوقظهما والصبیة یتضا غون عند رجلی فلم یزل ذلک دابی ودابهما حتی طلع الفجر اللهم ان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجهك فافرج عنا فرجة نری منها السماء قال ففرج عنهم وقال الاخراللهم ان کنت تعلم انی کنت احب امراة من بنات عمی کاشد ما یحب الرجل النساء فقالت لاتنال ذلک منها حتی تعطیها

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تین آدمی سفر میں چل رہے تھے کہ بارش نے ان کو آلیا۔ تووہ ایک پہاڑ کی غار میں جاچھپے۔ وہاں ان پر ایک ایسی پتھر کی چٹان گر پڑی کہ جس کا ہٹانا ان کیلئے مشکل ہو گیا توایک دوسرے سے کہنے لگے کہ زندگی میں جو تم نے بہترین عمل کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ تعالی سے دعا کرو۔ توان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہوگئے تھے میں ان کے لئے بکریاں چرانے کے لئے جاتا تھا جب شام کو آکر دودھ نکالتا تو دودھ کا برتن سب سے پہلے والدین کے پاس لے آتا۔ پہلے میں ان دونوں کو پلاتا پھر بچوں کو گھر والوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا تھا ایک رات اتفاق سے مجھے دیر ہو جانے کی وجہ سے رکنا پڑا۔ جب میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں ماں باپ سوگئے ہیں تو میں نے ان کو جگانا پسند نہ کیا اور میرے بچے میرے پاؤں کے پاس چیختے چلاتے رہے میرا اور ان کا یہی حال رہا یہاں تک کہ فجر ہوگئی اے اللہ بے شک تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی کے لئے کیا تھا۔ تو ہم سے ایک ٹکڑا اس چٹان کا ہٹادے تاکہ ہم لوگ آسمان تو دیکھ سکیں چنانچہ ایک تہائی ٹکڑا ہٹ گیا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ

مائة دينارٍ فسعيت فيها حتى جمعتها فلما قعدت بين رجليها قالت اتق الله ولا تفض الخاتم الا بحقه فقمت وتركتها فان كنت تعلم انی فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج عنا فرجةً قال ففرج عنهم الثلثين وقال الاخر اللهم ان كنت تعلم انی استاجرت اجيراً بفرقٍ من ذرةٍ فاعطيته وابٰی ذلك ان ياخذ فعمدت الى ذلك الفرق فزرعته حتی اشتريت منه بقراً وراعيها ثم جاء فقال يا عبدالله اعطنی حقی فقلت انطلق الى تلك البقر وراعيها فانها لك فقال استهزئ بی قال فقلت مااستهزئ بك ولكنها لك اللهم ان كنت تعلم انی فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج عنا فكشف عنهم ...

میری چچا کی بیٹی سے ایسی سخت محبت ہو گئی جو مردوں کو عورتوں سے ہوا کرتی ہے تو اسنے کہا تجھے اپنا مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو مجھے سو دینار ایک ہزار روپے مہیّا نہ کر دے۔ چنانچہ میں نے کوشش کر کے ان کو جمع کیا۔ اور اس کے پاس لے آیا جب ننگا ہو کر میں اس کے پاس بیٹھا تو وہ کہنے لگی کہ اللہ تعالی سے ڈرو اور اس شرمگاہ کو حق نکاح کے ساتھ استعمال کرو۔ یعنی پردہ بکارت حلال طریقہ سے توڑو تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی کے لئے کیا تھا۔ پس ایک ٹکڑا چٹان کا ہٹا دے چنانچہ دو تہائی چٹان ان سے ہٹ گئی۔ پھر تیسرے نے کہا کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور جوار کے تین صاع کے بدلے رکھا تھا جب میں نے اس کو وہ اجرت دینی چاہی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں جوار کی اس مقدار کو برابر کھیتی میں لگاتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس سے کچھ بیل اور کچھ ان کے چرواہے خرید کر لئے۔ مدت کے بعد وہ آ کر مجھ سے اپنا حق مانگنے لگا کہ اے اللہ کے بندے میرا حق دے دے میں نے کہا کہ یہ بیل اور ان کے نگران وچرواہے لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ کیا آپ میرے سے مزاح کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں تیرے سے مزاح نہیں کرتا لیکن یہ سب تمہارا مال ہے۔ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی کے لئے کیا ہے۔ لہذا اس چٹان کو ہم سے دور کر دے چنانچہ وہ چٹان ان سے ہٹالی گئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بیع الارض والدور دور جمع دار کی ہے۔ اور عروض عرض کی جمع ہے۔ جس کے معنی اسباب کے ہیں۔ مشاعا مشترکا اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ زمین مکان وغیرہ میں شفعہ جائز ہے۔ لیکن اسباب خواہ مشترک کیوں نہ ہوں اس میں شفعہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ شفعہ خلاف قیاس ہے جس میں مشتری سے اس کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لیا جاتا ہے لیکن شریعت نے اسے مصلحت کے لئے مشروع قرار دیا ہے۔ جو شروط اربعہ کے ساتھ مشروط ہے۔ جو کتب فقہ میں مذکور ہے۔ ترجمہ میں عروض کا ذکر ہے لیکن حدیث میں نہیں ہے۔ جس سے امام بخاریؒ نے اجمالی طور پر اس میں اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اھلی سے مراد اقربا ہیں

جیسے بہن بھائی۔جلا ب سے مراد دوہیا ہوا دودھ ہے۔خاتم سے مراد پردہ بکارت ہے۔ حق سے مراد نکاح ہے۔

اشتریت منه بفراء حافظؒ اور قسطلانیؒ نے امام بخاریؒ کا مقصد بیع فضولی اور اس کے شراء کے جواز کو ثابت کرنا ہے حالانکہ حدیث میں شراء کا ذکر تو ہے بیع کا نہیں ہے۔ استا جرت کا لفظ موضع ترجمہ ہے۔ جس سے واضح ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کے مال میں بغیر اس کی اجازتؒ کے تصرف کیا۔اور طریق استدلال یہ ہے کہ شرائع من قبلنا جب تک ان پر نکیر نہ ہو وہ ہمارے لئے مشروع ہیں۔ شیخ گنگوہیؒ نے بھی کوکب دری میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث سے بیع الفضولی کا جواز معلوم ہوا۔اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس قسم کے تصرف کے ارتکاب سے منع نہیں فرمایا۔اور شراء فضولی بھی اس سے متبادر معلوم ہوتا ہے۔ہدایہ میں ہے کہ بیع الفضولی اور اس کے شراء میں فقہاء کا اختلاف ہے۔امام شافعیؒ دونوں کو منع کرتے ہیں۔امام مالکؒ دونوں صورتوں کی اجازت دیتے ہیں۔امام ابو حنیفہؒ فرق کرتے ہیں کہ بیع تو جائز ہے شراء جائز نہیں ہے۔ شاة اضحیه حدیث بیع اور شراء دونوں کے جواز پر دال ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اشتریت منه بفرأ اس میں سے ترجمہ ثابت ہے۔کیونکہ اجیر نے اپنا فرق بائع کے پاس رہنے دیا بائع کے پاس رکھ دینا امام بخاریؒ کے نزدیک یہی قبضہ ہے قبضہ حقیقی کی ضرورت نہیں ہے تو یہ فرق جب ملک اجیر میں داخل ہو گیا اور مستاجر نے اس سے بیل اور ان کے نگران خرید کئے۔اور جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کو برقرار رکھا تو معلوم ہوا کہ فضولی کا خرید کرنا جائز ہے۔

والحجة لهم كا ن كل ذلك تصر فامنه في ملكه یہ جمہور کی طرف سے حدیث کا جواب ہے۔کہ جب قبض حقیقی متحقق نہیں تو یہ اجیر کا ملک نہ ہوا۔بلکہ فرق کے رذی ہونے کی وجہ سے جب اجیر نے قبض نہ کیا تو مستاجر کے ملک میں رہا۔اس لئے کہ ضمان تو تب ہوتی جب قبض صحیح ہوتا تو مستاجر نے اپنے ملک میں تصرف کیا ہے۔خواہ اس کو اپنے لئے رکھے یا اجیر کیلئے رکھے۔پھر اس نے اجیر کو دیتے وقت اس پر تبرع اور احسان کیا ہے۔اور حق کی ادائیگی اچھی طرح کی ہے۔یہ نہیں کہ تعدی فی ملك الغیر کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ بنایا ہے۔یہ وضاحت حضرت شیخ محمد زکریاؒ نے فرمائی ہے۔ شیخ گنگوہیؒ کا قول مجمل تھا۔

باب الشراء والبيع مع المشركين واهل الحرب۔

ترجمہ۔ مشرکین اور حربی لوگوں سے خرید و فروخت کرنا۔

حديث(۲۰۶٤)حدثناابو النعمان الخ عن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ قال كنامع النبی ﷺ ثم جاء رجل مشرك مشعان طويل بغنم يسوقها فقال النبی ﷺ بيعا ان عطية اوقال

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ایک مشرک جو پراگندہ بال اور لمبے قد والا تھا کچھ بکریاں ہانک کر لایا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ یہ بکریاں بیچنے کیلئے ہیں یا ہدیہ ہیں

ام هبة قال لابل بیع فاشتری منه شاةً ......

یاهبہ ہیں۔اس نے کہا نہیں بلکہ بیچنے کے لئے ہیں۔تو آپؐ نے اس سے ایک بکری خرید لی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث باب سے ترجمہ ثابت ہوا کہ مشرک نے بیع کیا اور آپؐ نے شراء کیا تو بیع وشراء المشرکن ثابت ہوئی۔

باب شراء المملوك من الحربی وهبته وعتقه ۔

ترجمہ۔ غلام کا حربی سے خرید کرنا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا۔

وقال النبی ﷺ لسلمان کاتب وکان حراًفظلموه وباعوه وسبی عمار وصهیب وبلال وقال الله تعالی والله فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فماالذین فضلوا برادّی رزقهم علی ماملکت ایمانهم فهم فیه سواء افبنعمة الله یجحدون ....

ترجمہ۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے فرمایا کہ کتابت کر لو۔وہ آزاد تھے جن پر ظلم کرتے ہوئے کفار نے انہیں بیچ دیا حضرت عمارؓ صہیبؓ اور بلالؓ قیدی بنائے گئے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر روزی میں فضیلت دی۔پس تم میں سے کوئی بھی اپنی روزی اپنے مملوکوں پر واپس کرنے کیلئے تیار نہیں کہ دونوں اس میں برابر ہوں پس کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

حدیث (۲۰۶۵) حدثناابوالیمان الخ عن ابی هریرةؓ قال قال النبی ﷺ هاجر ابراهیم علیه السلام بسارة فدخل بها قریةً فیها ملك من المملوك او جبار من الجبابرةفقیل دخل ابراهیم بامراة هی من احسن النساء فارسل الیه ان یاابراهیم من هذه التی معك قال اختی ثم رجع الیها فقال لاتکذبی حدیثی فانی اخبرتهم انك اختی والله ان علی الارض مؤمن غیری وغیرك

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو ہمراہ لے کر ہجرت فرمائی۔ایک آبادی میں داخل ہوئے جس میں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔یا ظالموں میں سے ایک ظالم تھا۔جس سے کہا گیا کہ حضرت ابراہیمؑ تمام عورتوں میں زیادہ خوب صورت عورت لے کر داخل ہوئے تو اس بادشاہ نے آپ کی طرف آدمی بھیج کر پوچھا کہ اے ابراہیم! یہ تیرے ساتھ کون ہے۔فرمایا میری بہن ہے۔پھر حضرت سارہؓ کے پاس واپس آ کر فرمانے لگے کہ تم میری بات کو نہ جھٹلانا

فارسل بها الیه فقام الیهافقامت توضأوتصلی فقالت اللهم ان کنت امنت بك وبرسولك واحصنت فرجی الاعلی زوجی فلاتسلط علی الکافر فغط حتی رکظ برجله قال الاعرج قال ابوسلمة بن عبدالرحمن ان اباهریرةؓ قال قالت اللهم ان یمت یقال هی قتلته فارسل ثم قام الیها فقامت توضأ تصلی ویقول اللهم ان کنت امنت بك وبرسولك فاحصنت فرجی الاعلی زوجی فلاتسلطعلی هذاالکافر فغط حتی رکض برجله قال عبدالرحمن قال ابوسلمة قال ابوهریرةؓ فقالت اللهم ان یمیت فیقال هی قتلته فارسل فی الثانیة اوفی الثالثة فقال والله مارسلتم الی الاشیطاناً ارجعواهاالی ابراهیم واعطوهاجر فرجعت الی ابراهیم علیه السلام فقالت اشعرت ان الله کبت الکافر واخدم ولیدةً .....

میں نے ان کو بتلایا ہے کہ آپ میری بہن ہیں اللہ کی قسم! روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو اس ظالم کے پاس بھیج دیا۔ پس وہ جب آپ کی طرف اٹھ کر دست درازی کرنے لگا تو آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر فرمانے لگیں کہ اے اللہ! میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے خاوند کے سوا میں نے اپنی شرمگاہ کو روکا ہے۔ پس اس کافر کو مجھ پر غلبہ نہ دے چنانچہ وہ پکڑا گیا یہاں تک کہ ایڑیاں رگڑنے لگا دوسری سند کے ساتھ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے قتل کیا ہے۔ چنانچہ وہ چھوڑ دیا گیا۔ پھر آپ کی طرف اٹھ کر دست درازی کرنے لگا پھر وہ اٹھیں وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا مانگی اے اللہ! میں تجھ پر اور تیرے نبی پر ایمان لائی ہوں۔ اور اپنے خاوند کے سوا میں نے اپنی شرمگاہ کو روکا ہے۔ پھر اس کافر کو مجھ پر غلبہ نہ دے۔ چنانچہ پھر وہ پکڑا گیا اور ایڑیاں رگڑنے لگا۔ دوسری سند کے ساتھ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ وہ اٹھ کر فرمانے لگیں اے اللہ! اگر یہ کافر مرگیا تو یہی کہا جائے گا کہ اسی عورت نے قتل کیا ہے

چنانچہ اسے دوسری یا تیسری مرتبہ بھی چھوڑ دیا گیا کہنے لگا خدا کی قسم! تم لوگ تو میرے پاس کسی شیطان کو لے آئے ہو۔ تو اسے حضرت ابراہیمؑ کی طرف بھیج دیا۔ اور بی بی ہاجرہ بھی خدمت کے لئے اس کو دے دی۔ تو بی بی سارہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس واپس آ کر کہنے لگیں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل کیا اور خدمت کے لئے ایک لڑکی بھی دے دی۔

حدیث (۲۰۶۶) حدثنا قتیبة الخ عن عائشةؓ انهاقالت اختصم سعدبن ابی وقاص وعبد بن زمعة فی غلام فقال سعدهذايارسول اللهابن اخی

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد بن زمعہؓ ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑے حضرت سعدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے۔ عتبہ بن

عتبةبن ابی وقاص عهدالی انه ابنه انظرالی شبهه وقال عبدبن زمعة هذااخی یا رسول الله ولد علی فراش ابی من ولید ته فنظر رسول الله ﷺ الی شبهه فرای شبها بینا بعتبة فقال هولك یاعبدبن زمعةالولد للفراش وللعاهر الحجر واحتجبی منه یا سودة بنت زمعة فلم تره سودة قط .....

الی وقاص نے میرے سے عہد لیا تھا کہ وہ ان کا بیٹا ہے۔ اس کی مشابہت کو دیکھ لو۔ اور عبدبن زمعہؓ سے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے جو میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ اس کی باندی سے یعنی نکاح کا بچہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کی مشابہت کو دیکھا تو وہ عتبہ کے ساتھ بالکل واضح تھی فرمایا اے عبدبن زمعہؓ یہ تیرا ہے۔ کیونکہ بچہ نکاح والے کا ہوتا ہے۔ زانی کے لئے تو پتھر ہے۔ اور اے سودہ بنت زمعہ تم اس سے پردہ کرو چنانچہ پھر کبھی بھی حضرت سودہؓ نے اسے نہ دیکھا۔

حدیث(۲۰۶۷)حدثنامحمد بن بشار الخ **عن ابیه قال عبدالرحمن بن عوفؓ لصهیب اتق الله والاتدع الی غیر ابیك فقال صهیب مایسرنی ان لی کذاوکذا وانی قلت ذلك ولکنی سرقت وانا صبی ......**

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت صہیبؓ سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی کی طرف منسوب نہ کرو۔ حضرت صہیبؓ نے فرمایا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میرے لئے اتنا اتنا مال ہو۔ اور یہ بات کہوں لیکن میں تو بچپن میں چرالیا گیا تھا اسلئے مجھے تو باپ کا پتہ نہیں

حدیث(۲۰۶۸)حدثناابوالیمان الخ ان حکیم بن حزامؓ اخبره انه قال یارسول الله ارایت اموراکنت اتحنت اوا تحنت بها فی الجاهلیة من صلة وعتاقة وصدقة هل لی فیها اجر قال حکیم قال رسول الله ﷺ اسلمت علی ماسلف لك من خیرٍ ....

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں زمانہ جاہلیت میں کچھ عبادت کرتا تھا۔ یا جاہلیت میں جن کو میں عبادت سمجھ کر کرتا ہوں وہ صلہ رحمی ہے۔ غلام آزاد کرنا اور صدقہ کرنا ہے۔ کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا۔ حکیمؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھلائی تم سے گذشتہ دور میں ہو چکی ہے اس کی بدولت تو تم اسلام لائے ہو۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u>۔ ان علی الارض یہ آپ کے علم کے مطابق ارشاد ہوا۔ یا ارض سے وہ ارض مراد ہے جس میں وہ اس وقت موجود تھے۔ لوط علیہ السلام کے ہمراہ نہ ہونے کی وجہ سے اس سے تعرض نہیں کیا۔ ان نافیہ ہے یعنی معنی یہ ہیں کہ جس ملک میں

ہم ہیں اس میں تیرے اور میرے سوا کوئی مؤمن نہیں ہے۔ ابن جوزیؒ نے یہاں اشکال ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے زوجہ کی بجائے اخت کا توریہ کیوں فرمایا۔ حالانکہ اگر زوجہ فرمادیتے تو وہ چپ ہو جاتا۔ جب بہن کہا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ اس کا میرے سے نکاح کردو اگر وہ کسی آسمانی مذہب پر یقین رکھتا۔ ورنہ جب وہ ظالم تھا تو زوجہ اور اخت اس کے لئے دونوں برابر ہیں۔ تو ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں جواب یہ آیا کہ بادشاہ دین مجوس پر تھا اور ان کے مذہب میں ہے کہ اگر بہن زوجہ ہو تو اس کے خاوند کا بھائی غیر سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ تو حضرت خلیل علیہ السلام نے ان کی شریعت کا ذکر کر کے بچنا چاہا لیکن وہ تو جبار تھا دین کی کیا پرواہ کرتا تھا۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس جبار کا دین یہ تھا کہ ذوات الازواج سے تعرض کرتا تھا کہ خاوند کو قتل کر کے زوجہ کو قبضہ میں لے لیتا تھا تو ابراہیمؑ **اھون البلیتین** کو اختیار فرمایا کہ قتل سے بچ گئے کہ میرے نزدیک بھی یہی توجیہ بہتر ہے **اعطوھا آجر** الخ اس میں ترجمہ ہے کیونکہ بی بی ہاجرہؓ کافر کی مملوکہ تھیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ **اعطوھا آجو** یہ کافر کی طرف سے مسلمان کو ہبہ کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنے ملک میں ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ حربی کا ملک بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے ملک میں ہر قسم کے تصرف کر سکتا ہے۔ مثلاً بیع۔ ہبہ۔ عتق وغیرہ سب کر سکتا ہے۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کا ملک کافر مالک کے پاس برقرار رکھا اور اسے کتابت کا حکم دیا۔ اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جبار کا ہبہ قبول کر لیا۔ زمعہ کا ملک ثابت کرتے ہوئے اس کی ولیدہ (باندی) پر غلامی کے احکام جاری کئے۔ جس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ جاہلیہ میں باپ کے لئے باندی کا ملک ثابت ہوا۔ اور فراش پر بیٹا پیدا ہونے سے ولدیت بھی ثابت کر کے حضرت سودہ کو مشابہت بعتبہ کی وجہ سے حجاب کا حکم دیا لیکن اس کا اعتبار نہیں کیا۔ آپ نے ان میں سے کسی چیز کا انکار نہ کیا۔ بلکہ ان کے جھگڑے کو سنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مشرک کا عہد اس کا حکم اور مشرک کا اپنے ملک میں تصرف جس طرح چاہے وہ کر سکتا ہے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا **الولد للفراش**۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حضرت سلمان فارسیؓ کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ طلب حق کے لئے باپ سے بھاگ کھڑے ہوئے دراصل یہ مجوسی تھے یکے بعد دیگرے کئی راہبوں کے پاس گئے آخری راہب نے انہیں نبی آخر الزمان کے متعلق بتایا۔ چنانچہ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک یہودی کے غلام تھے جس نے آپ کو مکاتب بنالیا۔ آپؐ نے اس کی اعانت کر کے آزاد کرایا۔ وہ دو سو پچاس سال زندہ رہے۔ ۳۶ھ کو مدائن میں آپ کی وفات ہوئی۔ **کان حرا** یعنی اوّل وقت آپ حر تھے لیکن بچتے بکاتے **وادی القراء** پہنچے **سبی** عمار حضرت عمار خالص عرب تھے۔ ان کے باپ یاسر مکہ میں مقیم ہوئے اور بنو مخزوم کے حلیف بنے۔ جنہوں نے اپنی باندی سمیہؓ سے ان کی شادی کر دی۔ جن سے حضرت عمار پیدا ہوئے۔ ممکن ہے مشرکین نے ان کے ساتھ قیدیوں جیسا سلوک کیا ہو۔ کیونکہ ان کی والدہ موالی میں سے تھیں حضرت صہیب بن سنان رومیؓ اصل میں عرب کے باشندے تھے۔ ان کے مکانات موصل کے قریب قریب تھے رومیوں نے حملہ کر کے حضرت صہیب کو قیدی بنالیا جب کہ آپ ایک چھوٹے سے لڑکے تھے۔ قبیلہ بنو کلب نے ان سے ان کو خرید کر کے

مکہ معظمہ میں لے آئے۔ تو حضرت عبداللہ بن جدعان نے ان سے خرید کر کے آزاد کر دیا۔ اور بلال بن رباح حبشی کو امیہ بن خلف سے حضرت صدیق اکبرؓ نے خرید کر کے آزاد کر دیا۔ الحاصل یہ تین حضرات کفار کے قیدی تھے۔ جنہوں نے اسلام کی وجہ سے بہت تکالیف برداشت کیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ آجرہ جن کو ہاجرہ بھی کہا جاتا ہے آپ حضرت اسمعیلؑ کی والدہ تھیں۔ اتق اللہ و لا تنسب الی غیر ابیك حضرت صہیب کا دعوئی تھا کہ وہ عربی النسل ہیں حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم عربی ہونے کا دعوئی کرتے ہو لیکن زبان تمہاری عجمی ہے۔ فرمایا کہ میں نمر بن فاسط کا آدمی ہوں۔ بچپن میں مجھے چرالیا گیا تھا اس لئے میری زبان عجمی ہے۔

التحنث تحنث کے معنی تعبد کے ہیں مشرک کا صدقہ۔ عتاقہ اور صلہ رحمی کی آپؐ نے تصدیق فرمائی کیونکہ عتق تب صحیح ہو سکتا ہے جب کہ ملک ثابت ہو۔ تو مشرک حربی کا ملک اور اپنے ملک میں تصرفات کا جواز معلوم ہوا۔

باب جلود المیتة قبل ان تدبغ

ترجمہ۔ رنگے جانے سے پہلے مردود جانوروں کے چمڑوں کا حکم

حدیث(۲۰۶۹) حدثنا زھیر الخ ان عبداللہ بن عباسؓ اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ مر بشاۃٍ میتةٍ فقال ھلا استمتعتم باھابھا قالوا انھا میتة قال انما حرم اکلھا.....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گذرہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس کے چمڑے سے نفع کیوں حاصل نہیں کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مردہ ہے۔ فرمایا مردہ کا کھانا حرام ہے۔ چمڑا حرام نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قبل ان تدبغ دباغت چمڑے کی مشہور رنگائی ہے جو جواز بیع کے لئے شرط نہیں ہے۔ بلکہ شرط یہ ہے کہ رطوبت کا ازالہ ہو جائے۔ خواہ وہ دباغت سے ہو یا دھوپ لگنے سے ہو وغیرہ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ امام بخاریؒ کے کلام کی تاویل ہے۔ تاکہ جمہور کے مسلک کے مطابق ہو جائے۔ ورنہ امام بخاریؒ عموم کے قائل ہیں جیسے کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جلود المیتة ھل یصح بیعھا ام لا اور حدیث ابن عباسؓ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے جواز استمتاع سے جواز بیع کو ثابت کیا ہے۔ کیونکہ جس چیز سے نفع حاصل کیا جائے اس کا بیچنا جائز ہے ورنہ نہیں اس سے وہ اشکال رفع ہوا کہ بیع کا ذکر تو حدیث میں نہیں ہے۔ اور مردہ کے چمڑا سے انتفاع قبل از دباغت اور بعد از دباغت امام زہری کا مشہور مذہب ہے جس کو امام بخاریؒ نے اختیار کیا ہے ان کا مستدل حضور ﷺ کا ارشاد ہے انما حرم اکلھا گویا کہ کھانے کے علاوہ باقی سب تصرفات جائز ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں انما حرم اکلھا سے تخصیص الکتاب باالسنة کا جواز ثابت ہوا کیونکہ قرآن مجید میں ہے حرمت علیکم المیتة وہ جمیع اجزاء کو شامل ہے۔ اور سنت نے اکل کو خاص کر لیا ہے اس سے امام بخاریؒ نے استدلال کیا۔ لیکن دوسرے طریق سے دباغت کی قید معلوم ہوتی ہے جو جمہور کی دلیل ہے۔ البتہ امام شافعیؒ نے کلب۔ خنزیر وغیرھا کو مستثنیٰ کر دیا

کہ ان کے چمڑے رنگنے سے پاک نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ حیوانات نجس العینؒ ہیں۔ لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام مالکؒ کسی چیز کا استثناء نہیں کرتے۔ اس لئے کہ آپ کا ارشاد ہے کل اھاب اذادبغ فقدطھر الحدیث ہر وہ کچا چمڑا جب وہ رنگا جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ اور جن لوگوں نے ممانعت ثابت کی ہے وہ اھاب کے لئے ہے۔ اھا ب کچے چمڑے کو کہتے ہیں جو قبل از دباغت ہو واقعی اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں لیکن دباغت کے بعد اس کا نام قربہ وغیرہ ہے جس پر ممانعت وارد نہیں ہے۔ دراصل اس مسئلہ میں امام نوویؒ نے سات مذاہب نقل کئے ہیں۔ پہلا مذہب امام شافعیؒ کا ہے کہ تمام چمڑے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ سوائے کتے اور خنزیر کے۔ امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ کوئی چمڑا پاک نہیں خواہ وہ مدبوغ کیوں نہ ہو۔ اور تیسرا مسلک امام اوزاعیؒ اور اسحٰق بن راہویہؒ کا ہے۔ کہ مأکول اللحم کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ غیر مأکول اللحم کا نہیں۔ چوتھا مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے کہ جمیع میتات کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے سوائے خنزیر کے۔ امام مالکؒ کا مسلک ہے کہ دباغت سے چمڑوں کا ظاہر تو پاک ہو جاتا ہے لیکن باطن پاک نہیں ہوتا۔ اور اہل ظواہر کا مسلک یہ ہے کہ جمیع میتات حتی کہ کلب اور خنزیر کے چمڑے بھی دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور ساتواں مذہب امام زہریؒ کا ہے کہ جمیع چمڑے سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے خواہ ان کو نہ بھی رنگا جائے۔ اور ان کا استعمال مائعات اور یابسات سب میں جائز ہے۔

باب قتل الخنزیر وقال جابرؓ حرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیع الخنزیر

ترجمہ۔ خنزیر کو قتل کرنا کیسا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کی بیع کو حرام قرار دیا۔

حدیث(۲۰۷۰) حدثناقتیبۃبن سعید الخ انہ سمع اباھریرۃؓ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد .

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں ابن مریم، فیصل کنندہ انصاف کرنے والا ہو کر اترے گا۔ صلیب کو توڑ دے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا۔ اور جزیہ کو اٹھادے گا۔ اور مال اس طرح بہے گا کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ قتل الخنزیر اس باب کو ابواب البیوع میں داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اشارہ کرنا ہے کہ جس چیز کا قتل کرنا جائز ہے اس کی بیع جائز نہیں۔ اگرچہ بعض شوافعؒ نے خنزیر کے قتل کرنے میں تأمل کیا ہے جب کہ اس کے قتل کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ لیکن جمہور ائمہ اس کے مطلق قتل کے قائل ہیں۔ البتہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اہل ذمہ پر خنزیر مستثنیٰ ہو گا کیونکہ خنزیر ان کے نزدیک مال ہے اور ہمیں ان کے اموال سے تعرض کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں

تواسے قتل کیا جائے گا اس میں تو کوئی استثناء نہیں ہے۔ کہا جائے گا کہ اس دور میں تو کوئی ذمی نہیں ہوگا سب مسلمان ہوں گے یہی وجہ ہے کہ صلیب کو توڑا جائے گا۔

باب لایذاب شحم المیتۃ ولا یباع ودکہ رواہ جابرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ مردہ کی چربی نہ پگھلائی جائے اور نہ ہی گوشت کی چربی کو بیچا جائے۔ اس کو حضرت جابرؓ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۲۰۷۱) حدثنا الحمیدی الخ انہ سمع ابن عباسؓ یقول بلغ عمرؓ ان فلانا باع خمرا فقال قاتل اللہ فلانا الم یعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوھا فباعوھا .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے شراب بیچی ہے آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو مارے کیا وہ نہیں جانتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیوں کو حرام کیا جس کو پگھلا کر انہوں نے خرید و فروخت شروع کر دی۔

حدیث (۲۰۷۲) حدثنا عبدان الخ عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فباعوھا واکلوا اثمانہا قال ابو عبداللہ قاتلہم اللہ لعنہم قتل لعن الخراصون الکذابون .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت برسائے جن پر چربیاں حرام کی گئی تھیں لیکن انہوں نے ان کو بیچا اور اس کی قیمت کی رقوم کھانے لگے امام بخاریؒ فرماتے ہیں قاتلہم اللہ کے معنی لعنہم کے ہیں قتل بمعنی لعن الخراصون بمعنی کذابون کے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جملوھا ای اذا بوھا کرمانیؒ نے اشکال پیدا کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان فعل کی حرمت پر کیسے استدلال کیا جواب یہ ہے کہ ان کے فعل پر قیاس کیا اور خطابیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے یہ قول حضرت سمرۃؓ کے بارے میں فرمایا تھا جنہوں نے خمر کا نام بدل کر اس کی خرید و فروخت کی لیکن ممکن ہے انہوں نے شراب کو سرکہ بنا کر فروخت کیا ہو اور اس کا نام بدل دیا ہو جیسا کہ یہود نے کیا تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان پر عیب لگایا کہ یہود جیسا کام نہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے حیلہ سازیاں اور وسائل جو محذورات تک پہنچائیں ان کا ابطال معلوم ہوا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا جس کی ذات حرام ہے اس کی قیمت کھانا بھی حرام ہے بعض نے کہا کہ حضرت سمرۃؓ نے

اہل کتاب سے جزیہ کی قیمت کے بدلہ شراب کو لیا اور پھر انہیں کے پاس بیچ دیا اپنے گمان کے مطابق انہوں نے اسے حلال سمجھا۔ یا نچوڑ کو بیچا ہو جس سے شراب بنتی ہے۔ امام بخاریؒ نے قاتل کے معنی لعن کے اس لئے اخذ کئے کہ قرآن مجید میں ہے قتل الخراصون ابن عباسؓ فرماتے ہیں قتل بمعنی لعن کے ہے اور خراصون کے معنی مجاہد نے کذابون بیان فرمائے ہیں۔

باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح وما يكره من ذلك

ترجمہ۔ ان تصویروں کا بیچنا جن میں روح نہ ہو اور جو کچھ اس میں سے مکروہ ہے

حدیث(۲۰۷۳)حدثنا عبدالله بن عبدالوهاب الخ قال كنت عند ابن عباسؓ اذاتاه رجل فقال يا ابا عباسؓ انى انسان انما معيشتى من صنعة يدى وانى اصنع هذه التصاوير فقال ابن عباسؓ لا احدثك الا ما سمعت رسول اللهﷺ يقول سمعته يقول من صور صورة فان الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ فيها ابدا فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ويحك ان ابيت الاان تصنع فعليك بهذاالشجر كل شيئ ليس فيه روح قال ابو عبدالله بسند عن سعيد قال سمعت النضر بن انس قال كنت عند ابن عباسؓ بهذا الحديث وبسند اخر من النضربن انسؓ هذا الواحد .....

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی الحسنؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آپ سے آکر کہنے لگا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کی گذران دستکاری سے ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جو شخص تصویر بنائے گا تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دینے والا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے اندر روح پھونکے۔ وہ کبھی اس میں روح پھونکنے والا نہیں ہوگا تو اس شخص نے ایک لمبی سانس لی اور اس کا چہرہ خوف کے مارے زرد ہو گیا۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تو بنانا ہی چاہتا ہے تو اس درخت کی اور ہر اس چیز کی تصویر بنا سکتے ہو جس میں روح نہیں ہے۔ نضر بن انسؓ نے بھی ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے انما معيشتى من صنعة يدى اور عليكم بهذاالشجر سے ان غیر ذی روح تصویروں کا جواز اور ان کی بیع کی اباحت سمجھ کر ترجمہ باندھ لیا۔ کہ غیر ذی روح کی تصویر بنانا اور ان کا بیچنا دونوں جائز ہیں

ویسے وعید سے ان کی کراہت معلوم ہوئی۔ لہذا غیر روح کی تصویر بنانا بھی مکروہ ہوگا۔

باب تحریم التجارة فی الخمر وقال جابرحرم النبی ﷺ بیع الخمر

ترجمہ۔ شراب کی تجارت کرنا حرام ہے
حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا۔

حدیث (۲۰۷۴) حدثنامسلم الخ عن عائشةؓ قالت لما نزلت ایات سورة البقرة عن اخر ھاخرج النبی ﷺ فقال حرمت التجارة فی الخمر ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں یعنی من اول آیة الربوا الی آخر السورہ نازل ہوئیں تو آپ نبی اکرم ﷺ گھر سے باہر مسجد میں تشریف لا کر فرمانے لگے کہ شراب کی تجارت کا کاروبار کرنا حرام کیا گیا ہے۔

باب اثم من باع حراً

ترجمہ۔ جو کسی آزاد آدمی کو بیچے اس کا گناہ کیا ہے

حدیث(۲۰۷۵)حدثنابشربن مرحوم الخ عن ابی ھریرةؓ عن النبی ﷺ قال قال الله ثلثة اناخصمهم یوم القیامة رجل اعطی بی ثم قدر ورجل باع حراً فاکل ثمنه ورجل استاجر اجیراً فاستوفی منه ولم یعط اجره ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمی ہیں قیامت کے دن میں خود ان سے جھگڑوں گا۔ پہلا تو وہ آدمی ہے جس نے میرا نام لے کر عہد و پیمان کیا پھر اس سے غداری کی کہ اسے پورا نہ کیا۔ دوسرا وہ ہے جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھا گیا۔ اور تیسرا وہ آدمی ہے جس نے کسی مزدور کو اجرت پر رکھا اس سے کام تو پورا لیا لیکن اس کو اجرت نہیں دی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اعطی بی ای اعطی العهد باسمی ثم نقض العهد ولم یوف به باع حرا ای عالما متعمداً اگر ناواقف جاہل ہو کر بیچا ہے تو پھر اس وعید میں داخل نہیں ہے۔ اکل ثمنه اکل کا ذکر اس لئے ہے کہ یہ اعظم المنافع ہے۔

باب امر النبی ﷺ الیهود ببیع ارضهم حین اجلاهم فیه المقبری عن ابی هریرةؓ

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے جب یہود مدینہ کو جلاوطن کیا تو ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی زمینیں بیچ دیں۔ اس بارے میں مقبری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے اس مقام پر پوری حدیث ذکر نہیں کی وہ تو کتاب الجہاد میں گذر چکی کہ یہ حکم آپؐ نے بنو النضیر کو دیا تھا یہاں صرف اشارہ کر دیا تاکہ تکرار حدیث لازم نہ آئے بغیر کسی فائدہ جدیدہ کے جیسا کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بیع ارضھم صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہود بنی النضیر سے فرمایا تھا ان الارض للہ ولرسولہ فتحملوا ماشئتم کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ باقی جو کچھ تم اٹھا سکتے ہو وہ لے جاؤ تو یہاں امام بخاریؒ کے کلام کی تاویل کرنی ہوگی۔ بیع ارضھم کا مطلب یہ ہوگا کہ اب تم لوگ اس کے مالک نہیں ہو۔ اور سمجھ دار ایسے بات کہہ دیا کرتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث میں ہے فمن وجد منکم بمالہ شیأ فلیبعہ اس عموم بیع المال سے امام بخاریؒ نے بیع اراضی کو بھی اخذ کیا ہے۔ اور حقیقت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کو زمینوں کے بیچنے اور جلاوطن ہونے کا حکم دیا تھا جس کو منافقین کی حمایت کی وجہ سے انہوں نے کیا۔ اور منافقین کے کہنے پر جناب نبی اکرم ﷺ سے مقاتلہ کا عزم کر لیا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو لے کر ان کا محاصرہ کیا جب وہ یہود منافقین کی امداد سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا تو انہوں نے پھر صلح کی پیش کش کی۔ اس مرتبہ آپؐ نے ان کو بیع الارض کی اجازت نہ دی۔ کیونکہ اب وہ حربی ہو چکے تھے ان کا مال مباح ہو گیا تھا اس لئے آپؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا اور فرمایا جو کچھ تم لوگ اونٹوں پر لاد کر لے جا سکتے ہو لے جاؤ چنانچہ وہ اپنی اراضی اور دیار کو خالی چھوڑ کر چلے گئے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ نیز! اگر وہ حدیث ذکر کر دی جاتی تو بھی تکرار حاصل ہوتا جس کا کتاب البیوع سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے امام بخاریؒ اسے نہیں لائے یہی وجہ ہے کہ بعض نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔ نیز! بنو قینقاع اور بنو قریظہ اور بنی نضیر کے بعد جو بقایا یہود رہ گئے تھے یہ حکم ان کے لئے ہے۔ کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ فتح خیبر کے بعد تشریف لائے ہیں اور یہود خیبر کو آپؐ نے ان کی اراضی پر رہ جانے کا حکم دیا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ان کو اپنے دور خلافت میں جلاوطن کر دیا۔

باب بیع العبید والحیوان نسیئۃ

ترجمہ۔ غلام کو غلام کے بدلے اور جانور کو جانور کے بدلے ادھار پر بیچنا کیسا ہے۔

واشتری ابن عمرؓ راحلۃ باربعۃ ابعرۃٍ مضمونۃ علیہ یوفیھا صاحبھا بالربذۃ وقال ابن عباسؓ قد یکون البعیر خیراً من البعیرین واشتری رافع بن خدیج بعیراً ببعیرین فاعطاہ احدھما

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک سواری کی اونٹنی چار اونٹوں کے بدلے خریدی جو بائع کے ذمہ تھی کہ وہ اسے ربذہ میں پہنچائے گا۔ اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کبھی کبھی ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے اور حضرت رافع بن خدیجؓ نے

وقال اتیك بالاخر غداً رهواً انشاء الله وقال ابن المسیب لاربافی الحیوان البعیر بالبعیرین والشاة بالشاتین الی اجل وقال ابن سیرین لاباس بعیر ببعیرین ودرهمٍ بدرهمٍ نسیئة ....

ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے خرید اایک تو اسی وقت دے دیا اور دوسرے کے متعلق فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو اسے میں کل جلدی لے آؤں گا۔ اور ابن المسیبؒ نے فرمایا کہ جانوروں میں سود نہیں ہے ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے۔ ایک بکری دو بکریوں کے بدلے کچھ مدت تک بیچی جاسکتی ہے۔ اور ابن سیرینؒ نے فرمایا ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے اور ایک درہم کو دوسرے درہم کے بدلے ادھار پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث(۲۰۷۶)حدثناسلیمان بن حرب الخ عن انسؓ قال کان فی السبی صفیة فصارت الی دحیة الکلبی ثم صارت الی النبی ﷺ .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قیدیوں میں حضرت بی بی صفیہؓ بھی تھیں وہ حضرت دحیه الکلبی کے حصہ میں آئیں بعد ازاں جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف آگئیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ راحلةً اس میں ترکیب کی کئی صورتیں ہیں۔ بعض مذہب کے موافق ہیں اور بعض مخالف ہیں جن میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ربذہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ کے قریب ہے تین مراحل پر ہے مضمونة علیه یعنی یہ راحلہ بائع کے ذمہ رہے گی۔ جس کو وہی مشتری کے پاس ربذہ میں پہنچائے گا۔

ترکیب مضمونه علیه کی ضمیر اگر ابن عمرؓ کی طرف راجع ہو تو پھر منصوب ہو کر حال ہو گا من ابعرة سے اور قوله یوفیها صفت ہو گی۔ اس صورت میں ابعرہ ادھار پر ہوں گے۔ راحلہ کا علم نہیں کہ ابن عمرؓ نے اس پر قبضہ کیا یا وہ بھی ادھار پر تھا۔ اور علیه کی ضمیر بائع کی طرف ہو اور مضمونة ابعرہ کی صفت ہو اس صورت میں سرے سے ادھار ہے ہی نہیں۔ بلکہ مبیع اور ثمن دونوں ربذہ میں ہیں بہر حال بیع الحیوان بالحیوا ن نسیئة میں علماء کا اختلاف مشہور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیع الحیوان بالحیوان نقداً تو ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جب بیع نسیئة ہے تو امام شافعیؒ ہر صورت اسے جائز فرماتے ہیں البتہ امام مالکؒ اختلاف جنس کی صورت میں جائز اور اتحاد جنس کی صورت میں ناجائز فرماتے ہیں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ اور امام احمدؒ بیع الحیوان بالحیوان نسیئة مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔ خواہ اختلاف جنس ہو یا اتحاد جنس ہو ان کا مستدل حضرت سمرۃؓ کی روایت ہے جس میں ہے نھی النبی ﷺ عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئة کہ بیع حیوان کی حیوان سے ادھار پر سے جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ باقی مسئلہ کی تفصیل اوجز میں ملے گی امام بخاریؒ نے بی بی صفیہؓ کے قصہ سے اور آثار صحابہؓ سے بیع الحیوا ن بالحیوان نسیئة کے جواز پر استدلال قائم کیا ہے۔

باب بيع الرقيق

ترجمہ۔ غلام کو بیچنا

حديث (۲۰۷۷) حدثنا ابو اليمان الخ ان ابا سعيد الخدریؓ اخبره انه بينما هو جالس عند النبی ﷺ قال يا رسول الله انا نصيب سبيا فنحب الاثمان فكيف ترى فی العزل فقال او انكم تفعلون ذلك لا عليكم ان لا تفعلوا ذلكم فانها ليست نسمة كتب الله ان تخرج الا هی خارجة

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ خبر دیتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم جنگی قیدی عورتوں سے جماع بھی کرنا چاہتے ہیں اور ان کی قیمت کو ہم بھی چاہتے ہیں کیا ہم عزل کر سکتے ہیں کہ منی کا اخراج فرج سے باہر کیا جائے تو جناب ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ یہ کام کیا کرتے ہو حالانکہ یہ کام نہ کرنا تم پر واجب بھی نہیں ہے اسلئے کہ جس جی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ وہ پیدا ہوگی تو اس نے ضرور بالضرور نکل کر رہنا ہے اور جو لوگ عزل کو جائز نہیں کہتے وہ فرماتے ہیں کہ لا نہی سے اس چیز کی نفی کرنا ہے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا۔ عليكم ان لا تفعلوا یہ کلام الگ ہوگا جو ما قبل کی تائید کرے گا تو معنی یہ ہوں گے کہ ترک عزل میں تمہیں کوئی نقصان نہیں اس لئے کہ جس جی نے آنا ہے وہ تو آکر رہے گا خواہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔ امام بخاریؒ نے عزل کی ممانعت سے بيع الولد کی ممانعت پر استدلال کیا کیونکہ ولد کی وجہ سے باندی ام الولد بن جائے گی جس کی بیع ناجائز ہوگی۔

باب بيع المدبر

ترجمہ۔ آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہونے والے غلام کی بیع کے بارے میں۔

حديث (۲۰۷۸) حدثنا ابن نمير الخ عن جابرؓ قال باع النبی ﷺ المدبر .....

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مدبر کو بیچ دیا۔

حديث (۲۰۷۹) حدثنا قتيبة الخ سمع جابر بن عبداللهؓ يقول باعه رسول الله ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ان کو جناب رسول اللہ ﷺ نے بیچ دیا۔

حديث (۲۰۸۰) حدثنا زهير بن حرب الخ ان زيد بن خالد وابا هريرةؓ اخبراه انهما سمعا

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا

رسول اللہ ﷺ یسئل عن الامة تزنی ولم تحصن قال اجلدوھاثم ان زنت فاجلدوھاثم بیعو ھا بعد الثالثة اوالرابعة ....

کہ آپؐ سے اس باندی کے متعلق پوچھا گیا جو زنا کرتی ہے اور شادی شدہ بھی نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کو کوڑے لگاؤ اگر پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر اسے تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ کےبعد اسے بیچ دو۔

حدیث (۲۸۱) حدثناعبدالعزیز بن عبداللہ الخ عن ابی ھریرةؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول اذازنت امة احدکم فتبین زناھا فلیجلد ھا الحد ولایثرب ثم ان زنت الثالثة فتبین زناھا فلیبعھا ولو بحبل من شعرٍ .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کی باندی زنا کا ارتکاب کرے اور اس کا زنا بالکل واضح ہو جائے تو اس پر کوڑے مارنے کی حد جاری کرے۔ اور کوئی ملامت وغیرہ نہ کرے اگر تیسری مرتبہ وہ زنا کا ارتکاب کرے اور اس کا زنا بالکل واضح ہو جائے تو بالوں کی ایک رسّی کے بدلہ میں بھی اسے بیچ دے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ باع النبی ﷺ المدبر الخ اس سے مدبر کی بیع کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس سے مدبر مقید مراد ہے۔ جس کی آزادی کو کسی خاص مرض سے خاص مہینہ سے مقید کیا ہو۔ تو ایسا غلام مدبر آزاد نہیں ہوگا۔ البتہ مطلق آزاد ہو جائے گا۔ جیسے کہ دوسری احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ بیع الامة کو مدبر کی بیع میں اس لئے ذکر کیا گیا کہ امه مطلقه ہے ۔ خواہ مدبرہ ہویاغیر مدبرہ بحث گذر چکی ہے ۔

باب ھل یسافر بالجاریة قبل ان یستبرئھا

ترجمہ۔ کیا رحم کو خالی سمجھنے سے پہلے آقا اپنی باندی کے ساتھ سفر کرسکتا ہے۔

ولم یر الحسن باساً ان یقبلھااویباشرھا وقال ابن عمرؓ اذاوھبت الولیدةالتی توطا اوبیعت اوعتقت فلیستبرأھارحمھا بحیضة ولاتستبرا العذراءُ ...

ترجمہ۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس کو بوسہ دینے اور بدن کو بدن سے ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ باندی جس سے ہمبستری ہو چکی ہے

وقال عطاء لاباس ان یصیب من جاریته الحامل مادون الفرج وقال الله تعالی الاعلی ازواجهم او ماملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین .....

جب اسے ہبہ کیا جائے یا بیچا جائے یا وہ آزاد ہو جائے تو وہ ایک حیض کے ساتھ اپنے رحم کو پاک کرے۔ اور بکارت والی کنواری لڑکی استبراء رحم نہ کرے۔ عطاءؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اپنی حمل والی باندی سے شرمگاہ کے علاوہ ہر طرح سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی بیویوں اور باندیوں سے ہمبستری جائز ہے۔ ان پر اس بارے میں کوئی ملامت نہیں کی گئی۔

حدیث(۲۰۸۲)حدثنا عبدالغفار بن داؤد الخ عن انس بن مالکؓ قال قدم النبی ﷺ خیبر فلما فتح الله علیه الحصن ذکر له جمال صفیة بنت حیی بن اخطب وقد قتل زوجها وکانت عروساً فاصطفاها رسول الله ﷺ لنفسه فخرج بها حتی بلغناسدالروحاء حلت فبنی بها ثم صنع حیساً فی نطعٍ صغیرٍ ثم قال رسول الله ﷺ اذن من حولك فکانت تلك ولیمة رسول الله ﷺ علی صفیة ثم خرجناالی المدینة قال فرایت رسول الله ﷺ یحوی لها وراءه بعباءةٍ ثم یجلس عندبعیره فیضع رکبته فتضع صفیة رجلها علی رکبته حتی ترکب....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ خیبر تشریف لائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کے قلعوں پر آپؐ کو فتح عطا فرمائی تو آپؐ کے سامنے بی بی صفیہ بنت حیی بن اخطب کی خوبصورتی کا ذکر کیا گیا۔ ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا۔ اور وہ خود دلہن بنی ہوئی تھیں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے لئے چن لیا تو اسے لے کر خیبر سے چل کر سدالروحاء تک پہنچے وہ حلال ہو گئیں۔ تو آپؐ نے ان سے ہمبستری کی۔ پھر ایک چھوٹے سے چمڑے کے دسترخوان پر ایک حلوہ سا تیار کر کے رکھا گیا۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ آپ کے ارد گرد ہیں میں ان کو آنے کی اجازت دے دوں۔ پس یہی بی بی صفیہؓ پر آپ کی دعوت ولیمہ تھی۔ پھر ہم لوگ مدینہ کی طرف چلنے لگے تو حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے حیفہ سے اپنے پیچھے اونٹ کی کوہان پر جگہ بنائی پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا رکھ دیا۔ بی بی صفیہؓ نے اپنا پاؤں آپؐ کے گھٹنا پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو گئیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حلت ترجمہ ہے کہ باندی سے استبراء رحم کے بعد آپؐ ہمبستر ہوئے۔

باب بیع المیتة والاصنام

ترجمہ۔ مردار اور بتوں کا بیچنا کیسا ہے

حدیث(۲۰۸۳)حدثناقتیبة الخ عن جابر بن عبدالله انه سمع رسول اللہ ﷺ یقول عام الفتح وھوبمکة ان اللہ ورسوله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام فقیل یارسول الله ارایت شحوم المیتة فانها تطلی بها السفن ویدھن بها الجلود ویستصبح بها الناس فقال لاھو حرام ثم قال رسول اللہ ﷺ عند ذلك قاتل اللہ الیھود ان اللہ لماحرم شحومھاجملوہ ثم باعوہ فاکلوا ثمنه قال کتب الی عطاء سمعت جابراً عن النبی ﷺ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے موقعہ پر سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب۔ مردار۔ خنزیر۔اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا ہے۔ آپؐ سے کہا گیا یارسول اللہ! آپؐ بتائیں کہ مردار کی چربی سے توکشتیوں کو طلاء کیا جاتا ہے۔چمڑوں کو تیل لگایا جاتا ہے۔اور لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا نہیں وہ تو حرام ہے۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے۔اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربیوں کو حرام قرار دیا تو انہوں نے اسے پگھلالیا پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگے۔ عطاء نے یزید کے پاس لکھا کہ میں نے جابرؓ سے سنا جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کررہے تھے

تشریح از قاسمیؒ۔ لاھوحرام ای البیع حرام کماقاله الشافعیؒ لیکن اکثر علماء میتة کے کسی قسم کے انتفاع کو حرام سمجھتے ہیں لیکن جلد مدبوغ حلال ہے۔کہ جس کا حدیث میں استثناء کیا گیا ہے۔امام احمدؒ اور بن ماجشون کسی قسم کے انتفاع کے قائل نہیں ہیں۔

باب ثمن الکلب

ترجمہ۔کتے کی قیمت کا استعمال کیسا ہے

حدیث(۲۰۸۴)حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن ابی مسعود الانصاری ان رسول الله ﷺ نھی عن ثمن الکلب ومھرالبغی وحلوان الکاھن

ترجمہ۔ کتے کی قیمت۔زنا کی خرچی۔اور نجومی کی مٹھائی سے جناب رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

حدیث(۲۰۸۵)حدثناحجاج بن منھا الخ اخبرنی عون بن ابی جحیفةؓ قال رایت ابی اشتری حجاماً فسالته عن ذلك قال ان رسول اللہ ﷺ نھی عن ثمن الدم وثمن الکلب وکسب الامة

ترجمہ۔ حضرت عون بن ابی جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک پچھنے لگانے والے غلام کو خرید ااور اس کے آلات کو توڑ ڈالے جانے کا حکم دیا۔ تو میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا فرمایا کہ بیشک جناب رسول اللہ ﷺ

ولعن الواشمة والمستوشمة واکل الربوا وموکله ولعن المصور......

نے خون کی رقم۔ کتے کی قیمت۔باندی کی زنا کی کمائی سے منع فرمایا گودنے والی اور گندوانے والی سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کسب الامة سے کسب زنا مراد ہے۔ مطلق کسب نہیں باقی اس کو مطلقاً اس لئے چھوڑا گیا کہ یہ کسب زنا عرب کے یہاں مشہور تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ عنقریب کتاب الاجارہ میں آرہا ہے باب کسب البغی والاماء۔ فرمایا اس سے کسب زنا مراد ہے۔ عمل مباح مراد نہیں ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ کسب الامة سے اس کے جمیع کسب مراد ہیں۔ اور یہ سد ذرائع کے طور پر فرمایا کہ اس پر یومیہ کمائی نہ مقرر کی جائے۔ تاکہ کہیں وہ کسب فرج پر مجبور نہ ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب السلم

باب السلم فی کیلٍ معلومٍ

ترجمہ۔ بیع سلم معلوم ناپ میں ہوگی

حدیث (۲۰۸۶) حدثنا عمرو بن زرارة الخ عن ابن عباسؓ قال قدم رسول اللہ ﷺ المدینة والناس یسلمون فی الثمر العام والعامین اوقال عامین اوثلثة شك اسمعیل فقال من سلف فی تمرٍ فلیسلف فی کیلٍ معلومٍ ووزنٍ معلومٍ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ کھجور میں سال یا دو سال یا کہا دو سال اور تین سال کے سودے کرتے تھے۔ اسمعیل کو شک ہوا جس پر آپؐ نے فرمایا جو شخص کھجور میں سوا ادا کرنا چاہے تو وہ معلوم ناپ و تول میں سودا کرے۔

حدیث(۲۰۸۷)حدثنامحمد الخ عن ابن ابی نجیح بھذافی کیل معلوم ووزن معلوم .

ترجمہ۔ابو نجیح نے بھی اسی حدیث کو بیان کیا ہے کہ معلوم ناپ اور تول میں ہونا چاہیئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ لغت میں سلم اسم من التسلیم اور عرف فقہاء میں بیع الشئ علی ان یکون دیناً علی البائع بالشرائط المعتبرة شرعاً۔ اس کو بیع سلم اس لئے کہا جاتا ہے کہ رأس المال مجلس میں دیا جاتا ہے۔ اور مبیع بائع کے ذمہ ادھار قرض ہے۔ سلم اور سلف دونوں کے معنی ایک ہیں۔ اس بیع کی مشروعیۃ پر تو سب کا اتفاق ہے۔ البتہ شرائط میں اختلاف ہے کیل معلوم اور وزن معلوم یعنی مکیلی چیز میں کیل متعین ہو اور وزنی چیز میں وزن مقرر ہو۔

باب السلم فی وزنٍ معلومٍ

ترجمہ۔ وزن معلوم میں بیع سلم ہو

حدیث(۲۰۸۸)حدثناصدقة الخ عن ابن عباسؓ قال قدم النبی ﷺ المدینة وھم یسلفون بالتمرالسنتین والثلث فقال من اسلف فی شئ ففی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلومٍ...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے کہ لوگ پھلوں کے دو سال اور تین سال کے سودے کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے کسی چیز میں بیع سلم کرنی ہو تو وہ ناپ معلوم اور وزن معلوم اور مدت معلوم میں کرے۔

حدیث(۲۰۸۹)حدثناعلی بن عبداللہ الخ وقال فلیسلف فی کیل معلوم الی اجل معلوم ..

ترجمہ۔اس حدیث میں یہ ہے کہ ناپ معلوم میں بیع سلم مدت معلوم تک کرے۔

حدیث(۲۰۹۰)حدثنا قتیبة الخ سمعت ابن عباسؓ یقول قدم النبی ﷺ وقال فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم .....

ترجمہ۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو فرمایا کیل معلوم وزن معلوم اور اجل معلوم تک بیع سلم کرے۔

حدیث(۲۰۹۱)حدثنا ابو الولید الخ اختلف عبداللہبن شداد بن الھادوابو بردة فی السلف فبعثونی الی ابن ابی اوفیؓ فسالته فقال اناکنانسلف

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی المجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن شداد اور ابو ہریرہؓ کا بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہوا تو انہوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ کی طرف بھیجا میرے سوال کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جناب

علی عھد رسول اللہ ﷺ وابی بکرؓ وعمرؓ فی الحنطة والشعیر والزبیب والتمر وسالت ابن ابزی فقال مثل ذلك .....

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں گندم جو اور کشمش اور کھجور میں بیع سلم کرتے تھے میں نے ابن ابزی سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الفاظ مختلف تھے اس لئے روایات میں ان کلمات کو جمع کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اجل معلوم یہ حدیث شوافعؒ پر حجت ہے جو اجل کو شرط قرار نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ نص صریح کی مخالفت ہے۔ پھر حد اجل میں اختلاف ہو گیا۔ ابن حزم کے نزدیک ایک گھڑی اور اس سے اوپر ہے بعض احنافؒ کے نزدیک نصف یوم سے کم نہ ہو۔ اور بعض کے نزدیک تین دن سے کم نہ ہو مالکیہؒ فرماتے ہیں دو دن سے کم نہ ہو۔ لیثؒ پندرہ دن فرماتے ہیں۔ در مختار میں کم از کم مدت ایک ماہ ہے۔ اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ نیز! حدیث میں چار چیزوں کا ذکر ہے جو سب مکیلات میں سے ہیں۔ موزوں کوئی چیز نہیں لیکن بعض طرق میں زیت کا لفظ ہے جو بالاتفاق جنس مایوز ن بہ سے ہے۔ تو اس حدیث کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اس آخری حدیث کو اس باب میں لائے ہیں۔

باب السلم الی من لیس عندہ اصل۔

ترجمہ۔ جس کے پاس اصل موجود نہ ہو اس کی طرف بیع سلم کرنا کیسا ہے۔

حدیث(۲۰۹۲)حدثنا موسی بن اسماعیل الخ محمدبن ابی المجالدقال بعثنی عبداللہ بن شداد وابوبردةالی عبداللہ بن ابی اوفیؓ فقالا سلہ ھل کان اصحاب النبی ﷺ یسلفون فی الحنطة قال عبداللہ کنا نسلف نبیط اھل الشام فی الحنطة والشعیر والزیت فی کیل معلوم الی اجل معلوم قلت الی من کان اصلہ عندہ قال ماکنا نسالھم عن ذلك ثم بعثانی الی عبدالرحمن بن ابزی

ترجمہ۔ محمد بن ابو المجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن شدادؓ اور ابوہریرہؓ نے مجھے حضرت عبداللہ بن اوفیؓ کے پاس بھیجا فرمایا ان دو حضرات سے پوچھو کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ گندم کے اندر بیع سلم کرتے تھے تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ ہم شام کے کاشتکاروں سے گندم جو۔ اور کشمش میں ناپ معلوم سے مدت معلوم تک بیع سلم کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ ان چیزوں کی اصل ان کے پاس ہوتی تھی۔ یعنی کھیتی اور درخت ان کے ہوتے تھے انہوں نے فرمایا ہم اس کے متعلق ان سے نہیں پوچھتے تھے۔ پھر انہوں نے

فسالته فقال کان اصحب النبی ﷺ یسلفون علی عهد النبی ولم نسالهم الهم حرث ام لا....

مجھے حضرت عبدالرحمن ابن ابزیؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ اصحاب النبی ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بیع سلف کرتے تھے۔ لیکن ان سے کوئی نہیں پوچھتا تھا کہ کیا ان کی کھیتی بھی ہے یا نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ اصل کا ہونا شرط نہیں ہے۔ اور بعض نے اصل سے مراد خود ان اشیاء کا وجود لیا ہے اصل نہیں۔ یہ بھی شرط نہیں ہے۔

حدیث(۲۰۹۳)حدثنااسحق الواسطی الخ عن محمد بن ابی المجالد بهذاوقال فنسلفهم فی الحنطة والشعیر ....

ترجمہ۔ فرمایا ہم لوگ ان سے گندم اور جو میں بیع سلم کرتے تھے کہ رقم ان کو دے دی اور گندم۔ جو بعد میں لئے

حدیث (۲۰۹۴) حدثناقتیبة الخ عن الشیبانی وقال فی الحنطة والشعیر والزبیب وقال عبدالله حدثنا الشیبانی ......

ترجمہ۔ ایک سند میں شیبانی نے گندم جو اور کشمش روایت کیا ہے۔ اور دوسری سند سے زیتون روایت کیا ہے جو موزونی چیز ہو۔

حدیث(۲۰۹۵)حدثناادم الخ قال سالت ابن عباسؓ عن السلم فی النخل قال نهی النبی ﷺ عن بیع النخل حتی یوکل منه وحتی یوذن فقال الرجل وای شیئ یوزن قال رجل الی جانبه حتی یحرز وقال معاذ الخ نهی النبی ﷺ مثله.

ترجمہ۔ ابوالبختری طائی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کھجور میں بیع سلم کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا جب تک کہ اس سے کھایا نہ جائے اور وزن نہ کیا جائے جس پر ایک آدمی نے کہا کہ یہاں تک کہ وہ محفوظ ہو جائے معاذ کی سند سے بھی اسی طرح ہے کہ آپ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اسلم فی النخل سے مراد کھجور کا پھل ہے اس روایت سے اس پر استدلال ہے کہ بیع اور سلم وجوب تسلیم مبیع میں مشترک ہیں۔ البتہ تسلیم مبیع سلم میں تو متاخر ہے بیع میں نہیں۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ پھل جب تک پک نہ جائے وہ معدوم ہے جو مقدور التسلیم نہیں ہے لہذا بیع سلم میں مسلم فیه کا وجود لوگوں کے ہاتھوں میں ہونا ضروری ہے تاکہ

تسلیم ممکن ہو اگرچہ مسلم الیہ کے ہاتھ میں نہ ہو۔ کیونکہ عادت یہ ہے کہ یہ دانے اور پھل فصلوں سے متعلق ہیں لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہوتے مگر تھوڑے تھوڑے ہوتے حصاد اور جذاذ کے زمانہ میں بہت ہو جاتے ہیں۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مسلم فیہ عقد سلم میں مطلق ہو۔ اور عقد میں یہ شرط ہو کہ مسلم فیہ جو اس سال پیدا ہو تو صلاحیت سے پہلے پہلے اس کے سپرد کرنے پر قدرت کا نہ ہونا ظاہر ہے۔ اس تحقیق سے حضرت ابن عباسؓ کے جواب اور سائل کے سوال میں مطابقت معلوم ہو گئی۔ سائل نے سلم کے متعلق سوال کیا تھا اور ابن عباسؓ نے مطلق بیع کے متعلق فرمایا اور یہی تقریر پہلی روایت میں بھی ہو گی۔

ما یوزن کے وزن کو بعید اس لئے سمجھا کہ وزن تو کھجوروں کے گوشوں کی کٹائی کے بعد ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی ابن عباسؓ کی ہے جو پہلے بھی گذر چکی ہے جس کو تین مشائخ سے ذکر فرمایا جن کے الفاظ میں کمی وبیشی ہے۔ پہلی روایت میں ہے من اسلف فی شیء ففی کیل معلوم۔ اور دوسری میں ہے من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم الی اجل معلوم. اس میں وزن معلوم کا ذکر نہیں ہے۔ اور تیسری روایت میں اس کی تصریح ہے اور اختلاف بھی بیان فرمایا۔

بالنخل ثمرتها سب شراح نے یہی توجیہ کی ہے۔ اس سے حافظؒ نے استدلال کیا کہ نخل معین فی بستان معین میں بیع سلم کا جواز معلوم ہوا لیکن بعد بدو صلاحہ یعنی پھل کے پکنے کے بعد۔ یہی مالکیہؒ کا قول ہے لیکن اکثر علماء نے بستان معین میں بیع سلم کو ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ یہ دعوکہ ہے اور اس حدیث کو اکثر حضرات نے سلم حال پر محمول کیا ہے اور اوجز میں نقل کیا ہے کہ بستان معین میں بیع سلم کے عدم جواز پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

اشتراك البیع گذر چکا ہے کہ سلم میں وہ شرائط ہیں جو بیع میں نہیں ہیں کیونکہ بیع سلم میں رأس المال مجلس کے اندر سپرد کیا جاتا ہے اور مبیع بائع کے ذمہ باقی رہتی ہے۔ بدل اس کو جلدی مل جاتا ہے۔

با یدی الناس مسلم فیه کا موجود ہونا یہ احنافؒ کے نزدیک شرط ہے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ کون المسلم فیه موجود حین الاجل عندالعقد موجود ہونا شرط نہیں ہے یہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے امام ثوریؒ اور اوزاعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

حتی یوزن جاننا چاہیئے کہ وزن اکل اور خرص یہ سب ظہور صلاح یعنی پھل پکنے سے کنایہ ہیں۔ علامہ عینیؒ نے روایات کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ان احادیث سے احنافؒ ثوریؒ اور کوفیوں نے دلیل پکڑی کہ بیع سلم اس وقت تک جائز نہیں جب تک مسلم فیه لوگوں کے ہاتھوں میں موجود نہ ہو۔ عقد کے وقت سے لے کر مدت مقررہ کے آنے تک اگر مسلم فیه منقطع ہو تو بیع سلم جائز ہو گی۔

باب السلم فی النخل

ترجمہ۔ کھجور میں بیع سلم کے بارے میں

حدیث(۲۰۹۶)حدثناابو الولید الخ سألت ابن عمرؓ عن السلم فی النخل فقال نهی عن بیع النخل حتی یصلح وعن بیع الورق نساء بناجزٍ وسألت ابن عباسؓ عن السلم فی النخل فقال نهی النبی ﷺ عن بیع النخل حتی یوکل منه اویاکل منه وحتی یوزن ......

ترجمہ۔ حضرت ابو البختری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کھجور میں بیع سلم کے بارے میں سوال کیا توانہوں نے فرمایا کہ کھجور کی بیع سے منع کیا گیا ہے جب تک اس میں صلاحیت نہ ہو جائے اور چاندی ادھار کی بیع نقد سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اور میں نے ابن عباسؓ سے کھجور میں بیع سلم کرنے کے بارے میں پوچھا توانہوں نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا ہے جب تک اس سے کھایا نہ جائے یا جب تک خود نہ کھائے اور یہاںتک کہ وزن کیا جائے۔

حدیث(۲۰۹۷)حدثنامحمدبشارالخ قال سألت ابن عمرؓ عن السلم فی النخل فقال نهی النبی ﷺ عن بیع الثمر حتی یصلح ونهی عن الورق بالذهب نساءً بناجزٍوسألت ابن عباسؓ فقال نهی النبی ﷺ عن بیع النخل حتی یاکل اویوکل وحتی یوزن قلت ومایوزن قال رجل عنده یحرز .....

ترجمہ ۔ ابوالبختری فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے کھجور میں بیع سلم کرنے کے متعلق دریافت کیا توانہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع کیا ہے جب تک کہ اسے خود نہ کھائے یاوہ کھائی نہ جائے اور یہاں تک کہ اس کا وزن نہ کیا جائے۔ یہ یوزن کیا چیز ہے ایک آدمی نے جو آپ کے پاس تھا اس نے کہا اس کا مطلب ہے کہ اسے محفوظ کردیا جائے۔؛

تشریح از قاسمیؒ ۔ ان روایات کی تشریح گذر چکی ہے۔ فائدہ ان قیود کا یہ ہے کہ مالک کے تصرف سے پہلے فقراء کے حقوق کی مقدار کی پہچان ہو جائے۔

باب الکفیل فی السلم

ترجمہ۔ بیع سلم میں ضامن کیسا ہے

حدیث(۲۰۹۸)حدثنا محمدبن سلام الخ عن عائشةؓ قالت اشتری رسول الله ﷺ طعاماً من یَهُودِیِّ بنسیئةٍ ورهنه درعاًله من حدیدٍ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار پر غلہ خرید ا اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھی۔

تشریح از قاسمی ۔ اشکال یہ ہے کہ حدیث سے ترجمہ کیسے ثابت ہوا جواب یہ ہے کہ یا تو کفالت سے ضمان مراد لی جائے تو واقعی مرہون چیز قرض کی ضامن ہے یا اس کو رہن پر قیاس کیا جائے کہ دونوں وثیقہ ہیں یہی وجہ ہے کہ جس چیز کی رہن صحیح ہے اس کی ضمان صحیح ہے۔ اور اسی طرح اس کا عکس ہے۔ نیز! یہ بھی شبہ ہے کہ حدیث میں عقد سلم کا ذکر نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ سلم سے مراد سلف یعنی قرض ہے۔ خواہ وہ نقد واجب الذمہ ہو جنس ہو۔

حدیث (۲۰۹۹) حدثنامحمدبن محبوب الخ قال الاعمش تذاکرناعندابراهیم الرهن فی السلف فقال حدثنی الاسود عن عائشةؓ ان النبی ﷺ اشتری من یهودیِ طعاماً الی اجلِ معلومٍ وارتهن منه درعاً من حدیدٍ ......

ترجمہ۔ حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس قرض کے اندر رہن رکھنے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت اسودؒ نے حضرت عائشہؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ کچھ مدت کے لئے خرید فرمایا۔ اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ رہن رکھ دی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ روایت سے استدلال قیاس پر مبنی ہے کہ جب رہن رکھنا ثمن کے لئے جائز ہے تو مثمن کیلئے بھی جائز ہوگا وہ مسلم فیہ ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہ جامع وجوب فی الذمہ ہے۔ اس لئے وثیقہ کی ضرورت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے الرہن فی السلم میں بھی وہی حضرت عائشہؓ والی روایت ذکر فرمائی ہے۔ شاید کفیل کو بھی رہن کے ساتھ لاحق کر دیا۔ کیونکہ جب اس حق میں رہن ثابت ہے تو اس میں کفیل بھی لیا جاسکتا ہے اسی طرح ابراہیم نخعیؒ نے استنباط کیا ہے۔ چنانچہ اعمشؒ فرماتے ہیں جب ہم نے ابراہیم نخعیؒ کے پاس رہن اور کفیل فی السلف کا مذاکرہ کیا تو انہوں نے یہی حدیث بیان فرمائی۔ اور اس حدیث سے ان لوگوں پر رد کرنا مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ سلم میں رہن جائز نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ربوا مضمون ہے تو حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اس حدیث سے اس پر رد فرمایا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے فرہان مقبوضة اور لفظ عام ہے سلم اور غیر سلم سب داخل ہیں۔

باب السلم الی اجل معلوم وبه

ترجمہ۔ مقررہ مدت تک بیع سلم کرنا

وقال ابن عباسؓ وابوسعیدوالاسودوالحسن وقال ابن عمرؓ لاباس فی الطعام الموصوف بسعرمعلوم الی اجل معلوم مالم یك ذلك فی زرع لم یبدصلاحه...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو سعیدؓ حضرت اسودؒ حسن بصریؒ اسی کے قائل ہیں۔ اور ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جو غلہ معلوم ہو۔ نرخ معلوم ہو۔ مدت بھی معلوم ہو۔ اس کے قرض میں کوئی حرج نہیں جبتک کہ یہ اس کھیتی میں نہ ہو جس کی صلاحیت ظاہر نہیں ہوئی۔

حدیث(۲۱۰۰)حدثنا ابونعیم الخ عن ابن عباسؓ قال قدم النبی ﷺ المدینة وهم یسلفون فی الثمار السنتین والثلث فقال اسلفوا فی الثمار فی کیل معلومٍ الی اجل معلومٍ وقال عبدالله ابن الولید الخ فی کیلٍ معلومٍ ووزنٍ معلومٍ.

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ پھلوں کے اندر دو دو سال اور تین تین سال کا ادھار کا سودا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا پھلوں میں ادھار کرنا ہے تو ناپ بھی معلوم ہو۔ مدت بھی معلوم ہو اور دوسری سند میں ہے کہ وزن بھی معلوم ہو۔

حدیث(۲۱۰۱)حدثنا محمدبن مقاتل الخ عن محمدبن ابی المجالدِ قال ارسلنی ابوبردةؓ وعبدالله بن شدادٍ الی عبدالرحمن بن ابزی وعبدالله بن ابی اوفیؓ فسالتهما عن السلف فقالا کنا نصیب المغانم مع رسول الله ﷺ فکان یاتینا انباط من انباط الشام فنسلفهم فی الحنطة والشعیر والزبیب الی اجل مسمی قال قلت اکان لهم زرع اولم یکن لهم زرع قالا ماکنا نسئلهم عن ذلك .....

ترجمہ۔ حضرت محمد بن ابی المجالد فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبردہ اور عبداللہ بن شداد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اور عبداللہ بن ابی اوفیؓ کے پاس بھیجا تو میں نے ان سے بیع سلم کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غنیمتوں کا مال ملتا تھا ہمارے پاس شام کے غلہ کے تاجروں میں سے تاجر آتے تو ہم ان کے ساتھ گندم۔ جو اور زیتون میں مدت مقرر تک بیع سلم کا سودا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے پوچھا کہ کیا ان کی کھیتی بھی ہوتی تھی یا کھیتی نہیں ہوتی تھی۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم ان سے اس کا سوال نہیں کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مالم یکن ذلك فی زرع یعنی پھلوں میں کوئی کھجور متعین نہیں ہوتی تھی۔ اور دانوں میں کوئی کھیتی مقرر نہیں ہوتی تھی۔ السنتین والثلاث یعنی اس میں کوئی نقصان نہیں خواہ سو سال تک بیع سلم ہو جائے۔ شرط یہ ہے کہ مسلم فیه مبیع منقطع نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ السلم الی اجل معلوم سے شوافعؒ پر رد کرنا ہے۔ کہ سلم حالی کو جائز کہتے ہیں مآلی کو جائز نہیں کہتے جب اساطین صحابہ اور اساطین تابعی اسے جائز کہہ رہے ہیں تو منع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ حضرات مانعین اجل معلوم کے معنی علم بالاجل کے لیتے ہیں۔

باب السلم الی ان تنتج الناقة

ترجمہ۔ اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کا کرنا

حدیث(۲۱۰۲)حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن عبداللہؓ قال کانویتبایعون الجزور الی حبل الحبلة فنھی النبی ﷺ عنه فسره نافع ان تنتج الناقة مافی بطنها .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ لوگ ذبح ہونے والے اونٹ کو حبل الحبلہ تک خرید کرتے تھے جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا جس کی تفسیر حضرت نافعؒ نے یوں فرمائی کہ اونٹنی کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسکو جن لے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس باب کے منعقد کرنے سے یہ ہے کہ اگر بیع سلم میں اجل مجہول ہو تو بیع سلم جائز نہ ہوگی۔ ابن عمرؓ کی تفسیر یہ ہے کہ بیع الجزور من موجل الی ان تلد الناقة وتلد ولدها یعنی اونٹنی کے بچے کا بچہ جنے اور بعض نے کہا کہ اس کا مطلب بیع ولد ولد الناقة یعنی اونٹنی کے بچے کے بچہ کا بیچنا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشفعة

باب الشفعة مالم یقسم فاذاوقعت الحدود فلاشفعة ۔

ترجمہ۔ جن چیزوں کو تقسیم نہیں کیا گیا شفعہ ان میں ہوگا جب حدبندی ہو جائے پھر شفعہ نہیں ہے۔

حدیث(۲۱۰۳)حدثنامسددالخ عن جابر بن عبداللہؓ قال قضی رسول اللہ ﷺ بالشفعة فی کل مال لم یقسم فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلاشفعة .....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شفعہ کا فیصلہ ہر اس مال میں کیا جو تقسیم شدہ نہ ہو۔ پس جب بھی حدبندی ہو گئی اور راستے بنا دیئے گئے پھر شفعہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ شفعہ کے لغوی معنی ضم یعنی ملانے کے ہیں۔اور شریعت کی اصطلاح میں تملك قهری فی العقار بعوض یثبت علی الشریك القدیم للحادث یعنی زمین کا زبردستی مالک بنتا ہے۔اس ثمن کے بدلے جو قدیم شریک کے لئے ثابت ہوا تھا اب نئے شریک کے لئے اسی قیمت پر ثابت ہوگا۔شفعہ خلاف اصل ثابت ہوتا ہے۔کیونکہ یہ مشتری کے ملک سے چھین کر بغیر اس کی رضامندی کے معاوضہ پر مجبور کرنا ہے۔لیکن شریعت نے بعض مصالح کی بنا پر اس کو مشروع کیا ہے۔لیکن اس کے لئے کچھ شرائط ہیں۔پہلی شرط یہ ہے کہ ملک مشتری ہو جسے تقسیم نہ کیا گیا ہو۔بنابریں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جار یعنی ہمسائے کیلئے شفعہ نہیں ہے۔البتہ امام اعظمؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ شفعہ شرکت کی وجہ سے یا شرکت فی الطریق کی وجہ سے اور شرکت جوار کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے۔دوسری شرط یہ ہے کہ مبیع اراضی ہو۔عروض اور اسباب میں شفعہ لاگو نہیں ہوگا۔اسی طرح منقولات میں شفعہ نہ ہوگا۔تیسری شرط یہ ہے کہ مبیع کا تقسیم ممکن ہو۔اگر ممکن نہیں ان میں شفعہ نہیں ہے۔چوتھی شرط یہ ہے کہ حصہ منتقل بالعوض ہو اگر بلا عوض منتقل ہوا ہے تو اس میں شفعہ نہیں جیسے هبه.وراثت اور صدقه اس پر سب ائمہ کا اتفاق ہے۔اور منتقل بعوض بھی دو قسم ہے کہ عوض مال ہو جیسے بیع۔اس میں بلا خلاف شفعہ ہوگا۔اور عوض مال نہیں ہے۔جیسے حق مہر یا خلع کا بدلہ۔ظاہر یہ ہے کہ ان میں شفعہ نہیں ہے۔ائمہ ثلاثہ وجوب شفعہ کے قائل ہیں اور پانچویں شرط مطالبه علی النور ہے۔جب کہ شفیع کو علم ہو جائے خاموشی کی صورت میں شفعہ کا حق ساقط ہو جائے گا۔

باب عرض الشفعة علی صاحبها قبل البیع

ترجمہ۔ زمین فروخت کرنے سے شفیع پر شفعہ پیش کرنا۔

وقال الحکم اذااذن له قبل البیع فلاشفعة له وقال الشعبی من بیعت شفعته وهوشاهد لایغیرها فلاشفعة له ......

ترجمہ۔ حضرت حکمؒ تابعی فرماتے ہیں کہ جب شفیع نے بیع سے پہلے اجازت دے دی ہے تو اب اس کو شفعہ کا حق نہیں ہوگا۔اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ جس کا شفعہ بیچ دیا گیا اور وہ اس مجلس میں حاضر تھا جس کو اس نے تبدیل نہیں کیا تو اب اس کا حق شفعہ ساقط ہو گیا۔

حدیث(۲۱۰۴)حدثنا المکی بن ابراهیم الخ عن عمروبن الشرید قال وقفت علی سعد بن ابی وقاص فجاء المسوربن مخزمة فوضع یده

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الشرید فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کھڑا تھا کہ حضرت مسور بن مخرمہؓ تشریف لائے جنہوں نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں

عُلی احدی منکبی اذجاء ابورافع مولی النبی ﷺ فقال یاسعد ابتع منی بیتی فی دارك فقال سعدواللهماابتاعهما فقال المسوروالله لتبتا عنهما فقال سعدوالله لاازيدك على اربعة الافٍ منجمة اومقطعة قال ابورافعٍ لقد اعطيت بها خمسمائة دينارٍ ولولاانی سمعت النبی ﷺ الجار احق بسقبه مااعطیتکها باربعة الافٍ وانا اعطی بها خمسمائة دينارٍ فاعطاهااياه .....

میں سے ایک کندھے پر رکھ دیا کہ اچانک جناب نبی اکرم ﷺ کے ازاد کردہ غلام ابورافع ؓ تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے اے سعد ! آپ کی حویلی میں میرے جو دو گھر ہیں آپ ان کو میرے سے خرید کرلیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایااللہ کی قسم! میں ان کو نہیں خریدوں گا۔ حضرت مسورؓ نے فرمایااے سعدؓ!اللہ کی قسم! تجھے ان دونوں کو ضرور بالضرور خرید کرنا ہوگا۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایاکہ اللہ کی قسم! کہ میں تو آپ کو چار ہزار درہم سے زائد بالکل نہیں دوں گا۔ خواہ وہ مضروبہ ہوں یاغیر مضروبہ ہوں حضرت ابورافع ؓ نے فرمایاکہ مجھے تو ان کے بدلہ پانچ سو دینار دیئے جارہے ہیں اگر میں نے جناب رسول اللہ سے نہ سنا ہوتا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ ہمسایہ اس حصہ کا زیادہ حقدار ہے تو میں آپ کو وہ دونوں گھر چار ہزار درہم میں کبھی نہ دیتا کیونکہ اس کے مجھے پانچ سو دینار دیئے جارہے ہیں چنانچہ وہ دونوں گھر انہوں نے حضرت سعدؓ کو دے دیئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حضرت حکمؒ کا فتویٰ مذہب حنفیہؒ کے مخالف ہے۔ کیونکہ وہ شفیع کو شفعہ کے مطالبہ کا حق دیتے ہیں اگرچہ اس سے پہلے بیع کی اجازت مل چکی ہو۔ ہاں البتہ اگر شفیع کی اجازت سے بیع ہوئی ہو تو پھر بیع کے بعد شفعہ کا حق نہیں رہتا۔ باقی حکم تابعی کا مذہب حنفیہ کے مخالف ہونا کوئی ضرر کی بات نہیں۔ اور اسی طرح شعبیؒ کا قول بھی کوئی اثر انداز نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ دونوں تابعی ہیں۔ اور تابعی کا قول امام صاحب جیسے تابعی پر حجت نہیں ہوسکتا۔ دوسرے قول شعبیؒ کے مخالف بھی نہیں اس لئے کہ ہم استرداد کا حق نہیں دے رہے۔

ولولاانی سمعت الخ جس کی وجہ سے ابورافعؓ نے اپنے ہمسایہ پر منت اور تفضل کیا ہے۔ اور شارع نے اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ یہ نہیں کہ انہوں نے حدیث کے مقصد کو نہیں سمجھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یخالف مذہب الحنفیہ بلکہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام ثوریؒ۔ امام الحافظؒ اور امام احمدؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اگر احدالشریکین پر دوسرا شفعہ پیش کرے اور وہ اس کو نہ لے تو اس کا حق ساقط ہو جائے گا امام طحاویؒ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ بعد البیع بھی تو شفعہ کے ماتحت مبیع کو لے سکتا ہے۔ کیونکہ شفعہ ابھی واجب نہیں ہوا تھا۔ وہ تو بعد البیع واجب ہوتا ہے۔ لہذا قبل البیع اور عند البیع کی

اجازت کارگر نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ جو چیز ابھی واجب نہیں ہوئی اس کے چھوڑنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ بنابریں وجوب کے وقت یہ حق ساقط نہیں ہوگا۔ ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ حق باذنہ ساقط ہو جائے گا۔

باذن الشفیع اس جگہ اذن سے اذن عندالبیع مراد ہے۔ یعنی سکوت عن المطالبه ہے پس جمہور کے نزدیک اسے حق استرداد نہیں ہوگا۔

منته وفضلا علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو رافعؓ نے اپنے مکان اس قیمت سے کم پر حضرت سعدؓ کو دے دیئے جو غیر انہیں دیتے تھے۔ یہ ان کے مکارم اخلاق اور احسان کی دلیل ہے۔ کیونکہ سب کا اتفاق ہے کہ شفیع کی بیع کی صورت میں ثمن اول پر مبیع کو لے سکتا ہے۔

مثل هذاالحق یعنی الشفعة للجوار یہ مسئلہ کافی اختلافی ہے۔ ائمہ ثلاثہ بلکہ جمہور الشفعةللشریك ثم الشریك فی الطریق ثم بالجوار۔ حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا حقدار تو شریک ہے۔ وہ نہ ہو پھر شریك فی الطریق ہے ان میں سے اقرب فالاقرب حقدار ہوں گے۔ پھر بعد ازاں شفعه بالجوار ہے۔ جس کے ثبوت پر بہت احادیث دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ابو رافع کی ہے جس کی تخریج امام بخاریؒ نے کئی مقامات پر کی ہے۔ اور دوسری روایت ترمذی میں حضرت سمرہؓ کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جارالدار احق بالدار جس کی تخریج امام طحاویؒ نے چھ صحیح طرق سے کی ہے۔

باب ای الجوار اقرب ترجمہ۔ کون سا ہمسایہ زیادہ قریب ہے

حدیث(۲۱۰۵)حدثناحجاج الخ عن عائشةؓ قلت یا رسول الله ان لی جارین فالی ایهما اهدی قال الی اقربهما منك باباً ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں ان میں سے کس کو میں ہدیہ بھیجوں۔ فرمایا جس کا دروازہ تیرے قریب ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ فرماتے کہ الشفعة للشریك وقال ابوحنیفةؒ الجار وهذاالحدیث حجة علیه لیکن یہ کلام بڑا عجیب ہے کیونکہ اماصاحبؒ صرف جار کو ہی شفعہ کا حقدار نہیں کہتے بلکہ شریك فی المبیع کو پھر شریك فی حق المبیع کو اور پھر ان دونوں کے بعد حق شفعہ دینے کے قائل ہیں۔ وهو حجة علیه کیسے صحیح ہوگا۔ جب کہ امام شافعیؒ نے اس عمل کو ترک کر دیا اور امام اعظمؒ اس پر عامل ہیں اور بعد ازاں حدیث جار پر بھی عامل ہیں آپ نے ایک دلیل کو لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔ اور فاسدہ تاویلات کر کے امام اعظمؒ پر طعن و تشنیع کرنا شروع کر دیا۔

الجار احق لسقبه سقب کے معنی قریب کے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ وغیر ھم اس سے جار کے لئے حق شفعہ ثابت کرتے ہیں

اور دوسرے حضرات اس سے شریک مراد لیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ ابورافعؓ حضرت سعدؓ کے شریک تھے۔لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ عمرو بن شعبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد ابورافع کے جار تھے۔نیز! امام بخاریؒ نے حدیث ابورافع سے حق شفعہ للجوار ثابت کیااور حدیث عائشہؓ کو باب الشفعه میں داخل کر کے اقرب باباً کو ابعد پر مقدم قرار دیا۔ تو جار ملاصق اقرب من غیرہ ہوگا تو وہی حقدار ہوگا۔

نواں پارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب فی الاجارات

استیجار الرجل الصالح

ترجمہ۔ نیک آدمی کو مزدور بنانا

وقول الله تعالیٰ ان خیر من استاجرت القوی الامین والخازن الامین ومن لم یستعمل من اراده ......

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بے شک بہترین آدمی جس کو تو اجرت پر رکھے۔ طاقتور بھی اور امانت دار بھی ہے۔اور خزانچی امانت دار ہوتا ہے۔اور جو شخص خود عہدہ مانگے اسے عہدہ نہ دیا جائے۔

حدیث(۲۱۰۶)حدثنامحمدبن یوسف الخ عن ابی موسی الاشعریؓ قال قال النبی ﷺ الخازن الامین الذی یؤدی ماامربه طیبةً نفسه احدالمتصدقین ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا خزانچی امانتدار وہ ہے جس چیز کا اسے حکم دیا جائے وہ اس کو خوشدلی سے ادا کرے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

حدیث(۲۱۰۷)حدثنامسدد الخ عن ابی موسیٰؓ قال اقبلت الی النبی ﷺ ومعی رجلان من الاشعر یین قال فقلت ماعلمت انهما یطلبان العمل فقال لن اولانتسعمل علی عملنا من اراده ......

ترجمہ۔ ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ساتھ قبیلہ اشعر کے دو آدمی تھے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ عہدہ طلب کرتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہرگز اس کو عامل نہیں بنائیں گے جو اس کا ارادہ کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ القوی الامین امین کے لفظ کی ترجمہ پر دلالت ظاہر ہے۔من لم یستعمل من اراد ہ اس معاملہ میں ادب یہ ہے کہ جہاں خیانت کا گمان ہو وہاں طالبِ عہدہ کو عامل نہ بنایا جائے۔ یا یہ شبہ ہو کہ یہ شخص کام کو نہیں نبھا سکے گا یا اچھی طرح سرانجام نہیں دے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی طالب کو عامل نہ بنایا جائے اگر یہی مراد ہو تو پھر اعمال اور اجارات کا دروازہ ہی بند ہو جائیگا اور بسا اوقات مزدوروں کا پتہ نہیں چل سکتا جب تک وہ مزدوری طلب نہ کریں یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خود ہی عہدہ طلب کیا۔جب انہوں نے سمجھا کہ وہ اس قابل ہیں کہ وہ ذمہ واری پوری کریں گے۔قال اجعلنی علی خزائن الارض اور بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے اپنی قوم کی امانت کا سوال کیا۔اجعلنی امام قومی کہ مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجئے۔جس پر آپؐ نے فرمایا انت امامهم واقتدا باضعفهم تم اس قوم کے امام ہو مگر ضعیفوں کا خیال رکھنا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں ان خیر الایۃ دلیل ہے اس بات کی کہ قوی اور امین اجیر بنانے کے لائق ہے اور مبالغہ پیدا کرنے کے لئے خیر کو ان کا اسم بنایا اور فعل کو لفظ ماضی کے ساتھ ذکر کیا اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ یہ معاملہ مجرب اور مشہور ہے۔اس آیت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے جو بنت شعیب علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے مویشیوں کو پانی پلایا تھا قوت کا اندازہ تو اس پتھر کے اٹھانے سے ہوا جس کو دس یا چالیس آدمی مشکل سے اٹھاتے تھے۔ اور امانت یہ ہے کہ مجھے پیچھے پیچھے چلنے کو کہا کہ ان کی طرف نہ دیکھ سکیں۔علامہ عینیؒ نے قرطبی سے نقل کیا ہے کہ ظاہراً حدیث سے طلب الامارۃ کی تحریم معلوم ہوتی ہے۔لیکن حدیث میں ہے السائل الحریص یوکل الیها ولایعان علیها اور خود امام بخاریؒ نے کتاب الاحکام میں ایک باب باندھا من لم یسئل الامارۃ اعانه الله علیها الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ جس نے امارۃ کو حرص کی بنا پر طلب کیا اس کی اعانت نہیں ہوتی۔اصل یہ ہے کہ من تواضع لله رفعه الله ورنہ یوسف علیہ السلام نے اجعلنی علی خزائن الارض اور سلیمان علیہ السلام نے فرمایا هب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی بنا بریں امام بخاریؒ نے اس کے بعد ایک باب باندھا مایکرہ من الحرص علی الامارۃ تو اس طرح روایات میں تطبیق ہو جائے گی۔البتہ امارت میں خطر عظیم ہے اسلئے اکابر ملت نے

اس سے احتراز کیا ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں طلب امارۃ واجب ہو جاتی ہے ۔ جیسے یوسف علیہ السلام جو مصالح امت کو دوسرے لوگوں کی بنسبت بہتر سمجھتے تھے اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے اس لئے مطالبہ کیا۔

باب رعی الغنم علی قراریط

ترجمہ۔ چند قراریط پر بکریوں کو چرانا اور بعض نے کہا قراریط مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے

حدیث(۲۱۰۸)حدثنااحمدبن محمد المکی الخ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال ما بعث اللہ نبیا الارعی الغنم فقال اصحابہ وانت فقال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ آپؐ کے اصحابؓ نے پوچھا کیا آپؐ نے بھی آپؐ نے فرمایاہاں۔ میں مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اجارۃ اجرت کا اسم ہے اجیر کی اجرت کو کہتے ہیں اور شریعت میں بیع منفعۃ معلومۃ باجر معلوم بعض نے کہا تملیك المنافع بعوض۔ مگر پہلی تفسیر بہتر ہے کہ منافع معلومہ کو اجر معلوم کے عوض بیچا جائے یہ اجارہ ہے۔

باب استیجار المشرکین عند الضرورۃ اواذالم یوجد اھل الاسلام وعامل النبی ﷺ یھود خیبر۔

ترجمہ۔ مشرک کو اجیر بنانا جب کہ اہل اسلام میں سے کوئی دستیاب نہ ہو اور جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے یہود سے مزارعۃ کا معاملہ فرمایا۔

حدیث(۲۱۰۹)حدثناابراھیم بن موسی الخ عن عائشۃؓ واستاجر النبی ﷺ وابوبکرؓ رجلا من بنی الدیل ثم من بنی عبدبن عدی ھادیاخریتا الخریت الماھر بالھدایۃ قدغمس یمین حلفٍ فی ال العاص بن وائل وھوعلی دین کفار قریش فامناہ فدفعاالیہ راحلتیھماصبیحۃ لیال ثلث فارتحلا وانطلق معھما عامربن فھیرۃ والدلیل

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ نے قبیلہ بنی دیل پھر بنی عبد بن عدی کا ایک آدمی کرایہ پر لیا جو راہ بتانے والا اور راستوں کا ماہر تھا جو آل عاص بن وائل کی حلف میں شامل ہو گیا تھا اور کفار قریش کے دین پر تھا۔ پس یہ دونوں حضرات اس سے بے خوف ہو گئے اور اپنی دو سواری کی اونٹنیاں اس کے حوالہ کر دیں اور تین راتوں کے بعد اس سے غار ثور پہنچنے کا وعدہ لیا ۔ چنانچہ وہ تین راتیں گذر جانے کے بعد صبح سواری کی اونٹنیاں ان کے پاس لے آیا

الدیلی فاخذبھم وھو طریق الساحل ...... پس یہ دونوں حضرات سوار ہو کر چل پڑے ان کے ہمراہ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے غلام اور یہ دیلی رہبر بھی چل پڑے پس وہ ان سب حضرات کو ساحل سمندر کے راستے سے لے گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وہ راہبر ان کو ایسے راستے سے لے گیا جو غیر معروف تھا تاکہ کوئی کافر آپؐ سے تعرض نہ کرے تو اس کے لئے ایک ماہر راہبر کی ضرورت تھی۔

اخرات المغازہ پوشیدہ اور تنگ راستوں کا ماہر اس کو خریت کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ خرت الابرۃ سے جس کے معنی سوراخ کرنے کے ہیں۔

قدغمس بمعنی دخل بہ آل العاص بن وائل کا حلیف تھا۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ ایک دوسرے سے حلف لیتے تو اپنے ہاتھوں کو خون یا خلوق کے پانی میں ڈبو دیتے تھے۔ جس سے حلف کی تاکید ہو جاتی تھی۔ جاننا چاہئے کہ امام بخاریؒ نے حدیث سے مشرک کو اجیر بنانے کا جواز عندالضرورت ثابت کیا ہے کہ جب کوئی مسلمان دلیل نہ ملا تو مشرک کو رہبر بنایا گیا۔ خیبر کے لئے جب کوئی مسلمان مزارع نہ ملا تو یہود خیبر سے معاملہ کیا گیا۔ اگرچہ ان حدیثوں میں مشرک کے اجیر نہ بنانے کی تصریح نہیں ہے۔ غالباً امام بخاریؒ نے آپ کی دوسری حدیث مسلم سے انا لانستعین بمشرك کو ملا کر جمع بین الاخبار کر دیا کہ عندالضرورت جائز ہے اور اجیر مسلمان کو ترجیح دی جائے گی۔ لیکن ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ عامة الفقہاء نے عندالضرورت وعلاوہ ضرورت دونوں صورتوں میں استیجار مشرک کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ اجیر بنانے میں مشرک کی ذلت ہے۔ البتہ مسلمان مشرک کا اجیر نہ بنے۔ کیونکہ اس میں مسلم کی ذلت ہے۔ ترجمہ اذالم یوجد اھل الاسلام سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مشرکین اور فساق سے استعانت جائز ہے۔ جب کہ وہ اوامر اور نواہی پر قائم ہوں۔ دلیل یہ ہے کہ غزوۂ حنین میں جناب نبی اکرم ﷺ نے صفوان سے مدد لی اور رومیوں کے متعلق خبر دی کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت کریں گے۔ اور منافق سے استعانت تو اجماعاً جائز ہے۔ اس لئے کہ آپؐ نے عبداللہ ابن ابی بن سلول سے مدد لی۔

باب اذا استاجر اجیرا لیعمل له بعد ثلثة ایام او بعد شھر او بعد سنة جازوھما علی شرطھما الذی اشترطاہ اذا جاء الاجل

ترجمہ۔ جب کسی اجیر کو اس طرح مقرر کرے کہ وہ تین دن کے بعد یا مہینہ کے بعد یا سال کے بعد اس کیلئے کام کرے تو یہ جائز ہے جب کہ وہ مدت آجائے جس کی دونوں نے شرط لگائی تھی۔

حدیث(۲۱۱۰) حدثنا یحیی بن بکیر الخ ان عائشةؓ زوج النبی ﷺ قالت واستاجر

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ نے قبیلہ بنو دیل کا ایک آدمی راہبر

رسول الله ﷺ وابوبکرؓ رجلامن بنی الدیل هادیاً خریتاً وهوعلی دین کفار قریشٍ فدفعاالیه راحلتیهما وواعداه غارثورٍ بعد ثلث لیالٍ براحلتیهما صبح ثلاثٍ .....

جو راستوں کا ماہر تھا اسے اجیر بنایا۔ وہ کفار قریش کے دین پر تھا ان دونوں نے اپنی سواری کی دواونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں اور تین راتوں کے بعد غارِ ثور میں تیسرے دن کی صبح کو اونٹنیاں پہچانے کا وعدہ لیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث سے تین دن کے بعد عمل کا ثبوت ہے۔ امام بخاریؒ نے مہینہ اور سال کو اس پر قیاس کیا یعنی اجل بعید کو اجل قریب پر قیاس کیا۔ کیونکہ ان میں کوئی افضل نہیں ہے تو حدیث مطلق اجل کے جواز پر دلیل ہوئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ اجارہ اگرچہ زمانِ عمل سے مقدم ہو مگر اجرت تب واجب ہوگی جب کہ معقود علیه کو سرانجام دے گا اس سے امام بخاریؒ نے اس وہم کا دفعیہ کیا ہے کہ عمل شروع کرنے سے پہلے اجیر کو پابند کیا گیا۔ جیسے دیلی کو تین دن تک بعد العقد پابند رہنا پڑا۔ شاید بغیر اجرت یہ عقد ممنوع ہے تو مصنفؒ نے روایت سے بتلا دیا یہ تقدیم عقد جائز ہے۔ اور حبس بلا عوض وہ ایک وعدہ ہے۔ عمل نہیں ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو اجرت عمل اور حبس دونوں کے مقابل ہو گی اب کوئی اشکال نہیں ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان فرمایا ہے وہ نہایت دقیق ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اجیر عمل میں بعد ایام کے شروع ہو گا۔ یہ جواز ثابت ہے۔ جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اونٹنیوں کو عامر بن فہیرہ چراتا تھا۔ نہ کہ دلیل چراتا تھا۔ اس کو تو صرف راہ بتانے کے لئے اجیر بنایا گیا جس کا عمل تین دن کے بعد شروع ہوا۔

باب الاجیر فی الغزو

ترجمہ۔ جنگ میں اجیر مقرر کرنا

حدیث(۲۱۱۱)حدثنا یعقوب بن ابراهیم الخ عن یعلی بن امیةؓ قال غزوت مع النبی ﷺ جیش العسرةفکان من اوثق اعمالی فی نفسی فکان لی اجیر فقاتل انساناً فعض احدهمااصبع صاحبه فانتزع اصبعه فاندرثنیته وقال افیدع

ترجمہ۔ حضرت یعلی بن امیہؓ فرماتے ہیں کہ تنگی والے لشکر میں یعنی غزوۂ تبوک میں میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جہاد میں گیا۔ اور یہ میری شمولیت میرے دل میں میرے تمام اعمال میں سے زیادہ قابلِ وثوق عمل تھا۔ اس غزوہ میں میرا ایک اجیر تھا جس کی کسی دوسرے انسان سے لڑائی ہو گئی تو ان میں سے

اصبعه فی فیك تقضمها قال احسبه قال كما يقضهم الفحل وقال ابن جريج بسند بمثل هذه الصفة ان رجلاً عض يدرجلٍ فاندرثنيته فاهد رها ابوبكرؓ ......

ایک نے دوسرے کی انگلی دانت سے کاٹنے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی انگلی کھینچ لی۔ جس سے اس کا اگلا دانت اکھڑ کر گر پڑا تو وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ نے اس کے دانت کا قصاص ساقط کر دیا۔ اور فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں چھوڑ دیتا تاکہ تو اسے دانتوں سے کاٹ کھائے اور میرا گمان یہ ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جیسے نر اونٹ کاٹ کھاتا ہے۔ اور دوسری سند کے ساتھ اس جیسا ایک واقعہ بھی ہے ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ دانت سے کاٹنے لگا جس سے اس کے اگلے دانت گر پڑے تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کا قصاص ساقط کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جیش العسرة سے غزوۂ تبوک مراد ہے جو ۹ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ موسم سخت گرم۔ باغات کے پھل پک چکے تھے۔ اور پانی و خوراک کی سخت قلت تھی۔ اور سفر دور دراز کا تھا۔

فاهدر اثنية ای لم يثبت له قصاصاً یہی حکم دوسرے دانتوں کا بھی ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کے معاملہ میں کوئی بھی قصاص کا قائل نہیں ہے۔ البتہ ضمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ تو ضمان کو بھی ساقط کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ ضمان کے قائل ہیں۔ اور حدیث سے جو اجیر رکھنے کا اثبات ہوتا ہے وہ اجیر للخدمت تھا۔ قتال کے لئے نہیں تھا۔ کیونکہ اعلاء کلمة الله کے لئے قتال کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ دوسرا اس میں نائب نہیں بن سکتا۔

باب من استاجر اجيراً فبين له الاجل ولم يبين العمل۔

ترجمہ۔ جس نے اجیر رکھا مدت تو بیان کر دی لیکن عمل بیان نہ کیا۔

لقوله تعالى انى اريد انانكحك احدى ابنتى هاتين الى قوله على مانقول وكيل ياجر فلاناً يعطيه اجراً ومنه فى التعزية اجرك الله ...

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شعیب علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تمہارے ساتھ نکاح کر دوں الخ یا جر فلاناً کسی کو اجرت دے اسی سے تعزیت میں کہا جاتا ہے اجرك الله اللہ تعالیٰ تجھے اجر دے۔ اس عبارت سے امام بخاریؒ کا مقصد تاجر نی ثمان حجج کی تفسیر کرنا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ اس باب کے منعقد کرنے سے امام بخاریؒ کا کیا مقصد ہے جب کہ اس باب کے لئے کوئی حدیث بھی ذکر نہیں فرمائی تو جواب یہ ہے کہ بسا اوقات امام بخاریؒ تراجم ابواب منعقد کر کے اس سے فقہی مسائل بتلانا چاہتے ہیں۔ اس جگہ اس قسم کے اجارہ کے جواز کو

ثابت کرتا ہے۔ اور دلیل میں قرآنی آیت بیان فرمائی ہے اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ شرائع من قبلنا میں لڑکی کی شادی بکریاں چرانے پر ہو جاتی تھی لیکن ہماری شریعت میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

باب اذا استاجر اجیرا علی ان یقیم حائطا یرید ان ینقض جاز

ترجمہ۔ جب کوئی اجیر اس شرط پر رکھے کہ جو دیوار گر رہی ہے اس کو سیدھا کر دے تو یہ جائز ہے۔

حدیث (۲۱۱۲) حدثنا ابراهیم بن موسی الخ حدثنی ابی بنؓ کعبؓ قال قال رسول الله ﷺ فانطلقا فوجدا جدارا یرید ان ینقض قال سعید بیده هکذا ورفع یدیه فاستقام قال یعلی حسبت ان سعیدا قال فمسحه بیده فاستقام لوشئت لاتخذت علیه اجرا قال سعید اجرا نا کله .....

ترجمہ۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ترجمہ آیت۔ وہ دونوں حضرات چل پڑے تو اس بستی میں ایک دیوار کو پایا کہ وہ گرنے کے قریب ہے تو سعید نے اپنے ہاتھ کو اس طرح کیا اور اسے اوپر کو اٹھایا جس سے وہ ٹھیک ہو گئی۔ یعلی فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ سعید نے فرمایا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے لیپ دے کر اسے سیدھا کر دیا پھر فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے۔ سعید فرماتے ہیں کہ اجرت جس کو آپ کھا لیتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جس طرح استیجار میں تعیین اجل یعنی مدت کا مقرر کرنا جائز ہے اگر چہ عمل کا بیان نہ ہو جیسے گذر چکا۔ اس طرح تعیین عمل جائز ہے اگر چہ وہ مدت واضح نہ ہو جس میں عمل سے فارغ ہونا ہے یہ دونوں قسم کے استیجار شرعاً اور عرفاً معمول بھی ہیں یعنی ان پر عمل ہوتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جس طرح مدت کی تعیین سے اجارہ منضبط ہوتا ہے اسی طرح تعیین عمل سے بھی منضبط ہوتا ہے۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دوسرے قسم کا اجارہ جس میں عمل کی تعیین نہ ہو صحیح ہے یا نہیں امام بخاریؒ کا میلان جواز کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جس پر دلیل آیت قرآنی پیش کی ہے۔ اس سے امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عمل کی تعیین الفاظ میں ضروری اور شرط نہیں۔ بلکہ مقاصد کا اتباع کیا جائے گا الفاظ کا نہیں۔

مولانا محمد حسن مکی نے اپنی تقریر میں لکھا ہے۔ عمل اس جگہ رعی الغنم بکریاں چرانا تھا جس میں یہ بیان نہیں تھا کہ تم نے فلاں زمین میں انہیں چرانا ہے۔ یا فلاں وقت میں چرانا ہے۔ یا سو بکریوں کو چرانا یا دو سو بکریوں کو چرانا ہے۔ تو اس طرح عمل غیر معین ہوا اور اکثر علماء فرماتے ہیں کہ نکاح کا اس حق مہر پر واقع ہونا یہ موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت تھی غیر کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں

غرر یعنی دھوکہ ظاہر ہے۔ دوسرے احدی ابنتی میں منکوحہ کی تعیین بھی نہیں ہے۔ البتہ اس کو وعدہ قرار دیا جاسکتا ہے اب اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کسی نے ایک سال کی خدمت پر کسی سے نکاح کیا تو امام شافعیؒ فرماتے ہیں نکاح جائز ہے۔ جب کہ خدمت کا وقت معلوم ہو مثلاً اس کو ایک سال خدمت کرنی پڑے گی۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر ہم بستری نہیں کی تو نکاح فسخ ہے اگر ہم بستری کر چکا ہے تو مہر مثل واجب ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر آزاد ہے تو مہر مثل دینا ہوگا۔ اگر غلام ہے تو سال بھر کی خدمت کرنی ہوگی امام محمدؒ فرماتے ہیں سال بھر خدمت کی قیمت دینا ہوگی۔ کیونکہ یہ خدمت متقوم ہے۔ باقی تفصیل اوجز میں دیکھی جاسکتی ہے۔

باب الاجارة الى نصف النهار ترجمہ۔ دوپہر تک کے لئے اجارہ کرنا

حدیث(۲۱۱۳)حدثناسليمان بن حرب الخ عن ابن عمرؓعن النبی ﷺقال مثلكم ومثل اهل الكتابين كمثل رجل استاجر اجراء فقال من يعمل لی من غدوةٍ الى نصف النهار على قيراطٍ فعملت اليهود ثم قال من يعمل لی من نصف النهار الى صلوةالعصر على قيراط فعملت النصارى ثم قال من يعمل لی من العصر الى ان تغيب الشمس على قيراطين فانتم هم فغضبت اليهود والنصارىٰ فقالوا مالنا اكثرعملاً واقل عطاء قال هل نقصتكم من حقكم قالوا لاقال فذلك فضلی اوتيه من اشاء .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہاری مثال اور دونوں کتاب والوں کا حال اس شخص کے حال کی طرح ہے کہ جس نے کچھ مزدور طلب کئے۔ فرمایا جو مزدور میرے لئے صبح سے لیکر دوپہر تک کام کرے گا اسے ایک قیراط ملے گا چنانچہ یہودیوں نے عمل کیا۔ پھر اس نے کہا جو میرے لئے دوپہر سے لے کر عصر کی نماز تک کام کرے تو اسے بھی ایک قیراط ملے گا۔ چنانچہ نصاریٰ نے اس پر عمل کیا۔ بعد ازاں اس نے کہا کہ جو عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک عمل کرے گا اسے دو قیراط ملیں گے پس تم وہی ہو جس پر یہود اور نصاریٰ ناراض ہو گئے۔ کہ ہم سے کام تو زیادہ لیا گیا لیکن عطیہ تھوڑا ملا۔ مالک نے کہا کہ میں نے تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے انہوں نے کہا نہیں فرمایا یہ افضل ہے میں جس کو چاہوں دے دوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مالنا اکثرعملاً واقل عطاءً ظاہر یہ ہے کہ یہ اکثریت اور اقلیت باعتبار ان سخت تکالیف اور سخت اعمال کے جو پہلی امتوں میں پائے گئے بخلاف اس امت مرحومہ کے تو وہ لوگ دوسری امتوں والے اکثر عملاً ہوں گے۔ اور ہم اکثر عطاء ہوں گے۔ اگر زمان اور وقت کا اعتبار کیا جائے تو یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اگر مجموعہ امت کے زمان کا اور ان کی ملت کے باقی رہنے کا لیا جائے کہ وہ منسوخ نہیں ہوئی اس اعتبار سے امت مرحومہ امت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتبار سے اقل زماناً نہیں رہتی کیونکہ ان کا زمانہ تو

صرف پانچ سو سال کا ہوگا۔ اور امت محمدیہ چودہ سو سال سے آگے جارہی ہے۔ اور یہ اکثریت واقلیت ہر ہر فرد کی عمر کے اعتبار سے لی جائے تو بے شک ہماری عمریں ان کی عمروں سے کم ہیں۔ لیکن پھر غضبت الیہود والنصاری صادق نہیں آسکتا۔ کیونکہ جب امت محمدیہ کے ہر ہر فرد کا اعتبار کیا گیا تو اہل کتابین کے بھی ہر ہر فرد کا اعتبار کیا جائے گا۔ تو اس صورت میں غضبوا کا صادق نہ آنا ظاہر ہے کیونکہ ان کے مؤمنین بالانبیأ السالقین کفلاء کے غیر ہیں۔ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ تو اس وقت مؤمنین کی کثرت ہوگی۔ لیکن جب کثرت باعتبار مشقت کے ہو زمان کے اعتبار سے نہ ہو۔ تو پھر مجموعہ زمان لمۃ کا دونوں طرف معتبر ہوگا۔ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے طول زمانہ سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔ بہر حال یہ مسئلہ بہت غور طلب ہے کیونکہ اس میں بڑے رموز ہیں۔

تشریح از شیخ زکریا۔ تمثیل پر بہت سے اشکالات کیئے گئے ہیں جن کے شراحؒ نے کئی جوابات دیئے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکثر عملا صرف یہود کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ ان کا زمانہ زیادہ ہے اس لئے اکثر عملا ہوں گے۔ یہ جواب اس لئے درست نہیں ہے۔ دونوں فریقوں کا اکثر عملا اور ان کے زمانے کا اطول ہونا ظاہر سیاق کے خلاف ہے۔ مولانا حسین پنجابی کی تقریر میں ہے کہ حنفیہؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عصر کا وقت مثلین کے بعد شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے ظہر کا وقت عصر سے بڑھ سکتا ہے ورنہ نہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس قسم کے سب ابواب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اجارہ کے لئے یوم کامل ضروری نہیں دن کے حصوں میں بھی اجارہ کیا جاسکتا ہے۔ اہل الکتابین سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ اور کمثل رجل میں تقدیر عبارت یوں ہے مثلکم مع نبیکم ومثل اھل الکتابین من انبیائھم کمثل رجل الخ قیراط نصف دانق اور دانق ایک درہم کا سدس ہوتا ہے۔

باب الاجارۃ الی صلوٰۃ العصر ترجمہ۔ عصر کی نماز کے وقت تک اجارہ کرنا

حدیث (۲۱۱۴) حدثنا اسمعیل بن ابی اویس الخ عن عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ ان رسول اللہ ﷺ قال انما مثلکم والیھود والنصاری کرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النھار علی قیراط قیراط فعملت الیھود علی قیراط قیراط ثم عملت النصاری علی قیراط قیراط ثم انتم الذین تعملون من صلوۃ العصر الی

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ مزدوری سے عمل کا تقاضا کیا تو کہا کہ کون میرے لئے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کرتا ہے۔ تو یہود نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا۔ پھر نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا۔ بعد ازاں تم وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے لے کر غروب شمس تک دو دو قیراط پر عمل کر رہے ہو پس یہود ونصاریٰ ناراض ہو گئے کہ ہمارا عمل بہت ہے اور عطیہ

مغارب الشمس علی قیراطین قیراطین فغضبت الیهود والنصاری وقالوا نحن اکثر عملاً واقل عطاءً قال هل ظلمتکم من حقکم شیئاً قالوا لا فقال فذلک فضلی اوتیه من اشاء ......

تھوڑا ہے تو آقا نے کہا کہ کیا میں نے تمہارے حق میں سے کسی چیز کی کمی کی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں تو آقا نے کہا کہ پس یہ میرا فضل ہے جسے میں دینا چاہوں دے دیتا ہوں۔

باب اثم من منع اجر الاجیر

ترجمہ۔ جو مزدور کی اجرت کو روکے اس کا گناہ کیا ہے

حدیث (۲۱۱۵) حدثنا یوسف بن محمد الخ عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ قال قال اللہ تعالی ثلثة انا خصمھم یوم القیمة رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حراً فاکل ثمنه ورجل استاجر اجیراً فاستوفی منه ولم یعطه اجره ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تین آدمی ہیں جن سے میں خود جھگڑا کرنے والا ہوں گا۔ قیامت کے دن! ایک تو وہ آدمی ہے کہ جس نے میرے نام سے عہد و پیمان کیا پھر اس سے بے وفائی کی۔ دوسرا وہ آدمی ہے جس نے ایک آزاد آدمی کو بیچا اور اس کے ثمن کی رقم کھائی۔ تیسرا وہ ہے جس نے کسی کو مزدور رکھا کام تو اس سے پورا لے لیا لیکن اس کو مزدوری نہیں دی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ظاہر یہ ہے کہ اس باب کو تینوں ابواب کے آخر میں لانا چاہیئے تھا نہ کہ درمیان میں۔ لیکن امام بخاریؒ ایک نکتہ کی خاطر اسے درمیان میں لائے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اس باب سے اشارہ کرنا ہے کہ جیسے تھوڑا تھوڑا عمل ہوتا جائے ایسے اجرت بھی تھوڑی تھوڑی دی جائے۔ اگرچہ عادت یہ ہے کہ اجیر اپنی اجرت یوم کامل یا مہینہ گذرنے کے بعد تقاضا کرتا ہے لیکن اس کو حق پہنچتا ہے کہ وہ دن کے پورے ہونے سے پہلے مطالبہ کر سکتا ہے۔ حتی کہ کسی نے دن کے دو تہائی حصہ میں کام کیا پھر اسے چھوڑ دیا یا نہیں چھوڑا مگر اس کو اختیار ہے کہ اپنی دو تہائی اجرت کا تقاضا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ باب الاجارۃ الی نصف النہار سے پہلے اس باب کو نہیں لائے کیونکہ اگر ایسا کرتے تو وہم ہوتا کہ اجرت تب واجب ہوگی جب عمل سے فارغ ہوگا۔ اگرچہ آدھا دن ہو اگر اس سے کم پر مطالبہ کرے گا تو جائز نہ ہوگا۔ جب تک عمل سے فراغت نہ ہو۔ تو اس باب کو اس جگہ لا کر بتلا دیا کہ طلب اجرت میں فراغت کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ واجب یہ ہے کہ عمل کے ہر جزء پر اجر کی جزء کے مطالبہ کا اختیار ہے مگر ہر گھڑی مطالبہ کرنا موجب حرج ہے اسلئے اسے ساقط کیا گیا۔

باب الاجارۃ من العصر الی اللیل

ترجمہ۔ عصر سے لے کر رات کے آنے تک اجارہ کرنا

حدیث(۲۱۱۶)حدثنامحمد بن العلاء الخ عن ابی موسیؓ عن النبیﷺ قال مثل المسلمین والیھود والنصاری کمثل رجل استاجرقوما یعملون له عملایوماًالی اللیل علی اجرٍ معلومٍ فعملواله الی نصف النھار فقالوا لاحاجةلنا الی اجرك الذی شرطت لناوماعملناباطل فقال لھم لاتفعلوا اکملوا بقیة عملکم وخذوا اجرکم کاملاً فابوا وترکوواستاجراجرین بعدھم فقال لھماا کملابقیة یومکماھذا ولکما الذی شرطت لھم من الاجر فعملوا حتی اذاکان حین صلوة العصر قالالك ماعلمنا باطل ولك الاجر الذی جعلت لنافیه فقال لھما اکملابقیة عملکمافان مابقی من النھار شئ یسیر فابیاواستاجر قوماً ان یعملوا له بقیة یومھم حتی غابت الشمسُ واستکملوا اجر الفریقین کلیھما فذلك مثلھم ومثل ماقبلوا من ھذا النور ......

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں۔ یہودیوں اور نصرانیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ لوگوں کو مزدور رکھا کہ وہ اس کے لئے اجرت معلومہ پر دن بھر رات تک کام کریں۔ چنانچہ انہوں نے دوپہر تک اس کا کام کیا پس کہنے لگے کہ ہمیں تیری اس اجرت کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو آپ نے ہمارے لئے مقرر کی ہے۔ اور ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ سب باطل وضائع ہے۔ آقا نے ان سے کہا کہ ایسا نہ کرو اپنا بقیہ کام پورا کرو۔ اور اپنی پوری اجرت لو تو انہوں نے انکار کیا اور چھوڑ کر چلے گئے۔ تو اس نے ان کے بعد دوسروں کو اجرت پر رکھا پس ان سے کہا کہ تم اس دن کا باقی حصہ کام مکمل کرو تمہیں وہ پوری اجرت دوں گا جو میں نے ان کے لئے مقرر کی تھی چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو کہنے لگے کہ ہم نے جو کچھ کام کیا ہے وہ باطل اور ضائع ہے اور جو اجرت تو نے اس دن میں ہمارے لئے مقرر کی تھی وہ بھی تیری ہے۔ اس نے کہا کہ بھائی اپنا کام پورا کرو۔ اب تو دن کا بہت تھوڑا حصہ رہ گیا ہے۔ لیکن انہوں نے انکار کیا تو اس نے کچھ اور لوگ بھرتی کئے کہ جو دن کے بقیہ حصہ میں کام کریں۔ چنانچہ ان لوگوں نے بقیہ حصہ میں یہاں تک کام کیا کہ سورج غروب ہو گیا تو انہوں نے ان دونوں گروہوں کی پوری پوری اجرت وصول کرلی۔ پس یہی مثال ان کی اور ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اس نور کو قبول نہیں کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو حنیفہؒ اوّلاً اس بات کے قائل تھے کہ جب تک تمام منفعہ اور عمل پورا نہ ہو جائے اجرت واجب نہیں ہوتی۔ کیونکہ جیسے ثمن کو مبیع پر تقسیم نہیں کیا جاتا ایسے معقود علیه بھی منقسم نہیں ہوگا۔ لیکن بعد ازاں امام صاحبؒ نے رجوع فرمایا اور ضابطہ بنایا کہ جب اجارہ علی المدة جیسے کہ اجارہ مکان زمین یا دابہ کی قطع المسا فة پر ہے

تو جتنا کام کرے گا۔ اس حساب سے اجرت وصول کرے گا۔ مثلاً مکان میں ہر یوم کا مسافۃ میں ہر مرحلہ کا اس طرح ہر گھڑی کا حساب ہو گا لیکن چونکہ اس میں حرج ہے اور اگر اجارہ کپڑے سینے اور کپڑے دھونے پر ہوا ہے تو جب تک کام سے فارغ نہ ہوا اجر کا مستحق نہیں۔ اسلئے کہ ان صورتوں میں بعض عمل نفع بخش نہیں ہے۔ بلکہ نقصان دہ ہے اس لئے پورا کرنے کے بعد مستحق اجر ہو گا۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نفس عقد سے ہی اجرت کا مالک ہو جائے گا۔ کیونکہ جو منافع معدوم ہیں وہ حکما موجود قرار پائیں گے تاکہ عقد صحیح ہو۔ اور اس کا حکم بدل بھی ثابت ہو جائے گا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عقد منافع کے حدوث کے ساتھ ساتھ ہی ثابت ہوتا رہے گا۔ اس لئے جمیع عمل کے بعد مستحق اجر ہو گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ الی اللیل یہ لفظ ابن عمرؓ کی حدیث کے مغایر ہے کیونکہ اس میں الی نصف النہار کی قید ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو دوسرے دین کے ظاہر ہونے سے پہلے ایمان سے عاجز رہے اور الی اللیل ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے دین اسلام کا دور پایا لیکن ایمان نہ لے آئے۔

وما عملنا باطل یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا جس کی وجہ سے ان کے اعمال ضبط ہو گئے اور اسی طرح نصاریٰ نے محمد ﷺ کے ساتھ کفر کر کے اپنے اعمال ضبط کرا لئے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان کی مدت یہود کی مدت سے نصف تھی۔ گویا کہ انہوں نے جمیع نہار کے چوتھے حصہ پر اقتصار کیا۔

لا تفعلوا ای ابطال العمل وترك الاجر المشروط اگر اشکال ہو کہ اس حدیث سے تو مفہوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اجرت میں سے کچھ بھی حاصل نہ کیا۔ اور پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اخذ کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ آخذون یعنی لینے والے وہ لوگ تھے جو نسخ سے پہلے مر گئے اور تارکون وہ ہیں جنہوں نے اپنے نبی کے بعد دوسرے نبی کی نبوت سے کفر کیا اس طرح احادیث میں تطابق ہو جائے گا۔

باب من استاجر اجيراً فترك اجره فعمل فيه المستاجر فزاد اومن عمل فى مال غيره فاستفضل ۔

ترجمہ۔ جس نے کوئی مزدور رکھا مگر مزدور اپنی اجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ مستاجر نے اپنے عمل سے اس کو بڑھا دیا اور جس شخص نے غیر کے مال میں عمل کر کے اس کو بڑھا دیا۔

حدیث (۲۱۱۷) حدثنا ابو اليمان الخ ان عبدالله بن عمرؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول انطلق ثلثة رهطٍ ممن كان قبلكم حتى

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم لوگوں سے پہلے لوگوں میں کچھ لوگ چلے یہاں تک کہ ایک غار میں

اَوَوُالمبیت الی غارٍ فدخلوه فانحدرت صخرة من الجبل فسدت علیهم الغارفقالوا انه لاینجیکم من هذه الصخرة الاان تدعوالله بصالح اعمالکم فقال رجل منهم اللهم کان لی ابوان شیخان کبیران وکنت لااغبق قبلهما اهلاً ولامالاً فنادیَ فی طلب شیءٍ یوماًفلم ارح علیهما حتی ناما فحلبت لهما غبوقهما فوجدتهما نائمین وکرهت ان اغبقَ قبلهما اهلاًاومالاً فلبثت والقدح علی یدی انتظر استیقاظهما حتی برق الفجرفاستیقاظا فشربا غبوقهما اللهم ان کنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك ففرج عنا مانحن فیه من هذه الصخرة فانفرجت شیئاً لایستطیعون الخروج قال النبی ﷺ وقال الاخراللهم کانت لی بنت عمٍ کانت احب الناس الی فاردتها علی نفسها فامتنعت منی حتی المت بها سنة من السنین فجاء تنی فاعطیتها عشرین ومائة دینارٍعلی ان تخلی بینی وبین نفسها ففعلت حتی اذاقدرت علیها قالت لااحل لك ان تفض الخاتم الابحقه فتحرجت من الوقوع علیها فانصرفت عنهاوهی احب الناس الی وترکت الذهب الذی اعطیتها اللهم ان کنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج عنامانحن فیه فانفرجت

رات گذرانے کے لئے ٹھکانا پکڑا جب وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ سے ایک پتھر کی چٹان گری جس نے ان پر غار کو بند کر دیا آپس میں کہنے لگے کہ اس پتھر سے نجات تمہیں اس صورت میں مل سکتی ہے کہ اپنی زندگی کے نیک اعمال کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے ضعیف العمر تھے میں ان کو اہل وعیال اور مال و مویشی سے پہلے شام کا دودھ پلاتا تھا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دن مجھے کسی چیز کی تلاش دور لے گئی میں جب شام کو واپس آیا تو وہ سو چکے تھے۔ پس میں نے ان کا دودھ اٹھایا تو ان کو سویا ہوا پایا اور ان سے پہلے اہل وعیال اور مال کو دودھ پلانا پسند نہ کیا پس میں ٹھہر گیا دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ پر تھا میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا حتی کہ فجر ظاہر ہو گئی۔ تو وہ حضرات بیدار ہوئے اور اپنا دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضامندی کی طلب کے لئے کیا ہے تو اس پتھر کو ہم سے کھول دے۔ چنانچہ کچھ حصہ کھل گیا۔ لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے دوسرا بولا کہ اے اللہ! میرے ایک چچا کی بیٹی تھی جو سب سے زیادہ مجھے محبوب تھی میں نے اس سے جماع کی خواہش کی تو وہ میرے سے رک گئی۔ یہاں تک کہ قحط کے سالوں میں سے ایک سال اسے میرے پاس لے آیا تو میں نے اسے ایک سو بیس دینار دیئے تاکہ وہ مجھے ہمبستری کا موقع دے۔ جب مجھے اس پر قدرت حاصل ہوئی تو کہنے لگی کہ میں تیرے لئے حلال نہیں ہوں اس انگوٹھی یعنی پردہ بکارت کو حلال یعنی نکاح کے ساتھ توڑ سکتے ہو تو میں اس سے ہمبستر ہونے سے باز رہا۔ اور اس سے ہٹ گیا

الصخرة غیر انهم لایستطیعون الخروج منها قال النبی ﷺ وقال الثالث اللهم انی استاجرت اجرّاء فاعطیتهم اجرهم غیر رجل واحدٍ ترك الذی له وذهب فثمرت اجره حتی کثرت منه الاموالِ فجاء نی بعد حین فقال یاعبدالله ادّ الی اجری فقلت له کلّ ماتری من اجرك من الابل والبقر والغنم والرقیق فقال ماعبدالله تستهزیٔ فقلت انی لااستهزیٔ بك واخذ کله فاستاقه فلم یترك منه شیئاً اللهم فان کنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج عنا مانحن فیه فانفجرت الصخرت فخرجوا یمشون .....

حالانکہ وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ اور میں نے وہ سونا بھی چھوڑ دیا جو میں نے اس کو دیا تھا اے اللہ! اگر میرا یہ کام تیری رضامندی کی طلبگاری کے لئے تھا تو جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس کو ہم سے کھول دے۔ پس وہ پتھر ان سے کھل تو گیا لیکن وہ اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں اور تیسرے نے کہا کہ اے اللہ! میں نے کچھ مزدور اجرت پر رکھے تھے۔ جن میں سے سب کو میں نے ان کی اجرت دے دی سوائے ایک آدمی کے جو اپنی اجرت چھوڑ کر چلا گیا تو میں نے اس کی اجرت کو بڑھانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس سے بہت سا مال جمع ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ میرے پاس آیا کہنے لگا اے اللہ کے بندے! میری اجرت تو مجھے ادا کر دو۔ میں نے کہا یہ جو اونٹ۔ بیل۔ بکریاں اور غلام دیکھتے ہو یہ سب تمہاری اجرت سے ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا چنانچہ وہ سارا مال ہانک کر لے گیا۔ کچھ بھی نہ چھوڑا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں وہ ہم سے کھول دے چنانچہ وہ ساری چٹان کھل گئی۔ پس یہ لوگ غار سے نکل کر چل پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وهی احب الناس الی یہ کلمہ دوسری مرتبہ اس لئے لایا گیا جس سے بتلانا ہے کہ میرا اس سے ہٹ جانا اس وجہ سے نہیں تھا کہ میرا دل اس کی محبت سے خالی ہو گیا تھا۔ یا اس کے اس کلمہ نے مجھے ہمبستری سے روک دیا بلکہ خالص تیری خوشنودی کے لئے میں اس سے ہٹا ورنہ اس کی محبت میرے دل میں ویسے ہی موجزن تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے احب الناس کے تکرار کی بہترین توجیہ فرمائی ہے۔ باقی مسئلہ اختلافی گذر چکا ہے کہ اگر کسی نے غیر کے مال میں تجارت اس کی اجازت کے بغیر کی ہے تو جب وہ راس المال مالک کو واپس کر دے تو نفع اسی کا ہو گا۔ وہ مال مغصوب یا ودیعت ہو۔ امام مالکؒ امام اوزاعیؒ اور ابو یوسفؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ راس المال اور نفع سب واپس کرنا ہو گا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اللھم کا استعمال کلام عرب میں تین طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو ندا کے لئے یہ تو ظاہر ہے۔ دوسرے جہاں مستثنیٰ کی ندرت کی اطلاع دینا ہو۔ جیسے اللھم اذا کان کذا۔ اور تیسرا یہ کہ سوال کے جواب میں جہاں جواب دینے والے کو یقین ہو جیسے کسی نے پوچھا ازید قائم اللھم نعم اس جگہ اللھم اسی قبیل سے ہے۔ غبوق شام کے وقت پینا۔ اہل سے مراد زوجات ہیں۔ اور مال سے مراد غلام ہے۔ اور بعض نے جانور کو بھی شامل کیا ہے۔ نأیَ بمعنی بعد لم ارح رواح سے ہے شام کو واپس آنا۔ برق الفجر ای ظہر الضیاء روشنی ظاہر ہوئی۔ فاردتھا عن نفسھا طلب جماع سے کنایہ ہے۔ المت بمعنی نزلت۔ سنة بمعنی قحط سالی عشرین ومائة کتاب البیوع میں صرف مأته کا ذکر ہے۔ عدد زائد مخالف نہیں ہوتا۔ یا عشرین بطور تبرع کے ہے۔ نقض الخاتم وطی سے کنایہ ہے۔ تحرجت حرج کے معنی تنگی اور گناہ کے ہیں۔

باب من اجر نفسه ليحمل على ظهره ثم تصدق به واجرة الحمال

ترجمہ۔ جو شخص اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھانے کیلئے اپنے کو اجرت پر پیش کرے پھر اس اجرت کو صدقہ کر دے اور باربرداری والے کی اجرت کے بارے میں۔

حديث (۲۱۱۸) حدثنا سعيد بن يحيى الخ عن ابی مسعود الانصاری قال کان رسول الله ﷺ اذا امر بالصدقة انطلق احدنا الى السوق فيحامل فيصيب المد و ان لبعضهم لمائة الف قال مانراه الا نفسه . . .

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ صدقہ کرنے کا حکم دیتے تو ایک ہمارا بازار کی طرف جا کر بوجھ اٹھاتا جس سے اسے ایک مد یعنی سیر گندم حاصل ہوتی۔ لیکن آج بعض کے پاس لاکھ روپے ہیں فرمایا وہ اپنے نفس ذات کے سوا کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ یا بعضھم سے مراد ابو مسعود کی اپنی ذات مراد ہے۔ کیونکہ اغنیاء میں سے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لبعضھم مأته الف اس سے مراد روایت کا دن ہے تحامل کا دن نہیں ہے۔ اور اس باب کے منعقد کرنے سے امام بخاریؒ کا مقصد ظاہر ا یہ ہے کہ باربرداری میں مسلمان کی توہین نہیں ہے بلکہ بوجھ اٹھالینا سوال کرنے کی ذلت سے بہتر ہے اور جس طرح کسب چھوڑ دینا دنیا میں سوال کرنے کی ذلت کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح صدقہ چھوڑ دینا افلاس اخروی کی ذلت کا باعث ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ ظہر غنی سے ہونا چاہئے یعنی غنی آدمی جس کی ضروریات سے رقم فارغ ہو وہ صدقہ کرے۔ جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ نہ کرے۔ امام بخاریؒ نے یہ باب باندھ کر اس وہم کا دفعیہ کیا کہ صحابہ کرامؓ کے پاس

کچھ نہیں ہو تا تھا وہ بوجھ اٹھا کر رقم حاصل کرتے اور صدقہ کرتے تھے جب کہ آنحضرت ﷺ ان کو صدقے کا حکم دیتے تھے تو وہ مزدوری کرکے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ آج لاکھوں رکھنے والے صدقہ و خیرات کا خیال ہی نہیں کرتے۔

باب اجرالسمسرة

ترجمہ۔ دلالی کی اجرت

ولم یرابن سیرینؒ وعطاءؒ وابراهیمؒ والحسنؒ باجرالسمسار باساوقال ابن عباسؓ لا باس ان یقول بع هذا الثوب فما زاد علی کذا وکذا فهولك وقال ابن سیرین اذا قال بعه بکذا فما کان من ربح فهولك او بینی وبینك فلا باس به وقال النبی ﷺ المسلمون عند شروطهم ....

ترجمہ۔ حضرت ابن سیرینؒ عطاءؒ ابراہیمؒ اور حسن بصریؒ دلالی کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو شخص کسی سے کہے کہ اس کپڑے کو بیچ دو۔ اتنی اتنی مقدار سے جو زائد ہو وہ تیرا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی نے کہا اتنے اتنے میں اس کو بیچ دو پس جو نفع ہو گا وہ تیرا یا میرے اور تیرے درمیان تقسیم ہو گا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کو اپنی اپنی شرطوں کا پاس کرنا چاہئیے۔

حدیث(۲۱۱۹)حدثنا مسدد الخ عن ابن عباسؓ نهی رسول الله ﷺ ان تتلقی الرکبان ولا یبیع حاضر الباد قلت یا ابن عباسؓ ما قوله لا یبیع حاضر لباد قال لا یکون له سمسار .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قافلے والوں سے شہر سے باہر جا کر ملنے سے منع فرمایا اور یہ کہ شہری دیہاتی کے لئے فروخت نہ کرے میں نے کہا اے ابن عباسؓ۔ لا یبیع حاضر لباد کا کیا مطلب ہے فرمایا اس کا دلال نہ بنے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ہمارے نزدیک بھی دلالی کی اجرت میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر کسی اور طرف سے فساد لازم آجائے۔ جیسے کہ اجرت مجہول ہو تو پھر دلالی جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول سے بظاہر اطلاق جواز معلوم ہوتا ہے۔ خواہ اجرت معلوم ہو یا نہ ہو۔ غالباً ان کو مضاربت میں نفع معلوم نہیں ہوتا۔ بایں ہمہ وہ مضارت جائز ہے۔ اگر ابن عباسؓ کے قول کو وعدہ پر محمول کیا جائے کہ جس قدر ثمن کی مقدار معلوم سے زائد ہو گا وہ اسے دے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ابن سیرین وغیرہ حضرات اس طرح کی بیع کو جائز کہتے ہیں لیکن امام نخعیؒ ابو حنیفہؒ۔ ثوریؒ اور شافعیؒ اسے مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ اجر مجہول ہے۔ ہمارا استدلال حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے جس کا اس زمانہ میں کوئی

مخالف نہیں تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ دوسرے کی طرف اس شرط پر مال رفع کرتا کہ اگر ثمن مسمی سے زیادہ پر بیچے تو اس کا اگر ثمن مسمی پر بیچے تو کوئی کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا یہ مضارب کی طرح ہے جس کو کوئی نفع نہ ہو۔ اگر کم ہو جائے تو بیع صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ وکیل ہے جس نے رب المال کی مخالفت کی ہے۔

المسلمون علی شرطهم دوسری جگہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو موصول نہیں کیا بلکہ اسحاق کی سند میں کچھ الفاظ زائد ہیں کہ الاشرطا احرم حلالا او احل حراما اور علامہ قسطلانیؒ نے ابن عباسؓ کے قول کے بعد کہا ہے کہ جاز اجرة السمسرة ایضاً لیکن وہ اجرت مجہول ہے۔ اس لئے جمہور اس کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ اگر کسی نے اس طرح بیع کر لی تو اسے اجر مثل دیا جائے گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ جو لوگ دلالی کی اجرت کو جہالت کی وجہ سے جائز نہیں سمجھتے ان کی رائے کے مطابق یہ داخل نہیں ہوگی کیونکہ ان سب حضرات کا اتفاق ہے کہ روایت میں شروط وہ مراد ہیں جو شرع کے مخالف نہ ہوں بلکہ بعض روایات میں استثناء موجود ہے الاشرطا احل حراما وحرم حلالا اجرت سمسار کو نص شامل نہ ہوگی۔

لا یکون له سمسارا تو ابن عباسؓ کے نزدیک یہ نہی بیع حاضر لباد کے ساتھ مختص ہوگی۔ اس صورت کے علاوہ دلالی کی اجرت مکروہ نہ ہوگی۔ جیسے ترجمہ تو ان مذاہب کا بیان ہو چکا ہے تو مفہوم مخالف کے طور بیع الحاضر للحاضر جائز ہوگی۔ لیکن جمہور اجرت معلومہ کی صورت میں اجازت دیتے ہیں۔

باب هل یواجر الرجل نفسه من مشرك فی ارض الحرب

ترجمہ۔ کیا کوئی شخص دار الحرب میں اپنے آپ کو کسی مشرک کا اجیر بنا سکتا ہے

حدیث (۲۱۲۰) حدثنا عمر بن حفص الخ عن مسروق حدثنا خبابؓ قال کنت رجلا قیناً فعملت للعاص بن وائل فاجتمع لی عنده فاتیته اتقاضاه فقال لا واللہ لااقضیك حتی تکفر بمحمد فقلت اما واللہ حتی تموت ثم تبعث فلا قال وانی کمیت ثم مبعوث قلت نعم قال فانه سیکون لی ثم مال وولد فاقضیك فانزل اللہ تعالی

ترجمہ۔ حضرت مسروقؒ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت خبابؓ کو حدیث بیان کی فرمایا میں ایک لوہار آدمی تھا میں نے عاص بن وائل کے لئے کچھ کام کیا تو میری کچھ رقم اسکے پاس جمع ہو گئی تو میں تقاضا کرنے کیلئے اس کے پاس آیا اس نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تمہارا قرضہ ادا نہیں کروں گا جب تک تو جناب محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کرے میں نے کہا خبردار اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مر جائے اور پھر اٹھایا جائے۔ اس نے کہا اچھا میں مرنے والا ہوں اور پھر

افرء یت الذی کفر بایتنا وقال لاوتین ما لا وولداً اٹھایا جاؤں گا میں نے کہا ہاں! اس نے کہا تو عنقریب میرے لئے وہاں مال اور اولاد ہوگی۔ تو میں تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری ترجمہ۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا۔ پھر کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد ملے گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ رجلاً قیناً اس جگہ قیناً کا لفظ مطلق ہے جس سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو اس کو جاہلیت اور اسلام دونوں پر محمول کرتے ہیں۔ اگرچہ دوسری روایت میں تصریح ہے کہ یہ عمل انہوں نے جاہلیت میں اس کے لئے کیا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے حضرت خبابؓ کی حدیث اس باب میں ذکر کر کے بتلا دیا کہ حضرت خبابؓ مسلمان تھے اور عاص بن وائل مشرک تھا۔ اور مکہ اس وقت جو دار الحرب تھا جس میں مسلمان نے اس کے لئے کام کیا۔ جناب نبی اکرم ﷺ اس پر مطلع ہوئے اور اسے برقرار رکھا۔ مصنفؒ نے کوئی حکم حتمی ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ احتمال یہ ہے کہ اس کا جواز نظریہ ضرورت کے تحت ہو یا اس کا جواز قبل ازاذن لقتال المشرکین ہو۔ اور بعض نے دو شرطوں کے ساتھ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ کام مسلمانوں کیلئے بھی حلال ہو اور دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو اس عمل سے ضرر نہ پہنچے۔ لیکن ہمارا استدلال یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے آپ کو ایک یہودی کا اجیر بنایا تھا جو ہر ڈول پانی کے بدلے ایک کھجور لیتے تھے۔ جس کی آنجناب ﷺ کو اطلاع ہوئی جس پر آپؐ نے نکیر نہیں کیا اسی طرح ایک انصاری کا واقعہ بھی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اما واللہ۔ اما حرف تنبیہ۔ لا اکفر حتی تموت کی تقریر عبارت ہے۔

باب مایعطی فی الرقیة علی احیاء العرب بفاتحة الکتاب

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں جو سورۃ فاتحہ کے ذریعہ عرب کے قبائل پر جھاڑ پھونک کرنے سے جو کچھ دیا جائے اس کا کیا حکم ہے۔

وقال ابن عباسؓ عن النبی ﷺ احق ما اخذتم علیه اجراً کتا ب الله وقال الشعبی لایشترط المعلم الاان یعطی شیئاً فلیقبله وقال الحکم لم اسمع احداً کره اجر المعلم واعطی الحسن دراهم عشرةً ولم یرا بن سیرین

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس چیز پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سے زیادہ حقدار کتاب اللہ ہے۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں تعلیم دینے والے کے لئے شرط نہ لگائے۔ مگر جب اسے کوئی چیز دے تو اسے قبول کرتا ہے۔ اور حکمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی سے نہیں سنا جو معلم کی اجرت کو مکروہ سمجھتا ہو۔ چنانچہ حضرت

باجر القسام باسا وقال كان يقال السحت الرشوة في الحكم وكانوا يعطون على الخرص .....

حسن بصریؒ معلم کو دس درہم دیتے تھے اور ابن سیرینؒ اونٹ کا گوشت تقسیم کنندہ کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے

اور فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ سحت فیصلے میں رشوت لینا ہے۔ منترا کرنے پر بھی رشوت دیتے تھے۔

حديث (۲۱۲۱) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابی سعیدؓ قال انطلق نفر من اصحاب النبی ﷺ فی سفرة سافروها حتی نزلوا علی حی من احیاء العرب فاستضافوهم فابوا ان یضیفوهم فلدغ سید ذلك الحی فسعوا له بكل شیء لا ینفعه شیء فقال بعضهم لو اتیتم هؤلاء الرهط الذین نزلوا لعله ان یكون عند بعضهم شیء فاتوهم فقالوا یاایها الرهط ان سیدنا لدغ وسعینا له بكل شیء لا ینفعه فهل عند احد منكم من شیء فقال بعضهم نعم والله انی لا رقی ولكن والله لقد استضفناكم فلم تضیفونا فما انا براق لكم حتی تجعلوننا جعلا فصالحوهم علی قطیع من الغنم فانطلق یتفل علیه ویقرأ الحمد لله رب العلمین فكانما نشط من عقال فانطلق یمشی وما به قلبة قال فاوفوهم جعلهم الذی صالحوهم علیه فقال بعضهم اقسموا فقال الذی اتی لاتفعلوا حتی ناتی النبی ﷺ فنذكر له الذی كان فننظر مایامر فقد موا علی رسول الله ﷺ فذكروا له فقال

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کسی سفر میں چلی تو عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ نے یہاں پڑاؤ کیا ان سے مہمانی طلب کی تو انہوں نے مہمانی دینے سے انکار کر دیا۔ اس قبیلہ کا ایک سردار سانپ سے ڈسا گیا ہر چیز استعمال کرنے کی کوشش کی لیکن کسی چیز نے اسے فائدہ نہ دیا تو ان میں سے کسی نے کہا کہ بھائی یہ لوگ جنہوں نے تمہارے یہاں پڑاؤ کیا ہے ان کے پاس جاؤ شاید ان کے پاس کوئی چیز ہو جس سے ہمارے سردار کو فائدہ پہنچے چنانچہ وہ آ کر کہنے لگے کہ اے لوگو! ہمارا سردار ڈسا گیا ہے ہم نے ہر چیز استعمال کر کے دیکھی ہے جس سے اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ تو بعض نے کہا کہ ہے (مسلم میں ہے کہ خود یہی ابو سعید کہنے والے تھے) اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں۔ لیکن چونکہ ہم لوگوں نے تم سے مہمانی مانگی تم نے مہمانی کرنے سے انکار کر دیا۔ بس اس وقت تک جھاڑ پھونک نہیں کروں گا جب تک ہمارے لئے کوئی اجرت مقرر نہ کرو چنانچہ بکریوں کے ایک ریوڑ پر انہوں نے صلح کر لی تو انہوں نے دم کرنا شروع کر دیا۔ جس میں تھوڑی تھوڑی تھوک بھی پھینکتے جاتے۔ اور الحمد للہ رب العالمین بھی پڑھتے جاتے تھے۔ وہ ایسا تندرست ہو گیا گویا کسی رسی سے اسے کھول دیا گیا ہے پس وہ اس حال میں چل رہا تھا کہ اس کو کوئی بیماری نہیں تھی

ومایدریك انها رقیة ثم قال قداصبتم اقسموا واضربوا لی معکم سهماً فضحك رسول الله ﷺ وقال ابوعبدالله وقال شعبةحدثناابوبشرِ سمعت اباالمتوکل بهذا ......

تو اس نے کہا کہ ان کو وہ اجرت پوری دے دی جائے جس پر انہوں نے صلح کی تھی۔ تو بعض صحابہؓ نے کہا اسے تقسیم کر لو تو جس نے جھاڑا تھا اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو جب تک کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کا ذکر نہ کریں۔ پس دیکھیں آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں چنانچہ یہ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ماجرا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ جھاڑ ہے۔ پھر فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا تقسیم کرو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی مقرر کرو۔ جس پر نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ان حضرات نے قرأت اور تعلیم میں خلط ملط کرتے ہوئے ان کو ایک گمان کیا اسی طرح انہوں نے قرأت برائے تلاوت اور قرأت اور دعاء میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ حالانکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ تلاوت قرآن بطور دعاء کے جنبی حائض کے لئے اور جنازہ کے لئے جائز ہے۔ اس کے باوجود قرآنا تلاوت جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے قول کے اگر ظاہری معنی لئے جائیں تو ان کی مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں دیتی۔ جب کہ ہم نے اپنے مقصود کو روایت صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے۔ اگر ان کے کلام کو بغیر تعیین کے اجرت لینے پر محمول کیا جائے پھر تو کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ رہ گیا حکمؒ کا قول اس کا محمل بھی یہی ہے کہ بغیر تعیین کے تعلیم سے قبل کوئی چیز بطور ہدیہ کے معلم کے پاس پہنچائی جائے تو اس کے جواز میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اگر اجرت معین کر کے لینے کے جواز پر محمول کیا جائے تو ضرور امام صاحبؒ کے خلاف ہے تو اس میں خفاء ہے۔ کیونکہ پھر تو کہنا پڑے گا کہ حکمؒ کو اقوال علماء کی اطلاع نہیں یا انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ اس لئے اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ ان کے کلام کو مناسب حال پر محمول کیا جائے۔ تاکہ کوئی خرابی لازم نہ آئے رہ گیا حضرت حسن بصریؒ کا دینا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بطور منت اور احسان کے تھا کوئی معین اجر نہیں تھا۔ ہاں قسام پر قیاس صحیح نہیں اسلئے کہ تعلیم تو واجب ہے تقسیم لحم تو واجب نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے جو جواز اجرت علی التعلیم پر دلائل قائم کئے ہیں حضرت شیخ گنگوہیؒ نے ان کے عمدہ جوابات دیئے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ حضرت اما ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کسی عبادت پر اجرت لینے کو مکروہ سمجھتے ہیں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ امامت۔ تعلیم القرآن۔ حج وغیرہ پر اجرت کو جائز فرماتے ہیں۔ ان کا استدلال حدیث باب اور دوسری اس روایت سے ہے جس میں ہے کہ آپؐ نے ایک شخص کا نکاح بمامعه من القرآن پر کر دیا۔ جب نکاح میں قرآن مہر کا قائم مقام ہو سکتا ہے تو اس کا اجارہ کیوں جائز نہیں ہے۔ علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہؓ میں ایک شخص کو قرآن مجید پڑھایا اس نے مجھے ایک کمان عطا فرمائی۔ میں نے خیال کیا کہ اسے جہاد فی سبیل اللہ میں استعمال کروں گا۔

آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملنے پر آپؐ نے فرمایا اگر جہنم کی کمان لینا چاہتے ہو تو اس کو رکھ لو۔ اس طرح اور احادیث ہیں جو تعلیم القرآن پر اجرت لینے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور در مختار میں ہے لاتصح الاجارۃ لاجل الطاعات مثل الاذان والحج والامامۃ وتعلیم القرآن والفقه ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن وغیرها ۔ کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں سے سستی واقع ہو رہی ہے اگر اجرت ممنوع قرار پائی تو دینی تعلیم اور دینی امور کی اضاعت ہوگی۔ اس لئے آج کل جواز کا فتویٰ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ السحت الرشوۃ فی الحکم امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قاضی اپنے فیصلہ پر عوض لے سکتا ہے۔ سحت وہ رشوت ہے جو خلاف حق فیصلہ پر لی جائے۔ اور جو عدل پر رقم لی جائے اس میں کراہت نہیں ہے۔ اور اجر تعلیم بھی اسی طرح ہے لیکن ہمارا جواب یہ ہے کہ السحت الرشوۃ فی الحکم کا مطلب یہ ہے کہ سحت اس کو کہتے ہیں جو کچھ قاضی اپنے فیصلہ پر لے خواہ وہ حق یا ناحق ہو یہی ان حضرات کی عبارات سے ظاہر ہے لیکن قاضی کو جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ حبس اوقات فی حقوق المسلمین کا عوض ہے فیصلہ کا بدلہ نہیں ہے۔ لہذا تعلیم کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ حبس اوقات پر معلم تنخواہ لے سکتا ہے۔ تعلیم پر نہیں ہے تنازع اسی دوسری صورت میں ہے اور اس کو خرص پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ تعلیم واجب ہے خرص واجب نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے اجرت خارص اور اجرت قسام پر اجرت تعلیم کو قیاس کیا ہے۔ کہ جب وہ جائز ہیں کہ وہ دفع تنازع کی ایک صورت ہے۔ اسی طرح تعلیم القرآن اور رقیہ بھی جنس واحد ہیں۔ تو ان میں بھی اجرت جائز ہوگی لیکن احنافؒ ان میں فرق کرتے ہیں۔ تعلیم القرآن واجب ہے۔ اور رقیہ واجب نہیں ہے۔ اس لئے کراہت ہوگی۔ البتہ لوگوں کے تهاون کی وجہ سے کراہت تنزیہہ ہوگی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ واضربوا لی معکم سهما اس سے بعض حضرات نے جھاڑ پھونک اور تعویذات پر اجرت لینے کو جائز ثابت کیا ہے۔ امام محمدؒ موطا میں فرماتے ہیں جو جھاڑ پھونک قرآن مجید اور ذکر اللہ سے ہو اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اور کلمات کفریہ سے رقیہ جائز نہیں۔ تو اجرت بھی ناجائز ہوگی۔

باب ضريبة العبد وتعاهد ضرائب الاماءِ ۔

ترجمہ۔ غلام پر جو وظیفہ مقرر کیا جائے اور باندیوں کے وظیفہ کا خیال رکھنا ہے

حدیث (۲۱۲۲) حدثنا محمد بن یوسف الخ عن انس بن مالکؓ قال حجم ابو طیبة النبی ﷺ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طیبہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کے پچھنے لگائے تو آپؐ نے

فامرله بصاعٍ اوصاعین من طعامٍ وکلم موالیه فخفف عن غلته اوضریبته ......

اس کے لئے ایک صاع یادو صاع غلہ گندم دینے کا حکم فرمایا اور ان کے آقاؤں سے اس کے روزینہ کے بارے میں گفتگو فرمائی چنانچہ اس کے روزینہ مقرر شدہ میں کمی کرادی گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت سے ترجمہ کے دوسرے جزء کا ثابت کرنا تکلف سے خالی نہیں۔ اس لئے کہ تخفیف کا حکم تو غلام کے روزینہ کے تعاہد پر دال ہے جب غلام کے بارے میں تخفیف کا لحاظ کیا گیا تو باندیوں کے وظائف میں بطریق اولیٰ لحاظ کیا جائے گا کیونکہ اس کے کسب میں حرام کا خطرہ ہے اس لئے اس کے مناسب حال روزینہ مقرر کیا جائے۔ چونکہ روایت سے دو مسئلے ثابت ہوتے تھے تخفیف کے بارے میں آقاؤں سے بات چیت کرنا۔ اور دوسرا اجر حجام کا جواز ثابت ہونا۔ ان دونوں پر تنبیہ کرنے کے لئے لفظ باب سے تنبیہ فرمائی۔ اور تیسرے باب میں جو روایت وارد ہو رہی ہے اس سے تعاہد کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرا مسئلہ حرکت کسب الامۃ جب کہ زنا کے ذریعہ باندی سے آمدنی ہو اس کی حرمت کو بھی لفظ باب سے تنبیہ فرمائی۔ خلاصة المرام یہ ہے کہ ان سب روایاتؔ میں تعاہد تو مشترک ہے۔ تو پہلے باب سے غلام کے روزینہ میں لحاظ کرنا ہے۔ اور تیسری روایت سے تعاہد باندیوں کا مقصود ہے کہ دیکھو ان کی کمائی حرام کی نہ ہو۔ اس میں دوسرے مسئلے بھی تھے۔ اس لئے ان کو ابواب مختلفه سے بیان فرمادیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ باب کے دو جزء ہیں۔ جزء اول کو تو حدیث انسؓ سے ثابت فرمایا دوسرے جزء کو اس کے ساتھ لاحق کیا چونکہ اس میں فساد کا گمان تھا کہ کہیں زنا کی کمائی نہ آجائے اس لئے اسے تعاہد کے ساتھ مقید کر دیا مگر یہ اغلب ہے ورنہ عبد کی کمائی بھی سرقہ سے ہو سکتی ہے۔ لیکن شاذ و نادر ہے۔ لہذا جب عبد حجام کے بارے میں تخفیف کر دی گئی تو باندیوں کے بارے میں تخفیف کی جائے۔ تاکہ کسب بالفجور پر مجبور نہ ہو جائیں۔ تو یہ جزء ثانی دلالت التزامی کے طور پر ثابت ہوا۔

اجر الحجام کا مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اجر الحجام حلال ہے۔ حدیث باب ان کا مستدل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خون چوسنے کی وجہ سے اس میں دنائت ضرور ہے۔ لیکن حرام نہیں ہے لہذا حرمت کو تنزیہ پر محمول فرمایا ہے۔ اور بعض نسخ کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلے حرام تھا بعد میں اباحت ہو گئی۔ امام طحاویؒ کا میلان اسی طرف ہے۔ امام احمدؒ وغیرہ حر اور عبد میں فرق کرتے ہیں کہ حر کے لئے یہ پیشہ اپنانا مکروہ ہے اور اس کی آمدنی اپنے اوپر خرچ کرنا حرام ہے۔ البتہ غلام اور جانوروں پر اس کا خرچ کرنا جائز ہے اور عبد کے لئے مطلق جائز کہا ہے۔

باب خراج الحجام

ترجمہ۔ پچھنے لگانے والے کا روزینہ

حدیث (۲۱۲۳) حدثنا موسی بن اسمعیل الخ عن ابن عباسؓ قال احتجم النبی ﷺ واعطی الحجام اجره...

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت عطا فرمائی۔

حدیث (۲۱۲٤) حدثنامسددالخ عن ابن عباسؓ قال احتجم النبیﷺواعطی الحجام اجره ولوعلم کراهیة لمّ یعطه .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے جناب نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت دی۔ اگر آپؐ اسے مکروہ جانتے تو اسے اجرت نہ دیتے۔

حدیث(۲۱۲۵)حدثنا ابونعیم الخ سمعت انساً یقول کان النبی ﷺ یحتجم ولم یکن یظلم احداً اجره .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کہ جناب نبی اکرم ﷺ پچھنے لگواتے تھے اور کسی پر اس کی اجرت میں کمی نہیں کرتے تھے۔

باب من کلم موالی العبد ان تخففوا عنه من خراجه

ترجمہ۔ غلام کے سرداروں سے بات چیت کرنا کہ وہ اس کے روزینہ میں تخفیف کر دیں۔

حدیث(۲۱۲٦)حدثناادم الخ عن انس بن مالکؓقال دعاالنبیﷺغلاما حجاما فحجمه وامرله بصاع اوصاعین او مد او مدین وکلم فیه فخفف من ضریبته .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ نے ایک غلام کو بلوایا جس نے آپؐ کے پچھنے لگائے تو آپؐ نے اس کے لئے ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد (صاع چار سیر کا اور مد ایک سیر کا ہوتا ہے) کا حکم دیا پھر اس کے بارے میں بات چیت کی چنانچہ اس کے روزینہ میں کمی کر دی گئی۔

باب کسب البغی والاماء

ترجمہ۔ زنا کی کمائی اور باندیوں کی کمائی کے بارے میں جو کچھ آیا ہے اس کا بیان ہے۔

وکره ابراهیم اجرالنائحة والمغنیة وقول الله تعالی ولاتکرهوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصناً الی قوله غفوررّحیم وقال مجاهد فتیاتکم امائکم ....

ترجمہ۔ اور ابراہیمؒ نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی کی اجرت کو مکروہ کہا ہے۔ اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اپنی باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاکبازی کا ارادہ کریں الخ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ فتیاتکم کے معنی باندیاں ہیں۔

حدیث(۲۱۲۷)حدثناقتیبةبن سعید الخ عن ابی

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید انصاریؓ سے مروی ہے کہ جناب

مسعود الانصاری ان رسول الله ﷺ نهی عن ثمن الکلب ومهر البغی وحلوا ن الکاهن .....

رسول اللہ ﷺ نے کتے کے دام۔ زنا کی خرچی۔ اور نجومی کی مٹھائی سے منع فرمایا۔

حدیث (۲۱۲۸) حدثنامسلم بن ابراهیم الخ عن ابی هریرةؓ قال نهی النبی ﷺ عن کسب الاماء

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے باندیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بین البغی والاماء عموم وخصوص من وجہ زانیہ اورباندی میں عموم وخصوص من وجہ ہے۔ کیونکہ کبھی زانیہ باندی ہوتی ہے اور کبھی حرہ ہوتی ہے مصنفؒ نے حکم کی تصریح نہیں کی۔ اس سے تنبیہ فرمائی کہ باندی کی کمائی فجور سے ممنوع ہے۔ باقی صنائع جائزہ سے ممنوع نہیں یعنی جائز طریقہ سے اس کی کمائی جائز ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کرہ ابراهیم اس اثر سے امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں نہی حرفة ممنوعہ پر محمول ہے۔ خواہ وہ زنا کے ذریعہ سے ہو کیونکہ ان میں معصیت کا ارتکاب ہوتا ہے۔

باب عسب الفحل

ترجمہ۔ نر جانور کی جفتی پر اجرت لینا

حدیث (۲۱۲۹) حدثنامسدد الخ عن ابن عمرؓ قال نهی النبی ﷺ عن عسب الفحل.

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جناب نبی اکرم ﷺ نے نر کی جفتی پر خرچی لینے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عسب سے وہ خرچی مراد ہے جو نر جانور کی جفتی پر لی جائے۔ جانور کو عاریت پر لینے سے ممانعت نہیں کیونکہ اس میں تو نسل کو ضائع کرنا ہے۔ البتہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کرایہ اور خرچہ لینا ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ بیع غرر ہے۔ کہ نامعلوم پانی رحم میں پہنچا ہے یا نہیں۔ جانور کو اس سے حمل ہوا یا نہیں۔ تو یہ شئ غیر معلوم کی بیع ہوئی جو ممنوع ہے۔

باب اذااستاجر ارضاً فمات احدهما۔

ترجمہ۔ جب کسی نے زمین کو اجارہ پر دیا تو ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا۔

وقال ابن سیرین لیس لاهله ان یخرجوه الی تمام الاجل وقال الحکم والحسن وایاس بن

ترجمہ۔ تو ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ورثاء کو یہ حق نہیں ہے کہ مستاجر کو نکال دیں بلکہ مدت تمام ہونے تک وہ رہیگا

معاویة تمضی الاجارة الی اجلها وقال ابن عمرؓ اعطی النبی ﷺ خیبر بالشطر فکان ذلك علی عهدالنبی ﷺ وابی بکرؓ وصدراً من خلافة عمرؓ ولم یذکر ان ابابکرؓ وعمرؓ جد والاجارة بعد ماقبض النبی ﷺ ......

حضرت حسنؒ۔ حکمؒ اور ایاس بن معاویہؒ فرماتے ہیں کہ اجارہ کو اس کی مدت تک جاری رکھا جائے گا۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے نصف بٹائی پر خیبر یہود کو دیا۔ یہ اجارہ عہد نبوی ﷺ میں بھی رہا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور خلافت میں اسی طرح رہا اور یہ کسی نے ذکر نہیں کیا کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اجارہ کی تجدید کی ہو۔

حدیث (۲۱۳۰) حدثناموسی بن اسماعیل الخ عن نافعٍ عن عبدالله قال اعطی رسول الله ﷺ خیبر ان یعملوها ویزرعوها ولهم شطرما یخرج منها وان ابن عمرؓ حدثه ان المزارع کانت تکری علی شیئٍ سماه نافع احفظه وان رافع بن خدیج حدث ان النبی ﷺ نهی عن کراء المزارع وقال عبید الله عن نافع عن ابن عمرؓ حتی اجلاهم عمرؓ

ترجمہ۔ حضرت نافعؒ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کی اراضی یہود کو دے دی تھی کہ وہ اس میں عمل کریں اور کاشت کریں ان کو پیداوار کا آدھا حصہ دیا جائے گا۔ اور ابن عمرؓ نے ان کو یہ حدیث بھی بیان کی کہ قابل کاشت زمینیں کرائے پر دی جاتی تھیں جن کا نافعؒ نے نام لیا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ اور حضرت رافع بن خدیجؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھیتوں کے کرائے سے منع فرمایا عبیداللہ نے کہا عن نافع عن ابن عمرؓ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لیس لاهله ان یخرجوه اگر اس سے مراد جواز ہے تو یہ نہ ثابت ہے اور نہ ہی مسلم ہے اگر اس سے عدم وجوب الاخراج مراد ہو کہ مستاجرین کو نکالنا واجب نہیں تو یہ ثابت بھی ہے اور مسلم بھی ہے۔ اور مذہب حنفیہ کے خلاف بھی نہیں ہے کیونکہ عقد جب موجر اور مستاجر کے درمیان تھا تو جب تک وہ دونوں باقی ہیں عقد بھی باقی ہے۔ جب ایک مر گیا تو ورثاء کو حق نہیں پہنچتا کہ عقد کو تبدیل کریں تو عرف کے اعتبار سے یہ عقد جدید ہوگا جیسے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی مکان ماہانہ کرایہ پر لیا تو یہ عقد صرف ایک مہینہ پر واقع ہوگا لیکن جب اس نے دوسرے مہینہ کا اس مکان میں ایک دن بھی سکونت قائم رکھی تو یہ اس بات اظہار ہوگا کہ یہ مہینہ بھی عقد میں داخل ہے۔ عرف میں ایسا ہی ہے۔ اسی طرح شیخین نے یہود خیبر کو اراضی پر باقی رکھا تو اگر اس باب سے ہمارے علماء پر رد کرنا مقصود ہے تو واقعہ خیبر ان کیلئے دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ احتجاج قصہ کے مکمل ہونے پر ہے جس کو اختصاراً حذف کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں اجارہ فسخ ہوگا یا نہیں جمہور فرماتے ہیں فسخ نہیں ہوا۔ کوفیون اور لیث فرماتے ہیں کہ اجارہ فسخ ہو جائے گا۔ کیونکہ موت احدھما سے منفعۃ کا پورا کرنا مشکل ہے کیونکہ انتفاع ملک موجر پر موقوف تھا جب وہ مر گیا تو اس کا ملک زائل ہو کر ورثاء تک پہنچا تو منافع بھی وارث کی طرف منتقل ہوں گے۔ چونکہ مستاجر نے ورثاء کے ساتھ عقد نہیں کیا اس لئے اس کو عقد جدید کرنا پڑے گا۔ اور در مختار میں ہے کہ اگر وارث کبیر بقاء عقد اجارہ پر راضی ہو جائیں اور مستاجر بھی راضی ہو جائے تو جائز ہے۔ رضا بالبقاء کو عقد جدید قرار دیا جائے گا۔ علامہ عینیؒ نے ایک دوسرا جواب دیا ہے کہ خیبر کا قضیہ نہ تو بطور مزارعۃ کے تھا اور نہ ہی مساقات کے طریق پر تھا۔ بلکہ بطریق خراج تھا۔ کہ صلح اور منت کے طور پر ان کو اراضی خیبر پر رکھا گیا۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ اس کے بطور غنیمت کے مالک بنے تھے۔ اگر سب کا سب آپؐ لے لیتے تو جائز تھا۔ لیکن آپؐ نے اراضی خیبر ان کے ہاتھ میں رہنے دیں۔ تو خراج توظیف کی طرح یہ خراج مقاسمۃ ہوا۔ جس میں کوئی نزاع نہیں۔ نزاع جواز مزارعۃ اور معاملہ میں ہے۔ چنانچہ کسی سے منقول نہیں کہ آپؐ نے ان کی رقاب یا رقاب اولاد میں کوئی تصرف کیا ہو۔ اگر یہ خراج نہ ہوتا تو آپ جزیہ کے نزول کے بعد آپؐ ان سے ضرور جزیہ وصول کرتے۔ لیکن نہ آنحضرت ﷺ نے اور نہ ہی حضرت ابو بکرؓ نے اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے ان سے کوئی چیز جزیہ میں وصول کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جلاوطن کر دیئے گئے۔

الحاصل امام بخاریؒ نے ولم یزکران ابا بکر جددالاجارۃ الخ سے ترجمہ ثابت کیا کہ احد المتواجرین کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور نہ ہی تجدید عقد کی ضرورت ہے۔ لیکن احنافؒ فرماتے ہیں کہ جب پورا قصہ بیان ہوا کہ یہ تو خراج تھا۔ اجارہ وغیرہ نہیں تھا تو استدلال صحیح نہ ہوا۔ اور خراج مقاسمۃ یہ ہوتا ہے کہ امام اراضی دے کر مقرر کر دے کہ پیداوار کا عشر لیا جائے گا یا ثلث یا ربع یا نصف اگر کوئی پیداوار نہ ہو تو کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الحوالات

باب فی الحوالۃ وھل یرجع فی الحوالۃ۔

ترجمہ۔باب حوالہ کے بارے میں ہے کیا حوالہ میں رجوع کر سکتا ہے۔

وقال الحسن وقتادة اذاکان یوم احال علیه ملیاً جاز وقال ابن عباسؓ یتخارج الشریکان واھل المیراث فیاخذ ھذاعیناً وھذادیناً فان توی لاحدھما لم یرجع علی صاحبه ....

ترجمہ۔ حسنؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جب محال علیہ حوالہ کے دن غنی ہو تو جائز ہے۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں دونوں شریک اور میراث والے ایک دوسرے کو نکال سکتے ہیں پس یہ نقد لے لے اور دوسرا ادھار لے پس ان میں سے کسی ایک کا حصہ ہلاک ہو جائے تو وہ دوسرے پر رجوع نہیں کر سکتا۔

حدیث(۲۱۳۱)حدثناعبداللہبن یوسف الخ عن ابی ھریرةؓ اِن رسول الله ﷺ قال مطل الغنی ظلم فاذااتبع احدکم علی ملی فلیتبع ...

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غنی مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔اور جب تم میں سے کسی ایک کے قرضہ کو کسی مالدار کے حوالہ کیا جائے تو وہ اس حوالہ کو قبول کر لے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال ابن عباسؓ صورت مسئلہ یہ ہے کہ دو شریکوں کا کسی پر قرضہ تھا مدیون مر گیا۔یا اس نے انکار کر دیا۔اور قسم کھا گیا یا قلاش قرار پایا۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ قرضہ ایک کا نقد دوسرے کا دین یا عین ہلاک ہو گیا تو تقسیم نہیں ٹوٹے گی۔اس لئے کہ جب تقسیم باہمی رضامندی سے ہوئی تو کسی شریک کو دوسرے پر رجوع کا حق نہیں رہا وہ اپنا حصہ لے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں جب مدیون مفلس قرار پائے تو خواہ وہ زندہ رہے یا مر جائے بہر صورت دائن کو رجوع کا حق ہے۔ بغیر افلاس کے رجوع کا حق نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ رجوع نہیں کر سکتا۔ امام حسن بصریؒ اور شریحؒ وزفرؒ فرماتے ہیں کہ حوالہ کفالۃ کی طرح ہے۔ دائن جس پر چاہے رجوع کر سکتا ہے۔ امام بخاریؒ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے ابواب الکفالۃ کو کتاب الحوالہ میں داخل کیا ہے۔ اور جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی صورت میں رجوع نہیں کر سکتا امام بخاریؒ نے حدیث سے استدلال کیا کہ جب حوالہ صحیح ہو گیا۔ بعد ازاں قبض دین مشکل ہو گیا کسی وجہ سے تو محتال محیل پر رجوع کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر رجوع صحیح ہے تو پھر غنی کی شرط کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور حنفیہؒ حوالہ کو ضمان قرار دیتے ہیں۔ جس کے تعذر کے وقت رجوع صحیح ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے دین اور عین کی تقسیم کو ترجمہ میں داخل کر کے حوالہ کو اس پر قیاس کیا ہے۔ اسی طرح وراثت کا بھی یہی حکم ہے۔ جس کو اہل المیراث نے بیان کیا ہے۔

فاذاتبع کا معنی ہے **اذااحیل فلیحتل** جب حوالہ کیا جائے تو حوالہ کو قبول کرے۔

باب اذا احال علی ملیٍّ فلیس له رد۔

ترجمہ۔ باب جب کوئی شخص کسی کا قرضہ کسی مالدار کے حوالہ کرے تو اسے ردّ نہ کرنا چاہئیے

ومن اتبع علی ملیٍّ فلیتبع معناه اذا كان لاحدٍ عليك شيئ فاحلته علی رجلٍ ملیٍ فضمن ذلك منك فان افلست بعد ذلك فله ان يتبع صاحب الحوالة فيأخذمنه ....

ترجمہ۔ اور جب کسی مالدار کے حوالہ ہو تو اس کا پیچھا کرنا چاہئیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کا کسی پر کوئی حق ہو تو جب تو نے کسی مالدار آدمی کے حوالہ کر دیا پس وہ تیری طرف سے ضامن بن گیا۔ پس اگر تو اس کے بعد مفلس قرار پائے تو وہ صاحب حوالہ کا پیچھا کر کے اس سے وصول کرے۔

حديث(۲۱۳۲)حدثنامحمدبن يوسف الخ **عن ابی ھریرةؓ عن النبی ﷺ قال مطل الغنی ظلم ومن اتبع علی ملیٍ فليتبع .....**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جس شخص کے دین کو کسی مالدار کے حوالہ کیا جائے تو اسے اسی کا پیچھا کرنا چاہئیے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فان افلست بعد ذلك الخ شاید مؤلفؒ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قرض خواہ دائن کے لئے جائز ہے کہ جس سے چاہے وہ مطالبہ کرے۔ اگر یہ غرض نہ ہو تو پھر اتباع کو افلاس کے ساتھ معلق کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ البتہ اگر یہ معنی لئے جائیں کہ جب محیل غنی ہو تو قرض خواہ کو مطالبہ کا حق نہیں۔ اس طرح وہ مفلس قرار پائے تو بھی اس سے مطالبہ نہ کرنا چاہئیے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ فیض الباری میں ہے کہ مصنفؒ کا اس جگہ افلست کہنا غیر محل پر ہے کیونکہ محیل کا افلاس مؤثر نہیں ہے اور نہ اس کو اس جگہ کوئی دخل ہے۔ اگر محتال علیه کا افلاس ذکر نہیں کیا جاتا تو بہتر تھا۔ جس کی جزئیات فقہ میں ملتی ہیں۔ کیونکہ در مختار میں ہے کہ محیل قرضہ اور مطالبہ دونوں سے بری ہو جاتا ہے۔ جب کہ محتال نے حوالہ کو قبول کر لیا۔ اور محتال محیل پر رجوع نہیں کر سکتا البتہ ہلاک ہونے کی صورت میں رجوع کر سکتا ہے۔

باب ان احال دين الميت على رجلٍ جاز۔

ترجمہ۔ جب میت کا قرضہ کسی آدمی کے حوالہ کر دے تو جائز ہے۔

حديث (۲۱۳۳) حدثنا المكى بن ابراهيم الخ عن سلمة بن الاكوع قال كنا جلوساً عند النبى ﷺ اذ اتى بجنازة فقالوا صل عليها فقال هل عليه دين قالوا لا قال فهل ترك شيئاً قالوا لا فصلى عليه ثم اتى بجنازة اخرى فقالوا يا رسول الله صل عليها قال هل عليه دين قيل نعم قال فهل ترك شيئاً قالوا ثلثة دنانير فصلى عليها ثم اتى بالثالثة فقالوا اصل عليها قال هل ترك شيئاً قالوا لا قال فهل عليه دين قالوا ثلثة دنانير قال صلوا على صاحبكم قال ابو قتادة صل عليه يا رسول الله وعلى دينه فصلى عليه ..

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا حضرتؐ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس کے ذمہ کوئی قرضہ ہے انہوں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کوئی جائیداد چھوڑی ہے انہوں نے کہا نہیں تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھائیں آپؐ نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرضہ ہے کہا گیا ہاں ہے پوچھا کوئی جائیداد ترکہ چھوڑا ہے انہوں نے بتلایا تین دینار چھوڑے ہیں تو آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر کچھ عرصہ بعد تیسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپؐ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں آپؐ نے پوچھا اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں

پھر آپؐ نے پوچھا کہ اس کے ذمہ کوئی قرضہ ہے لوگوں نے کہا تین دینار قرضہ ہے۔ فرمایا اپنے ساتھی پر نماز جنازہ تم پڑھو میں نہیں پڑھتا حضرت ابو قتادہؓ نے فرمایا یارسول اللہ! آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے پس تب آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے حوالہ کا ترجمہ باندھا اور ان احال دین المیت کے الفاظ بیان فرمائے۔ پھر حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کی روایت اس میں داخل کی۔ حالانکہ وہ ضمان میں سے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ضمان اور حوالہ قریب قریب ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الکفالۃ

باب الکفالۃ فی القرض والدیون والابدان وغیرھا۔

ترجمہ۔ باب قرضہ اور دیون میں ضمانت شخصی بھی لی جا سکتی ہے اور غیر شخصی بھی۔

وقال ابوالزناد عن محمد بن حمزة بن عمرِ والاسلمی عن ابیه ان عمرؓ بعثه مصدقاً فوقع رجل علی جاریة امرأة فاخذ حمزة من الرجل کفیلاً حتی قدم علی عمرؓ و کان عمرؓ قد جلّده مائة جلدةٍ فصدقهم وعذره بالجهالة وقال جریر والاشعث لعبدالله بن مسعود والمرتدین استتبهم وکفلهم وتابوا وکفلهم عشائر هم وقال حماد اذا تکفل بنفس فمات فلاشیئ علیه وقال الحکم یضمن . .

ترجمہ۔ ابوالزناد ایک سند کے ذریعہ حمزہ اسلمیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے انہیں صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا وہاں ایک آدمی اپنی بیوی کی باندی سے ہمبستر ہو گیا ۔ تو حضرت حمزہ نے اس آدمی سے ضامن طلب کئے جو اسے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچائیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے سو کوڑے مارے پس اس شخص نے لوگوں کے الزام کی تصدیق کی اور اپنی طرف سے جہالت کا عذر پیش کیا۔ اس لئے رجم نہ ہوا جلد پر عمل ہوا۔ اور حضرت جریر اور اشعث نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرتد ہو جانے والوں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں

قید کرو اور ان سے ضمانت لو تو انہوں نے ارتداد سے توبہ کی اور ان کے قبائل والے ان کے کفیل بن گئے۔ اور حضرت حمادؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص شخصی ضمانت دے کر مر جائے تو اس پر اور کوئی چیز واجب نہیں۔ حکمؒ فرماتے ہیں کہ ضامن ہوگا۔

حديث(٢١٣٤)وقال الليث بسند عن ابى هريرةؓ عن رسول الله ﷺ وانه ذكر رجلا من بني اسرائيل سال بعض بني اسرائيل انيسلفه الف دينارٍفقال ائتني بالشهداء اشهدهم فقال كفى بالله شهيداًقال فائتني بالكفيل قال كفى بالله كفيلاً قال قال صدقت فدفعها اليه الى اجل مسمىً فخرج في البحر فقضى حاجته ثم التمس مركباً يركبها يقدم عليه للاجل الذى اجله فلم يجد مركباًفاخذ خشبةً فنقرهافدخل فيهاالف دينارٍ وصحيفةً منه الى صاحبه ثم زجج موضعها ثم اتى بها الى البحر فقال اللهم انك تعلم انى كنت تسلفت فلاناً الف دينارٍ فسالنى كفيلاً فقلت كفى بالله كفيلاً فرضي بك وسالني شهيداً فقلت كفى بالله شهيداً فرضي بك واني جهدت ان اجدمركباًابعث اليه الذى له فلم اقدر واني استودعكهافرمى بهافي البحر حتى ولجت فيه ثم انصرف وهوفي ذلك يلتمس مركباً يخرج الى بلده فخرج الرجل الذى كان اسلفه ينظر لعل مركباًقدجاء بمالهفاذابالخشبةالتى فيه المال

ترجمہ۔ اور حضرت لیث نے ایک حدیث سند کے ذریعہ سے بیان کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے کسی اسرائیلی سے قرضہ مانگا جو ایک ہزار دینار تھا تو اس نے کہا کہ میرے پاس گواہ لے آؤ جن کو میں گواہ بناؤں اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے گواہ کافی ہیں تو اس نے کہا کوئی ضامن لے آؤ۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ میرے کارساز کافی ہیں تو اس نے کہا تو نے سچ کہا تو اس نے ایک مدت مقررہ تک اسے ایک ہزار دینار سپرد کر دئے۔ چنانچہ وہ سمندری سفر پر نکلا پس اپنی ضرورت پوری کر کے واپس آیا تو ایک کشتی تلاش کرنے لگا تاکہ اس پر سوار ہو کر اپنی اس مدت تک قرض خواہ کے پاس پہنچ جائے جو اس نے اس کے ساتھ مقرر کی تھی۔ لیکن اسے کشتی نہ ملی پس اس نے ایک لکڑی لے کر اسے سوراخ کیا اور اس میں ایک ہزار دینار اور ایک رقعہ جو اسکی طرف سے اپنے قرض خواہ کی طرف تھا رکھ دیا پھر اس سوراخ کو بند کر کے اس جگہ کو برابر کر دیا پھر اس لکڑی کو لے کر سمندر کی طرف آیا اور کہنے لگا اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرضہ لیا تھا۔ اس نے مجھ سے ضامن مانگا تو میں نے کہا میرا اللہ ضامن کافی ہے پس وہ تجھ پر راضی ہو گیا پھر اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں پس وہ آپ پر راضی ہو گیا۔ اور میں نے کوشش کی کہ مجھے کوئی کشتی مل جائے تو میں

فاخذلاهله حطباًفلمانشرهاوجدالمال والصحيفة ثم قدم الذی کان اسلفه فاتی بالف دينارٍ فقال والله مازلت جاهداً فی طلب مركبٍ لاتيك بمالك فماوجدت مركباًقبل الذی اتيت فيه قال هل كنت بعثت الی بشیءٍ قال اخبرك انی لم اجد مركباً قبل الذی جئت فيه قال فان الله قد ادّی عنك الذی بعث فی الخشبة فانصرف بالف الدينار راشداً ....

اس کی طرف وہ مال بھیج دوں جو اس کے لئے تھا پس مجھے قدرت حاصل نہ ہو سکی۔ اب میں اس لکڑی کو آپ کے پاس امانت چھوڑ تا ہوں۔ چنانچہ اس لکڑی کو سمندر میں پھینک دیا یہاں تک کہ وہ لکڑی سمندر میں گھس گئی۔ پھر یہ واپس پھر کر آ گیا اور اس حال میں وہ کشتی تلاش کر تا رہا کہ کسی طرح اس کے شہر کی طرف پہنچ جائے پس وہ آدمی جس نے اسے قرضہ دیا تھا انتظار کر رہا تھا کہ کوئی کشتی آجائے اور اس کا مال لے آئے پس اچانک اس لکڑی کو دیکھا جس میں اس کا مال تھا تو اس نے اس لکڑی کو گھر والوں کے لئے سوختی لکڑی کے طور پر لے لیا پس اس کو توڑا تو اپنا مال اور وہ رقعہ پایا۔ پھر وہ شخص خود آ گیا جس کو اس نے قرض دیا تھا۔ پس وہ ایک ہزار دینار اور لے آیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! میں کشتی کی تلاش میں کوشاں رہا تاکہ تیرا مال لے آؤں پس مجھے اس سے پہلے کشتی نہ مل سکی جس میں اب سوار ہو کر آیا ہوں۔ تو قرض خواہ نے پوچھا کیا تو نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی۔ تو اس نے کہا میں تجھے بتلاتا ہوں کہ مجھے اس کشتی سے پہلے جس میں میں آیا ہوں اس سے پہلے کوئی کشتی نہ ملی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے وہ قرضہ ادا کر دیا ہے۔ جو تو نے لکڑی کے اندر بھیجا تھا۔ پس وہ ٹھیک ٹھاک اپنے ہزار دینار واپس لے کر گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وکان عمرؓ جلده مأته یہ تعزیر تھی۔ حضرت عمرؓ حد پر تعزیر کی زیادتی جائز سمجھتے تھے۔ اگرچہ اس کی جنس میں سے ہو۔ یہ حضرت عمرؓ کا عمل حضرت حمزہؓ کے آنے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد ہوا حالانکہ کان کے لفظ سے اس کے خلاف کا وہم ہوتا ہے۔

فصدقهم یہاں سے اس بات کا بیان ہے حضرت عمرؓ نے رجم کیوں نہ کیا۔ صرف تعزیر پر کیوں اکتفا کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے جب حضرت عمرؓ سے اس کا حال ذکر کیا تو حضرت عمرؓ جان گئے کہ وہ شخص جہالت یا کسی اور وجہ سے معذور ہے۔ اس لئے اس کی تعزیر پر اکتفا کیا۔

كفلهم عشائرهم یعنی ان قبائل والوں نے شخصی ضمانت دی کہ وہ لوگ ارتداد کی طرف نہیں لوٹیں گے ورنہ ارتداد پر تو ضمانت نہیں لی جا سکتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ طحاوی میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے۔ بہر حال اس قصہ سے کفالۃ بالابدان کی مشروعیۃ معلوم ہوئی کیونکہ حضرت حمزہ اسلمیؓ صحابی ہیں۔ اس نے ایسا کام کیا جو حضرات صحابہؓ کی موجودگی میں ہوا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس پر کوئی نکیر نہ کیا۔ امام طحاویؒ نے باب الرجل یزنی بجاریۃ ابنه کے تحت ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ سو کوڑے ہمارے نزدیک تعزیر کے طور پر ہیں۔ وطی بالشبہ کی وجہ سے حد اس سے ساقط کی اور تعزیر اس لئے کہ اس نے ایک غیر حلال فعل کا ارتکاب کیا اور سو کوڑے کی تعزیر خود آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ باب حدالبکر میں تعزیر کے مسئلہ میں اختلاف ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ دس کوڑوں سے زائد نہ لگائے جائیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کوڑوں کی سزا کسی حد کی مقدار تک نہ پہنچے۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام مناسب سمجھے تو حد سے بڑھا سکتا ہے۔

لمافعله عمرؓ ظاہر قصہ سے جو طحاوی میں مذکور ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حمزہؓ کے آنے سے پہلے حضرت عمرؓ اسے کوڑے مار چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہؓ نے اس آدمی ملزم سے کفیل لیا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا لارجمنك کہ میں تجھے سنگسار کروں گا تو ان سے کہا گیا کہ جلده عمرماته ولم یر علیه الرجم وعذره بالجاهلیة کہ حضرت عمرؓ نے اس کے سو کوڑے لگوائے اور رجم نہیں کیا بلکہ جہالت کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا۔ بعض لوگوں نے جاهل عن تحریم الزنا پر بھی حد نہیں ہے کا قول کیا ہے فصدقهم میں فاء تعقب کی دلالت کرتی ہے۔ کہ یہ تصدیق کوڑے مارنے کے بعد ہوئی ہے۔

من زنی بجاریة امراته یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص پر حد کامل واجب ہے۔ امام احمدؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ حد تو نہیں ہے البتہ بیوی کے لئے تاوان دینا پڑے گا۔ جب کہ رضا و رغبت سے ہمبستری ہو۔ اور اس پر زبردستی کی گئی تو پھر باندی کی قیمت کی جائے گی اور باندی آزاد ہو جائے گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس پر صرف سو کوڑے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تعزیر واجب ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ وہ زانی ہے یہاں کوئی شبہ نہیں اس لئے اس پر حد عائد ہوگی۔ اور ابن المنیر فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے قیاس کیا کہ جب دیون میں کفالۃ بالابدان جائز ہے تو حدود میں بطریق اولیٰ ہوگی۔ اگر اشکال ہو کہ جو چیز ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئی جیسے ارتداد وغیرہ جو حمزہؓ کے قصہ میں ہے۔ تو اس پر محض ضمانت لینے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ کفلهم عشائرهم سے مراد تعاہد اور نگرانی ہے۔ کہ قبائل لوگ ان کا خیال کریں کہ کہیں یہ لوگ پھر مرتد نہ ہو جائیں۔ اور اس آدمی کا خیال رکھیں کہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ تو یہاں کفالت کے فقہی معنی نہ ہوئے جیسے کفلها زکریا میں تعاهد دیکھ بھال مراد ہے۔

باب قول الله تعالی والذین عقدت ایمانکم فاتوهم نصیبهم

ترجمہ۔ جو لوگ عقدالحلف کریں تو ان کو بھی ان کا حصہ دے دو۔

حدیث(۲۱۳۵)حدثنا الصلت بن محمد الخ عن ابن عباسؓ ولکل جعلنا موالی قال ورثة والذین عقدت ایمانکم قال کان المهاجرون لما قدموا المدینة یرث المهاجر الانصاری دون ذوی رحمه للاخوة التی اخی النبی ﷺ بینهم فلما نزلت ولکل جعلنا موالی نسخت ثم قال والذین عقدت ایمانکم الا النصر والرفادة والنصیحة وقد ذهب المیراث ویوصی له ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لکل جعلنا موالی ای ورثة والذین عقدت ایمانکم کے بارے میں فرمایا کہ جب مہاجرین حضرات نبی اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا اس کے رشتہ دار وارث نہیں ہوتے تھے۔ بوجہ اس بھائی چارہ کے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کے درمیان قائم کیا تھا۔ پس جب لکل جعلنا موالی نازل ہوئی والذین عقدت منسوخ ہوگئی پھر فرمایا کہ ان متعاقدین کے درمیان اب صرف نصرت معاونت اور خیر خواہی رہ گئی ہے اب میراث چلی گئی۔ اور اب اسی میراث کے لئے وصیت کی جائے گی۔

حدیث(۲۱۳۶)حدثنا قتیبة الخ عن انسؓ قال قدم علینا عبدالرحمن بن عوف اخی رسول اللہ ﷺ بینه وبین سعد بن الربیع ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہمارے پاس تشریف لائے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ابی الربیع کے درمیان مواخات کرائی (بھائی چارہ)۔

حدیث(۲۱۳۷)حدثنا محمد بن الصباح الخ قال قلت لانس بن مالکؓ ابلغك ان النبی ﷺ قال لا حلف فی الاسلام فقال قد حالف النبی ﷺ بین قریش والانصار فی داری .....

ترجمہ۔ حضرت عاصمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ کیا حدیث تمہیں پہنچی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے قریش اور انصار کے درمیان میری اس حویلی کے اندر حِلف کرایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ موالی نسخت اگر فعل معروف ہے تو ناسخ آیت ہوگی اور منسوخ مواخاة بنے گی۔ اگر فعل مجہول ہے تو منسوخ مواخاة اور ناسخ کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ وہ یہی آیت ہے۔ بعد ازاں بتلایا کہ اس آیت کی وجہ سے میراث چلی گئی۔ لیکن نصرت اور معاونت باقی ہے۔ پس یہ امر اگر استحبابی ہے تو فبہا اگر وجوب کے لئے ہے تو وہ نصیحت اور نصرت کے بارے میں ہے رفادہ اور وصیت بھی منسوخ ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ الفاظ حدیث میں بعض رواۃ کی طرف سے بہت خلل واقع ہوا ہے۔ جس سے شراح کو پریشانی لاحق ہوئی۔اس کا حل یہ ہے کہ راوی نے دو آیات تلاوت کیں۔لکل جعلنا موالی اور دوسری والذین عقدت ایمانکم گویا کہ ان آیات کی تفسیر بیان کرنا چاہتے ہیں پھر مسئلہ مواخات ذکر کیا۔ لیکن لکل جعلنا موالی نازل ہوئی تو مواخات منسوخ ہو گئی۔جب کہ فعل مجہول ہو۔اگر معروف ہو تو معنی ہوں گے کہ پہلی آیت نے پہلی مواخات کو منسوخ کر دیا۔ تو ہر ایک کا وارث اس کے ترکہ کا وارث ہونے لگا پھر دوسری آیت کی تفسیر شروع کی جس میں ولاء الموالاۃ کا ذکر ہے۔یا اسی مواخات کا ذکر ہے۔ تو فرمایا کہ یہ معاقدہ منسوخ ہے۔ مگر تین مواقع پر نہیں نصرت۔رفادۃ۔ اور نصیحۃ۔

قدذھب المیراث کا مطلب یہ ہوا کہ آیت بعض جزئیات میں منسوخ ہے۔ یعنی میراث میں اور بعض میں محکم ہے۔ نصیحت رفادہ اور نصرت میں میرے نزدیک بھی یہی ہے کہ کوئی آیت بالکل منسوخ نہیں۔بلکہ بعض جزئیات میں محکم ہوتی ہے۔کچھ نہیں تو اس جنس کا تذکرہ تو باقی رہتا ہے۔ پھر موالی کے دس معانی بیان کئے گئے ہیں۔بات یہ ہے کہ یہ عام مشترک ہے موقع و محل کے مطابق معنی مراد لئے جائیں گے۔اس باب کو اس جگہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اوّل اسلام میں حلف سے استحقاق میراث ہو تا تھا وہ بھی ایک عقد تھا جس سے مال لازم ہو تا تھا۔اس طرح کفالۃ التزام مال بغیر عوض تطوعاً فلزم کہ کفالت بھی بغیر عوض کے مال کو لازم کرتا ہے۔ اس لئے یہ بھی لازم ہو گا۔ حدیث مواخاۃ کی مناسبت کفالۃ سے اس طرح ہو گی کہ جس طرح عقدالمواخاۃ میں وفاء واجب ہے اس طرح کفالۃ میں بھی وفا واجب ہے۔ امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ حوالہ بھی کفالت کی طرح ہے۔اس لئے امام بخاریؒ ابواب الکفالۃ کو کتاب الحوالہ میں لائے ہیں۔علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ کفالت عرف میں نفوس کے اندر ہوتی ہے۔ضمان اموال میں۔ حمالہ دیات میں اور زعامۃ بڑے بڑے اموال میں۔ زعیم لغت اہل مدینہ کی ہے۔ حمیل لغت اہل مصر کی۔اور کفیل لغت اہل عراق کی ہے جس کا معنی ہے التزام حق ثابت فی ذمۃ الغیراواحضارمن علیہ وعین مضمونۃ اور حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں یہ حکم باقی ہے منسوخ نہیں ہوا۔دونوں آیتوں میں جمع اس طرح ہو گی کہ الوالارحام اولیاء معاقدہ سے اولیٰ ہیں۔جب ذوی الارحام نہ رہیں تو معاقدون وارث ہوں گے۔ تو بیت المال سے وہ زیادہ حقدار ہوں گے۔اور علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ آیت منسوخ ہے حکم باقی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قرض اور دین میں یہ فرق ہے کہ دین تو معاملات میں جو رقم ذمہ میں رہ جائے وہ قرض عام ہے۔ کفالۃ دو قسم ہے بالابدان وبالاموال۔

باب من تکفل عن میت دیناً فلیس لہ ان یرجع وبہ قال الحسن

ترجمہ۔جو شخص کسی میت کے قرضہ کا ضامن پڑ جائے تو اسے میت کے ترکہ سے رجوع نہیں کرنا چاہئے حضرت حسن بصریؒ اسی کے قائل ہیں۔

حدیث(۲۱۳۸)حدثناابوعاصم الخ عن عاصمٍ الخ عن سلمة بن الاکوعؓ ان النبی ﷺ اتی بجنازة لیصلی علیها فقال هل علیه من دینٍ قالوالا فصلی علیه ثم اتی بجنازةٍ اخری فقال هل علیهمن دینٍ قالوانعم قال صلواعلی صاحبکم قال ابوقتادة علی دینه یارسول اللّٰهفصلی علیه ..

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپؐ اس پر نماز پڑھیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس پر قرضہ ہے تو انہوں نے کہا نہیں تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر دوسرا لایا گیا تو آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس کے ذمہ قرضہ ہے لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اپنے ساتھی پر تم ہی نماز جنازہ پڑھو میں نہیں پڑھتا۔ حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا یارسول اللہ! اس کا قرضہ میرے ذمہ رہا تو تب آپؐ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔

حدیث(۲۱۳۹)حدثناعلی بن عبدالله عن جابربن عبداللّٰہؓ قال قال النبی ﷺ لو قدجاء مال البحرین قد اعطیتك هکذا وهکذا ثم یجیٔ مال البحرین حتی قبض النبی ﷺ فلماجاء مال البحرین امرابوبکرفنادی من کان له عندالنبی ﷺ عدة اودین فلیاتنافاتیته فقلت ان النبی ﷺ قال لی کذا و کذا فحثی لی حثیة فعدتها فاذاهی خمسٍ مائةٍ وقال خذ مثلیها ...

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر بحرین سے مال آگیا تو میں تجھے اتنا دونگا پس بحرین کا مال نہ آیا یہاں تک کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی۔ پس جب بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس شخص کیلئے نبی اکرم ﷺ کا وعدہ ہو یا قرضہ ہو وہ ہمارے پاس آئے میں اسے دوں گا۔ تو میں نے کہا حضرت نبی اکرم ﷺ نے اس قدر مال کا میرے لئے وعدہ فرمایا تھا۔ تو انہوں نے ایک چلو بھر کر مجھے دیا۔ میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے آپ نے فرمایا اس سے دوگنا اور لے لو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ روایت کی ترجمہ پر دلالت ظاہر ہے۔ لیکن اس کا دارومدار اس پر ہو کہ حضرت ابوقتادہؓ کا وعدہ کفالت تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ اور آنحضرت نبی اکرم ﷺ کا نماز پڑھنا حضرت ابوقتادہؓ پر اعتماد کر کے تھا۔ اور وہ صحابی ہیں۔ اور مؤمن کا وعدہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ہتھیلی میں لے لینا۔ نیز! اس جگہ مقصود دین کے معاملہ کی اہمیت پر تنبیہ کرنا ہے تاکہ اس سے تجاوز نہ ہو جب وہ وثوق حاصل ہو گیا تو پھر نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر آپؐ کو حضرت ابوقتادہؓ کے وعدہ پر اعتماد نہ ہوتا یا خلاف ورزی کا خطرہ ہوتا تو نماز نہ پڑھاتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ میرے والد مرحوم نے مولانا خلیل احمد مرحوم کی طرف سے اپنی تقریر میں لکھا ہے کہ شاید

اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قرضہ جب صحیح ہوا اور کوئی اس کا ضامن بن جائے تو یہ محض وعدہ نہیں بلکہ قرضہ واجب الاداء ہوا۔ بعد ازاں اس سے رجوع کرنا صحیح نہیں ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ شیخ خلیلؒ نے اسے اقرار قرار دیا ہے جو لازم ہو گا۔ شیخ گنگوہیؒ بھی علی قضاء کے تحت یہی فرماتے ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ لیس له ان یرجع یعنی کفالۃ لازمہ ثابتہ ہے اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی احتمال ہے جس قدر مال کا کفیل بنا تا ہے وہ میت کے ترکہ سے وصول نہ کرے چنانچہ علماء کا اختلاف ہے۔ ابن لیلی فرماتے ہیں کہ ضمان لازم ہے خواہ میت نے کوئی مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو۔ حضرت امام ابو حنیفہ" فرماتے ہیں کہ اس پر ضمان نہیں ہے۔ اگر میت نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے تو اتنی مقدار کا ضامن ہو گا۔ اگر ترکہ اس قدر ہے کہ اس سے قرضہ پورا ہو جاتا ہے تو جمیع قرضہ کا ضامن ہو گا۔ اور ترکہ میں رجوع بھی نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کی طرف سے تبرع ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میت کے ترکہ سے وصول کرنے کا اسے حق حاصل ہے کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ پر حجت ہے کہ جب میت قرضہ پورا کرنے کا مال نہ چھوڑ جائے تو اس کی ضمان دینا صحیح نہیں ہے جس کے جواب میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کی امام ابو حنیفہؒ پر جسارت ہے کہ امام صاحبؒ ثبوت حدیث کی کیسے مخالفت کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس پر عمل اس لئے ترک کر دیا کہ ان کو یہ حدیث ملی نہیں یا ان کے نزدیک اس کا نسخ ثابت ہے چنانچہ ابو ہریرہؓ کی روایت چار ابواب کے بعد آ رہی ہے۔ جو نسخ پر دلالت کرتی ہے۔ انا اولی با المؤمنین من انفسهم الآیة من ترک دینا فعلی قضاء ہ ومن ترک مالا فلورثته کہ جو شخص قرضہ چھوڑ کر مرا اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ اور جو مال چھوڑ کر مر لو وہ وارثوں کا حق ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عدہ او دینا فلیاتنا شاید استدلال کا دارو مدار اس بات پر ہے کہ اگر وعدہ کرنے والا اپنے وعدہ سے رجوع کر سکتا ہے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے وعدے پورے کرنے میں اس کے محتاج ہیں۔ کہ آیا جناب نبی اکرم ﷺ نے ان وعدوں سے رجوع کیا یا نہیں۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی تفتیش نہیں کی تو معلوم ہوا کہ مواعید میں سے رجوع کرنا صحیح نہیں ہے۔ وہ شرعی احکام میں تو واجب نہیں البتہ اخلاق میں وعدہ وفائی ضروری ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وعدہ کرنے والا اپنے وعدہ سے رجوع کا حق رکھتا ہے لیکن اس کی شان کے لائق یہ ہے کہ ایفائے وعدہ کا عزم کرے۔ اور باطن میں یہ ارادہ کرے کہ پورا نہیں کروں گا تو یہ دھوکہ ہو گا۔ جو ممنوع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ امام پر واجب ہے کہ وہ بیت المال سے فقراء کے قرضے ادا کرے اسلئے کہ آپؐ کا ارشاد ہے علی قضاء ہ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قرضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے مدیون میت کو قبر میں عذاب نہ دیا جائے۔ جیسے کہ حدیث ابو قتادہؓ کے آخر میں آنجناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے۔ اور بعض روایات میں ہے عدۃ المؤمن کا خذالید کہ مؤمن کا وعدہ کرنا ہاتھ پکڑنے کی مانند ہے۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے قائم مقام کی حیثیت سے آنحضرت ﷺ کے وعدہ اور دیون کو ادا کیا۔ حدیث سے تو ثابت ہوا کہ وفاء بالوعد واجب ہے۔ اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ خبر واحد معتبر ہے۔

اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے حضرت جابرؓ سے کوئی گواہ طلب نہیں کیا۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں وعدہ کو پورا کرنا واجب ہے یا مستحب ہے۔ جمہور ائمہ اسے مستحب کہتے ہیں۔ اگر ترک کر دیا تو سخت کراہت ہو گی۔ اور ایک جماعت ایفاء وعدہ کو واجب کہتی ہے۔ جمہور کی دلیل یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ وعدہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں عسی اور ابن مسعودؓ انشاء اللہ فرماتے تھے۔ چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ وفاء وعدہ وغیرھا استحباباً مؤکداً ویکرہ اخلافہ یعنی وعدہ کو پورا کرنا مستحب ہے۔ جس کی خلاف ورزی مکروہ ہے۔

باب جوار ابی بکر فی عهد النبی ﷺ وعقده

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا پناہ لینا اور معاہدہ کرنا

حدیث (۲۱۴۰) حدثنا یحیی بن بکیر الخ ان عائشة رضی الله عنها زوج النبی ﷺ قالت لم اعقل ابوی الا وهما یدیتان الدین قال ابو عبدالله وقال ابو صالحٍ بسند الخ ولم یمض علینا یوم الا یاتینا فیه رسول الله ﷺ طرفی النهار بكرةً وعشيةً فلما ابتلی المسلمون خرج ابوبكرؓ مهاجراً قبل الحبشة حتی اذا بلغ برك الغماد لقیه ابن الدغنة وهو سید القارة فقال این ترید یا ابابکرٍ فقال ابوبکرٍ اخرجنی قومی فانا ارید ان اسیح فی الارض فاعبد ربی قال ابن الدغنة ان مثلك لا یخرج لا یخرج فانك تكسب المعدوم وتصل الرحمَ وتحمل الكل وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق وانا لك جار فارجع فاعبد ربك ببلادك فارتحل ابن الدغنة فرجع مع ابی بكر فطاف فی اشراف كفار قریش فقال لهم ان ابابكر

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ فرماتی ہیں مجھے تو اور کچھ معلوم نہیں اتنا جانتی ہوں کہ میرے ماں باپ کسی دین پر عمل کرتے ہیں۔ اور ابو صالح کی سند ہے کہ کوئی دن ہم پر ایسا نہیں گذرتا تھا کہ جس میں جناب رسول اکرم ﷺ دن کے دونوں حصوں میں صبح اور شام تشریف نہ لاتے ہوں پس جب مسلمانوں کی مشرکین کی طرف سے آزمائش شروع ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی نیت سے روانہ ہوئے جب برك الغماد کے مقام تک پہنچے تو قارہ قبیلے کا سردار ابن الدغنہ آپ سے مل کر کہنے لگا اے ابو بکرؓ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ مجھے میری قوم نے نکلنے پر مجبور کر دیا میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی زمین میں چل پھر کر اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں ابن الدغنہ نے کہا کہ تیرے جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ ہی نکالا جا سکتا ہے۔ کیونکہ آپ تو مفلس آدمی کو کام پر لگاتے ہیں۔ اور صلہ رحمی کرتے ہیں لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور مہمانوں کی خاطر داری کرتے ہیں۔ اور حق کے حادثات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ میں تجھے پناہ دینے والا ہوں آپ واپس چلیں اور اپنے شہروں میں اپنے رب کی

لایخرج مثله ولایخرج اتخرجون رجلایکسب
المعدوم ویصل الرحم ویحمل الکل ویقری
الضیف ویعین علی نوائب الحق فانفذت قریش
جوارابن الدغنة وامنو ابا بکرؓ وقالوا لابن الدغنة
مر ابا بکرؓ فلیعبد ربه فی داره فلیصل والیقرا
ماشاءولایؤذینابذلك ولایستعلن به فاناقد خشینا
ان یفتن ابناء ناونساء ناقال ذلك ابن الدغنة لابی
بکرؓ فطفق ابو بکرؓ یعبد ربه فی داره ثم بدألابی
بکرؓ فابتنی مسجدا بفناء داره وبرز فکان یصلی
فیه ویقرأ القران فیتقصف علیه نساء المشرکین
وابناء هم یعجبون وینظرون الیه وکان ابو بکرؓ
رجلا بکاء لایملك دمعه حین یقرأ القران فافزع
ذلك اشراف قریش من المشرکین فارسلواالی
ابن الدغنة فقدعلیهم فقالوا له اناکنا اجرناابابکرؓ
علی ان یعبد ربه فی داره وانه جاوز ذلك فابتنی
مسجداً بفناء داره واعلن الصلوة والقراة وقد
خشیناان یفتن ابناء ناونساء نا فاته فان احب ان
یقتصر علی ان یعبد ربه فی داره فعل وان اباء الا
ان یعلن ذلك فسله ان یرد الیك ذمتك فانا
کرهنا ان نخفرك ولسنا معمرین لابی بکرؓ
الاستعلان قالت عائشةؓ فاتی ابن الدغنة ابابکرؓ

عبادت کریں تو ابن الدغنہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو واپس لے کر
چل پڑا اور قریش کے سرداروں کے پاس آنے جانے لگا ان سے
کہا کہ ابوبکرؓ جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے کیا تم
ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو مفلسوں کے کام بناتا ہے صلہ رحمی کرتا
ہے۔ لوگوں کے قرض وغیرہ کے بوجھ اٹھاتا ہے اور مہمان کی
خاطر داری کرتا ہے اور حق وصداقت کے حادثات میں مدد کرتا
ہے۔ تو قریش نے ابن الدغنہ کے پناہ دینے کو چالو کر دیا۔ اور
حضرت ابوبکرؓ کو امان دے دی۔ اور انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا
کہ ابوبکر صدیقؓ کو حکم دو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی
عبادت کرے نماز بھی پڑھے اور جو کچھ اس کی مرضی ہو پڑھے
اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دے۔ اور نہ ہی یہ کام علانیہ
کرے۔ کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہمارے بچوں اور عورتوں
کو فتنہ میں مبتلا نہ کر دے (کہ وہ بے دین ہو جائیں) ابن الدغنہ
نے یہ شرائط ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر
صدیقؓ نے اپنے گھر میں عبادت کرنی شروع کر دی اپنے گھر
کے علاوہ کہیں بھی علانیہ نہ نماز پڑھتے تھے نہ قرآن مجید کی
تلاوت کرتے تھے۔ پھر ابوبکر صدیقؓ نے اپنی رائے کے مطابق
اپنی حویلی کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی اور کھلم کھلا ہو کر
نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے پس مشرکین کی
عورتیں اور بچے ان پر ٹوٹ پڑتے اس پر تعجب کرتے اور اسے
دیکھتے رہتے اور حضرت ابوبکرؓ کثرت سے رونے والے آدمی تھے
جب قرآن مجید پڑھتے تو اپنے آنسو ضبط نہ کر سکتے۔ مشرکین
قریش کے سرداروں کو اس بات نے گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ تو
انہوں نے ابن الدغنہ کو بلوا بھیجا وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا

فقال قدعلمت الذی عقدت لك علیه فاما ان تقتصر علی ذلك واما ان تردالی ذمتی فانی لااحب ان تسمع العرب انی اخفرت فی رجل عقدت له قال ابوبکرؓ انی ارد الیك جوارك وارضی بجوارالله ورسول الله ﷺ یومئذٍ بمکة فقال رسول الله ﷺقداریت دار هجرتکم رأیت سبخةً ذات نخلٍ بین لابتین وهما الحرّتان فهاجر من هاجر قبل المدینة حین ذکر ذلك رسول الله ﷺ ورجع الی المدینة بعض من کان هاجر الی ارض الحبشةوتجهز ابوبکرؓ مهاجراً فقال له رسول الله ﷺ علی رسلك فانی ارجوا ان یؤذن لی قال ابوبکرؓ هل ترجوا ذلك بابی انت قال نعم فجلس ابوبکرؓ نفسه علی رسول الله ﷺ لیصحبه وعلف راحلتین کانتا عنده ورق السمر اربعة اشهرٍ ....

کہ ہم نے ابو بکر صدیقؓ کواس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے گا۔ لیکن اس نے ان شرائط سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی۔ اور علانیہ نماز اور قراۃ کرتا ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں مبتلا کر کے دین سے نہ پھیر دے۔ پس وہ اگر اپنے گھر پر اپنے رب کی عبادت پر اکتفا کرنا پسند کرتا ہے تو کرلے ورنہ اگر وہ یہ سب کچھ علانیہ کرنے پر بضد ہے تو اس سے کہو کہ تیری ذمہ واری واپس کردے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تیری امان کی خلاف ورزی ہو۔ اور ہم ابوبکر صدیقؓ کے علانیہ عبادت کرنے کے اقرار کرنے والے نہیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابن الدغنہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جس چیز پر تم نے ہم سے معاہدہ کیا ہے پس اب یا تو اسی کے پابند رہو یا میری ذمہ واری واپس کر دو کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ عرب میں میری امان کی خلاف ورزی کا چرچا ہو جو میں نے کسی شخص کے لئے معاہدہ کیا ہے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں تیری ذمہ واری تجھے واپس کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ پر راضی ہوتا ہوں جناب رسول اللہ ﷺ ان دنوں مکہ معظمہ میں تھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں تمہارا دار الھجرت دکھلایا گیا ہے وہ کھجوروں والی شور زمین ہے جو کالے کالے پتھروں والی زمین کے درمیان ہے وہ دونوں کنارے پتھر والی زمین کے ہیں پس جس وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا تو کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کردی اور بعض وہ لوگ جو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے اور ابو بکر صدیقؓ بھی ہجرت کے ارادے سے تیاری کرنے لگے جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی ٹکے رہو جلدی نہ کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا کہ میرا باپ آپ پر قربان ہو۔ کیا آپؐ بھی اس ہجرت کی امید رکھتے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں! تو حضرت ابو بکرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت کیلئے اپنے آپ کو روک لیا۔ اور چار ماہ تک اپنی دو سواری کی ان اونٹنیوں کو کیکر کے پتوں کی گھاس کھلاتے رہے جو اونٹنیاں آپؐ کے پاس تھیں۔

حدیث(۲۱٤۱)حدثنایحیی بن بکیرالخ

عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ کان یؤتی بالرجل المتوفی علیه الدین فیسئال هل ترك لدینه فضلا فان حدث انه ترك لدینه وفاء صلی والا قال للمسلمین صلوا علی صاحبکم فلما فتح الله علیه الفتوح قال انا اولی بالمؤمنین من انفسهم فمن توفی من المؤمنین فترك دینا فعلی قضاؤه ومن ترك مالا فلورثته .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی فوت شدہ آدمی لایا جاتا جس کے ذمہ قرضہ ہوتا تو آپؐ پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرضہ کی ادائیگی کے لئے کوئی فالتو مال چھوڑا ہے۔ پس اگر آپؐ کو بیان کیا جاتا کہ اس نے اپنے قرضہ کی پوری ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے تو آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر فتوحات کا دروازہ کھولا تو فرمایا میں مؤمنین سے ان کی ذاتوں سے زیادہ قریب ہوں پس جو شخص مؤمنین میں سے فوت ہو جائے پس اپنے پیچھے قرضہ چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کیلئے ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اخرجنی قومی اس جملہ میں اسناد مجازی ہے کیونکہ وہ لوگ اداء طاعات سے روکنے کا سبب بنے اور اونچی آواز سے قرآن پڑھنے اور نماز سے روکنے کا سبب بنے۔ فعلی قضاء چونکہ علی وجوب کے لئے ہے لہذا اس سے کفالت ثابت ہوئی اور ایسی ہی تاویل ابو قتادہ کی گذشتہ حدیث میں کی جائے گی تاکہ حدیث باب کے مطابق ہو جائے۔ کیونکہ اس میں ہے علی دینه تو اس سے قرضہ اپنے اوپر لے کر کفالت کا اقرار کر لیا۔ اور ظاہر ہے کہ صحابی کی شان کے لائق ہے کہ جو چیز انہوں نے تبرعا اپنے اوپر واجب کی ہے اس سے رجوع نہ کریں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اخرجنی ای تسبوانی اخراجی اسیح سیاحه کے معنی میں بغیر کسی خاص مقام پر قیام کرنے کے چلتے رہنے کو کہتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے چونکہ ارض حبشہ کا قصد کیا تھا جہاں تک رسائی بغیر سیر و سیاحت کے نہیں ہو سکتی اسلئے اسیح کہنا صحیح ہوگا۔

فابتنی مسجدا بفناء داره الخ قطب گنگوہیؒ اس جگہ ایک اشکال کا جواب دینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ ابن الدغنہ سے جو عہد و معاہدہ کیا تھا صدیق اکبرؓ نے اسے کیوں توڑا۔ جواب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے ابن الدغنہ سے مسجد نہ بنانے کا عہد نہیں کیا تھا بلکہ اس نے کہا تھا فاعبد ربك ببلادك کہ اپنے شہروں میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ قریش کا قول ابن الدغنہ کے معاہدہ سے خارج تھا۔ ابو بکرؓ پر اس کی پابندی لازم نہیں تھی۔ ابتداء میں آپ نے ابن الدغنہ کی تالیف قلب کے لئے پابندی کی تھی۔ صاحب التیسیر نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے اس کا معاہدہ نہیں کیا تھا۔ اور ان کی ممانعت صلوۃ قرآن دینداری کے منافی سمجھا اس لئے اس کی پاسداری نہ کی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الوکالة

وکالة الشریك الشریك فی القسمة وغیرها وقد اشرك النبی ﷺ علیافی هدیه ثم امره بقسمتها

ترجمہ۔ کتاب الوکالۃ اور ایک شریک کا دوسرے شریک کو تقسیم وغیرہ میں وکیل بنانا۔ اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے قربانی کے جانوروں میں وکیل بنایا تھا پھر ان کو تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

حدیث(۲۱۴۲)حدثنا قبیصة الخ عن علیؓ قال امرنی رسول الله ﷺ ان اتصدق بجلال البدن التی نحرت بجلودها ....

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں قربانی کے ان اونٹوں کو جو ذبح کردئے گئے ان کے جھل اور ان کے چمڑے صدقہ کردوں۔

حدیث۲۱۴۳)حدثنا عمرو بن خالد الخ عن عقبة بن عامرؓ ان النبی ﷺ اعطاه غنماً یقسمها علی صحابته فبقی عتود فذکره للنبی ﷺ فقال ضح به انت .....

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو کچھ بکریاں عنایت فرمائیں کہ انہیں آپ کے ساتھیوں میں تقسیم کردے۔ بکری کا ایک بچہ جو ایک سال کا تھا بچ گیا۔ جس کا انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ تم ہی اس کو قربانی کے لئے ذبح کردو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فبقی عتود بکریوں میں مسلمان شریک تھے کیونکہ وہ بیت المال میں سے تھے تو ایک شریک کا دوسرے کو تقسیم کرنے میں وکیل بنانا جائز ہوا۔ جیسے کہ غیر قسمت میں وکالت جائز ہے۔ تو ترجمہ دو جزء کے اعتبار سے ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وکالة بفتح الواو وکسرها جس کے لغوی معنی سپرد کرنا اور حفاظت کرنے کے ہیں۔ اور شرعی معنی ہیں کسی شخص کا دوسرے کو اپنے قائم مقام بنانا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ الوکالة الحفظ فی اللغة اور اسی سے وکیل اللہ تعالیٰ کے

ناموں میں سے ایک نام ہے۔اور توکیل کے معنی کسی امر کا سپرد کرنا ہے۔ تاکہ وہ اس میں تصرف کرے۔اور وکیل اسی کو سرانجام دے گا۔

فضحٰ به انت حافظؒ فرماتے ہیں کہ ضح به انت میں ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جن کا تقسیم میں حصہ تھا۔اور وہ خود بھی تقسیم کے متولی بنے اور اس کی تائید حدیث کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ قربانی کے جانوروں کو آپ نے ان کے درمیان تقسیم کر دیا تھا قسم بینهم ضحایا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجمہ سے اس طرح مطابقت ہوگی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کو تقسیم ضحایا میں وکیل بنایا۔اور وہ موهوب لهم میں شریک بھی تھے۔ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ شریک کی وکالت جائز ہے۔ جیسے کہ وکیل کی شرکت جائز ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ تقسیم میں وکالت ثابت ہوئی غیر قسمت میں وکالت کو اس پر قیاس کیا گیا بکذا قال العینی ۔

باب اذاوكل المسلم حربيا فى دارالحرب اوفى دار الاسلام جاز

ترجمہ۔ جب کوئی مسلمان کسی حربی کو دارالحرب میں یا دارالاسلام میں وکیل بنائے تو جائز ہے۔

حديث (٢١٤٤) حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله الخ عن عبدالرحمن بن عوفؓ قال كاتبت امية بن خلف كتاباً بان يحفظنى فى صاغيتى بمكة واحفظه فى صاغيته بالمدينة فلماذكرت الرحمن قال لااعرف الرحمن كاتبنى باسمك الذى كان فى الجاهلية فكاتبته عبدعمروفلما كان فى يوم بدر خرجت الى جبل لاحرزه حين نام الناس فابصره بلال فخرج حتى وقف على مجلس من الانصار فقال امية بن خلفٍ لانجوت ان نجاامية فخرج معه فريق من الانصارفى اثار نا فلماخشيت ان يلحقوناخلفت لهم ابنه لاشغلهم فقتلوه ثم ابوحتى يتبعوناوكان رجلاً ثقيلاً فلما

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اور امیہ بن خلف نے ایک معاہدہ تحریر کیا کہ وہ مکہ معظمہ میں میرے خاص مال کی حفاظت کرے گا۔ اور مدینہ میں میں اس کے خاص مال کی حفاظت کروں گا پس جب میں نے رحمٰن کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا تم اپنا وہی نام لکھو جو تمہارا جاہلیت میں تھا۔ چنانچہ میں نے اسے عبد عمرو لکھ دیا جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی تو میں ایک پہاڑ کی طرف نکل گیا تاکہ جب لوگ سو جائیں تو میں اس کی حفاظت کروں پس اسے حضرت بلالؓ نے دیکھ لیا وہ سیدھے انصار کی مجلس میں پہنچ کر کہنے لگے کہ چلو امیہ بن خلف کو پکڑو۔اگر امیہ نجات پا گیا تو میری خیر و نجات نہیں۔ چنانچہ انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچھے پیچھے ان کے ساتھ ہو گئی۔ پس جب مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ انہوں نے ہمیں آلیا۔ تو ان کے لئے میں نے امیہ کے بیٹے کو

ادرکونافلت له ابرك فبرك فالقیت علیه نفسی لامنعه فتخللوه بالسیوف من تحتی حتی قتلوه واصاب احدهم رجلی بسیفه وکان عبدالرحمن بن عوف یرینا ذلك الامر فی ظهرقدمه قال ابو عبدالله سمع یوسف صالحاً وابراهیم اباه ....

پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کو مشغول رکھ سکے۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا پھر وہ ہمارے پیچھے آگئے۔ امیہ موٹا اور بھاری بھر کم آدمی تھا جب انہوں نے ہمیں آلیا تو میں نے اس سے کہا کہ تو گھٹنوں کے بل بیٹھ جا۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا میں نے اپنابدن اس پر ڈال دیا۔ تاکہ میں اسے روک سکوں لیکن ان لوگوں نے میرے نیچے سے اس کو تلواروں کے ساتھ ڈھانپ لیا یا میرے نیچے سے ہی اپنی تلواریں اس تک پہنچادیں یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ اور ان میں سے ایک کی تلوار نے میرے پاؤں کو زخمی کر دیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنے قدم کے اوپر زخم کا نشان ہمیں دکھاتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ توکیل فی دارالحرب تو ظاہرالثبوت ہے لیکن توکیل فی دارالاسلام قیاساً ثابت ہوگی پھر یہ وہم ہوتا ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب مشرکوں کو ہلاک کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایک مشرک کے چھڑانے کی کوشش کیوں فرمائی حالانکہ یہ موقع ان کو ٹھکانے لگانے کا تھا۔ تو جواب یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے یہ سمجھا کہ اس کو بھگانے میں ایک تو یہ ہے کہ وہ ورطہ موت سے بچ جائے گا۔ دوسرے فرار کی صورت میں اس کے ایمان لانے کی امید ہے۔ نیز! اس کا بھگا دینا کافروں کی شوکت توڑنے کا باعث ہوگا۔ ممکن ہے دوسرے بھی اس کو اختیار کریں۔ خصوصاً ان کے ضعفاء کو جب معلوم ہوگا کہ ہمارا سردار بھاگ گیا ہے تو دوسروں کو قرار نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی جنگ میں ثابت قدمی دکھائیں گے۔ تو اس میں ان کی جماعت کو منتشر کرنا تھا اور مسلمانوں کو ان کی ریشہ دوانیوں سے دور رکھنا تھا۔ اور پھر اسے گھٹنوں کے بل بٹھا کر اپنے آپ کو اس پر ڈالنے کی صورت میں اسے قتل سے بچانے کی کوشش کرنا اس لئے تھا کہ فرار کی صورت میں جو فائدہ مذکورہ حاصل ہوتا وہ قتل کی صورت میں نہیں ہو سکتا تھا اس لئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اس کے قتل کی بجسبت اس کے فرار کو بہتر سمجھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قوله فی صاغتیه امیہ کا مدینہ منورہ میں نہ تو کوئی مال تھا اور نہ ہی اہل وعیال تو صاغتیه سے مراد وہ ضرورت ہوگی جس کا امیہ محتاج ہوگا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمۃ الباب سے اس طرح مطابقت ہوگی کہ حضرت عبدالرحمٰن مسلمان دارالاسلام مدینہ میں تھے۔ اور امیہ بن خلف کافر دارالحرب میں تھا۔ جن سے معاہدہ ہوا کہ ہر ایک نے اپنے مصالح ایک دوسرے کے سپرد کر دیئے کہ ان کا لحاظ رکھا جائے یہی توکیل ہے۔ وکیل کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے مؤکل کے مصالح کا لحاظ رکھے اگر اشکال ہو کہ محض اس معاہدہ سے جواز توکیل کیسے ثابت ہوگا تو کہا جائے گا کہ یقینی بات ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کی اطلاع کے بعد ہی ایسا کیا ہوگا جس پر آپؐ نے نکیر نہیں فرمائی۔ تو اس سے صحت توکیل ثابت ہوگئی اگر شبہ ہو کہ ترجمہ کے تو دو جزء تھے۔ حدیث سے

ایک جزء توکیل السلم حربیا ثابت ہوئی۔ وہ بھی دار الحرب میں۔ دوسرا جزء ثابت نہ ہوا۔ تو کہا جائے گا کہ دوسرا جزء تو کیل فی دارالاسلام بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔ چنانچہ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ مسلم کا حربی مستامن کو وکیل بنانا اور حربی مستامن کا مسلمان کو وکیل بنانے کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ نیز! حضرت شیخ گنگوہیؒ نے قتل امیہ کی بنسبت فرار کو جو ترجیح دی ہے اور اس کے جو فائد بتلائے ہیں ان کی طرف شراح میں سے کسی نے توجہ نہیں فرمائی۔ کہ ممکن ہے امیہ ممنون ہو کر مسلمان ہو جائے۔ یا کم از کم مشرکین کی جماعت تو قلیل ہوتی ہے۔

لانجوت جملہ دعائیہ ہے جس کے معنی ہیں اللہ کرے میں نہ بچوں۔ دوسرے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یوم بدر میں قریش کو امان نہیں تھی۔ اس لئے حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کی امان کی پرواہ نہیں کی۔ اس طرح یجیر علی المسلم ادناھم کہ ادنیٰ مسلمان بھی کافر کو پناہ دے سکتا ہے والی حدیث منسوخ ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے تھے۔ رحم الله بلالاً فجعتی باسیری ترجمہ اللہ تعالیٰ بلالؓ پر رحم کرے۔ جنہوں نے مجھے قیدی کی وجہ سے دکھ پہنچایا۔ فیض الباری میں عبد عمر کے بارے میں حضرت گنگوہیؒ کی تحقیق بیان کی گئی ہے کہ عبد کی اضافت جب غیر اللہ کی طرف ہو تو وہ غیر معبود من دون الله ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر معبود نہ ہو تو موھم الیه ہوگا یا نہیں۔ غیر اللہ اگر معبود ہے تو اس کی طرف اضافت حرام ہے۔ اگر موھم ہے یعنی عبادت کا وہم ہوتا ہے تو مکروہ ہے۔ ورنہ نہیں تو عبدالعزیٰ حرام ہوگا۔ عبدالنبی مکروہ ہوگا۔ عبدالمطلب جائز ہوگا۔ عبدالنبی میں بھی تفصیل ہے۔ اگر مغالطہ کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ حدیث سے وفاء عہد کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ حضرت عبدالرحمٰنؓ مکہ معظمہ میں امیہ بن خلف کے دوست تھے۔ تو جو عہد ان دونوں کے درمیان تھا حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اسے نبھایا۔

باب الوكالة في الصرف والميزان وقدوكل عمروابن عمرفي الصرف

ترجمہ۔ سونے چاندی اور تول کے اندر وکیل بنانا چنانچہ حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ نے نقدی کے اندر وکیل بنایا۔

حدیث (۲۱۴۵) حدثنا عبدالله بن یوسف الخ

عن ابی سعید الخدریؓ وابی ہریرةؓ ان رسول الله ﷺ استعمل رجلاً علی خیبر فجاءهم بتمر جنیب فقال اکل تمر خیبر هکذا فقال انا لنا خذ الصاع من هذا بالصاعین والصاعین بالثلثة فقال لاتفعل بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنیبا

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل بنایا تو وہ آپؐ کے پاس عمدہ کھجوریں لے آیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا سارے خیبر کے علاقہ میں کھجوریں ایسی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم دو صاع کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور کا لیتے ہیں۔ اس طرح تین صاع کے بدلے دو صاع عمدہ لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اب ایسا نہ کرنا۔ بلکہ سب کو نقد دراہم سے بیچو۔ اور پھر

وقال فی المیزان مثل ذلك ....

دراہم سے عمدہ کھجور خرید کرو۔ اور اسی طرح تول کے بھی کرو۔

باب اذا ابصر الراعی اوالوکیل شاۃ تموت اوشیباً یفسد ذبح واصلح مایخاف علیه الفساد۔

ترجمہ۔ جب چرواہا یا وکیل کسی بکری کو مرتا دیکھے یا کوئی چیز خراب ہو رہی ہے تو اس بکری کو ذبح کردے اور جس چیز کے خراب ہونے کا خطرہ ہے اس کو ٹھیک کردے۔

حدیث(۲۱۴۶) حدثنا اسحق بن ابراهیم الخ عن کعب بن مالك رضی اللہ عنہ انه کانت لهم غنم ترعی بسلعٍ فابصرت جاریة لنابشاۃ من غنمنا موتاً فکسرت حجراً فذبحتها به فقال لهم لاتاکلوا حتی اسال النبی ﷺ اوارسل الی النبی ﷺ من یساله وانه سال النبی ﷺ عن ذلك اوارسل فامره باکلها قال عبید الله فیعجبنی انها امة وانها ذبحت تابعه عبدة عن عبیدالله .....

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بکریاں سلع پہاڑ میں چرتی تھیں تو ہماری ایک باندی نے ہماری بکریوں میں سے ایک بکری میں موت کے آثار دیکھے پس ایک پتھر کو توڑا اور اس سے ذبح کردیا تو لوگوں نے ان سے کہا کہ نہ کھاؤ۔ یہاں تک کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ سے پوچھ لوں یا آپ کی طرف ایسا آدمی بھیجا جو آپ سے پوچھ کر آئے چنانچہ اس نے آنجناب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا یا آپ نے پیغام بھیجا جس میں انہوں نے کھانے کا حکم دیا عبیداللہ کہتے ہیں مجھے اس کی باندی ہونے اور اس کے ذبح کرنے نے تعجب میں ڈال دیا۔ عبدة نے عبیداللہ کی متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بیع صرف کے اندر وہم ہوتا تھا کہ اس میں شاید توکیل جائز نہ ہو اس لئے بیع صرف میں عوضین کے قبض کرنے سے پہلے تفارق ناجائز ہے۔ مؤکل اصل ہے جو عقد کے وقت موجود نہیں ہے تو بغیر قبض کے افتراق لازم آیا تو اس کا دفعیہ کیا کہ وکیل مباشر ہے لہذا سب حقوق اس کی طرف راجع ہوں گے پس وکیل کا قبضہ اصیل کا قبضہ شمار ہوگا۔ باب میں الراعی والوکیل وارد ہے روایت ایک ہے۔ ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ جاریہ (باندی) راعیہ بھی ہے اور وکیلہ بالحفظ بھی ہے اس باب سے اس طرف اشارہ ہوا کہ وکیل امور خیر میں مؤکل کی مخالفت کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس نے اجازت نہ دی ہو۔ کیونکہ یہ دلالۃً اجازت ہے۔

فیعجبنی انها امة مقصد یہ ہے کہ باوجود باندی ہونے کے اس نے مولیٰ کے مصالح کی رعایت کی۔ اس کا تفکر اچھا رہا۔ حالانکہ باندیاں ایسی نہیں ہوا کرتیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ بیع صرف کے اندر وکالۃ جائز ہے۔ حتی کہ

اس میں وکیل کا قبض معتبر ہوگا۔ مؤکل کا نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے عاملِ خیبر سے فرمایا بع الجمع بالدراھم یعنی بیع ربوا سے اس کو منع فرمایا اور بیع بطریق سنۃ کا اسے حکم دیا۔ جب مکیلی اور موزونی اشیا میں وکالۃ ثابت ہوئی تو بیع صرف میں بھی ثابت ہوگی۔ پس ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ بیع الطعام یداً بیدیہ بھی بیع صرف کی طرح ہے یعنی دست بدست ہونے میں برابر ہیں۔ نیز! حافظؒ نے ابن المنذر سے نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض اس حدیث باب سے ذبیحہ کے حلال یا حرام ہونے سے بحث کرنا نہیں ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ راعی اور وکیل سے ضمان ساقط ہو جائے گی۔ اور اوجز المسالك میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے۔ خواہ عورت حرہ (آزاد ہو) یا باندی۔ چھوٹی ہو یا بڑی ہو پاک ہو یا ناپاک ہو۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہی جمہور کا مسلک ہے البتہ امام مالکؒ سے صبی اور عورت کا ذبیحہ بلاضرورت مکروہ نقل کیا گیا ہے۔ اور ابن المنذرؒ نے تو سب علماء کا جواز ذبیحہ صبی والمرأۃ پر اجماع نقل کیا ہے۔

رات مصلحه لمولیٰ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ایک اجماعی مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیا تو جائز ہے۔ البتہ داؤد ظاہری وغیرہم چور اور غاصب کے ذبیحہ کو جائز نہیں کہتے۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حدیث باب ان پر حجت ہوگی۔ اور یہ فائدہ جو قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمایا ہے دیگر شراحؒ نے اس کا تعرض نہیں کیا۔

باب وكالة الشاهد والغائب جائزة وكتب عبدالله بن عمرو والى قهر مانه وهوغائب عنه ان يزكى عن اهله الصغير والكبير ....

ترجمہ۔ حاضر اور غائب دونوں کی وکالت جائز ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے منیجر کی طرف لکھا حالانکہ وہ ان سے غائب تھا۔ کہ وہ ان کے گھر والوں چھوٹے اور بڑوں سب کی طرف سے فطرانہ ادا کردے۔

حديث(۲۱۴۷)حدثناابونعيم الخ عن ابى هريرةؓ قال كان لرجل على النبى ﷺ سن من الابل فجاء ه يتقاضاه فقال اعطوه فطلبوا سنه فلم يجد وله الاسناً فوقهافقال اعطوه فقال اوفيتنى اوفى الله بك قال النبى ﷺ ان خياركم احسنكم قضاء ...

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ذمہ ایک شخص کا معمر اونٹ تھا وہ تقاضا کرنے کے لئے آیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو اونٹ دے دو۔ پس ایسے اونٹ کو تلاش کیا گیا جو نہ ملا۔ البتہ اس سے اونچی عمر کا ملا تو آپؐ نے فرمایا یہی دے دو تو اس شخص نے کہا آپؐ نے مجھے پورا کر کے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو پورا پورا بدلہ دے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو بہتر طریقہ پر قرضہ ادا کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فقال اعطوہ اس میں توکیل غائب کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ آپ کا یہ حکم صرف حاضرین پر بند نہیں تھا۔ بلکہ اگر وہ لوگ ان حاضرین کے سوا کسی اور کو عطیہ کا حکم دے دیتے تو بھی صحیح تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ اعطوہ میں اگرچہ خطاب حاضرین کو ہے لیکن عرف اور قرائن کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کے سب وکلاء کو شامل ہے۔ خواہ موجود ہوں یا غائب ہوں۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ حاضر کے لئے وکالت تو ظاہر ہے غائب کے لئے بھی توکیل ثابت ہوگی۔ کیونکہ حاضر کی موجودگی میں جب خود فعل کو سر انجام دے سکتا ہے پھر بھی وکیل بنایا تو غائب کی حالت میں تو بطریق اولیٰ وکالت جائز ہوگی۔ اس لئے کہ وہ اس کا محتاج ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ شہر کے اندر موجود ہونے والے کی توکیل بغیر عذر کے بھی جائز ہے۔ امام ابو حنیفہؒ عذر کی وجہ سے جائز اور بغیر عذر کے ناجائز کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ موجودگی کی صورت میں مخالف کا حق طلب الحضور ساقط نہیں ہو جاتا۔ اور اس حدیث سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ قرض الحیوان جائز ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں قرض اس چیز کا ممکن ہے جس کا مثل ہو۔ مکیلات۔ موزونات۔ یا عددیات متقاربہ جس کا مثل نہیں اس کا قرض بھی جائز نہیں۔ مگر اس کا رد کرنا مشکل ہو جائے گا۔ نہ عین رد کر سکتے ہیں نہ اس کی قیمت۔ کیونکہ متقومین کی قیمتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ لہذا استقراض حیوان ناجائز ہوگا۔

باب الوكالة فى قضاء الديون　　ترجمہ ۔ قرضہ ادا کرنے کے بارے میں وکیل بنانا

حدیث(۲۱۴۸)حدثنا سلیمان بن حرب الخ عن ابی ہریرۃؓ ان رجلا اتی النبی ﷺ یتقاضاہ فاغلظ فہم بہ اصحابہ فقال رسول اللہ ﷺ دعوہ فان لصاحب الحق مقالاثم قال اعطوہ سنا مثل سنہ قالوایارسول اللہ لا نجد الا امثل من سنہ فقال اعطوہ فان من خیر کم احسنکم قضاء ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرضے کا تقاضا کرنے لگا پس اس یہودی نے اس میں سخت سست کہا صحابہ کرامؓ نے اس پر سختی کرنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ حقدار کو بات چیت کرنے کا حق حاصل ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے معمر اونٹ کی طرح اونٹ دے دو انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس اونٹ سے افضل موجود ہے فرمایا وہی دے دو۔ کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو عمدہ طریقہ سے قرضہ ادا کرنے والا ہو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لصاحب الحق مقالا یعنی وہ اپنی طلب اور حجت میں سختی کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو ٹال مٹول کرنے اور معاملے کا برا ہو۔ لیکن جو شخص انصاف پسند ہو جو کچھ اس کے پاس ہو خرچ کر دیتا ہو۔ اور جب پاس نہ ہو

تو معذرت کردیتا ہو۔ایسے شخص کے بارے میں درازکلامی صحیح نہیں ہے۔

باب اذاوهب شيئاً لوكيلٍ اوشفيعِ قومٍ جاز۔

ترجمہ۔جو کوئی شخص کوئی چیز وکیل یا قوم کے سفارشی کو ھبہ کردے تو جائز ہے۔

لقول النبی ﷺ لوفد هوازن حين سالوه الغنم فقال النبی ﷺ نصيبی لكم ....

ترجمہ۔کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہوازن کے وفد سے فرمایا تھا جب کہ انہوں نے غنائم کی واپسی کا سوال کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا میرا حصہ تمہارے لئے ہے۔

حديث(۲۱۴۹)حدثناسعيدبن عفيرالخ

زعم عروةان مروان بن الحكم والمسوربن مخرمة اخبره ان رسول اللهﷺ قام حين جاء ه وفد هوازن مسلمين فسالوه ان يرداليهم اموالهم وسبيتهم فقالوالهم رسول اللهﷺاحب الحديث الى اصدقه فاختاروا احدى الطائفتين اما السبى واما المال وقد كنت استانيت بهم وقد كان رسول الله ﷺ انتظرهم بضع عشرة ليلة حين قفل من الطائف فلماتبين لهم ان رسول اللهﷺ غيررادالیهم الااحدى الطائفتين قالو فانانختار سبينافقام رسول اللهفى المسلمين فاثنى على الله بماهواهله ثم قال امابعد فان اخوانكم هؤلاء قد جاءوناتائبين وانى قدرأيت ان ارداليهم سبيتهم فمن احب منكم ان يطيب بذلك فليفعل ومن احب منكم ان يكون على حظه حتى نعطيه اياه

ترجمہ۔حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہؓ نے ان کو خبر دی کہ جب ہوازن قبیلہ کا وفد مسلمان ہو کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپؐ سے سوال کیا کہ آپؐ ان کی قیدی عورتیں اور بچے اور ان کا مال مویشی واپس کردیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ بات سچی بات ہے۔ پس دو میں سے ایک چیز کو اختیار کروں یا قیدی یا مال۔حال یہ کہ ہم نے توان کے لئے بہت دیر کی تھی۔کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دس سے اوپر کئی راتوں تک ان کا انتظار کیا تھا۔جب کہ آپؐ طائف سے واپس لوٹے تھے پس جب ان پر واضح ہو گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان دو میں سے صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے۔ توانہوں نے کہا کہ ہم قیدیوں کو چن رہے ہیں۔پس جناب رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے۔اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی۔جس کے وہ اہل ہیں پھر آپؐ نے فرمایا اما بعد پس تمہارے یہ بھائی توبہ کر کے آئے ہیں۔اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کی طرف ان کی قیدی عورتیں بچے واپس کردوں پس تم میں سے جو شخص دل سے اسکو

من اول مایفئ الله علینافلیفعل فقال الناس قد طیبناذلك لرسول الله ﷺ انالاندری من اذن منکم فی ذلك ممن لم یاذن فارجعواحتی یرفعوا الیناعرفاء کم امرکم فرجع الناس فکلمهم عرفاء هم ثم رجعوا الی رسول الله ﷺ فاخبروه انهم قد طیبوا واذنوا ...

پسند کرے تو وہ کر لے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ وہ اپنے حصہ کو بدلے۔ ہم اسے فے کے مال میں سے جو پہلے پہل مال آئے گا اس میں سے ہم اسے مال دیں گے تو وہ اس طرح کر لے لیکن لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ہم نے ان کے لئے یہ سب خوش دلی سے کر لیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں ہوگا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی پس واپس جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارے نمائندے تمہارا معاملہ اٹھا کر لائیں۔ چنانچہ لوگ واپس گئے ان کے نمائندوں نے ان سے گفتگو کی۔ پھر وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آئے اور آپؐ کو خبر دی کہ ان سب لوگوں نے خوش دلی سے اس کی اجازت دی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وقد کنت استأنیت بهم اس کلام میں التفات عن الحضور الی الغیبۃ ہے یا ہوازن والوں کے غائبین کو حاضرین پر غلبہ دیا گیا ہے۔

قوله نصیبی لکم اس سے معلوم ہوا کہ وکیل کا قبضہ مؤکل کے قبضہ سے کفایت کرتا ہے۔ ہبہ میں مؤکل کو اصالۃً قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے امام بخاریؒ نے باب منعقد کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن منیرؒ فرماتے ہیں کہ بظاہر وہم ہوتا ہے کہ موہوبہ ان لوگوں کے لئے ہوں گی جو سفارشی بن کر آئے تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہبہ تمام لوگوں کے لئے ہوگا۔ خواہ وہ موجود ہوں یا غائب ہوں پس اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ مقاصد پر وارد ہوتے ہیں صورتوں پر نہیں۔ اور یہ کہ جو غیر کے لئے ہبہ کی سفارش کرے اور شفیع مُشفع سے کہے کہ یہ چیز میں نے تیرے لئے ہبہ کر دی۔ تو شفیع کو حق نہیں پہنچتا کہ ظاہر الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے کہے کہ یہ ہبہ تو میرے لئے ہے۔ بلکہ ہبہ مشفوع له کے لئے ہوگا۔ بلکہ ابن المنیرؒ نے تو یہاں تک کہا ہے جس کسی کو ایک مقرر چیز کے خرید کرنے کا حکم دیا تو اگر وکیل خرید کرنے کے بعد دعویٰ کرے کہ اس نے تو اپنے لئے نیت کی تھی تو اس کی بات قابل قبول نہ ہوگی۔ بلکہ مبیع مؤکل کے لئے ہوگی۔

قوله استانیت بهم ای انتظرت بهم حین قفل بمعنی رجع طائف سے واپسی کے بعد جعرانہ میں آپؐ نے پڑاؤ کیا اور کئی راتوں تک وفد ہوازن کا انتظار کرتے رہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لقول النبی ﷺ یہ ترجمہ کی تعلیل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہوازن کا وفد جو نبی اکرم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا وہ وکیل تھے اور قیدیوں کو واپس کرنے میں سفارشی بن کر آئے تھے۔ تو آپؐ نے ان کی سفارش قبول کرتے ہوئے قیدیوں میں جو آپؐ کا حصہ تھا اس کو آپؐ نے واپس کر دیا باقی کے بارے میں لوگوں سے بات کی جس کو سب نے بطیب خاطر قبول کیا۔

حین قفل من الطائف ۸ھ میں رمضان شریف کے آخری ایام میں مکہ فتح ہوا تو آپؐ پانچ شوال کو قبیلہ ہوازن پر حملہ آور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح نصیب فرمائی تو حنین سے فارغ ہونے کے بعد طائف چلے گئے تو طائف کے قریب جا کر پڑاؤ کیا۔ اور تیس راتوں تک اہل طائف کا محاصرہ کیا۔ اور آئندہ سال تک کے لئے اعلان کر کے واپس ہوئے اور جعرانہ کے مقام پر اقامت پذیر ہوئے۔ اور وفد ہوازن کا انتظار فرمایا۔

ان بطیب بذلك واقدی فرماتے ہیں کہ ان میں ابوبر قان ساعدی بھی تھا۔ جس نے کہا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں آپؐ کی مائیں یا خالائیں ہیں یا آپ کی پرورش کنندہ ہیں۔ یا دودھ پلانے والیاں ہیں اس لئے آپؐ ہم پر احسان کریں اللہ تعالیٰ آپؐ پر احسان کرے گا جس پر آپؐ نے فرمایا نصیبی لکم ۔

باب اذا وکل رجل ان یعطی شیئا ولم یبین کم یعطی فاعطی علی مایتعارفه الناس ـ ـ ـ

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی کو وکیل بنائے کہ کوئی چیز دے دے اور بیان نہیں کیا کہ کتنی دے تو وہ عرف کے مطابق عطا کرے۔

حدیث (۲۱۵۰) حدثنا المکی بن ابراھیم الخ عن عطاء بن ابی رباح وغیرہ یرید بعضھم علی بعض ولم یبلغه کلھم رجل واحدمنھم عن جابر بن عبداللہ قال کنت مع النبی ﷺ فی سفر فکنت علی جمل ثقال انما ھو فی اخر القوم فمربی النبی ﷺ فقال من ھذا قلت جابر بن عبداللہ قال مالك قلت انی علی جمل ثقال قال امعك قضیب قلت نعم قال اعطنیه فاعطیته فضربه فزجرہ فکان من ذلك المکان من اوّل القوم قال بعینه فقلت بل ھولك یارسول اللہ قال بعنیه قد اخذته باربعة

ترجمہ۔ عطاء بن رباح کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی یہ روایت کی ہے لیکن بعض نے بعض سے زیادہ الفاظ نقل کئے بہر حال سب کے سب اس حدیث کو حضور انور ﷺ تک نہیں پہنچاتے۔ صرف ایک شخص حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتا ہے کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھا میں ایک تھکے ہوئے اونٹ پر تھا جو سب سے آخر میں تھا جناب نبی اکرم ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا جابر بن عبداللہ ہوں فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ پیچھے چل رہے ہو۔ میں نے کہا میں ایک تھکے ہوئے کمزور اونٹ پر سوار ہوں فرمایا کوئی لکڑی تمہارے پاس ہے۔ میں نے کہا ہاں ہے آپؐ نے فرمایا وہ مجھے دے دو پس وہ میں نے آپ کو دے دی

دنانیر ولك ظهره الی المدینة فلمادنونامن المدینة اخذت ارتحل قال این ترید قلت تزوجت امراة قدخلامنها قال فهلاجارية تلاعبها وتلاعبك قلت ان ابی توفی وترك بنات فاردت ان انکح امراةً قد جربت وخلامنها قال فذلك فلما قدمنا المدینةقال یابلال اقضه وزده فعطاه اربعة دنانیر وزاده قیراطاًقال جابر لاتفارقنی زیادةرسول الله ﷺفلم یکن القیراط یفارق جراب جابربن عبدالله رضی الله تعالی عنه ....

پس آپؐ نے اس کو مارا اور ڈانٹا تو وہ اس مکان سے قوم سے آگے آگے چل رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس بیچ دو میں نے کہا کیوں نہ یارسول اللہ! یہ تو آپؐ کے لئے ہے۔ فرمایا بلکہ اس کو میرے پاس بیچ دو۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کو چار دینار میں لے لیا۔ البتہ مدینہ منورہ تک تم اس پر سواری کر سکتے ہو پس جب ہم لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو میں جلدی چلنے لگا آپؐ نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے عرض کی کہ میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جس کا خاوند فوت ہو چکا ہے فرمایا کیوں نہ تو نے کسی چھوکری سے نکاح کیا کہ تو اس سے دل لگی کرتا اور وہ تیرے سے دل لگی کرتی۔ میں نے عرض کی حضرت میرا باپ فوت ہو چکا ہے۔ اور بیٹیاں چھوڑ کر گیا ہے۔ تو میں نے خیال کیا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور اس کا خاوند مر چکا ہو جس پر آپؐ نے فرمایا یہ ٹھیک کیا پس جب ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ ان کو رقم ادا کر دو اور کچھ زیادہ بھی دے دو چنانچہ اس نے مجھے چار دینار بھی دیئے اور مزید ایک قیراط بھی دیا۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ زیادتی رسول اللہ ﷺ کی میرے سے جدا نہیں ہو گی۔ چنانچہ وہ قیراطِ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی تھیلی سے جدا نہ ہوئی حتیٰ کہ اہل شام نے یوم الحرۃ میں اسے حاصل کر لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لم یبلغه کلهم یہاں تک کلام تمام ہوا۔ قوله اجل یہ فعل منفی کا فاعل ہے۔ جو یہاں مثبت ہو گا اور عرف اور محاورہ پر مبنی ہے۔ اس قسم کی مثالیں محاورات عرب میں شائع ذائع ہیں۔

اخذت ارتحل چنانچہ لشکر سے آگے بڑھ گئے اور جناب نبی اکرم ﷺ سے جدا ہو گئے کیونکہ پہلے تو اونٹ بطئی السیر تھا اب تیز رفتار ہو چکا تھا۔ بدیں سبب آگے بڑھ گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وغیرہ بالجر ہے جس کے معنی ہیں عن غیر عطاء وقوله یزید بعضهم حال ہے اس طرح لم یبلغه بھی حال ہے۔ معنی یہ ہوں گے کہ درآنحالیکہ ان سب لوگوں نے حدیث کو آپؐ تک نہیں پہنچایا بس ان میں سے صرف ایک آدمی نے رفع کیا ہے۔ کرمانیؒ اور قسطلانیؒ نے اس ترکیب کی اور توجیہات فرمائی ہیں۔

فتقدم العسکر یہ اس بات پر مبنی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت جابرؓ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے پہنچے۔ اور حضرت جابرؓ بعد میں آئے جیساکہ کتاب البیوع میں اس کی تصریح آچکی ہے۔ جس کی بنا پر کسی دوسری توجیہ کی ضرورت نہیں ہے۔

باب وکالة الامرأة الامام فی النکاح

ترجمہ۔ عورت کے نکاح کے بارے میں امام اور حاکم وقت کو وکیل بنانا۔

حدیث(۲۱۵۱)حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف الخ عن سهل بن سعد قال جاء ت امرأة الی رسول الله ﷺ فقالت یا رسول الله انی قد وهبت لك من نفسی فقال رجل زوجنیها قال قد زوجنکها بما معك من القران .....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی یارسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو آپؐ کے لئے ہبہ کر دیا تو ایک دوسرے آدمی نے کہا یارسول اللہ! اس کی شادی میرے ساتھ کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا قرآن مجید کا جو کچھ حصہ تیرے پاس ہے اس کے بدلے میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کر دی۔

۔تشریح از قاسمیؒ۔ لك ظهره یہ حضور انور ﷺ کی طرف سے عاریۃ تھی بیع میں شرط نہیں تھی۔ جیساکہ نسائی میں ہے قداعرتك ظهره الی المدینة قال فذلك ای ذالك مبارك اقضه دینه من الجمل یا اونٹ کی قیمت کا قرضہ ادا کردو۔

وزاده قیراطاً اسی جملہ میں ترجمہ ہے کہ حضرت بلالؓ نے عرف کے مطابق قیراط زیادہ کر دیا اگرچہ آپؐ نے زیادتی کی مقدار بیان نہیں فرمائی تھی۔

قد وهبت لك من نفسی یہ موضع ترجمہ ہے گویا کہ یہ تزویج میں وکالۃ ہے۔ اس حدیث سے جواز هبة المرأة للنبی ﷺ ثابت ہوا یہ محض آپ کی خصوصیت ہے جیساکہ قرآن مجید میں ان وهبت نفسها للنبی ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ اب کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ بغیر حق مہر ادا کئے کسی شرمگاہ میں جماع کرے۔ خواہ وہ اس کو ہبہ کیوں نہ کر دیا جائے۔

بمامعك من القران امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں تعلیم قرآن پر نکاح جائز ہوگا۔ تعلم قرآن زوج پر لازم ہوگی۔ باقی ائمہ فرماتے ہیں کہ مہر مثل واجب ہوگا اس لئے کہ وابتغوا باموالکم کا حکم ہے۔ اور تعلیم قرآن کوئی مال نہیں۔ اور سب حضرات کا اجماع ہے کہ سورة من القران حق مہر نہیں ہے۔ بمامعك من القران میں باسببیہ اور برکت کے لئے ہوگی۔ بنابریں مہر مثل واجب ہوگا۔

باب اذاوكل رجلاً فترك الوكيل شيئاً فاجازه المؤكل فهوجائز وان اقرضه الى اجل مسمى جاز وقال عثمان بن الهيثم بسندآخر۔

ترجمہ۔باب ہے جب کسی آدمی نے کسی کو وکیل بنایا وکیل نے کسی چیز کا ذکر چھوڑ دیا پس مؤکل نے اس کو جاری کر دیا تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس نے مدت معلوم تک قرضہ دے دیا تو یہ بھی جائز ہے اور عثمان بن ہیثم نے دوسری سند سے اسے بیان کیا ہے۔

حديث(۲۰۵۲)عن ابی هريرةؓ قال وكلنى رسول الله ﷺ بحفظ زكوة رمضان فاتانى اتٍ فجعل يحثوامن الطعام فاخذته وقلت والله لارفعنك الى رسول الله ﷺ قال انى محتاج وعلى عيال ولى حاجة شديدة قال فخليت عنه فاصبحت فقال النبى ﷺ يا اباهريرةؓ مافعل اسيرك البارحة قال قلت يارسول الله شكاحاجة شديدة وعيالاً فرحمته فخليت سبيله قال امانه قدكذبك وسيعود فعرت انه سيعود لقول رسول الله انه سيعود فرصدته فجاء يحثوامن الطعام فاخذته فقلت لارفعنك الى رسول الله ﷺ قال دعنى فانى محتاج وعلى عيال لااعود فرحمته فخليت سبيله فاصبحت فقال لى رسول الله ﷺ يااباهريرةؓ مافعل اسيرك قلت يارسول الله شكاحاجةً شديدةً وعيالاً فرحمته فخليت سبيله قال امانه قد كذبك وسيعود فرصدته الثالثة فجاء يحثوامن الطعام فاخذته

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف کے فطرانے کی حفاظت کیلئے مقرر فرمایا تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور غلہ گندم سے چلو بھرنے لگا جس کو میں نے پکڑ لیا۔ اور میں نے کہا اللہ کی قسم! میں تیرا معاملہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور پہنچاؤں گا۔ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں مجھ پر عیالداری ہے اور مجھے ضرورت سخت ہے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا تو جب میں صبح کو آیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہؓ! وہ گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے کہا یارسول اللہ! اس نے ضرورت شدیدہ اور عیالداری کی شکایت کی۔ مجھے اس پر رحم آگیا۔ جس کو میں نے چھوڑ دیا آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہؓ اس نے آپ سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا۔ میں جان گیا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے قول سیعود کے مطابق واپس آئے گا تو میں نے اس کا انتظار کیا پس اس نے آ کر غلہ اٹھانا شروع کیا پھر میں نے اس کو پکڑ لیا اور میں نے کہا کہ اب تو میں تیرا معاملہ ضرور جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اٹھاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور مجھ پر عیالداری ہے میں نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آ گیا اور میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ تو صبح کو جب میں آپؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہؓ!

فقلت لارفعنك الی رسول الله ﷺ وھذا اخر ثلث مرّاتٍ انك تزعم لاتعود ثم تعود قال دعنی اعلمك كلماتٍ ینفعك الله بها قلت ماھو قال اذااویت الی فراشك فاقرأ ایة الكرسی الله لااله الاھو الحی القیوم حتی تختم الایة فانك لن یزال علیك من الله حافظ ولایقربنك شیطان حتی تصبح فخلیت سبیله فاصبحت فقال لی رسول الله ﷺ مافعل اسیرك البارحة قلت یارسول الله زعم انه یعلمنی كلمات ینفعنی الله بها فخلیت سبیله قال ماھی قلت قال لی اذااویت الی فراشك فاقرأ ایة الكرسی من اوّلها حتی تختم الله لااله الاھو الحی القیوم وقال لی لن یزال علیك من الله حافظ ولایقربك شیطان حتی تصبح وكانوا احرص شیئ علی الخیر فقال النبی ﷺ امااِنه قد صدقك وھو كذوب تعلم من تخاطب منذ ثلث لیال یااباھریرةؓ قال لاقال ذاك شیطانٌ ...

تیرے قیدی کا کیا ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس نے سخت ضرورت اور عیالداری کی شکایت کی جس پر مجھے رحم آگیا تو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا خبر دار! بیشک وہ آپ کے ساتھ جھوٹ بول گیا ہے۔ اور وہ عنقریب واپس آئے گا تو میں نے تیسری مرتبہ اس کا انتظار کیا پس وہ آ کر غلہ اٹھانے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور میں نے کہا کہ اب تو تیرا معاملہ ضرور بالضرور جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچاؤں گا۔ اور یہ تیسری مرتبہ کا آخری دور ہے۔ تو نے کہا تھا کہ میں واپس نہیں آؤں گا۔ لیکن پھر تو واپس آگیا۔ کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں تجھے چند ایسے کلمات سکھاؤں گا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا۔ میں نے کہا وہ کیا ہے کہنے لگا جب تم بستر پر آرام کرنے کے لئے جاؤ تو آیۃ الکرسی کو پڑھو۔ ترجمہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ جاوید اور تھامنے والا ہے یہاں تک کہ آیت کو ختم کرو۔ پس اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر نگران و نگہبان مقرر ہو گا اور صبح ہونے تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ جس پر میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پس جب میں صبح کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ گذشتہ شب تمہارے قیدی کا کیا ہوا

میں نے کہا یارسول اللہؐ اس نے بتلایا کہ میں تجھے چند ایسے کلمات سکھلاؤں گا جن کی بدولت اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا۔ جس پر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں۔ میں نے کہا کہ اس نے مجھ سے کہا جب تم بستر پر آرام کرنے کے لئے جاؤ تو اوّل سے لے کر آیت کے ختم تک آیۃ الکرسی الله لا اله الاهو الحی القیوم پڑھو اور اس نے میرے سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر نگہبان مقرر ہو گا۔ اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ اور یہ صحابہ کرامؓ بھلائی کے زیادہ حریص تھے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا خبر دار! تھا وہ بہت جھوٹا لیکن یہ بات تجھ سے سچی کہی ہے۔ اے ابو ہریرہؓ کیا تمہیں علم ہے کہ تین راتوں سے آپ کس سے خطاب کر رہے ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ شیطان ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجمہ سے اس طرح مطابقت ہوئی کہ حضرت ابو ہریرۃؓ فطرانے کی حفاظت کے وکیل تھے جب انہوں نے شیطان قیدی چھوڑ دیا اور جب آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی تو آپؐ نے بھی خاموشی اختیار فرمائی تو یہ آپؐ کی طرف سے اجازت ہوگئی۔ اگر سوال ہو کہ مدت مقررہ تک قرضہ دینے کا جواز کہاں سے ثابت ہوا۔ جواب یہ ہے مہلبؒ فرماتے ہیں کہ غلہ صدقہ کا جمع تھا جب چور نے اس کو لیا اور محتاج کا عذر بیان کرنے پر اسے چھوڑ دیا گیا تو گویا کہ یہ صدقہ کا غلہ تقسیم ہونے کے وقت اسے قرضہ دیا گیا۔ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ فطرے کے لئے تین دن پہلے صدقہ کا غلہ جمع کرتے تھے پھر اسے تقسیم کرتے تھے۔ تو گویا تقسیم کے وقت تک یہ قرضہ دیا گیا۔

باب اذاباع الوکیل شیئاً فاسداً فبیعه مردود ۔

ترجمہ۔ جب وکیل کسی چیز کو بیع فاسد کے طور پر بیچے تو اس کی بیع مردود ہوگی۔

حدیث (۲۱۵۳) حدثنا اسحق بن یحیی الخ سمع اباسعید الخدریؓ قال جاء بلالؓ الی النبی ﷺ بتمر برنی فقال له النبی ﷺ من این هذا قال بلالؓ کان عندنا تمر ردی فبعت منه صاعین بصاع لنطعم النبی ﷺ فقال النبی ﷺ عند ذلك اوه اوه عین الربا عین الربا لاتفعل ولکن اذا اردت ان تشتری فبع التمر ببیع اخر ثم اشتره ..

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں حضرت بلالؓ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجور لائے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے لائے تو حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ردی کھجور تھی جس کے دو صاع کے بدلے ایک صاع خرید کیا تاکہ جناب نبی اکرم ﷺ اسے تناول فرمائیں۔ تو اس وقت جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا او۔ او۔ یہ تو بالکل سود ہے۔ ایسا نہ کرو۔ لیکن جب تم اس کو خرید کرنا چاہو تو اس ردی کھجور کو دوسری بیع نقد پر بیچ دو پھر اس کے بدلے خرید کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فبیعه مردود ان حضرات کے نزدیک چونکہ بیع فاسد اور باطل میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے فاسد بول کو باطل مراد لیتے ہیں۔ اور احنافؒ کے نزدیک ان دونوں میں فرق ہے تو بیع فاسد مردود ہوگی۔ بایں معنی کہ اس کا رڈ کرنا واجب ہے اور قابل فسخ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کتاب البیوع میں بیع فاسد اور باطل کا فرق گذر چکا ہے۔ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں رد بیع کی تصریح نہیں ہے۔ شاید اس سے دوسرے طریق مسلم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا هذا الربا فردّہ

ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ دو مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ایک تو قبل تحریم الربوا ہے جس میں ردّ کا حکم وارد نہیں ہوا۔ دوسرا قصہ بعد تحریم الربوا ہے۔ جس میں ردّ کرنے کا حکم وارد ہے۔ تعدد واقعہ پر سواد بن غزیہ عامل خیبر کا واقعہ دلالت کرتا ہے۔ حضرت بلالؓ کی حدیث میں ہے کہ خذ تمرك وبعه بحنطة وشعير ثم اشتربه من هذا التمر الخ کہ اپنی کھجور واپس لے کر گندم یا جو کے عوض بیچ دو۔ پھر اس کے بدلہ یہ کھجور خرید کر کے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت بلالؓ کا قصہ مدینہ کا ہے اور دوسرا واقعہ خیبر کا ہے جس میں ردّ کرنا مشکل تھا۔ اس لئے بیع فاسد کے بیان پر تنبیہ پر اکتفا کیا۔ اور قبضہ سے ملک کو ثابت کیا۔ شاید اسی کی طرف شیخ گنگوہیؒ نے اشارہ فرمایا نحن فرقنا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ متن حدیث سے بیع کا ردّ ہونا ترجمہ کی حدیث سے کئی طرح سے ثابت ہے۔ پہلا اوہ اوہ کے لفظ سے۔ دوسرا عین الربوا۔ تیسرا لاتفعل۔ چوتھا ولکن ان اردت الخ سے کئی طرح سے بیع فساد کو بیان فرمایا۔

باب الوكالة فى الوقف ونفقته وان يطعم صديقا له وياكل بالمعروف

ترجمہ۔ وقف کرنے پر وکیل بنانا اور وکیل کا خرچ کرنا اپنے دوست کو کھلانا اور یہ کہ وہ دستور کے مطابق کھائے

حدیث(۲۱۵۴)حدثنا قتيبة بن سعيد الخ

عن عمرو قال فى صدقة عمرؓ ليس على الولى جناح ان ياكل ويؤكل صديقاً غير متاثل مالا فكان ابن عمرؓ هو يلى صدقة عمر يهدى للناس من اهل مكة كان ينزل عليهم ......

ترجمہ۔ عمروؒ نے حضرت عمرؓ کے صدقہ کے بارے میں فرمایا کہ متولی اور وکیل پر گناہ نہیں ہے کہ وہ خود بھی کھائے اپنے دوست کو بھی کھلائے۔ بشرطیکہ مال کو جمع کرنے والا نہ ہو حضرت ابن عمرؓ حضرت عمرؓ کے صدقہ کے وکیل بنتے تھے کہ اہل مکہ کے جو لوگ ان کے پاس آتے تھے انہیں حضرت عمرؓ کے صدقہ سے ہدیہ دیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ اس باب سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وکالۃ جس طرح بندوں کے خالص املاک میں چالو ہوتی ہے۔ اس طرح اوقاف میں بھی وکالۃ ہو سکتی ہے۔ بعد ازاں خالص حقوق اللہ جو عبادات کے مغایر ہیں ان میں بھی دوسرے باب میں وکالت کو ثابت کیا ہے۔ قوله صدقة تنوين عط محض ہے۔ جمیع رواۃ حدیث کے نزدیک صدقه عمر اضافت کے ساتھ ہے کہ سفیان بن عینیہ نے عمرو بن دینار سے روایت کی جس نے صدقه عمر سے واقعہ بیان کیا۔

باب الوكالة فى الحدود

ترجمہ۔ حدود الٰہی میں وکیل بنانا

حدیث (۲۱۵۵) حدثنا ابوالولید الخ عن زیدبن خالد وابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال واغدیاانیس الی امرأة هذافان اعترفت فارجمها

ترجمہ۔ حضرت زیدبن خالدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ دونوں جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اے انیس! صبح سویرے اس کی عورت کی طرف جاؤ پس اگر وہ زنا کا اقرار کرلے تو اسے رجم کردو۔

حدیث (۲۱۵۶) حدثناابن سلام الخ عن عقبة بن الحارثؓ قال جیٔ بالنعیمان اوبن النعیمان شارباً فامررسول الله ﷺ من کان فی البیت ان یضربوا قال فکنت انافیمن ضربه فضربناه بالنعال والجرید .....

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ نعیمان یا نعیمان کے بیٹے کو جس نے شراب پی ہوئی تھی لایا گیا تو جو لوگ گھر میں موجود تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اس کی پٹائی کریں چنانچہ میں بھی ان لوگوں مین تھا جنھوں نے اس کی پٹائی کی تو ہم نے اس کو جوتوں اور کھجور کی لکڑیوں سے مارا

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وکالة فی الحدود کا مسئلہ اختلافی ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حقوق اللہ تعالیٰ جیسے حد زنا اور حد سرقہ اس میں وکالت جائز نہیں ہے اس لئے کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ وکالة فی الحدود کو ثابت کرنے اور اس کو پورا کرنے میں حدیث انیسؓ سے استدلال کرتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ حدیث غامدیہؓ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ رجم کرتے وقت امام کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے اس طرح اگر گواہوں سے رجم کا ثبوت ہو تب بھی امام کا حاضر ہونا لازم نہیں امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ امام کی حاضری مطلقاً ضروری قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح گواہوں کی حاضری بھی لازم ہے۔ بلکہ اگر رجم اقرار سے ثابت ہوا ہے تو رجم کی ابتدا امام کرے۔ اگر گواہوں سے ثابت ہے تو گواہ ابتدا کریں۔ لیکن میرے نزدیک امام احمدؒ کی طرف نسبت صحیح نہیں۔ اس لئے کہ مغنی میں ہے لا یجب ان یحضر الامام ولاالشهود وبهذاقال الشافعیؒ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے الرجم رجمان ان کان ثبت باقرار فاوّل من یرجم الامام ثم الناس وماکان ببینة فاول من یرجم البینة ثم الناس باقی حضرت انیسؓ کو آپؐ نے حاکم بنا کر بھیجا۔ اور انہیں مسئلہ بتلا دیا کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس اس کا اقرار ثابت نہیں ہوا تھا۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ آپؐ نے ان کو رجم کا حکم دیا ہو۔ البتہ یہاں حدیث میں ایک اشکال ہے کہ زنا کے معاملہ میں پردہ پوشی کا حکم ہے۔ قاضی کو تفتیش احوال کا حکم نہیں ہے بلکہ اسے تو تلقین کرنی چاہیئے۔ حافظؒ اور نوویؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ انیسؓ کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ اگر وہ انکار کرے تو قاذف پر حد قذف کا مطالبہ کرے۔ اس تاویل کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان کو حد زنا قائم کرنے کے لئے بھیجا حالانکہ وہ مراد نہیں ہے۔ کیونکہ حد زنا میں تجسس کے ذریعہ احتیاط کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ تلقین المقر مستحب ہے جیسا کہ حضرت ماعز اسلمیؓ کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے۔ تو اب اعترفت کا قول ان انکرت کے مقابل ہوگا۔ کہ اگر وہ انکار کرے تو حد قذف کے مطالبہ کا

اسے حق حاصل ہے۔ تو اس احتمال کی وجہ سے اس عبارت کو حذف کر دیا گیا۔ ای فلوانکرت وطلبت فاجیبت جیسا کہ نسائی اور ابوداؤد کی روایت سے ثابت ہے کہ مرد نے زنا کا اقرار کیا تو اسے کوڑے مارے گئے۔ عورت سے پوچھا گیا تو اس نے کہا اس نے جھوٹ بولا تو اس پر حد قذف اسی ۸۰ کوڑے بھی قائم کی گئی۔

ثم الوکالة فیھا ای فی حقوق الله التی ھی العبادات تو اس بارے میں امام بخاریؒ ترجمہ قائم کر چکے ہیں الوکالة فی البدن وتعاھدھا لیکن موفق نے اس میں تفصیل بیان کی ہے کہ جن عبادات کا تعلق مال سے ہے جیسے زکوٰۃ۔ صدقات کفارات وغیرہ تو ان کے قبض کرنے اور تقسیم کرنے میں وکیل بنانا جائز ہے۔ اسی طرح حج میں توکیل جائز ہے۔ جب کہ محجوج عنه خود حج کرنے سے عاجز ہو۔ لیکن عبادات محضه جیسے نماز۔ روزہ۔ طھا رت من الحدث ان میں توکیل جائز نہیں ہے چونکہ ان کا تعلق بدن سے ہے اس لئے غیر اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت انیسؓ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ عورت اسلمیه تھی تو قبیلہ اسلم پر امیر انہیں میں سے مقرر فرمایا تاکہ غیر کی امارت سے نفرت نہ کی جائے۔ اور ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ نعیمان بدری صحابی تھا جو نیک آدمی تھا جس پر حد جاری ہوئی۔ وہ اس کا بیٹا تھا۔

باب الوکالة فی البدن وتعاھدھا

ترجمہ۔ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے میں وکیل بنانا اور ان کی نگرانی کرنا۔

حدیث (۲۱۵۷) حدثنا اسماعیل بن عبدالله الخ عن عمرة بنت عبدالرحمن انها اخبرته قالت عائشةؓ انا فتلت قلائد ھدی رسول الله ﷺ بیدی ثم قلدھا رسول الله ﷺ بیدیه ثم بعث بھا مع ابی فلم یحرم علی رسول الله ﷺ شیٔ احله الله له حتی نحر الھدی ......

ترجمہ۔ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن خبر دیتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ہی قلادے ڈالے۔ پھر ان کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بھیج دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کی تھی۔ یہاں تک کہ قربانیاں ذبح کر دی گئیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے وکالة بالبدن تو ثابت ہوئی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کو لے کر گئے اور تعاہد کا ثبوت شاید اس سے ثابت ہو کہ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے قلادے ڈالے۔

باب اذاقال الرجل لوکیله ضعه حیث اراك الله وقال الوکیل قدسمعت ماقلت

ترجمہ۔ جب آدمی اپنے وکیل سے کہے اس چیز کو اس جگہ رکھو جہاں اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھائے اور وکیل کہے جو کچھ آپ نے کہا میں نے سن لیا۔

حدیث(۲۱۵۸)حدثنایحیی ابن یحیی رحمه الله انه سمع انس بن مالك رضي الله عنه يقول كان ابوطلحة اكثر الانصار بالمدينة مالاوكان احب امواله اليه بيرحاء وكانت مستقبلةالمسجدوكان رسول الله ﷺ يدخلها ويشرب من ماءٍ فيها طيب فلمانزلت لن تنالو البر حتي تنفقوا مماتحبون قام ابوطلحة رضي الله عنه الى رسول الله ﷺ فقال يارسول الله ﷺ ان الله تعالى يقول في كتابه لن تنالوالبر حتى تنفقوا مماتحبون وان احب اموالى الى بيرحاء وانه صدقة لله ارجوبرهاوذخرها عندالله فضعها يارسول الله حيث شئت فقال بخ ذلك مال رائح ذلك مال رائح قدسمعت ماقلت فيها وارى ان تجعلها فى الاقربين قال افعل يارسول الله قسمها ابوطلحة رضي الله عنه فى اقاربه وبنى عمه تابعه اسماعيل عن مالك وقال روح عن مالك رابح ......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ مدینہ منورہ میں انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا محبوب مال بیر حاء تھا۔ جو مسجد نبویؐ کے بالکل سامنے تھا اور جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آکر اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ پس جب آیت لن تنالواالبر ترجمہ کہ تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو اتری تو حضرت ابو طلحہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں لن تنالواالبر حتی الآیۃ اور میرے نزدیک میرا محبوب ترین مال بیر حاء ہے۔ وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے جس کی بھلائی اور اس کے عنداللہ ذخیرہ ہونے کی امید کرتا ہوں پس یارسول اللہ جہاں آپ کی مرضی ہو وہاں اس کو رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا مبارک ہو یہ مال تو آنے جانے والی چیز ہے جو کچھ آپ نے اس کے بارے میں کہا اسے میں نے سن لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں۔ انہوں نے فرمایا یارسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

اسماعیل نے متابعت کی۔ مالک کی سند میں رابح ہے یعنی مال نفع دینے والا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ انی اری ان تجعلها یہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے وکیل بنانا تھا۔ اور ان کے صدقہ کو قبول کرنے کے بعد اپنا نائب بنانا تھا۔ قبولیت صدقہ ضعها یا رسول الله حیث شئت سے معلوم ہوئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ نے ترجمہ کا شاہد انها صدقة لله کو قرار دیا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہیں کیا اگرچہ آپؐ نے اس کو خود خرچ نہیں کیا بلکہ خود ابو طلحہؓ کو حکم دیا کہ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں اس سے معلوم ہوا کہ وکالۃ اس وقت تمام نہیں جب تک وکیل اسے قبول نہ کرے۔ اس لئے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے تو فرمایا ضعها حيث اراك الله لیکن آپؐ نے اسے رد کر دیا۔ بعد ازاں آپؐ نے فرمایا اری ان تجعلها فی الاقربین۔ علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ نے یہی کہا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اکثر انصاری اس لئے فرمایا کہ ہر ایک انصار کے آدمی سے اکثر مالدار تھے۔ ورنہ اکثر الانصار کہنا چاہئے تھا۔ بیرحاء کی مراد میں بہت اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ یہ ایک باغ تھا۔ رابح اور ایک طریق میں رائج ہے رائح بمعنی ذاهب رابح بمعنی نافع اور رائج چالو مال۔

باب وکالة الامين فی الخزانة ونحوها

ترجمہ۔ امین (امانتدار) خزانہ وغیرہ میں وکیل ہوتا ہے

حدیث (۲۱۵۹) حدثنا محمد بن العلاء الخ عن ابی موسیٰؓ عن النبی ﷺ قال الخازن الامين الذی ينفق وربما قال الذی يعطی ما امر به كاملا موفرا طيب نفسه الی الذی امر به احد المتصدقين

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا خزانچی امانتدار ہے۔ جو خرچ کرتا ہے یا دیتا ہے اور چیز کا جسے حکم دیا ہے کامل پورا اور خوشدلی سے اس شخص کو دیتا ہے جس کے دینے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔

یہ روایت مع تشریح کے گذر چکی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابواب الحرث والمزارعة وماجاء به

ترجمہ۔ ابواب کھیتی اور مزارعۃ اور جو کچھ اس بارے میں آیا ہے

باب فضل الزرع والغرس اذااکل منه قول اللّٰہ تعالی افرئیتم ماتحرثون، انتم تزرعونه ام نحن الزارعون لو نشاء لجعلناه حطاما۔۔۔۔

ترجمہ۔ کھیتی باڑی کی فضیلت اور درخت لگانا جب کہ اس سے کھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ۔ بتلاؤ یہ جو تم کھیتی باڑی کرتے ہو ہم ان کو اگانے والے ہیں یا تم اگانے والے ہو اگر ہم چاہتے تو ان کو خشک بنادیتے۔

حدیث(۲۱۶۰)حدثناقتيبة بن سعيد الخ عن انس بن مالكؓ قال قال رسول اللهﷺ ما من مسلم يغرس غرسااو يزرع زرعا فياكل منه طير اوانسان اوبهيمةالا كان له به صدقة وقال مسلم حدثنا انس عن النبیﷺ .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے کوئی پھلدار درخت لگایا یا کوئی کھیتی کاشت کی۔ پس اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی جانور کھالیتا ہے تو یہ اس کی بدولت اس کے لئے صدقہ ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ له به صدقة کیونکہ اس نے خرچ کیا ہے یہ تو اس وقت ہے جب اس کی صدقہ کی نیت نہ ہو۔ اگر صدقہ کی نیت سے کرتا ہے تو اس میں تو بہت فضل ہے۔ لیکن اس میں نظر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ مزارعۃ اراضی کی پیداوار پر معاملہ کرنا جب کہ بیج مالک کی طرف سے ہو۔ اگر بیج عامل کی طرف سے ہے تو اسے مخابرہ کہتے ہیں اگر دونوں مساقات سے الگ ہوں تو دونوں باطل ہیں۔ کیونکہ آپؐ نے مزارعۃ سے

منع فرمایا ہے۔کما فی مسلم۔اور مخابرہ سے بھی منع فرمایاکما فی الصحیحین ۔وجہ یہ ہے کہ جب زمین کے منافع اجارہ سے حاصل ہو سکتے ہیں تو پیداوار پر معاملہ کرنا جائز نہیں۔ خلاف درختوں کے کہ ان پر اجارہ کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے مساقات کو جائز رکھا گیا خطابی وغیرہ حضرات نے مزارعۃ کو صحیح کہا ہے۔اور نہی کی اخبار کو مخصوص قطعہ کی پیداوار ایک کے لئے اور دوسری دوسرے کے لئے پر حمل کیا ہے۔درمختار میں ہے کہ لاتصح عندالامام لانها لقفنه الطحان اور صاحبینؒ کے نزدیک صحیح ہے۔اور ضرورت کی وجہ سے فتویٰ بھی انہیں کے قول پر ہے لیکن ان کی آٹھ شرطیں ہیں جو اوجز میں مذکور ہیں۔جس میں ہے کہ جمہور تو اس کے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن بعض تو اس کو صرف دراہم اور دنانیر پر جائز کہتے ہیں۔اور بعض زمین کا کرایہ ماسواغلہ کے باقی سب چیزوں سے جواز کے قائل ہیں۔اور بعض حضرات بکل العروض والطعام وغیرہ ذلك سے مزارعۃ کے جواز کے قائل ہیں۔حافظؒ فرماتے ہیں کہ مامن مسلم کی قید سے کافر خارج ہو گیا اس لئے کہ صدقہ سے ثواب مقصود ہوتا ہے۔کافر اس کا اہل نہیں ہے۔البتہ کافر کو اس کا بدلہ دنیا میں دیا جائے گا۔یا یہ کہ آخرت میں اس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے زراعت اور درخت لگانے کی فضیلت معلوم ہوئی۔اور یہ بھی کہ زراعت افضل المکاسب ہے۔لیکن اکثر احادیث کسب بالید کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔بعض نے تجارت کو اور بعض نے صنعت کو افضل کہا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عمل بالید افضل ہے۔خواہ وہ زراعت ہی کیوں نہ ہو۔

فیه نظر سے اذالم ینوبه التصدق کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔کیونکہ یہ مشہور حدیث کے خلاف ہے۔وہ انما الاعمال باالنیات ہے لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں زارع اور غارس کا ثواب ذکر کیا گیا ہے۔کیونکہ اس سے چرند اور انسانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

باب مایحذر من عواقب الاشتغال بالةالذرع اومجاوزة الحد الذی امر به

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں کہ کھیتی کے آلات میں مشغول ہونے کے انجام سے ڈرایا گیا ہے اور جب کہ مامور کی حد سے تجاوز کر جائے۔

حدیث(۲۱۶۱)حدثنا عبدالله بن یوسف الخ عن ابی امامة الباهلی قال ورای سکة وشیئاً من الةالحرث فقال سمعت النبی ﷺ یقول لا یدخل هذابیت قوم الاادخله الذل قال محمد واسم ابی امامة صدی بن عجلان .....

ترجمہ۔ حضرت امامہ باہلیؓ نے فرمایا کہ انہوں نے ہل یا کھیتی کاشت کرنے کا کوئی آلہ دیکھا تو فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کسی قوم کے گھر میں یہ آلات داخل نہیں ہوتے مگر اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت داخل فرما دیتے ہیں۔امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ابو امامہ کا نام صدی بن عجلان تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ادخله الله الذل یہ ذلت اس شخص کے لئے ہے جو خراجی زمین کاشت کرتا ہو۔ یا یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو زراعت کے امور میں منہمک ہو کر اوامر اور نواہی شرع سے غافل ہو جائے تو اسے دین اور دنیا کی ذلت ہی حاصل ہو گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن التینؒ فرماتے ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ کی خبر بالمغیبات ہے۔ کیونکہ آج کل اکثر نظام اہل حرث پر ہوتے ہیں تو اس سے امام بخاریؒ نے دونوں حدیثوں کے جمع کی طرف اشارہ فرمایا۔ پہلی حدیث سے فضیلت ثابت ہوئی اور امامہ باہلی کی روایت سے انہماک کی وجہ سے ذلت دنیا اور آخرت حاصل ہو گی۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ابو امامہ کا کلام اس شخص کے بارے میں ہے جو خود زراعت کا عمل کرے۔ اور جو کارندوں سے کام لے وہ زمیندار اس کا مصداق نہیں ہو گا۔

الحاصل زراعت میں ذلت دنیا عزت آخرۃ بھی ہے کیونکہ اس پر ثواب حاصل ہو گا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب مسلمان زراعت میں مشغول ہو جائیں گے تو دشمن سے غافل ہونے کی وجہ سے ذلت کا شکار ہوں گے۔ کہ جہاد انہوں نے ترک کر دیا۔

باب اقتناء الكلب للحرث

ترجمہ۔ کھیتی کے لئے کتا پالنا

حدیث (۲۱۶۲) حدثنامعاذبن فضالة الخ عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ مامسك كلباً فانه ينقص كل يوم من عمله قيراط الاكلب حرث اوماشية قال بن سيرين وابوصالح عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ كلب صيدٍ اوماشيةٍ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کتے کو روک رکھا ہے اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی کرے گا البتہ کھیتی کا کتا یا مویشی کی نگرانی والا اور ابن سیرین نے سند سے فرمایا کہ بکریوں کی حفاظت کرنے والا کتا یا کھیتی والا یا شکار کرنے والا مستثنیٰ ہیں۔ اور ابو حازم کی روایت سے شکاری کتے اور مویشی کے کتے کا استثناء ہے۔

حدیث (۲۱۶۳) حدثناعبدالله بن يوسف الخ انه سمع سفيان ابن ابی زهيررجلا من ازدشنوءة وكانمناصحاب النبی ﷺ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من اقتنى كلبالايغنى عنه زرعاً ولاضرعاً نقص كل يوم من عمله قيراط

ترجمہ۔ حضرت سفیان ابن ابی زہیر جو قبیلہ ازد شنوأۃ کے ایک آدمی تھے جو نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے کتا پالا کہ اس کی زراعت اور تھن والے جانور کے لئے ضرورت نہیں تھی تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کے ثواب کی کمی ہو گی میں نے پوچھا کیا آپ نے خود اس کو

قلت انت سمعت هذامن رسول اللهﷺ قال ای ورب هذاالمسجد.....

جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا انہوں نے فرمایا ہاں مجھے اس مسجد کے رب کی قسم ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اقتناء کلب الحرث۔ امام بخاریؒ اقتناء کلب جو ممنوع تھا اس کی اباحت سے اباحة حرث ثابت فرمارہے ہیں کیونکہ کھیتی باڑی کی وجہ سے جب کتے کا پالنا اور رکھنا جائز ہوا تو کم از کم جواز کا درجہ اباحت تو ضرور ہوگا۔ قیراط کی مقدار عنداللہ معلوم ہے باقی بعض روایات میں قیراطان بھی آیا ہے تو یہ اختلاف دیہی اور شہری کے فرق سے ہوگا کہ قیراط شہروں کے اندر اور قیراطان کا نقصان دیہاتوں کے اندر ہوگا۔ نقص اجر کے اسباب میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ ملائکہ ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا یہ کہ آنے جانے والے کو ایذا پہنچاتے ہیں یا اکثر نجاسات کھانے کی وجہ سے یا بدبو کی وجہ سے۔ بہر حال کلب حرث کلب ماشیہ اور کلب صید کی اباحت ثابت ہوئی۔ ان کے علاوہ کتے پالنا ممنوع ہوگا۔

باب استعمال البقرللحراثة

ترجمہ۔ کھیتی باڑی کے لئے بیل کو استعمال کرنا

حدیث(۲۱۶۴)حدثنامحمد بن بشار الخ

عن ابی هریرةؓ عن النبیﷺ قال بینما رجل راکب علی بقرة التفت الیه فقالت لم اخلق لهذا خلقت للحراثة قال امنت به اناوابوبکر وعمر واخذالذئب شاةً فتبعها الراعی فقال الزئب من لها یوم السبع یوم لاراعی لها غیری قال امنت به اناوابوبکر وعمر قال ابوسلمة وماهما یومئذ فی القوم.....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ دریں اثنا کہ ایک آدمی بیل پر سوار تھا کہ وہ بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ میں تو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ میری پیدائش تو کھیتی باڑی کے لئے ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر میں بھی ایمان لایا۔ ابوبکرؓ بھی اور عمرؓ بھی۔ اور ایک بھیڑیئے نے بکری کو پکڑ لیا۔ چرواہا اس کے پیچھے بھاگا اور اسے چھڑوالیا تو بھیڑیا کہنے لگا کہ درندوں والے دن اس کا کون ضامن ہوگا جس دن میرے سوا اس کا کوئی نگران نہیں ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایمان لے آئے

ابو سلمہ راوی فرماتے ہیں کہ وہ دونوں حضرات اس دن قوم میں موجود نہیں تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ اس سے سواری کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ اس کی پیدائش کھیتی باڑی کیلئے ہے لیکن رکوب بھی جائز ہے ورنہ آپؐ نکیر فرمادیتے آپؐ نے نہ رکوب کا انکار کیا اور نہ بیل کے کلام پر اعتراض کیا معلوم ہوا دونوں جائز ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث آنجناب نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی علامت ہے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمایا آخر زمانہ میں لوگ صدقات وعشر وغیرہ میں ظلم کریں گے۔ زیادہ وصولی کے علاوہ مار پٹائی حبس اور ڈانٹ ڈپٹ اس کے علاوہ ہو گی جس کا مشاہدہ آج کل ہو رہا ہے کہ کسان بے چارے زر خرید غلاموں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک جاگیر دار مر جاتا ہے تو اس کا بیٹا مسلط ہو جاتا ہے۔

ارجنا خراجية حدیث شریف کی توجیہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان خراجی زمین کاشت کرے گا۔ اگرچہ علامہ سرخسیؒ نے مبسوط میں لکھا ہے کہ لا يكره للمسلم اداء خراج الارض کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ۔ حسن بن علی۔ اور شریح رضی اللہ عنہم کی اراضی سوڈان میں تھیں۔ جن کا وہ خراج ادا کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ خراج الارض ذلت نہیں خراج الاعناق ذلت ہے کہ مسلمان زراعت میں مشغول ہو کر جہاد سے غافل ہوں گے۔ تو دشمن طاقتور ہو کر ان کو ذلیل وخوار کرے گا۔

اصل وصفها للحراثة درمختار میں ہے کہ جاز ركوب الثور وتحميله یعنی سواری اور بوجھ رکھنا جائز ہے آمنت به انا ابو بکرؓ۔ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آپ کا فرمان ان شیخین کے ایمان پر وثوق اور قوت یقین کا اظہار ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ يوم السبع علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ لوگ مدینہ کو اچھی حالت میں چھوڑ جائیں گے۔ اور وہاں صرف درند اور پرندہی مدینہ کا احاطہ کریں گے۔ يوم السبع سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

باب اذا قال اكفني مؤنة النخل اوغيره وتشركني في الثمر۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ کھجور کا خرچہ وغیرہ تمہارے ذمہ اور مجھے اس کے پھل میں شریک کر دو۔

حدیث (۲۱۶۵) حدثنا الحكم بن نافع الخ عن ابی هريرةؓ قال قالت الانصار للنبی ﷺ اقسم بيننا وبين اخواننا النخيل قال لا فقالوا تكفونا المؤنة ونشركتم فی التمر قالوا سمعنا واطعنا...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرات انصار نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا آپؐ کھجوروں کے درختوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجرین بھائیوں میں تقسیم فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں پھر انہوں نے کہا کہ تم لوگ کھجور کے خرچہ وغیرہ کے ضامن بن جاؤ۔ ہم تمہیں پھلوں میں شریک بنا لیں گے۔ انہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور کہنا مان لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اكفني مؤنة النخل ممکن ہے یہ مقولہ اراضی کے مالکین کا ہو اور تشركني اور نشرك یہ مقولہ محنت کش کا ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ انصار نے مہاجرین کو اپنی اراضی عطیہ کے طور پر دے کر ان کو مالک بنانا چاہا مہاجرین نے فرمایا

کہ ہمیں تمہاری یہ بخشش قبول ہے لیکن اس کے خرچہ اور دیکھ بھال کے ذمہ دار تم بن جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کشادگی لے آئے اور پھل میں ہمیں شریک بنالو۔ جس کو انصار نے قبول کر لیا۔ اس بنا پر عامل انصار ہوں گے پھر اس حدیث کو ابواب المزارعة میں داخل کرنے کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ ان کا فعل مزارعت کے مشابہ ہوا۔ کیونکہ زمین مہاجرین کی ہوئی۔ پھر مہاجرین سے انصار کی طرف باعتبار ثلث نصف وغیرہ کے منتقل ہوئی۔ اگر یہ مقولہ انصار کا ہو تو پھر مزارعین مہاجرین ہوں گے تو اس وقت روایت کا باب میں داخل کرنا ظاہر ہے کہ زراعت مہاجرین نے کی اور انصار کو پھلوں میں شریک بنالیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بعض حضرات نے اسے مساقات پر محمول کیا ہے۔ لیکن وہ صحیح نہیں۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان کی ہے وہ مناسب ہے۔ تاکہ مساقات کا اعتراض وارد نہ ہو۔ غور سے سنو! امام بخاریؒ نے تین ابواب قائم کئے ہیں۔ باب اقتناء الكلب الثانی ۔ استعمال البقر ۔ الثالث ۔ اذاقال اكفنى۔ امام بخاریؒ نے ان ابواب سے ترتیب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ کھیتی باڑی کیلئے انسان ابتداء کتے سے کرے پھر بیل استعمال کرے بعد ازاں انسان خود اس کے خرچے برداشت کرے تو اس ترجمہ کی غرض جواز مزارعة بشركة الثمر نہ ہوگی۔ تاکہ تکرار لازم آئے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لا آپؐ نے اس لئے فرمایا کہ انصار کی اراضی ان کے ملک سے آپؐ نہیں نکالنا چاہتے تھے۔ کیونکہ فتوحات ہونے والی تھیں جس سے مہاجرین اراضی کے مالک ہو جائیں گے۔ قالوا ای قالت الانصار والمهاجرون كلهم سمعنا واطعنا وامتثلنا امر النبیؐ الخ۔

باب قطع الشجر والنخل ۔ وقال انسؓ امر النبی ﷺ بالنخل فقطع

ترجمہ۔ درختوں اور کھجوروں کو کاٹنا۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کھجوروں کو کاٹنے کا حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں۔

حديث(۲۱۶۶)حدثنا موسىٰ بن اسمعيل الخ عن عبداللهؓ عن النبی ﷺ انه حرق نخل بنی النضير وقطع وهی البويرة ولها يقول حسانؓ

وهان على سراة بنی لؤی
حريق بالبويرة مستطير

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے بنی النضیر کے کھجور کے باغوں کو جلوایا اور کٹوایا یہ بویرہ کے مقام پر تھیں جن کے بارے میں حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ بنی لوی کے سرداروں پر بویرہ کے مقام پر پھیلنے والی آگ آسان ہو گئی

تشریح از قاسمیؒ ۔ بنو لؤی سے مراد آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے اقارب صحابہؓ ہیں۔ بنو لؤی اور بنو النضیر میں معاہدہ تھا کہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے سے تعاون کریں گے لیکن اس مصیبت میں بنو لؤی بنو النضیر کی کوئی مدد نہ کر سکے آج حضور اکرم ﷺ اور آپؐ کے اقارب کو بنو النضیر کے کھجوروں کے باغات جلانے اور کھجوریں کاٹنا آسان ہو گیا کہ کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں ہے۔

باب

حدیث(۲۱۶۷)حدثنامحمد بن مقاتل الخ عن حنظلة بن قیس الانصاری سمع رافع بن خدیج قال کنااکثر اهل المدینة مزدرعاً کنا نکوی الارض بالناحیةمنها مسمی لسید الارض قال فممایصاب ذلك وتسلم الارض ومما یصاب الارض ویسلم ذلك فنهیناواماالذهب والورق فلم یکم یومئذ .....

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ والوں میں سے سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے یا ہماری کھیتی زیادہ تھی۔ ہم نے مدینہ کے نواح میں کچھ زمین جو سید الارض کے نام سے مشہور تھی۔ کرایہ پر لیتے تھے پس اس کا کچھ حصہ اگر مصیبت اور آفت زدہ ہو جاتا تو دوسرا حصہ سالم رہتا اگر یہ حصہ سالم رہتا تو دوسرا حصہ آفت زدہ ہو جاتا پس اس طرح کی مزارعۃ سے ہمیں منع کیا گیا سونے اور چاندی پر تو ان دنوں مزارعۃ نہیں ہوتی تھی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ چونکہ اس طرح پر زمین کو کرایہ پر دینا دو طرفوں میں ایک سے محروم ہونا پڑتا تھا۔ جو اکل بالباطل ہے اس لئے ممانعت ہوئی۔ اگر اشکال ہو کہ اب باب قطع شجر میں اس حدیث کے داخل کرنے کی کیا وجہ ہے شاید یہ غیر محل ہو جواب یہ ہے کہ اس کی بھی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ جس نے زمین کو کچھ مدت تک کرایہ پر لیا۔ اب اس کو حق ہے کہ کھیتی باڑی کرلے یا درخت لگائے۔ لیکن جب مدت ختم ہو جائے گی تو صاحب الارض کو حق ہے کہ وہ ان کے قلع قمع کا مطالبہ کرے پس اس وجہ سے اسے باب قطع الشجر میں داخل کیا گیا۔

باب المزارعة بالشطر ونحوه

ترجمہ۔ آدھی یا اس طرح کی پیداوار پر کاشت کاری کرنا

وقال القیس بن مسلم عن ابی جعفرقال ما بالمدینةاهل بیت هجرة الایزرعون علی الثلث والربع وزارع علیؓ وسعد بن مالكؓ وعمر بن

ترجمہ۔ قیس بن مسلم ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں ابو جعفر فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ہجرت والوں کا کوئی گھر ایسا نہیں ہوتا جو تہائی یا چوتھائی پر کاشتکاری نہ کرتا ہو حضرت علیؓ

عبدالعزیز والقاسم وعروة وال ابی بکروال عمر وال علی وابن سیرین وقال عبدالرحمن بن یزید فی الزرع وعامل عمر الناس علی ان جاء عمر باالبذر من عنده فله الشطر وان جاء واباالبذر فلهم کذاوقال الحسن لاباس ان تکون الارض لاحدھما فینفقان جمیعاً فماخرج فھوبینھما ورای ذلک الزھری وقال الحسن لاباس ان یجتنی القطن علی النصف وقال ابراھیم وابن سیرین وعطاء والحکم والزھری وقتادة لاباس ان یعطی الثوب بالثلث اوالربع ونحوہ قال معمر لاباس ان تکون الماشیة علی الثلث والربع الی اجل مسمیً ......

اور سعد بن مالکؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہؓ حضرت ابوبکرؓ کا خاندان حضرت عمرؓ کا خاندان اور حضرت علیؓ کا خاندان اور ابن سیرین سب مزارعت کرتے تھے عبدالرحمٰن بن الاسود نے فرمایا کہ میں عبدالرحمٰن بن یزید کا شتکاری میں شریک ہوتا تھا اور حضرت عمرؓ لوگوں کے ساتھ اس طرح معاملہ کرتے تھے کہ اگر حضرت عمرؓ اپنے پاس سے بیج لائیں تو ان کو پیداوار کا آدھا حصہ ملے گا۔ اگر بیج مزارع لے آئے تو ان کو اتنی پیداوار ملے گی۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اگر زمین ان میں سے کسی ایک کی ہو اور خرچہ دونوں اکٹھے کریں تو جو کچھ اس سے پیداوار ہو گی وہ ان دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہو گی۔ اور امام زہریؒ کی بھی یہی رائے تھی۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اگر کپاس کی چنائی نصف پر کی جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اور ابراہیم۔ ابن سیرین۔ عطاء۔ الحکم۔ زہری اور قتادہ رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کپڑا بننے کے لئے تہائی چوتھائی یا اس طرح کی مقدار پر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور معمرؒ نے فرمایا کہ مال مویشی کو تہائی۔ چوتھائی پر کچھ مدت کے لئے کرایہ پر دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث (۲۱۶۸) حدثنا ابراھیم بن المنذر الخ ان عبداللہ بن عمرؓ اخبرہ عن النبی ﷺ عامل خیبر بشطرمایخرج منھا من ثمراو زرعٍ فکان یعطی ازواجه مائةوسق ثمانون وسق تمروعشرون وسق شعیر فقسم عمر خیبر فخیرازواج النبی ﷺ ان یقطع لھن من الماء والارض اویمضی

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر والوں سے آدھی پیداوار پر معاملہ کیا تھا خواہ وہ کھیتی ہو یا پھل ہو۔ اور آپؐ اپنی ازواج مطہرات کو سو ۱۰۰ وسق خرچہ دیا کرتے تھے۔ اسی ۸۰ وسق تو کھجور کے اور بیس ۲۰ وسق جو کے حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں اس طرح تقسیم کر دیا کہ ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ ان کے لئے پانی اور زمین مقرر کر دیا جائے گا۔ وہ خود کاشت کریں یا ان کیلئے اس طرح پیداوار

لهن فمنهن من اختار الارض ومنهن من اختار الوسق وكانت عائشة اختارت الارض .....

چالو رکھی جائے گی۔ تو بعض بیویوں نے زمین کو اختیار کر لیا اور بعض نے وسق ہی رہنے دیئے۔ حضرت عائشہؓ نے زمین کو اختیار کیا تھا۔ وہ خود کاشت کراتی تھیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کپاس کی چنائی نصف پر۔ اس طرح کپڑا اور زمین کا اجارہ نصف۔ ثلث۔ ربع۔ ائمہ ثلاثہ جائز نہیں قرار دیتے۔ کیونکہ یہ معنی چکی کی بوری کے معنی میں ہے۔ مگر مشائخ بلخ اور بعض دوسرے حضرات نے ضرورت کی بنا پر کپاس زراعت وغیرہ میں جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علماء کا اختلاف ہے کہ مزارعت نصف پر یا تہائی پر یا چوتھائی پر جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین کی کثیر تعداد جن کے اسمائے گرامی امام بخاریؒ نے گنوائے ہیں اسی کے قائل ہیں۔ امام اوزاعیؒ۔ ثوریؒ اور صاحبینؒ کا یہی مسلک ہے کہ مزارعۃ ومساقات دونوں جائز ہیں۔ اور امام مالکؒ۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مزارعۃ ناجائز ہے۔ اس لئے کہ یہ تو کراء الارض بجزء منہا ہے۔ یعنی یہ تو زمین کو اس کی جزء کے بدلے کرایہ پر دینا ہے۔ البتہ مساقات یعنی باغبانی جائز ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام زفرؒ کسی طور سے مساقات کو جائز نہیں کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اجارہ مجہولہ ہے۔ کیونکہ زمین کوئی چیز نہیں اگاتی۔ مزارعۃ کراء الارض بجزء منہا سے۔ اور مساقات بیع مزابنۃ کی نہی والی روایت سے منسوخ ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ حدیث باب کا جواب یہ دیتے ہیں اہل خیبر سے آپ کا معاملہ نہ بطور مزارعۃ کے تھا اور نہ ہی بطور مساقات کے تھا۔ بلکہ بطریق خراج ہے۔ یہی وجہ ہے آیۃ الجزیہ نازل ہونے کے بعد آپؐ نے ان سے الگ جزیہ وصول نہیں فرمایا اور نہ ہی حضرت ابو بکرؓ نے اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے وصول فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ عہد فاروقی میں ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔

ان یجتنی القطن کپاس چنوائی گندم کٹائی وغیرھا حصہ پر امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن ائمہ ثلاثہؒ۔ امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اسے منع فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ اجارہ بثمن مجہول ہے۔ اس طرح امام ابراہیم نخعیؒ اور ان کے ہم خیال فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے نساج کو سوت بننے کے لئے دیا اور بنے ہوئے کپڑے کا تیسرا حصہ بننے والے کا اور باقی سوتنے والے کا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اس لئے کہ یہ اجارہ مجہولہ ہے۔

لاباس ان تکری الماشیة علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے باربرداری کے لئے مدت معینہ تک جانور کرایہ پر لیا کہ اس پر غلہ وغیرہ لادا کرے گا۔ جو آمدنی ہوگی وہ تہائی یا چوتھائی پر تقسیم ہوگی۔ ان حضرات کے نزدیک جائز ہے۔ ہمارے احنافؒ کے نزدیک جائز نہیں بلکہ جانور والے کے لئے اجرت مثل ہوگی۔ یعنی نفع سب جانور والے کا عامل کو اجرت مثل ملے گی اور مولانا محمد حسن مکیؒ کی تقریر میں یہ صورت درج ہے کہ تکری الماشیة کا مطلب یہ ہے کہ جانور کچھ مدت کیلئے چرائی پر دیئے جائیں۔

جو بچے پیدا ہوں گے وہ اثلاثا تین حصوں میں تقسیم ہوں گے۔ یعنی اس کی نسل میں سے تہائی یا چوتھائی اجرت کے طور پر دے گا۔ اور میرے نزدیک زیادہ واضح وہ صورت ہے جو ہمارے ملک میں رائج ہے کہ کچھ مدت کے لئے جانور پرورش کے لئے دے دیتے ہیں۔ مدت ختم ہونے کے بعد مالک اور راعی کے درمیان نصف ثلث یا ربع دیا جاتا ہے۔ اور لفظ یکری کی تاویل اسی معنی کی طرف ممکن ہے اور ماشیہ کا لفظ بھی رجحان کی دلیل ہے۔

قفیز الطحان یعنی یہ تینوں مسئلے ہمارے نزدیک جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ آٹا پیسنے والے کی بوری کے قبیل سے ہے۔ اس لئے کہ اس میں اجرت مجہولہ ہے۔ ان کو مضاربت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود خلاف قیاس ہے۔ قفیز الطحان کی صورت یہ ہے کہ گندم کی چند بوریاں پیسنے والے کو اس طور پر دی جائیں کہ آٹے کی ایک بوری اجرت میں ملے گی۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ بعض معمول کو عمل کی اجرت بنایا گیا۔ بلکہ پیسنے کی اجرت اسے الگ دی جائے۔ اور قفیز طحان کی صورت بعض نے یہ لکھی ہے کہ کوئی شخص بیل کو کرایہ پر حاصل کرے تاکہ اس کی گندم کی پسائی کر دے۔ جس کے بدلے اس کو ایک بوری آٹے کی دی جائے گی۔ دار قطنی اور بیہقی میں ہے عن ابی سعید الخدری قال نہی رسول اللہ ﷺ عن عسب النحل وعن قفیزالطحان کہ آپؐ نے نر کی جفتی اور پیسنے والے کی بوری سے منع فرمایا۔ مشائخ بلخ تعامل کی وجہ سے ثیاب میں جواز کا فتویٰ دیتے ہیں اسی طرح کپاس وزراعت وغیرہ میں بھی ضرورت کی بنا پر اجازت کا فتویٰ دیتے ہیں۔

باب اذالم یشترط السنین فی المزارعة۔

ترجمہ۔ مزارعة میں جب سالوں کی شرط نہ لگائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۱۶۹) حدثنا مسدد الخ عن ابن عمرؓ قال عامل النبی ﷺ خیبر بشطر مایخرج منها من ثمراوزرعٍ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کا معاملہ پیداوار کے نصف پر کیا۔ جو کچھ پھل یا کھیتی وغیرہ ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ علماء احناف کے نزدیک ایسا معاملہ مزارعة کا صرف ایک سال کے لئے ہوگا لیکن جب مزارع نے دوسرے سال زمین نہ چھوڑی اور مالک نے بھی مطالبہ نہ کیا تو یہ دلیل ہے کہ وہ لوگ عقد پر ابھی تک قائم ہیں۔ اسی طرح کئی سال تک یہ معاملہ چل سکتا ہے۔ حدیث کا یہ بھی محمل ہے اور جو لوگ اسے مزارعت بلکہ خراج قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک تو حکم آسان ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ مزارعتِ من غیر اجل کو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ مکروہ فرماتے ہیں۔ ابو ثورؒ فرماتے ہیں کہ

اگر معین سالوں کا تذکرہ نہیں ہے تو صرف ایک سال کے لئے معاملہ ہوگا۔اس لئے جو حضرات مزارعۃ کے قائل ہیں وہ شرائط بیان کرتے ہیں ان میں سے مدت کا بیان کرنا بھی ہے لیکن حدیث خیبر کے اندر یہ بھی ہے اقرکم علی مااقرکم الله علیه یعنی ہم خیبر میں اس وقت تک قرار دیں گے جب تک اللہ تعالیٰ قرار دیں گے۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک مصلحت تھی۔نہ معاملہ مزارعت کا ہے اور نہ ہی مساقات کا ہے۔ کہ جس سے مدت یا غیر مدت پر استدلال کیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔اور ہدایہ میں ہے قال ابو حنیفة المساقاة باطلة وقالا جائزة اذاذکرمدة معلومة واذالم یبین المدة یجوز ویقع علی اول ثمر یخرج یعنی مساقات امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک باطل ہے۔صاحبینؒ اس شرط پر جائز فرماتے ہیں جب مدت معلوم ہو۔اگر مدت بیان نہ کی جائے تو عقد جائز ہے لیکن وہ پہلے نکلنے والے پھل پر واقع ہوگی۔اس لئے کہ پھل پکنے کا ایک وقت مقرر ہے۔ جس میں عموماً فرق نہیں آتا اس لئے بیان مدت کی ضرورت نہیں۔ خلاف زراعت کے کہ اس کے ابتداء اور انتہاء میں تفاوت ہوتا ہے۔اس لئے جہالت کے داخل ہونے کی وجہ سے ممانعت ہوگی۔ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ یہ اختلاف اختلاف اراضی پر موقوف ہے۔ جہاں وقت زراعت میں تفاوت ہو۔ جیسے کوفہ وغیرہ۔ تو وہاں بیان مدت شرط ہے۔اور جہاں تھوڑا فرق ہو وہاں بیان مدت شرط نہیں ہے۔

<u>کان خراجاً</u> امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ خراج القاسمة ہے جو خراج توظیف یعنی مقرر شدہ خراج کی طرح جائز ہے خراج القاسمة یہ ہے کہ امام پیداوار پر کچھ مقدار مقرر کردے۔ مثلاً عشر۔ثلث۔ ربع اور اراضی ان کے پاس چھوڑ دی جائیں۔اگر زمین سے کوئی پیداوار نہ نکلے تو ان پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔اور خراج مؤظف یہ ہے کہ امام مفتوحین پر ہر جریب کے بدلے ایک صاع یا درہم مقرر کردے۔

باب

حدیث(۲۱۷۰)حدثناعلی بن عبدالله الخ

قال عمرو قلت لطاؤس لوترکت المخابرة فانهم یزعمون ان النبی ﷺ نهی عنه قال ای عمرو انی اعطیهم واعینهم وان اعلمهم اخبرنی یعنی ابن عباسؓ ان النبی ﷺ لم ینه عنه ولکن قال ان یمنح احدکم اخاه خیر له من ان یاخذ علیه خرجاً معلوماً .....

ترجمہ۔ حضرت عمروؒ فرماتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ اگر آپ مخابرہ یعنی مزارعت کو چھوڑ دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو طاؤسؒ نے کہا اے عمرو! میں تو ان کو عطیہ کرتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور یہ کہ مجھے ان میں سے زیادہ جاننے والے یعنی ابن عباسؓ نے خبر دی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے نہیں روکا۔ لیکن یہ فرمایا کہ اگر ایک تمہارا اپنے بھائی کو زمین کا عطیہ دے دے تو اس کیلئے بہتر ہے اس سے کہ اس پر کچھ اجرت معلوم حاصل کرے۔

باب المزارعة مع اليهود

ترجمہ۔ یہود کے ساتھ مزارعت کرنا

حديث (۲۱۷۱) حدثنا محمد بن مقاتل الخ عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ اعطى خيبر اليهود على ان يعملوها ويزرعوها ولهم شطر ما خرج منها

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو خیبر کی اراضی اس شرط پر دے دی کہ وہ اس میں عمل کریں گے۔ کاشت کریں گے اور ان کو پیداوار کا آدھا ملے گا۔

باب مايكره من الشروط في المزارعة

ترجمہ۔ مزارعۃ میں جو شرطیں مکروہ ہیں ان کا بیان

حديث (۲۱۷۲) حدثنا صدقة بن الفضل الخ عن رافعؓ قال كنا اكثر اهل المدينة حقلا وكان احدنا يكرى ارضه فيقول هذه القطعة لى وهذه لك فربما اخرجت ذه ولم تخرج ذه فنهاهم النبى ﷺ ......

ترجمہ۔ حضرت رافعؓ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ والوں میں سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے۔ اور ہم میں سے ایک اپنی زمین کو کرایہ پر دیتا تو کہتا یہ اس ٹکڑے زمین کی پیداوار تو میرے لئے ہے اور اس ٹکڑے کی تیرے لئے۔ پس بسا اوقات یہ ٹکڑا پیداوار دیتا اور وہ نہ دیتا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمادیا۔

باب اذا زرع بمال قوم بغير اذنهم وكان فى ذلك صلاح لهم

ترجمہ۔ جب کسی قوم کی اجازت کے بغیر ان کے مال سے زراعت کرے اور اس میں ان کی بھلائی ہو

حديث (۲۱۷۳) حدثنا ابراهيم بن المنذر الخ عن عبدالله بن عمرؓ عن النبى ﷺ قال بينما ثلثة نفر يمشون اخذهم المطر فاووا الى غار فى جبل فانحطت على فم غارهم صخرة من الجبل فانطبقت عليهم فقال بعضهم لبعض انظروا اعمالاً عملتموها صالحة لله فادعوا الله بها لعله يفرجها عنكم قال احدهم اللهم انه كان لى

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا دریں اثنا تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے انہیں آپکڑا تو انہوں نے پہاڑ کے اندر ایک غار میں پناہ لی۔ اتفاق سے ان کے غار کے منہ پر پہاڑ سے بڑا پتھر آگرا جو اس غار کے منہ پر پورا آ کر اسے ڈھک لیا۔ پس انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اپنے ان اعمال پر غور کرو جو تم نے خالص اللہ کے لئے کئے ہوں۔ پس اس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ تم سے کشادگی کردے تو ایک نے کہا

والدان شیخان کبیران ولی صبیة صغار کنت ارعی
الیهم فاذارحت علیهم حلبت فبدأت بوالدی
اسقیهما قبل بنی وانی استاخرت ذات یوم فلم
ات حتی امسیت فوجدتهما ناما فحلبت کما
کنت احلب فقمت عند رء وسهما اکره ان
او قظهما واکره ان اسقی الصبیة والصبیة
یتضاغون عند قدمی حتی طلع الفجر فان کنت
تعلم انی فعلته ابتغاء وجهك فافرج لنافرجة نری
منها السماء ففرج الله فراو السماء وقال الاخر
اللهم انها کانت لی بنت عم احببتها کاشد
ما یحب الرجال النساء فطلبت منها فابت حتی
اتیتها بمائة دینار فبغیت حتی جمعتها فلما وقعت
بین رجلیها قالت یاعبدالله اتق الله ولا تفتح الخاتم
الا بحقه فقمت فان کنت تعلم انی فعلته ابتغاء
وجهك فافرج عنا فرجة ففرج وقال الثالث اللهم
انی استاجرت اجیرا بفرق ارز فلما قضی عمله
قال اعطنی حقی فعرضت علیه فرغب عنه فلم
ازل ازرعه حتی جمعت منه بقراً وراعیها فجاء نی
فقال اتق الله فقلت الی ذلك البقر ورعاتها فخذ
فقال اتق الله ولا تستهزئ بی فقلت انی لااستهزئ
بك فخذ فاخذه فان کنت تعلم انی فعلت ذلك

اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے سن رسیدہ تھے۔ اور
میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جن کی میں نگرانی کرتا تھا
یا جن کا میں خاص لحاظ کرتا تھا۔ پس جب شام کو میں واپس آتا تو
دودھ دوہتا تو ابتداماں باپ سے کرتا۔ کہ اپنے بیٹوں سے پہلے
انہیں دودھ پلاتا تھا۔ ایک دن مجھے دیر ہو گئی۔ اور میں نہ آسکا
یہاں تک کہ رات ہو گئی تو میں نے ان دونوں کو پایا کہ وہ سو گئے
ہیں۔ پس میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا اور والدین کے
سرہانے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ان کو جگانا پسند نہ کیا اور نہ ہی یہ
پسند کیا کہ بچوں کو پلادوں حالانکہ بچے میرے قدموں پر
چیخ چلا رہے تھے یہاں تک کہ فجر نکل آئی پس اگر آپکے علم میں
یہ ہو کہ میں نے یہ کام محض آپ کی رضامندی کے لئے کیا ہے
تو ایک سوراخ کھول دے۔ جس سے ہم آسمان کو دیکھ سکیں
اللہ تعالیٰ نے کھول دیا جس سے وہ آسمان کو دیکھنے لگے۔ دوسرے
نے کہا اے اللہ! میری ایک چچا کی بیٹی تھی جس سے میں ایسی
سخت محبت کرتا تھا جیسے مرد عورتوں سے کرتے ہیں میں نے
اس سے جماع کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں
اس کے پاس سو۱۰۰ دینار نہ لے آؤں۔ پس میں نے ان کو جمع
کرنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں جمع کر لیا۔ پس جب میں اس کی
دونوں ٹانگوں کے درمیان جماع کے لئے بیٹھ گیا تو کہنے لگی اے
اللہ کے بندے اس انگوٹھی کو نہ کھولو۔ مگر اس کے حق نکاح کے
ساتھ کھولو۔ پس میں اٹھ کھڑا ہوا پس اگر آپ کے علم میں ہے
کہ یہ کام میں نے محض آپ کی رضامندی کے لئے کیا ہے
تو ہمارے لئے کشادگی کر دے چنانچہ دوسرا درہ بھی کھل گیا۔ اور
تیسرے نے کہا کہ اے اللہ! میں نے ایک مزدور کرایہ پر کیا تھا

ابتغاء وجهك فافرج مابقي ففرج الله قال ابو عبدالله وقال ابن عقبةعن نافع فسعيت ....

کہ چاول یا جوار کے تین صاع اجرت دوں گا۔ پس جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو کہنے لگا مجھے میرا حق ادا کردو۔ میں نے اس کا حق پیش کیا لیکن وہ اس سے روگردانی کر گیا۔ پس میں برابر اسے کاشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس سے کچھ گائیں اور ان کے چرواہے لے لئے۔ پس وہ میرے پاس آکر کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے ڈرو! میں نے اس سے کہا کہ جاؤ یہ گائیں اور اس کے چرواہے تمہارے ہیں ان کو لے لو۔ کہنے لگا اللہ سے ڈرو میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا پس تم ان کو لے لو۔ چنانچہ وہ لے کر چلتا بنا پس اگر آپ کے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام محض آپ کی رضامندی کے لئے کیا ہے۔ جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس کو بھی کھول دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بھی کھول دیا۔ امام بخاریؒ سند سے ذکر کرتے ہیں کہ حضرت نافعؒ نے بغیت کی بجائے فسعیت فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کنت ارعی علیھم علی کے ساتھ تعدیہ ہے اس میں رعایت کے معنی کی تضمین ہے یا انفاق کے یا نگہداشت کے معنی کا لحاظ کیا گیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ارعی میں انفاق کے معنی کا لحاظ کیا گیا ہے اور اس کو علی کے ذریعہ متعدی بنادیا۔ ای انفق علیھم راعیا الغنیمات ابن المنذر فرماتے ہیں حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ جب مستاجر نے اس اجیر کا حق معین کردیا اور اسے قدرت دے دی تو اس کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔ وہ چھوڑ کر چلا گیا تو اب مستاجر نے نئے سرے سے قبضہ کر کے بطریق اصلاح اس میں تصرف کیا۔ ضائع کرنے کی نیت سے اس میں تصرف نہیں کیا تو یہ اس کا افضل عمل تھا جو قبولیت دعا کا باعث بنا اگر وہ فرق ہلاک ہوجاتا تو یہ ضامن ہوتا۔ کیونکہ اس نے تصرف کی اجازت نہیں دی تھی تو ترجمہ کا مقصود یہ ہوا کہ اس قصد سے زارع گناہ سے بچ گیا لیکن اس سے رفع ضمان لازم نہیں آتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ قبولیت دعا اس لئے ہوئی ہو کہ اس نے اس کا حق کئی گنا بڑھا کر دیا تصرف کی وجہ سے نہیں۔ مزید بحث گذر چکی ہے۔

باب اوقاف اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ۔ اصحاب نبی اکرم ﷺ کے اوقاف کا بیان

وارض الخراج ومزارعتهم ومعاملتهم وقال النبی ﷺ لعمر تصدق باصله لایباع ولکن ینفق ثمره فتصدق به .....

ترجمہ۔ صحابہ کرامؓ کا مزارعت کرنا اور ان کا باہمی معاملات کرنا اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ صدقہ کرو۔ اس کا اصل تو نہ بیچا جائے۔ البتہ اس کا پھل خرچہ کردیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس مال کا صدقہ کیا۔

حدیث(۲۱۷٤)حدثنا صدقة الخ عن ابیه قال قال عمرؓ لولااخرالمسلمین مافتحت قریة الاقسمتهابین اهلهاکماقسم النبی ﷺ خیبر ..

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے آخری مسلمان کا خیال نہ ہوتا تو جو آبادی فتح ہوتی میں اسے ان کے مستحقوں میں تقسیم کر دیتا جس طرح جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کو تقسیم فرمایا

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس روایت باب سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ نے خیبر کو تقسیم کر دیا لیکن حضرت عمرؓ نے بلاد مفتوحہ کو تقسیم نہیں کیا تو یہ وقف کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے منافع کے لئے ان کو باقی رکھا گیا۔ تو جب تقسیم نہیں ہوتے تو یہ وقف ہے۔ ہر ایک مسلمان اس کی کاشت کر سکتا ہے۔ تو اس معنی کے اعتبار سے حضرت عمرؓ کے وقف کا لانا بھی صحیح ہو جائے گا۔ اور ارض خراج کی مزارعت بھی ثابت ہو جائے گی اسے وقف پر قیاس کیا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے عینی کے نسخہ کے مطابق باب کی توجیہ ذکر فرمائی۔ ورنہ بخاری کے متون اور شروح کسی میں بھی اصحاب النبیؐ کے الفاظ نہیں ہیں۔ بنابریں وقف عمر کو باب میں لانے کی توجیہ کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ تو وقف صحابیؓ ہے۔ عینی کے نسخہ میں باب اوقاف اصحاب النبیؐ موجود ہے۔ تو قسطلانیؒ اس کی توجیہ کرتے ہیں باب بیان حکم اوقاف النبیؐ وبیان ارض الخراج وبیان مزارعتهم ومعاملتهم۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ اوقاف نبوی کی اس طرح کاشت کرتے تھے جس طرح یہود خیبر کے ساتھ آپؐ نے معاملہ کیا تھا۔ تصدق امر کے صیغہ سے وقف مراد ہے۔ یہ وقف صحابی کا حکم ہوا۔ اور دوسرا تصدق فعل ماضی ہے۔ وقف صحابی معلوم ہوا یہی حکم دوسرے صحابہ کرامؓ کے اوقاف کا بھی ہے۔ لیکن حافظؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کا دوسرا حصہ دوسری حدیث لولا آخر المسلمین سے ثابت ہوگا جس کی عبارت یوں ہوگی۔ لکن انظر لاخرالمسلمین جس کا تقاضا ہے کہ میں ان اراضی کو تقسیم نہ کروں۔ بلکہ وقف علی المسلمین رہنے دوں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے شام کی اراضی میں ایسا ہی کیا۔ اور اسی سے ارض الخراج کا ترجمہ بھی ثابت ہوا۔ کہ جب شام کی اراضی وقف فرمائی تو جو اہل ذمہ تھے ان پر خراج مقرر کیا تو ان کو مزارع رکھا اور ان سے معاملہ کیا تو اس سے ترجمہ کا مقصد بھی ظاہر ہو گیا۔ اور اس کو باب المزارعة میں لانے کی توجیہ بھی معلوم ہو گئی لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ترجمہ سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خود بذاتہ وقف نہیں فرمایا بلکہ سب اوقاف صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جس کی تائید اس کی حکایت سے ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ کا صدقہ اوّل صدقہ تصدق بها فی الاسلام تو اس بنا پر امام بخاریؒ نے امامیہ کا رد بھی کر دیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں لا نوات ماترکناہ صدقة یعنی جس کو آپؐ نے صدقہ کے طور پر چھوڑا ہے۔ وہ قابل میراث نہیں۔ تو اشارہ ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے اوقاف کئے حضور ﷺ کا کوئی وقف نہیں تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اراضی مفتوحہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ محض فتح کرنے سے ہی وہ اراضی وقف ہو جائیں گی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ امام کو تقسیم کرنے اور وقف کرنے کا اختیار ہے۔ اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام کو تقسیم کرنا لازم ہے۔ اگر فاتحین وقف کرنے پر راضی ہوں تو امام کو ایسا کرنا چاہیئے۔

باب من احیا ارضاً مواتاً

ترجمہ۔ جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے

ورای ذلك علی فی ارض الخراب بالکوفة موات وقال عمر من احیا ارضاً میتة فهی له ویروی عن عمرو بن عوف عن النبی ﷺ وقال فی غیر حق مسلم ولیس لعرق ظالم فیه حق ویروی فیه عن جابر عن النبی ﷺ .....

ترجمہ۔ اور حضرت علیؓ نے کوفہ کی بنجر اراضی کے بارے میں اس کو جائز قرار دیا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا جس شخص نے بنجر زمین آباد کی پس وہ زمین اسی کی ہوگی اور یہی حکم عمرو بن عوف نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے بشرطیکہ کسی مسلمان کے حق میں نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی ظالم کا زمین میں کوئی حق ہے۔ اور اس بارے میں حضرت جابر سے جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی۔

حدیث (۲۱۷۵) حدثنا یحیی بن بکیر الخ **عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال من اعمر ارضاً لیست لاحدٍ فهو احق قال عروة قضی به عمرؓ فی خلافته ......**

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اس زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہیں ہے تو وہ آباد کنندہ اس کا زیادہ حقدار ہے حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسی کا فیصلہ کیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ جتنے آثار اس بارے میں نقل کئے گئے ہیں مسلّم ہیں۔ لیکن ہم احناف اس کے جواز کو اس کے ساتھ مقید کرتے ہیں کہ اس زمین میں نہ تو عوام کا کوئی حق ہو اور نہ ہی کسی خاص کا حق ہو۔ اور آثار مذکورہ کا اس مقصد پر دلالت کرنے میں کوئی خفا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ موات وہ زمین جس کا کوئی آدمی مالک نہ ہو اور نہ ہی کوئی شخص اس سے فائدہ حاصل کر رہا ہو۔ اور ہدایہ میں ہے **الموات مالا ینفع به من الاراضی لانقطاع الماء عنه اولغلبة الماء علیه اوما اشتبه ذلك مما یمنع الزراعة سمی به ببطلان الانتفاع به** یعنی موات وہ بنجر زمین ہے جس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جاتا ہو۔ یا اس وجہ سے کہ اسے پانی نہیں ملتا۔ یا اس پر

پانی کا غلبہ ہے یا اس قسم کی چیزیں جنہوں نے زراعت کو ناممکن بنادیا ہو۔ موات اس کا نام اس لئے رکھا گیا کہ اس سے نفع حاصل کرنا باطل ہے اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں الموات مالیس بملك لاحد ولاهو بمرافق البلدوكان خارج البلد سواء قرب اوبعد۔ یعنی موات وہ زمین ہے جو کسی کا ملک نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ شہر کی ضروریات میں ہو اور شہر سے باہر ہو خواہ قریب ہو یا بعید ہو۔ جو قید احنافؒ بیان کرتے ہیں وہ بخاری میں موجود ہے۔ غير ان يكون فيها حق مسلم فهي له۔ بہر حال یہ قید تو سب کے نزدیک مسلّم ہے البتہ مسئلہ اختلافی یہ ہے کہ آیا احیاء ارض کے لئے اذن امام کی ضرورت ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اذن امام ضروری ہے خواہ وہ شہر کے قریب ہو یا بعید ہو۔ امام مالکؒ قریب کے لئے اذن عام کی قید لگاتے ہیں بعید کیلئے نہیں۔ قرب کا مطلب یہ ہے آبادی والوں کو جس کی ضرورت ہو جیسے چراگاہ وغیرہ۔ اور امام احمدؒ اور امام شافعیؒ اذن امام کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ جمہور کا استدلال حدیث باب سے ہے۔ اور ماء البحر وماء النہر اور شکار پر قیاس کرتے ہیں۔ لیکن امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کہ نہر بحر اور جنگل کسی کی تملیک نہیں ہے اور حدیث کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ آیا یہ حکم ہے یا فتویٰ ہے جو کہتے ہیں کہ یہ حکم ہے تو ان کے نزدیک اذن لازمی ہے اور جو اسے فتویٰ کہتے ہیں ان کے ہاں اذن کی ضرورت نہیں ہے احنافؒ کا مستدل یہ حدیث ہے۔ ليس للمرا الاماطابت به نفس امامه یعنی کسی آدمی کے لئے لائق نہیں مگر وہ جو اس امام کے جی کو خوش لگے اور یہ بھی کہ الارضيين ابى الائمة لا الى غيرهم۔

باب

حدیث (۲۱۷۶) حدثناقتيبةالخ عن ابيه ان النبیﷺ اری وهوفی معرسه من ذی الحليفة فی بطن الوادی فقيل له انك ببطحاء مباركة فقال موسى وقد اناخ بنا سالم بالمناخ الذی كان عبداللهينيخ به يتحرى معرس رسول الله ﷺ وهواسفل من المسجدالذی ببطن الوادی بينه وبين الطريق وسط من ذلك .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دکھلایا گیا جب کہ آپؐ ذی الحلیفہ میں وادی کے نشیب میں آخر رات کو آرام کرنے کی جگہ میں آپؐ بطحاء مبارکہ میں ہیں۔ موسیٰ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سالم اس جگہ اپنی اونٹنی کو بٹھانے کی کوشش کرتے تھے جہاں حضرت عبداللہ ان کے باپ بٹھاتے تھے اور جو جناب نبی اکرم ﷺ کے اونٹنی کے بٹھانے کی جگہ کو تلاش کرتے تھے جہاں آپؐ نے آخری رات کو آرام فرمایا تھا وہ اس مسجد کی نچلی طرف ہے جو وادی کے نشیب میں ہے وہ مسجد اس وادی اور راستے کے وسط میں واقع ہے

حدیث (۲۱۷۷) حدثنا اسحق بن ابراهيم الخ عن عمرؓ عن النبیﷺ قال الليلةاتانی ات من ربی

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے

وهو بالعقيق ان صل في هذ الوادي المبارك وقل عمرة في حجة ...

ایک آنے والا آیا جب کہ آپؐ عقیق میں تھے کہ اس وادی مبارک میں نماز پڑھو۔ اور فرمایا عمرہ حج میں داخل ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ احیاء موات کے باب کے بعد اس روایت کا لانا شاید اس پر تنبیہ کرنا ہے کہ احیاء کا اعتبار اس وقت ہوگا جب اس زمین کی رفاہ عام کے لئے ضرورت نہ ہو۔ چونکہ اس وادی میں آنحضرت ﷺ اترے اور آپ کی اتباع میں دوسرے حضرات نے بھی نزول کیا۔ تو یہ ضرورت کی دلیل ہے۔ ایسی زمین کا احیاء ممکن نہیں۔ کیونکہ اس سے عامۃ المسلمین کو نقصان ہوگا۔ اور عوام صاحب استحقاق ہیں اور آپ کا ارشاد ہے فی غیر حق مسلم اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس روایت کو اس لئے لائے ہوں کہ آنجناب نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے اس جگہ نزول کرنے سے استدلال کرنا ہے کہ ایسی زمین کا آباد کرنا جائز ہے۔ تو جب ایک شخص آباد کرلے تو دوسرے کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے جیسے کسی نے خیمہ گاڑ لیا تو سبقت کی وجہ سے اس کا خیمہ نہیں اکھیڑنا چاہئے۔ تو روایت سے حکم کا ثبوت قیاساً ہوگا۔ پہلی صورت میں ثبوت حکم نصاً تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ نے حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کی سفارش پر زمین جاگیر کے طور پر عنایت فرمائی۔ یہ نہیں کہ اس سے کہا تم ویسے ہی قبضہ کرلو اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ تو معلوم ہوا اذن امام ضروری ہے۔

باب۔ یہ باب بلا ترجمہ پہلے باب سے بطور فصل کے ہے۔ اور امام بخاریؒ کی غرض حدیث ابن عمرؓ اور حدیث عمرؓ سے یہ معلوم ہوئی ہے کہ بطحاء مبارکہ آنحضرت ﷺ کی معرس بنی کہ آخر رات میں آپؐ نے اس جگہ قیام فرمایا تو عامة الناس کا اس سے تعلق ہوگیا اب کوئی شخص احیاء کے ذریعہ اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ چنانچہ ذی الحلیفہ ایسا مقام ہے جہاں لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ دوسرے وہ میقات بھی ہیں تو اس کے آباد کرنے سے کوئی شخص مالک نہیں ہوسکے گا۔

باب اذاقال رب الارض اقرك مااقرك الله ولم يذكر اجلامعلوما فهما على تراضيهما۔

ترجمہ۔ زمین کا مالک یہ کہے کہ میں تجھے اس وقت تک ٹھہرنے دوں گا جب تک اللہ تعالیٰ تجھے ٹھہرائے گا اور کسی مدت کا ذکر نہ کرے۔ تو اس کی تعیین فریقین کی رضامندی پر ہوگی۔

حديث(۲۱۷۸)احمد بن المقدام الخ عن ابن عمرؓ قال كان رسول الله ﷺ وبسند آخر عن ابن عمرؓ ان عمربن الخطابؓ اجلى اليهود

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطابؓ نے یہود اور نصاریٰ کو حجاز کی اراضی سے نکال دیا اور جناب نبی اکرم ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ حاصل کیا تو یہود کو

والنصری من ارض الحجاز وکان رسول الله ﷺ لماظھر علی خیبر اراد اخراج الیھود منھا وکانت الارض حین ظھر علیھا للہ ولرسولہ ﷺ وللمسلمین واراد اخراج الیھود منھا فسالت الیھود رسول اللہ ﷺ لیقرھم بھا ان یکفوا عملھا ولھم نصف الثمر فقال لھم رسول اللہ ﷺ نقرکم بھا علی ذلک ماشئنا فقروا بھا حتی اجلاھم عمر الی تیماء واریحاء ....

وہاں سے نکالنے کا ارادہ فرمایا اور جو علاقہ مفتوحہ ہو جاتا تھا وہ اللہ اس کے رسول اور مسلمانوں کی ملکیت ہو جاتا تھا۔ تو آپؐ نے حسب دستور یہود کو خیبر سے نکالنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو یہود خیبر نے آپؐ سے درخواست کی کہ ہمیں خیبر میں اس شرط پر رہنے دیا جائے کہ خیبر کی اراضی میں خرچہ اور عمل کے ضامن ہم ہوں گے اور آپؐ لوگوں کو اس کا آدھا پھل دیں گے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہم تم لوگوں کو اس جگہ پر اس وقت تک اس شرط پر رہنے دیں گے جب تک ہماری مرضی ہوگی۔ چنانچہ وہ یہود خیبر میں رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں ان کو تیماء اور اریحا مقامات کی طرف نکال دیا۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u>۔ الیھود والنصاری اکثر آیاتٔ اور احادیث میں یہود کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔ اور نصاریٰ کا کم۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہود کی کثرت تھی نصاریٰ کی قلت۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہود کا خبث باطن ان کو شقاق نفاق اور ردی اخلاق پر آمادہ کرتا تھا جس سے فساد برپا ہوتا۔ ان کی بنسبت نصاریٰ سے نقصان کم تھا۔ لتجدن اشدالناس عداوۃ للذین آمنوا الیھود والذین اشرکوا الخ امام بخاریؒ نے جو ترجمہ باندھا ہے ولم یذکر اجلا معلوماً صاحب فیض الباریؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ پر اہل خیبر کے ساتھ معاملہ کی ابھی تک وضاحت نہیں ہوئی۔ اس لئے کبھی تو اسے اجارہ پر محمول کرتے ہیں اور کبھی مزارعۃ پر۔ حالانکہ یہ دونوں تب صحیح ہو سکتے ہیں جب اراضی خیبر آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کی ملکیت ہوں۔ لیکن جب یہ اراضی خود یہود کا ملک ٹھہریں تو پھر نہ اجارہ بن سکتا ہے اور نہ ہی مزارعت اس وقت صرف خراج مقاسمۃ ہی ہوگا۔ جس پر بہت تفریعات متفرع ہوں گی جس پہ مدت کو مبہم رکھنا کسی طرح ٹھیک نہیں ہو سکتا اس طرح اجارہ اور مزارعۃ کی صورت میں بھی ابہام اجل صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ منازعۃ اور جھگڑے کا باعث بنے گا خراج مقاسمۃ تو جہالت عمل کے باوجود بھی صحیح ہے۔ کیونکہ یہ امام اور رعایا کے درمیان معاملہ ہے جھگڑے کا کوئی خوف وخطرہ نہیں ہے۔ امام اس کا تدارک کر سکتا ہے۔ اگر اشکال ہو کہ روایت ابن عمرؓ وغیرہ میں مدت معلومہ پر نص نہیں تو احنافؒ اجل معلوم کی شرط کیوں لگاتے ہیں جواب یہ ہے کہ اجارہ مجہولہ کے فساد پر امت کا اجماع ہے۔ اقرکم ما اقرد اللہ سے فساد عقد تو لازم نہیں آتا البتہ دوسرا کوئی ایسا عقد نہیں کر سکتا اس لئے کہ وحی بند ہے احکام ثابت ہو چکے ہیں۔ اب اقرکم سے ایک سال کا اجارہ تو ثابت ہو جائے گا۔ پھر مالک کی رضامندی سے دوسرے سال کا بھی ھلم جر۔ علی تراضیھما لیکن یہ تراضی وسط سال میں معتبر نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں مالک کو نقصان پہنچانا ہے لہذا سال گذرنے کے بعد دوسری تراضی کا اعتبار ہوگا۔ تیماء اور اریحا شام کے قریب دو شہر ہیں۔

باب ماكان من اصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضاً في الزراعة والثمرة

ترجمہ۔ باب اس بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ کے اصحابؓ کاشتکاری اور پھلوں میں بلامعاوضہ ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے تھے۔

حديث (۲۱۷۹) حدثنا محمد بن مقاتل الخ سمعت رافع بن خديج بن رافع عن عمه ظهير بن رافع قال ظهير لقد نهانا رسول الله ﷺ عن امر كان بنا رافقاً قلت ماقال رسول الله ﷺ فهو حق قال دعاني رسول الله ﷺ قال ماتصنعون بمحاقلكم قلت نؤاجرها على الربع وعلى الاوسق من التمر والشعير قال لاتفعلوا ازرعوها اوازرعوها اوامسكوها قال رافع سمعا وطاعة ......

ترجمہ۔ حضرت ظہیر فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک ایسے معاملہ سے منع فرمادیا جو ہمارے لئے آسان تھا میں نے کہا جو کچھ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہی حق ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے بلوا کر پوچھا کہ تم اپنی کھیتی کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ ہم ان کو اجرت پر دیتے ہیں نہری پیداوار پر اور کھجور اور جو کے وسق پر۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو یا تو ان زمینوں کو خود کاشت کرو یا مفت کاشت کراؤ۔ یا ایسے ہی اپنے پاس روک رکھو حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اطاعت کریں گے۔

حديث (۲۱۸۰) حدثنا عبيدالله بن موسى الخ عن جابرؓ قال كانوا يزرعونها بالثلث والربع والنصف فقال النبي ﷺ من كانت له ارض فليزرعها اوليمنحها فان لم يفعل فليمسك ارضه ......

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ اراضی کو تہائی اور آدھی پر کاشت کرتے تھے۔ جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص زمین کا مالک ہو پس یا تو وہ خود کاشت کرے یا اسے کسی مسلمان کو عطیہ کے طور پر دے دے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو اپنی زمین کو روکے رکھے۔

حديث (۲۱۸۱) قال الربيع بن نافع ابوتوبة الخ عن ابي هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من كانت له ارض فليزرعها اوليمنحها اخاه فان ابى فليمسك ارضه ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی زمین ہو تو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو عطیہ کر دے اگر اس سے انکار کرے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔

حديث (۲۱۸۲) حدثنا قبيصة الخ عمرو قال ذكرته

ترجمہ۔ عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے مزارعۃ کا ذکر حضرت طاؤسؒ سے کیا

لطاؤس فقلا یزرع قال ابن عباسؓ ان النبی ﷺ لم ینه عنه ولکن قال ان یمنح احدکم اخاه خیرله من ان یاخذ شیئاً معلوماً .....

تو انہوں نے فرمایا کہ کسی دوسرے سے مفت میں کاشت کرائے ابن عباسؓ نے فرمایا بے شک جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا البتہ یہ فرمایا ہے کہ اپنے بھائی کو عطیہ کے طور پر دے دینا بہتر ہے۔ اس سے کہ اس پر کوئی معلوم اجرت لو۔

حدیث(۲۱۸۳)حدثناسلیمان بن حرب الخ عن نافع ان ابن عمرؓ کان یکری مزارعه علی عهد النبی ﷺ وابی بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وصدرا من امارة معاویةؓ ثم حدث عن رافع بن خدیج ان النبی ﷺ نهی عن کراء المزارع فذهب ابن عمرؓ الی رافع فذهبت معه فساله فقال نهی النبی ﷺ عن کراء المزارع فقال ابن عمرؓ قد علمت انا کنا نکری مزارعنا علی عهد رسول الله ﷺ بما علی الاربعاء وبشیء من التبن ....

ترجمہ۔ حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنی قابل کاشت اراضی کو کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں اور حضرت امیر معاویہؓ کی امارت کے ابتدائی دور میں بھی۔ پھر حضرت رافع بن خدیجؓ سے حدیث بیان کی جانے لگی۔ کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اراضی کے کرایہ (اجرت) پر دینے سے منع فرمایا تو حضرت ابن عمرؓ خود چل کر حضرت رافعؓ کے پاس گئے۔ اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا پس انہوں نے آپ سے پوچھا جس پر انہوں نے فرمایا کہ واقعی جناب نبی اکرم ﷺ نے اراضی کو اجرت پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تمہیں علم ہے کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں اپنی زمینوں کو اجرت پر دیتے تھے جو کچھ پیداوار نہروں پر ہوتی تھی اس کے بدلے اور کچھ تھوڑا بھوسہ کے بدلے۔

حدیث(۲۱۸٤)حدثنایحیی بن بکیر الخ ان عبدالله بن عمرؓ قال کنت اعلم فی عهد رسول الله ﷺ ان الارض تکری ثم خشی عبدالله ان یکون النبی ﷺ قد احدث فی ذلك شیئاً لم یکم یعلمه فترك کراء الارض .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے وہ یہ ہے زمین کو کرایہ پر دیا جاسکتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہؓ کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں جناب نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں کوئی نیا حکم نہ دے دیا ہو جس کا ان کو علم نہ ہو سکا ہو۔ اس لئے انہوں نے زمین کو کرایہ پر دینا چھوڑ دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقال ابن عمرؓ قد علمت الخ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جو صورت ذکر فرمائی ہے وہ فاسدہ ہے

جائز نہیں ہے۔اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت رافعؓ نے بھی نہی سے عموم مراد نہیں لیا کہ مزارعت کی سب صورتوں کو شامل ہو۔بلکہ نہی سے وہ صورت مراد ہے جس میں مفاسد ہوں اور ممکن ہے کہ حضرت رافعؓ نے اپنے فہم اور قرینہ کے مطابق نہی سے عموم مراد لیا ہو اور اسی سے ابن عمرؓ نے عموم سمجھ لیا ہو۔کیونکہ حضرت رافعؓ نے نہی میں جو صورتیں ذکر کی ہیں ان میں سے بعض وہ مختص بالنھی ہیں لیکن ابن عمرؓ نے ان صورتوں میں فرق نہیں کیا۔اور نہی کو عموم پر محمول کر لیا۔یا تمام صورتوں کو انہوں نے احتیاطاً چھوڑ دیا۔کیونکہ بعض روایات کے الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہیں۔اگرچہ عموم مراد نہیں ہے۔لیکن اگر امام صاحبؒ نے ابن عمرؓ کی روایت پر احتیاطاً عمل کرتے ہوئے مزارعت کو ناجائز کہا ہو تو ان پر اعتراض نہیں ہونا چاہئیے۔ورنہ ابن عمرؓ پر اعتراض ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فان لم یفعل فلمیسکه ارضه اگر اشکال ہو کہ زمین کو بغیر زراعت کے چھوڑ دینا اضاعت مال ہے جو ممنوع ہے۔تو کہا جائے گا کہ زمین کی منفعت معطل نہیں ہوتی۔گھاس۔لکڑی وغیرہ سے منفعت حاصل کی جا سکتی ہے۔اگر اور کوئی فائدہ بھی نہ ہو تو اس سے زمین کی اصلاح ہوگی۔تاکہ اگلے سال کام دے سکے۔لیکن یہ توجیہات اس وقت ہیں جب نہی عام ہو اگر کراء کی خاص صورت پیداوار کی لی جائے جب کہ وہ غیر معلوم ہو تو پھر تعطیل الانتفاع نفع کو معطل کرنا لازم نہیں آتا۔بلکہ نقدی پر اجارہ ہو سکتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ماکان اصحاب رسول الله ﷺ یواسی بعضهم بعضا الخ امام بخاریؒ نے ان روایات کے محمل کی طرف اشارہ کیا ہے جو اس باب میں ذکر کی گئی ہیں۔کہ بعض سے جواز مزارعت معلوم ہوتا ہے اور بعض سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔تو اشارہ فرمایا کہ جب روایات سے نهی مزارعت بالاجر معلوم ہوتی ہے وہ زہد کی تعلیم کے لئے ہے۔اور لوگوں سے ہمدردی کی ترغیب دینا ہے۔یہ نہی تحریم کی نہیں ہے۔

امسکوها سے زمین کے مصالح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔کیونکہ اس طرح جانوروں کے لئے چارہ کا انتظام وافر مقدار میں ہوگا زمین میں نمو اور قوت بڑھے گی۔ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا کہ جب خود کاشت نہیں کرتے تو دوسرے کو زراعت کا موقع ملے گا یہ مواساۃ ہے۔اور بغیر اجر کے مزارعت سے ایک مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچے گا۔اس طرح حدیث کو ترجمۃ الباب سے مطابقت ہو جائے گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت ابن عمرؓ نے خلافت علیؓ کا ذکر نہیں کیا۔اس لئے کہ حضرت علیؓ وقوع اختلاف کی وجہ سے انہوں نے ان سے بیعت نہیں کی تھی۔کیونکہ ان کی رائے تھی جس شخص کی خلافت پر مسلمان متفق نہ ہوں اس کی بیعت نہ کی جائے بنابریں ابن عمرؓ نے ابن الزبیرؓ کی اور عبدالملک بن مروان کی بیعت نہیں کی تھی جب کہ ان کی خلافتوں میں اختلاف تھا بعد ازاں یزید بن معاویہؓ کی بیعت کی اور عبداللہ بن زبیر کی وفات کے بعد عبدالملک بن مروان کی بیعت کرلی۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابن عمرؓ نے دور خلافت علیؓ میں اپنی زمین کرایہ پر نہ دی ہو اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا۔یہ توجیہ پہلی توجیہ سے بہتر ہے۔

باب کراء الارض بالذھب والفضۃ وقال ابن عباس ؓ ان امثل ماانتم صائغون ان تستاجر والارض البیضاء من السنۃ الی السنۃ

ترجمہ۔ زمین کو نقد اجرت پر دینا۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ بہتر صورت جو تم لوگ کرنے والے ہو وہ یہ ہے کہ سفید زمین کی ایک سال سے دوسرے سال تک نقدی پر مستاجری کرو

حدیث (۲۱۸۵) حدثناعمروبن خالد الخ عن رافع بن خدیج ؓ حدثنی عمامتی انھم کانوایکرون الارض علی عھد النبی ﷺ بما ینبت علی الاربعاء اوشیٔ یستثنیه صاحب الارض فنھی النبی ﷺ عن ذلك فقلت لرافع فکیف ھی بالدینار والدرھم فقال رافع لیس بھا باس بدینار والدرھم وکان الذی نھی عن ذلك مالو نظرفیه ذوالفھم بالحلال والحرام لم یجیزوہ لمافیه من المخاطرۃ قال ابوعبدالله من ھھنا قول اللیث وکان الذی نھی عن ذلك .....

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے کہ مجھے اپنے چچاؤں نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ وہ لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زمین کو کرایہ پر اس شرط پر دیتے تھے کہ جو چھوٹی چھوٹی نہر کے پاس کی پیداوار ہوگی یا جس چیز کو زمین کا مالک مستثنیٰ کرلیتا تھا اس پر اجارہ ہوتا تھا۔ جس سے ہم کو جناب نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا۔ پس میں نے حضرت رافع ؓ سے پوچھا کہ اگر پیداوار کی بجائے دینار اور درھم یعنی نقدی پر مزراعت ہو تو وہ کیسے ہے تو حضرت رافع ؓ نے فرمایا دینار درہم کے ساتھ مزارعت میں کوئی حرج نہیں ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ لیث کا قول یہ ہے کہ جن لوگوں کو حلال و حرام سمجھنے میں ادراک ہے۔ اگر وہ لوگ غور کریں تو مزارعت کی اجازت نہ دیں کیونکہ اس میں ہلاکت کا خطرہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ کان الذی نھی عن ذلك اس سے مقصد یہ ہے کہ مزارعت وہ ممنوع ہے جس میں قمار اور جُوا ہو یہ بات اگرچہ کسی نص سے ثابت نہیں لیکن اہل فہم اپنے فہم سے اس کی حرمت کا ادراک کر سکتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ لیس بھابأس سے راوی نے خود تخصیص فرمادی معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی نہی عام نہیں ہے المخاطرۃ کے معنی شراحؒ نے اشراف علی الھلاك کے کئے ہیں۔ جس کی تفسیر شیخ گنگوہیؒ نے قمار سے کی ہے۔ کیونکہ جوئے میں بھی یہی ہوتا ہے۔ غنم یا غُرم یعنی نفع یا چٹی ۔ اس لئے قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک کراء الارض کی نہی اسی پر محمول ہے کہ جس میں دھوکہ او جہالت ہو۔ مطلقاً مزارعۃ کی ممانعت نہیں جو بالذھب والفضۃ ہو۔

وکان الذی یہ کس کا مقولہ ہے جب کہ قال ابوعبدالله امام بخاریؒ نے فرمادیا کہ کلام اللیث میں سے ہے۔

باب

حدیث(۲۱۸۶)حدثنامحمد بن سنان الخ

عن ابی هریرةؓ ان النبی ﷺ کان یوماً یحدث وعنده رجل من اهل البادیة ان رجلا من اهل الجنة استاذن ربه فی الذرع فقال له الست فیما شئت قال بلی ولکنی احب ان ازرع قال فبذر فباد ر الطرف نباته واستواؤه واستحصاره فکان امثال الجبال فیقول الله دونك یاابن ادم فانه لایشبعك شیئ فقال الاعرابی والله لاتجده الا قریشیاً اوانصاریاً فانهم اصحاب زرع وامانحن فلسنا باصحاب زرع فضحك النبی ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک دن باتیں کر رہے تھے کہ آپؐ کے پاس ایک دیہاتی آدمی بیٹھا تھا۔ کہ ایک جنتی آدمی اللہ تعالیٰ سے کھیتی باڑی کرنے کے لئے اجازت طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کیا تو من پسند چیزوں میں نہیں ہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن میں کاشت کرنا پسند کرتا ہوں۔ فرمایا پس وہ بیج ڈالے گا پس آنکھ جھپکنے میں جلدی اس کا اُگنا شروع ہوگا۔ پھر اس کا سیدھا ہونا اور کاٹنے کے قابل ہونا ہوگا۔ کہ اس کی بالیں پہاڑوں کی طرح ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے آدم کے بیٹے لے۔ اس لئے کہ کوئی چیز تیرا پیٹ نہیں بھرے گی پس دیہاتی نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہو نہ ہو وہ قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی والے ہیں۔ لیکن ہم لوگ تو کھیتی والے نہیں ہیں۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاتجده الاقریشیاالخ یہ بات اس نے اپنے علم کے مطابق کہی۔ ورنہ اس کو معلوم نہیں کہ ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ الاقریشیا اوانصاریا اس کے کہنے کا سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ تو اصحابِ زرع تھے ہی مہاجرین مزارعت کے طور پر ان کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس باب کے انعقاد سے اس پر تنبیہ فرمائی کہ کراء الارض سے جو نہی واقع ہے وہ تنزیہی ہے۔ نہی تحریم نہیں ہے۔ اس لئے کہ عادت یہ ہے کہ انسان اس چیز پر حرص کرتا ہے جس سے ہمیشہ کے لئے نفع حاصل کرے۔ اور اس جنتی کا زراعت پر حرص کرنا حتی کہ جنت میں بھی باقی رہا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی موت اسی پر واقع ہوئی۔ اگر وہ کراء الارض کی حرمت کا اعتقاد رکھتا تو اپنے آپ کو اس پر حرص کرنے سے روکتا یہاں تک کہ اس کے ذہن میں اتنی مقدار نہ رہتی۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ زراعت کی فضیلت پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جنت میں بھی ہوگی کراء الارض سے اس حدیث کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

باب ماجاء فی الغرس

ترجمہ۔باب ان فضائل کے بارے میں جو درخت لگانے کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔

حدیث(۲۱۸۷)حدثناقتیبةبن سعید الخ عن سهل بن سعدؓ انه قال انا كنا لنفرح بیوم الجمعة كانت لنا عجوز تاخذ من اصول سلق لنا كنانغرسه فی اربعائنافتجعله فی قدرلها فتجعل فیه حبات من شعیر لااعلم الاانه قال لیس فیه شحم ولاودك فاذاصلیناالجمعة زرناهافقربته الینا فكنا نفرح بیوم الجمعة من اجل ذلك وماكنا نتغدی ولانقیل الابعد الجمعة .....

ترجمہ۔حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن خوش ہوتے تھے کہ ہماری ایک بوڑھیا تھیں جو ہمارے لئے چقندروں کی جڑیں لے کر جن کو ہم اپنی چھوٹی چھوٹی نہروں پر لگایا کرتے تھے وہ ان کو اپنی ہنڈیا میں ڈال دیتی تھی اور اس میں جو کے کچھ دانے ڈال دیتی۔ مجھے اس کا علم نہیں کہ اس نے کہا کہ اس میں نہ چربی ہوتی تھی اور نہ ہی گوشت کی چکناہٹ ہوتی تھی پس جب ہم اس سے ملنے جاتے تو اس مغلوبہ کو ہمارے قریب کر دیتیں۔ پس اس وجہ سے ہم جمعہ کے دن خوش ہوتے تھے اور ہم ناشتہ اور قیلولہ جمعہ کے بعد ہی کرتے تھے۔

حدیث(۲۱۸۸)حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن ابی هریرةؓ قال یقولون ان اباهریرةؓ یكثر الحدیث والله الموعد ویقولون ماللمهاجرین والانصار لایحدثون مثل احادیثه وان اخوتی من المهاجرین كان یشغلهم الصفق بالاسواق وان اخوتی من الانصار كان یشغلهم عمل اموالهم وكنت امرأ مسكیناالزم رسول الله ﷺ علی ملأ بطنی فاحضرحین یغیبون واعی حین ینسون وقال النبی ﷺ یوماً لن یبسط احدمنكم ثوبه حتی اقضی مقالتی هذه ثم یجمعه الی صدره فلاینسی من مقالتی شیئاًابداً فبسطت نمرةلیس

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ حدیث بہت بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی خیر وشر کا وعدہ دینے والے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کو کیا ہو گیا کہ وہ ابو ہریرہؓ کی حدیثوں کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ حالانکہ میرے مہاجر بھائی بازاروں کے کاروبار ان کو مشغول رکھتے تھے اور میرے انصار بھائیوں کو ان کا مال ومویشی کا عمل مشغول رکھتا تھا۔ میں ایک غریب آدمی تھا جو صرف پیٹ پرائی جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا تھا۔ پس جب وہ غائب ہوتے تھے میں حاضر ہوتا تھا اور جب وہ بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ جس شخص نے تم میں سے آج کے دن اپنا کپڑا پھیلایا یہاں تک کہ جب میں اپنی اس گفتگو کو ختم کروں پھر وہ اس کو اپنے سینے سے

علی ثوب غیرھا حتی قضی النبی ﷺ مقالته ثم جمعتها الی صدری فوالذی بعثه بالحق مانسیت من مقالته تلك الی یومی ھذاوالله لولاایتان فی کتاب الله ماحدثتکم شیئاً ابداًان الذین یکتمون ماانزلنا من البینت الی قوله الرحیم ......

لگالے تو میری گفتگو کی کوئی چیز کبھی اسے نہیں بھولے گی۔ پس میں نے اپنی اونی چادر جس کے سوا میرے بدن پر اور کوئی کپڑا نہیں تھا اس کا کچھ حصہ میں نے پھیلا دیا۔ حتی کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی گفتگو کو پورا کر لیا تو میں نے اس کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ پس اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آج تک آپ کی اس گفتگو سے کسی چیز کو نہیں بھولا اور اللہ کی قسم! اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تمہیں کبھی کوئی چیز بیان نہ کرتا۔ ترجمہ آیت بے شک جو لوگ ان واضح آیات وہدایت کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے اتارا ہے الخ۔ الرحیم تک۔

تشریح از شیخ گنگوہی"۔ نتغدی اس میں اس کھانے کے لذیذ ہونے کی وجہ کی طرف اشارہ ہے کہ بھوک اور فاقہ کی وجہ سے ایسے کھانے کو لذیذ سمجھتے اور اس پر خوش ہوتے تھے۔

وعمل اموالهم یہ موضع ترجمہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ اس عمل زراعت میں مشغول رہتے تھے جس سے اس کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ اور آنجناب ﷺ کی تقریر سے اس کا جواز بھی معلوم ہوا۔

ولولاایتان یہاں سے حضرت ابو ہریرہؓ تحدیث پر اپنے حرص کا عذر بیان کرتے ہیں۔ باوجودیکہ لوگ اس بارے میں ان پر اعتراض کرتے تھے۔

تشریح از شیخ زکریا"۔ علی السغب والفاقه سے شیخ گنگوہی" نے اس وہم کا دفعیہ کیا جو ظاہر اللفظ صحابہ کرامؓ کے حرص علی الطعام پر دلالت کرتا ہے۔ تو دفع وہم کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خوشی ان کے احتیاج کی وجہ سے تھی اجادالشیخ۔

عمل اموالهم حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس عمل سے مراد شغل بالاراضی بالزراعت والغرس ہے۔

الله الموعد علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ الموعد یا تو مصدر میمی ہے یا اسم زمان ہے یا اسم مکان ہے بہر صورت اس کا حمل لفظ جلالت پر صحیح نہیں ہے۔ تو عبارت کو مقدر ماننا پڑے گا۔ مصدر کی صورت میں الواعد کے معنی ہوں گے اور مصدر مبالغہ کے لئے ہوگا۔ الواعد فی فعله بالخیر والشر۔ اور اسم زمان کی صورت میں وعندالله الموعد یوم القیامة۔ اور اسم مکان کی صورت میں وعندالله الموعدیوم القیامة اور اسم مکان کی صورت میں عندالله موعدنی الخ بہر صورت معنی ہوں گے الله تعالیٰ یحاسبنی ان تعمدت کذبا یعنی اگر میں جان بوجھ کر جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ میرے سے حساب لے گا اور ان لوگوں سے بھی حساب لے گا جو میرے ساتھ بدگمان رکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المساقاۃ

ترجمہ۔ پانی بیچنے پر معاملہ کرنا

باب فی الشرب وقولہ تعالی وجعلنا من الماء کل شیٔ حی افلایؤمنون وقولہ افرء یتم الماء الذی تشربون وانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون لونشاءجعلنہ اجاجاً فلولاتشکرون ومن رای صدقة الماء وھبتہ ووصیتہ جائزة مقسوماً کان اوغیرمقسوم ثجاجامنصبا المزن السحاب الاجاج المتر فراتا عذباوقال عثمان قال النبی ﷺ من یشتری بئررومة فیکون دلوہ فیھا کدلاء المسلمین فاشتراھا عثمان رضی اللہ عنہ

ترجمہ۔ مساقات کے شرعی معنی ہیں پھلدار درختوں اور انگوروں کو کسی ایسے شخص کے سپرد کرنا جوان کی دیکھ بھال اس شرط پر کرے کہ اس کے پھلوں میں سے کوئی مقرر حصہ اسے ملے گا۔ اہل مدینہ کی لغات مختصہ ہیں۔ مثلاً مساقات کو معاملہ مزارعۃ کو مخابرہ اور اجارہ کو بیع مضاربۃ کو مقارضہ اور صلوۃ کو سجدہ کہتے ہیں۔ شرب کے معنی پانی کا حصہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ کہ ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بتلاؤ! جس پانی کو تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا۔ یا ہم اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنادیں۔ پس کیوں نہیں شکر ادا کرتے اور اس شخص کے بارے میں جو پانی کا صدقہ کرے یا اس کو ہبہ کرے۔ اور اس کی وصیت بھی جائز ہے۔ خواہ وہ پانی منقسم تقسیم شدہ ہو یا نہ ہو۔ سورۂ نباء میں ہے ثجاجا اور پلٹا ہوا پانی۔ مزن کے معنی بادل کے۔ اجاج کے معنی کڑوے کے اور فرات کے معنی میٹھے پانی کے ہیں۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بیئر رومہ خرید کر کے وقف کر دیا کہ اس کا ڈول دوسرے مسلمانوں کے ڈول کی طرح ہو۔ یا اس کا حصہ بھی دوسرے مسلمانوں کی حصہ کی طرف ہو یعنی وقف ہو تو اس کیلئے جنت ہے

توحضرت عثمانؓ نے اسے پینتیس ۳۵ ہزار درہم پر خرید کر وقف کر دیا اور حضرت عثمانؓ کی خرید سے پہلے ہر مشکیزہ پانی کا ایک درہم میں بکتا تھا

حدیث(۲۱۸۹)حدثنا سعید بن ابی مریم الخ عن سهل بن سعدؓ قال اتی النبیﷺ بقدح فشرب منه وعن یمینه غلام اصغر القوم والاشیاخ عن یساره فقال یا غلام اتاذن لی اعطیه الاشیاخ قال ما کنت لاوثر بفضلی منك احدا یا رسول الله فاعطاه ایاه .....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا اور آپؐ نے اس سے پی لیا آپ کی دائیں جانب قوم کا سب سے چھوٹا بچہ تھا اور آپؐ کے بائیں طرف بڑے عمر رسیدہ لوگ تھے تو آپؐ نے فرمایا اے لڑکے کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ پانی کا پیالہ ان شیوخ کو دے دوں اس لڑکے نے کہا کہ حضرت یا رسول اللہ آپ کے پس خوردہ پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے وہ اسے دے دیا۔

حدیث(۲۱۹۰)حدثنی انس بن مالكؓ انها حلبت لرسول الله ﷺ شاة داجن وهی فی دار انسؓ فاعطی رسول الله ﷺ القدح فشرب منه حتی اذانزع القدح من فیه وعلی یساره ابوبکرؓ وعن یمینه اعرابی فقال عمرؓ وخاف ان یعطیه الاعرابی اعط ابابکریارسول الله عندك فاعطاه الاعرابی الذی علی یمینه ثم قال الایمن فالایمن .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ ﷺ کیلئے ایک پالتو بکری کا دودھ نکالا گیا جب کہ آپ حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں تھے اور اس کے دودھ میں اس کنویں کا پانی ملایا گیا جو حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں تھا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ کو پیالہ دیا گیا۔ جس سے آپؐ نے پیا حتی کہ جب آپؐ نے اس پیالے کو اپنے منہ مبارک سے الگ فرمایا تو بائیں طرف حضرت ابو بکرؓ تھے اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا حضرت عمرؓ کو ڈر لگا کہ آپؐ دیہاتی کو نہ دے دیں فرمایا یا رسول اللہ حضرت ابو بکرؓ کو دیں جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہیں پس جناب نبی اکرم ﷺ نے وہ اس دیہاتی کو دے دیا جو آپؐ کے دائیں جانب بیٹھا تھا فرمایا دائیں طرف کو اختیار کرو دائیں طرف کو اختیار کرو

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وجعلنامن الماء کل شیئ حی الخ غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے ہر شے پانی سے بنائی ہے کیونکہ وہ تمام چیزوں کا اصل ہے۔ اس لئے آسمانوں اور عناصر ثلاثہ کی پیدائش پانی سے ہے۔ اور حی کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہی موجود ین ہی مقصود بالذکر ہیں۔ اگرچہ یہ حکم ان کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

یاغلام اتأذن اس سے ترجمہ ثابت کرتا ہے کہ پانی کا محافظ جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ خواہ ہبہ کرے یا کنویں سے

حاصل کرے بہر حال وہ غیر سے تصرف کا زیادہ حق دار ہے۔ جیسے مشترک پانی کا ہبہ اور صدقہ جائز ہے اس طرح تقسیم شدہ کا بھی جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ جعلنامن الماء کل شیئ حی سے وہ حیوانات مراد ہیں جو پانی سے زندہ رہتے ہیں۔ اور بعض نے ماء سے نطفہ مراد لیا ہے اور بعض نے کل شیئ حیا پڑھا ہے۔ تو اس میں جمادات نباتات بھی داخل ہو جائیں گے ان کی حیوۃ سے مراد ان کی سبزی مراد ہے جو پانی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان کی ہے وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے موافق ہے۔ اور فیض الباری میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان اللہ تعالیٰ خلق الماء اولا ثم خلق السمٰوت والارض الخ اور ابن رزین العقیلی نے تو مرفوعاً نقل کیا ہے۔ ان الماء خلق قبل العرش کہ عرش سے پہلے پانی کو پیدا کیا گیا۔ دلالۃ علی الترجمہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ مصنف نے اس باب سے ان لوگوں پر رد کیا ہے۔ ان الماء لایملك یعنی پانی کسی کی ملک نہیں ہے ترجمہ کو مشروعیۃ قسمۃ الماء سے ثابت کیا۔ اس طرح کہ دائیں طرف والے سے ابتداء بالماء کی گئی جو تقسیم پر دال ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ پانی ملک ہو سکتا ہے۔ البتہ حضرت سہل کی حدیث میں پانی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ کتاب الاشربہ میں لبن یعنی دودھ کے پیالے کا ذکر ہے۔ تو کہا جائے گا کہ حدیث انسؓ میں اس پانی کا ذکر ہے جس میں دودھ ملا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ دودھ اور پانی میں کوئی فرق نہیں۔ تو اس سے الماء لایملك کہنے والوں کا رد ہو جائے گا۔

باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء حتی یروی لقول النبی ﷺ لایمنع فضل الماء۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ پانی والا پانی کا اس وقت تک حق دار ہے حتی کہ سیراب ہو جائے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بچے ہوئے پانی کو نہ روکا جائے۔

حدیث (۲۱۹۱) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لایمنع فضل الماء لیمنع به الکلاء .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچت پانی نہ روکا جائے تاکہ اس سے سبز گھاس نہ رک جائے۔

حدیث (۲۱۹۲) حدثنا یحیی بن بکیر الخ عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لاتمنعوا فضل الماء لتمنعوا به فضل الکلاء ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچا ہوا پانی نہ روکو۔ تاکہ اس کے ذریعہ سبز گھاس روکنے کا باعث نہ بن جاؤ۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ منع فضل الماء یہ ترجمہ کی علت ہے کہ فضل ماء تب ہوگا جب کسی کی حاجت سے فارغ ہو۔ جس سے ثابت ہوا کہ عدم الفضل کے وقت وہ پانی کا زیادہ حق دار ہے۔ نیز !اجابت میں حاجت ذاتی۔ اہل وعیال۔ جانور اور کھیتی سب داخل ہیں لیکن یہ اس پانی کے بارے میں ہے جو برتن میں محفوظ نہ ہو۔ اگر برتن میں محفوظ ہے تو پھر مضطر کے علاوہ کسی پر خرچ کرنا واجب نہیں ہے۔

باب من حفر بئراً فی ملکه لم یضمن

ترجمہ۔ جس شخص نے کنواں اپنی ملکیت میں کھودا تو وہ کسی نقصان کا ذمہ وار نہیں ہے۔

حدیث(۲۱۹۲)حدثنامحمود الخ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ المعدن جبار والبئرجبار والعجماء جبار وفی الرکاز الخمس.

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کان کے اندر مر جانے والے کا خون معاف ہے کنویں میں مر جانے والے کا خون معاف ہے اسی طرح کسی جانور نے کسی کو مار دیا تو معاف ہے اور خزانہ کے اندر پانچواں حصہ ہے

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ۔ امام بخاریؒ اس باب کو یہاں پر لائے ہیں کہ جب کنویں میں گرنے والے کے خون کا ذمہ وار مالک نہیں ہے کیونکہ کنواں اس کے ملک میں ہے۔ تو بچے ہوئے پانی کا بھی مالک خاص ہوگا کیونکہ یہ پانی اس کی کوشش اور اس کے ملک میں حاصل ہوا ہے۔ پس جب اس کی حاجت سے زائد نہ ہو تو نہ غیر پر صرف کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس کے ملک میں کوئی مداخلت کرنے کا حق رکھتا ہے البتہ جب کوئی مضطر اور مجبور ہو تو پھر ماعون کا خرچ کرنا واجب ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ باب ذکر فرمائی ہے وہ بہتر ہے ورنہ اس باب کا محل کتاب الدیات ہے البتہ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث مطلق ہے ترجمہ مقید بالملک ہے جو مطلق کی ایک صورت ہے۔ کہ ضمان ساقط ہے کیونکہ جب غیر ملک میں کنواں کھودنے سے بطریق اولیٰ ساقط ہوگی۔ البتہ جمہور فرق کرتے ہیں کہ ملک میں ضامن نہیں غیر ملک میں ضامن ہوگا۔ اتمنعوافضل الماء میں نہی تحریم کے لئے ہے عندالمالك والاوزاعی۔ امام شافعیؒ مستحب قرار دیتے ہیں۔ اور احنافؒ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ جانوروں کے لئے بذل الماء واجب ہے کھیتی کے لئے نہیں ذکر العینی۔

باب الخصومة فی البئر والقضاء فیها

ترجمہ۔ کنویں کے بارے میں جھگڑا کرنا اور اس کے بارے میں فیصلہ کرنا۔

حدیث(۲۱۹۳)حدثناعبدان الخ عن عبدالله عن النبی ﷺ قال من حلف علی یمین یقطتع بها مال امری هو علیها فاجر لقی الله وهو علیه غضبان فانزل الله تعالی ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمناقلیلا الآیة فجاء الاشعث فقال ماحدثکم ابوعبدالرحمن فی انزلت هذه الایة کانت لی بئر فی ارض ابن عم لی فقال شهود ك قلت مالی شهود قال فیمینه قلت یارسول الله اذا یحلف فذکر النبی ﷺ هذا الحدیث فانزل الله ذلك تصدیقا له . . . . .

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے کوئی ایسی قسم کھائی کہ جس سے کسی مسلمان کا مال دبانا چاہتا ہو۔ حالانکہ وہ اس قسم میں بالکل جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقی ہو گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا مال خریدنا چاہتے ہیں الخ تو حضرت اشعث آئے اور کہنے لگے کہ جو کچھ ابو عبدالرحمٰنؒ (یہ ابن مسعودؓ کی کنیت ہے) نے تمہیں حدیث بیان کی ہے۔ تو یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میرے چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا حضور انور ﷺ نے میرے سے فرمایا کہ گواہ پیش کرو میں نے کہا حضرت میرے پاس گواہ نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا پھر اس کی قسم کا اعتبار کرو میں نے کہا یارسول اللہ وہ تو اس وقت قسم اٹھالے گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث کو ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

باب اثم من منع ابن السبیل من الماء

ترجمہ۔باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں جس نے کسی مسافر راہ گزر سے پانی روکا ۔

حدیث(۲۱۹٤)حدثنا موسی ابن اسمعیل الخ سمعت ابا هریرةؓ یقول قال رسول الله ﷺ ثلثة لا ینظر الله الیهم یوم القیمة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم رجل کان له فضل ماء بالطریق فمنعه من ابن السبیل ورجل بایع اماما لا یبایعه الا لدنیا فان اعطاه منها رضی وان لم یعطه منها سخط

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان کی طرف نظر کرم کریں گے اور نہ ہی گناہوں سے ان کی پاکی کریں گے بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا ایک تو وہ آدمی ہے جس کے پاس راستہ میں فالتو پانی ہو وہ راہ گزر مسافر کو نہیں دیتا دوسرا وہ ہے جس نے کسی حاکم سے صرف دنیا حاصل کرنے کیلئے بیعت کی اگر وہ اس کو دنیا سے کچھ دے دیتا ہے

ورجل اقام سلعته بعدالعصر فقال واللہ الذی لااله غیره لقد اعطیت بها کذاوکذا فصدقه رجل ثم قرء هذه الایة ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمناقلیلاً .....

توراضی اگراس کواس دنیا سے نہیں دیتا تووہ اس سے ناراض ہے اور تیسرا وہ آدمی ہے جس نے عصر کے بعد اپنا سامان لگایا اور کہتا ہے کہ اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ مال تو مجھے اتنے اتنے میں پڑا ہے۔ پس دوسرا اس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ پھر اس آیت کو پڑھا۔ ان الذین یشترون الخ ۔

باب سکر الانهار

ترجمہ۔ نہری پانی کے روکنے کے بارے میں

حدیث(۲۱۹۵)حدثناعبداللہبن یوسف الخ عن عبداللہبن الزبیرؓ انه حدثه ان رجلامن الانصار خاصم الزبیرعندالنبی ﷺ فی شراج الحرة التی یسقون بها النخل فقال الانصاری سرح الماء یمرفابی علیه فاختصماعندالنبی ﷺ فقال رسول اللہ ﷺ للزبیر اسق یازبیر ثم ارسل الماء الی جارك فغضب الانصاری فقال ان کان ابن عمتك فتلون وجه رسول الله ﷺ ثم قال اسق یازبیرثم احبس الماء حتی یرجع الی الجدر فقال الزبیر واللہانی لاحسب هذه الایة نزلت فی ذلك فلاوربك لایؤمنون حتی یحکموك فیماشجر بینهم وقال محمدبن العباس قال ابوعبداللہ لیس احدیذکر عن عروة عن عبدالله الاالليث فقط..

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے حدیث بیان کی کہ انصار کا ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس حضرت زبیرؓ سے مقام حرہ کی ایک غول چھوٹی نہر کے بارے میں جھگڑ پڑا جس سے وہ اپنے کھجور کے باغوں کو سیراب کرتے تھے انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دو چلتا رہے لیکن اس نے انکار کیا تو دونوں آنحضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس جھگڑتے رہے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی زمین کو پانی پلا کر پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔ انصاری ناراض ہو کر کہنے لگا کہ یہ فیصلہ آپؐ نے اس لئے کیا کہ وہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے جس پر آنجناب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا۔ پھر فرمایا اے زبیر! زمین کو پانی پلاؤ پھر اس وقت تک پانی روکے رکھو یہاں تک کہ دیوار تک چڑھ جائے حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے ترجمہ آیت۔ پس ایسا نہیں ہے قسم تیرے رب کی یہ لوگ اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک وہ باہمی اختلاف معاملات میں آپ کو فیصل اور حاکم نہ بنائیں۔ امام بخاریؒ سند کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عروة عن عبداللہ سے سوائے لیث کے اور کوئی ذکر نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ سکر الانہار اس باب سے امام بخاریؒ پانی کے روکنے کے جواز کو ثابت فرمارہے ہیں اگرچہ ظاہرا اس سے کراہیۃ معلوم ہوتی ہے کیونکہ عوام اس میں شریک ہیں اور یہ پانی اللہ تعالیٰ کے بندوں پر محض اللہ کا فضل ہے۔ تو کسی کو کسی سے رکاوٹ نہ کرنی چاہئے۔ لیکن اس حدیث سے جواز حبس ثابت ہوا۔ البتہ یہ کلام ان نہروں کے بارے میں ہے جو کسی کی مملوک نہ ہوں اور نہ ہی لوگوں کے کھودنے سے چالو ہوئی ہوں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دین سے چل رہی ہوں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ان وادیوں اور نشیبی جگہ کا پانی جس میں کسی کے عمل کو دخل نہ ہو وہ مباح ہے جو سبقت کر کے لے لے وہ اس کا حق دار ہے۔ اور پانی کی باری والے لوگوں میں سے اوپر والے نیچے والوں سے مقدم ہوں گے۔ وہ باغ کی دیواروں تک پانی چڑھنے کے بعد نیچے والے کے لئے چھوڑ سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ پانی دو طرح کا ہوتا ہے جاری اور ساکن۔ اگر جاری ہو تو دو قسم ہے۔ کہ وہ نہر غیر مملوک میں ہوگا یا مملوک میں۔ نہر غیر مملوک جیسے بڑی بڑی نہریں۔ نیل اور فرات جن میں کوئی مزاحمت نہیں کرتا۔ اس میں تو ہر ایک کو حق ہے۔ جب چاہے جتنا چاہے جیسے چاہے اس سے پانی پی سکتا ہے۔ دوسرے چھوٹی نہر۔ کھال وغیرہ ان کے متعلق حکم ہے۔ اوّل نہر والے پانی استعمال کر کے نیچے والوں کے لئے چھوڑ دیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے

تشریح از قاسمیؒ۔ شیخ لمعات میں فرماتے ہیں کہ اس انصاری کا یہ قول یا تو اس وجہ سے تھا کہ وہ منافق تھا جو انصار کے قبیلہ کا تھا۔ یا غصہ وغضب کی حالت میں اس سے لغزش ہوگئی۔ ای الجدر دیوار کی بنیاد تک جس کی مقدار علماء نے انسان کے ٹخنے تک مقرر فرمائی ہے۔ باقی آپ کا ارشاد اوّلاً حضرت زبیرؓ سے دستور کے مطابق اور حسن جوار کی بنا پر تھا جب خصم ناراض ہوا تو آپؐ نے فرمایا اپنا پورا حق لے لو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس انصاری کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔ عفو ودرگذر سے کام لیا گیا۔ حرہ مدینہ میں مشہور مقام ہے۔ اور شراج کھال کو کہتے ہیں۔

باب شرب الاعلی قبل الاسفل

ترجمہ۔ نہر کے اوپر والے کیلئے نیچے والے سے پہلے پانی کی باری ہوگی۔

حدیث (۲۱۹۶) حدثنا عبدان الخ عن عروۃ قال خاصم الزبیر رجل من الانصار فقال النبی ﷺ یازبیر اسق ثم ارسل فقال الانصاری انہ ابن عمتک فقال علیہ السلام اسق یازبیر ثم یبلغ

ترجمہ۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کا انصار کے ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے زبیر اپنا باغ پلا کر پھر پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یہ تو اس وجہ سے ہوا کہ وہ آپؐ کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے زبیر تم یہاں تک پانی پلاؤ کہ وہ دیوار تک پہنچ جائے

الماء الجدر ثم امسك فقال الزبير فاحسب هذه الاية نزلت في ذلك فلاوربك لايؤمنون حتى يحكموك فيماشجر بينهم ......

پھر روک لو حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے فلاوربك لايؤمنون الاية ۔

باب شرب الاعلى الى الكعبين

ترجمہ ۔ ٹخنوں تک اوپر والے کا پانی کا حصہ ہے

حديث (۲۱۹۷) حدثنامحمدالخ عن عروة ابن الزبيرؓ انه حدثه ان رجلامن الانصار خاصم الزبير في شراج من الحرة يسقى بها النخل فقال رسول الله ﷺ اسق يا زبير فامره بالمعروف ثم ارسل الى جارك فقال الانصارى ان كان ابن عمتك فتلون وجه رسول الله ﷺ ثم قال اسق ثم احبس حتى يرجع الماء الى الجدر واستوعى له حقه فقال الزبيرؓ والله ان هذه الاية انزلت في ذلك فلاوربك لايؤمنون حتى يحكموك فيما شجربينهم فقال لى ابن شهاب فقدرت الانصار والناس قول النبى ﷺ اسق ثم احبس حتى يرجع الى الجدر وكان ذلك الى الكعبين .....

ترجمہ ۔ حضرت عروۃ بن الزبیرؓ نے حدیث بیان کی کہ انصار کے ایک آدمی کا حضرت زبیرؓ کے ساتھ مقام حرۃ کے ایک کھال کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ جس سے وہ نخلستان کو پانی پلاتا تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے زبیر! پانی پلاؤ اس سے آپؐ نے دستور کے مطابق حکم دیا۔ پھر اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یہ تو اس وجہ سے ہوا کہ حضرت زبیرؓ آپؐ کا پھوپھی زاد بھائی ہے جس سے آپ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا پھر آپؐ نے فرمایا پانی پلاؤ۔ تم اس وقت تک روکے رکھو جب تک پانی دیوار پر چڑھ جائے اس سے آپؐ نے اسی کے حق کی حفاظت فرمائی۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ آیت کریمہ اسی بارے میں نازل ہوئی فلاوربك لايؤمنون الخ لٰکن شہاب زہریؒ نے فرمایا کہ انصار اور دوسرے لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان اسق ثم احبس حتى يرجع الماء الى الجدر کا اندازہ فرمایا کہ مقدار پانی کی دونوں ٹخنوں تک ہونی چاہیئے ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فامره بالمعروف یعنی جس میں کسی کی مصلحت ہو۔ اگرچہ مسئلہ اس کے خلاف ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امره بالمعروف یعنی پانی کے بارے میں وہ عادت جو فریقین کے درمیان مشہور ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ درمیانی راستہ اختیار کیا۔ جس میں پڑوسی کی رعایت ملحوظ تھی۔ جس پر فاستوعى الزبير حقه دلالت کرتا ہے۔ قبل ازیں آپؐ نے اپنی رائے سے دونوں کا حق بیان فرمایا تھا۔ جب بطور باہمی صلح کے تھا۔ جب انصاری راضی نہ ہوا تو آپؐ نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق عطا فرمایا

تشریح از قاسمی"۔ امسك کے معنی امسك الماء کے نہیں بلکہ امسك نفسك عن السقی یعنی پانی پلانے سے اپنے آپ کو روک دو۔

الی الكعبين یہ محل ترجمہ ہے۔ یعنی جب ان حضرات نے دیکھا کہ دیواروں کا طول و عرض مختلف ہو تا ہے تو جہاں قصہ واقع ہوا ہے اس پر قیاس کر کے ٹخنوں تک کی مقدار مقرر کر دی۔

باب فضل سقی الماء ترجمہ۔ پانی پلانے کی فضیلت کے بارے میں

حدیث(۲۱۹۸)حدثناعبداللہ بن یوسف الخ

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال بینا رجل یمشی فاشتدعلیه العطش فنزل بئراً فشرب منها ثم خرج فاذاھو بکلب یلھث یاکل الثری من العطش فقال لقد بلغ ھذامثل الذی بلغ بی فملأ خفه ثم امسکه بفیه ثم رقی فسقی الکلب فشکر اللہ له فغفرله قالوا یا رسول اللہ وان لنا فی البھائم اجراً قال فی کل کبدٍ رطبة اجر .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی چل رہا تھا کہ اس پر پیاس سخت ہو گئی تو وہ ایک کنویں میں اترا اور اس سے پانی پیا۔ پھر جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپتے ہوئے پیاس کی وجہ سے تر مٹی کھا رہا ہے۔ دل میں کہنے لگا کہ اس کو بھی وہی تکلیف پہنچی ہے جو مجھے پہنچی تھی۔ چنانچہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے کو بھرا اور اپنے منہ میں اسے تھاما پھر اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کرتے ہوئے اس کی بخشش فرمادی۔ تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسول اللہ! کیا ہمیں چوپایوں کے بارے میں بھی ثواب ہو گا آپؐ نے فرمایا ہر تر جگر میں ثواب ہے۔

حدیث(۲۱۹۹)حدثناابن ابی مریم الخ

عن اسماء بنت ابی بکرؓ ان النبی ﷺ صلی صلوۃالکسوف فقال دنت منی النار حتی قلت ای رب وانامعھم فاذاامرأۃحسبت انه قال تخدشھا ھرة قال ماشان ھذہ قالوا حبستھا حتی ماتت جوعا ....

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب نبی اکرم ﷺ نے کسوف کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ آگ میرے قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا اے میرے رب حالانکہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ پس اچانک ایک عورت ہے میرا گمان ہے کہ یہ فرمایا کہ ایک بلی اسے نوچ رہی ہے۔ کہا کہ اس کا کیا حال ہے فرمایا کہ اس عورت نے اس بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی۔

حدیث(۲۲۰۰)حدثنااسمعیل الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال عذبت امرأة فی هرة حبستها حتی ماتت جوعافدخلت فیها النار قال فقال والله اعلم لاانت اطعمتیها ولاسقیتها حین حبستیها ولاانت ارسلتیها فاکلت من خشاش الارض ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے عذاب دی گئی کہ اس نے اس کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی پس اس کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوئی۔ اللہ نے فرمایا حالانکہ اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ نہ تو تو نے اسے کھانا کھلایا اور نہ ہی اسے پانی پلایا۔ جب کہ تو نے اسے روک رکھا تھا اور نہ ہی تو نے اسے چھوڑ دیا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں میں سے کھا لیتی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ پہلی حدیث سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ پیاسے کتے کو پانی پلانے سے اس کی مغفرت ہو گئی کبدرطبة سے حیوة مراد ہے۔ کہ ہر زندہ کے جگر میں ثواب ہے۔ وانا معھم یہ جملہ تعجب کے طور پر ہے کہ وہ میرے قریب کیسے ہو گئے حالانکہ ان میں اور میرے درمیان بہت بعد ہے۔ دوسری روایت میں کہ بلی کے بھوکے اور پیاسے رکھنے کی وجہ سے عورت کو عذاب دیا گیا اگر وہ کھلاتی پلاتی تو عذاب نہ ہوتا تو اس سے سقی الماء کی فضیلت ثابت ہوئی۔

باب من رای ان صاحب الحوض والقربة احق بمائه۔

ترجمہ۔ اس شخص کے بارے میں جو یہ سمجھتا ہے کہ حوض اور مشکیزے کا مالک اپنے پانی کا زیادہ حقدار ہے

حدیث(۲۲۰۱)حدثناقتیبة الخ عن سهل بن سعدؓ قال اتی رسول الله ﷺ بقدح فشرب وعن یمینه غلام هواحدث القوم والاشیاخ عن یساره قال یاغلام اتاذن لی ان اعطی الاشیاخ فقال ماکنت لاوثربنصیبی منك احداًیارسول الله فاعطاه ایاه ......

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا جس سے آپؐ نے پانی پی لیا۔ آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا جو لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا اور بڑے بزرگ آپؐ کے بائیں طرف بیٹھے تھے۔ پس آپؐ نے پوچھا اے لڑکے! کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں پس خوردہ بڑوں کو دے دوں۔ تو اسے نے کہا کہ میں آپؐ کی طرف سے اپنے حصہ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ یارسول اللہ! چنانچہ آپؐ نے اسے دے دیا۔

حدیث(۲۲۰۲)حدثنامحمدبن بشار الخ

سمعت اباھریرةؓ عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیده لازودن رجالاعن حوضی کماتزاد الغریبة من الابل عن الحوض تذودان تمنعان ..

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ضرور بالضرور میں اپنے حوض سے لوگوں کو اس طرح روکوں گا جس طرح اجنبی اونٹ حوض سے دفع کیا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے تذودان یعنی روکتے ہیں

حدیث(۲۲۰۳)حدثناعبدالله‌بن محمدالخ

قال ابن عباسؓ قال النبیﷺیرحم الله‌ام اسمعیل لو ترکت زمزم اوقال لولم تغرف من الماء لکانت عینامعینا واقبل جرهم فقالوا اتاذنین ان ننزل عندك قالت نعم ولاحق لکم فی الماء قالوانعم........

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتی یا فرمایا کہ اگر وہ پانی کا چلو بھر کر مشکیزے میں نہ ڈالتی تو وہ جاری چشمہ ہوتا اور پھر قبیلہ جرہم کے لوگ آگئے جنہوں نے ان کے پاس ٹھہرنے کی اجازت طلب کی جس پر ام اسمٰعیل نے فرمایاہاں! ٹھہر سکتے ہو لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔

حدیث(۲۲۰٤)حدثناعبدالله‌بن محمد الخ

عن ابی هریرةؓعن النبیﷺقال ثلثةلایکلمهم الله یوم القیامة ولا ینظر الیهم رجل حلف علی سلعة لقد اعطی بها اکثرمما اعطی وهو کاذب ورجل حلف علی یمین کاذبة بعد العصر لیقطع بها مال رجل مسلم ورجل منع فضل ماء فیقول الله الیوم امنعك فضلی کما منعت فضل مالم تعمل یداك.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تین آدمی ہیں کہ قیامت کے دن نہ تو اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا ایک تو وہ آدمی ہے جس نے اپنے فروختگی سامان پر قسم کھائی کہ مجھے اتنے میں پڑا ہے جو خرید سے زیادہ بتلایا حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور دوسرا وہ آدمی جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان آدمی کا مال مار لیا۔ تیسرا شخص وہ ہے جس نے فالتو پانی روک لیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں بھی اپنا فضل تجھ سے روکتا ہوں جس طرح تو نے فالتو پانی روکا تھا جو تیرے ہاتھوں کی کمائی نہیں تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس باب میں چار احادیث بیان فرمائی ہیں پہلی روایت سہل بن سعدؓ کی ہے جس میں پیالے کو حوض اور مشکیزے کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے۔ تو جس طرح پیالے والا تصرف کا حق دار ہے اسی طرح حوض اور

مشکیزے والا بھی حقدار ہے۔ دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے۔ جس میں حوض کی نسبت جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے جس سے آپ بھگانے اور پلانے کے حقدار ہیں۔ تو تصرف ثابت ہوا۔ تیسری حدیث ابن عباسؓ کی ہے۔ جس کی مناسبت ترجمہ سے واضح ہے کہ ام اسمٰعیلؑ نے فرمایا لا حق لکم فی الماء ۔چوتھی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جس کی مناسبت ترجمہ سے اس طرح ہے کہ جب فضل ماء کی ممانعت پر عتاب ہوگا تو معلوم ہوا کہ وہ اصل ماء کا حق دار ہے۔ نیز! لم تعمل یداك سے بطور مفہوم کے معلوم ہوا کہ اگر اس کے عمل کا دخل ہو تو وہ غیر کی بنسبت حق دار ہے۔ تو اب لم تعمل یداك کے معنی ہوں گے کہ نہ تو تو نے پانی کا منبع چالو کیا اور نہ ہی اس کو نکالا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن المنذرؒ نے پہلی حدیث میں مناسبت اس طرح ثابت کی ہے۔ کہ جب دائیں طرف بیٹھنے والا محض بیٹھنے سے مافی القدح یعنی پیالے کی چیز کا مستحق بن گیا تو قابض کیوں مستحق نہیں ہوگا۔ باقی رجالا سے کون مراد ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد منافقین ہیں۔ بعض نے کہا مرتدین مراد ہیں۔ اور بعض نے مبتدعین بدعتی لوگ مراد لئے ہیں۔ جنہوں نے دین میں نئی نئی رسوم کو دین بنالیا۔ اور بعض نے اہل الکبائر اور ظالم لوگ مراد لئے ہیں۔ ام اسمٰعیلؑ سے مراد حضرت ہاجرہ ہیں جو مصر کے بادشاہ نے بی بی سارۃ زوجہ ابراہیمؑ کو ہبہ کی تھی۔ جس سے اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ جچہ زچہ کو حضرت ابراہیمؑ مکہ کے چٹیل میدان میں چھوڑ گئے تھے۔ جہاں پیاس سے پریشانی کے بعد زمزم کا چشمہ نمودار ہوا جس کو بی بی ہاجرہ زمزم رک جا رک جا کہہ کر بند باندھ رہی تھیں۔ اگر ایسا نہ کرتی تو جاری چشمہ بن جاتا۔

جرھم یہ یمن کا ایک قبیلہ تھا جو شام جارہے تھے۔ کہ مکہ میں اترے اور زمزم کے پاس رہنے کی درخواست کی۔ یہ مکہ کے پہلے مکین ہیں وہ وہیں رہے بی بی ہاجرہ کی وفات ہوگئی اسمٰعیلؑ جوان ہو کر ان میں بیاہے گئے۔ آپ کی بیوی کا نام جداء بنت سعد عملانی تھا۔

لاحق لکم فی الماء یہ موضع الترجمہ ہے۔ خطابیؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا جو شخص جنگل میں کوئی پانی کا چشمہ نکالے وہ اس کا مستحق ہے۔ دوسرا اس میں کوئی شریک نہیں ہوگا۔ الا برضاہ مگر اس کی رضامندی سے۔ بعدالعصر کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے غالب یہ ہے کہ عموماً لوگ اس وقت قسم اٹھاتے ہیں یا اس وجہ سے کہ یہ نزول وصعود ملائکہ کا وقت ہے عظمت کی وجہ سے معاصی عظیم ہو جاتے ہیں۔ یقطع ای یاخذ قطعة ۔

باب لاحمی الا للہ ولرسولہ ﷺ

ترجمہ۔ حمی وہ چراگاہ جس میں مالک کے جانور چر سکتے ہیں دوسرے لوگوں کے نہیں۔ ایسی جاگیریں پہلے ہوا کرتی تھیں تو فرمایا سب چراگاہیں اللہ اور اس کے رسول کی ہیں کسی کی تخصیص نہیں ہے لیکن بعد میں مصلحت مسلمین کے لئے خلفاء راشدین نے چراگاہیں مختص فرمائی ہیں۔

حدیث(۲۲۰۵)حدثنا یحیی بن بکیر الخ عن ابن عباسؓ ان الصعب بن جثامة قال ان رسول اللهﷺ قال لاحمی الاللہ ولرسوله وقال بلغنا ان النبیﷺ حمی النقیع وان عمرؓ حمی السرف والربذة

ترجمہ۔ حضرت صعب بن جثامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چراگاہ تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے پھر وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے نقیع کو حمی بنایا اور حضرت عمرؓ نے شرف کو اور ربذہ کو خصوصی چراگاہ بنایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لا حمی الا لله کا مقصد یہ ہے کہ گھاس عام لوگوں کا حق ہے اس لئے کسی کو روکنے کی اجازت نہیں۔ہاں عوام کے فائدہ کے لئے جائز ہے تو بیت المال کو حمی کا حق ہے غیر کو نہیں اور جن روایات میں بیت المال کے علاوہ حمی کا ثبوت ہے۔اس سے مراد اس جگہ کے درخت اور زمین مراد ہیں۔جس زمین میں اور اس کے درختوں میں غیر تصرف نہیں کر سکتا۔لیکن گھاس جب امام یا اس کا نائب بیت المال کے لئے حمی بنائے تو فقیر کو اپنے جانور اس میں چرانے کا حق حاصل ہے کیونکہ وہ بیت المال کا حق دار ہے لیکن غنی کو حق نہیں پہنچتا۔ہاں اگر مجبور ہو جائے تو اور بات ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں حمی وہ غیر مملوک چراگاہ ہے جس کو خاص جانوروں کے چرنے کے لئے مختص کیا گیا ہو۔ لاحمی الاالله الخ کا مطلب یہ ہے کہ ان چراگاہوں میں جہاد کے گھوڑے اونٹ اور زکوۃ کے جانور چرائے جا سکتے ہیں جیسے حضرت عمرؓ نے شرف اور ربذہ کو اور خود آنحضرت ﷺ نے نقیع کو مختص چراگاہ بنایا تھا۔چنانچہ جب حضرت عمرؓ پر اعتراض ہوا تو انہوں نے فرمایا بلاد الله حمیت لمال الله کہ یہ اللہ کی آبادیاں جن کو اللہ کے مال کے لئے میں نے حما بنایا ہے۔اور حضرت عثمانؓ پر اعتراض ہوا جب کہ انہوں نے حمی میں اضافہ فرمایا تو انہوں نے فرمایا کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔خود حضور انور ﷺ نے نقیع کو مختص کر لیا تھا۔تو امام اور خلیفہ کو حق ہے کہ وہ بنجر زمینوں۔پہاڑوں اور نشیبی جگہوں کی حمی بنالے۔

باب شرب الناس والدواب من الانهار

ترجمہ۔لوگوں اور جانوروں کا نہروں سے پانی پینا

حدیث(۲۲۰۶)حدثنا عبدالله بن یوسف الخ عن ابی ھریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال الخیل لرجل اجر ولرجل ستر وعلی رجل وزر فاما الذی له اجر فرجل ربطها فی سبیل الله فاطال بها فی مرج اوروضة فمااصابت فی طیلها ذلك من المرج

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا ایک آدمی کے لئے ثواب ہے دوسرے آدمی کے لئے پردہ ہے اور ایک آدمی پر گناہ کا بوجھ ہے پس جس شخص کے لئے ثواب ہے وہ شخص ہے جس نے اسے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے باندھا جس کو لمبی رسی کے ساتھ

او الروضة كانت له حسنات واوانه انقطع طيلها فاستنت شرفاً اوشرفين كانت الارهما وارواثها حسنات له ولوانها مرت بنهرٍ فشربت منه ولم يرد ان يسقى كان ذلك حسنات له فهى لذالك اجر ورجل ربطها تغنيا ثم لم ينس حق الله فى رقابهاولاظهورها فهى لذلك ستر ورجل ربطها فخراً ورياءً ونواءً لاهل الاسلام فهى على ذلك وزرو سئل رسول الله ﷺ عن الحمر فقال ماانزل على فيهاشيئ الاهذه الاية الجامعة الفاذة فمن يعمل مثقال ذرة خيرايره ومن يعمل مثقال ذرةٍ شراً يره .....

کسی وسیع چراگاہ یاباغ میں باندھا۔ پس جو کچھ اس لمبی رسّی کی وجہ سے چراگاہ یاباغ سے اسے پہنچے گا وہ اس کے لئے نیکیوں کا باعث ہے۔ اور اگر اتفاقاً اس کی وہ رسّی ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے وہ قدم یادو قدم کودا تو اس کے نشان قدم اسکی گوبر سب کے سب اسکی نیکیوں میں شامل ہوں گے۔ اور اگر وہ گھوڑا کسی نہر کے پاس سے گذرے پس اس نے اس نہر سے پانی پیا۔ حالانکہ اس نے پانی پلانے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو یہ سب اس کی نیکیاں ہیں۔ پس یہ گھوڑا تو اس کے لئے ثواب ہوا اور جس شخص نے گھوڑا غنیٰ ظاہر کرنے اور سوال سے بچنے کے لئے باندھا پھر اللہ کا حق اس کی گردن اور پیٹھ میں نہیں بھولا یعنی زکوٰۃ اور عاریت پر دیتا رہا پس یہ گھوڑا اس کے لئے پردہ ہوگا۔ اور جس شخص نے اس کو لوگوں پر فخر کرنے کے لئے اور دکھاوے کے لئے اور مسلمانوں کی عداوت کے لئے باندھ رکھا ہے تو وہ اس کیلئے گناہ کا باعث ہوگا۔ اور آنحضرت ﷺ سے گدھوں کی زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کے بارے میں کوئی مستقل حکم تو نازل نہیں ہوا۔ البتہ یہ جامع اور منفرد آیت ہے کہ جس نے ذرّہ بھر نیکی کی اسے دیکھے گا۔ اور جس نے ذرّہ بھر بھی برائی کی تو اس کی سزا بھگتے گا۔

حديث(۲۲۰۷)حدثنااسمعيل الخ عن زيدبن خالدؓ قال جاء رجل الى رسول الله ﷺ فساله عن اللقطةفقال اعرف عفاصهاو وكائهاثم عرفها سنةفان جاء صاحبهاوالافشانك بهاقال فضالة الغنم قال هى لك اولاخيك اوللذئب قال فضالة الابل قال مالك ولها معها سقاؤها وحذاؤها ترد الماء وتاكل الشجر حتى يلقاهاربها .....

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گری پڑی چیز کے متعلق پوچھنے لگا فرمایا اس کی تھیلی اور اس کے بندھن کی رسی کا اعلان کرو پھر اس کا سال بھر اعلان کرتے رہو اگر مالک آجائے تو فبہا اسے دے دو ورنہ پھر اس کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو یعنی اگر محتاج ہو تو اس سے فائدہ اٹھاؤ ورنہ اس کا صدقہ کردو اس نے بھٹکی ہوئی بکری کے متعلق پوچھا فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی نذر ہو جائے گی یعنی اگر اسے

پکڑ لو تو بہتر ہے ورنہ دوسرا اسے پکڑ لے گا یا بھیڑیا کھا جائے گا۔ پھر بھٹکے ہوئے اونٹ کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا تجھے اس کے پکڑنے کی ضرورت نہیں اس کے ساتھ اس کا مشکیزہ پانی کا ہے اور اس کے جوتے ہیں یعنی پنجے ہیں وہ پانی کے چشمہ پر آ کر پانی پی لے گا اور درختوں کے پتے کھاتا رہے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اسے آ ملے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ثم لم ینس حق اللہ بعض حضرات نے کہا اس سے گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب ہے اس پر استدلال کیا ہے لیکن یہ دلیل تام نہیں اس لئے کہ اس کی پیٹھ میں تو کوئی چیز واجب نہیں اگر اس امر کو استحباب پر محمول کرتے ہو تو پھر گردن اور پیٹھ دونوں کا تفضل مستحب ہوگا۔ نیز! زکوٰۃ کے علاوہ بھی پیٹھ اور گردن میں وجوب ثابت ہے۔ مثلاً جیسے پریشان حال گھوڑے کی سواری کا محتاج ہے کہ تھکاوٹ اور بعد مسافت کی وجہ سے وہ منزل تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کی اعانت کرتے ہوئے اس کو سوار کر دیا جائے اور کبھی گھوڑے کی گردن کا بھی محتاج ہو جاتا ہے مثلاً منزل دور ہے اور مالک کے پاس گھوڑے کا واپس پہنچانا مشکل ہے یا بھوک سے مر رہا ہے اور گھوڑے کے سوا اسکے پاس اور کچھ بھی موجود نہیں ہے تو مالك فرس اس سے ہمدردی کرتے ہوئے گھوڑے کا گوشت کھلا کر اس سے ہمدردی کا ثبوت دے۔

ترد الماء میں ترجمہ ہے کہ ایسے جانوروں کو چشمہ سے پانی پینے سے نہ روکا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ کی حجت ہے کہ خیل سائمہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ نے وجوب زکوٰۃ فی الخیل پر استدلال کیا ہے۔ لیکن امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ گھوڑوں پر کسی صورت میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور حدیث کی تاویل میں فرماتے ہیں کہ یہ جہاد کے متعلق ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ حق سے زکوٰۃ مراد لیتے ہیں اور علی ظھور سے مراد غازی اور حاجی کو عاریت پر دینا ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے حق اللہ سے زکوٰۃ تجارت مراد لی ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ گدھوں کے بارے میں جب آپؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا مجھ پر اس بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ کتاب الزکوٰۃ میں اس کی بحث گذر چکی ہے۔

ترد الماء امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب کے ثابت کرنے کے لئے دو حدیث ذکر فرمائی ہیں پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے جس میں گھوڑے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا انھا مرت بنھر مقصد یہ ہے کہ جانور پانی طلب کرتے ہیں اگر انکے مالک کی نیت پانی پلانے کی نہ ہو تب بھی اجر ملے گا اگر بالقصد پلائے تو بطریق اولیٰ ثواب ہوگا۔ دوسری حدیث زید بن خالد کی ہے جس میں ہے معھا سقاء ھا وحذائھا ترد الماء او تاکل الشجر علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ جاری نہروں کا پانی کسی کے ساتھ مختص نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ ان سے پانی پینا بغیر کسی سے اجازت طلب کئے جائز ہے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں سب کیلئے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی مالک نہیں البتہ کسی نے اپنے برتن میں بھر لیا تو وہ اسکا مالک بن جائیگا اگر سوال ہو کہ ترجمہ میں تو شرب الناس والدواب تھا احادیث سے دواب کا شرب تو ثابت ہوا الناس کا نہیں ہوا۔ جواب واضح ہے کہ جب جانوروں کیلئے جواز ثابت ہے تو کثیر الاحتیاج انسان کیلئے بطریق اولیٰ جواز ثابت ہوگا۔

باب بیع الحطب والكلاء

ترجمہ۔ سوختی لکڑی اور گھاس کی فروخت کے بارے میں

حديث(٢٢٠٨)حدثنامعلى بن اسد الخ عن الزبيربن العوامؓ عن النبیﷺقال لان يأخذ احدكم احبلافياخذ حزمة من حطب فيبيع فيكف الله به وجهه خيرمن ان يسال الناس اعطى اومنع ......

ترجمہ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک اپنی رسیاں لے کر لکڑیوں کا گٹھڑ لے کر بیچے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی ابرو سے ذلت کو روک دے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے دیا جائے یا روکا جائے۔

حديث(٢٢٠٩)حدثنايحيى بن بكير الخ انه سمع اباهريرةؓ يقول قال رسول الله ﷺ لان يحتطب احدكم حزمة على ظهره خيرله من ان يسال احدا فيعطيه اويمنعه ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک کا لکڑیوں کا گٹھڑا اپنی پیٹھ پر اٹھالینا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے۔ پس وہ اسے دے یا نہ دے۔

حديث(٢٢١٠)حدثناابراهيم بن موسى الخ عن على بن ابى طالبؓ انه قال اصبت شارفاً مع رسول الله ﷺ فى مغنم يوم بدر قال واعطانى رسول الله ﷺ شارفاً اخرى فانختهما يوماً عند باب رجل من الانصار وانا اريد ان احمل عليهمااذخر لابيعه ومعى صائغ من بنى قينقاع فاستعين به على وليمة فاطمة وحمزة بن عبدالمطلب يشرب فى ذلك البيت معه قينة فقالت الايا حمزة للشرف النواء فثارالیهما حمزة بالسيف فجب اسمنتهما وبقرخواصر هما ثم

ترجمہ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ بدر کی لڑائی میں غنیمت کے طور پر جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مجھے ایک عمر رسیدہ اونٹنی دستیاب ہوئی دوسری اونٹنی جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے عطا فرمائی میں نے ایک دن ان دونوں کو انصار کے آدمی کے گھر کے دروازے کے پاس بٹھادیا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان پر کترن بوٹی لاد کر لاؤں گا۔ تاکہ میں اس کو بیچوں اور میرے ہمراہ بنو قینقاع کا ایک زرگر تھا پس اس مال کے ذریعہ میں بی بی فاطمہؓ کے ولیمہ میں مدد لینا چاہتا تھا۔ اور اس گھر میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب شراب پی رہے تھے۔ جن کے ساتھ ایک گانے والی باندی تھی جس نے یہ شعر گایا اے حمزہ! یہ موٹی تازی اونٹنیاں الخ جن پر حضرت حمزہ تلوار لے کر ٹوٹ پڑے

اخذمن اکبادھما قلت لابن شھاب ومن السنام قال قد جب اسنمتھما فذھب بھاقال ابن شھاب قال علی فنظرت الی منظرٍ افظعنی فاتیت نبی اللہ ﷺ وعندہ زید بن حارثۃ فاخبرتہ الخبر فخرج ومعہ زید فانطلقت معہ فدخل علی حمزۃ فتغیظ علیہ فرفع حمزۃ بصرہ وقال ھل انتم الاعبید لابائی فرجع رسول اللہ ﷺ یقھقر حتی خرج عنھم وذلک قبل تحریم الخمر .....

اور ان کی کوہانیں کاٹ لیں اور ان کی کوکھوں کو چیر دیا اور ان کے جگر نکال کر کھانے لگے۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کوہان سے نکالا انہوں نے کہا کہ کوہانوں کو چیر کرلے گئے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں یہ نظارہ دیکھ رہا تھا جس نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ پس میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؐ کے پاس حضرت زید بن حارثہؓ بھی تھے۔ میں نے آپ کو واقعہ کی اطلاع دی تو آپؐ حضرت زید کے ہمراہ چل پڑے۔ میں بھی آپؐ کے ہمراہ روانہ ہو گیا آپؐ حضرت حمزہؓ کے پاس تشریف لائے جن پر آپؐ نے غیض وغضب کا اظہار فرمایا۔ جس پر حضرت حمزہؓ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگے کہ تم لوگ تو میرے آباؤاجداد کے غلام ہو جس پر جناب رسول اللہ ﷺ الٹے پاؤں واپس لوٹے۔ یہاں تک کہ وہاں سے باہر آگئے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قلت لابن شھاب مقصد یہ ہے کہ آپ نے کوہانوں کے کاٹنے کا تو ذکر کیا ہے لیکن ان کے لے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ محض جگر کے لے جانے کا ذکر کیا۔ تو فرمایا نہیں کوہان اور جگر دونوں کو لے گئے۔ لیکن پہلے اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ فہم وفراست پر بھروسہ کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قال ای ابن جریج۔ ذھب بھا کی ضمیر اسنمہ کی طرف راجع ہے۔ قال علی سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔ نہ کہ علی بن حسین۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اس باب کو کتاب الشرب میں اس لئے لے آئے کہ پانی۔ گھاس اور لکڑی تینوں سے نفع حاصل کرنا ہر ایک کے لئے جائز ہے۔ جب مباحات میں سے ہیں تو کوئی ان کو اپنے لئے مخصوص نہیں کر سکتا ہے۔ ہر شخص ان سے متمتع ہو سکتا ہے پس جو شخص پہلے ان کو حاصل کرے گا وہی اس کا مالک ہوگا۔

احمل علیھما اس سے ترجمہ ثابت ہوا کہ لکڑی کاٹنا۔ اذخر کاٹنا اور ان کا بیچنا جائز ہے شرف جمع شارف او نواء بمعنی سمان یعنی موٹی تازہ۔ جب بمعنی قطع۔ اسنمہ جمع سنام بمعنی کوہان۔ بقر بمعنی شق چیرنا۔

ھل انتم الاعبید یعنی جناب نبی اکرم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ اور ابو طالب دونوں عبدالمطلب کے غلام تھے۔

باب القطائع

ترجمہ۔ جاگیریں دینا

حدیث(۲۲۱۱)حدثناسلیمان بن حرب الخ سمعت انساً قال ارد النبی ﷺ ان یقطع من البحرین فقالت الانصار حتی تقطع لاخواننا من المهاجرین مثل الذی تقطع لنا قال سترون بعدی اثرة فاصبروحتی تلقونی ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بحرین کے علاقہ سے انصار کو جاگیر دینے کا ارادہ فرمایا تو انصار نے فرمایا کہ ہم اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک ہمارے مہاجرین بھائیوں کیلئے جاگیریں نہ دی جائیں جیسے کہ ہمیں دی جائیں۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد تم لوگ ترجیحات دیکھو گے تو میری ملاقات تک صبر کرنا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ سترون بعدی اثرة یعنی جس طرح آج تم اپنے مہاجرین بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دے رہے ہو پس تم اس وقت بھی اسی طرح رہنا۔جب کہ مہاجرین اپنے آپ کو تم پر ترجیح دیں گے۔اس طرح اوّل کلام میں مناسبت پیدا ہو جائے گی جو بادی النظر میں ظاہر نہیں ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطائع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس سے خمس مراد ہے یا کوئی خاص زمین ہے۔لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بحرین کی آمدنی میں سے کچھ حصہ انصار کے لئے مختص کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا فوری طور پر تو جزیہ تھا۔اور فتوحات کے بعد اس کی پیداوار آمدنی مختص کرنی چاہیئے۔چنانچہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ علاقے فتح ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان وعدوں کو پورا کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اسی روایت سے معلوم ہوا کہ خلافت انصار میں نہیں ہوگی۔اس لئے کہ صبر کرنے کی تلقین اسی کو کی جاتی ہے جو مغلوب محکوم ہو۔

باب کتابة القطائع

ترجمہ۔جاگیروں کا لکھ دینا

حدیث(۲۲۱۲)وقال اللیث عن یحیی بن سعید عن انسؓ دعاالنبی ﷺ الانصار لیقطع لهم بالبحرین فقالوایارسول اللہ ان فعلت فاکتب لاخواننا من قریش بمثلها فلم یکن ذلك عندالنبی ﷺ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کی کچھ اراضی ان کو جاگیر کے طور پر عطیہ فرمائیں۔ تو انہوں نے کہا یارسول اللہ! اگر آپؐ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے قریشی بھائیوں کیلئے بھی ایسا ہی لکھ دیں

فقال انکم سترون بعدی اثرۃ فاصبرواحتی تلقونی ......

پس بوجہ قلت فتوحات کے آپ نبی اکرم ﷺ ایسانہ کر سکے پھر آپؐ نے فرمایا عنقریب تم دیکھوگے کہ تمہیں نظر انداز کر کے دوسروں کو تم پر ترجیح دی جارہی ہے تو لڑائی جھگڑا نہ کرنا قیامت تک جب کہ میرے سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ صبر کرتے رہنا دنیاوی امور میں ترجیحات کی وجہ سے فتنہ وفساد سے بچتے رہنا۔

باب حلب الابل علی الماء

ترجمہ ۔ چشموں پر جو اونٹ پانی پینے کے لئے آئیں توان کا دودھ دوہ کر فقراء اور مساکین میں بانٹا جائے

حدیث (۲۲۱۳) حدثنا ابراھیم بن المنذر الخ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال من حق الابل ان تحلب علی الماء ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اونٹوں کے حقوق میں سے جو عند العرب مشہور تھے۔ یہ بات بھی تھی کہ چشمے پر ان کا دودھ دوہ کر تقسیم کیا جائے۔ یہ امر فرض لازم نہیں تھا مستحب تھا۔

باب الرجل یکون له ممر اوشرب فی حائط اوفی نخل ۔

ترجمہ ۔ باب آدمی کے لئے باغ میں جانے کے لئے گذرگاہ راستہ بھی ہوگا۔

قال النبی ﷺ من باع نخلابعدان تؤبر فثمرتهاللبائع فللبائع الممروالسقی یرفع وکذلك رب العریة ......

ترجمہ۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے پیوندکاری کے بعد کھجور کو بیچ دیا تو اس کا پھل بائع کے لئے ہوگا اور بائع کو راستہ اور پلانے کا پانی دیا جائے گا یہاں تک وہ پھل اٹھالے اس طرح جن کو کھجور کا پھل ہبہ کیا جائے۔ تو اُسے بھی باغ میں جانے کا راستہ اور سیرابی کے لئے پانی کا حق ہوگا۔

حدیث (۲۲۱۴) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عبداللہؓ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول من ابتاع نخلابعدان تؤبر فثمرتهاللبائع الا ان یشترط المبتاع ومن ابتاع عبداوله مال فماله

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جس شخص نے پیوندکاری کے بعد کھجور خرید کرلی۔ تو اس کا پھل بائع کے لئے ہوگا۔ البتہ اگر خریدار شرط کرلے تو پھر اس کا ہوگا۔ اور جس نے غلام خریدا

للذی باعه الاان یشترط المبتاع وعن مالك عن نافع عن ابن عمرؓ عن عمرؓ فی العبد .....

جس کے پاس مال تھا تو یہ مال اس کے بائع کا ہوگا البتہ اگر مشتری شرط کرلے تو پھر اس کو ملے گا۔

حدیث(۲۲۱۵)حدثنا محمدبن یوسف الخ **عن زید بن ثابت قال رخص النبی ﷺ ان تُباعَ العرایا بخرصهاتمراً ....**

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ھبہ کی تر کھجور کو خشک کھجور کے اندازے کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے۔

حدیث(۲۲۱۶)حدثناعبدالله بن محمد الخ **سمع جابربن عبدالله نهی النبی ﷺ عن المخابرة والمحاقلة وعن المزابنة وبیع الثمرحتی یبدو صلاحهاوان تباع الابدینار والدرهم الاالعرایا ..**

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مخابرہ۔محاقلة اور مزابنة سے منع فرمایا اور پھلوں کی بیع سے بھی منع فرمایا جب تک کہ ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو (پک جائیں) اور ان کی بیع دینار اور درہم کے ساتھ ہو لیکن عرایا کو جنس کے ساتھ بیچا جاسکتا ہے۔ مخابرہ عقد المزارعة ہے محاقلة بیع الزرع بالبر اور مزابنة بیع الکرم بالزبیب یابیع الرطب بالتمر کا نام ہے۔

حدیث(۲۲۱۷)حدثنایحیی بن قزعة الخ **عن ابی هریرةؓ قال رخص النبی ﷺ فی بیع العرایا بخرصها من التمر فیمادون خمسة اوسق اوفی خمسة اوسق شك داود فی ذلك ....**

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عرایا ھبہ کی تر کھجوروں کو خشک کھجور کے ساتھ اندازے سے بیچنے کی اجازت فرمائی۔ پانچ وسق سے کم میں یا پانچ وسق میں۔ داود راوی کو اس میں شک ہے۔

حدیث(۲۲۱۸)حدثنازکریابن یحیی الخ **ان رافع بن خدیج وسهل بن ابی حثمةؓ حدثاه ان رسول الله ﷺ نهی عن المزابنةبیع التمربالتمر الااصحب العرایا فانه اذن لهم ......**

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہؓ دونوں حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مزابنة سے منع فرمایا۔ یعنی تر کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا مگر اصحاب عرایا کو اس کی اجازت دی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فثمرتها للبائع جب پھل بائع کا ہے تو باغ میں داخل ہونے کے لئے اسے راستہ ملنا چاہیئے اور پانی کا حصہ بھی اس طرح صاحب عرایا کو بھی باغ میں داخل ہونے سے نہیں روکا جاسکتا۔ وہ بھی راستہ اور پانی کا حقدار ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب فی الاستقراض

واداء الدیون والحجر والتفلیس

ترجمہ۔ قرضہ لینا۔ قرضہ ادا کرنا۔ اور عبد کو تصرفات سے روک دینا اور مفلس قرار دینا۔

باب من اشتری بالدین ولیس عندہ ثمنہ اولیس بحضرتہ

ترجمہ۔ جس شخص نے قرضہ پر کوئی چیز خرید کی اور اسکے پاس قیمت نہیں تھی یا ثمن شراء کے وقت موجود نہیں انکا حکم۔

حدیث (۲۲۱۹) حدثنا محمد الخ عن جابر بن عبداللہؓ قال غزوت مع النبی ﷺ قال کیف تری بعیرك اتبیعنیہ قلت نعم فبعتہ ایاہ فلما قدم المدینة غدوت الیہ بالبعیر فاعطانی ثمنہ ..

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جہاد میں گیا آپؐ نے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا کہ تم اسے میرے پاس بیچتے ہو۔ میں نے کہا ہاں! تو میں نے اسے آپؐ کے پاس بیچ دیا۔ پس جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو میں صبح کے وقت آپؐ کے پاس اونٹ لے گیا تو آپؐ نے مجھے اس کی قیمت ادا کر دی۔

حدیث (۲۲۲۰) حدثنا معلی بن اسد الخ قال تذاکرنا عند ابراھیم الرھن فی السلم فقال حدثنی الاسود عن عائشةؓ ان النبی ﷺ اشتری طعاما من یہودی الی اجل ورھنہ درعاً من حدید

ترجمہ۔ حضرت اعمش نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس بیع سلم میں گروی رکھنے کا تذکرہ کیا اور آپ نے مجھے فرمایا مجھے حضرت اسودؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے کچھ مدت کے لئے ایک یہودی سے غلہ گندم خرید کیا اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من اشتری بالدین جو چیز کسی کے پاس موجود نہ ہو اس کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے وہم ہوتا تھا کہ جس کے پاس قیمت ادا کرنے کو نہ ہو تو اس کی بیع بھی جائز نہ ہوگی۔ تو باب کی دو روائتیں ذکر کر کے اس وہم کو دفع کیا۔ پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قیمت کسی کے پاس نہ ہو بلکہ گھر میں ہو تو اس کی خرید جائز ہے۔ اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ جس کے پاس قیمت نہیں ہے اور نہ ہی گھر میں ہے تو اس کی خرید بھی جائز ہے۔ ہاں! جس نے کوئی چیز خرید کر لی اور قیمت ادا نہ کرنے کا قصد ہو تو یہ منہی عنہ ہے۔ اس لئے دوسرا باب منعقد فرمایا۔

باب من اخذ اموال الناس یرید اداثها او اتلافها

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارنے میں جس نے لوگوں کا مال اسلئے لیا کہ اسکو ادا کریگا یا ضائع کریگا

حدیث (۲۲۲۰) حدثنا عبدالعزیز بن عبدالله الخ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال من اخذ اموال الناس یرید اداء ها ادی الله عنه ومن اخذ یرید اتلافها اتلفه الله .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص لوگوں کا مال اس نیت سے لیتا ہے کہ ان کو ادا کردوں گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے کے لئے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ضائع کردے گا۔ یعنی اس سے نفع نہیں حاصل کر سکے گا۔ بدنیتی کی وجہ سے اس پر قرضہ ہوگا۔ جس کے سبب قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ادی الله عنه یا تو دنیا میں ادا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کردیں گے جن سے قرضہ ادا کرنا آسان ہو جائے گا۔ یا آخرت میں ادا کرے گا۔ کہ قرض خواہ کو حور قصور دے کر راضی کردے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اتلفه الله ظاہر یہ ہے کہ یہ اتلاف دنیا میں واقع ہوگا۔ کہ اس کی معاش تنگ ہو جائے گی۔ یا اس کو جانی نقصان ہوگا۔ یہ خبر اعلام نبوت میں سے اور بعض نے اتلاف سے عذاب آخرت مراد لیا ہے۔ اور حدیث میں ہے ان الله مع الدائن حتی یقضی دینه کہ اللہ تعالیٰ قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنے قرضہ کو ادا کردے۔

باب اداء الدیون

ترجمہ۔ باب قرضوں کے ادا کرنے کے بارے میں

وقال الله تعالی ان الله یامرکم ان تؤدوا الامنت

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امانتداروں کو امانتیں ادا کرنے کا

الی اھلھا واذاحکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا ....

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرو پس اللہ تعالیٰ بہترین چیز کی تمہیں نصیحت فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

حدیث(۲۲۲۱)حدثنااحمد بن یونس الخ عن ابی ذر قال کنت مع النبی ﷺ فلما ابصر یعنی احداً قال مااحب انہ یحول لی ذھباً یمکث عندی منہ دینارفوق ثلث الادینارا ارصدہ لدین ثم قال ان الااکثر ین ھم الاقلون الامن قال بالمال ھکذا وھکذا واشار ابوشھاب بین یدیہ وعن یمینہ وعن شمالہ وقلیل ماھم وقال مکانک وتقدم غیر بعید فسمعت صوتافاردت ان اتیہ ثم ذکر ت قولہ مکانک حتی اتیک فلما جاء قلت یارسول اللہ الذی سمعت اوقال الصوت الذی سمعت قال وھل سمعت قلت نعم قال اتانی جبریل علیہ السلام فقال من مات من امتک لایشرک باللہ شیئاً دخل الجنة قلت وان فعل کذا وکذاقال نعم .....

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا جب آپؐ نے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا میں نہیں چاہتا کہ اگر یہ احد پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے کہ تین دن سے زیادہ میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی رہ جائے مگر وہ دینار جس کو میں قرضہ ادا کرنے کے لئے روک لوں۔ پھر فرمایا کہ بے شک اکثر مال والے قیامت کے دن تھوڑے عمل والے ہوں گے۔ مگر جس نے مال کو اس طرح خرچ کیا ابو شہاب نے اشارہ سے سمجھایا کہ اپنے سامنے اپنے دائیں اور اپنے بائیں لیکن ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ اور پھر فرمایا تم اس جگہ ٹھہر جاؤ اور آپؐ تھوڑی سی دور آگے گئے تو میں نے ایک آواز سنی میرے دل میں آیا کہ میں آپؐ کے پاس پہنچوں۔ لیکن مجھے آپ کا فرمان یاد آیا کہ میرے آنے تک تم اسی جگہ رہو پس جب آپؐ واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا یارسول اللہ ! وہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی۔ آپؐ نے پوچھا کیا تم نے وہ آواز سنی تھی۔ میں نے کہا ہاں سنی تھی۔ آپؐ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تھے۔ فرماگئے کہ آپؐ کی امت کا جو آدمی بھی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کرے آپؐ نے فرمایا ہاں !۔

حدیث(۲۲۲۲)حدثنااحمد بن شبیب بن سعید الخ قال ابوھریرةؓ قال رسول اللہ ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو

لو کان لی مثل احد ذهبا مایسر نی ان لایمر علی ثلث وعندی منه شیئ الاشیئ ارصده لدین رواه صالح وعقیل عن الزهری ......

تو مجھے خوشی نہیں ہوگی کہ مجھ پر تین دن گذر جائیں اور ان میں سے کوئی چیز میرے پاس موجود ہو۔ مگر وہ چیز جس کو میں قرضہ کی ادائیگی کے لئے روک لوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ارصده لدین یہ موضع ترجمہ ہے کہ قرضہ کو صدقہ وغیرہ دوسرے نیک امور سے مقدم کیا گیا سمعت صوتا جو کچھ انہوں نے سنا وہ جناب نبی اکرم ﷺ کی آواز تھی۔ جبرائیلؑ کی آواز انہوں نے نہیں سنی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ فیه الترجمه وہ اداء الدین ہے۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ قرضہ کو امانت میں داخل کیا گیا کیونکہ اداء دین کا حکم بھی ثابت ہے۔ جیسے اداء امانت کا حکم ہے اور انا عرضنا الامانة علی السموت میں امانت سے مراد اوامر ونواہی ہیں۔ تو اس طرح تمام وہ چیزیں داخل ہو گئیں جن کا ذمہ داری سے تعلق ہے یا نہیں ہے۔ اکثر مفسرین آیت کا شان نزول کا عثمان بن طلحه حجبی کو قرار دیتے ہیں۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جمیع امانات مراد ہیں۔ خواہ وہ حقوق الله سے متعلق ہوں یا حقوق العباد یا حقوق النفس سے سب اس میں داخل ہوں گے۔

قدم الدین ترجمہ سے مطابقت ثابت ہوئی کہ اداء دین کا کس قدر اہتمام کیا گیا ہے اور اس سے آپ کی دنیا سے بے رغبتی بھی واضح ہوتی ہے۔

ماسمعه صوت النبی ﷺ اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو کتاب الرقاق میں ہے کہ انی سمعته وهومقبل وهویقول وان سرق وان زنی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوذرؓ نے صوت جبرائیلؑ نہیں سنی۔

باب استقراض الابل　　　ترجمہ۔ اونٹ کو قرضہ پر لینا

حدیث(۲۲۲۳)حدثناابوالولید الخ قال سمعت اباسلمة بمنی یحدث عن ابی هریرةؓ ان رجلا تقاضی رسول الله ﷺ فاغلظ له فهم به اصحابه فقال دعوه فان لصاحب الحق مقالا واشتروا له بعیراً فاعطوه ایاه وقالوا لا نجد

ترجمہ۔ حضرت ابوسلمہؓ سے میں نے منیٰ کے مقام پر سنا کہ وہ حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نے آپؐ سے قرضہ کا تقاضہ کیا پس اس نے اس میں سختی برتی صحابہ کرامؓ نے اس کو تکلیف پہنچانے کا قصد کیا تو آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ حق والے کو گفتگو کرنے کا حق حاصل ہے جو کچھ کہے۔ اس کیلئے اونٹ خرید کر کے دے دو۔ انہوں نے کہا

الاافضل من سنه قال اشتروه فاعطوه اياه فان خيركم احسنكم قضاءً ....

اس کی عمر سے زیادہ عمر کا ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا خرید کر کے دے دیا جائے۔ کیونکہ تم میں سے بہتر وہی ہے جو قرضہ کی ادائیگی اچھی طرح سے کرے۔

باب حسن التقاضي

ترجمہ۔ قرضہ کا تقاضا اچھی طرح کرنا چاہیئے

حديث(٢٢٢٤)حدثنامسلم الخ عن حذيفةؓ قال سمعت النبی ﷺ يقول مات رجل فقيل له قال كنت ابايع الناس فاتجوزعن الموسر واخفف عن المعسر فغفرله قال ابومسعود سمعته من النبی ﷺ ......

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے ایک آدمی مر گیا تو اس سے کہا گیا کہ تو کیا کرتا رہا اس نے کہا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا۔ مالدار سے چشم پوشی کرتا اور تنگدست سے کمی کرتا تھا تو اس کی اس وجہ سے بخشش ہو گئی۔

باب هل يعطى اكبر من سنه

ترجمہ۔ کیا قرضہ میں بڑے سن والا دے سکتا ہے

حديث(٢٢٢٥)حدثنامسدد الخ عن ابی هريرةؓ ان رجلاً اتى النبی ﷺ يتقاضاه بعيراً فقال رسول الله ﷺ اعطوه فقالوا مانجد الاسنا افضل من سنه فقال الرجل اوفيتنی اوفاك الله فقال رسول الله ﷺ اعطوه فان من خيار الناس احسنهم قضاءً ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اونٹ کا تقاضا کرنے لگا۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ دے دو۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی عمر سے بڑی عمر کا اونٹ مل رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ آپؐ مجھے پورا حق ادا کریں اللہ تعالیٰ آپؐ کو پورا بدلہ دے گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہی اونٹ افضل اسے دے دو کیونکہ لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو قرضہ کی ادائیگی اچھی طرح کرنے والا ہو۔

باب حسن القضاء

ترجمہ۔ اچھی ادائیگی

حديث(٢٢٢٦)حدثناابونعيم الخ عن ابی هريرةؓ قال كان لرجل على النبی ﷺ سن

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی کا جناب نبی اکرم ﷺ پر ایک معمر اونٹ کا قرضہ تھا پس اس نے آکر

من الابل فجاءه يتقاضاه فقال النبى ﷺ اعطوه فطلبوا اسنته فلم يجدوا له الا سنافوقها فقال اعطوه فقال اوفيتنى وفى الله بك قال النبى ﷺ ان خياركم احسنكم قضاءً .....

آپؐ سے اس کا تقاضا شروع کر دیا آپؐ نے فرمایا کہ وہ اونٹ اسے دے دو تو انہوں نے اس عمر کا اونٹ تلاش کیا مگر وہ نہ مل سکا البتہ اس سے بڑی عمر کا مل گیا آپؐ نے فرمایا یہی دے دو تو اس شخص نے کہا کہ آپؐ نے مجھے پورا حق دیا ہے اللہ تعالیٰ بھی آپ کو پورا ثواب دے۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو ادائیگی اچھی طرح کرنے والے ہوں۔

حديث (۲۲۲۷) حدثنا خلاد بن يحيى الخ عن جابربن عبدالله ؓ قال اتيت النبى ﷺ وهو فى المسجد قال مسعر اراه قال ضحىً فقال صل ركعتين وكان لى عليه دين فقضانى وزادنى . . .

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چاشت کے وقت جب کہ آپؐ مسجد میں تھے حاضر ہوا۔ یہ قول مسعر راوی کا ہے۔ آپؐ نے فرمایا دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھو۔ میرا آپؐ پر قرضہ تھا پس آپؐ نے اسے ادا فرمادیا اور مجھے زیادہ ہی ادا فرمایا۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u>۔ هل يعطى اكبر من سنه ادائیگی قرضہ کی زیادتی کے متعلق وہم تھا کہ شاید سود ہو اس وہم کو دفع کرتے ہوئے فرمایا کہ سود تب ہوتا جب شرط لگائی جاتی یا ایسا دستور ہوتا لیکن اس نے اپنی طرف سے بغیر عرف اور شرط کے دیا ہے تو یہ منت اور احسان ہوگا سود نہیں ہے۔ جیسے قرض خواہ کی کوئی ضرورت پوری کر دی جائے۔ تو سود نہیں ہوتا۔

<u>تشریح از شیخ زکریاؒ</u>۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حدیث میں ہے الاسنا افضل من سنه اس فضیلت میں دو احتمال ہیں۔ ایک تو وصف میں عمدہ ہونا۔ دوسرا مقدار میں زیادہ ہونا جس کی طرف امام بخاریؒ نے هل استفهام کے لفظ سے اس پر تنبیہ فرمائی۔ مالکیہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر زیادہ مقدار یعنی عدد میں ہے تو ممنوع ہے اگر وصف میں ہے تو جائز ہے۔ اگر عقد میں زیادتی کی شرط ہے تو بالاتفاق حرام ہے۔

باب اذا قضى دون حقه اوحلله فهوجائز

ترجمہ۔ جب کسی کا حق اس سے کم ادا کرے یا اسے معاف کر دے تو جائز ہے۔

حديث (۲۲۲۸) حدثنا عبدان الخ ان جابربن عبدالله ؓ اخبره ان اباه قتل يوم احد شهيدا

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ خبر دیتے ہیں کہ ان کے والد احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور ان کے ذمہ قرضہ تھا

وعليه دين فاشتدالغرماء فی حقوقهم فاتيت النبی ﷺ فسالهم ان يقبلواتمرحائطی ويحللواابی فابوا فلم يعطهم النبی ﷺحائطی وقال سنغدوا عليك فغداعلينا حين اصبح فطاف فی النخل ودعا فی ثمرها بالبركة فجددتها فقضيتهم وبقی لنا من ثمرها . . . .

قرض خواہ اپنے اپنے حقوق میں سخت تھے۔ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے ان سے مطالبہ کیا کہ میرے باغ کا پھل قبول کرلیں اور میرے باپ کو معاف کردیں لیکن ان لوگوں نے انکار کیا۔ پس آپؐ نے بھی ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا کہ کل صبح سویرے ہم تمھارے پاس آئیں گے۔ چنانچہ آپؐ صبح سویرے ہمارے پاس تشریف لائے کھجوروں کے اردگرد چکر لگایا اور ان کے پھلوں میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ میں نے پھلوں کو کاٹا اور ان کو قرضہ ادا کردیا۔ اور ہمارے لئے ان کے پھل بچ رہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذا قضی دون حقه یہاں بھی ربوا کا وہم تھا۔ مثلاً کسی نے دس درہم قرضہ لیا پھر قرض خواہ آٹھ لینے پر راضی ہو جاتا ہے آٹھ کے بدلے آٹھ اور ہو گئے اب دو درہم مدیون کے پاس بلا عوض رہ گئے یہی سود ہے اس کا دفعیہ کیا کہ جس طرح قرض خواہ کو سارا قرض معاف کر دینے کا حق ہے ایسے اگر دو درہم معاف کر دیئے تو اس کا بھی اس کو حق ہے یہ سود نہیں ہے یہ سقوط ہے ان يقبلوا ثمرحا ئطی ويحللوا جب بعض قرضہ معاف کر دینے کا حق ہے تو کل قرضہ بھی معاف کر سکتا ہے۔ کیونکہ دونوں کے درمیان کوئی فارق نہیں۔ تو اب ترجمہ دونوں جزء کے اعتبار سے ثابت ہوا۔ دون حقه اور بالکل معاف کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ تمام شراح نے صرف ترجمہ کے پہلے جزء کو ثابت کیا ہے دوسرے جزء کو ثابت کرنے کی کسی نے فکر نہیں کی۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ نے دونوں جزء سے مطابقت ثابت کر کے بہت عمدہ کام انجام دیا ہے۔

باب اذاقاص اوجازفه فی الدين تمراً بتمرٍاوغيره ـ

ترجمہ۔ جب قرضہ میں ادلا بدلہ کرے یا اندازے سے قرضہ ادا کرے ناپ تول نہ کرے تو یہ جائز ہے کھجور کے بدلے کھجور یا کوئی اور چیز ہو۔

حديث(۲۲۲۹)حدثناابراهيم بن المنذر الخ عن جابربن عبدالله‌ؓ انه اخبره ان اباه توفی وترك عليه ثلثين وسقالرجلٍ من اليهودفاستنظره جابر فابى ان ينظره فكلم جابررسول الله ﷺليشفع له

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ والد صاحب مرحوم وفات پاگئے اور ایک یہودی کا قرضہ تیس وسق چھوڑ گئے حضرت جابرؓ نے اس سے مہلت طلب کی لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے

الیه فجاء رسول الله ﷺ وکلم الیهودی لیاخذ ثمرنخله بالذی له فابی فدخل رسول الله ﷺ النخل فمشی فیهاثم قال لجابر جد له فاوف له الذی له فجده بعدمارجع رسول الله ﷺ فاوفاه ثلثین وسقاً وفضلت له سبعة عشروسقاً فجاء جابر رسول الله ﷺ لیخبره بالذی کان فوجده یصلی العصر فلماانصرف اخبره بالفضل فقال اخبر ذلك ابن الخطاب فذهب جابر الی عمر فاخبره فقال له عمر لقد علمت حین مشی فیها رسول الله ﷺ لیبارکن فیها ......

حضور رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرنے کے لئے بات چیت کی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے یہودی سے بات چیت کی کہ وہ اپنے قرضہ کے بدلے ان کی کھجوروں کا پھل لے لے۔ لیکن یہودی نے انکار کر دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے۔ پس اس میں ٹہلنے لگے پھر حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ ان کو کاٹ کر اس کو پورا پورا قرضہ ادا کر دو۔ چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد کھجوروں کو کاٹا اور اسے تیس وسق پورے کر دیئے بلکہ سترہ ۱۷ اوسق بچ بھی گئے۔ پس حضرت جابرؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دیں۔ اتفاق سے آپؐ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تو حضرت جابرؓ نے اس زیادتی کی آپ کو اطلاع دی۔ تو آپؐ نے فرمایا حضرت عمر بن الخطابؓ کو بھی اس کی اطلاع کرو۔ چنانچہ حضرت جابرؓ نے جاکر حضرت عمرؓ کو اطلاع کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس وقت ہی علم ہو گیا تھا جب آنحضرت ﷺ باغ میں چل رہے تھے کہ ضرور بالضرور اس میں برکت ہو گی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ تمر بتمروغیرہ اگر قرض خواہ زیادتی دے تو بغیر شرط کے ہو۔ اگر کمی کر دے تو یہ اس کی طرف سے اسقاط ہو گا۔ پھر یہ ادائیگی جنس کی جنس سے ہو۔ یا بغیر جنس کے دونوں جائز ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ دیگر معاوضات میں جو چیز جائز نہیں وہ ادائیگی قرضہ میں جائز ہے۔ دیکھئے رطب کی بیع تمر کے ساتھ جائز نہیں۔ سوائے عرایا کے لیکن اس جگہ آنحضرت ﷺ نے اسے جائز قرار دیا۔

اخبر ذلك ابن الخطاب حضرت عمرؓ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہودی پر بڑا غصہ تھا کہ آنحضرت ﷺ سفارش کیلئے اس کے پاس چل کر گئے لیکن وہ اپنا کچھ حق ساقط کرنے پر راضی نہ ہوا۔ اور حضرت عمرؓ کفار پر سخت تھے تو آپ آنحضرت ﷺ نے ان کو خبر بھجوائی تاکہ ان کا کچھ غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ اور مناسب یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی سب روایات کا محمل یہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ ان کے باغ کی طرف دو مرتبہ تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ کھجوریں کاٹنے سے پہلے اور دوسری مرتبہ قرضہ پورا ادا کرنے کے بعد۔

حضرت عمرؓ کو خصوصی طور پر خبر دینے کا اس لئے حکم فرمایا کہ یا تو وہ اس معاملہ میں دخیل تھے یا وہی اوّل قصہ میں حاضر تھے۔ بلکہ بعض روایات میں صراحۃً ہے۔ فاذ رسول الله ﷺ فقال انطلق بنا حتی اطوف بنخلك پس اچانک جناب رسول اللہ ﷺ اور عمرؓ موجود تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں لے چلو تاکہ ہم تیرے باغ کا چکر لگائیں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں ہمراہ تھے۔ اور روایت کے آخر میں ہے فانطلق فاخبر ابابکرؓ وعمرؓ یعنی جاؤ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں کو اطلاع کر دو۔

ممایبنغی الخ حافظؒ نے ایک اور طریقہ سے روایات کو جمع کیا ہے کہ جس تمر کی ناپ جناب رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہوئی اس میں تو کوئی کمی نہیں آئی۔ اور جو ناپ آپؐ کے چلے جانے کے بعد ہوئی اس میں کمی آگئی اور بعض ڈھیریاں جن سے قرض خواہوں کو پورا قرضہ دیا گیا وہ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں تھا۔ اور جس میں کمی آگئی وہ آپ کی عدم موجودگی میں ہوا۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ قرضے مختلف نوع کے تھے۔ اور کھجوریں حضرت جابرؓ کی بھی مختلف تھیں۔ جن کو حضور انور ﷺ کے فرمان کے مطابق الگ الگ کر کے قرض خواہ کے قرضے اسی نوع سے ادا کئے گئے وہ تو پورے ہو گئے جن پر آنحضرت ﷺ بیٹھے تھے۔ اور جن پر نہیں بیٹھے ان میں کمی آگئی اس طرح روایات جمع ہو جائیں گی۔

باب من استعاذ من الدین

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے قرضہ سے پناہ مانگی۔

حدیث (۲۲۳۰) حدثنا ابو الیمان الخ عن عائشةؓ اخبرته ان رسول الله ﷺ کان یدعو فی الصلوة ویقول اللهم انی اعوذبك من الماثم والمغرم فقال له قائل ما اکثر ما تستعیذ یا رسول الله من المغرم قال ان الرجل اذا غرم حدث فکذب ووعد فاخلف .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیرے ساتھ گناہ اور قرضہ کے اسباب سے پناہ مانگتا ہوں۔ کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! یہ کیا وجہ ہے کہ آپؐ اکثر قرضہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا آدمی جب قرض لیتا ہے تو بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مأثم اور مغرم یا مصدر میمی ہیں۔ اثم اور غرامۃ کے معنی میں۔ اور ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان ذرائع سے بھی پناہ مانگی ہے جو گناہ اور قرضہ کا باعث بنیں۔ ایک تو اس لئے کہ قرضہ جھوٹ اور وعدہ خلافی کا ذریعہ بنتا ہے۔ دوسرے اس میں ذلت ہے۔ کہ مدیون پر کئی طرح کی قیل و قال ہوتی ہے۔

باب الصلوة علی ماترك دیناً

ترجمہ۔جو شخص قرضہ چھوڑ کر مرے اس کا جناہ پڑھنا کیسا ہے

حدیث (۲۲۳۱) حدثناابوالولید الخ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال من ترك مالاً فلورثته ومن ترك كلاً فالینا .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑ جائے وہ تو اس کے وارثوں کا حق ہے اور بوجھ اور قرضہ چھوڑ جائے وہ ہماری طرف ہے۔

حدیث(۲۲۳۲)حدثناعبداللہبن محمدالخ عن ابی ھریرۃؓ ان النبی ﷺ قال مامن مؤمن الاوانا اولی به فی الدنیا والاخرة اقرؤ اان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم فایما مؤمن مات وترك مالاً فلیرثه عصبته من كانوا ومن ترك دیناً اوضیاعاً فلیاتنی فانامولاہ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ہی ہر مؤمن کا دنیا اور آخرت میں ولی ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ترجمہ آیت کہ نبی مؤمنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہے۔ پس جو مؤمن بھی مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کے وارث اس کے قریبی رشتہ دار ہوں گے جو بھی ہوں اور جو شخص قرضہ چھوڑ گیا اور اہل وعیال چھوڑ گیا تو وہ میرے پاس آئیگا تو میں اس کا والی ہونگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الصلوۃ علی من ترك دینا شاید شیخ گنگوہیؒ اس باب سے تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ترجمہ بر محل نہیں ہے۔ اس کا محل تو کتاب الجنائز ہے۔ دوسرے روایت الباب میں صلوۃ کا ذکر نہیں ہے۔ میرے نزدیک بہترین توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس میں ہے کہ من ترك الصلوۃ الخ اوّل الامر میں تھا۔ بعد میں من ترك كلا فالینا۔ بنابریں حدیث کا اتنا ہی حصہ ذکر کیا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ فتوحات سے پہلے مدیون کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے لیکن فتوحات کے بعد آپؐ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ گویا کہ حدیث باب ناسخ ہے۔

باب مطل الغنی ظلم

ترجمہ۔ مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا زیادتی ہے

حدیث (۲۲۳۳) حدثنامسدد الخ انه سمع اباھریرۃؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ مطل الغنی ظلم ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا زیادتی ہے۔

باب لصاحب الحق مقال

ترجمہ۔ حق والے کو بولنے کا حق ہے

ویذکر عن النبی ﷺ لی الواجد یحل عرضه وعقوبته قال سفیا ن عرضه یقول مطلتنی وعقوبته الحبس ......

ترجمہ۔اور جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مال رکھنے والے کی گردن ادائیگی سے موڑنا اسکی عزت اور عذاب دینے کو حلال کر دیتا ہے سفیان نے عِرضه کی تفسیر مطلتنی سے کی ہے اور عقوبۃ کے معنی قید کرنے کے ہیں

حدیث (٢٢٣٤) حدثنا مسدد الخ عن ابی هریرةؓ اتی النبی ﷺ رجل یتاقاضاه فاغلظله فهم به اصحابه فقال دعوه فان اصحاب الحق مقالاً ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آکر اپنے قرضہ کا تقاضا کرنے لگا جس میں اس نے سختی کی۔ جس پر صحابہ کرامؓ نے ایذا رسانی کا قصد کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو۔ حق والے کو بولنے کا حق حاصل ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عقوبة الحبس اس حبس سے مراد مدیون کو اپنی ضروریات سے روک دینا ہے کہ قرض خواہ اس کو چمٹا رہے گا۔ حبس سے قید کرنا مراد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لی واجد کے معنی مطل ٹال مٹول کرنا۔ اور واجد کے معنی غنی کے ہیں۔ سفیان جو شیوخ بخاری میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں عرضه سے مراد ہے کہ کہے مطلتنی حقی تو نے میرا حق روک رکھا ہے۔ وعقوبة ان یسجن اوینفوا من الارض یہی حبس کرنا مراد لیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کی مطابقت عرضه سے لی گئی۔ کیونکہ سفیان نے اس کی تفسیر مطلتنی حقی سے کی ہے۔ یہی مقال ہے۔

باب اذا وجد ماله عند مفلس فی البیع

والقرض والدیعة فهو احق به وقال الحسن اذا افلس وتبین لم یجزعتقه ولا بیعه ولاشراؤ ه وقال سعید بن المسیب قضی عثمان من اقتضی من حقه قبل ان یفلس فهو له ومن عرف متاعه بعینه فهو احق به ۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص اپنا مال کسی افلاس والے کے پاس پائے خواہ وہ بیع کے اندر ہو یا قرضہ میں یا امانت میں۔ پس وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مفلس قرار پائے اور خوب واضح ہو جائے تو نہ اس کا آزاد کرنا جائز ہے نہ اس کا بیچنا اور نہ ہی خرید کرنا جائز ہے۔ سعید بن میتبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اس شخص کے بارے میں

فیصلہ فرمایا کہ جس شخص نے مفلس قرارپانے سے پہلے اپنے حق کا تقاضا کیا تو وہ اسی کا حقدار ہے۔ اور جس نے اپنا سامان بعینہ کسی کے پاس پہچان لیا تو وہ اس کا حقدار ہے۔

حدیث(۲۲۳۵)حدثنا احمد بن یونس الخ انه سمع اباهریرةؓ یقول قال رسول اللهﷺ اوقال سمعت رسول اللهﷺ یقول من ادرك ماله بعینه عندرجل اوانسان قد افلس فهو احق به من غیره قا ابوعبدالله هذا الاسناد کلهم کانوا علی القضاء یحیی بن سعیدالخ کلهم علی المدینه ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بعینہ اپنا سامان کسی مرد یا انسان کے پاس پالیا۔ کہ وہ مفلس قرار پا چکا تھا۔ تو وہ دوسرے کی بنسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس سند کے سب حضرات مدینہ کے قاضی تھے۔ یحیی بن سعید۔ ابوبکربن محمد۔ عمر بن عبدالعزیز اور ابوبکر بن عبدالرحمن اور ابوہریرہؓ سب کے سب مدینہ کے قاضی تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذاافلس وتبین لم یجز عتقه احنافؒ کے نزدیک یہ سب تصرفات صحیح ہیں۔ ایک تو متعاقدین اہل ہیں اور موہوب اور مبیع محل بیع ہے۔ لیکن ان کی مالیت کا کوئی مستحق نکل آیا یہ سب عقود فسخ ہو جائیں گے۔ البتہ عتق فسخ کو قبول نہیں کرے گا بلکہ وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وتبین سے اشارہ ہے کہ حکم حاکم سے پہلے تصرف منع نہیں ہے۔ البتہ عتق کا محل ہے۔ لیکن اگر قرضے نے سارے مال کا احاطہ کر لیا تو نہ عتق نافذ ہوگا نہ ہبہ اور نہ کوئی دوسرے تبرعات نافذ ہوں گے۔ اور بیع و شراء بھی علماء کے قول کے مطابق صحیح ہے کہ نافذ نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر قرضہ پورا کرنے کے لئے ضامن بن جائے تو وہ نافذ ہو گی۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کا معارضہ کرتے ہوئے حضرت حسن بصریؒ کے اثر سے مجور کی بیع اور شراء کو جائز قرار دیا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مجور کے تصرفات صحیح نہیں ہیں۔ احنافؒ کے نزدیک جس غلام کو حکم حاکم کے ذریعہ تصرفات سے روک دیا گیا ہو۔ سفیہ اور بے وقوف کی طرح اس کے تصرفات صحیح نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر کوئی چیز خرید کرلے یا قرضہ لے یا ضامن بنے تو ان صورتوں میں اس کا تصرف اسلئے جائز ہے کہ وہ ذمہ واری لے رہا ہے۔ ممانعت مال سے ہے ذمہ واری سے نہیں ہے۔

لایقبل العتق الانفساخ الخ چنانچہ اگر سفیه اور صبی نے غلام کو آزاد کر دیا تو صاحبینؒ کے نزدیک عتق نافذ ہوگا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نافذ نہیں ہوگا کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جن امور میں ہزل (ہنسی مذاق) اثر انداز ہے حجر بھی اثر انداز ہوگا جس پر ہزل مؤثر نہیں رہا حجر بھی مؤثر نہیں اور عتق کے اندر ہزل مؤثر نہیں۔ طلاق۔ نکاح اور عتق میں ہزل کا کوئی اثر نہیں۔ ثلث جدهن جدوهزلهن جدٌ۔ نکاح۔ طلاق۔ اور عتق جب صاحبینؒ کے نزدیک عتق صحیح ہوا تو عبد اپنی قیمت کے بارے میں سعی کریگا چونکہ عتق کی وجہ

ردّ عتق متعذر ہے۔ لہذا قیمت واپس کرنا ضروری ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے قرض اور ودیعۃ کو دین میں اس لئے داخل کیا کہ حدیث مطلق ہے یا اس وجہ سے کہ حکم اگرچہ بیع میں وارد ہوا تو یہ حکم قرض اور ودیعۃ میں بطریق اولیٰ ہوگا۔

تبین ای ظهر افلاسه عند الحاكم فلايجوز عتقه اور یہ قید اس لئے لگائی کہ اگر حاکم کے نزدیک اس کا افلاس ظاہر نہ ہو تو پھر وہ سب تصرفات کر سکتا ہے۔ تبین کے وقت ابراہیم نخعیؒ کے نزدیک محجور کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک بیع جائز نہیں ہے البتہ قرض ادا کرنے کے لئے بیع جائز ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک موقوف ہے۔ محجور کا اقرار جمہور کے نزدیک قابل قبول ہے۔

فهو احق به من غيره ائمہ ثلاثہؒ ظاہر حدیث کی طرف جاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مفلس قرار پائے اور اس کے پاس خرید شدہ مال ہے جو بعینہ موجود ہے تو غرماء یعنی دیگر قرض خواہوں کی بنسبت یہ صاحب مال زیادہ حق دار ہے۔ علماء احناف اور ابراہیم نخعیؒ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس مال کا بیچنے والا بھی دیگر غرماء کے ساتھ اس مال میں برابر کا شریک ہے۔ امام طحاویؒ نے حدیث باب کا جواب دیا ہے کہ من ادرك ماله بعينه حدیث میں ہے اب مبیع اس کا بعینہ مال نہیں رہا۔ کیونکہ تبدل ملک سے تبدیل عین ہو جاتا ہے۔ البتہ مال بعینہ کا اطلاق غصب شدہ عاریت والا مال اور ودیعتوں پر ہوگا۔ کیونکہ ان میں تبدیل ملک نہیں ہے۔ اور حضرت سمرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ من سرق له متاع اوضاع له متاع فوجده عند رجل بعينه فهواحق بعينه ويرجع المشترى على البائع بالثمن یعنی جس شخص کا مال چوری ہوگیا یا کسی طرح ضائع ہوگیا وہ مال اس نے بعینہ کسی کے پاس پایا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے مشتری بائع سے ثمن واپس لے۔

باب من اخر الغريم الى الغد او نحوه ولم ير ذلك

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے قرض خواہ کو کل یا اس کی طرح مدت تک کی مہلت لی

مطلا وقال جابر اشتد الغرماء فى حقوقهم فى دين ابى فسالهم النبى ﷺ ان يقبلوا ثمر حائطى فابوا فلم يعطهم الحائط ولم يكسره لهم قال ساغدوا عليك غدا فغدا علينا حين اصبح فدعا ثم تصا بالبركة فقضيتهم .....

ترجمہ۔ تو یہ مطل یعنی ٹال مٹول میں داخل نہیں ہے چنانچہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کے قرضے کے بارے میں قرض خواہوں کا اپنے حقوق کے بارے میں تقاضا سخت ہوا حضور اکرم ﷺ نے ان سے سفارش کی کہ وہ میرے باغ کے پھل کو قبول کرلیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ تو آپؐ نے نہ تو باغ ان کو دیا اور نہ ہی اس کے پھل ان کو توڑ کر دیئے

توڑ کر دیئے۔ بلکہ فرمایا کہ میں کل صبح سویرے آؤں گا۔ تو جب صبح کو آپؐ سویرے تشریف لائے تو باغ کے پھلوں میں برکت کی دعا کی تو میں نے ان کا قرضہ پورا ادا کر دیا۔

باب من باع مال المفلس والمعدم فقسمه بين الغرماء اواعطاه حتى ينفق على نفسه ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے مفلس کا مال یا فقیر کا مال بیچ کر اسے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا یا اسی کو دے دیا کہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے۔

حدیث(۲۲۳۶)حدثنا مسدد الخ عن جابر بن عبدالله قال اعتق رجل غلاما له عن دبر فقال النبی ﷺ من يشتريه منى فاشتراه نعيم بن عبدالله فاخذ ثمنه فدفعه اليه .....

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی نے اپنا مدبر غلام آزاد کر دیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون اسے مجھ سے خرید کرے گا تو حضرت نعیم بن عبداللہؓ نے اسے خرید کر لیا۔ حضور ﷺ نے اس کی قیمت وصول کر کے اسی کو واپس کر دی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ مفلس سے مراد مفلس ہے جس پر معدم قرینہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ نے تنبیہ فرمائی کہ مفلس بفتح اللام ہے جو تفلیس سے مشتق ہے۔

فقسمه بين الغرماء سے شیخ نے فتویٰ دیا کہ اس زمانہ میں مفلس کا مال بیچ کر غرماء میں تقسیم کر دیا جائے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ترجمہ کے معنی نہیں سمجھے جاتے اس لئے کہ جس نے غلام مدبر کیا تھا اس کے پاس اس غلام کے سوا کوئی اور مال نہیں تھا اور اس میں یہ بھی نہیں کہ اس پر قرضہ تھا۔ اور آپؐ نے اسے اس لئے بیچا کہ کہیں وہ اپنے سارے مال کا صدقہ کر کے محتاج نہ رہ جائے۔ ابن المنذرؒ نے جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ مقروض ہو اور مقروض کا مال امام خود تقسیم کر دے یا مدیون کو دے تاکہ وہ تقسیم کر دے دونوں تقدیر پر جب وہ اپنے حق کے لئے بیچ سکتا ہے تو غرماء کے لئے بطریق اولیٰ بیچنا اور تقسیم کرنا جائز ہوگا۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ترجمہ لف ونشر ہے۔ یا تقدیر عبارت یوں ہے کہ من باع مال المفلس فقسمه بين الغرماء ومن باع مال المعدم فاعطاه حتى ينفق على نفسه تو واؤ دونوں جگہ تو یع کے لئے ہوگا۔ اور حضرت جابرؓ کے قصہ میں بعض روایات میں ہے انه كان عليه دين کہ اس پر قرضہ تھا۔ اور نسائی کی روایت میں ہے کہ غلام بیچ کر اور آٹھ سو درہم لے کر آپؐ نے اس کے مولیٰ سے فرمایا انفقه على عيالك کہ اسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو تو اس طرح ترجمہ کے دونوں جز ثابت ہو گئے۔

باب اذااقرضه الی اجل مسمی اواجله فی البیع۔

ترجمہ۔ جب کسی قرضہ کو مدت مقررہ تک قرضہ دے یا بیع کے اندر ثمن کی مہلت دے دے۔

وقال ابن عمرؓ فی القرض الی اجل لاباس به وان اعطی افضل من دراهمه مالم یشترط وقال عطاء وعمربن دینارهوالی اجله فی القرض وقال اللیث الخ عن ابی هریرةؓ عن رسول الله ﷺ انه ذکر رجلا من م بنی اسرائیل سال بعض بنی اسرائیل ان یسلفه فدفعها الیه الی اجل مسمی فذکرالحدیث .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مدت تک قرض لینے کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اگر چہ اس کو اپنے دراہم سے افضل دیا جائے۔بشرطیکہ شرط نہ لگائے عطاء اور عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ وہ قرضہ اس مدت تک ہو گا حضرت لیثؒ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جس نے کسی اسرائیلی سے قرضہ لیا تو اس نے وہ قرضہ مدت مقررہ تک اسے واپس کر دیا۔ پھر حدیث ذکر فرمائی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذااقرضه الی اجل مسمی چونکہ اجل کو بھی مبیع کے ساتھ ایک قسم کی مشابہت ہے تو اس طرح بلاعوض ایک طرف زیادتی لازم آئے گی جو مکروہ ہے۔اس کا دفعیہ فرمایا کہ اجل ہمارے نزدیک قرض میں لازم نہیں ہے قرض خواہ کو حق حاصل ہے کہ وہ مدت سے پہلے مطالبہ کرے۔زیادہ سے زیادہ خلاف وعدہ ہو گا ورنہ صاحب حق کو حق کے مطالبہ کا حق پہنچتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس باب سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آیا قرض اور دین میں مدت مقرر کرنا لازم ہے۔احنافؒ کے نزدیک لازم نہیں ہے۔اس لئے شیخ نے اس پر متنبہ فرمایا۔ان الاجل غیرلازم الخ۔بیع الی اجل تو بالاتفاق جائز ہے۔البتہ قرض کے بارے میں اختلاف ہے۔اکثر جائز فرماتے ہیں۔امام شافعیؒ منع کرتے ہیں۔امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خواہ قرض الی اجل ہو۔اور غیر اجل له ہو۔ قرض خواہ جب چاہے وہ اپنا قرض لے سکتا ہے۔ عاریت ودیعه وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ قبل اجل مطالبہ نہ کرے۔اور دوسرا مسئلہ بیع کے اندر ثمن کی ادائیگی کے لئے مدت مقرر کرنا ہے۔اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اس لئے مدت سے پہلے نہیں لے سکتا۔

باب الشفاعة فی وضع الدین

ترجمہ۔ قرضہ معاف کرنے میں سفارش کرنا

حدیث (۲۲۳۷) حدثنا موسی الخ عن جابرؓ قال اصیب عبدالله وترك عیالاً ودینا فطلبت الی اصحاب الدین ان یضعوا بعضا من دینه فابوا فاتیت النبی ﷺ فاستشفعت به علیهم فابو فقال صنف تمرك كل شیئ منه علی حدته عذق ابن زید علی حدة واللین علی حدة والعجوة علی حدة ثم احضرهم حتی اتیك ففعلت ثم جاء صلی الله علیه وسلم فقعد علیه وكال بكل رجل حتی استوفی وبقی التمر كماهو كانه لم یمس وغزوت مع النبی ﷺ علی ناضح لنا ازحف الجمل فتخلف علی فوكره النبی ﷺ من خلفه قال بعنیه ولك ظهره الی المدینة فلما دنونا استاذنت قلت یا رسول الله انی حدیث عهد بعرس قال ﷺ فما تزوجت بكرا ام ثیبا قلت ثیبا اصیب عبدالله وترك جواری صغارا فتزوجت ثیبا تعلمهن وتؤدبهن ثم قال ائت اهلك فقدمت فاخبرت خالی ببیع الجمل فلامنی فاخبرته باعیاء الجمل وبالذی كان من النبی ﷺ ووكزه ایاه فلماقدم النبی ﷺ غدوت الیه بالجمل فاعطانی ثمن الجمل والجمل وسهمی مع القوم

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت عبداللہؓ شہید ہو گئے۔ اور اہل و عیال اور قرضہ چھوڑ گئے میں نے قرض خواہوں سے استدعاء کی کہ کچھ قرضہ معاف کر دیں پس انہوں نے انکار کیا۔ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپؐ اس بارے میں ان سے سفارش فرمائیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا تو آپؐ نے فرمایا اپنی کھجوروں کی ہر قسم کو الگ الگ ڈھیریاں بنا دو۔ عذق بن زید اچھی کھجور علیحدہ رکھو۔ لین رڈی کھجور الگ رکھو۔ اور عجوہ عمدہ کھجور الگ رکھو۔ پھر ان قرض خواہوں کو حاضر کرو۔ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ پھر حضور انور ﷺ آکر اس ڈھیری پر بیٹھ گئے اور ہر آدمی کیلئے ناپنا شروع کر دیا یہاں تک کہ قرضہ پورا ادا کر دیا۔ اور کھجور جیسے تھی ویسے باقی رہ گئی گویا کہ کسی نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا اور میں آپؐ کے ساتھ ایک جہاد میں ایک ایسے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر گیا جس سے آب کشی کا کام لیتے تھے وہ تھک گیا حضور ﷺ نے میر پیچھے آکر اسے پیچھے سے لاٹھی ماری۔ فرمایا اس کو میرے پاس بیچ دو۔ البتہ مدینہ تک سواری کر سکتے ہو۔ پس جب ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو میں نے اجازت طلب کی کہ میں نے نئی نئی شادی کی ہے اس لئے دلہن کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا کس سے شادی کی ہے کنواری سے یا بیوہ سے۔ میں نے عرض کیا بیوہ سے اس لئے کہ میرے باپ عبداللہؓ شہید ہو گئے اور چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑ گئے۔ اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی تا کہ وہ ان کو تعلیم بھی دے اور ادب سکھلائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اچھا

اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ۔ میں نے گھر آکر اپنے ماموں کو اونٹ کے بیچنے کی اطلاع دی۔ جنہوں نے بیچنے پر مجھے ملامت کی تو میں نے اپنے اونٹ کے تھک جانے اور جو کچھ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے پیش آیا تھا اور آپ کا اس کو لاٹھی مارنا ان سب کے متعلق بتلایا۔ پس جب آپ نبی اکرم ﷺ مدینہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر صبح سویرے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی دے دی اور اونٹ بھی دے دیا۔ اور غنیمت کا جو حصہ قوم کے ساتھ میرا بنتا تھا وہ بھی مجھے دے دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فلامنی الخ ملامت اس لئے کی کہ یہ لوگ کھیتی باڑی والے تھے۔ اور باغوں والے تھے جن کا اونٹ کے بغیر گذراہ نہیں چل سکتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بایں ہمہ ان کا یہی ایک ہی اونٹ تھا جس کی ان کو خود ضرورت تھی۔ اور بقول علامہ عینیؒ یا اس پر ملامت کی کہ ھبہ کیوں نہ کر دیا بیع نہ کرتے۔ اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ ان کا خالو متہم بالنفاق تھا۔ اس لئے ملامت کی۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ماینھی عن اضاعة المال

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں جن سے مال کو ضائع کرنے سے روکا گیا ہے۔

وقول الله تعالى والله لايحب الفساد ولايصلح عمل المفسدين وقال اصلوتك تامرك ان نترك مايعبداباء نا اوان نفعل فى اموالنامانشاء وقال ولاتؤتو السفهاء اموالكم والحجرفى ذلك وماينهى عن الخداع ......

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے۔ اور فسادی لوگوں کے عمل کو ٹھیک نہیں کرتے اور فرمایا کہ تیری نماز یہی حکم کرتی ہے کہ ہم ان بتوں کی پوجا چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ یا یہ کہ ہم اپنے اموال میں جو کچھ چاہیں کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے وقوفوں کو اپنا مال نہ دیا کرو۔ اور اس بارے میں ممانعت اور یہ کہ دھوکہ دہی سے روکا گیا ہے۔

حديث(۲۲۳۸)حدثناابو نعيم الخ سمعت ابن عمرؓ قال قال رجل للنبى ﷺ انى اخدع فى البيوع فقال اذابايعت فقل لاخلابة فكان الرجل يقوله ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ خرید و فروخت میں میرے سے دھوکہ کیا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی کے ساتھ سودا کرو تو کہو بھائی دھوکہ نہ کرنا پس وہ یہی کہتا تھا

حدیث (۲۲۳۹) حدثنا عثمان الخ عن المغیرة بن شعبة قال قال النبی ﷺ ان الله حرم علیکم عقوق الامهات ووادالبنات ومنع وهات وکره لکم قیل وقال وکثرة السؤال واضاعة المال .....

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تین چیزیں حرام کی ہیں ماؤں کی نافرمانی۔ بچیوں کا زندہ درگور کر دینا اور جس چیز کا دینا ضروری ہے اس کو روک لینا۔ اور جس چیز کا لینا تمہارے لئے جائز نہیں اس کو طلب کرنا حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بے ہودہ باتوں کو اور بہت سوال کرنے کو اور مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اصلوتك تامرك الخ شعیب علیہ السلام کی قوم نے پورا ناپنے اور پورا تولنے کو ضائع کرنا شمار کیا اور اسے قبیح جانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ان لوگوں نے خصوصاً ناپ تول کے پورا کرنے کو اضاعۃ شمار کیا۔ حالانکہ وہ نہی میں داخل نہیں ویسے ہر طرح کے مال کا ضائع کرنا شرعاً عرفاً ممنوع ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عام مفسرین تو یہ فرماتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام ان کو افساد مال سے روکتے تھے۔ وہ لوگ کہتے تھے ہمارا مال ہے چاہے ہم اس کی حفاظت کریں چاہے پھینک دیں تمہیں کیا۔ لیکن حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ کی تائید صاحب جمل سے ہوتی ہے۔ اوبمعنی واؤ کے ہے کہ یہ لف نشر مرتب ہے۔ ان تترك سے اعبدوا الله کا رد کیا اور ان نفعل سے لاتنقصوا المکیال والمیزان کا رد کیا۔ ترك تطفیف۔ ربخس پر ان کی قوم کو عذاب ہوا۔ تو ان کا ناجائز طریقوں سے مال میں تصرف کرنا اضاعۃ مال ہے۔ نیز !امام بخاریؒ نے ترجمہ میں والحجر فی ذلك ذکر فرمایا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بالجر ہے۔ والحجر کا عطف اضاعۃ المال پر ہے۔ ای السنه اور حجر کی کئی اقسام ہیں۔ کبھی صغر کی وجہ سے ممانعت ہوتی ہے۔ کبھی جنون کی وجہ سے اور کبھی برے تصرف کی وجہ سے مثلاً عقل کم ہے یا دین میں کمی ہے۔ اور کبھی افلاس کی وجہ سے تصرفات بند کر دیئے جاتے ہیں تو سفیہ وہ ہوا جو اپنی سوء تدبیر سے مال کو ضائع کر دے۔ ائمہ ثلاثہؒ تو سفاہت کی وجہ سے حجر کے قائل ہیں۔ لیکن حضرت ابو حنیفہؒ۔ امام زفرؒ اور ابراہیم نخعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ سفاہت کی وجہ سے ممانعت نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ ابن عمرؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اسے فرمایا کہ اذا بایعت فقل لاخلابته لیکن اسے تصرفات سے نہیں روکا۔ بہت ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کا میلان مسئلہ حجر میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف ہو۔ کیونکہ ترجمہ والحجر فی ذلك فرما کر ترجمہ میں اس کا کوئی حکم بیان نہیں کیا۔ اور اس میں لاخلابة والی روایت لائے ہیں جو امام ابو حنیفہؒ کا مستدل ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوگی کہ جب وہ شخص بیوع میں دھوکہ کھاتا تھا یہ اضاعۃ المال ہوئی۔

باب العبد راع فی مال سیدہ ولایعمل الاباذنہ ۔

ترجمہ۔ غلام اپنے آقا کا نگران ہے اس کے مال میں اس کی اجازت کے بغیرہ کوئی عمل نہ کرے

حدیث (۲۲۴۰) حدثناابو الیمان الخ عن عبداللہ بن عمرؓ انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول کلکم راع وھومسئول عن رعیتہ والرجل فی اھلہ راعٍ وھو مسئول عن رعیتہ والمرأۃ فی بیت زوجھا راعیۃ وھی مسئولۃ عن رعیتھا والخادم فی مال سیدہ راعٍ وھو مسئول عن رعیتہ قال فسمعت ھؤلاء من رسول اللہ ﷺ واحسب النبی ﷺقال والرجل فی مال ابیہ راعٍ وھومسئول عن رعیتہ فکلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر شخص امانت دار ہے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ امام وحاکم بھی محافظ ہے۔ اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر کا حاکم ہے اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ اور خدمت گذار (نوکر) اپنے سردار کے مال میں نگران ہے۔ اس سے اپنی نگرانی کے متعلق سوال ہوگا فرمایا کہ ان سب کے متعلق تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا اور میرا گمان یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ پس تم میں سے ہر شخص حاکم ہے ہر ایک سے اپنی رعایا کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ رعیت ہر اس شے کو شامل ہے جس کی حفاظت نگرانی والے کے سپرد ہے۔ حتی کہ انسان اپنے اعضاء اور جوارح کا بھی محافظ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب فی الخصومات

ترجمہ۔ یہ کتاب جھگڑوں کے بارے میں ہے

باب مایذکر فی الاشخاص والخصومة بین المسلم والیهود

ترجمہ۔ یہ باب جوئے خانے کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے اور جھگڑا مسلمان اور یہودی کے درمیان۔

حدیث(۲۲۴۱)حدثنا ابو الولید الخ انه سمع عبدالله یقول سمعت رجلاً قرأ اية سمعت من النبی ﷺ خلافها فاخذت بیده فاتیت به رسول الله ﷺ فقال کلاکما محسن قال شعبة اظنه قال لاتختلفوا فان من کان قبلکم اختلفوا فهلکوا .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ آیت پڑھ رہا تھا۔ جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف سنی تھی تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ پس آپؐ نے فرمایا تم دونوں اچھا کام کرنے والے ہو۔ اور شعبہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو بے شک تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو ہلاک ہو گئے۔

حدیث(۲۲۴۲)حدثنا یحیی بن قزعة الخ عن ابی هریرةؓ قال استب رجلان رجل من المسلمین ورجل من الیهود قال المسلم والذی اصطفی

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمی ایک دوسرے کو گالی دینے لگے۔ ایک آدمی مسلمان تھا دوسرا یہودی مسلمان نے کہا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو

محمداعلی العالمین فقال الیهودی والذی اصطفی موسی علی العلمین فرفع المسلم یده عند ذلك فلطم وجه الیهودی فذهب الیهودی الی النبی ﷺ فاخبره بماکان من امره وامر المسلم فدعاالنبی ﷺ فساله عن ذلك فاخبره فقال النبی ﷺ لاتخیرونی علی موسی فان الناس یصعقون یوم القیامة فاصعق معهم فاکون اول من یفیق فاذاموسی باطش جانب العرش فلاادری اکان فیمن صعق فافاق قبلی اوکان ممن استثنی الله..

جہان والوں پر چن لیا۔ یہودی کہنے لگا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰؑ کو تمام جہانوں پر چن لیا۔ اس وقت مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے چہرہ پر تھپڑ مار دیا۔ تو یہودی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلا گیا۔ اور جو معاملہ اس کے اور مسلمان کے درمیان ہوا تھا اس کی آپ کو خبر دی۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مسلمان کو بلا کر اس بارے میں پوچھا تو اس نے آپ کو بتلایا جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ اس لئے کہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہوں گے۔ میں بھی ان کے ہمراہ بے ہوش ہوں گا پس سب لوگوں سے پہلے مجھے ہی افاقہ ہوگا۔ تو کیا دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہیں۔ نامعلوم وہ بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور میرے سے پہلے انہیں افاقہ ہوگیا۔ یا ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کر دیا۔

حدیث (۲۲۴۳) حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن عن ابی سعید الخدریؓ قال بینمارسول الله ﷺ جالس جاء یودی فقال یا اباالقاسم ضرب وجھی رجل من اصحابك فقال من کان رجل من الانصار قال ادعوه فقال اضربته قال سمعته بالسوق یحلف والذی اصطفی موسی علی البشر قلت ای خبیث علی محمد ﷺ فاخذتنی غضبة ضربت وجهه فقال النبی ﷺ لاتخیروابین الانبیاء فان الناس یصعقون یوم القیامة فاکون اول من تنشق عنه الارض فاذاانابموسی اخذ

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ جناب رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یہودی آگیا اس نے کہا اے ابو القاسم ﷺ آپ کے صحابہؓ میں سے ایک نے مجھے چہرہ پر مارا ہے۔ فرمایا کون تھا اس نے کہا کہ وہ انصار کا ایک آدمی تھا فرمایا اس کو بلاؤ چنانچہ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کو مارا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت! میں نے بازار میں سنا کہ وہ قسم کھا رہا تھا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر چن لیا ہے۔ میں نے کہا او خبیث! محمد مصطفےٰ ﷺ پر بھی۔ پس غصہ میں آکر میں نے اسے مارا ہے تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان مجھے ترجیح نہ دیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے دن جب لوگ

بقائمة من قوائم العرش فلاادری اکان فیمن صعق ام حوسب بصعقة الاولی .....

بے ہوش ہوں گے پہلا شخص جس سے زمین پھٹ جائے گی وہ میں ہوں گا۔ پس کیا دیکھوں گا کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کے پایوں میں سے ایک پائے کو پکڑے ہوئے ہیں۔ پس مجھے معلوم نہیں کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے یا پہلی بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔

حدیث (۲۲۴۴) حدثناموسی الخ عن انس ؓ ان یھودیارض رأس جاریة بین حجرین قیل من فعل ھذا بك افلان افلان حتی سمی الیھود فاومت براسھا فاخذ الیھود ی فاعترف فامربه النبی ﷺ فرض رأسه بین حجرین . . . .

ترجمہ۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر ایک باندی کا سر کچل دیا۔ پس اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرے ساتھ یہ کام فلاں نے کیا ہے فلاں نے کیا ہے۔ حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا۔ چنانچہ یہودی کو پکڑا گیا تو اس نے اقرار کر لیا پس جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو دو پتھروں کے درمیان اس کا سر کچل دیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ۔ فاتیت الخ یہ محل ترجمہ ہے کیونکہ یہ اس میں مخالف کو لے جایا گیا۔ فدعا النبی ﷺ یہ جملہ محل ترجمہ ہے۔ کیونکہ اس جگہ سے خصم کو لے جایا گیا۔ اور اس میں مسلمان اور یہودی کے جھگڑے کا ذکر بھی ہے۔ نیز! روایت اس مسئلہ پر بھی دلالت کرتی ہے۔ کہ جب تک کوئی تخصیص کا قرینہ نہ ہو تو لفظ عام کو اپنے عموم پر ہی رکھا جائے گا۔ اگرچہ عام مخصوص البعض کیوں نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مسلمان آدمی کی فہم کو رد فرمادیا جو یہودی کے قول سے عام بشر مراد لے رہے تھے۔ کہ اس کا قول بشر کے جمیع افراد کو شامل ہے۔ البتہ آپ ؐ نے ایک تاویل کا دروازہ کھول دیا۔ کہ قطع نزاع کرنے کے لئے آپ ؐ نے فرمایا کہ تم نے فضیلت کو فضیلت جزئیہ پر کیوں محمول نہیں کیا۔ فضیلت کلیہ پر کیوں محمول کر دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو جھگڑا کھڑا نہ ہوتا۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ۔ شیخ گنگوہی ؒ نے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لفظ عام کا حکم اپنے جمیع افراد کو قطعی شامل ہوگا۔ قطعاً امام شافعی ؒ کا رد ہے۔ کہ وہ عام کو ظنی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ کوئی عام ایسا نہیں جس سے بعض افراد کو خاص نہ کر دیا ہو۔ تو اس طرح احتمال ہے کہ بعض افراد بھی خاص کر لئے جائیں۔ اس لئے عام قطعی نہیں ظنی ہوگا۔ لیکن احناف ؒ فرماتے ہیں کہ یہ احتمال بغیر دلیل کے پیدا ہونے والا ہے۔ اس لئے کہ اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور جو بعض افراد خاص ہو گئے تو یہ احتمال ناشئی بالدلیل ہوگا تو وہ معتبر ہوگا۔ تو احناف ؒ کے نزدیک عام خاص کے مساوی ہو کر قطعی ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ محل ترجمہ لاتحتلفوا ہے۔ کیونکہ اختلاف موجب ہلاکت ہے۔ اور یہ اشد الخصام ہے لیکن حافظؒ فرماتے ہیں فاخذت بیده واتیت به الخ ہے کیونکہ اس میں خصومت بھی ہے۔ اور لے کر جانا بھی ہے جسے اشخاص کہتے ہیں۔

رجل من المسلمین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ چنانچہ جامع سفیان میں ہے الرجل الذی لطم الیهودی هو ابوبکر الصدیقؓ ۔لاتخیرونی بمعنی لاتفضلونی اگر اشکال ہو کہ یہ ممانعت کیسی ہے۔ حالانکہ آپؐ تو افضل الانبیاء بلکہ افضل کائنات ہیں۔ تو اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ یہ علم بالافضلیت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ایسی فضیلت نہ دو جس سے دوسرے انبیاء کی توہین ہوتی ہو۔ تیسرا یہ ہے کہ ایسی تفضیل نہ دو جو موجب خصومت بن جائے اور چوتھا جواب یہ ہے کہ آپؐ کا یہ ارشاد تواضعاً تھا۔ کبرو عجب کی نفی کے لئے تھا۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ نفس نبوت میں کوئی فضیلت نہیں البتہ ذوات الانبیاء میں فضیلت ثابت ہے۔ تلك الرسل فضلنابعضهم علی بعض الایة اگر سوال ہو کہ حضرت ابو سعیدؓ کی روایت میں حوسب بالصفقة الاولی ہے تو کہا جائے گا کہ یہ تینوں احتمال ہیں۔ افاقہ۔ استثناء۔ اور محاسبہ۔

رض راسه بین حجرین یہ قصاص جس کے قائل ائمہ ثلاثہ اور دیگر حضرات ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہم مسلک فرماتے ہیں کہ لاقود الابالسیف کہ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا۔ باقی سب صورتیں منسوخ ہوں گی۔

باب من ردّ امر السفیه والضعیف العقل ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو بے وقوف کے اور کمزور عقل والے کے معاملہ کو ردّ کرتا ہے۔

وان لم یکن حجر علیه الامام ویذکر عن جابرؓ عن النبی ﷺ ردّ علی المتصدق قبل النهی ثم نها ه وقال مالك اذاکان لرجل علی رجل مال وله عبد لاشیئ له غیره فاعتقه لم یجز عتقه من با ع علی الضعیف ونحوه فدفع ثمنه الیه وامره بالاصلاح والقیام بشانه فان افسد بعد منعه لان النبی ﷺ نهی عن اضاعة المال وقال الذی

ترجمہ۔ اگرچہ امام نے اس پر رکاوٹ نہ ڈالی ہو اور حضرت جابرؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ممانعت سے پہلے صدقہ کرنے والے کو روک دیا۔ یا پھر اسے منع کر دیا۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کا دوسرے پر مال کا قرضہ ہو اور اس کے پاس عبد کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو وہ اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اس کا عتق نافذ نہیں ہوگا اور جس شخص نے کسی کمزور عقل والے یا بے وقوف کے پاس کوئی چیز بیچ دی اس نے اس کو مبیع کی قیمت بھی دے دی اور اس کو ٹھیک طور پر

یخدع فی البیع اذابایعت فقل لا خلابة ولم یاخذ النبی ﷺ ماله .....

کام کرنے کا حکم دیا۔اگر اس کے بعد بھی معاملہ گڑبڑ کر دیتا ہے تو اس کو امام روک دے۔کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ شخص جو خرید وفروخت میں دھوکہ کھاجاتا ہے اس سے آپؐ نے فرمایا جب تم کوئی معاملہ کرو تو کہہ دو بھائی میرے ساتھ دھوکہ نہ کرنا۔لیکن جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے مال نہیں چھینا۔

حدیث(۲۲۴۵)حدثناموسی بن اسمعیل الخ **سمعت ابن عمرؓ قال کان رجل یخدع فی البیع فقال له النبی ﷺ اذابایعت فقل لاخلابة فکان یقوله ....**

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی خرید وفروخت میں دھوکہ کھا جاتا تھا۔تو حضرت نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا جب تم کسی سے معاملہ کرو تو لاخلابة کہہ دیا کرو چنانچہ وہ اسی طرح کہا کرتا تھا۔

حدیث(۲۲۴۶)حدثناعاصم بن علی الخ **عن جابرؓ ان رجلا اعتق عبداله لیس مال غیره فرده النبی ﷺ فابتاعه منه نعیم بن النحام ....**

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آدمی نے ایک غلام کو آزاد کر دیا اس کے سوا اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا تو آپؐ نے اس صدقہ کو رد کر دیا۔تو اس غلام کو اس سے حضرت نعیم بن النحام نے خرید کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مقصد یہ ہے کہ امام کو یہ حق حاصل ہے کہ ایسے لوگوں کے تصرفات روک دے۔اگرچہ اس کی طرف سے قبل ازیں ممانعت نہ ہوئی ہو۔

علی الضعیف کلمہ علی کا ضرر کے لئے ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ وہ اس کے مقصد کے خلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے باب میں جو احادیث ذکر فرمائی ہیں ان میں مسئلہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ جس شخص سے اضاعۃ مال ظاہر ہو اس کے تصرفات روک دیئے جائیں۔بشرطیکہ مال کثیر ہو یا جائداد کو احاطہ کرنے والا ہو۔قصہ مدبر اس پر دال ہے اور جب کسی شیئ حقیر میں تصرف ہو یا جس میں اس کے مال کو ضائع نہ کرنے کی شرط لگائی گئی ہو تو اس کے تصرفات کو رد نہ کیا جائے مخدوع کا قصہ اس پر دال ہے۔

یذکر عن جابرؓ سے بقول حافظؒ قصہ مدبر مراد ہے لیکن میرے نزدیک بیضة من ذهب یعنی سونے کے انڈے والا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے آپؐ سے آکر کہا تھا کہ خذها منی صدقة۔البتہ علامہ عینیؒ یذکر عن جابرؓ سے قصہ مدبر مراد لیتے ہیں جیسا کہ

کتاب البیوع سے ظاہر ہے۔ کلمہ علی سے شیخ گنگوہیؒ نے دفعیہ وہم فرمایا کہ رحمۃ اللعالمین کا فعل ضرر کے لئے کیسے ہو سکتا ہے۔ تو فرمایا اس کے ارادہ کے خلاف ہونا ضرر ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ رشیدوہ شخص جو دین دنیا کی بھلائی کے لئے کام کرے۔ سفیہ وہ ہے جو خلاف شرع کام اپنی خواہش نفس کے مطابق کرے۔ ضعیف العقل سفیہ سے عام ہے۔

فرفع الیه ثمنه الخ آنحضرت ﷺ نے دفع ثمن کر کے رشد اور اصلاح کا راستہ بتلایا۔ اگر سفاہت کی وجہ سے رد فرماتے تو ثمن اس کے سپرد نہ کرتے۔

باب کلام الخصوم بعضهم فی بعض ۔

ترجمہ۔ مخاصمین ایک دوسرے سے سخت وست کلام کر سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں فحش گوئی نہ ہو یا جس سے حد اور تعزیر لازم آئے۔

حدیث (۲۲۴۷) حدثنامحمد الخ عن عبداللهؓ قال قال رسول الله ﷺ من حلف علی یمین وهوفیها فاجز لیقطع بها مال امرئ مسلم لقی الله وهوعلیه غضبان قال فقال الاشعث فیّ والله کان ذلك کان بینی وبین رجل من الیهود ارض فجحدنی فقدمته الی النبی ﷺ فقال لی رسول الله ﷺ الك بینة قلت لاقال فقال الیهودی احلف قال قلت یارسول الله اذاًیحلف ویذهب بمالی فانزل الله تعالی ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمناً قلیلاً الی الاخر الایة ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کوئی قسم اٹھائی کہ وہ اس میں جھوٹا گناہ گار ہو تاکہ اس قسم کے ذریعہ وہ کسی مسلمان کا مال مارنا چاہتا ہے۔ تو جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو گا تو وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ اشعث فرماتے ہیں اللہ کی قسم! یہ میرے بارے میں وارد ہوئی۔ میرے اور یہودی آدمی کے درمیان زمین مشترک تھی۔ اس نے مجھے دینے سے انکار کر دیا۔ میں اس کو پکڑ کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے میرے سے پوچھا کیا تمہارے پاس گواہ ہیں میں نے کہا نہیں تو آپؐ نے یہودی سے فرمایا قسم اٹھاؤ۔ میں نے کہا یارسول اللہ! یہ تو اس وقت قسم اٹھا کر میرا مال لے جائے گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ان الذین یشترون الخ ۔

حدیث (۲۲۴۸) حدثناعبدالله بن محمد الخ

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ مسجد نبویؐ میں

عن كعب بن مالكؓ انه تقاضى ابن ابى حدرد دينا كان له عليه فى المسجد فارتفعت اصواتهما حتى سمعها رسول الله ﷺ وهو فى بيته فخرج اليهما حتى كشف سجف حجرته فنادى يا كعب قال لبيك يا رسول الله قال ضع من دينك هذا فاومأ اليه اى الشطر قال لقد فعلت يا رسول الله قال قم فاقضه .....

انہوں نے ابن ابی حدرد سے اپنے اس قرضہ کا مطالبہ کیا جو ان کی طرف سے ان کے ذمہ تھا۔ یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں جس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سن لیا باہر تشریف لائے۔ یہاں تک کہ اپنے حجرہ کے پردے کا ایک کنارہ کھول کر آواز دے کر فرمایا اے کعب! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ! میں حاضر ہوں فرمایا اتنا قرضہ اس کو معاف کردو ہاتھ سے نصف کا اشارہ کیا میں نے کہا یارسول اللہ میں نے کر دیا آپؐ نے فرمایا اٹھو اور ان کو قرضہ ادا کرو۔

حديث(۲۲۴۹)حدثنا عبدالله بن يوسف الخ انه سمعت عمر بن الخطابؓ يقول سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقرأ سورة الفرقان على غيرما اقرؤها وكان رسول الله ﷺ اقرأنيها وكدت ان اعجل عليه ثم امهلته حتى انصرف ثم لببته بردائه فجئت به رسول الله ﷺ فقلت انى سمعت هذا يقرأ على غيرما اقرأتيها فقال لى ارسله ثم قال له اقرأ فقرأ قال هكذا انزلت ثم قال لى اقرأ فقرأت فقال هكذا انزلت ان القران انزل على سبعة احرف فاقرء وا ما تيسر منه ....

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیمؓ سے سورۃ فرقان اس طرز کے خلاف سنی جس پر میں اسے پڑھتا تھا اور جس طریقہ پر جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی قریب تھا کہ میں اس پر جلدی کرتا پھر میں نے اس کو مہلت دے دی یہاں تک کہ وہ فارغ ہوگیا تو میں اس کی چادر سے ہی اسے گھسیٹ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا میں نے کہا میں نے اس سے اس طرز کے خلاف قرأۃ سنی ہے جو آپؐ نے مجھے پڑھائی تھی۔ فرمایا اس کو چھوڑ دو پھر اس سے فرمایا کہ تم پڑھو۔ چنانچہ اس نے پڑھا آپؐ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ تم پڑھو میں نے پڑھا تو آپؐ نے اس پر بھی فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی۔ اس لئے کہ قرآن مجید سات قرأتوں پر اتارا گیا ہے۔ پس جس طرح آسان ہو اسی کو پڑھو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذا يحلف یہی موضع ترجمہ ہے اس لئے کہ یہودی کو جھوٹ اور جھوٹی قسم کی طرف منسوب کیا فخرج اى اليهما وكذا قوله مربهما اور دونوں مجازی معنی ہیں۔ فرفع سجف حجرته میں حقیقی معنی ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بہتر یہ ہے کہ لفظ کو اپنے حقیقی معنی پر رکھا جائے۔ خرج من البیت لاجلهما ومرّبهما بعض حضرات نے ترجمہ کو فارتفعت اصواتهما سے ثابت کیا ہے۔ لیکن دراصل اشارہ بعض حدیث میں فتلاحیا ہے اس کی طرف ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان میں باہمی تکرار ہوئی اس سے ترجمہ ثابت ہوگا۔

باب اخراج اهل المعاصي والخصوم من البيوت بعد المعرفة وقد اخرج عمرؓ اخت ابی بکرؓ حين ناحت ...

ترجمہ۔ پہچان لینے کے بعد مجرموں کو اور جھگڑا کرنے والوں کو گھروں سے نکال دینا حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بہن کو گھر سے نکال دیا جب کہ وہ ان پر بین کرنے لگیں۔

حدیث (۲۲۵۰) حدثنا محمد بن بشار الخ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال لقد هممت ان امر بالصلوة فتقام ثم اخالف الی منازل قوم لا یشهدون الصلوة فاحرق علیهم .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ میں حکم دوں نماز کے لئے اقامت کہی جائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کی طرف چلا جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فاحرق علیهم جب جلانا جائز ہوا تو گھروں سے نکال دینا تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے غرض یہ ہے کہ جب ان کے گھر جلیں گے تو وہ جلدی جلدی گھروں سے نکلیں گے۔ تو اس سے اہل معاصی کو گھروں سے نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ اور جب اہل خصوم میں جھگڑا اور شور غل کی نوبت آجائے تو ان کا نکالنا بھی مناسب ہوگا اور ترجمہ میں بعد المعرفة بھی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ بعد معرفة احوالهم یا بعد معرفتهم بالحکم تو اب ان کا نکال دینا بطور تادیب کے ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی ہمشیرہ کا نام ام فروة بنت ابی قحافة تھا۔

باب دعوی الوصي للميت

ترجمہ۔ کسی میت کے لئے وصی کا دعویٰ کرنا

حدیث (۲۲۵۱) حدثنا عبدالله بن محمد الخ عن عائشةؓ ان عبد بن زمعة بن ابی وقاصؓ اختصما الی النبی ﷺ فی ابن امة زمعة فقال سعد یا رسول الله اوصانی اخی اذا قدمت ان انظر ابن امة زمعة

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبد بن زمعہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ زمعہ کی باندی کے بیٹے کے بارے میں جھگڑتے ہوئے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! میرے بھائی نے

فاقبضه فانه ابنی وقال عبدبن زمعة اخی وابن امة ابی ولد علی فراش ابی فرای النبی ﷺ شبهاً بیناً فقال هولك یا عبد بن زمعة الولدللفراش واحتجبی منه یا سودة .....

مجھے وصیت کی تھی کہ جب میں مکہ میں آؤں اگر زمعہ کی باندی کا بیٹا مجھے نظر آجائے تو اسے قبضہ میں لے لوں۔ کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبدبن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے جو میرے باپ کے نکاح کی حالت میں پیدا ہوا ہے

جناب نبی اکرم ﷺ نے اس کی واضح مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تو فرمایا اے عبدبن زمعہ یہ لڑکا تیرا ہے کیونکہ بچہ نکاح والے کا ہوتا ہے اور حضرت سودہؓ سے فرمایا تو اس سے پردہ کرلے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ الولد للفراش کا آپؐ نے حکم دیا۔ شبہ پر فیصلہ نہیں کیا۔ یہ احنافؒ کی قوی دلیل ہے کہ قیافہ سے حکم ثابت نہیں ہوگا۔ باقی حضرت سودہؓ کو پردے کا حکم آپؐ نے احتیاط کے طور پر کیا۔ کیونکہ مشابہت ظاہرہ تھی۔

باب التوثق ممن تخشی معرته وقید ابن عباسؓ عکرمة علی تعلیم القران والسنن والفرائض ۔

ترجمہ ۔ جس سے فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھ دینا حضرت ابن عباسؓ نے اپنے شاگرد عکرمہ کو تعلیم قرآن سنن اور فرائض سکھانے کیلئے پاؤں میں زنجیر ڈال دیئے۔

حدیث (۲۲۵۲) حدثناقتیبةالخ انه سمع اباهریرةؓ یقول بعث رسول الله ﷺ خیلا قبل نجد فجاء ت برجل من بنی حنیفة یقال له ثمامة بن اثال سید اهل الیمامة فربطوه بساریة من سواری المسجد فخرج الیه رسول الله ﷺ قال ماعندك یاثمامة قال عندی یا محمد خیر فذکر الحدیث قال اطلقوا ثمامة .....

ترجمہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک گھوڑ سوار دستہ روانہ فرمایا جو بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا جو یمامہ والوں کا سردار تھا۔ جسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے ثمامہ! تمہارا کیا نظریہ ہے اس نے کہا یا محمدؐ! میرے پاس خیر ہی خیر ہے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ثمامہ کی رسیاں چھوڑ دو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ محل ترجمہ ساریة ہے جس سے ثمامہ کو باندھا گیا تاکہ وہ فساد برپا نہ کرے۔

باب الربط والحبس فی الحرام

ترجمہ ۔ حرم کے اندر قید کرنا اور باندھنا

واشتری نافع بن عبد الحارث داراً للسجن بمکة من صفوان بن امیة علی ان عمرؓ ان رضی فالبیع بیعه وان لم یرض عمرؓ فلصفوان اربع مائة دینارٍ وسجن ابن الزبیر بمکة ....

ترجمہ۔ حضرت نافع بن الحارث نے مکہ معظمہ میں صفوان بن امیہ سے ایک مکان جیل خانہ کے لئے خرید ااس شرط پر اگر عمرؓ راضی ہو گئے تو یہ بیع ان کی ہو گی۔ اگر وہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کے لئے چار سو دینار ہوں گے ابن الزبیرؓ نے مکہ معظمہ میں ایک مدیون کو قید کیا۔

حدیث (۲۲۵۳) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ سمع اباھریرةؓ قال بعث النبی ﷺ خیلا قبل نجدٍ فجاء ت برجل من بنی حنیفة یقال له ثمامة بن اثال فربطوه بساریة من سواری المسجد ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک گھوڑ سوار فوجی دستہ نجد کی طرف بھیجا جو بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو گرفتار کر کے لائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اسکو باندھ دیا

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر اشکال ہو علی ان عمرؓ رضی یہ شرط ہے۔ اور بیع مع شرط فاسد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرط نفس عقد میں ہے جو مضر نہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وان لم یرض عمرؓ مقصد یہ ہے کہ حضرت عمرؓ راضی ہو گئے تو وہ قیمت بیت المال سے ادا کریں گے اگر راضی نہ ہوئے تو قیمت میں اپنی طرف سے ادا کروں گا۔ اور یہ مکان میری ملکیت ہو جائے گا۔ باقی چار سو دینار کے چار ہزار درہم بنتے ہیں اس لئے تعارض نہ ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چونکہ حضرت نافعؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے اس لئے خیار شرط حضرت عمرؓ کیلئے تجویز کیا۔ گویا کہ حضرت نافعؓ حضرت عمرؓ کے وکیل بنے اور وکیل کو حق ہے کہ مبیع کو اپنے لئے خرید کر لے جبکہ مؤکل عیب کی وجہ سے بیع ردّ کر دے۔ امام بخاریؒ نے باب الربط والحبس فی الحرم باندھا اس سے طاؤسؒ کے قول کا رد فرمایا جو فرماتے ہیں کہ مکہ میں جیل خانہ قائم کرنا مکروہ ہے کیونکہ بیت رحمت میں بیت عذاب مناسب نہیں ہے امام بخاریؒ نے حضرت عمرؓ۔ ابن الزبیرؓ صفوانؓ اور نافعؓ سب حضرات صحابہ ہیں جن کے اقوال سے معارضہ پیش کیا جس کی تقویت ثمامہ کے قصہ سے فرمائی جس کو مسجد نبوی مدینہ میں باندھا گیا۔ مدینہ بھی تو حرم ہے۔ اس لئے جب اس میں باندھنا ممنوع نہیں تو حرم مکہ میں بھی ممنوع نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب فی الملازمة

ترجمہ ۔ دائن کا مدیون کو پکڑ لینا

حدیث(۲۲۵٤)حدثنایحیی بن بکیر الخ عن کعب بن مالکؓ انه کان له علی عبدالله بن ابی حدرد الاسلمی دین فلقیه فلزمه فتکلماحتی ارتفعت اصواتهما فمربهما النبی ﷺ فقال یاکعب واشار بیده فکانه یقول النصف فاخذ نصف ماعلیه وترك نصفاً ....

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ کا عبداللہ بن حدرد اسلمی کے ذمہ قرضہ تھا جن کی آپس میں ملاقات ہوئی تو حضرت نے اس کو پکڑ لیا جس کی آپس میں اس قدر تلخ کلامی ہوئی کہ دونوں اونچے اونچے بولنے لگے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کا ان کے پاس گذر ہوا تو آپؐ نے فرمایا اے کعب! اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا گویا کہ آدھا فرمارہے تھے تو حضرت کعبؓ نے اپنا آدھا قرضہ لے لیا اور آدھا معاف کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ فلزمہ یہ محل ترجمہ ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے عبداللہ بن ابی حدرد کو پکڑا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہ کیا۔ بلکہ حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ آدھا لے لو آدھا معاف کردو۔ جس پر انہوں نے عمل کیا۔

باب التقاضی

ترجمہ۔ قرضہ کا مطالبہ کرنا

حدیث(۲۲۵۵)حدثنااسحق الخ عن خبابؓ قال کنت قیناً فی الجاهلیة وکان لی

ترجمہ۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میں لوہار کا کام کرتا تھا۔ عاص بن وائل پر میرے کچھ دراہم

علی العاص بن وائل دراھم فاتیتہ اتقاضاہ فقال لااقضیك حتی تکفر بمحمد ﷺ حتی یمیتك الله ثم یبعثك قال فدعنی حتی اموت ثم ابعث فاوتی مالاوولداً ثم اقضیك فنزلت افرأیت الذی کفر بایتناوقال لاوتین مالاوولداً الایة .....

قرضہ تھے۔ میں مطالبہ کرنے کے لئے اس کے پاس آیا۔ پس اس نے کہا کہ میں تیرا یہ قرضہ اس وقت تک ادا نہیں کروں گا جب تک تو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے کفر نہ کرے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں تو حضرت محمد ﷺ سے کفر نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے اور پھر تجھے اٹھائے تو اس نے کہا پھر اس وقت تک مجھے چھوڑ دو جب کہ میں مروں گا پھر اٹھایا جاؤں گا۔ پس مجھے مال اور اولاد دیا جائے گا پھر تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ جس پر یہ آیت اتری ترجمہ۔ کیا آپؐ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد ملے گا۔ دونوں حدیثیں مع تشریح گذر چکی ہیں۔

بسم الرحمٰن الرحیم

کتاب فی اللقطة

ترجمہ۔ گری پڑی چیز کے بارے میں

باب واذااخبرہ رب اللقطة بالعلامة دفع الیه۔

ترجمہ۔ جب لقطہ والا ملتقط کو علامۃ بتلائے تو وہ چیز اسے دے دینی چاہیئے۔

حدیث(۲۲۵۶)حدثناادم الخ قال لقیت ابی بن کعبؓ فقال اخذت صرة فیھا مائة دینارٍ فاتیت النبی ﷺ فقال عرفھاحولاً فعرفتھاحولھا

ترجمہ۔ حضرت سوید بن غفلہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے میری ملاقات ہوئی جنہوں نے فرمایا کہ مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو ۱۰۰ دینار تھے جس کو لے کر میں

فلم اجد من یعرفها ثم اتیته فقال عرفها حولاً فعرفتها فلم اجد ثم اتیته ثلثاً فقال احفظ وعاء ها وعددها ووکاء ها فان جاء صاحبها والافاستمتع بها فاستمتعت فلقیته بعد بمکة فقال لاادری ثلثة احوال اوحولاً واحداً .....

جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ سال بھر اس کا اعلان کرو۔ پس میں اس کا اعلان کرتا رہا۔ پس مجھے ایسا کوئی شخص نہ ملا جو اس کو پہچانتا ہو پھر میں آپؐ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ سال بھر پھر اس کا اعلان کرو۔ پس میں اس کا اعلان کرتا رہا۔ لیکن مجھے کوئی نہ ملا پس میں تیسری مرتبہ آپؐ کے پاس حاضر ہوا جس پر آپؐ نے فرمایا اس ہمیانی کا برتن گنتی اور باندھنے والا تسمہ یاد رکھو۔ اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ اس سے فائدہ حاصل کرو۔ چنانچہ میں نے اس سے نفع حاصل کیا اس کے بعد میری مکہ معظمہ میں ان سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا مجھے علم نہیں کہ تین سال اعلان کیا یا ایک سال اعلان کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ علامت کا ذکر اگرچہ اس روایت میں نہیں ہے مگر دوسری روایت کے لحاظ کرنے سے معلوم ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ جو شخص کسی گری پڑی چیز کو دیکھے اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ فلاسفہ تو کہتے ہیں اس کا اٹھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دوسرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر اٹھانا ہے۔ اور بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ اس کا اٹھانا حلال ہے۔ مگر ترک افضل ہے۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ مالک اس کی تلاش میں اس جگہ واپس آجائے۔ لیکن عامہ علماء اور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ چھوڑ دینے سے اٹھالینا افضل ہے۔ پھر ملتقط کی دو قسمیں ہیں ایک تو حقیر مال ہے جس کو مالک عموماً تلاش نہیں کرتا۔ اس کا اٹھالینا اور نفع حاصل کرنا صحیح ہے۔ اگر مالک اس کے ہاتھ میں دیکھ کر واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جس کے متعلق معلوم ہو کہ مالک اس کو ضرور تلاش کرے گا۔ اس کو اٹھالیا جائے اس کی حفاظت کرے اور اعلان کرے۔ یہاں تک کہ مالک تک پہنچ جائے۔ باقی اعلان کرنے کی مدت میں اختلاف ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مساجد۔ شارع عام اور بازاروں میں اعلان کرے۔ وِعاء وہ لکڑی یا چمڑہ یا کپڑے کی تھیلی جس میں نقدی کو رکھا جائے۔ وکاء وہ تاگہ جس سے ہمیانی کو باندھا جائے۔ تعریف یعنی سال بھر تک اعلان کرے۔ اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے۔ ویسے ہدایہ میں ہے کہ عشرہ دراھم سے کم قیمت کی چیز ہے تو تین دن اعلان کرے۔ دس درہم سے زیادہ کی ہے تو ایک سال تک اعلان کرے تین سال کی تعریف کا ائمہ کے فتویٰ میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مقادیر لازم نہیں ہیں۔ رائے عامہ پر چھوڑ دیا جائے۔

باب ضالة الابل ترجمہ۔ گم شدہ اونٹ کے بارے میں

حدیث(۲۲۵۷)حدثناعمرو بن عباسؒ الخ

عن زید بن خالد الجھنیؓ قال جاء اعرابی النبی ﷺ فساله عمایلتقطه فقال عرفھا سنة ثم احفظ عفا صھاو کاء ھافان جاء احد یخبرك بھا والا فاستفقھا قال یا رسول اللہ فضالة الغنم قال لك اولاخیك اوللذئب قال ضالة الابل فتمعر وجه النبی ﷺ فقال مالك ولھامعھاحذاؤھا وسقاؤ ھا ترد الماء وتاکل الشجر ......

ترجمہ۔ زید بن خالد جہنیؓ نے فرمایا کہ ایک دیہاتی حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو چیز گر پڑے اس کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو۔ اس کی تھیلی اور تسمے کا اعلان کرو۔ پس اگر کوئی آکر اس کے متعلق خبر دے تو اس کو ادا کر دو ورنہ اس کو خرچ کر دو اس نے کہا حضرت گم شدہ بکری کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔ پھر اس نے گم شدہ اونٹ کے متعلق پوچھا تو آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ فرمایا تجھے اس سے کیا کام ہے اس کے پاس اس کا جوتا ہے اور پانی کا مشکیزہ پیٹ ہے وہ چشموں پر جا کر پانی پی لے گا اور درختوں کے پتے کھاتا رہے گا

باب ضالة الغنم ۔ ترجمہ۔ گم شدہ بکری کے بارے میں

حدیث(۲۲۵۸)حدثنااسمعیل بن عبداللہ الخ

انه سمع زید بن خالدؓ یقول سئل النبی ﷺ عن اللقطة فزعم انه قال اعرف عفاصھاو وکاء ھا ثم عرفھا سنة یقول یزید ان لم تعترف استنفق بھا صاحبھاو کانت ودیعةعنده قال یحیی فھذا الذی لاادری افی حدیث رسول اللہ ﷺ ھوام شئ من عنده ثم قال کیف فی ضالة الغنم قال النبی ﷺ خذھا فانما ھی لك اولاخیك اوللذئب قال یزید وھی تعرف ایضاثم قال کیف تری فی ضالة الابل قال فقال دعھافان معھا حذاء ھا وسقاء ھا ترد الماء وتاکل الشجر حتی یجدھا ربھا.....

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے لقطہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کی تھیلی اور اسکے تسمہ کا اعلان کرو۔ پھر اس کا اعلان سال بھر تک کرتے رہو یزید راوی کہتا ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اگر کچھ پتہ نہ چلے تو صاحب لطقہ اسے خرچ کر سکتا ہے البتہ یہ مال اس کے پاس امانت ہوگا۔ یحیی فرماتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ یہ حصہ حدیث رسول اللہ ﷺ میں سے ہے یا کوئی ایسی چیز ہے جو اس نے اپنے پاس سے کہی ہے پھر پوچھا گم شدہ بکری کے بارے میں کیا رائے ہے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اسلئے کہ وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی نذر ہے۔ یزید راوی کہتے ہیں کہ اس کا بھی اعلان کیا جاتا رہے۔ پھر پوچھا گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ اس کے ساتھ

اس کا موزہ ہے۔اور پانی کا مشکیزہ ہے۔ چشمہ پر وارد ہو گا اور درختوں کے پتے کھاتا رہے گا۔ حتی کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔

باب اذالم یوجد صاحب اللقطة بعدسنة فهی لمن وجدها ۔۔

ترجمہ۔ ایک سال کے بعد لقطہ والا نہ ملے تو جس نے اسے پایا ہے اب یہ اس کا ہے۔

حدیث ۲۲۵۹) حدثنا عبدالله بن یوسف الخ عن زیدبن خالدؓ قال جاء رجل الی رسول الله ﷺ فساله عن القطة فقال اعرف عفاصها ووکاء ها ثمّ عرفها سنة فان جاء صاحبها والا فشانك بها قال فضالة الغنم قال هی لك اولاخیك اوللذئب قال فضالة الابل قال مالك ولها معها سقاؤها وحذاؤها ترد الماء وتأكل الشجر حتی یلقاها ربها

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی جناب رسول الله ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور لقطہ کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اس کی تھیلی اور تسمہ کا اعلان کرو۔ پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو پس اگر اس کا مالک آجائے تو اسے دے دی جائے۔ ورنہ پھر تم اس کو اپنے مصرف میں لاؤ کہا گم شدہ بکری فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔ فرمایا کہ گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا تمہیں اس سے کیا اس کے ساتھ اس کا پانی ہے اور اس کا جوتا ہے وہ چشمہ پر وارد ہو گا اور درختوں کے پتے کھاتا پھرے گا۔ یہاں تک کہ اس کا مالک اسے آکر ملے گا۔

باب اذاوجد خشبة فی البحر اوسوطاً اونحوه ۔

ترجمہ۔ باب اس بارے میں جب کوئی شخص سمندر سے لکڑی حاصل کرے یا چابک یا اس طرح کی کوئی چیز

وقال اللیث الخ عن ابی هریرةؓ عن رسول الله ﷺ انه ذکر رجلا من م بنی اسرائیل وساق الحدیث فخرج ینظر لعل مرکبا قدجاء بماله فاذاهو بالخشبة فاخذها لاهله حطباً فلمانشرها وجد المال والصحیفة ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب رسول الله ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی ذکر کیا۔ پھر حدیث کو چلایا۔ وہ نکل کر انتظار کرتے [illegible] کوئی کشتی اس کا مال لے آئے پس اچانک کیا دیکھتا ہے [illegible] لکڑی ہے جس کو انہوں نے اپنے گھر [illegible] کیلئے سوختی لکڑ کے اسے پکڑ لیا جب اس کو چیرا تو اس میں [illegible] اور رقعہ کو پایا۔

باب اذاوجد تمرة فی الطریق

ترجمہ۔ راستہ میں جو کھجور پڑی مل جائے اس کا [illegible] حکم [illegible]

حدیث (۲۲۶۰) حدثنا محمد بن یوسف الخ

عن انسؓ قال مر النبی ﷺ بتمرة فی الطریق فقال لولا انی اخاف ان تکون من الصدقة لاکلتها

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا راستے میں پڑے ہوئے ایک کھجور کے دانہ سے گذر ہوا تو آپؐ نے فرمایا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کا کھجور ہوگا تو میں اسے کھالیتا۔

حدیث (۲۲۶۱) حدثنا محمد بن مقاتل الخ

عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال انی لانقلب الی اهله فاجد التمرة ساقطة علی فراشی فارفعها لاکلها ثم اخشی ان تکون صدقة فالقیها .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں گھر واپس لوٹتا ہوں تو کھجور کا دانہ اپنے بستره پر پڑا ہوا پاتا ہوں اور پس میں اٹھا کر کھالینا چاہتا ہوں پھر مجھے خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو۔ پس اس کو پھینک دیتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بتمرة فی الطریق اور راستہ آپؐ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے تھا جیسا کہ آنے والی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ لقطہ نہ ہوا۔ اگر لقطہ ہوتا تو پھر بنی هاشم پر لقطہ کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا۔ جس سے احناف پر اعتراض ہوسکتا تھا۔ اور آپ کو تردّد تھا۔ کہ یا یہ آپؐ کے ملک میں سے تھا۔ یا صدقہ میں سے جو بیت المال کے لئے یا ازواج مطہرات کے لئے لایا گیا تھا اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ لقطہ طریق الناس میں تھا آپ کا ملک نہیں تھا تو مالک کی طرف سے آپؐ کے لئے ہدیہ ہوگا عموماً ایسی قلیل شئ میں عرفاً اجازت ہوتی ہے۔ کہ جو چاہے استعمال کرے تو یہ صدقہ نہیں تھا۔ آپؐ اس کو اس لئے نہیں کھاتے تھے کہ کہیں صدقہ کا مال ملک کے ہاتھ سے گر نہ پڑا ہو۔ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں صدقہ کی صفت پائی جاتی ہے۔ لقطہ ہونے کی وجہ سے تو خوب غور کرو کیونکہ اس میں کچھ خفاء ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے لقطہ کو نہ کھانے کی وجہ سے صدقہ ہونا کو قرار دیا نہ کہ لقطہ ہونا۔ شیخ خلیلؒ نے بذل میں لکھا ہے کہ اس قسم کی احادیث احنافؒ کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک جب صاحب لقطہ غنی ہو تو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اپنی ذات پر استعمال ناجائز ہے۔ لیکن حضرت علیؓ نے دینار لے کر کھایا اور آپؐ کے ساتھ حضور رسول اکرم ﷺ نے بھی اس کے ساتھ کھایا۔ اس کا جواب ایک یہ دیا جاتا ہے کہ تعریف کے بعد لقطہ فقیر کے لئے مختص نہیں ہو جاتا۔ بلکہ غنی بھی استعمال کر سکتا ہے۔

باب کیف تعرف لقطة اهل مكة

ترجمہ۔ مکہ والوں کے لقطہ کا اعلان کیسے کیا جائے

وقال طاؤس عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال

ترجمہ۔ ابن عباسؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں کہ

لایلتقط لقطتھاالامن عرفھاوقال خالدعن عکرمة عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال لاتلتقط لقطتھا الالمعرف وقال احمدبن سعد الخ عن ابن عباسٍ ان رسول اللہ ﷺ قال لایعضد عضاھھاولاینفر صیدھاولاتحل لقطتھاالالمنشدولایختلی خلاھا فقال عباسؓ یارسول اللہ الاالاذخرفقال الاالاذخر

حرم مکہ کا لقطہ کوئی نہ اٹھائے۔ سوائے تعریف کرنے والے کے اور دوسری سند سے یوں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حرم مکہ کے جھاؤ کے درخت کو نہ کاٹا جائے اور اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے۔ اور نہ ہی اس کا لقطہ اٹھایا جائے۔ البتہ اعلان والا اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی گھاس اکھاڑی جائے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا یارسول اللہ! مگر کترن بوٹی آپؐ نے فرمایا اذخر مستثنیٰ ہے

حدیث(۲۲۶۲)حدثنایحیی بن موسی الخ حدثنی ابوھریرةؓ قال لما فتح اللہعلی رسولہ ﷺ قام فی الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان اللہ حبس عن مکة الفیل وسلط غلیھا رسولہ والمؤمنین فانہ لاتحل لاحد کان قبلی وانھا احلت بی ساعةًمن نھارٍوانھا لاتحل لاحدٍمبعدی فلاینفرصیدھاولایختلی شوکھاولاتحل ساقطتھا الالمنشدومن قتل لہ قتیل فھو بخیر النظرین امان یفدی واما ان یقید فقال العباس الاالاذخر فانا نجعلہ لقبورنا وبیوتنا فقال رسول اللہ ﷺ الاالاذخر فقام ابوشاة رجل من اھل الیمن فقال اکتبوا لی یارسول اللہ فقال رسول اللہ ﷺ اکتبوا لابی شاة قلت للاوزاعی ماقولہ اکتبوالی یارسول اللہ قال ھذہ الخطبة التی سمعھا من رسول اللہ ﷺ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر مکہ کو فتح کر دیا۔ تو آپ لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ سے ہاتھی روک دیا اور اپنے رسول اور مؤمنوں کو اس پر غلبہ دیا اسلئے کہ وہ میرے سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں ہوا تھا اور میرے لئے دن کی صرف ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ اور بے شک وہ میرے بعد کسی کیلئے ہر گز حلال نہیں ہوگا۔ پس اس کے شکاری جانور کو نہ بھگایا جائے اور نہ ہی اس کا کانٹا توڑا جائے۔ اور اس کا لقطہ سوائے اعلان کرنے والے کے کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور جس کسی کا آدمی قتل ہو جائے تو اس کو دو میں سے ایک کا اختیار ہے۔ یا فدیہ لے یا قصاص لے۔ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا لیکن کترن بوٹی کیونکہ وہ ہماری قبروں کے لئے اور گھروں کے لئے ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اذخر کا استثناء فرمادیا تو ابو شاہ جو یمن والوں کا ایک آدمی تھا کھڑا ہو کر کہنے لگا یارسول اللہ! میرے لئے لکھ دو آپؐ نے فرمایا ابو شاہ کو لکھ دو۔ میں نے امام اوزاعیؒ سے پوچھا کہ اکتبوا لی یارسول اللہ کا کیا مطلب ہے فرمایا وہ خطبہ ہے

جس کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ روایت باب سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لقطہ مکہ اور غیر مکہ کی تعریف برابر ہے۔ اور مکہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دور دور سے آتے ہیں واپس آنے کا احتمال بہت بعید ہے۔ شاید لقطہ والا جلدی اس کو خرچ دے تو فرمایا نہیں اس کا بھی اعلان کرنا چاہیے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مال غیر میں تصرف کرنا اگرچہ ممنوع ہے لیکن بلد حرام میں اس سے بھی زیادہ سخت ہے

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے اس سے اشارہ فرمایا ہے حرم کا لقطہ بھی ثابت ہے اس لئے اس کی تریف کی کیفیت پر اکتفا فرمایا۔ تو باب کی دونوں حدیثوں سے استدلال کیا ہے کہ مکہ کے لقطہ کو تملک کے لئے نہ اٹھایا جائے۔ بلکہ تعریف کے لئے اٹھائے۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں لقطہ کا رب اللقطہ تک پہنچنا ممکن ہے۔ کیونکہ اگر لقطہ مکی کا ہے تو ظاہر ہے اگر آفاقی کا ہے تو ہر طرف سے ہر سال کوئی نہ کوئی آدمی حرم میں آتا رہتا ہے۔ اس طرح مالک کا پتہ چل جائے گا۔ اور علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کیف تعرف ای تعرف دائماً اوسنة فقط حدیث سے لمنشد کے لفظ سے معلوم ہوا کہ علی الدوام تعریف کرے۔ اگرچہ احرام باندھ کر تعریف کرنی پڑے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بخير النظيرين القصاص اوالدية اس مسئلہ میں بین الائمہ اختلاف ہے۔ قتل عمد کی صورت میں معاف کرنے یا دیۃ لینے یا قصاص لینے کا اختیار ہے قاتل راضی ہو یا نہ ہو یہ ائمہ ثلاثہ کا مسلک ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ ثوریؒ اور نخعیؒ فرماتے ہیں کہ ولی مقتول کو دیۃ لینے کا اختیار ہے۔ جب کہ قاتل راضی ہو۔ ورنہ ولی المقتول کو صرف قصاص اور عفو کا اختیار ہے۔ جیسے ربیع بنت النضر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عمد میں صرف قصاص ہے دیۃ لینا نہیں ہے۔

باب لاتحتلب ماشية احد بغير اذن

ترجمہ۔ بغیر اجازت کے کسی کے جانور کا دودھ نہ دوہیا جائے

حديث (۲۲۶۳) حدثنا عبدالله بن يوسف الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال لايحلبن احد ماشية امرئ بغير اذنه ايحب احدكم ان تؤتى مشربته فتكسر خزانته فينتقل طعامه فانما تخزن لهم ضروع مواشيهم اطعماتهم فلايحلبن احد ماشية احد الاباذنه ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ کوئی شخص بغیر اجازت کے کسی آدمی کے جانور کا دودھ نہ نکالے کیا تم میں سے کوئی ایک یہ پسند کرتا ہے کہ اسکے بالاخانہ پر پہنچ کر کوئی اسکے خزانہ کو توڑے اور اس سے کھانے پینے کی چیزیں لے جائے۔ پس جانوروں کے تھن بھی لوگوں کے کھانے پینے کی چیزیں محفوظ رکھتے ہیں پس کوئی شخص کسی کے جانور کے دودھ کو بغیر اس کی اجازت کے نہ نکالے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ جمہور علماء ائمہ ثلاثہ۔امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ ۔امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ باغ سے پھل توڑنا یا کسی کی بکری کے تھن سے دودھ نکالنا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔البتہ مضطر اور مجبور انسان کو اجازت ہے۔جن احادیث سے بغیر اجازت کے جواز معلوم ہوتا ہے وہ اسی اضطراری حالت پر محمول ہے۔یا حدیث نہی راجح ہے یا عادۃً اموال کے مالکوں کی اجازت معلوم ہو۔یا ابتداء اسلام میں حالت ضرورت پر محمول ہے۔چنانچہ امام طحاویؒ یہی جواب دیتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں مسافروں کے لئے ضیافت واجب تھی۔جب وجوب منسوخ ہوا تو یہ اجازت بھی منسوخ ہو گئی۔

باب اذاجاء صاحب اللقطة بعد سنة ردّها عليه لانها وديعة عنده ۔

ترجمہ۔ جب سال گذر جانے کے بعد لقطہ والا آجائے تو وہ مال اس کو واپس کرنا چاہیئے کیونکہ یہ مال اسکے پاس امانت تھا

حدیث(۲۲٦٤)حدثناقتيبة الخ عن زيد بن خالد الجهنى ان رجلاً سال رسول الله ﷺ عن اللقطة قال عرفها سنة ثم اعرف وكاء ها وعفاصهاثم استنفق بها فان جاء ربها فادها اليه قالو ايارسول الله فضالة الغنم قال خذها فانما هى لك اولاخيك اوللذئب قال يارسول الله فضالة الابل قال فغضب رسول الله ﷺ حتى احمرت وجنتاه اواحمز وجهه ثم قال مالك ولها معها حذاؤها وسقاؤ ها حتى يلقاها ربها . .

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں پوچھا آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو۔اس کی تھیلی اور تسمہ تک کی پہچان کراؤ۔پھر اس کو مصرف میں لے آؤ۔پس اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو اس کی طرف ادا کرو۔اس نے پوچھا گم شدہ بکری کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ اسے پکڑ لو۔اس لئے کہ یا تو وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کے لئے ہے اس نے پوچھا یارسول اللہ! گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے۔آپؐ یہ سن کر غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ آپؐ کے رخسار یا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر فرمایا تجھے اس کی کیا فکر ہے اس کے ساتھ اس کا جوتا کھر موجود ہے۔پانی کا مشکیزہ اس کے پیٹ میں ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملاقی ہو گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذاجاء صاحب اللقطة الخ اس باب کا مقصد یہ ہے کوئی مدت مقرر نہیں ہے جب بھی مالک آجائے ملتقط پر اس قیمت کا ادا کرنا واجب ہے۔

تشریح از شیخ زکریا۔ حضرت شیخ گنگوہیؒ کی توجیہ ظاہر لفظ بخاری کے موافق ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے دو مسئلوں کو دو ترجموں میں بیان فرمایا ہے۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ لاقط (اٹھانے والا) اگر سال گذر جانے کے بعد بھی مالک کو نہ پاسکے تو وہ خود اس کا مالک بن جائے گا۔ خواہ غنی ہو یا فقیر ہو۔ امام شافعیؒ اور امام اسحٰقؒ کا یہی مذہب ہے۔ حضرت امام مالکؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ لقطہ کا صدقہ کر دے۔ اگر مالک آجائے تو ثواب اور تاوان میں اس کو اختیار ہے۔ اس مسئلہ میں امام بخاریؒ کا میلان امام شافعیؒ کے مسلک کی طرف ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس کو امام بخاریؒ نے اس باب کے اندر ذکر فرمایا ہے کہ وہ مالک تو ہو جائے گا لیکن جب اصلی مالک آگیا تو اس کا ملک زائل ہو جائے گا۔ جمہور علماء تو فرماتے ہیں کہ اگر عین موجود ہے تو اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔ اگر عین موجود نہیں رہا تو اس کی قیمت واپس کرے۔ اہل ظواہر اس کے خلاف ہیں۔ جمہور کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے هو وديعة عندك وہ تیرے پاس امانت ہے حافظؒ فرماتے ہیں ودیعت کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اگر لقطہ تلف ہو جائے تو ضمان واجب نہیں۔ لاضمان فی الامان امام بخاریؒ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن یہ ترجمہ آنے والے ترجمہ کے منافی ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سال کے بعد مالک آگیا تو وہ مالک نہیں رہے گا میرے نزدیک ان دونوں میں تنافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ پہلا ترجمہ اس شخص کے بارے میں ہے جو لقطہ کو اپنے اوپر خرچ کر چکا مالک نہیں آیا۔ اور دوسرا ترجمہ اس شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس لقطہ موجود ہے تو یہ لا محالہ ودیعت ہو گا۔ شراح نے تو اپنے مسائل پر تراجم کو حمل کیا ہے۔ مصنفؒ ان کا پابند نہیں ہے۔

باب هل ياخذ اللقطة ولا يدعها تضيع حتى لاياخذهامن لا يستحق

ترجمہ۔ کیا لقطہ کو پکڑ لے اس کو چھوڑے نہیں کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے حتی کہ وہ شخص اسے نہ پکڑے جو اسکا مستحق نہیں بن سکتا۔

حديث (٢٢٦٥) حدثنا سليمان بن حرب الخ سمعت سويد بن غفلة قال كنت مع سليمان بن ربيعة وزيد بن صوحان في غزاة فوجدت سوطا فقال لى القه قلت لا ولكن ان وجدت صاحبه والا استمتعت به فلما رجعنا حججنا فمررت بالمدينة فسالت ابى بن كعبؓ فقال وجدت صرة على عهدالنبى ﷺ فقال عرفها حولا فعرفتها

ترجمہ۔ حضرت سوید بن غفلہؓ فرماتے ہیں کہ میں سلیمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے ہمراہ ایک جنگ میں تھا مجھے ایک چابک ملا ان دونوں حضرات نے مجھے فرمایا کہ اسے پھینک دو میں نے کہا نہیں اگر اس کا مالک مل گیا تو فبہا اس کو دے دوں گا ورنہ میں خود اس سے نفع اٹھاؤں گا پس جب ہم جنگ سے واپس ہوئے تو ہم حج کرنے چلے آئے مدینہ سے میرا گذر ہوا تو میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سید القراء سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا مجھے جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک ہمیانی ملی تھی

حولا ثم اتیت فقال عرفها حولا فعرفتها حولا ثم اتیته فقال عرفها حولا فعرفتها حولا ثم اتیته الرابعة فقال اعرف عدتها ووکاء ها ووعاء ها فان جاء صاحبها والا تستمع بها .....

جس میں سو ۱۰۰ دینار تھے جس کو میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو چنانچہ میں نے سال بھر اعلان کیا۔ پھر آپؐ کے پاس حاضر ہوا آپؐ نے فرمایا پھر ایک سال اعلان کرتے رہو میں نے دوسرے سال بھی اعلان کیا پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے فرمایا اور سال بھی اعلان کرو پھر چوتھی مرتبہ میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کی تعداد تسمہ اور برتن کی پہچان کراؤ اگر مالک آجائے تو دے دو ورنہ خود اس سے نفع حاصل کرو۔

حدیث(۲۲۶۶)حدثنا عبدان الخ عن سلمةؓ بهذا قال فلقیته بعد بمکة فقال لا ادری الثلثة احوال او حولاً واحداً .....

ترجمہ۔ سلمہ نے بھی اس کو روایت کیا اور کہا میں اس کے بعد اسے مکہ معظمہ میں ملا جس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ تین سال تھے یا ایک سال تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کلمہ هل اس جگہ استفہام کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ قد تحقیق کے معنی میں ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ لقطه کو لے لے اس سے ان لوگوں کا رد کیا جو فرماتے ہیں کہ لقطه کا اٹھالینا مکروہ ہے۔ درّ مختار میں ہے کہ اس شخص کے لئے لقطه اٹھالینا مستحب ہے جو اس کی تعریف کر سکے۔ ورنہ ترک اولیٰ ہے اور بدائع میں ہے ان اخذها لنفسه حرام لانها كالغصب یعنی اپنی ذات کے لئے لینا حرام ہے کیونکہ یہ غصب کی مانند ہے۔ اور جب اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اٹھالینا واجب ہے۔

باب من عرف اللقطة ولم يدفعها الى السلطان

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو لقطہ کا اعلان تو کرے اور اسے حاکم اور بادشاہ تک نہ پہنچائے

حدیث(۲۲۶۷)حدثنا محمد بن یوسف الخ عن زید بن خالدؓ ان اعرابیا سال النبی ﷺ عن اللقطة قال عرفها سنة فان جاء احد یخبرك بعفاصها ووکائها والا فاستنفق بها وساله عن ضالة الابل فتعمر وجهه وقال مالك ولها معها

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے جناب نبی اکرم ﷺ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا سال بھر اس کا اعلان کرو اگر کوئی آکر تجھے اس تھیلی اور تسمہ وغیرہ کے متعلق بتلائے تو اسے دے دو ورنہ خود خرچ کر لو۔ پھر اس نے گم شدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا جس پر آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور فرمایا تجھے اس کی

سقاؤهاوحذاؤهاترد الماء وتاكل شجر دعهاحتى يجدهاربهاوساله عن ضالة الغنم فقال هى لك اولاخيك اولذئب .....

کیا فکر پڑی ہے اس کے ساتھ تو اس کا پانی بھی ہے۔ اور اس کا جوتا بھی ہے۔ چشمہ پر جائے گا۔ درختوں کے پتے کھاتا پھرے گا حتی کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔ پھر اس نے گم شدہ بکری کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس ترجمہ سے امام اوزاعیؒ کا رد کیا ہے کہ اگر مال قلیل ہے تو اعلان کرے۔ مال کثیر ہے تو بادشاہ کے پاس بیت المال میں جمع کرائے۔ جمہور اس کے خلاف ہیں۔

باب

حديث(۲۲٦۸)حدثنا اسحق بن ابراهيم الخ اخبرنى البراء عن ابى بكرؓ قال انطلقت فاذا انا براعى غنم يسوق غنمه فقلت لمن انت قال لرجل من قريش فسماه فعرفته فقلت هل فى غنمك من لبن فقال نعم فقلت هل انت حالب لى قال نعم فامرته فاعتقل شاة من غنمه ثم امرته ان ينفض ضرعها من الغبار ثم امرته ان ينفض كفيه فقال هكذا ضرب احدى كفيه بالاخرى فحلب كثبة من لبن وقد جعلت لرسول الله ﷺ اداوة على فمها خرقة فصببت على اللبن حتى برد اسفله فانتهيت الى النبى ﷺ فقلت اشرب يارسول الله فشرب حتى رضيت..

ترجمہ ۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں چل پڑا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بکریوں کا چرواہا ہے جو بکریاں ہانکے جا رہا ہے میں نے پوچھا کہ تو کس سے متعلق ہے اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام لیا جس کو میں پہچان گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تیری بکریوں کے اندر دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کہ تم مجھے دودھ نکال کے دے سکتے ہو اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اچھا ان بکریوں میں سے ایک بکری کو قابو کرو پھر میں نے اسے حکم دیا کہ اپنی ہتھیلیاں بھی جھاڑ لو تو اس طرح اس نے اپنی ایک ہتھیلی کو دوسری پر مارا اور ایک پیالہ کی مقدار دودھ کی اس نے نکال لی۔ تو چھاگل کے منہ پر میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے تیلی تا کی ڈال دی اور اس پر دودھ انڈیل دیا یہاں تک کہ اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تو میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپؐ پئیں پس آپؐ نے اسے اتنا پیا کہ میں راضی ہو گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فعرفته یعنی پہچان لیا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو دودھ پینے سے منع نہیں کرے گا۔ یا احتمال ہے کہ

ان لوگوں میں سے ہو جو حضرت ابوبکرؓ اور آنحضرت ﷺ کو ایذا دینے والوں میں سے ہو۔ تو پھر مال تلف کرنے کی قیمت لازم ہو گی۔ یا وہ اصحاب حرب تھے۔ ان کا مال لینا بغیر اذن مسلمان کے لئے جائز تھا۔ یا یہ کہ جب ان کا مالک مل جائے گا تو اسے قیمت ادا کر دی جائے گی یا ملاقات کے بعد اس سے معافی کرالی جائے گی۔ اور یہ روایات مناسبت سے خالی نہیں ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لقله عرف الخ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مالک کی اجازت کے بغیر اس عادت معروضہ کے مطابق دودھ استعمال کیا جو عرب کے یہاں رائج تھا تو یہ اذن عادی ہوا۔ یا بکریوں کا مالک حضرت ابوبکرؓ کا دوست تھا۔ یا دونوں حضرات اضطراری حالت میں تھے حدیث کو باب سے مناسبت کے بارے میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ باب بھی احکام لقطہ کے ایک حکم پر مشتمل ہے۔ وہ ایسی بکری کا دودھ پیتا ہے جس کا صحراء میں صرف ایک راعی ہو۔ یہ بھی ضائع ہونے والی چیز کے حکم میں ہے تو یہ دودھ سوط حبل وغیرہ کے حکم میں ہوگا۔ جن کا اٹھانا مباح ہے۔ اور میرے نزدیک راجح توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ وہ کتب میں اضداد کو ذکر فرماتے ہیں جیسے کتاب الایمان میں کفر کو ذکر فرمایا۔ ایسے یہاں پر باب بلا ترجمہ ذکر کر کے یہ حدیث اضداد میں لائے ہیں۔ کہ وہ مال جس کا مالک معلوم ہو وہ لقطہ میں داخل نہیں ہے۔ اس لئے باب بلا ترجمہ میں اس کی ضد کو ذکر کر کے ابواب اللقطہ کو اس پر ختم کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابواب المظالم والقصاص

ترجمہ۔ زیادتیاں اور ان کا بدلہ

باب فی المظالم والغصب

ترجمہ۔ باب زیادتیوں اور غضب کے بارے میں

وقول الله عزوجل ولاتحسبن الله غافلا عمايعمل الظلمون انما يؤخر هم ليوم تشخص فيه الابصار مهطعين مقنعى رؤسهم رافعى المقنع

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ بلند و برتر کا قول ہے ظالم لوگ جو کچھ عمل کر رہے ہیں تو آپؐ گمان نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کرتوتوں سے غافل ہیں۔ ہم نے ان کی سزا کو اس دن کے لئے

والمقمح واحد وقال مجاهد مهطعین مدھنی النظر ویقال مسرعین لایرتد الیهم طرفهم وافئدتهم هواء جوفالا عقول لهم وانذر الناس یوم یاتیهم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنااخرنا الی اجل قریب نجب دعوتك ونتبع الرسل الی قوله ان الله عزیز ذوانتقام ......

مہلت دے دی ہے۔ جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی اور ان کے دل ایسے خول ہوں گے جن میں عقلیں نہیں ہوں گی۔ اور آپؐ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیں جس دن ان پر عذاب آئے گا تو ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں کچھ قریبی مدت تک مہلت دے دیں ہم تیری دعوت کو قبول کریں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے الی قوله ان اللہ بے شک اللہ غالب اور بدلہ والا ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں مهطعین برابر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے والا اور کہا جاتا ہے کہ مهطعین کے معنی جلدی کرنے والوں کے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مظالم مظلمہ کی جمع ہے جو مصدر میمی ہے۔ جس کے معنی کسی چیز کو ناحق طور پر لینا۔ اور وضع الشیئ فی غیر محله بھی ظلم ہے۔ غصب کے معنی کسی کا مال ناحق چھین لینا۔ ولاتحسبن الله غافلاً سے ان الله عزیز ذوانتقام تک یہ اواخر سورہ ابراھیم کی چھ آیات ہیں۔ مقنع اور مقمع دونوں کے معنی سر کو اٹھانے کے ہیں۔ ھوا کے معنی خالی کے ہیں۔ مهطعین کے معنی تفسیر کشاف میں مسرعین کے کئے ہیں۔

باب قصاص المظالم

ترجمہ۔ زیادتیوں کا بدلہ لینا

حدیث(۲۲۶۹)حدثنااسحق بن ابراهیم الخ عن ابی سعید الخدریؓ عن رسول اللهﷺ قال اذاخلص المؤمنون من النار حبسوا بقنطرة بین الجنة والنار فیتقاصون مظالم کانت بینهم فی الدنیا حتی اذاقوھذبوا اذن لهم بدخول الجنة فو الذی نفس محمدﷺبیده لاحدھم بمسکنه فی الجنةادل بمزله کا ن فی الدنیا ......

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن لوگ جب جہنم سے خلاصی پاکر نکلیں گے تو وہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر روک دیئے جائیں۔ پس ایک دوسرے سے ان زیادتیوں کا بدلہ لیں گے جو ان کی دنیا میں تھیں حتی کہ جب وہ لوگ پاک صاف اور چھانٹ لئے جائیں گے تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے

البتہ ان میں ہر ایک جنت کے اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ راہ پانے والا ہو گا جو دنیا میں اپنے مکان کا راہ پاتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر اشکال ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن پل دو ہوں گے۔ایک پل صراط جو جہنم کے اوپر ہو گا اور دوسرا جو جنت اور جہنم کے درمیان ہو گا۔ جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ نیز ! ایک ہی پل ہو کہ وہ جہنم پر ہو گا وہ اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ اور یہ انتہائی حصہ ہو گا۔ اس کا نام صراط ثانی پر رکھا گیا ہے۔

یتقاصون کہ ایک دوسرے سے ان مظالم کا بدلہ لیں گے جو دنیا میں ان کے درمیان تھے خواہ ان کا تعلق لبدان سے ہو یا اموال سے ہو۔ لیکن یہ مظالم ہوں گے جنہوں نے جمیع حسنات کا احاطہ نہ کیا ہو۔ بلکہ باہم گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑے سے متعلق ہوں گے۔

باب قول الله تعالى الالعنة الله على الظالمين ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو گی۔

حدیث (۲۲۷۰) حدثناموسى بن اسمعيل الخ عن صفوان بن محرز المازنى قال بينما انا امشى مع ابن عمرؓ اخذ بيده اذ عرض رجل فقال كيف سمعت رسول اللهﷺ فى النجوى فقال سمعت رسول اللهﷺ يقول ان الله يدنى المؤمن فيضع عليه كنفه ويستره فيقول اتعرف ذنب كذا اتعرف ذنب كذا فيقول نعم اى رب حتى اذا قرره بذنوبه ورأى فى نفسه انه هلك قال سترتها عليك فى الدنيا وانا اغفرها لك اليوم فيعطى كتاب حسناته واما الكافر والمنافقون فيقول الاشهاد هؤلاء الذين كذبوا على ربهم الالعنة الله على الظلمين .

ترجمہ۔ حضرت صفوان بن محرز المازنیؒ فرماتے ہیں کہ دریں اثناء میں حضرت ابن عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے چل رہا تھا کہ ایک آدمی سامنے آگیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے۔ فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مؤمن کو اپنے قریب کرے گا۔ اس پر اپنا پردہ رکھ کر اسے چھپالے گا۔ پھر اس سے پوچھے گا کہ کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے۔ کیا تجھے فلاں گناہ کا علم ہے۔ وہ کہے گا ہاں اے میرے رب! حتیٰ کہ اس سے اس کے سب گناہوں کا اقرار کرالے گا تو مؤمن اپنے دل میں سمجھے گا کہ بس اب ہلاک ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ پوشی کی۔ آج میں وہ تیرے سب گناہ معاف کرتا ہوں۔ پس اسے نیکیوں کا پروانہ دیا جائے گا۔ کافر اور منافق کے بارے میں آیت قرآنی ہے

پس گواہ (فرشتے اور نبی) کہیں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے خلاف جھوٹ بولا خبردار! ظالم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اتعرف ذنب کذا یہ وہ گناہ ہوں گے جو لاپرواہی اور غیر شعوری طور پر اس نے کئے ہوں گے جس سے توبہ نہ کر سکا۔ اگر توبہ کر لیتا تو مٹ چکے ہوتے۔ ان گناہوں پر تنبیہ کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ مومن کے اس وہم کو دفع کرنا ہے کہ شاید کوئی یہ سمجھے کہ مجھے جنت کا داخلہ اور جہنم سے نجات اپنے اعمال کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے تو جب اپنے گناہوں پر مطلع ہوگا تو یقین کر لے گا کہ جن جن نعمتوں میں ہوں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ میرے اعمال کو کوئی دخل نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں جن ذنوب کا ذکر ہے اس سے مظالم حقوق العباد مراد نہیں بلکہ وہ گناہ مراد ہیں جو صرف بندے اور اس کے رب کو معلوم ہیں جن کی بخشش ہوگی۔

الحاصل مجموعہ احادیث سے واضح ہوا کہ گناہوں کی ایک قسم تو وہ ہے جو دنیا میں مستورہ تھی۔ قیامت میں مستور رکھ کر ان کی مغفرت کی جائے گی۔ اور دوسری قسم گناہوں کی وہ ہے جو مجاہرۃً ہوں گے۔ جو حدیث ابوہریرہؓ کا منطوق ہے۔ لیکن پہلی قسم جو بین الرب والعباد معلوم ہوں گے ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جن کی سیأت حسنات سے بڑھ کر ہوں گی ان کو جہنم میں ڈال کر شفاعت سے نکالا جائے گا دوسری قسم وہ ہے جن کی اچھائیاں اور برائیاں برابر ہوں گی یہ لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک ان میں قصاص واقع نہیں ہوگا جیسے حدیث ابی سعیدؓ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کفار اور منافقون پر علیٰ روس الاشہاد لعنت ہوگی۔

باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه

ترجمہ۔ مسلمان مسلمان پر نہ ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اس کی مدد چھوڑتا ہے

حدیث (۲۲۷۱) حدثنا یحیی بن بکیر الخ

ان عبداللہ بن عمرؓ اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ قال المسلم اخوالمسلم لا یظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجة اخیه کان اللہ فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنه کربة من کربات یوم القیامة ومن ستر مسلما ستره اللہ یوم القیامة

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جو نہ تو اس پر ظلم وزیادتی کرے گا اور نہ ہی اس کی مدد چھوڑے گا۔ اور جو شخص کسی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائیں گے۔ اور جس شخص نے کسی مسلمان کی پریشانی دور کر دی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے اس کی پریشانی دور کر دیں گے اور جس شخص نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

باب اَعِن اَخَاكَ ظالماً او مظلوماً

ترجمہ۔ اپنے بھائی ظالم یا مظلوم کی مدد کرو

حدیث(۲۲۷۲)حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ الخ سمع انس بن مالکؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ انصر اخاك ظالما او مظلوما .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی ظالم یا مظلوم کی مدد کرو۔

حدیث (۲۲۷۳) حدثنامسددالخ عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انصراخاك ظالماً اومظلوماً قالوا یارسول اللہ ھذا ننصرہ مظلوماً فکیف ننصرہ ظالماً قال تاخذفوق یدیہ .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ اپنے بھائی ظالم یا مظلوم کی مدد کرو۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! اس مظلوم کی مدد تو ہم کر سکتے ہیں اور ظالم کی ہم کیسے مدد کریں۔ فرمایا کہ اس کے ہاتھوں کو اوپر سے پکڑلو۔

باب نصر المظلوم

ترجمہ۔ مظلوم کی مدد کرنا

حدیث(۲۲۷٤)حدثناسعیدبن الربیع الخ سمعت البراء بن عازبؓ قال امرناالنبی ﷺ بسبع ونھاناعن سبع وذکرعیادۃالمریض واتباع الجنائز وتشمیت العاطس وردّالسلام ونصر المظلوم واجابۃ الداعی وابرار المقسم ....

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب نبی اکرم ﷺ نے سات چیزوں کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا تو آپؐ نے ذکر فرمایا کہ وہ بیمار پرسی کرنا۔ جنازے کے ساتھ جانا۔ چھینک دینے والے کو جواب دینا۔ اور سلام کا جواب دینا۔ اور مظلوم کی مدد کرنا۔ اور دعوت قبول کرنا اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا۔

حدیث(۲۲۷۵)حدثنامحمد بن العلاء عن ابی موسیٰؓ عن النبی ﷺ قال المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً وشبّك بین اصابعہ ..

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مؤمن مؤمن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے پھر آپؐ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کردیا۔

باب الانتصار من الظالم

ترجمہ۔ باب ظالم سے بدلہ لینا

لقوله تعالی لایحب الله الجهر بالسوء من القول الامن ظلم والذین اذااصابهم البغی هم ینتصرون قال ابراهیم کانویکرهون ان یستذلوا فاذاقدرواعفوا ....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بری بات کو ظاہر کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ مگر مظلوم ایسا کر سکتا ہے۔ اور جب ان کو ظلم پہنچتا ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ ابراہیم فرماتے ہیں کہ وہ حضرات ذلیل ہونے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ پس جب ان کو قدرت حاصل ہوتی ہے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ هم ینتصرون آیت قرآنیہ سے بدلہ لینے کا جواز ثابت ہونا ظاہر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر مدح فرمارہے ہیں۔ لیکن مدح تب ہوگی جب کہ حد کے اندر رہ کر بدلہ لیا جائے۔ زیادتی نہ کی جائے۔ پھر ان آیات سے ترتیب خلافۃ کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔ والذین یجتنبون کبائرالاثم والفواحش واذا ماغضبوا هم یغفرون یعنی وہ لوگ بڑے بڑے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں یہ شان حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تھی جنہوں نے زمانۂ جاہلیت اور اسلام میں نہ کبائر کا ارتکاب کیا اور نہ ہی فواحش کے مرتکب ہوئے۔

والذین استجابوالربهم واقامواالصلوۃوامرهم شوریٰ بینهم ترجمہ جن لوگوں نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا۔ نماز کو پابندی سے پڑھا۔ اور ان کا معاملہ باہمی مشورہ پر تھا۔ یہ شان حضرت عمرؓ کی ہے کہ وہ خلافت کے معاملہ کو صحابہ کرامؓ کی چھ نفری کمیٹی کے مشورہ پر چھوڑ کر رخصت ہوئے۔

والذین اذااصابهم البغی هم ینتصرون جب ان کے خلاف بغاوت ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں یہ شان حضرت عثمانؓ کی ہے۔ جن کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ مظلوم ہو کر شہید ہوئے۔

هم ینتصرون یہ شان حضرت علیؓ کی ہے جنہوں نے دشمنوں سے انتقام لیا جب کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت تھی۔ اور حضرت علیؓ کا بدلہ لینا حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینا ہوگا۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کے قائم مقام تھے اور ان میں سے ہر ایک دوسری کے فعل سے راضی تھا اسلئے دونوں فعلوں کی اسناد دونوں حضرات کی طرف کرنا صحیح ہوگا واللہ اعلم بالصواب

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے باب الانتصار من الظالم قائم کر کے اس کے ذیل میں دو آیات ذکر فرمائیں لایحب الله الی قوله الا من ظلم طبری الامن ظلم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فانتصر بمثل ماظلم به یعنی جس طرح اس پر ظلم کیا گیا ہے اسی طرح یہ بھی اس سے انتقام لے۔ تو اس پر کوئی ملام نہیں ہے۔ اور دوسری آیت میں ہے اذااصابهم البغی هم ینتصرون

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں هم ينتصرون ممن بغى عليهم من غير اعتداء یعنی جن لوگوں نے بغاوت کی ہے بغیر زیادتی کے ان سے بدلہ لیا جائے جیسے حضرت عائشہؓ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے گالی کا بدلہ گالی سے لیا۔ جب کہ آپؐ اس کو سن رہے تھے۔ معاف کر دینا بھی محمود ہے۔ لیکن جب مفسدہ کا خطرہ ہو تو انتقام لینا واجب ہو جاتا ہے۔

فمن عفاواصلح فاجره على الله یعنی جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے یہ حضرت حسن بن علیؓ کے نزول خلافت او صلح امیر معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے۔

ولمن انتصر بعد ظلمه الخ سے حضرت حسین بن علیؓ کی طرف اشارہ ہے۔

انما السبيل على الذين يظلمون الناس سے یزید بن معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے۔ والله اعلم برموز كتابه اور میرے نزدیک ان سب آیات کا مصداق حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں اور جزاء سيئة سيئة مثلها سے امیر معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے والله اعلم۔

باب عفوالمظلوم ترجمہ۔ مظلوم کا معاف کر دینا

لقوله تعالى ان تبدو خيراً اوتخفوه اوتعفوا عن سوء فان الله كان عفواً قديرا وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله انه لايحب الظلمين . الى قوله الى مرد من سبيل ..

ترجمہ۔ آیت قرآنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تم خیر کو ظاہر کرو۔ یا اس کو چھپاؤ۔ برائی سے معافی دے دو تو یہ قرب الٰہی کا باعث ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا قدرت والا ہے اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے پس جس نے معاف کر دیا اور معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی طرف لوٹنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یہ سب آیات کریمہ عفو مظلوم کو شامل ہیں۔ جس سے مظلوم اجر جزیل کا مستحق بنے گا۔ اور لايحب الله الجهر الاية سے بھی معلوم ہوا کہ مظلوم ظالم کے خلاف شکایت کر سکتا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف بد دعا بھی کر سکتا ہے اور ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ کے قول کے مطابق اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ فاسقین جری نہ ہو جائیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے غلبہ رجال اور شماتة الاعداء سے پناہ پکڑی ہے۔

باب الظلم ظلمات يوم القيامة ترجمہ۔ ظلم قیامت کے دن کئی طرح کی تاریکیاں ہوں گی

حدیث(۲۲۷۵)حدثنا احمد بن یونس الخ

عن عبد الله بن عمرؓ عن النبی ﷺ قال الظلم ظلمت یوم القیامة .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن کئی طرح کی تاریکیاں ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ ظالم نے ایک تو ناحق غیر کا حق لے لیا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کر کے مقابلہ پر اتر آیا اور یہ گناہ دوسرے گناہوں سے بہت برا ہے۔ کیونکہ ظلم ہمیشہ کمزور پر ہوتا ہے۔ جو بے چارہ بدلہ نہیں لے سکتا۔ نیز ! ظلم دل میں تاریکی پیدا کرتا ہے۔ جس طرح ایمان روشنی پیدا کرتا ہے تو اس طرح ظالم کو کئی ظلمتیں گھیر لیں گی۔

باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم

ترجمہ۔ مظلوم کی بد دعا سے بچنا اور ڈرنا چاہیئے

حدیث(۲۲۷۶)حدثنا یحیی بن موسی الخ

عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ بعث معاذاً الی الیمن فقال اتق دعوة المظلوم فانها لیس بینها وبین الله حجاب .....

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن روانہ فرمایا تو ارشاد ہوا کہ مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہو کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ یعنی اس کی دعا مقبول ہوگی اگرچہ فاسق بھی ہو۔

باب من کانت له مظلمة عند الرجل فحللها له هل یبین مظلمته

ترجمہ۔ جب کسی نے کسی پر ظلم کیا پھر اس نے اس کو معاف کر دیا تو کیا اس کے ظلم کو واضح کر سکتا ہے۔ اختلاف کی وجہ سے جواب ذکر نہیں فرمایا۔

حدیث(۲۲۷۷)حدثنا ادم بن ابی ایاس الخ

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من کانت له مظلمة لاحد من عرضه اوشیٔ فلیتحلله منه الیوم قبل ان لایکون دینار ولادرهم ان کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم تکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحمل علیه قال ابوعبدالله قال اسمعیل بن ابی اویس انما سمّیَ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان بھائی کی عزت یا اور کسی طرح سے اس پر ظلم کیا ہو تو آج دنیا میں اس سے معافی مانگ لے اس دن کے آنے سے پہلے پہل جب کہ نہ دینار ہوں گے نہ درہم ہوں گے۔ اگر اس کے نیک اعمال ہوئے تو اس کے ظلم کے مطابق لے لئے جائیں گے۔ اگر اس کی کوئی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سعید کو مقبری اسلئے کہتے ہیں کہ وہ قبرستانوں کے

المقبری هو مولی لانه کان نزل ناحیة المقابر وقال ابو عبداللہ وسعید المقبری هو مولی بنی لیث وهو سعید بن ابی سعید واسم ابی سعید کیسان..

قریب قریب کناروں پر بیٹھا کرتا تھا۔ اور سعید مقبری بنولیث کا غلام تھا جس کے باپ کی کنیت ابو سعید تھی اور اس کا نام کیسان تھا

تشریح از قاسمیؒ۔ اوشیء یہ عطف العام علی الخاص ہے جن میں مال جراحات سب داخل ہوں گے حتی کہ تھپڑ وغیرہ بھی داخل ہوں گے۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ جب معاف کر دیا تو اس کی مقدار بیان کرے یا نہ کرے اس کا ابراء مجہول صحیح ہوگا۔

باب اذا حلله من ظلمه فلا رجوع فیه

ترجمہ۔ جب اپنے حق سے کسی کو بری کر دے تو پھر اس میں رجوع کا حق نہیں ہے۔

حدیث (۲۲۷۸) حدثنا محمد الخ عن عائشةؓ وان امرأة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا قالت الرجل تکون عنده المرأة لیس بمستکثر منها یرید ان یفارقها فتقول اجعلك من شانی فی حل فنزلت هذه الایة فی ذلك ...

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اس آیت قرآنی کے بارے میں فرماتی ہیں ترجمہ۔ اگر عورت کو اپنے خاوند سے ترفع اور روگردانی کا خطرہ لاحق ہو تو فرمایا کہ جس مرد کے پاس بیوی ہو لیکن وہ اس کے ساتھ سلوک اچھا نہیں کرتا بلکہ اس کو جدا کرنا چاہتا ہے تو عورت کہہ سکتی ہے کہ میرے جو مالی اور معاشرتی حقوق تیرے ذمہ ہیں وہ میں تیرے لئے حلال کرتی ہوں یعنی تو ان سے بری ہے مجھے اس کے بدلے طلاق دے دے۔ تو اس طرح خلع پر صلح ہو سکتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ استدلال میں فرماتے ہیں کہ جب متوقع حقوق کے بارے میں اسقاط نافذ ہے تو محقق بطریق اولی ثابت ہوگا۔ لیکن یہ اسقاط محض ہے۔ ان حقوق سے جو ابھی نہیں پائے گئے۔ مثلا باری نفقہ وغیرہ تو اگر عورت ان میں رجوع کرنا چاہے تو اس کو حق پہنچتا ہے۔ کیونکہ اسقاط حقوق موجودہ وماوجدا کے اندر ہوتا ہے۔ تو وہ جو حقوق ابھی پائے نہیں گئے ان سے اسقاط کو روک سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ رجوع اسقاط شدہ میں نہیں۔ بلکہ غیر موجود کے اسقاط سے رک جانا ہے اس لئے علماء احنافؒ پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ وہ عورت کو حقوق میں رجوع کا کیوں حق دیتے ہیں۔ اس روایت کا ترجمہ پر اور آنے والے ترجمہ پر دلالت کرنا محتاج تدبر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ چنانچہ امام محمدؒ مؤطا میں فرماتے ہیں کہ اگر عورت اپنی سوکن کے لئے باری کو ہبہ کردے تو جب چاہے وہ اس میں رجوع کر سکتی ہے۔ اس میں ائمہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں لیس لھا الرجوع فی ذلك اور آیت کا ترجمہ پر دلالت کرنا اس طرح ہے کہ خلع عقد لازم ہے۔ جس میں رجوع نہیں ہوا کرتا۔

باب اذا اذن له اوحلله ولم یبین کم هو۔

ترجمہ۔ جب کسی کو اجازت دے دے یا اپنا حق ساقط کردے اور اس کی مقدار بیان نہ کرے۔

حدیث(۲۲۷۹) حدثنا عبدالله بن یوسف الخ عن سهل بن سعد الساعدیؓ عن النبی ﷺ اتی بشراب فشرب منه وعن یمینه غلام وعن یساره الاشیاخ فقال للغلام اتاذن لی ان اعطی هؤلاء فقال الغلام لاوالله یا رسول الله لااوثر بنصیبی منك احداً قال فتله رسول الله ﷺ فی یده...

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ کے پاس کوئی پینے کی چیز لائی گئی۔ آپؐ نے تو اس سے پی لیا۔ اور آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا۔ اور بائیں طرف بزرگ لوگ تھے جناب نبی اکرم ﷺ نے لڑکے سے اجازت طلب کی کہ کیا میں اپنا پس خوردہ ان کو دے دوں۔ لڑکے نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! میرا جو حصہ آپؐ کی طرف سے ہے اس پر میں کسی کو ترجیح دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ تو آپؐ نے ناراض ہوتے ہوئے برتن اس کے ہاتھ میں تھمادیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ دونوں ترجموں کا خلاصہ یہ ہے کہ موجود اور ماضی کو مستقبل اور آنے والے پر قیاس کیا گیا اور پینے کا مشترک حق سے حق مبہم پر استدلال کیا۔

فتله فی یده یہ جھڑکنا اس وجہ سے تھا کہ لڑکے نے ترک ادب کو اختیار کیا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی رضا کو اختیار نہ کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ لڑکا اجازت دے دیتا تو اشیاخ کے حصہ میں آتا اس کی مقدار بھی معلوم نہیں۔ اور جو یہ خود پیتا اس کی مقدار بھی معلوم نہیں۔ تو قیاس سے ثابت ہوا کہ ایسی اجازت جس کی مقدار معلوم نہ ہو جائز ہے۔ لیکن یہ جواز صرف اس باب کے ساتھ خاص ہوگا۔ ورنہ ہبہ مشترک میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ تو جائز فرماتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ حبہ قابل تقسیم ہے۔ تو بغیر تقسیم کے اس کا ھبہ جائز ہے۔ اگر غیر قابل تقسیم ہے تو پھر ھبہ جائز ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے کہ حقوق مجہولہ سے بری قرار دینا امام شافعیؒ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ کیونکہ اس ابراء سے جھگڑے کی نوبت

نہیں آتی۔ ہمارا استدلال ولمن جاء به حمل بعیر وانابه زعیم سے ہے کہ حمل بعیر غیر معلوم ہے۔ کیونکہ اونٹ کا بوجھ اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے رہتا ہے۔

باب اثم من ظلم شیئاً من الارض

ترجمہ۔ جس شخص نے زمین کے کسی حصہ میں زیادتی کی تو اس کا کیا گناہ ہے۔

حدیث(۲۲۸۰)حدثنا ابو الیمان الخ ان سعید بن زیدؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من ظلم من الارض شیئاً طوقه من سبع ارضین .

ترجمہ۔ حضرت سعید بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے زمین کے کچھ حصہ میں زیادتی کی تو اسے سات زمینوں کا ہار گلے میں ڈالا جائے گا۔

حدیث(۲۲۸۱)حدثنا ابو معمر الخ ان ابا سلمةؓ حدثه انه کانت بینه وبین اناس خصومة فذکر لعائشةؓ فقالت یا ابا سلمة اجتنب الارض فان النبی ﷺ قال من ظلم قید شبر من الارض طوقه من سبع ارضین .....

ترجمہ۔ حضرت ابو سلمہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ان کے اور کچھ لوگوں کے درمیان جھگڑا تھا جس کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا اے ابو سلمہؓ زمین سے بچو کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بالشت بھر زمین میں زیادتی کی تو اسے سات زمینوں کا ہار پہنایا جائے گا۔

حدیث(۲۲۸۲)حدثنا مسلم بن ابراهیم الخ عن سالم عن ابیه قال قال النبی ﷺ من اخذ من الارض شیئا بغیر حقه خسف به یوم القیامة الی سبع ارضین قال ابو عبدالله هذا الحدیث لیس بخراسان فی کتاب ابن المبارک انما املاه علیهم بالبصرة .....

ترجمہ۔ حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس شخص نے زمین کا کچھ حصہ ناحق لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابن المبارکؒ کی کتب خراسان میں تو نہیں تھی۔ البتہ انہوں نے بصرہ میں لکھوائی تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اجتنب الارض تاکہ کہیں اس وعید میں نہ داخل ہو جاؤ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا ہے۔ اثم من ظلم الخ۔ حافظؒ فرماتے ہیں اس باب سے مصنفؒ نے غصب ارض کی صورت بتلائی ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ زمین کا غصب ممکن نہیں۔ یہ مسلک حضرات شیخین امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کا ہے۔ اسلئے کہ وہ حضرات فرماتے ہیں کہ غصب منقولات اور محولات میں متحقق ہوتا ہے زمین میں نقل ہے نہیں لہذا غصب متحقق نہ ہوگا۔ پس جب کسی نے کسی کی زمین غصب کی اور وہ اس کے قبضہ میں تلف ہوگئی تو اس پر ضمان نہیں ہوگی۔ امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ ضمان ہوگی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ زمین میں غصب تو ممکن ہے البتہ ضمان میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ وغیرھم فرماتے ہیں جب زمین پر قبضہ ثابت ہے تو زوال ید مالک سے ضمان لازم ہوگی۔ شیخینؒ فرماتے ہیں غصب ازالۃ الید کا نام ہے۔ کہ کسی شیئ کی ذات سے مالک کا قبضہ ہٹا دیا جائے۔ وہ زمین میں متصور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زمین تو کہیں جا نہیں سکتی۔ البتہ زمین کے منافع میں جو نقصان اس غاصب کے کسی فعل سے یا رہائش سے پیدا ہوگا وہ سب حضرات کے نزدیک اس کی ضمانت ہوگی۔ کیونکہ یہ اتلاف ہے اس اعتبار سے زمین کے غصب میں ضمان ہوگی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ طوّقہ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ محشر میں اس مغصوب حصہ زمین کے نقل کی اسے تکلیف دی جائے گی۔ گویا کہ وہ اس کے گلے کا ہار بن جائے گی۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ اسے سات زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔ جیسا کہ دوسری حدیث اس پر دال ہے۔

باب اذا اذن انسان لاخر شیئاً جاز

ترجمہ۔ جب کسی انسان نے دوسرے کو کسی چیز کی اجازت دے دی تو یہ جائز ہے ظلم نہیں۔

حدیث (۲۲۸۳) حدثنا حفص بن عمرؓ الخ عن جبلة کنا بالمدینة فی بعض اھل العراق فاصابنا سنةفکان ابن الزبیر یرزقنا التمر فکان ابن عمرؓ یمر بنا فیقول ان رسول اللہ ﷺ نھی عن الاقران الاان یستاذن الرجل منکم اخاہ ....

ترجمہ۔ حضرت جبلہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عراق والوں کے ایک شہر میں تھے کہ ہمیں قحط سالی نے آپکڑا تو ابن الزبیرؓ ہمیں کھجور کھانے کے لئے دیتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ کا ہمارے پاس سے گذر ہوتا تو وہ فرماتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اقران یعنی دو دو دانے ملا کر کھانے سے منع فرمایا مگر جب کوئی تم سے اپنے بھائی سے اجازت طلب کر لے۔

حدیث (۲۲۸٤) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابی مسعودؓ ان رجلامن الانصار یقال له

ترجمہ۔ حضرت ابو مسعودؓ سے مروی ہے کہ انصار کا ایک آدمی جسے ابو شعیب کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا

ابوشعیب کان له غلام لحام فقال له ابوشعیب اصنع لی طعام خمسة لعلی ادعوا النبی ﷺ خامس خمسة وابصر فی وجه النبی ﷺ الجوع فدعاه فتبعهم رجل لم یدع فقال النبی ﷺ ان هذا قد اتبعنا اتاذن له قال نعم ....

جس سے ابوشعیب نے فرمایا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو شاید ان پانچوں میں جناب نبی اکرم ﷺ بھی دعوت میں شریک ہو جائیں۔ اور انہوں نے آپ نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور میں بھوک کے آثار دیکھے تھے۔ چنانچہ آپ کو اس نے دعوت دی تو ان کے ساتھ ایک ایسا آدمی بھی ہو لیا جس کو دعوت نہیں دی گئی تھی جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ آ گیا ہے۔ کیا آپ اس کو اجازت دیتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں میری طرف سے اجازت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ۔ اس باب کو مصنف ؒ نے اس جگہ اس لئے ذکر کیا کیونکہ اس میں اجازت دینے والے اور دوسرے کا حق ہے۔ جب ساتھی کی اجازت سے اقران جائز ہو گا تو زیادتی معاف ہو گی۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ۔ علامہ عینی ؒ فرماتے ہیں کہ دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے اس لئے منع کیا گیا۔ ایک تو قول حضرت عائشہ ؓ یہ فعل قبیح ہے۔ اور حرص کی دلیل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابن الزبیر ؓ سے یہ سب کا ہر ملک تھا تو قران سے دوسرے کے حق میں تعدی ہوتی اس لئے منع فرمایا۔ اگر کسی کا اپنا ملک ہو تو جس طرح کھائے اجازت ہے۔ فقہاء نے اس نہی کو مشارکت پر محمول کیا ہے۔ اہل ظواہر اس نہی کو تحریم کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ نہی تنزیہ کے لئے ہے۔

باب قول الله تعالی وهوالد الخصام

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

حدیث(۲۲۸۵) حدثنا ابوعاصم الخ عن عائشة ؓ عن النبی ﷺ قال ان ابغض الرجال الی الله الالد الخصم ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مردوں سے زیادہ مبغوض وہ ہے جو جھگڑالو ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہی ؒ۔ اس باب کو اس مقام پر اسلئے رکھا کہ عموماً مظالم اور منازعات میں جھگڑوں تک نوبت پہنچتی ہے تو فرمایا کہ حتی الامکان ان جھگڑوں سے بچنا چاہئیے تو شیخ گنگوہی نے اس سے امام بخاری ؒ پر اس اعتراض کا جواب دیا کہ الدالخصام کا مقام کتاب التفسیر ہے اس جگہ اسے کیوں ذکر کیا گیا۔ اگر اشکال ہو کہ ابغض الرجال تو کافر ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ الدالخصام میں الف لام عہد کا ہے اس سے اخنس بن شریق منافق مراد ہے جس کے بارے میں آیت نازل ہوئی الدالخصام میں اضافہ بمعنی فی کے ہے۔ یا مبالغہ مقصود ہے

باب اثم من خاصم فی باطل وھو یعلمه

ترجمہ۔باب اس شخص کے گناہ کے بارے میں جو کسی غلط معاملہ میں جھگڑا کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ باطل ہے

حدیث(۲۲۸٦)حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ الخ ان امھا ام سلمةؓ زوج النبی ﷺ اخبرتھا عن رسول اللہ ﷺ انه سمع خصومة بباب حجرته فخرج الیھم فقال انما انا بشر وانه یاتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انه صدق فاقضی له بذلك فمن قضیت له بحق مسلم فانما ھی قطعة من النار فلیاخذھا او فلیترکھا

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ زوج النبی ﷺ جناب رسول اللہ ﷺ سے خبر دیتی ہیں کہ آپؐ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سنی تو ان کی طرف باہر تشریف لے آئے۔ فرمایا بے شک میں انسان ہوں میرے پاس جھگڑالو آتا ہے شاید تم میں سے کوئی دوسرے سے زیادہ بلاغت وفصاحت والا ہو جس کو میں سچا گمان کر کے اس کے بارے میں فیصلہ کر دوں تو جس شخص کے بارے میں میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ جہنم کا ٹکڑا ہے خواہ اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔

حدیث(۲۲۸۷)حدثنا بشر بن خالد الخ عن عبداللہ بن عمروؓ عن النبی ﷺ قال اربع من کن فیه کان منافقا او کانت فیه خصلة من اربعة کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعھا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا چار خصلتیں جس شخص کے اندر ہوں گی وہ منافق ہوگا یا جس شخص میں ان چاروں میں سے ایک خصلت بھی پائی جائے گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے یا وعدہ خلافی کرے جب عہد پیمان کرے تو غداری کرے پورا نہ کرے۔ اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ بکے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کان منافقا مقصد یہ ہے کہ جو ان خصلتوں پر مصر رہا ہے اور عادت بنالی تو ایسے شخص کو منافق کہنا بجا ہے لیکن جو کبھی ان خصلتوں کا مرتکب ہوتا ہے کبھی چھوڑ دیتا ہے وہ منافق نہیں ہے یا منافق عملی ہوگا منافق اعتقادی نہ ہوگا۔ چونکہ یہ خصائل نفاق کی علامات ہیں۔ اس لئے کبھی تین کا اور کبھی چار کا ذکر کیا گیا۔

باب قصاص المظلوم اذاوجد مال ظالمه وقال ابن سيرين يقاصه وقرء وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ۔

ترجمہ ۔ جب ظالم کا مال کسی مظلوم کو حاصل ہو تو کیا مظلوم قصاص لے سکتا ہے ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ وہ اپنا بدلہ لے لے اور قرآنی آیت پڑھی اگر تم بدلا لینا چاہو تو جیسے تم کو سزا دی گئی تم بھی اسی طرح بدلہ لو۔

حديث (۲۲۸۸) حدثنا ابو اليمان الخ ان عائشةؓ قالت جاء ت هند بنت عتبة بن ربعية فقالت يارسول اللهﷺان اباسفيان رجل مسيك فهل على حرج عن اطعم من الذى له عيالنا فقال لاحرج عليك ان تطعميهم بالمعروف ....

ترجمہ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ آکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگی بے شک ابو سفیان ایک کنجوس آدمی ہے کیا مجھے گناہ تو نہیں ہوگا اگر میں ان لوگوں کو کھلاؤں جو اس کے کنبہ والے ہیں۔ پس آپؐ نے فرمایا کوئی تمہیں گناہ نہیں ہے۔ اگر تو نے ان کو مشہور طریقہ سے کھلایا۔

حديث(۲۲۸۹)حدثناعبدالله بن يوسف الخ عن عقبة بن عامرؓ قال قلناللنبى ﷺ انك تبعثنا فننزل بقوم لايقرونافماترى فيه فقال لنا ان نزلتم بقوم فامر لكم بما ينبغى للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا فخذوا منهم حق الضيف ......

ترجمہ ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ ہمیں جہاد کیلئے روانہ فرماتے ہیں۔ پس ہم ایک قوم کے پاس جاتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے۔ پس اس بارے میں آپؐ کا کیا حکم ہے۔ تو آپؐ نے ہم سے فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر پڑاؤ کرو۔ پس تمہارے لئے حکم دیا جائے جو مہمان کیلئے لائق ہے۔ تو اسے قبول کرلو اگر وہ ایسا نہ کریں تو تم ان سے مہمان کا حق لے سکتے ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذاوجد مال ظالمه الخ ہمارے نزدیک یہ حکم اس مال کے ساتھ مخصوص ہے جو اس کے مال کے ساتھ مخصوص ہے جو اس کے مال کی جنس میں سے ہو۔ لیکن صاحبین نقدین میں تعمیم کرتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے دوسرے پر دراہم ہیں تو وہ دنانیر لے سکتا ہے۔ اور دنانیر ہیں تو دراہم لے سکتا ہے۔ البتہ متاخرین نے دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ آج کل قاضی لوگ صحیح فیصلہ نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اپنے حق پر جب بھی کامیاب ہو اگرچہ وہ غیر جنس سے بھی ہو تو وہ اسے لینے کا حق دار ہے۔ آیت قرآنیہ اور روایت کا ظاہر ان کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ ان میں کسی چیز کی قید نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ مسئلہ ظفر کے نام سے مشہور ہے جس کو مصنفؒ نے بھی اختیار کیا ہے

اس لئے اپنے مسلک کی ترجیح کے لئے آثار ابن سیرین وغیرہ عادت کے مطابق ذکر فرمائے ہیں۔ امام شافعیؒ بھی فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قاضی کے ذریعہ اپنا حق حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ اور انکار کی صورت میں صاحب حق کے پاس گواہ بھی نہ ہوں۔ تو وہ اپنا حق وصول کر سکتا ہے مالکیہؒ کے نزدیک بھی اپنے حق کے وصول کا حق حاصل ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سونے کا بدلہ سونے سے چاندی کا بدلہ چاندی سے مکیل کا مکیل اور موزون کا موزون سے لے سکتا ہے اس کے علاوہ لینے کا حق نہیں ہے۔ در مختار میں ہے کہ آج کل فتویٰ جواز پر ہے۔ کہ جس مال سے چاہے اپنا حق حاصل کرلے۔ اور لاتخن من خانك میں خیانت مشاکلة کہا گیا ہے۔ ورنہ جزاء سيئة سيئة مثلها اور ان عاقبتم الخ جواز کو ثابت کرتے ہیں۔

فخذوا منهم حق الضيف مصنفؒ نے ظاہر روایت سے یہ سمجھا ہے کہ جب مجاہدین کو ضرورت ہو تو وہ لوگوں سے مفت حق ضیافۃ وصول کر سکتے ہیں۔ حالانکہ اس سے اخذ بالقيمة مراد ہے۔ ایسے محل میں ان کا حق ثابت یہی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی مہمانی واجب ہے۔ اگر میزبان رک جائے تو اس سے قہراً مہمانی لی جائے۔ چنانچہ لیثؒ کا یہی مسلک ہے۔ اما احمدؒ فرماتے ہیں دیہات والوں پر واجب ہے شہر والوں پر نہیں ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک ضیافۃ سنت مؤکدہ ہے۔ اور حدیث کے کئی جوابات ہیں۔ ۱/ مضطرین پر محمول۔ ۲/ اول اسلام میں مواسات ہمدردی واجب تھی۔ فتوحات کے بعد منسوخ ہو گئی۔ ۳/ ان عمال کے ساتھ مختص ہے جو صدقات وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں چونکہ بیت المال نہیں تھا اس لئے وجوب ضیافۃ تھا۔ آج کل حکام کی تنخواہیں مقرر ہیں۔ اس لئے وجوب نہیں رہا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ اہل ذمہ کے ساتھ مخصوص ہے جن سے حضرت عمرؓ نے عہد لیا تھا۔ اور بھی جواب ہیں لیکن پہلا جواب کہ حالت اضطرار پر محمول ہے یہی اقویٰ ہے

باب ماجاء فى السقائف وجلس النبى ﷺ واصحابه فى سقيفة بنى ساعدة۔

ترجمہ۔ چوپایوں کے بارے میں جو کچھ وارد ہوائے جناب نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ بنی ساعدہ کے چوپال میں بیٹھا کرتے تھے۔

حديث(۲۲۹۰) حدثنايحيى بن سليمان الخ عن عمرؓ قال حين توفى الله نبيه ﷺ ان لانصار اجتمعوا فى سقيفة بنى ساعدة فقلت لابى بكرؓ انطلق بنا فجئناهم فى سقيفة بنى ساعدة .....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو وفات دی تو انصار بنو ساعدہ کے چوپال میں جمع ہو گئے۔ میں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو چنانچہ ہم لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب کی غرض یہ کہ چوپال اگرچہ ایک خاص قوم کی ملک ہوتی ہے لیکن اس میں بیٹھنے کیلئے

عرفی اجازت کافی ہے۔ حتی کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور خود جناب نبی اکرم ﷺ نے بیٹھنے کے لئے ان کے مالکوں سے اجازت طلب نہیں کی حالانکہ یہ تینوں بھی اسی محلہ کے تھے۔ معلوم ہوا اذن عرفی کافی ہے۔ ایسی مشترکہ جگہیں نفع عام کے لئے وضع کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان سے نفع اٹھانا جائز ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے اگرچہ ترجمہ ماجاء فی السقائف سے باندھا ہے اور حدیث مرفوع جلوس فیھا ذکر کی ہے تو معلوم ہوا کہ ایسے مواضع سے انتفاع بغیر اذن جائز ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اور کتاب المظالم سے مناسبت کی صورت یہ ہے کہ ایسے مقامات جو رفاہ عامہ کے لئے بنائے گئے ہوں ان میں بیٹھنا ظلم نہیں ہے۔ سقیفہ بنوساعدہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی تھی۔ اور بنوساعدہ انصار کے خزرج قبیلہ میں سے تھا ساعدہ بن کعب بن خزرج نام تھا۔

باب لایمنع جار جاره ان یغرز خشبه فی جداره

ترجمہ۔ کوئی ہمسایہ اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہیں روک سکتا ہے۔

حدیث (۲۲۹۱) حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ الخ عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لایمنع جار جاره ان یغرز خشبه فی جداره ثم یقول ابوھریرۃؓ مالی اراکم عنھا معرضین واللہ لا رمین بھابین اکتافکم ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی پڑوسی کسی پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑیاں گاڑنے سے نہ روکے پھر حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تمہیں اس سنت سے روگردانی کرتے دیکھ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! اس سنت پر عمل کرنے کے لئے میں تمہارے کندھوں کے درمیان ضرور ماروں گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اگر مال کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو یا اور کوئی خرابی ہو تو پھر روک سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ یہ قید حضور انور ﷺ کی حدیث لا ضرر ولا ضرار کہ نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ ہی نقصان پہنچاؤ اسلئے امر کو ندب پر محمول کیا جائے گا۔ بلکہ اکثر احنافؒ فرماتے ہیں کہ جائز نہیں کیونکہ یہ بغیر اجازت کے دوسرے کے ملک میں تصرف کرنا ہے اس لئے ناجائز ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ کی دھمکی اس زمانہ میں تھی جب کہ وہ مروان کی طرف سے

مدینہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ اکثر علماء اس امر کو ندب پر حمل کرتے ہیں۔ اہل ظواہر اس کو وجوب پر حمل کرتے ہیں۔ جب کہ صاحب جدار کو نقصان نہ ہو۔

باب صب الخمر فی الطریق ترجمہ۔ راستہ میں شراب کا پلٹ دینا

حدیث (۲۲۹۲) حدثنامحمد بن عبدالرحیم ابویحیی الخ عن انسؓ قال کنت ساقی القوم فی منزل ابی طلحة وکان خمرھم یومئذ الفضیخ فامررسول الله ﷺ منادیاینادی الاان الخمر قد حرمت قال فقال لی ابوطلحة اخرج فاھرقھا فخرجت فھرقتھا فجرت فی سکک المدینة فقال بعض القوم قدقتل قوم وھی فی بطونھم فانزل الله لیس علی الذین امنواوعملوالصلحت جناح فیماطعموا الایة ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوطلحہؓ کے گھر میں قوم کو شراب پلا رہا تھا اور ان دنوں ان کی شراب فضیح تھی۔ (فضیح وہ شراب جو بسر کھجور کے ڈوکے سے تیار ہو) تو جناب رسول اللہ ﷺ نے منادی والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے کہ خبردار! شراب حرام ہو چکی ہے تو مجھے حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا کہ جاکر اس کو گرادو۔ چنانچہ میں نے باہر جاکر اسے گرادیا۔ تو وہ مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ تو کچھ لوگوں نے کہا کہ جو لوگ اس حال میں قتل ہوئے کہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ ایمان لے آئے۔ اور نیک عمل کئے جو کچھ انہوں نے کھایا پیا ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ صب الخمر فی الطریق مقصد یہ ہے کہ راستہ مشترک ہوتا ہے۔ تو اس قسم کے تصرفات اس میں جائز ہیں۔ بشرطیکہ گذرنے والوں کو اس سے نقصان نہ ہو۔ کیونکہ ضرر خاص ضرر عام کی بنسبت قابل برداشت ہوتا ہے۔ پس اگر راستہ تنگ ہو یا سخت ہو کہ اس کی زمین ایسی مشروبات کو نہیں چوستی تو شراب پلٹنے سے روک دیا جائے گا تاکہ لوگوں کے قدم نہ پھسلیں ورنہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شراب کو راستے میں انڈیلنے کا مقصد ایک یہ بھی تھا کہ لوگوں کو اس کے چھوڑنے کا اعلان ہو جائے یہ فائدہ ایذارسانی سے زیادہ تھا اس لئے اس کو اختیار کیا گیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اب نجاستوں کو راستے میں نہیں پھینکنا چاہیئے اوّل اسلام والی مصلحت ختم ہو گئی۔ فی سکک المدینة سے اشارہ ہے کہ اس کثرت سے شراب گرائی گئی جو توارد من المسلمین کی دلیل ہے۔

باب افنيته الدور والجلوس فيها والجلوس على الصعدات

ترجمہ۔ حویلیوں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور راستوں پر بیٹھنا

وقالت عائشةؓ فابتنى ابو بكر مسجدا بفناء داره يصلى فيه ويقرأ القران فيتقصف عليه نساء المشركين وابناؤهم يعجبون منه والنبى ﷺ يومئذ بمكة .....

ترجمہ۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی جس میں وہ نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے جن پر مشرکین عورتیں اور ان کے بچے جمگھٹا کر لیتے۔ ان سے تعجب کرتے ان دنوں جناب نبی اکرم ﷺ مکہ معظمہ میں تھے۔

حديث(۲۲۹۳) حدثنا معاذ بن فضالة الخ عن ابى سعيد الخدرىؓ عن النبى ﷺ قال اياكم والجلوس على الطرقات فقالوا مالنا بد انما هى مجالسنا نتحدث فيها قال فاذا ابيتم الا المجالس فاعطوا الطريق حقها قالوا وما حق الطريق قال غض البصر وكف الاذى ورد السلام وامر بالمعروف ونهى عن المنكر ......

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ کہنے لگے اس کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ وہ ہماری بیٹھنے کی جگہیں ہیں جہاں ہم باہم باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم نے ضرور ہی بیٹھنا ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا راستے کا کیا حق ہے۔ فرمایا آنکھ کو نیچے رکھنا۔ تکلیف دہی سے باز رہنا۔ سلام کا جواب دینا۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ گھروں کے آگے کوئی چوپال وغیرہ بنالینا جائز ہے۔ بشرطیکہ پڑوسی اور گذرنے والے کو تکلیف نہ ہو۔

باب الابار على الطرق اذا لم يتاذ بها۔

ترجمہ۔ راستے پر کنویں بنانا جب کہ ان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

حديث(۲۲۹٤) حدثنا عبدالله بن مسلمة الخ عن ابى هريرةؓ ان النبى ﷺ قال بينا رجل بطريق

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اثنا میں کہ ایک آدمی راستہ میں تھا

اشتد علیه العطش فوجد بئراً فنزل فیها فشرب ثم خرج فاذا کلب یلھث یاکل الثری من العطش فقال الرجل لقد بلغ ھذا الکلب من العطش مثل الذی کان بلغ منی فنزل البئر فملاخفه ماء فسقی الکلب فشکر اللہ له فغفرله قالوا یارسول اللہ وان لنا فی البھائم لاجر فقال فی کل ذات کبد رطبة اجر ......

کہ اس کو پیاس نے بڑا تنگ کیا تو اسے ایک کنواں ملا جس کے اندر اتر کر اس نے پانی پی لیا۔ باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے۔ اور پیاس کی وجہ سے تر مٹی کو چاٹ رہا ہے۔ وہ آدمی دل میں کہنے لگا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی وجہ سے وہی تکلیف پہنچی ہے جیسے مجھے پہنچی تھی۔ چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے کو پانی سے بھر اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدردانی کرتے ہوئے اسے بخش دیا۔ لوگ کہنے لگے یارسول اللہ ! کیا ہمیں جانوروں کی خدمت کرنے میں بھی ثواب حاصل ہوگا آپؐ نے فرمایا ہر تر جگر والے حیوان میں ثواب ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ حدیث باب سے راستے پر کنواں بنانے کا جواز ثابت ہوا کیونکہ اس میں مخلوقات اور جانوروں کا فائدہ ہے۔

باب اماطة الاذی وقال ھمام عن ابی ہریرةؓ عن النبی ﷺ یمیط الاذی عن الطریق صدقة ......

ترجمہ۔ باب موذی چیز کا راستہ سے ہٹانا۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ راستہ سے موذی چیز کا ہٹانا صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر سوال ہو کہ اماطة الاذی عن الطریق صدقہ کیسے ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ صدقہ کا معنی ہے متصدق علیہ کو نفع پہنچانا۔ تو جس شخص نے راستہ سے موذی چیز ہٹائی تو اس پر سلامتی کا صدقہ کر دیا۔ تو یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا کہ اسے نفع پہنچا۔

باب الغرفة والعلیة المشرفة وغیر المشرفة فی السطوح وغیرھا

ترجمہ ۔ اور چھتوں وغیرہ میں جو طاقچے رکھے جاتے ہیں جن سے جھانکا جائے یا نہ جھانکا جائے

حدیث (۲۲۹۵) حدثنا عبداللہ بن محمد الخ عن اسامة بن زیدؓ قال اشرف النبی ﷺ علی اطم من اطام المدینة ثم قال ھل ترون ماأری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر .....

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے کے اوپر چڑھ گئے پھر فرمایا کہ کیا تم وہ چیزیں دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے اندر ایسے گر رہے ہیں جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں۔

حدیث(۲۲۹٦)حدثنایحیی بن بکیرالخ
عن عبداللہ بن عباسؓ قال لم ازل حریصاعلی ان
اسال عمرؓ عن المرأتین من ازاج النبی ﷺ
اللتین قال اللہ لھما ان تتوباالی اللہ فقد صغت
قلوبکمافحججت معه فعدل وعدلت معه بالاداوة
فتبرزحتی جاء فسکبت علی یدیه من الاداوة
فتوضافقلت یاامیر المؤمنین من المراتان من
ازواج النبی ﷺ اللتان قال لھما ان تتوباالی اللہ
فقال واعجباً لك یاابن عباسؓ عائشةؓ وحفصةؓ ثم
استقبل عمر الحدیث یسوقه فقال انی کنت
وجارلی من الانصار فی بنی امیة بن زید وھی
من عوالی المدینةوکنانتناوب النزول علی النبی
ﷺ فینزل یوما وانزل یوما فاذاانزلت جئته من
خبرذلك الیوم من الامروغیرہ واذانزل فعل مثله
وکنا معشرقریش تغلب النساء فلماقدمنا علی
الانصاراذاھم قوم تغلبھم نساؤ ھم فطفق نساؤنا
یاخذن من ادب نساء الانصار فصحت علی
امراتی فراجعتنی فانکرت ان تراجعنی فقالت
ولم تنکران اراجعك فواللہ ان ازواج النبی ﷺ
لیراجعنه وان احدھن لتھجرہ الیوم حتی اللیل
فافزعنی فقلت خابت من فعل منھن بعظیم

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں برابر اس بات کا حریص رہا کہ حضرت عمرؓ سے ازواج مطہرات نبی اکرم ﷺ کی ان دو عورتوں کے متعلق دریافت کروں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترجمہ آیت قرآنی۔ اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور رجوع کرتی تو پس تم دونوں کے دل جھک پڑے۔ میں ان کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوا پس وہ راستہ سے الگ ہوئے تو میں لوٹا لے کر ان کے ہمراہ الگ ہوا تو آپ قضاء حاجت کیلئے واپس آئے تو میں ان کے دونوں ہاتھوں پر چھاگل سے پانی ڈالنے لگا۔ پس آپ نے وضو بنایا تو میں نے کہا امیر المؤمنین ازواج مطہرات نبویؐ میں سے وہ کون سی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما تو فرمایا کس قدر تعجب ہے اے ابن عباسؓ وہ عائشہؓ اور حفصہؓ ہیں۔ پھر عمرؓ نے بات کو آگے چلایا۔ فرمایا کہ میں اور ہوامیہ بن زید کا ایک پڑوسی اور یہ قبیلہ عوالی مدینہ میں رہتا تھا۔ ہم باری باری جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر ہوتا۔ دوسرے دن میں حاضر ہوتا تو جب میں حاضر ہوتا اس دن کے حکم وغیرہ کی خبر میں اس کے پاس لے آتا اور جب وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی اسی طرح کرتے اور ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ پس جب ہم انصار کے پاس آئے تو یہ ایسی قوم تھی جن پر ان کی عورتیں غالب رہتی تھیں پس ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کی عادت سیکھنی شروع کر دی چنانچہ ایک دن میں اپنی بیوی پر چیخا تو وہ مجھے جواب دینے لگی تو میں نے اس کی جوابی کارروائی کو برا محسوس کیا تو کہنے لگی تم میری جوابی بات کو برا محسوس کرتے ہو

ثم جمعت علی ثیابی فدخلت علی حفصۃؓ فقلت ای حفصۃؓ اتغاضب احدکن رسول اللہ ﷺ الیوم حتی اللیل فقالت نعم فقلت خابت وخسرت افتامن ان یغضب اللہ لغضب رسولہ ﷺ فتھلکین لاتستکثری علی رسول اللہ ﷺ ولاتراجعیہ فی شئ ولاتھجریہ وسالینی مابدالك ولایغرنك ان کانت جارتك ھی اوضامنك واحب الی رسول اللہ ﷺ یرید عائشۃؓ وکنا تحدثنا ان غسان تنعل النعال لغزونا فنزل صاحبی یوم نوبتہ فرجع عشاء فضرب بابی ضرباشدیداً وقال انائم ھو ففزعت فخرجت الیہ وقال حدث امرعظیم قلت ماھواجات غسان قال لابل اعظم منہ واطول طلق رسول اللہ ﷺ نساءہ قال قد خابت حفصۃؓ وخسرت کنت اظن ان ھذایوشك ان یکون فجمعت علی ثیابی فصلیت صلوۃ الفجر مع النبی ﷺ فدخل مشربۃ لہ فاعتزل فیھا فدخلت علی حفصۃؓ فاذاھی تبکی فقلت مایبکیك اولم اکن حذرتك اطلقکن رسول اللہ ﷺ قالت لاادری ھوذافی المشربۃ فخرجت فجئت المنبر فاذاحولہ رھط یبکی بعضھم فجلست معھم قلیلا ثم غلبنی ماأجد فجئت المشربۃ التی ھوفیھا

اللہ کی قسم! جناب نبی اکرم ﷺ کی بیویاں آپؐ سے جوابی بات کرتی ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایک بی بی تو آپؐ سے دن بھر سے رات تک جدا رہتی ہے پس اس امر عظیم سے میں بہت گھبرا گیا اور میں نے کہا ان بیویوں میں سے جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ نامراد رہی۔ تو میں اپنے اوپر کپڑے لپیٹ کر حضرت حفصہؓ کے پاس آیا داخل ہوتے ہی میں نے کہا اے حفصہؓ کیا تم میں سے کوئی بی بی جناب رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر لیتی ہے دن سے رات تک۔ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا نامراد ہوئی اور نقصان میں پڑ گئی۔ کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بے خوف ہو گئی۔ پس تو تو ہلاک ہو جائے گی۔ جناب رسول اللہ ﷺ پر زیادتی نہ کیا کرو۔ نہ کسی چیز میں آپ کو جوابی کاروائی کرو۔ اور نہ ہی آپؐ سے جدائی اختیار کرو جس چیز کی تمہیں ضرورت ہو میرے سے طلب کرو۔ اور تم اس دھوکے میں نہ رہو کہ تیری سوکن تیرے سے زیادہ خوب صورت ہے اور اللہ کے رسول کو زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان کی مراد حضرت عائشہؓ تھیں۔ اور ہم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ غسان کے لوگ ہمارے ساتھ جنگ آزمائی میں گھوڑوں کو نعل لگا رہے ہیں یعنی تیاری کر رہے ہیں۔ تو میرا ساتھی اپنی باری کے دن آیا اور شام کو واپس ہوا۔ جس نے میرے گھر کا دروازہ بڑے زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کیا وہ سو رہا ہے میں گھبرا کر جلدی سے اس کے پاس باہر آیا اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا۔ میں نے کہا وہ کیا ہے کیا غسان آگیا اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا اور لمبا واقعہ پیش آگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا حفصہؓ نامراد رہی

فقلت لغلام له اسود استاذن لعمرفدخل فكلم النبی ﷺ ثم خرج فقال ذكرتك له فصمت فانصرفت حتى جلست مع الرهط الذین عندالمنبرثم غلبنی ماأجد فجئت فذكر مثله فجئت الغلام فقلت استاذن لعمرفذكر مثله فلما ولیت منصرفاً فاذاالغلام یدعونی قال اذن لك رسول الله ﷺ فدخلت علیه فاذاهو مضطجع علی رمال حصیر لیس بینه وبینه فراش قد اثر الرمال بجنبه متكیٔ علی وسادة من ادم حشوها لیف فسلمت علیه ثم قلت واناقائم طلقت نسائك فرفع بصره الی فقال لاثم قلت واناقائم استانس یارسول الله لورأیتنی وكنا معشر قریش نغلب النساء فلماقدمنا علی قوم تغلبهم نساؤهم فذكره فتبسم النبی ﷺ ثم قلت لورایتنی ودخلت علی حفصةؓ فقلت یغرنك ان كانت جارتك هی اوضأ منك واحب الی النبی ﷺ یرید عائشةؓ فتبسم اخری فجلست حین رایته تبسم ثم رفعت بصری فی بیته فوالله مارایت فیه شیئاً یرد البصر غیراهبة ثلثة فقلت ادع الله فلیوسع علی امتك فان فارس والروم وسع علیهم واعطوا الدنیا لا یعبدون الله وكان متكئا فقال او فی شك انت

اور خسارہ میں رہی۔ میرا بھی یہ گمان تھا کہ عنقریب ایسا ہو گا۔ تو میں نے کپڑے پہنے فجر کی نماز جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ادا کی۔ تو آپؐ فراغت کے بعد اپنے بالاخانہ میں داخل ہو کر الگ تھلگ ہو گئے۔ میں اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس آیا تو وہ رو رہی تھی میں نے کہا تجھے کس چیز نے رلایا کیا میں تجھے اس وقت سے ڈرایا نہیں کرتا تھا کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے تم کو طلاق دے دی ہے۔ کہنے لگی مجھے تو علم نہیں آپؐ اس بالاخانہ میں ہیں۔ چنانچہ میں وہاں سے نکل کر منبر نبویؐ کے پاس پہنچا تو منبر کے پاس کچھ لوگ بیٹھے رو رہے تھے میں بھی تھوڑی دیر کے لئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر وہ غم مجھ پر غالب آ گیا جو مجھے لاحق تھا۔ تو میں اس بالاخانہ کے پاس پہنچا جس میں جناب نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ تو میں نے آپؐ کے ایک کالے غلام سے کہا کہ حضرت عمرؓ کے لئے اجازت طلب کرو۔ وہ اندر داخل ہوا آپؐ سے بات چیت کی پھر باہر آکر کہنے لگا کہ میں نے آپؐ کے سامنے تمہارا ذکر کیا جس پر آپؐ خاموش ہو گئے۔ تو میں وہاں سے ہٹ کر ان لوگوں کے پاس آکر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ پھر اس فکر نے مجھ پر غلبہ کیا جو مجھے لاحق تھی پس میں آیا اور غلام سے ذکر کیا تو اس نے پہلے کی طرح آکر ذکر کیا تو میں پھر ان لوگوں کے پاس آکر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ پھر میں غلام کے پاس آیا کہ عمرؓ کے لئے اجازت طلب کرو تو اس نے پہلے کی طرح ذکر کیا۔ جب میں ہٹ کر پھرنے لگا تو اچانک غلام مجھے بلا رہا ہے۔ کہنے لگا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے آپ کیلئے اجازت دے دی ہے چنانچہ میں آپؐ کے پاس حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کھجو کے پتوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ آپؐ اور چٹائی کے درمیان

یاابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طیباتهم فی الحیوة الدنیا فقلت یارسول الله استغفرلی فاعتزل النبی ﷺ من اجل ذلك الحدیث حین افشته حفصةؓ الی عائشةؓ وکان قدقال ماانابداخل علیهن شهراًمن شدةموجدته علیهن حین عاتبه الله فلمامضت تسع وعشرون دخل علی عائشةؓ فبدابهافقالت له عائشةؓ انك اقسمت ان لاتدخل علیناشهراً واناصبحنا لتسع وعشرین لیلةاعدها عداً فقال النبیﷺ الشهر تسع وعشرون وکان ذلك الشهر تسع وعشرون قالت عائشةؓ فانزلت ایة التخییر فبدا ابی اوّل امراۃ فقال انی ذاکرلك امراً ولاعلیك ان لاتعجلی حتی تستامری ابویك قالت قداعلم ان ابوی لم یکونایامرانی بفراقك ثم قال ان الله تعالی قال یاایها النبی قل لازواجك الی قوله عظیما قلت انی هذااستامر ابوی فانی ارید اله ورسوله والدار الاخرة ثم خیرنساء ہ فقلن مثل ماقالت عائشةؓ ......

کوئی بستر نہیں تھا جب کہ کھجور کے پتوں کے نشانات آپؐ کے پہلو میں نمایاں تھے آپؐ چمڑے کے ایک ایسے تکیہ کا سہارا لے رہے تھے جس کا بھراؤ کھجور کے ریشہ کا تھا۔ میں نے سلام کیا اور کھڑے کھڑے پوچھا کہ کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے تو آپؐ نے میری طرف نگاہ اٹھاکر فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کھڑے کھڑے عرض کی جس سے میرا مقصد آپؐ کو مانوس کرنا تھا۔ یارسول اللہ! واقعہ یہ ہے کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم اس قوم انصار کے پاس آئے تو ان پر ان کی عورتیں غالب رہتی ہیں۔ پس آپؐ نے بھی اس کا ذکر فرمایااور مسکرادیئے جب میں نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو میں بیٹھ گیا۔ پھر میں نے آپؐ کے گھر کے اندر نظر دوڑائی تو اللہ کی قسم! مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جو میری نگاہ میں بچ جاتی۔ سوائے تین بغیر رنگے ہوئے چمڑوں کے اور کچھ بھی نہ تھا میں نے کہاکہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپؐ کی امت پر فراخی کردے کیونکہ فارس اور روم پر تو فراخی کی گئی ہے اور انہیں دنیادے دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے آپؐ تکیہ لئے ہوئے تھے پس فرمایااے خطاب کے بیٹے! کیاتمہیں شک ہے یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے انعامات انہیں دنیا کی زندگی میں جلدی دیئے گئے ہیں میں نے عرض کیایارسول اللہ آپؐ میرے لئے مغفرت کی دعافرمائیں پس اس بات کی وجہ سے

جناب رسول اللہ ﷺ نے تنہائی اختیار فرمائی کہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو یہ راز افشا کردیا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ میں شدت غم وغصہ کی وجہ سے مہینہ بھر ان کے پاس نہیں آؤں گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے آپؐ پر عتاب فرمایا پس جب انتیس دن بیت گئے تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آنے کی ابتداء کی تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے فرمایا کہ کیا آپؐ نے ہمارے پاس آنے سے مہینہ بھر کی

قسم نہیں کھائی تھی۔ آج تو انتیسویں رات کی صبح ہے میں ان کو خوب گنتی رہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کبھی مہینہ انتیس ۲۹ دنوں کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انتیس ۲۹ کا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اختیار دینے والی آیت کریمہ اتری تو پہلی بیوی جس سے آپؐ نے ابتدا کی وہ میں تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا دیکھو میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ جب تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کرلیں۔ وہ فرماتی ہیں کیونکہ آپؐ جان چکے تھے کہ میرے والدین مجھے آپؐ سے جدائی کا حکم نہیں دیں گے۔ تو پھر آپؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ یاایها النبی قل لازواجك سے عظیما تک پڑھا۔ میں نے کہا کیا اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں۔ میں اللہ اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں۔ پھر آپؐ نے اپنی دوسری بیویوں کو بھی آیت تخییر سنائی۔ انہوں نے بھی حضرت عائشہؓ کے جواب کی طرح جواب دیا۔

حدیث (۲۲۹۷) حدثنا ابن سلام الخ عن انسؓ قال آلی رسول الله ﷺ من نسائه شهراً وکانت انفکت قدمه فجلس فی علیة له فجاء عمرفقال اطلقت نساء ك قال لاولکنی الیت منهن شهراً فمکث تسعاوعشرین ثم نزل فدخل علی نسائه ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مہینہ بھر اپنی بیویوں کے پاس آنے سے قسم کھالی۔ اور آپؐ کے قدم میں موچ آگئی تھی تو آپؐ بالاخانہ میں بیٹھ گئے پس حضرت عمرؓ تشریف لائے اور پوچھا۔ کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں البتہ مہینہ بھر کے لئے میں نے ان کے پاس آنے سے قسم کھالی تھی چنانچہ آپؐ انتیس ۲۹ دن ٹھہرے رہے۔ پھر بالاخانہ سے اتر کر بیویوں کے پاس تشریف لائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ غرفه سے تو کھڑکی مراد لی جائے۔ اور علیه سے بالاخانہ مراد لیا جائے۔ جس میں کھڑکی ہو تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ اس سے مقصود غرفه اور علیه کے بنانے کا جواز ثابت کرنا ہے اور اس وہم کا دفع کرنا ہے کہ جو لوگ اس کو اس لئے مکروہ سمجھتے ہیں کہ کھڑکی اور بالاخانہ سے پڑوسیوں کے احوال اور عیوب پر اطلاع ہو گی البتہ جواز اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ پڑوسیوں اور گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

بل اعظم واطول وجہ یہ ہے کہ غسانی حملہ سے مال اور جانوں کا نقصان ہو گا لیکن جناب نبی اکرم ﷺ کی ناراضگی تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہوتا ہے۔ اور عذاب الٰہی جب نازل ہوتا ہے تو مجرم اور غیر مجرم سب کو عام ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے زیادہ گھبرانے کی ضرورت ہے۔

استانس ای کچھ دیر آپؐ سے باتیں کر کے مانوس کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اجازت کے بعد انہوں نے لور ایتنی سے اپنا کام

شروع کردیا۔فجلست حین رایته یتبسم جس سے معلوم ہوا کہ آپؐ غضب ناک نہیں ہیں۔من اجل ذلك الحديث یہ کلام ازاوج مطہرات کے خرچہ کے بارے میں تھا۔اور ان ایام میں حضرت ماریہ قبطیہ کا واقعہ بھی پیش آیا۔جس کا راز افشا کردیا گیا۔حالانکہ آپؐ نے منع فرمایا تھا۔اس لئے ناراض ہوئے۔

انفکت قدمه قدم میں موچ آنے کا واقعہ اور ہے۔اور جو جلوس ایلاء کے لئے تھاوہ اور ہے تو واؤ مطلق جمع کے لئے ہوگی حالیہ نہیں بنے گی۔اور مؤلف نے ان دونوں کو ایک سمجھا۔حالانکہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں۔یا کسی راوی نے اقتصار کے طور پر دونوں قصے ذکر کردیئے۔جس سے بادی الرای سے لگتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہیں۔حالانکہ اس کا مقصد یہ نہیں تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اعظم اور اطول کی جو توجیہ شیخ گنگوہیؒ نے بیان فرمائی وہ حافظؒ کی توجیہ سے بہتر ہے۔کہ یہ اعظم حضرت عمرؓ کے اعتبار سے تھی۔کیونکہ ان کی بیٹی حضرت حفصہؓ بھی ان میں سے تھیں۔علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے صحابہ کرامؓ کی تشویش کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی پریشانی سے کس قدر پریشان ہوتے تھے۔

سبب لغضب الرب اس لئے حدیث میں خود حضرت عمرؓ نے اس کی تصریح کردی ہے۔افتأمن ان يغضب الله الخ اور اس قسم کے کئی واقعات اور بھی پیش آئے ہیں۔

غرفه وعليه جوہری نے تو اسے عطف تفسیری قرار دیا ہے۔لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مشرفہ اشرف سے ہے جس کے معنی اطلاع کے ہیں۔بالاخانہ چار قسم ہے۔ ۱/عليه مشرفة على مكان على سطح۔۲/مشرفة على مكان على غير سطح۔ ۳/غير مشرفة على مكان على سطح ۔۴/ غير مشرفة على مكان غير سطح ۔

ابن بطالؒ فرماتے ہیں چھتوں پر بالاخانہ مباح ہیں جب تک کہ کسی کی ہتک عزت نہ ہو یہ وہ بالاخانہ ہے جو چھت پر ہو لیکن اس سے جھانک نہ پڑتی ہو اور جو بالاخانہ چھت پر ہو اس سے جھانک پڑتی ہو تو وہ مباح نہ ہوگا۔اس طرح جو چھت پر نہ ہو لیکن جھانک پڑتی ہو تو غیر مباح ہوگا ایسی وضاحت اور کسی شارح بخاری نے نہیں کی۔چنانچہ در مختار میں ہے کہ کسی شخص کو اپنے ملک میں تصرف کرنے سے نہیں روکا جاسکتا البتہ جب پڑوسی کو نقصان واضح پہنچے تو ممانعت ہوگی حتی کہ کھڑکی کھولنے سے بھی منع کیا جائے گا بزازیہ میں اسی پر فتویٰ نقل کیا گیا ہے

فصمت شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا چپ ہوجانا شاید اس وجہ سے ہو کہ حضرت عمرؓ ازواج مطہراتؓ کی سفارش کرنے کے لئے آئے ہیں۔جب حضرت عمرؓ نے اس کو سمجھ لیا کہ اجازت طلب کرتے ہوئے فرمایا اور اونچی آواز سے کہا کہ وہ اپنی بیٹی کی گردن اڑادے گا۔تو آپؐ نے آواز سن کر داخلہ کی اجازت دے دی۔چنانچہ حافظؒ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔فلن انی جئت من اجل حفصة والله لاضربن عنقها کہ شاید آپ کا گمان ہو کہ میں حفصہؓ کی سفارش کے لئے آیا ہوں گا اگر آپؐ مجھے اس کی گردن مارنے کا حکم دیں گے تو اس کی گردن ماردوں گا۔

کان الکلام فی النفقة وحدیث ماریة حافظؒ نے شہد اور ماریہ قبطیہ دونوں کو سبب قرار دیا ہے۔ اور بھی کئی واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سب کے سب اعتزال کا سبب بنے ہوں۔ راجح یہ ہے کہ ماریہ قبطیہ کا واقعہ ہے جو حضرت حفصہؓ اور عائشہؓ کے ساتھ مختص ہے بعض حضرات نے مہینہ بھر کی قسم اعتزال کی حکمت یہ بیان کی ہے۔ غصہ کی بنا پر تین دن کے ہجران کی اجازت ہے۔ جب نو بیویاں تھیں تو مجموعہ ستائیس دن اور دو ماریہ قبطیہ کے بوجہ باندی ہونے کے۔ اس طرح انتیس ۲۹ ہو گئے۔ ازواج مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیویاں رہیں گی۔ نہ تبدیلی ہوگی اور نہ ہی بعد وفات کسی سے نکاح ہوگا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

مع ان الواقعة متعددة اس لئے کہ پاؤں میں موچ آنے کا واقعہ ۵ھ کا ہے۔ جب کہ آپؐ گھوڑے سے گر پڑے تھے۔ اور ایلاء کا واقعہ ۹ھ کا ہے۔ مؤلفؒ نے دونوں کو ایک سمجھ لیا حالانکہ واقعات متعدد ہیں اور ان میں چار سال کا فصل ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اب اس مسئلہ میں اختلاف ہو گیا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو اختیار دیا اس نے خاوند کو اختیار کر لیا تو طلاق اور فرقت واقع ہوگی یا نہیں۔ ائمہ اربعہؒ فرماتے ہیں کہ کوئی طلاق نہیں۔ حضرت حسنؒ اور لیثؒ فرماتے ہیں کہ طلاق بائنہ واقع ہوگی۔

الی اس ایلاء سے صرف قسم کھانا مراد ہے ایلاء فقہی مراد نہیں ہے۔ انفکاك اور انفراج کے معنی ہیں کندھے اور قدم کا جوڑ سے الگ ہو جانا۔

باب من عقل بعيره على البلاط او باب المسجد

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنا اونٹ مسجد کے سامنے بچھی ہوئی کنکریوں پر باندھے یا مسجد کے دروازے پر باندھے۔

حدیث (۲۲۹۸) حدثنا مسلم الخ قال اتيت جابر بن عبدالله قال دخل النبی ﷺ المسجد فدخلت اليه وعقلت الجمل فی ناحية البلاط فقلت هذا جملك فخرج فجعل يطيف بالجمل قال الثمن والجمل لك .....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ نے فرمایا حضرت نبی اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو میں بھی اس مسجد میں داخل ہوا جب کہ اپنے اونٹ کو بلاط کے کنارے پر باندھ دیا تھا پس میں نے کہا کہ حضرتؐ! یہ آپؐ کا اونٹ ہے آپؐ مسجد سے باہر تشریف لائے پس اونٹ کے ارد گرد چکر لگایا۔ پس فرمایا کہ قیمت اور اونٹ دونوں تمہارے ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مسجد کے دروازے پر اونٹ کے باندھنے کا جواز ثابت ہوا اور روایت سے معلوم ہوا کہ بلاط کا داخلی کنارہ

مراد ہے۔ اگر اس کا خارجی کنارہ مراد ہو تو روایت کی دلالت اس صورت میں ہوگی کہ اونٹ اس کنارے پر باندھا جو بلاط کے متصل تھا کہ اونٹ بلاط میں داخل ہو سکتا تھا۔ شاید حضرت جابرؓ اس پر بیٹھے تھے یا ٹھہرے ہوئے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ مسجد کے دروازے یا بازار میں کسی عارضی ضرورت کی وجہ سے جانور باندھے اور وہ نقصان کردے تو مالک پر ضمان نہیں ہوگی۔ اگر اس نے عادت بنالی تو نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اور مولانا محمد حسن مکیؒ کی تحقیق کے مطابق بلاط سے پتھروں یا پکی اینٹوں کا وہ فرش مراد ہے جو مسجد کے دروازے پر بنایا جائے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں بلاط کا لفظ ہے اور روایت ناحیة البلاط ہے۔ جواب یہ ہے کہ ناحیة البلاط سے وہی کنارہ مراد ہے۔ اور باب المسجد اگرچہ روایت میں نہیں ہے لیکن اس کا حکم بھی بلاط کا ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد کے صحن میں اونٹ کا داخل کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح سامان کا مسجد میں داخل کرنا بھی جائز ہے۔ اونٹ پر قیاس کیا گیا باقی بحث کتاب الطہارت میں ہے۔

باب الوقوف والبول عندسباطة قوم

ترجمہ۔ کسی قوم کی کوڑی کے پاس ٹھہرنا اور وہاں پیشاب کرنا

حدیث (۲۲۹۹) حدثنا سلیمان بن حرب الخ عن حذیفةؓ قال لقد رایت رسول الله ﷺ او قال لقد اتی النبی ﷺ سباطة قوم فبال قائما .....

ترجمہ۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یا فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک قوم کی کوڑی کے پاس تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ سباطه کے پاس پیشاب کرنا جائز ہے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ کسی کے ملک میں بغیر اجازت تصرف ہے۔ اس لئے کہ ایسی جگہیں کوڑے کرکٹ پیشاب وغیرہ کے لئے ہوتی ہیں ان میں اذن عرفی ہوتا ہے۔

باب من اخذ الغصن وما یؤذی الناس فی الطریق فرمٰی به۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے ٹہنی یا کوئی ایسی چیز جو راستے میں لوگوں کے تکلیف کا باعث ہو اس کو لے کر پھینک دے۔

حدیث (۲۳۰۰) حدثناعبدالله بن یوسف الخ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال بینما رجل یمشی بطریق وجد غصن شوك فاخذہ فشکر اللہ لہ فغفر لہ ...

نے فرمایا دریں اثنا کہ آدمی راستہ میں چل رہا تھا۔ ایک کانٹے دار ٹہنی کو راستے میں پایا تو اسے پیچھے ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی فرمائی اور اسے بخش دیا۔

تشریح از قاسمی ۔ تو حدیث سے موذی چیز کے راستے سے ہٹانے والے کا ثواب معلوم ہوا۔

باب اذا اختلفوا فی الطریق المیتاء وھی الرحبۃ تکون بین الطریق ثم یرید اھلھا البنیان فترك منھا للطریق سبعۃ اذرعٍ

ترجمہ۔ جب ایک وسیع اور عام راستہ میں لوگوں کا اختلاف ہو جائے اس راستہ کے مالک عمارت تعمیر کرنا چاہتے ہوں تو وہ لوگوں کے گذرنے کیلئے سات ہاتھ گز کا راستہ چھوڑ دیں

حدیث (۲۳۰۱) حدثنا موسی بن اسمعیل الخ سمعت اباھریرۃؓ قال قضی النبی ﷺ اذا تشاجرو فی الطریق بسبعۃ اذرعٍ ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جب لوگوں نے راستے کے بارے میں جھگڑا کیا تو آپؐ نے سات ہاتھ چوڑے راستے کا فیصلہ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذا تشاجر وا فی الطریق یعنی جب وہ مکانات گر جائیں جو راستے پر تھے اب مالک انہیں ہٹانا چاہتے ہوں اور معلوم نہیں کہ راستہ اصل میں کس قدر تھا۔ تو سات ذراع کا راستہ ہٹایا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ میتاء وہ بڑی شاہراہ ہے جس سے اکثر لوگوں کا گذر ہوتا ہو۔ امام بخاریؒ اس کی تفسیر رحبۃ یعنی طریق واسعہ سے فرمارہے ہیں۔ حدیث کی غرض یہ ہے کہ اہل طریق کسی مقدار پر راضی ہو جائیں تو وہی فیصلہ ہوگا۔ ورنہ جھگڑے کی صورت میں سات ذراع (ہاتھ) تک راستہ تجویز کیا جائے گا۔ تاکہ باربرداری کے جانور کا آنا جانا آسان ہو۔ اگر پہلے سے ہی کوئی راستہ وسیع چلا آرہا ہے جو سات ذراع سے بھی زیادہ ہے تو کسی کو اس پر غلبہ کا حق نہیں ہے۔

باب النھی بغیر اذن صاحبہ وقال عبادۃ بایعنا النبی ﷺ الا ننتھب

ترجمہ۔ باب نہبی مالک کی اجازت کے بغیر کسی کا زبردستی مال لینا حضرت عبادۃ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اس کی بیعت کی تھی کہ زبردستی کسی کا مال نہیں لیں گے۔

حدیث (۲۳۰۲) حدثنا ادم بن ابی ایاسؒ الخ

ترجمہ۔ حضرت عدی بن ثابتؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت

سمعت عبدالله بن یزید الانصاری ؓ وھوجدہ ابوامہ قال نھی النبی ﷺ عن النھبی والمثلۃ .

عبداللہ بن یزید الانصاریؓ سے سنا۔اور وہ ان کے نانا لگتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے زبردستی مال لینے اور ناک کان کاٹنے سے منع فرمایا۔

حدیث(۲۳۰۳)حدثناسعیدبن عفیر الخ عن ابی ھریرۃؓ قال قال النبی ﷺ لایزنی الزانی حین یزنی وھومؤمن ولایشرب الخمرحین یشرب وھو مؤمن ولایسرق حین یسرق وھو مؤمن ولاینتھب نھبۃ یرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا وھومؤمن قال ابوعبداللہ قال ابن عباسؓ تفسیرہ ان ینزع منہ نور الایمان.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں رہتا اس طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو مؤمن نہیں رہتا۔ تو جب کوئی چوری کرتا ہے تو مؤمن نہیں رہتا۔اور جب بھی کوئی لوٹ مار کرتا ہے کہ لوگ اس میں اس کی طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ نور ایمان کھینچ لیا جاتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ عرب میں لوٹ مار ہوتی تھی۔اس لئے جناب نبی اکرم ﷺ اس پر لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے نورالایمان کے چلے جانے سے وہ سخت تاریکی میں رہ جائے گا۔اس سے اشارہ ہوا کہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا۔البتہ اگر ان افعال پر اصرار کرے یا انہیں حلال سمجھے تو پھر ایمان زائل ہو جائے گا۔

باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر

ترجمہ۔ عیسائی صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا

حدیث(۲۳۰۴)حدثناعلی بن عبداللہ الخ سمع اباھریرۃؓ عن رسول اللہ ﷺ قال لاتقوم الساعۃحتی ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لایقبلہ احد ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن المسیبؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا جو نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمہارے اندر ابن مریم علیہ السلام فیصلہ کرنے والے اور عدل وانصاف قائم کرنے والے ہو کر اتریں گے۔ پس وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے اور مال کو اتنا وسیع کر دیں گے یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا

تشریح از قاسمی ۔ کسر صلیب اور قتل خنزیر اس لئے ہوگا تاکہ نصاریٰ کو معلوم ہو جائے کہ ان کا مسلک باطل ہے یضع الجزیة یعنی جزیہ چھوڑ دیں گے اس کو قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ مسلمان ہونے کا حکم دیں گے۔ لو یہ جزیہ کو موقوف کر کے شریعت محمدیہ کا منسوخ کرنا نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے ایک جرنیل کی حیثیت سے اس کام کو انجام دیں گے۔

باب هل تكسر الدنان التى فيها الخمر اوتخرق الزقاق فان كسر صنماًاوصليباً اوطنبوراً اومالاينتفع بخشبه واتى شريح فى طنبورٍ كسرفلم يقض فيه بشئ ....

ترجمہ۔ ان مٹکوں کا توڑنا جن میں شراب ہو یا شراب کے مشکیزوں کو پھاڑ دیا جائے پس اگر کسی نے مورتی کو توڑ دیا یا صلیب کو توڑا یا طنبورہ کو توڑا یا وہ ساز جن سے اسکی لکڑی کے ذریعہ نفع نہیں حاصل کیا جاتا۔ اور حضرت شریح کے پاس ایک توڑا ہوا طنبورہ لایا گیا تو آپ نے اس میں کسی چیز کا فیصلہ نہ کیا۔

حديث(۲۳۰۵)حدثنا ابو عاصم الضحاك الخ عن سلمة بن الاكوعؓ ان النبى ﷺ راى نيراناً توقد يوم خيبر قال على ماتوقد هذه النيران قالوا على الحمر الانسية قال اكسروها واهرقوها قالوا الانهريقها ونغسلها قال اغسلوا قال ابو عبدالله كان ابن ابى اوس يقول الحمر الانسية بنصب الالف والنون .....

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خیبر کی لڑائی میں آگ کو دہکتا ہوا دیکھا پوچھا کہ یہ آگ کس چیز پر دہکائی جارہی ہے۔ لوگوں کہا کہ پالتو گدھوں پر دہک رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا برتنوں کو توڑ دو اور ان کے گوشت کو گرا دو۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہم گوشت کو تو گرا دیں لیکن ہانڈیوں اور برتنوں کو دھولیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا برتن کو دھولو توڑو نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی اوس فرماتے تھے الحمر الانسیة الف اور نون کے نصب سے پڑھا جائے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ شاید اس حدیث باب کی غرض یہ ہو کہ ان چیزوں کے توڑنے کی کوئی ضمان نہیں ہے اگرچہ ترجمہ میں اس کی تصریح نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک قیمت ٹوٹے ہوئے ساز کی ضمان واجب ہے۔ سالم صلیب اور سالم طنبور کی قیمت نہیں دی جائے گی۔ اس طرح شراب کے مٹکوں کی ٹوٹی ہوئی کی قیمت لازم ہے۔ کیونکہ گناہ شراب پینا ہے اور گناہ کا ازالہ بغیر مٹکے توڑے حاصل ہے اور روایت کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ ان کو توڑا گیا جس سے ضمان ثابت ہوتی۔ البتہ روایت میں اس قدر ہے کہ پہلے آپؐ نے توڑنے کا حکم پھر ان کے دھونے پر اکتفا فرمایا اگر معصیة کا زائل کرنا مٹکے توڑنے سے ہوتا تو مٹکوں کو سالم نہ چھوڑا جاتا۔ نیز! اگر توڑنا ثابت بھی ہو جائے تو وہ تشدید پر محمول ہوگا اور توڑنے والا کسی چیز کا ضامن نہیں ہوگا اسلیئے کہ اسنے حاکم کے حکم سے ان کو توڑا ہے۔

لم یقض فیه بشیءٍ یہ فیصلہ ہمارے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم بھی ان پر کسی قسم کا حکم نہیں دیتے۔ بلکہ ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ اس ٹوٹی ہوئی شے کے ٹکڑے جمع کر کے اس کی قیمت دی جائے اور کچھ نہیں۔ ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ توڑنے والے نے اس قدر توڑا ہے کہ اس کے ٹکڑوں سے کوئی فائدہ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ٹوٹے ہوئے کی قیمت کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو ہمارے لئے نقصان دہ تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ هل تکسر الدنان امام بخاریؒ نے حکم بیان نہیں فرمایا اس لئے کہ اس میں تفصیل تھی کہ اگر شراب وغیرہ کے برتن ایسے ہیں کہ شراب انڈیل کر برتنوں کو دھولیا جائے تو وہ پاک ہو جائیں گے تو اسے برتن تلف نہیں کرنے چاہئیں ورنہ اتلاف جائز ہے۔ اور امام بخاریؒ نے ترجمہ کے دو جزء بیان کر کے دو احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن میں کسر دنان اور تخریق زقاق کا حکم ہے۔

فان کسر صنما او صلیبا الخ صنم اور صلیب لکڑی لوہے اور پیتل سے بنائے جاتے ہیں اور طنبور بھی آلات ملاہی یعنی گانے بجانے کے آلات میں سے ہے۔ جسے لکڑی سے بنایا جاتا ہے۔ مالا ینتفع بخشبہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی آلہ لھو کو توڑا جائے کہ توڑنے سے پہلے اس کی لکڑی سے فائد حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ او بمعنی حتی کے ہے۔ کہ ان مذکورین کو اس حد تک توڑا گیا کہ ان کی لکڑی سے فائد نہیں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ جن مٹکوں میں شراب تھی اگر وہ مسلمان کے ہیں تو امام ابو یوسفؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ضمان نہیں ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ضمان ہے۔ اس لئے کہ شراب کا گرانا بغیر توڑنے کے ممکن تھا۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ مٹکوں کے توڑنے کا حکم مندوب ہے۔ اگر یہ مٹکے ذمی کے ہیں تو بلا خلاف احناف سب کے نزدیک ضمان ہے۔ کیونکہ شراب ان کے نزدیک مال متقوم ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ضمان نہیں ہے اس لئے مسلمان اور ذمی کے حق میں یہ مال متقوم نہیں ہے۔ اگر یہ مال حربی کا ہے تو بالاتفاق ضمان نہیں۔ البتہ مستامن کے مال کی ضمان ہے۔ مشکیزوں کا چیرنا بھی اسی تفصیل کے ساتھ ہے کہ شراب کا مشکیزہ مسلمان کا ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک ضمان ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ضمان نہیں۔ آج کل فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے۔ خصوصاً اس زمان میں صلیب نصرانی کے تلف کرنے پر ضمان ہو گی۔ طنبور میں تفصیل ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے مسلمان کا طنبور۔ سارنگی۔ طبلہ۔ وغیرہ توڑ دیئے تو ضمان ہو گی۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔ البتہ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک ضمان نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی ان کی بیع جائز ہو گی البتہ طبل غازی اور وہ دف جس کا شادی میں بجانا جائز ہے ان کے توڑنے پر بالاتفاق ضمان ہے۔ لیکن وہ دف جو ہمارے زمانہ میں گھنگھروں وغیرہ کے ساتھ بجایا جاتا ہے وہ بلا خلاف مکروہ ہے۔

فلم یقض فیه بشیءٍ کا مطلب یہ ہے کہ لم یضمن صاحبه کہ ضمان واجب نہیں کی۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ سے عدم ضمان واضح ہے۔ مہلب فرماتے ہیں کہ آلات باطل کے توڑنے کے بعد اگر ان میں کوئی منفعت رہ گئی ہے تو ان کا مالک اس کا زیادہ حق دار ہے۔ البتہ اگر امام وحاکم عقوبۃ وسزا کے طور پر ان کو جلادے تو اس کو اس کا حق حاصل ہے اپنے اجتہاد سے اس کا فیصلہ کر سکتا ہے اگر تسلیم کرلیا جائے کہ قاضی شریح کا فتویٰ ہمارے خلاف ہے تب بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں کیونکہ حدیث رسول اللّٰہ علی العین والرأس عندالامام الاعظم۔

حدیث(۲۳۰۶)حدثناعلی بن عبداللّٰہ الخ
عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال دخل النبی ﷺ مکۃ وحول الکعبۃ ثلث مائۃ وستون نصبا فجعل یطعنھا بعود فی یدہ وجعل یقول جاء الحق وزھق الباطل الایۃ .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ ۳۶۰ مورتیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ اپنے ہاتھ کی لکڑی سے چوک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ حق آگیا باطل ہلاگ ہوگیا۔

حدیث(۲۳۰۷)حدثناابراھیم بن المنذر الخ
عن عائشۃؓ انھاکانت اتخذت علی سھوۃلھا ستراً فیہ تماثیل فھتکہ النبی ﷺ فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت یجلس علیھما......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے اپنی الماری پر پردہ ڈال دیا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ جن کو جناب نبی اکرم ﷺ نے پھاڑ ڈالا۔ جس سے حضرت عائشہؓ نے دو تکیے بنائے جو گھر میں رہتے تھے جن پر آپ بیٹھا کرتے تھے۔

باب من قتل دون مالہ

ترجمہ۔ جو شخص اپنے مال کی وجہ سے قتل کر دیا جائے تو کیا حکم ہے۔

حدیث(۲۳۰۸)حدثناعبداللّٰہ بن یزید الخ
عن عبداللّٰہ بن عمرؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول من قتل دون مالہ فھوشھید ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے جو اپنے مال کی وجہ سے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس حدیث کو ان ابواب میں اس لئے لائے تا کہ معلوم ہو کہ جو انسان کسی دوسرے کے مال کا ظلماً قصد کرے تو اس کی مدافعت کی جائے۔

باب اذا کسر قصعةً اوشيئاًلغيره

ترجمہ۔جب کوئی شخص کسی کا پیالہ یا کوئی اور چیز توڑ دے تو کیا حکم ہے۔

حديث(۲۳۰۹)حدثنامسددالخ عن انسؓ ان النبی ﷺ كان عندبعض نساءه فارسلت إحدى امهات المؤمنين مع خادم بقصعة فيها طعام فضربت بيدها فكسرت القصعة فضمها وجعل فيها الطعام وقال كلوا وحبس الرسول والقصعة حتى فرغوا فدفع القصعة الصحيحة وحبس المكسورة .....

ترجمہ۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ اپنے کسی بیوی محترمہ کے پاس تھے۔کہ امہات المؤمنین میں سے کسی ایک نے خادم کے ہمراہ ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا۔ تو اس بی بی نے اپنا ہاتھ مار کر پیالہ کو توڑ دیا۔ آپؐ نے اس کو جوڑ کر کھانا اس میں رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ کھاؤ قاصد اور پیالہ کو روک لیا۔جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپؐ نے ایک صحیح سالم پیالہ واپس کیا۔ اور ٹوٹے ہوئے کو روک لیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ احدى امهات المؤمنين بعض نے کہا کہ وہ بی بی صفیہؓ تھیں۔یا ام سلمہؓ۔اور ہاتھ مار کر توڑنے والی حضرت عائشہؓ تھیں خادم کا اطلاق اگرچہ مذکر اور مؤنث دونوں پر ہوتا ہے لیکن اس جگہ مؤنث مراد ہے۔ضربت التی فی بیتھا ید الخادم یعنی اس بی بی نے جس کے گھر میں آپؐ تھے اس نے خادمہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جس سے پیالہ گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ اگر اشکال ہو کہ پیالہ تو متقوم ہے پیالے کے بدلے پیالہ کیوں دیا گیا۔ قیمت کیوں نہ دلائی گئی۔ بیہقی فرماتے ہیں چونکہ دونوں پیالے آنحضرت ﷺ کے تھے تو آپؐ نے توڑنے والی کو سزا یہ دی کہ ٹوٹا ہوا پیالہ ان کے گھر میں رہنے دیا۔ اور صحیح سالم دوسری کے پاس بھیج دیا۔ تو یہاں تضمین نہ ہوئی بلکہ عدل فرمایا۔

باب اذاهدم حائطا فليبن مثله

ترجمہ۔جس نے کسی کی دیوار گرادی تو اسے اس جیسی دیوار بنا دینی چاہیئے۔

حديث(۲۳۱۰)حدثنامسلم بن ابراهيم الخ عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ كان رجل فی بنی اسرائيل يقال له جريج يصلی فجائته امه فد عته فابى ان يجيبها فقال اجيبها اواصلی

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ جریج کہا جاتا تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی پس اس نے اسے بلا لیا اس نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگا کہ اس کو جواب دوں

ثم اتته فقالت اللهم لاتمته حتی تریه وجوه المؤمسات وکان جریج فی صومعته فقالت امراۃ لافتنن جریجا فتعرضت له فکلمته فابی فاتت راعیاً فامکنته من نفسها فولدت غلاماً فقالت هومن جریج فاتوه وکسرواصومعته فانزلوه وسبّوه فتوضأوصلی ثم اتی الغلام فقال من ابوك یاغلام قال الراعی قالوا نبنی صومعتك من ذهب قال لاالامن طینٍ ......

یا نماز پڑھوں پھر وہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو اسے زانی عورتوں کا منہ نہ دکھلادے اور جریج اپنی عبادت گاہ میں تھا اب عورت کہنے لگی میں جریج کو ضرور کسی آزمائش میں مبتلا کردوں گی۔ چنانچہ وہ اس کے سامنے آکر بات کرنے لگی۔ لیکن انہوں نے انکار کردیا وہ ایک گڈریے کے پاس آئی اسے اپنی ذات پر قدرت دے دی یعنی جماع کرالیا۔ پس ایک لڑکا جنا کہنے لگی یہ تو جریج سے ہے چنانچہ لوگوں نے آکر اس کا گرجا گھر توڑدیا۔ اور اس کو مرتبہ سے اتار دیا۔ یا صومعۃ سے اتار دیا اور اسے گالی گلوچ دیا پس اس نے وضو کرکے نماز پڑھی۔ پھر لڑکے کے پاس آکر کہنے لگے اے لڑکے تیرا باپ کون ہے لڑکے نے کہا گڈریا تو لوگوں نے کہا اب ہم تیرا گرجا سونے کا بنادیں گے۔ فرمایا نہیں مجھے تو وہی مٹی کا صومعہ چاہئیے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فلیبن مثله امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام ثوریؒ یہی فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کی دیوار گرائی اس جیسی دوبارہ بنادے۔ اگر مماثلہ ممکن نہ ہو تو قیمت دی جائے۔

جریج کہتے ہیں کہ راہب تھا۔ ابن بطالؒ کہتے ہیں ممکن ہے نبی ہو۔ اس واقعہ سے ان کی کرامت ظاہر ہوئی۔ نیز! معلوم ہوا کہ والدین کی دعا مقبول ہوتی ہے خواہ دل تنگی کی حالت میں ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشرکة

باب الشرکة فی الطعام والنهد والعروض وکیف قسمة مایکال ویوزن مجازفة اوقبضة قبضة لما یرالمسلمون فی النهد باسان یاکل هذا بعضاوهذا بعضاوکذلک مجازفة الذهب والفضة والقران فی التمر ۔

ترجمہ۔ کھانے میں شرکت۔ مخارجہ میں اور اسباب میں شرکت اور جو چیزیں ناپ اور تول میں داخل ہیں ان کی تقسیم اندازے سے ہو یا مساوی ہو۔ اس لئے مخارجہ کے اندر مسلمان کوئی حرج نہیں سمجھتے بایں طور کہ کسی نے تھوڑا کھایا یا کسی نے زیادہ کھایا۔ اور سونے اور چاندی کا اندازے سے بیچنا اور کھجور میں دودو کو ملا کر کھانا۔

حدیث (۲۳۱۱) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن جابر بن عبداللہؓ انه قال بعث رسول الله ﷺ بعثاقبل الساحل فامر علیهم اباعبیدة بن الجراحؓ وهم ثلث مائة وانافیهم فخرجنا حتی اذا کنا ببعض الطریق فنی الزاد فامر ابوعبیدة بازواد ذلک الجیش فجمع ذلک کله فکان مزودی تمر فکان یقوتناکل یوم قلیلاً قلیلاً حتی فنی

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا جن پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو امیر مقرر فرمایا وہ دستہ تین سو آدمیوں پر مشتمل تھا اور میں بھی ان میں شامل تھا پس ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم ابھی راستہ میں تھے کہ ہماری خوراک ختم ہو گئی۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ نے حکم دیا کہ سارے لشکر کی خوراک جمع کی جائے۔ تو کھجور کے دو تھیلے بن گئے۔ اور وہ ہمیں ہر روز تھوڑی تھوڑی غذا دیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بھی

فلمیکن یصیبنا الا تمرة تمرة فقلت وماتغنی تمرة فقال لقد وجدنا فقدها حین فنیت قال ثم انتهینا الی البحر فاذاحوت مثل الظرب فاکل منه ذلک الجیش ثمانی عشرة لیلة ثم امر ابوعبیدة بضلعین من اضلاعه فنصبا ثم امر براحلةٍ فرحلت ثم مرت تحتهما فلم تصبهما ......

ختم ہو گئی۔ پس ہمیں صرف ایک ایک دانہ کھجور کا ملتا تھا میں نے کہا ایک دانہ کھجور کا کیا کام دیتا ہو گا پس ہم نے اس کی گمشدگی کو محسوس کیا کہ وہ بھی ختم ہو گیا بہر حال پھر ہم سمندر تک پہنچ گئے پس وہاں ایک چھوٹے پہاڑ کی طرح ایک مچھلی ملی۔ جس کو اٹھارہ راتوں تک یہ لشکر کھاتا رہا پھر حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کی پسلی کی ہڈیوں میں سے دو ہڈیوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کو کھڑا کیا جائے پھر سواری کی اونٹنی پر کجاوہ کسا گیا۔ اور اسے ان دو ہڈیوں کے نیچے سے گذارا گیا۔ پس یہ اونٹنی ان دونوں کو نہ پہنچ سکی۔

حدیث (۲۳۱۲) حدثنا بشر بن مرحوم الخ عن سلمة بن الاکوعؓ قال خفت ازواد القوم واملقو فاتوا النبی ﷺ فی نحر ابلهم فاذن لهم فلقیهم عمرؓ فاخبروه فقال مابقاؤکم بعد ابلکم فدخل علی النبی ﷺ فقال یارسول الله مابقاؤهم بعد ابلهم فقال رسول الله ﷺ نادفی الناس فیاتون بفضل ازوادهم فبسط لذالك نطع وجعلوه علی النطع فقام رسول الله ﷺ فدعا وبرك علیه ثم دعاهم باوعیتهم فا حتثی الناس حتی فرغوا ثم قال رسول الله ﷺ اشهدان لااله الاالله وانی رسول الله

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ قوم کی خوراک کم ہو گئی اور محتاج ہو گئے اور جناب نبی اکرم ﷺ سے اپنے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت کے لئے آئے آپؐ نے ان کو اجازت دے دی راستے میں حضرت عمرؓ ملے جن کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا اونٹوں کے بعد تمہاری کیا زندگی ہو گی۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ! اونٹوں کے بعد ان کی زندگی کیسے ہو گی۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں اعلان کر دو کہ اپنی بچی ہوئی خوراک لے آئیں چنانچہ ایک چمڑے کا فرش بچھایا گیا جس پر یہ سب خوراک ڈال دی گئی آپؐ نے کھڑے ہو کر دعا کی اور اس پر برکت کی دعا مانگی پھر انکے برتن منگوائے تو لوگوں نے چلو بھر بھر کر ان میں ڈالے یہاں تک کہ سب فارغ ہو گئے۔ بعد ازاں آپؐ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حدیث (۲۳۱۳) حدثنا محمد بن یوسف الخ سمعت رافع بن خدیجؓ قال کنانصلی مع النبی ﷺ

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر

العصر فننحرجزوراً فتقسم عشر قسم فناكل لحمانضيجاقبل ان تغرب الشمس ......

گوشت والا اونٹ ذبح کرتے جسے دس حصوں میں بانٹا جاتا پس سورج غروب ہونے سے پہلے ہم پکا ہوا گوشت کھاتے تھے۔

حديث(٢٣١٤)حدثنامحمدبن العلاء الخ عن ابی بردةؓ عن ابی موسیؓ قال قال النبی ﷺ ان الاشعر يين اذاارملوه فی الغزواو قل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ماكان عندهم فی ثوب واحد ثم اقتسموه بينهم فی اناء واحد بالسوية فهم منی وانامنهم ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں کی خوراک جب کسی جنگ میں ختم ہو جاتی۔ یا مدینہ میں ہی ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو جاتا۔ تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا وہ اسے ایک کپڑے میں جمع کر لیتے۔ پھر ایک برتن میں ڈال کر آپس میں برابر تقسیم کر لیتے پس وہ میرے سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لمالم یرالمسلمون الخ ظاہرا اس طرح سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کھانے والے افراد میں کافی فرق ہوتا ہے۔ کہ کچھ تھوڑا کھاتے ہیں کچھ زیادہ کھاتے ہیں۔ لیکن عرف میں شرکاء کے اندر اس قسم کے تفاوت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔

مجمع ذلك كله یقینی بات ہے کوئی تھوڑا لایا ہوگا کوئی زیادہ لایا ہوگا۔ بایں ہمہ کھجور کے دینے میں مساوات برتی گئی۔ کیونکہ عرف کے اندر ایسے فرق کو شرکاء کے درمیان باطل قرار دیا جاتا ہے۔ یہ اذن عرفی کہلاتا ہے۔

فاكل منه ذلك الجيش حالانکہ استحقاق اس میں سب کا مساوی تھا۔ لیکن بعض کے تھوڑے کھانے کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

فی نحر ابلهم یعنی وہ لوگ اونٹوں کے ذبح کرنے کے بارے میں رخصت اور اجازت مانگنے آئے تھے۔ فاحتثی الناس زیادتی اور نقصان کے فرق کے بغیر ہر ایک نے اپنی ضرورت کے مطابق لیا۔ حالانکہ ان کی لائی ہوئی خوراک میں کمی بیشی تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شرکت دو قسم ہے۔ شرکت فی الملك اور شرکت فی العقد۔ شرکت فی الملك یہ ہے کہ مثلاً دو آدمی کسی ذات میں یا ارث وغیرہ میں شریک ہو جائیں تو شرکت ملک میں ہر ایک اپنے ساتھی کے حصہ میں اجنبی ہے۔ دوسری شرکت عقد ہے کہ ایک آدمی کہے کہ میں تیرے ساتھ فلاں چیز میں شریک ہوں۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ پھر یہ شرکت چار قسم ہے شرکت مفاوضہ۔ شرکت عنان۔ شرکت تقبل اور شرکت وجوہ۔ جن کی تفصیل فروعات میں ملے گی۔ نَہد اور نِہد بالکسر والفتح اس مخارجہ کو کہتے ہیں کہ چند لوگ سفر میں اپنا اپنا خرچہ اکٹھا کر لیں۔ اور پھر اسے تقسیم کریں لیکن یہ سفر کی قید اتفاقی ہے۔ جیسے کہ

اشعریین مدینہ منورہ میں ایسا کرتے تھے جس طرح روایت میں آیا ہے۔ بہر حال تقسیم میں مساوات ہے کھانے میں مساوات نہیں ہے یہ ربوا (سود) نہیں۔ بلکہ یہ باب اباحۃ میں سے ہے۔

مجازفة الذهب بالفضة سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے بیع تو تساوی ہو گی۔ البتہ اگر جنس بدل جائے۔ مثلا سونے کو چاندی کے بدلے یا چاندی کو سونے کے بدلے لیا جائے تو اختلاف جنس کی صورت میں اندازے سے لینا جائز ہے۔ کیونکہ غیر جنس میں زیادتی سود نہیں ہے۔ ہم جنس میں تفاضل سود ہے۔

لمالم یر المسلمون سے جواز کی دلیل بیان فرمائی ہے کہ نہد میں تھوڑے سے تفاوت کا کوئی اعتبار نہیں۔

علی قلة اکل بعض الخ یہ ایک اور وجہ تطبیق ہے۔ حدیث کی باب کے ساتھ جو الشرکة فی الطعام والنهد کے زیادہ موافق ہے۔

فاحتثی النا س الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کی مطابقت یأتون بفضل ازوادهم تو اس میں خوراک کو جمع کیا جو نہد کے معنی ہیں۔ بہر حال ان روایات میں جمع کرنے میں تو مساوات بیان کی ہے لیکن تقسیم کرنے اور دینے میں تفاوت ہے۔ جو اذن عرفی کی وجہ سے جائز ہے۔ اسی طرح تقسیم عشر قسم میں ترجمہ ہے کہ بغیر ترازو کے گوشت اندازے سے تقسیم کیا گیا جو عرف میں جائز ہے اس طرح جمعواماکان عندهم فی ثوب واحد ثم اقتسموا بینهم سے ترجمہ ثابت ہوا۔

باب ماكان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية فی الصدقة

ترجمہ۔ دو شریک زکوۃ ادا کرنے کے بعد آپس میں برابر سرابر ایک دوسرے سے رجوع کریں۔

حدیث (۲۳۱۵) حدثنامحمدبن عبدالله الخ ان انساحدثه ان ابابکرؓ کتب له فریضةالصدقة التی فرض رسول الله ﷺ قال وماکان من خلیطتین فانهما یتراجعان بینهما بالسویة .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انکی طرف زکوۃ کا فریضہ و فرمان لکھ بھیجا جو جناب رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ دو شریک جو کچھ خرچ کریں وہ ایک دوسرے سے برابری کی بنیاد پر رجوع کریں۔

یعنی ایک نے تھوڑا خرچ کیا دوسرے نے زیادہ کیا تو وہ ایک دوسرے سے رجوع کر سکتے ہیں صدقہ کی قید اتفاقی ہے ہر شرکت کا یہی حکم ہے۔

باب قسمة الغنم

ترجمہ۔ بکریوں کی تقسیم اور بانٹ کیسے ہو

حدیث (۲۳۱۶) حدثناعلی بن الحکم الخ عن جدہ

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ جناب

قال کنامع النبی ﷺ بذی الحلیفة فاصاب الناس جوع فاصابوا ابلاًوغنماً قال وکان النبی ﷺ فی اخریات القوم فعجلوا وذبحوا ونصبوا القدور فامر النبی ﷺ بالقدور فاکفئت ثم قسم فعدل عشرة من الغنم ببعیر فندّمنها بعیر فطلبوه فاعیاهم وکان فی القوم خیل یسیرة فاهوی رجل منهم بسهم فحبسه الله ثم قال ان لهذه البهائم اوابد کاوابد الوحش فماغلبکم منها فاصنعوا به هکذا فقال جدّی انا نرجوا اونخاف العدو غدا ولیست معنا مدی افنذبح بالقصب قال ما انهر الدم وذکراسم الله علیه فکلوه لیس السن والظفر وساحدثکم عن ذلک اماالسن فعظم واما الظفر فمدی الحبشة .....

نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ذی الحلیفہ میں تھے کہ لوگوں کو بھوک نے ستایا پس انہیں کچھ اونٹ اور بکریاں ملیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ قوم کے آخری حصہ میں تھے تو لوگوں نے جلدی میں ان کو ذبح کر دیا اور ہانڈیاں چڑھا دیں تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اطلاع ملنے پر حکم دیا کہ ہانڈیاں الٹ دی جائیں پھر ان کو بانٹنا شروع کیا پس دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا پس ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا جس کو تلاش کیا گیا لیکن اس نے لوگوں کو تھکا دیا اور قوم میں گھوڑا سواروں کا ایک چھوٹا سا دستہ تھا جن میں سے ایک آدمی نے تیر سے اس اونٹ کا قصد کیا جس نے اسے روک دیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ چوپایوں میں بھی نفرت کرنے والے وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں۔ پس ان میں سے جو بھی تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ راوی فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے فرمایا کہ بے شک ہمیں کل دشمن کا خطرہ ہے اور ہمارے پاس چھری نہیں ہے تو کیا ہم جانور کو سرکنڈی سے ذبح کر سکتے ہیں فرمایا جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے پس اس کو کھا سکتے ہو۔ بشرطیکہ دانت اور ناخن نہ ہو میں اس کے متعلق تمہیں حدیث سناؤں گا۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u> ۔ قستم الغنم یقینی بات ہے کہ بکریاں کئی چھوٹی حبثہ کی ہوں گی۔ کوئی بڑے حبثہ کی۔ کوئی طاقتور اور کوئی کمزور ہوں گی اور یہی اونٹوں کا حال ہے کہ ان میں چھوٹے بڑے قوی کمزور ہر قسم کے ہوں گے لیکن تقسیم میں اس قسم کے فرق کا اعتبار نہیں کیا گیا بلکہ اس کو ہدر کیا گیا۔

<u>تشریح از شیخ زکریاؒ</u> ۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ بکری گائے اور اونٹ کو بغیر قیمت لگائے تقسیم کرنا جائز ہے۔ یہی امام مالکؒ اور کوفیین کا مسلک ہے۔ بشرطیکہ شرکاء ایسی تقسیم پر راضی ہوں۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بغیر قیمت لگائے جانوروں کی تقسیم جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں حنین کی اس غنیمت میں اونٹ اور بکریوں کے سوا اور کوئی جانور نہیں ہے۔

اگر ہوتے توان کی بھی قیمت لگا کر تقسیم کی جاتی۔ جاننا چاہئے کہ امام بخاریؒ نے تین تراجم متقاربہ بیان فرمائے ہیں پہلا یہی قسمة الغنم ہے جس میں حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت لائے ہیں۔ دوسرا ترجمہ باب قسمة الغنم والعدل فیھا جس میں حضرت عقبہ بن عامر کی روایت لائے ہیں۔ اور تیسرا ترجمہ ہے من عدل عشرة من الغنم بجزور فی القسم اس میں بھی حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت لائے ہیں۔ دیگر شراح نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی کہ ان میں کیا فرق ہے پہلے دو ترجمے تو واضح ہیں تیسرے ترجمہ میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا ہے۔ لیکن یہ باعتبار تقسیم کے ہے قربانی کے اعتبار سے نہیں اس سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ ایک اونٹ کی دس آدمیوں کی طرف سے قربانی جائز ہے۔ یہ مسلک اسحٰق وغیرہ کا ہے اور پہلے ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ بکریوں کی تقسیم باعتبار عدد کے ہے۔ قیمت کے اعتبار سے نہیں جس کی طرف شیخ گنگوہیؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اور دوسرے ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ اس سے تنبیہ کرنا ہے۔ اس تقسیم میں عدل کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اور تفاوت یسیر سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ البتہ تفاوت فاحش کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ جیسے حضرت عتبہ نے بکریوں کی تفاوت کا اعتبار نہیں کیا۔ البتہ غنم اور چھ ماہ کے بچے کی قربانی میں فرق کر دیا گیا کہ خصوصیت سے ان کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا۔

لیست معنا مدی اس سوال کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دشمنوں سے قتال تلواروں کے ساتھ ہوتی ہے چھوٹے ہتھیار جو ذبح میں کام آتے ہیں وہ مجاہدین کے پاس نہیں ہوتے اس لئے اس سوال کرنے کی نوبت آئی۔

باب القران فی التمر بین الشرکاء حتی یستاذن اصحابه

ترجمہ۔ جو کھجور کئی شرکاء میں ہو ان میں سے دو دو کو ملا کر کھانا جائز نہیں جب تک اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ لے

حدیث (۲۳۱۷) حدثنا خلاد بن یحیٰی الخ سمعت ابن عمرؓ یقول نھی النبی ﷺ ان یقرن الرجل بین التمرتین جمیعا حتی یستاذن اصحابه

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے دو کھجوروں کو اکٹھا کر کے ملا کر کھانے سے آپؐ نے منع فرمایا جب تک کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ لے لے۔

حدیث (۲۳۱۸) حدثنا ابو الولید الخ عن جبلة قال کنا باالمدینة فاصابتنا سنة فکان ابن الزبیر یرزقنا التمر وکان ابن عمرؓ یمر بنا فیقولوا لاتقرنوا فان النبی ﷺ نھی عن الاقران الاان یستاذن الرجل منکم اخاه ......

ترجمہ۔ حضرت جبلہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے کہ ہمیں قحط سالی نے آلیا۔ تو ابن الزبیرؓ ہمیں کھانے کے لئے کھجور دیا کرتے تھے۔ اور ابن عمرؓ کا ہمارے پاس سے گذر ہوتا تو فرماتے کہ دو کو ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ تم میں سے کوئی آدمی دوسرے سے اجازت مانگ لے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ القران فی التمر اس میں بھی تفاوت کو بدر باطل کیا گیا ہے کیونکہ بہت سے آدمی جلدی جلدی کھانے والے ہیں اور بعض دیر سے کھاتے ہیں۔ تو کھانے میں فرق ہے جس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ چونکہ دو دو کو ملا کر کھانا کثیر الوقوع تھا اس لئے اس سے منع کیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ نہی عن القران کی نہی تحریم کی نہیں بلکہ ندب کی ہے جس کو حسن ادب سے شمار کیا گیا ہے۔ اس لئے قسطلانیؒ نے حذف مضاف کرتے ہوئے ترجمہ ترک القران کے معنی کئے ہیں۔

الحمد للہ نواں پارہ ختم ہوا ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ شب چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دسواں پارہ

باب تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل --

ترجمہ۔ شرکاء کے درمیان مشترکہ اشیاء کی قیمت کرنا جو عدل اور انصاف کے ساتھ قیمت مقرر کی جائے۔

حدیث(۲۳۱۹) حدثنا عمران بن ميسرة الخ عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ من اعتق شقصا له من عبد اوشركا اوقال نصيبا وكان له مايبلغ ثمنه بقيمة العدل فهو عتيق والافقد عتق

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے عبد کا حصہ آزاد کر دیا اور عدل وانصاف کے ساتھ اس کی قیمت تمام عبد کو پہنچ جاتی ہے تو وہ آزاد ہوگا ورنہ جتنا حصہ اس نے آزاد کیا ہے اتنا ہی آزاد ہوگا۔

منه ما عتق قال لا ادری قوله عتق منه ماعتق قول عن نافع او فی الحدیث عن النبی ﷺ .....

ایوب راوی کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ عتق منه یہ قول نافع کا ہے یا جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں سے ہے۔ شقص شرک اور نصیب کے ایک معنی ہیں۔

حدیث(۲۳۲۰)حدثنا بشر بن محمد الخ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال من اعتق شقیصا من ملوکه فعلیه خلاصه فی ماله فان لم یکن له مال قوم المملوك قیمة عدل ثم استسعی غیر مشقوق علیه .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مملوک غلام کا حصہ آزاد کر دیا پس اس کے مال میں اس غلام کی خلاصی ہے۔ اگر آزاد کرنے والے کا مال نہیں ہے تو عدل وانصاف کے ساتھ غلام مملوک کی قیمت لگائی جائے گی۔ پھر بغیر کسی مشقت میں ڈالے غلام سے کوشش کرا کر رقم ادا کی جائے گی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شقص۔شتیس۔شرک اور نصیب سب کے معنی حصہ کے ہیں۔ قیمة عدل کا مطلب یہ ہے کہ مملوک کله آزاد ہو گا۔ بعض تو آزاد کرنے کی وجہ سے اور بقیہ سرایت کی وجہ سے۔

عتق منه ماعتق دونوں عین کے فتح کے ساتھ ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعی نے اس حدیث اور بعد والی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عبد کے عتق میں تجزیہ ہو سکتا ہے۔ مگر وہ قیمت لگانے کے بعد۔ اور حضرات فرماتے ہیں کہ بیع عتق کے لئے ہو تو بھی قیمت لگائی جائے گی۔ عتق ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو گا۔ صاحبینؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بغیر قیمت لگانے کے عبد کی تقسیم ہو سکتی ہے ان کا مستدل غنائم حنین کی تقسیم ہے جس میں سبایا اور مویشی کو بغیر قیمت لگائے تقسیم کیا گیا۔

غیر مشقوق علیه اس حدیث میں یہ زیادتی ہے مقصد یہ ہے کہ عبد تو آزاد ہو جائے گا۔ البتہ اپنی قیمت کیلئے اکتساب یعنی کمائی کر کے اپنی قیمت ادا کرنا ہو گی۔ البتہ کمائی کرانے میں اس پر سختی نہ برتی جائے۔ اس حدیث سے حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ شریک کو اختیار ہے چاہے اپنا حصہ بھی آزاد کر دے یا عبد سے کمائی کرا کر اس کی قیمت وصول کرے۔ ولاء دونوں صورتوں میں شرکاء کا ہو گا یا یہ کہ آزاد کرنے والا اس کے حصہ کا ضامن ہو گا۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یسار کی صورت میں ضمان ہے اور تنگدستی کی صورت میں کمائی کرانا ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ جب عبد دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو جب ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر وہ مالدار ہے تو شریک کے حصہ کا ضامن ہو۔ تنگ دست ہے کہ جس قدر عبد کا حصہ آزاد ہوا ہے پس اتنا ہی آزاد ہو گا سعی کسب کی ضرورت نہیں ہے لیکن ابن حزم فرماتے ہیں استسعائی کا ثبوت تیس ۳۰ صحابہ کرامؓ سے ہے اور عتق منه ماعتق یہ زیادتی صحیح نہیں ہے اور نہ ہی حدیث کا حصہ ہے بلکہ نافع کا قول ہے۔ بلکہ محلی میں ابن حزم فرماتے ہیں هی مکذوبة۔

باب هل يقرع فى القسمة والاستهام فيه ـ

ترجمہ ۔ کیا بانٹنے میں قرعہ اندازی کی جائے یا اپنا حصہ لینے میں قرعہ اندازی جائز ہے ۔

حديث(۲۳۲۱)حدثنا ابو نعيم الخ سمعت النعمان بن بشير ؓ عن النبى ﷺ قال مثل القائم على حدود الله والواقع فيها كمثل قوم استهموا على سفينة فاصاب بعضهم اعلاها وبعضهم اسفلها فكان الذين فى اسفلها اذا استقوا من الماء مروا على من فوقهم فقالوا لوانا خرقنا فى نصيبنا خرقاً ولم نؤذ من فوقنا فان يتركوهم ومااردوا اهلكوا جميعاً وان اخذوا على ايدهم نجوا ونجوا جميعاً ....

ترجمہ ۔ حضرت نعمان بن بشیر ؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا جو لوگ اللہ عزوجل کی حد پر قائم ہیں اور معروف کو چھوڑ کر ان حدود میں پڑ گئے ہیں ایک قوم کے حال کی طرح ہے جنہوں نے ایک کشتی میں اپنا اپنا حصہ لے لیا بعض جہاز کے اعلیٰ درجہ میں پہنچے اور بعض نچلے درجہ میں رہے ۔ پس جو لوگ نچلے حصہ میں تھے پانی پینے کیلئے ان کا گذر اوپر والے حصہ کے لوگوں سے ہوا تو کہنے لگے اگر ہم اپنے حصہ سے کچھ حصہ چیر کر وہاں سے پانی لے لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ پہنچائیں پس اگر اوپر والوں نے ان لوگو کو اپنے ارادے پر چھوڑ دیا تو سب کے سب ہلاک ہوں گے اگر انہوں نے اس کو روک لیا تو سب کے سب نجات پا جائیں گے ۔

تشریح از قاسمی ؒ ۔ استہام کے معنی قرعہ اندازی کے نہیں بلکہ حصہ لینے کے ہیں ۔ وماا رادو میں واؤ بمعنی مع کے ہے ۔ هلكو جميعاً یعنی فوق اور تحت سب والے ہلاک ہوں گے ۔ اس طرح جب حدود شرعی نافذ ہوں ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنكر پر عمل ہو تو سب نجات پائیں گے ۔ ورنہ معاصی کی وجہ سے مجرم اور غیر مجرم سب کے سب ہلاک ہوں گے کہ غیر مجرموں نے حدود الهی کو قائم نہیں کیا ۔

باب شركة اليتيم واهل الميراث

ترجمہ ۔ اور میرث والوں کی شرکت کے بارے میں

حديث (۲۳۲۲) حدثنا الاويسى الخ اخبرنى عروة بن الزبير انه سال عائشةؓ عن قول الله عزوجل وان خفتم الا تقسطوا فى اليتامى

ترجمہ ۔ حضرت عروۃ بن الزبیر ؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا وان خفتم الا تقسطوا الخ فرمایا اے بھانجے ! یہ ایک یتیم لڑکی جو اپنے متولی کی

فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع قالت یاابن اختی هی الیتیمة تکون فی حجر ولیها تشارکه فی ماله فیعجبه مالها وجمالها فیرید ولیها ان یتزوجها بغیران یقسط فی صداقها فیعطیها مثل مایعطیها غیره فنهوا ان ینکحوهن الاان یقسطوا لهن ویبلغوبهن اعلی سنتهن من الصداق وامروا ان ینکحوا ماطاب لهم من النساء سواهن قال عروة قال عائشةؓ ثم ان الناس استفتوا رسول الله ﷺ بعد هذه الایة فانزل الله ویستفتونک فی النساء الی قوله وترغبون ان تنکحوهن والذی ذکرالله انه یتلی علیکم فی الکتاب الایة الاولی التی قال فیها وان خفتم ان لاتقسطوا فی الیتمی فانکحوا ماطاب لکم من النساء قالت عائشةؓ وقول الله فی الایة الاخری وترغبون ان تنکحوهن یعنی هی رغبة احدکم لیتیمته التی تکون فی حجره حین تکون قلیلة المال والجمال فنهوا ان ینکحوا ما رغبوا فی مالها وجمالها من یتمی النساء الابالقسط من اجل رغبتهم عنهن .....

پرورش میں ہوتی تھی۔ جو اس کے مال میں شریک ہوتی تھی پس اس کا مال اور جمال دونوں پسند ہوتے تھے وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا مگر اس کے حق مہر میں انصاف نہیں کرتا تھا کہ اس کو اتنا حق مہر دے جو دوسرا دیتا ہے تو ان کو ان کے نکاح کرنے سے روک دیا گیا۔ البتہ اگر وہ ان سے انصاف کریں اور ان کے دستور کے مطابق ان تک پورا مہر پہنچائیں ورنہ ان کو حکم ہوا کہ انکے سوا تم عورتوں سے نکاح کرو حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس آیت کے بعد لوگوں نے آپؐ سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ترجمہ آیت قرآنیہ کہ یہ لوگ آپؐ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تو ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان عورتوں کے بارے میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات جو کتاب اللہ میں یتامی النساء کے بارے میں پڑھی جاتیں انکا حکم یہ ہے وترغبون ان تنکحوهن تو وہ جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ تم پر کتاب اللہ کی آیات پڑھی جائیں گی وہ پہلی آیت ہے جس میں فان خفتم الاتقسطوا الخ ہے اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دوسری آیت کریمہ کے اندر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وترغبون ان تنکحوهن مطلب یہ ہے کہ وہ یتیمہ جو کسی کی پرورش میں ہو اس کے پاس مال بھی تھوڑا ہے اور حسن وجمال بھی تھوڑا ہے پھر بھی مال اور جمال میں بے رغبتی کی وجہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ان یتیم عورتوں سے روگردانی کی وجہ سے عدل وانصاف نہیں کرنا چاہتا تو ایسے لوگوں کو نکاح کرنے سے روک دیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ دونوں آیتوں کے اندر جو دو قسم کی عورتوں کا ذکر ہے ان میں ایک مرغوب فیها ہے۔ اور دوسری مرغوب عنها ہے۔ لیکن من اجل رغبتهم عنهن مارغبوفی مالها وجمالها پر مرتب ہے

لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں عنھن میں تم عن کو معنی فی میں محمول کیا جائے تو اس وقت مارغبوا فی مالھا وجمالھا پر ترتب صحیح ہو جائے گا۔ لیکن اس توجیہ کی تردید کتاب التفسیر کا یہ قول کرتا ہے جس کے آخر میں من اجل رغبتھم عنھن اذاکن بہ قلیلة المال والجمال تو اس صورت میں عن کو فی پر محمول کرنا صحیح نہیں رہتا۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ جب بوجہ قلت مال اور جمال کی وجہ سے مرغوب عنھا ہو تو ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور دوسری عورتوں کو تلاش کرتے ہو۔ تو پھر تمہیں اس صورت میں بھی انہیں ترک کر دینا چاہئے جب کہ ان کے مال اور جمال میں رغبت کی وجہ سے نکاح تو کرنا چاہتے ہو لیکن ان کا دستور کے مطابق حق مہر ادا نہیں کرنا چاہتے۔ ہاں! اگر ان کے حقوق کی ادائیگی اور حق مہر پورا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح کا حق پہنچتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ امام بخاریؒ کے ترجمہ میں شرکة الیتیم واھل المیراث میں واؤ بمعنی مع کے ہے۔ اور ابن بطالؒ کے قول کے مطابق سب کا اتفاق ہے کہ یتیم کے مال میں شرکت جائز نہیں مگر اس صورت میں جب کہ یتیم کی اس میں مصلحت ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قل اصلاح لھم خیر یعنی یتامی کی بھلائی بہتر ہے۔

الغرض یتامی النساء کے ساتھ ہر صورت میں عدل کا برتاؤ ہو۔ نیز! تشارکہ فی المال محل ترجمہ ہے۔

باب الشركة فى الارضين وغيرها

ترجمہ۔ اراضی وغیرہ میں شریک ہونا

حدیث (۲۳۲۳) حدثنا عبداللہ بن محمد الخ عن جابر بن عبداللہؓ قال انما جعل النبی ﷺ الشفعة فى كل مالم يقسم فاذاوقعت الحدود وصرفت الطرق فلاشفعة ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شفعہ ہر اس چیز میں جائز رکھا جس کی تقسیم نہ کی گئی ہو۔ جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہے۔

باب اذااقتسم الشركاء الدور او غيرها فليس لهم رجوع ولاشفعة

ترجمہ۔ جب شرکاء حویلیوں وغیرہ کو تقسیم کر لیں تو پھر نہ ان کو رجوع کا حق ہے اور نہ ہی اب شفعہ ہو گا۔

حدیث (۲۳۲۴) حدثنا مسدد الخ عن جابر بن عبداللہؓ قال قضى النبی ﷺ الشفعة فى كل مالم يقسم فاذاوقعت الحدود وصرفت الطرق فلاشفعة ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے شفعہ کا فیصلہ ہر اس چیز میں فرمایا جس کی تقسیم نہ کی گئی ہو۔ پس جب حدود مقرر ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو پھر شفع نہیں ہو گا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فلیس لهم رجوع اگران کو رجوع کا حق ہے پھر شفیع کو بھی شفع کا حق ہے۔ اس لئے مالک کا حق شراکت کی صورت میں باقی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ترجمہ میں تقسیم کا لازم ہونا ہے اور حدیث میں شفعہ کی نفی ہے چونکہ نفی شفعہ کو نفی رجوع لازم ہے لہذا جب وہ چیز مشترک ہو گئی تو اب شفعہ بھی لوٹ کر آئے گا۔ لاشفعة اس لئے کہ شفعہ شرکت میں ہوتا ہے تقسیم میں نہیں ہوتا۔ تو نفی شفعہ سے نفی وجوب لازم آئے گی۔

باب الاشتراك فی الذهب والفضة ومایكون فیه الصرف

ترجمہ۔ سونے اور چاندی میں شریک ہونا اور وہ چیزیں جن میں بیع صرف ہوتی ہے

حدیث (۲۳۲۵) حدثنا عمرو بن علی الخ سألت اباالمنهال عن الصرف یداً بید فقال اشتریت اناوشریك لی شیئاً یداً بیدٍ ونسیئة فجاء نا البراء بن عازبؓ فسالناه فقال فعلت اناوشریکی زید بن ارقم وسالنا النبی ﷺ عن ذلك فقال ماکان یداً بیدٍ فخذوه وماکان نسیئة فذروه ......

ترجمہ۔ سلمان بن ابی مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالمنہال سے دست بدست بیع صرف کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے کئی چیزیں خرید کیں دست بدست بھی اور ادھار پر بھی پھر ہمارے پاس حضرت براء بن عازبؓ تشریف لائے تو ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اور میرے شریک حضرت زید بن ارقم نے ایسا کیا۔ تو ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ جو سودا دست بدست ہے اس کو تو لے لو۔ اور جو ادھار پر ہے اس کو رد کر دو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابو المنہال اور ان کے شریک بیع صرف یعنی سونے اور چاندی کی خرید و فروخت یداً بید اور نسیئہ دونوں طرح سے کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت براء بن عازبؓ اور زید بن ارقم بھی سونے اور چاندی کی بیع نقد اور ادھار دونوں طرح سے کرتے تھے جن کو آپؐ نے اس سے منع فرمایا کہ جو نقد ہے وہ تو صحیح ہے جو ادھار ہے وہ مردود ہے۔

باب مشاركة الذمی والمشركین فی المزارعة۔

ترجمہ۔ ذمی اور مشرکین کا زراعت میں شریک ہونا۔

حدیث(۲۳۲۶)حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن عبداللہؓقال اعطی رسول اللہﷺخیبر الیھود ان یعملوھا ویزرعوھا وھم شطر مایخرج منھا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا علاقہ یہودیوں کو اس شرط پر دے دیا کہ وہی لوگ اس کی ساخت پرداخت کریں اور اس کی کاشتکاری کریں اور جو کچھ اس زمین سے پیداوار نکلے گی اس کا نصف حصہ ان کا ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مشرکین سے مستامن مراد ہیں۔ اہل ذمہ بھی ان کے حکم میں ہیں۔ مشرک حربی سے مسلمان کا معاملہ ہوتا ہی نہیں ہے۔

باب قسمة الغنم والعدل فیھا

ترجمہ۔ بکریوں کی تقسیم اور اس میں عدل وانصاف کرنا

حدیث(۲۳۲۷)حدثناقتیبة بن سعید الخ عن عقبة بن عامرؓان رسول اللہ ﷺ اعطاہ غنمایقسمھا علی صاحبتہ ضحایا فبقی عتود فذکرہ لرسول اللہ ﷺ فقال ضح بہ انت ....

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو بکریاں دیں تاکہ آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے درمیان قربانی کے لئے تقسیم کریں۔ پس ایک بکری کا بچہ بچ گیا۔ جس کا انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا آپؐ نے فرمایا تم ہی اس کو ذبح کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس حدیث میں ذکر ہوا کہ بکریوں کی تقسیم جائز ہے۔ بظاہر عدم جواز معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ کوئی بکری چھوٹی ہوتی ہے۔ کوئی کمزور اور کوئی قوی ہوتی ہے۔ اور عدل اس میں یہی ہے کہ ان کو چھانٹا نہ جائے۔ بڑے چھوٹے کی طرف نظر کئے بغیر کیف ما اتفق دیا جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ایسی تقسیم میں چشم پوشی برتی جاتی ہے۔ اور جو تقسیم حقوق واجبہ میں ہو وہاں تساوی ملحوظ ہوگی۔ جیسے حضرت عقبہؓ نے اپنے اجتہاد سے ہر ایک کو دیا کیونکہ آپؐ نے کسی کے لئے کوئی چیز معین نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ سب شریک تھے۔

باب الشرکة فی الطعام وغیرہ

ترجمہ۔ غلہ وغیرہ میں شراکت ہو تو کیا حکم ہے

ویذکر ان رجلاساوم شیئا فغمزہ اخر فرای عمرؓ ان لہ شرکة ......

ترجمہ۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے کسی چیز کا سودا کیا تو دوسرے نے اس کی چٹکی کاٹی۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ اس کی شراکت ہے۔

حدیث(۲۳۲۸)حدثنا اصبغ الخ عن جده عبدالله بن هشام وکان قد ادرك النبی ﷺ وذهبت به امه زینب بنت حُمَیدٍ الی رسول الله ﷺ فقالت یارسول الله ﷺ بایعه فقال هو صغیر فمسح راسه ودعاله وعن زهرة بن معبد انه کان یخرج به جده عبدالله بن هشام الی السوق فیشتری الطعام فیلقاه ابن عمرؓ وابن الزبیر فیقولان له اشرکنا فان النبی ﷺ قد دعالك بالبرکة فیشرکهم فربما اصاب الراحلة کما هی فیبعث بها الی المنزل قال ابوعبدالله اذاقال الرجل للرجل اشرکنی فاذاسکت فیکون شریکه بالنصف

ترجمہ۔ زہرۃ بن معبدؒ جنہوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پایا تھا ان کو ان کی والدہ زینب بنت حمیدؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جا کر کہنے لگیں یا رسول اللہ! اس کو بیعت کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا ابھی یہ چھوٹا ہے۔ آپؐ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ زہرہ بن معبدؓ سے مروی ہے کہ ان کے دادا حضرت عبداللہ بن ہشامؓ ان کو بازار کی طرف لے جاتے تھے۔ پس غلہ خرید کرتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ اور ابن الزبیرؓ کی ان سے ملاقات ہوتی تو وہ ان سے فرماتے کہ ہمیں بھی شریک بنالو۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ پس ان کو شریک بنالیتے پس کبھی کبھی ان کو تمام اونٹنی نفع میں مل جاتی جسے وہ گھر بھیج دیتے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھے شریک بنالو اور وہ دوسرا خاموش رہا تو وہ اسکے نصف مال میں شریک ہوگا۔

باب الشرکة فی الرقیق

ترجمہ۔ غلام میں شریک ہونا

حدیث (۲۳۲۹) حدثنا مسدد الخ عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال من اعتق شرکاله فی مملوك وجب علیه ان یعتق کله ان کان له مال قدر ثمنه یقام قیمة عدل ویعطی شرکاء ہ حصتهم ویخلی سبیل المعتق ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے مملوک غلام کا حصہ آزاد کر دیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ سارے کے سارے کو آزاد کر دے۔ بشرطیکہ اس کے پاس اس غلام کی قیمت کا مال ہو تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت کی جائے گی پھر اس کے شرکاء کو ان کا حصہ دیا جائے گا۔ اور آزاد کردہ غلام کا راستہ چھوڑ دیا جائیگا۔

حدیث(۲۳۳۰)حدثنا ابوالنعمان الخ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال من اعتق شقصاله فی عبدٍ اعتق کله ان کان له مال والا یستسع غیر مشقوق علیه.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اپنے غلام کا حصہ آزاد کر دیا تو وہ غلام سارے کا سارا آزاد ہو جائے گا بشرطیکہ معتق مالدار ہو اگر مالدار نہیں تو غلام سے بغیر مشقت ڈالے اس سے کمائی کرائی جائے گی اس کی بحث گذر چکی ہے۔

باب الاشتراك فی الھدی والبدن واذا اشترك الرجل الرجل فی ھدیه بعد ماا ھدی ـ ـ

ترجمہ۔ وہ بکری جو حرم کی طرف ہدی کے طور پر بھیجی جائے اس میں شراکت کیسی ہے۔ والبدن اور بڑے جانور قربانی کے ھدی بنانے کے بعد جب کوئی شخص دوسرے کو ھدی میں شریک کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث (۲۳۳۱) حدثناابو النعمان الخ عن ابن عباسؓ قال قدم النبی ﷺ صبح رابعة من ذی الحجة مھلّین بالحج لا یخلطھم شیئ فلما قدمناامرنا فجعلنھا عمرة وان نحل الی نساء نافغشت فی ذلك القالة قال عطاء فقال جابر فیروح احدنا الی منی وذکره یقطر منیّاً فقال جابر بکفه فبلغ ذلك النبی ﷺ فقام خطیبا فقال بلغنی ان اقواما یقولون کذا وکذاواللہ لانا اَبَرُّ واتقی للہ منھم ولو انی استقبلت من امری ما استدبرت ما اھدیت ولولا ان معی الھدی لاحللت فقام سراقة بن مالك بن جعشم فقال یا رسول اللہ ھی لنا او للابد فقال لابل للابد قال وجاء علی بن ابی طالبؓ فقال احدھما یقول لبیك بما اھل به رسول اللہ ﷺ وقال الاخر لبیك بحجة رسول اللہ ﷺ فامر النبی ﷺ ان یقیم علی احرامه واشرکه فی الھدی .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ ذی الحجہ کی چوتھی کی صبح کو تشریف لائے۔ جب کہ یہ سب لوگ حج کا احرام باندھنے والے تھے۔ اور کوئی چیز ان میں ملی ہوئی نہیں تھی۔ پس ہم لوگ پہنچے تو آپؐ نے حکم دیا کہ ہم اسے عمرہ بنالیں اور اپنی عورتوں کی طرف اتریں۔ تو اس بارے میں لوگوں کی گفتگو عام ہونے لگی عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ہم منیٰ کی طرف شام کو چل رہے تھے کہ ہمارے آلہ تناسل منی کے قطرے گراتے تھے پس حضرت جابرؓ اپنی ہتھیلی سے اشارہ کرتے تھے حضرت نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ لوگ اس طرح کہہ رہے ہیں اللہ کی قسم! میں ان سب میں سے نیکوکار ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اگر مجھے پہلے اس حکم کا علم ہوتا جو بعد میں ہوا ہے کہ اشھر حج میں عمرہ جائز ہے تو میں ھدی نہ چلاتا بلکہ متمتع ہو جاتا۔ اگر میرے ساتھ ھدی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا۔ تو حضرت سراقہ بن مالک بن جعشمؓ اٹھ کر کہنے لگے یارسول اللہ! کیا یہ حکم ہمارے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں ہمیشہ کے لئے ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ بھی تشریف لائے ان دونوں میں سے ایک کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے کہا لبیک میرا احرام بھی اسی طرح ہے

جس طرح آپؐ نے احرام باندھا ہے۔ اور دوسرا راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا لبیك بحجة رسول الله ﷺ۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں اور انہیں اپنی ھدی میں شریک بنالیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ہمارے احنافؒ کے نزدیک ھدی میں شریک بنانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جب عبادت کی نیت سے وہ مقرر ہو چکی ہے تو اب اس میں اشتراک نہیں ہو سکتا۔ باقی روایت کا جواب یہ ہے کہ آپؐ نے ان کو ھدایا میں شریک فرمایا جو وہ یمن سے لائے تھے۔ تو وہ ھدی خود ان کے لئے تھی۔ تو یہ اشتراك فی الهدی دونوں کی طرف سے ہوا۔ اور دونوں ان میں شریک ہوئے۔ جناب نبی اکرم ﷺ کی ھدی میں اشتراک نہیں ہوا۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے ان کو ھدی کے ثواب میں شریک کر لیا۔ کہ ذبح تقسیم گوشت اور جھل اور دیگر امور جو ھدی سے متعلق تھے ان میں شریک کیا۔

باب من عدل عشراً من الغنم بجزورٍ فی القسم۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیتا ہے۔ نہ کہ قربانی میں۔ اس لئے کہ اس میں تو صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

حدیث (۲۳۳۲) حدثنا محمد الخ عن جده رافع بن خدیج قال کنا مع النبی ﷺ بذی الحلیفة من تهامة فاصبنا غنما وابلاً فعجل القوم فاغلوا بها القدور فجاء رسول الله ﷺ فامر بها فاكفئت ثم عدل عشراً من الغنم بجزورٍ ثم ان بعيراً ندولیس فی القوم الا خیل یسیرة فرماه رجل فحبسه بسهم فقال رسول الله ﷺ ان لهذه البها ئم اوابد کاوابد الوحش فما غلبکم منها فاصنعوا به هکذا قال قال جدی یارسول الله انا نرجوا اونخاف ان نلقی العدو غداً ولیس معنا مدً فنذبح بالقصب فقال اعجل اوارنِ ما انهر الدم

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ ہم تہامہ کے حصہ ذی الحلیفہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے پس ہمیں کچھ بکریاں یا کچھ بکریاں یا کچھ اونٹ ملے تو قوم نے جلدی کر کے ان کیلئے ہانڈیاں چڑھا دیں پس جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان کے بارے میں حکم دیا تو وہ الٹ دی گئیں پھر آپؐ نے دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر تقسیم فرمائیں ایک اونٹ ان میں سے بھاگ گیا قوم میں گھوڑے سوار تھوڑے تھے ورنہ وہ جلدی پکڑ لیتے۔ تو ایک آدمی نے اس اونٹ کی طرف تیر پھینکا جس نے اسے روک لیا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں سے بھی وحشی جانوروں کی طرح نفرت کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس اگر ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے۔ تو اس کے ساتھ اس طرح سلوک کرو۔ راوی کہتے ہیں

وذکراسم الله علیه فکلوا لیس السن والظفر وساحدثکم عن ذلك اما السن فعظم واماالظفر فمدی الحبشة ......

میرے دادا نے فرمایا یارسول اللہ! ہمیں امید ہوتی ہے یا کہا کہ خطرہ ہوتا ہے کہ کل ہماری دشمن کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہو جائے اس لئے مسلح رہتے ہیں۔ ہمارے پاس چھری نہیں ہوتی۔ یعنی ذبح کا سامان نہیں ہوتا۔ تو کیا ہم سرکنڈے سے ذبح کر سکتے ہیں فرمایا جلدی جلدی اسے ذبح کرو جس چیز کا خون بہہ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اس پر نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ۔ لیکن دانت اور ناخن نہ ہو۔ اس کے بارے میں میں تمہیں بتاؤں گا۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشہ والوں کی چھری ہے۔ جلدی کا حکم اس لئے ہوا کہ کہیں اپنی موت نہ آجائے۔ ایسی جلدی میں پھرتی کی ضرورت ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ خیل یسیرة یہ گھوڑے کثیر نہ ہونے کی معذرت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بھاگے ہوئے اونٹ نے جب ان کو عاجز کر دیا۔ اگر گھوڑے ہوتے تو یہ وقت پیش نہ آتی اور بعض نے کہا کہ بالکل گھوڑے کی نفی نہیں۔ بالکہ تیز رفتار گھوڑے کی نفی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الرهن

باب فی الرهن فی الحضر وقوله تعالی ان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرهن مقبوضة ـ

ترجمہ ۔ حضر میں بھی گروی رکھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم سفر پر ہو اور کاتب نہ ملے تو قبضہ شدہ رہن رکھی جائے۔

حدیث (۲۳۳۳) حدثنامسلم بن ابراهیم الخ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے

عن انسؓ قال ولقد رهن النبی ﷺ درعه بشعیر ومشیت الی النبی ﷺ بخبز شعیر واهالة سنخة ولقد سمعته یقول ما اصبح لاٰل محمد ﷺ الا صاع ولا امسی وانهم تسعة ابیات .....

جو کے بدلے اپنی زرہ گروی رکھی۔ اور میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور باسی سالن لے کر چلا اور میں نے آپؐ کو یہ کہتے سنا کہ محمد ﷺ کے خاندان کے لئے صبح اور شام کو ایک صاع بھی نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ آپؐ کے نو گھر تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ جمہور فقہاء فرماتے ہیں حضر اور سفر دونوں میں رھن رکھنا جائز ہے آیت سفر پر دلالت کرتی ہے اور حدیث سے رھن فی الحضر ثابت ہوتا ہے۔ مجاہدؒ اور داؤد ظاہریؒ حضر میں منع کرتے ہیں۔

باب من رهن درعه

ترجمہ۔ جس نے اپنی زرہ گروی رکھی

حدیث (۲۳۳۴) حدثنا مسدد الخ قال تذاکرنا عندابراهیم الرهن والقبیل فی السلم فقال ابراهیم حدثنا الاسود عن عائشةؓ ان النبی ﷺ اشتری من یهودی طعاما الی اجل ورهنه درعه .....

ترجمہ۔ حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم نخعیؒ کے پاس رہن رکھنے کا تذکرہ کیا اور اس طرح بیع سلم کے اندر ضمانت کا۔ خواه بالمال ہو یا بالنفس ہو تو انہوں نے سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہودی سے غلہ ادھار پر خرید کیا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ گویا کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے حدیث سے دونوں طرح استدلال کیا کہ جیسے رھن ثمن کے اندر جائز ہے مثمون کے اندر بھی جائز ہے۔ جیسے بیع سلم میں مسلم فیه پر ضمانت لی جائے۔

باب رهن السلاح

ترجمہ۔ جنگی ہتھیار کا رہن رکھنا جائز ہے

حدیث (۲۳۳۵) حدثنا علی بن عبدالله الخ سمعت جابر بن عبداللهؓ یقول قال رسول الله ﷺ من لکعب بن الاشرف فانه اذی الله ورسوله ﷺ فقال محمد بن مسلمة انا فاتاه فقال اردنا ان تسلفنا وسقاً او وسقین فقال ارهنونی نساء کم قالوا

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ کعب بن الاشرف کے قتل کی کون ذمہ واری لیتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو کافی تکلیف دے چکا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا کہ میں ذمہ دار ہوں چنانچہ وہ اس کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم وسق

کیف نرھنک نساء ناوانت اجمل العرب قال فارھنونی ابناء کم قالوا کیف نرھن ابناء نافیسب احدھم فیقال رھن بوسق اووسقین ھذاعار علینا ولکنا نرھنک اللامۃ قال سفیان یعنی السلاح فوعدہ ان یاتیہ فقتلوہ ثم اتوالنبی ﷺ فاخبروہ .

دو وسق گندم یا کھجور تیرے سے ادھار لیتے ہیں۔ تو اس نے کہا اپنی عورتوں کو میرے پاس گروی رکھو۔ انہوں نے کہا ہم اپنی عورتیں کیسے گروی رکھ سکتے ہیں تو تو سارے عرب کا خوبصورت آدمی ہے۔ تو اس نے کہا کہ اپنے بیٹوں کو گروی رکھو انہوں نے کہا بیٹے کیسے گروی رکھیں جب ان کو کوئی گالی دے گا تو یہی کہے گا کہ وہ تو ایک وسق یا دو وسق کے بدلے رھن رکھا گیا تھا یہ تو ہمارے لئے عار اور شرم کی بات ہے۔ لیکن ہم تیرے پاس اپنی زرہیں گروی رکھ سکتے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں کہ اس سے ہتھیار مراد ہیں پس وعدہ کیا کہ ہتھیار ان کے پاس لائیں گے۔ پس انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر جناب نبی اکرم ﷺ کو آ کر اس کی اطلاع دی ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے رھن السلاح کا ترجمہ اس لئے باندھا کہ درحقیقت زرہ ہتھیار نہیں ہے وہ تو بچاؤ کا ایک آلہ ہے۔ کعب بن اشرف یہود بنی النضیر کا سردار تھا شاعر ہونے کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کے علاوہ ہجو کرتا تھا۔ اور نقض عہد کر کے قریش مکہ کو آپؐ کے ساتھ لڑائی پر آمادہ کر آیا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے نہ اس کو پناہ دی تھی اور نہ ہی اس سے کوئی عہد کیا تھا۔ بیع وشراء کی باتیں کر کے اسے مانوس کیا۔ اور قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔ غدر تب ہوتا جب اسے امان صحیح دی ہوتی۔

باب الرھن مرکوب ومحلوب

ترجمہ۔ مرھون جانور پر سواری کی جاسکتی ہے اور اس کا دودھ بھی نکالا جاسکتا ہے۔

وقال مغیرۃ عن ابراھیم ترکب الضالۃ بقدر علفھا وتحلب بقدرعلفھا والرھن مثلہ ..

ترجمہ۔ حضرت مغیرہؒ ابراہیم نخعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ گم شدہ جانور کو اس کی گھاس کھلانے کے بدلے اس پر سواری کی جاسکتی ہے۔ اور اس کا دودھ بھی نکالا جاسکتا ہے۔ اور رہن بھی اسی کی طرح ہے۔

حدیث (۲۳۳۶) حدثناابونعیم الخ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ انہ کان یقول الرھن یرکب بنفقتہ ویشرب لبن الدر اذاکان مرھوناً.

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ گروی جانوروں پر خرچہ کی وجہ سے سواری کی جاسکتی ہے۔ اور دودھ دینے والی کا دودھ پیا جاسکتا ہے۔ جب کہ وہ گروی ہو۔

حدیث(۲۳۳۷)حدثنامحمد بن مقاتل الخ عن ابی ہریرۃؓ عن النبیﷺ الرهن یرکب بنفقته اذاکان مرهونا ولبن الدر یشرب بنفقته اذاکان مرهونا وعلى الذى يركب ويشرب النفقة.....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سواری پر اس کے خرچہ کی وجہ سے جب کہ وہ گروی ہو سواری کی جاسکتی ہے۔ اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی خرچہ کی وجہ سے پیا جاسکتا ہے جب کہ وہ گروی ہو۔ جو شخص سوار ہو یا دودھ پئے اس کے ذمہ اس کا خرچہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مرتھن کو عار دلائی جارہی ہے کہ اس نے راھن کو مرھون سے نفع اٹھانے سے روک دیا ہے کہ وہ خود اس پر خرچ کررہا ہے۔ اگر راھن خرچ کرتا تو اس سے نفع بھی حاصل کرتا تو مرتھن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کے مالک کو نفع حاصل کرنے سے روک دے۔ یا مرتھن کو رخصت دی جارہی ہے کہ اگر بائع اجازت دے دے تو وہ اس پر خرچ کرے اور اس سے نفع بھی اس کے مطابق حاصل کرے یا اس کو اجارہ پر دے دے اور اس کی اجرت سے اس پر خرچ کرتا رہے۔ بشرطیکہ راھن اور مالک سے اجازت لے لی ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ رہن کے معنی لغت میں روکنے کے ہیں۔ اور شریعت میں کچھ مال قرضہ پر دستاویز اور وثوق کے طور پر دیا جائے۔ عین مرہونہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رہن کے معنی قرضہ کو پکا کرنے کے ہیں۔ سفر کی قید آیت قرآنی میں بطور غلبہ کے ہے۔ ورنہ حضر میں بھی رہن رکھی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر جاننا چاہئیے کہ امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کے نزدیک مرتھن کو رہن سے ہر طرح کا فائدہ حاصل کرنے کا حق ہے۔ ظهرا ودرا یعنی سواری بھی کرسکتا ہے۔ اور دودھ بھی پی سکتا ہے۔ جمہور جن میں ائمہ ثلاثہؒ بھی شامل ہیں چونکہ رہن مرتھن کے پاس امانت ہوتی ہے لہٰذا مرتھن اس سے کسی طرح کا فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ بلکہ اس کے سب کے سب فوائد راہن یعنی مالک کے ہوں گے۔ اور خرچہ وغیرہ سب اس کے ذمہ ہوگا۔ جمہور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حدیث خلاف قیاس واقع ہوئی ہے اس لئے کہ غیر مالک کو بغیر اذن کے انتفاع کا حق دیا گیا ہے۔ دوسرے اس کو نفقہ کی وجہ سے ضامن قرار دیا گیا ہے قیمت کی وجہ سے نہیں بنابریں جمہور اس روایت کو ابن عمرؓ کی روایت سے منسوخ قرار دیتے ہیں جس میں ہے لا تحلب ماشية بغير اذنه یعنی کسی کے جانور سے اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالا جائے۔ یا یہ حکم تحریم ربوا سے قبل کا ہے اور امام اوزاعیؒ لیثؒ اور ابو ثورؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب راہن مرہون پر خرچ کرنے سے کسی وجہ سے رک جائے تو پھر مرتھن کو خرچ کرنا چاہئیے۔ اور نفقہ اور علف کی وجہ سے رکوب اور حلوب کا حق دار ہے۔ بشرطیکہ اس کا انتفاع خرچہ سے بڑھ نہ جائے خرچہ کی رقم راہن سے وصول کرے۔ یہ مسئلہ ظفر کی صورت اختیار کرلے گا۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہے بنفقته بأ بدلية کے لئے نہ ہو۔ بلکہ بمعنی مع ہو۔ معنی یہ ہوں گے کہ راہن سوار بھی ہو اور خرچ بھی کرے مرتھن اس سے نفع نہ اٹھائے۔

ورنہ کل قرض جرنفعا فھوربا یعنی ہروہ قرضہ جو نفع کو کھینچے وہ سود ہے۔

باب الرهن عندالیهود وغیرهم

ترجمہ۔ یہودی اور غیر یہودی کے پاس رہن رکھی جاسکتی ہے

حدیث(۲۳۳۸)حدثناقتیبة الخ عن عائشةؓ قالت اشتریٰ رسول الله ﷺ من یهودی طعاما ورهنه درعه .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خرید کیا اور اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

باب اذااختلف الراهن والمرتهن ونحوه فالبینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه ------

ترجمہ۔ جب راہن اور مرتھن میں اختلاف پیدا ہو جائے یا اس طرح اور معاملات میں اختلاف ہو جائے تو مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اگر نہ ہوں تو مدعی علیہ کی قسم پر اعتبار کیا جائیگا

حدیث(۲۳۳۹)حدثناخلاد بن یحیی الخ قال کتبت الی ابن عباسؓ فکتب الیّ ان النبی ﷺ قضی ان الیمین علی المدعی علیه .....

ترجمہ۔ ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف خط لکھا۔ انہوں نے میری طرف لکھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ دیا کہ قسم بہر حال مدعی علیہ پر ہوگی

حدیث(۲۳۴۰)حدثناقتیبة بن سعید الخ عن ابی وائل قال قال عبداللهؓ من حلف علی یمین یستحق بهامالاوهوفیها فاجر لقی الله وهو علیه غضبان فانزل الله تصدیق ذلك ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمناقلیلاًفقرا الی عذاب الیم ثم ان الاشعث بن قیس خرج الینا فقال مایحدثکم ابوعبدالرحمن قال فحدثناه قال فقال صدق لفی واللهانزلت کانت بینی وبین رجل خصومة فی بئر فاختصمناالی رسول الله ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ جس نے کوئی ایسی قسم کھائی جس سے وہ کسی مال کا حقدار بن گیا حالانکہ وہ اس کے اندر گناہ گار ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں ان الذین یشترون بعهد الله الایة ۔یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر اشعث بن قیس ہمارے پاس تشریف لائے پوچھا کہ ابو عبدالرحمنؒ نے تمہیں کیا حدیث سنائی تو ہم نے ان کو حدیث سنائی۔ فرمایا انہوں نے [illegible] مایا۔ میرے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ میرے اور [illegible] آدمی کے درمیان کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا پس ہم جھگڑا لے کر

فقال شاهدك اويمينه قلت انه اذايحلف ولايبالي فقال رسول الله ﷺ من حلف على يمين يستحق بهامالاهوفيها فاجر لقى الله وهوعليه غضبان فانزل الله تصديق ذلك ثم قراهذه الاية ان الذين يشترون بعد الله وايمانهم ثمنا قليلا الى قوله ولهم عذاب اليم ......

جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تیرے گواہ پیش ہوں یا اس کی قسم کا اعتبار کرو۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم اٹھالے گا۔ اور پرواہ نہیں کرے گا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسی قسم اٹھائی جس سے وہ کسی مال کا حقدار بن گیا حالانکہ وہ اس قسم میں جھوٹا اور گناہ گار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقی ہوگا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر اس آیت کو پڑھا ان الذين يشترون بعهد الله الاية ۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مصنفؒ نے اس حدیث کو عموم پر محمول کیا ہے۔ لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ اختلاف کی صورت میں قول مرتھن کا معتبر ہوگا۔ جب تک اس کا قول رہن کی مقدار سے بڑھ نہ جائے۔ کیونکہ رہن اس کے لئے گواہ کی طرح ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جب راہن اور مرتھن کا اختلاف ہو جائے۔ مثلاً راہن کہتا ہے یہ چیز میں نے تیرے پاس دس دینار کے بدلے رہن رکھی ہے مرتھن کہتا ہے کہ بیس دینار کے بدلے ہے۔ تو حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ امام ثوریؒ۔ اور امام شافعیؒ وغیرھم فرماتے ہیں کہ بات راہن کی معتبر ہوگی۔ البتہ اسے قسم اٹھانی ہوگی۔ کیونکہ وہ زیادتی کا انکار کر رہا ہے۔ اور گواہ مدعی کے ذمہ ہوں گے۔ اور وہ مرتھن ہے۔ حضرت حسنؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں قول مرتھن کا معتبر ہوگا۔ جب تک کہ اس کا قرضہ رہن کی قیمت سے تجاوز نہ کر جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العتق

باب فی العتق وفضله وقوله تعالی فك رقبة اواطعام فی یوم ذی مسغبة یتیما ذامقربةٍ ----

ترجمہ۔ باب آزاد کرنے میں اور اس کی فضیلت کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ گردن کا چھوڑنا یا یتیم قرابت دار کو بھوک کے دن کھانا کھلانا

حدیث(۲۳٤۱)حدثنااحمد بن یونس الخ قال لی ابوھریرۃؓ قال النبی ﷺ ایما رجل اعتق امرأمسلماً استنقذالله بکل عضومنه عضوا منه من النارقال سعیدبن مرجانة فانطلقت الی عبد له قد اعطاه به عبدالله بن جعفر عشرة الاف درهم اوالف دینا ر فاعتقه ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان مرد کو آزاد کردیا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے خلاصی دے دے گا۔ سعید بن مرجانہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کو امام زین العابدین۔ علی بن حسینؓ کی طرف لے کر گیا۔ تو علی بن حسینؓ نے اپنے اس غلام کا قصد فرمایا جو ان کے بدلے عبداللہ بن جعفر نے انہیں دس ہزار درہم یا ایک ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیئے تھے۔ پس آپ نے اس کو آزاد کردیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت عبداللہ بن جعفر اتنی کثیر رقم اس غلام کی ان کو دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے اسے بیچا نہیں بلکہ آزاد کر دیا۔ مقصد یہ ہے کہ قیمت کثیر تھی لیکن صدقہ کی فضیلت اس سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے بیچا نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ عتق کے لغوی معنی قوت کے ہیں۔ اور شریعت میں مملوک کے اندر وہ شرعی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس سے ملکیت زائل ہو گئی۔ نیز !اس زمانہ میں دس ۱۰ درہم ایک دینار کے برابر ہوتے تھے۔

باب ای الرقاب افضل

ترجمہ۔ کون سی گردن بہتر ہے

حدیث (۲۳۴۲) حدثنا عبیداللہ بن موسی الخ عن ابی ذرؓ قال سالت النبی ﷺ ای العمل افضل قال ایمان باللہ وجهاد فی سبیله قلت فای الرقاب افضل قال اغلاها ثمنا وانفسها عند اهلها قلت فان لم افعل قال تعين صانعا او تصنع لاخرق قال فان لم افعل قال تدع الناس من الشر فانها صدقة تصدق بها على نفسك .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا عمل کون سا اچھا ہے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا میں نے پوچھا کہ گردنوں میں سے کون سی گردن عمدہ ہے۔ فرمایا کام کرنے والے کی مدد کرو اور کام نہ کر سکنے والے کو کام کر دو۔ میں نے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکوں تو آپؐ نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کرو۔ کیونکہ یہ بھی تمہارا اپنی ذات پر صدقہ ہے۔ ~ قوت نیکی نہ داری بد مکن۔

باب ما يستحب من العتاقة في الكسوف والايات۔

ترجمہ۔ سورج گرہن اور اس طرح قدرت کی نشانیوں کے وقت غلام کو آزاد کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے۔

حدیث (۲۳۴۳) حدثنا موسی بن مسعود الخ عن اسماء بنت ابی بکرؓ قالت امر النبی ﷺ بالعتاقة فی کسوف الشمس تابعه علی .....

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے سورج کے بے نور ہونے کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

حدیث (۲۳۴۴) حدثنا محمد بن ابی بکرؓ الخ عن اسماء بنت ابی بکرؓ قالت کنا نؤمر عند الخسوف بالعتاقة .....

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں سورج گرہن کے موقعہ پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں صرف کسوف کاذکر ہے ترجمہ میں آیات بھی ہیں تو حدیث کے اس طریق کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے ان الشمس والقمر آیاتان من آیات الله یخوف الله بهما عباده یادیگر آیات کو کسوف پر قیاس کیا گیا۔

باب اذااعتق عبداً بین اثنین اوامة بین الشرکاء۔

ترجمہ۔ جب کسی ایسے غلام کو آزاد کرے جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے یاایسی باندی جو کئی شرکاء کے درمیان ہے

حدیث(۲۳۴۵)حدثناعلی بن عبدالله الخ
ن ابیه عن النبی ﷺ قال من اعتق عبداً بین
نین فان کان موسراً قُوِّمَ علیه ثم یعتق .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اس غلام کو آزاد کر دیا جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک تھا تو اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اس کی قیمت لگا کر اس کے ذمہ کی جائیگی پھر وہ غلام آزاد ہوگا۔

حدیث(۲۳۴۶)حدثناعبداللہبن یوسف الخ
عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال من اعتق شرکاًله فی عبد فکان له مال یبلغ ثمن العبد قوم العبد قیمة عدل فاعطی شرکاء ہ حصصهم وعتق علیه والا فقد عتق منه ماعتق .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا پس اگر اس کا حصہ جو غلام کی قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو عدل وانصاف کے ساتھ غلام کی قیمت کر کے اس کے شرکاء کو ان کے حصے دیئے جائیں گے اور غلام آزاد ہو جائے گا۔ اگر غلام کی قیمت اس کے حصہ تک نہیں پہنچتی تو اس کا اتنا حصہ آزاد ہوگا جس قدر کہ آزاد ہوا ہے۔

حدیث(۲۳۴۷)حدثناعبدبن اسمعیل الخ
عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ من اعتق شرکاله فی المملوك فعلیه عتقه کله ان کان له مال یبلغ ثمنه فان لم یکن له مال یقوم علیه قیمة عدل فاعتق منه ماعتق ...

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مملوک میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا پس اگر اس کا اتنا مال ہے جو غلام کی قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو وہ سارے کا سارا آزاد ہو جائے گا اور اگر مال نہیں ہے تو برابر انصاف کے ساتھ اس کی قیمت کی جائے گی یعنی آزاد کئے ہوئے کی قیمت کی جائے گی پھر اس سے اتنا حصہ آزاد ہوگا جو اس نے آزاد کیا ہے

حدیث (۲۳۴۸) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال من اعتق نصیباله فی مملوك اوشركاً له فی عبدو كان له من المال مایبلغ قیمته بقیمة العدل فهو عتیق قال نافع والا فقد عتق منه ماعتق قال ایوب لاادری اشیٔ قاله اوشیٔ فی الحدیث ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ پس اس کا مال اگر اس کی عادلانہ قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو وہ آزاد ہو گا۔ نافع نے فرمایا کہ اگر مال نہیں ہے تو اتنا حصہ آزاد ہو گا جس قدر اس نے آزاد کیا ہے ۔ ایوب راوی فرماتے ہیں کہ یہ چیز نافع نے اپنی طرف سے کہی یا حدیث کا کچھ حصہ ہے۔

حدیث (۲۳۴۹) حدثنا احمد بن المقدام الخ عن ابن عمرؓ انه كان یفتی فی العبد او الامة یكون بین شركاء فیعتق احدهم نصیبه منه یقول قد وجب علیه عتقه كله اذا كان للذی اعتق من المال مایبلغ یقوم من ماله قیمة العدل ویدفع الی الشركاء انصباء هم ویخلی سبیل المعتق یخبر ذلك ابن عمرؓ عن النبی ﷺ ورواه اللیث الخ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ غلام اور اس باندی کے بارے میں فتویٰ دیتے تھے جو شرکاء کے درمیان مشترک ہوں پس اگر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو فرماتے تھے کہ اس پر سارے کا سارا غلام یا باندی آزاد ہو جائے گا۔ بشرطیکہ آزاد کرنے والے کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے مال سے عادلانہ قیمت کی جائے گی۔ اور شرکاء کی طرف ان کے حصے حوالہ کئے جائیں گے اور آزاد شدہ غلام کا راستہ چھوڑ دیا جائیگا حضرت ابن عمرؓ اس کی خبر جناب نبی اکرم ﷺ سے دیتے تھے لیث نے بھی اپنی سند کے ساتھ مختصراً اس کو روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فان لم یكن له مال الخ مال موصوف ہے اور یقوم علیه اس کی صفت ہے۔ اور شرط کی جزاء علی المعتق ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ اگر اس معتق کے پاس مال نہ ہو تو پھر معتق پر سعی واجب ہے تا کہ وہ اپنی کمائی سے اپنی قیمت ادا کرے۔ اور اگر القیمة منصوب ہے تو یقوم کا مفعول مطلق ہو گا۔ اگر مرفوع ہے تو قیمة عدل علی المعتق شرط کی جزا ہے باقی ترکیب اسی طرح ہے ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ فان لم یكن له مال الخ اس کلام کی ترکیب میں علماء کا اختلاف ہے شیخ گنگوہیؒ نے علی المعتق کو شرط کی جزاء مسلک احنافؒ کے مطابق ہے کہ عبد پر سعایة واجب ہے۔ اور حضرت مولانا حسین علی پنجابیؒ کی تقریر میں مال موصوف ہے۔ یقوم صفت ہے اور علی المعتق کا تعلق یقوم سے ہے معنی یہ ہیں۔ وہ قیمت جو اس عبد کے موافق ہو اور فاعتق جزاء ہو گی۔

ان شرطیہ کی۔بشر طیکہ قد مقدر مانا جائے۔تا کہ فا کا داخل ہونا صحیح ہو جائے۔یایوں کہا جائے کہ محذوف کچھ نہیں یہی جزاء ہے۔ فاعتق اس کی تفسیر ہے۔جاننا چاہیئے کہ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے۔اس اختلاف کا مبنی اس پر ہے کہ آیا عتق میں تجزیہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے موافقین کے نزدیک عتق کا تجزیہ ہو سکتا ہے۔صاحبینؒ کے نزدیک تجزیہ نہیں ہو سکتا۔دونوں حالتوں میں خواہ حالت یسر کی ہوگی یا عسر کی۔اور ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حالت عسر میں متجز یعنی تجزیہ ہو سکتا ہے۔یسر کی صورت میں تجزیہ نہیں ہو سکتا ان کے نزدیک عبد مشترک آزاد ہو گا۔ معتق پر سعایۃ بھی واجب نہیں ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا حصہ آزاد ہو گا۔باقی کے لئے استسعاء واجب ہے۔صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ یسر کی حالت میں ضمان واجب ہے۔اور عسر کی صورت میں سعایۃ واجب ہے۔ تفصیل اوجز میں دیکھی جا سکتی ہے۔

باب اذا اعتق نصیبا فی عبد ولیس له مال استسعی العبد غیر مشقوق علیه علی نحو الکتابة ۔

ترجمہ۔جب کوئی شخص غلام سے اپنا حصہ آزاد کرا دیتا ہے اور اس کا مال نہیں ہے تو بغیر مشقت ڈالے عبد سے سعی کرائی جائے۔جیسے کتابت کی صورت میں ہوتی ہے۔

حدیث(۲۳۵۰)حدثنا احمد بن ابی رجاء الخ عن ابی هریرةؓ قال قال النبی ﷺ قال من اعتق نصیباً او شقیصاً فی مملوك فخلاصه علیه فی ماله ان کان له مال والاقوم علیه فاستسعی به غیر مشقوق علیه تابعه حجاج الخ ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو غلام کی خلاصی اسکے مال میں ہو گی بشر طیکہ اس کے پاس مال ہو ورنہ اس کی قیمت کی جائے گی اور بغیر مشقت میں ڈالے اس سے کمائی کرائی جائے گی تا کہ شرکاء کو ان کا حصہ ادا کیا جائے۔

باب الخطاء والنسیان فی العتاقة والطلاق ونحوه ولا عتاقة الا لوجه الله وقال النبی ﷺ لکل امرئٍ مانوی ولا نیة للناسی والمخطئ

ترجمہ۔ غلطی کرنا اور بھول جانا۔ آزاد کرنے اور طلاق دینے اور اس طرح کے امور میں کیونکہ عتاقہ تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے۔اور جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔بھولنے والے اور غلطی کرنے والے کی نیت نہیں ہوا کرتی۔

حدیث(۲۳۵۱)حدثنا الحمیدی الخ عن ابی هریرةؓ قال قال النبی ﷺ ان الله تجاوز لی

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری

عن امتی ماوسوست به صدورها مالم تعمل اوتکلم ......

امت سے وسوسے معاف کر دیئے جو ان کے سینوں میں کھٹکتے ہیں جب تک عمل نہ کریں یا بولے نہیں۔

حدیث(۲۳۵۲)حدثنامحمد بن کثیر الخ عن علقمة بن وقاص ن اللیثی قال قال سمعت عمربن الخطابؓ عن النبی ﷺ قال الاعمال بالنیة ولامرئ مانویٰ فمن کان هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله ومن کانت هجرته لدنیا یصیبها اوامرائة یتزوجها فهجرته الی ماهاجر الیه ......

ترجمہ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اعمال کا اعتبار نیت سے ہے۔ جس کی ہجرت نیت کے اعتبار سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی اس کی ہجرت ثواب کے اعتبار سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لئے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اس کام کیلئے ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ خطاء۔ نسیان یعنی بھول چوک کا گناہ معاف ہے۔ فعل کی سزا معاف نہیں ہے۔ لاعتاقة الالوجه الله اس عبارت سے حنفیہؒ پر رد کرنا ہے جو فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے شیطان اور بت کے نام پر غلام کو آزاد کر دیا تو اس کا عتق نافذ ہوگا۔ اس کا جواب وہی ہے جو خود مصنفؒ کی طرف سے گذر چکا ہے۔ کہ مشرک کا صدقہ اور اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ مصنفؒ نے کتاب الزکوة میں مشرکین کے اعتاق کو ثابت کیا ہے۔ حالانکہ وہ اہل نیت واخلاص نہیں ہیں۔ کہ ان کا فعل لوجه الله ہو۔

ماوسوست به صدورها مصنفؒ نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ جب وسوسہ کا وبال اٹھ گیا تو بھول چوک کا وبال بھی اٹھ جائے گا یہ بالکل ظاہر ہے اس لئے کہ وسوسہ میں تو نیت اور قصد کا کچھ نہ کچھ وجود ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ حد اعتبار کو نہیں پہنچا۔ خطاء اور نسیان میں تو نیت وقصد ہوتی نہیں۔ لیکن اس کا جواب وہی ہے۔ معافی مواخذہ اور گرفت سے ہے۔ جس کو ہم ثابت نہیں کر رہے۔ نیز! خطاء اور نسیان میں عمل اور تکلم موجود ہے۔ تو پھر اس کا انکار کیسے ممکن ہوگا۔ بلکہ خطاء اور نسیان پر عمل کریں گے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ان دو مسئلوں میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے چونکہ حدیث میں آگیا ہے کہ ثلاث جدهن جد وهزلهن جد العتاق والنکاح والطلاق ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے ہنسی مذاق میں بھی نکاح۔ طلاق۔ عتاق کر دیا تو ان کا وقوع ہو جائیگا حالانکہ ہزل کی صورت میں نیت نہیں ہوتی۔ طلاق کے بارے میں تو احنافؒ اور شوافعؒ کا یہی مسلک ہے البتہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لفظ صریح نیت کا محتاج ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل واضح ہے کیونکہ بہت افعال ایسے ہیں کہ ان پر

گناہ تو نہیں ہے۔ لیکن جزاء مرتب ہوتی ہے۔ جیسے قتل خطا، یا جس نے نماز میں بھول کر یا غلطی سے کھالیا۔ یا نسیاناً اور خطاء کلام کر لیا۔ تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

ولو للشیطان اوالصنم جب کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا انت حر للشیطان ا والصنم تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا اس لئے کہ یہ فعل اہل سے صادر ہوا ہے۔ اور محل کی طرف اضافت ہوئی ہے۔ اور اس کو ولایت بھی حاصل ہے۔ اس لئے عتق نافذ ہو گا اور اس کی نیت لغو جائے گی۔ جس سے وہ گناہ گار ہو گا۔

مامر من المصنف الخ مصنفؒ کتا ب الزکوۃ میں کہہ چکے ہیں من تصدق فی الشرک ثم اسلم اور عنقریب باب عتق المشرك میں بھی اسی حکیم بن حزام کی روایت کو ذکر کیا ہے جنہوں نے جاہلیت میں سو ۱۰۰ غلام آزاد کئے تھے اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس سے اشارہ کتا ب البیوع کے اس باب کی طرف ہے جس میں ہے با ب شری المملوك من الحربی وهبته وعتقه الخ۔

ارتفعت الوسوسة الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ وسوسہ کسی چیز کا دل میں کھٹکا ہو جس میں اطمینان اور قرار نہ ہو۔ اس لئے علماء نے وہم اور عزم میں فرق کیا ہے اب اس حدیث کی ترجمہ سے مناسبت ثابت ہو جائے گی۔ جیسے عدم قرار کی وجہ سے وسوسہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ خاطی اور ناسی کو بھی قرار نہیں ہوتا۔ اس لئے جیسے وسوسہ معاف۔ خطاء اور نسیان بھی معاف۔ اگر اشکال ہو کہ ترجمہ میں تو نسیان ہے اور حدیث سے حدیث النفس ثابت ہے۔ تو ترجمہ اور حدیث میں مناسبت نہ ہوئی۔ جواب یہ ہے کہ نسیان خطاء میں چونکہ قرار نہیں ہوتا اس لئے ان کو بھی وسوسہ کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔ یا چونکہ دل حدیث نفس میں مشغول ہوتا ہے جس کی وجہ سے خطاء اور نسیان پیدا ہوتا ہے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث الوسوسه سے دلیل ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ تو خصم کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب کسی نے اعتاق اور طلاق کا تکلم نسیاناً اور خطاء کیا تو تکلم میں داخل ہو گیا۔ لہٰذا اس حدیث کی رو سے اس کا معتبر ہونا ثابت ہوا۔

باب اذا قال رجل لعبده هو لله ونو العتق والاشهاد في العتق

ترجمہ۔ جب کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ وہ اللہ کیلئے ہے اور اس سے عتق کی نیت کی اور عتق پر گواہ بنایا تو اسکا کیا حکم ہے

حدیث (۲۳۵۳) حدثنا محمد بن عبد الله الخ عن ابی هریرةؓ انه لما اقبل یرید الاسلام و معه غلامه ضل كل واحد منهما من صاحبه فاقبل بعد ذلك وابو هريرةؓ جالس مع النبی ﷺ یا ابا هریرة هذا غلامك قد اتاك فقال اما انی اشهدك انه حر قال

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جب اسلام لانے کے ارادہ سے تشریف لائے تو ان کے ہمراہ ان کا غلام بھی تھا۔ لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تو وہ بھی اس کے بعد آگیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! یہ تیرا غلام آگیا۔

فهو حین یقول ۔ یالیلة من طولها وعنائها
علی انها من دارة الکفر نجت

تو آپ نے فرمایا اے حضرت! میں بے شک آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے۔ پس حضرت ابو ہریرہؓ یہ شعر پڑھے رہے تھے۔

۔ اے رات تیری درازی اور مشقت کس قدر ہے لیکن بایں ہمہ اس نے مجھے دار کفر و حرب سے نجات دے دی۔

حدیث (۲۳۵۴) حدثنا عبید اللہ بن سعید الخ عن ابی ھریرةؓ قال لما قدمت علی النبی ﷺ قلت فی الطریق . ۔ یالیلة من طولها وعنائها علی انها من دارة الکفر نجت
قال وابق منی غلام لی فی الطریق قال فلما قدمت علی النبی ﷺ بایعته فبینا انا عنده اذ طلع الغلام فقال لی رسول اللہ ﷺ یا ابا ھریرةؓ ھذا غلامك فقلت ھو حر لوجه اللہ فاعتقته لم یقل ابو کریب عن ابی اسامة حر .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جس وقت میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آرہا تھا تو راستے میں یہ شعر کہتا تھا اے رات تیری درازی اور مشقت کس قدر ہے۔ اس کے باوجود اس رات نے مجھے دار الکفر سے نجات دے دی۔
حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ راستہ میں میرے سے میرا غلام بھاگ گیا جب میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرلی اور دریں اثنا میں آپؐ کے پاس تھا کہ اچانک میرا وہ غلام ظاہر ہو گیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ یہ تیرا غلام ہے میں نے کہا حضرت وہ اللہ کی رضا کیلئے آزاد ہے پس میں نے اس کو آزاد کر دیا امام بخاریؒ فرماتے ہیں ابو کریب نے ابو اسامہ سے حر کے لفظ نقل نہیں کئے۔

حدیث (۲۳۵۵) حدثنا شھاب بن عباد الخ عن قیس قال لما اقبل ابو ھریرةؓ ومعه غلامه وھو یطلب الاسلام فضل احدھما صاحبه بھذا وقال اما انی اشھدك انه للہ .....

ترجمہ۔ حضرت قیسؒ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ آئے تو ان کے ہمراہ ان کا غلام تھا۔ اور وہ خود اسلام کی تلاش میں نکلے تھے پس ایک دوسرے سے بھٹک گئے تو ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ اللہ کیلئے ہے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ھذا غلامك اس کا علم یا تو آپؐ کو کشف کے ذریعہ ہوا یا آپؐ نے ان حالات اور اوضاع سے معلوم کیا جن کو حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کئے تھے۔

قال ھو یعنی قال الراوی فھو ای ضلال کل واحد منھما عن صاحبه کان وقت قول ابی ھریرةؓ یعنی راوی کہتا ہے کہ ہر ایک کا بھٹک جانا اس وقت تھا جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ یہ شعر گنگنا رہے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر خود حضرت ابو ہریرہؓ کا ہے حالانکہ ان سے اشعار ثابت نہیں ہیں اس لئے بعض نے کہا کہ ان کے غلام کی طرف منسوب ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ شعر ابو مرثد غنوی کا ہے جس سے ابو ہریرہؓ تمثل پکڑ رہے ہیں۔ مہلب فرماتے ہیں علماء کا اختلاف نہیں جب کہ کسی نے اپنے غلام کے متعلق کہا۔ فھو للہ اور اس سے اعتاق کی نیت کی تو وہ غلام آزاد ہوگا۔ اگر عتق کی نیت نہ ہو تو آزاد نہیں ہوگا ھو حر اور محرر صریح میں اس میں نیت کی ضرورت نہیں۔

باب ام الولد

ترجمہ۔ باب ام الولد کے بارے میں

قال ابو هريرةؓ عن النبی ﷺ من اشراط الساعة ان تلدالامةربتها......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ باندی اپنی مالکہ کو جنے گی۔

حديث(۲۳۵۶) حدثنا ابو اليمان الخ ان عائشةؓ قالت ان عتبة بن ابی وقاص عهد الی اخيه سعد بن ابی وقاصؓ ان يقبض اليه ابن وليدة زمعة قال عتبة انه ابنی فلماقدم رسول الله ﷺ زمن الفتح اخذسعد ابن وليدة زمعة فاقبل به الی رسول الله ﷺ واقبل معه بعبدبن زمعةفقال سعديارسول الله هذابن اخی عهد الی انه ابنه فقال عبدابن زمعة يارسول الله هذااخی ابن وليدةزمعةولدعلی فراشه فنظررسول الله ﷺ الی ابن وليدةزمعة فاذااشبه الناس به فقال رسول الله ﷺ هولك يا عبدبن زمعة من اجل انه ولدعلی فراش ابيه قال رسول الله ﷺ احتجبی منه ياسودة بنت زمعة ممارای من شبهه بعتبة وكانت سودةزوج النبی ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے عہد لیا تھا کہ وہ زمعہ کی باندی کے بیٹے کو اپنے قبضہ میں لے لیں کیونکہ عتبہ فرماتے تھے کہ وہ میرا بیٹا ہے اور جب نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے زمانہ میں تشریف لائے تو حضرت سعدؓ نے زمعہ کی باندی کے بیٹے کو پکڑ لیا پس اسے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور انکے ہمراہ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ تو حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھتیجا ہے اس نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ وہ ان کا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کا بیٹا جو اس کے نکاح میں پیدا ہوا ہے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے زمعہ کی باندی کے بیٹے کی طرف دیکھا تو وہ عتبہ کے زیادہ مشابہ تھے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ وہ تیرا ہے بوجہ اس کے کہ وہ اس کے باپ کے فراش پر پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سودہ بنت زمعہ اس سے پردہ کرو بوجہ اسکے کہ آپ نے عتبہ کے ساتھ اسکی مشابہت دیکھی اور حضرت سودہؓ جناب نبی اکرم کی بیوی محترمہ تھیں

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ام الولد یعنی باندی کو ام ولد بنانا جائز ہے۔ ھولك یاعبدبن زمعة یہ محل ترجمہ ہے۔ کیونکہ اس کا نسب ثابت کیا۔ کیونکہ وہ باندی ام ولد تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں حدیث میں دلیل یہ قول ہے۔ قال عبدبن زمعه اخی ولد علی فراش ابی کہ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ دیا کہ واقعی یہ ان کا بھائی ہے تو اس سے ام ولد کی امیت کا ثبوت ہوا۔ لیکن اس سے یہ معلوم نہ ہوا کہ باندی امہ رہی یا حرہ ہوگئی تو ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اس کی حریت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ اسے فراش کہا گیا ہے تو اس میں اور زوجہ میں برابری کی گئی۔

باب بیع المدبر — ترجمہ۔ مدبر کی بیع کا حکم

حدیث (۲۳۵۷) حدثنا ادم بن ایاس الخ سمعت جابر بن عبداللهؓ قال اعتق رجل مناعبداً له عن دبر فدعاالنبی ﷺ به فباعه قال جابر مات الغلام عام اوّل ......

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک آدمی نے اپنے غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزاد قرار دیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اسے بیچ دیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ غلام پہلے سال ہی مر گیا۔

باب بیع الولاء وھبته — ترجمہ۔ ولاء کو بیچنا اور اس کا ہبہ کرنا

حدیث (۲۳۵۸) حدثنا ابوالولید الخ سمعت ابن عمرؓ یقول نهی رسول الله ﷺ عن بیع الولاء وھبته .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ولاء کے بیچنے اور اس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث (۲۳۵۹) حدثنا عثمان بن ابی شیبة الخ عن عائشةؓ قالت اشتریت بریرةؓ فاشترط اهلهاولائها فذکرت ذلك للنبی ﷺ فقال اعتقیها فان الولاء لم اعطی الورق فاعتقتهافدعاها النبی ﷺ فخیرها من زوجها فقالت لواعطانی کذاوکذا مالبثت عنده فاختارت نفسها ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت بریرہؓ کو خرید کیا تو اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی میں نے اس کا تذکرہ جناب نبی اکرم ﷺ سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم اس کو آزاد کر دو۔ ولاء اسی کا ہوگا جس نے چاندی دی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اس کو اپنے خاوند کے بارے میں اختیار دیا جس میں اسنے کہا کہ اگر وہ مجھے اتنا اتنا مال دے دے تو میں اس کے پاس نہیں ٹھہروں گی۔ تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ولاء کا بیچنا اور ھبہ کرنا دونوں جائز نہیں ہیں۔ روایت میں لام اختصاص کا اس پر دلالت کرتا ہے اگر بیع ھبہ اور ملک کا سبب جائز ہوتا تو پھر اختصاص للعتق کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے۔ تو جب معتق کے لئے اختصاص ثابت ہے تو نقل ممنوع ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن عمرؓ کی روایت ہے۔ الولاء لحمة كلحمة انسب لايباع ولا يورث اور جمیع اہل علم کا اتفاق ہے کہ جیسے نسب کا بدلنا جائز نہیں ایسے ولاء کا بدلنا بھی جائز نہیں ہے۔ جیسے نسب کا بیع اور ھبہ جائز نہیں ایسے ولاء کا بیع اور ھبہ بھی جائز نہیں ہے۔ بہر حال وہ آزاد کرنے والے کے لئے ہوگا۔ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ جب ولاء نسب کی طرح ہے تو جس نے آزاد کیا ولاء اسی کا ہوگا جیسے کسی کا بچہ پیدا ہوا تو نسب بھی اسی کا ثابت ہوگا۔ اگر وہ غیر کی طرف منسوب ہو تو اس کے والد سے نسب منتقل نہیں ہو سکتا اس طرح ولاء بھی اپنے محل سے منتقل نہیں ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ولاء یہ ہے کہ جب آزاد کردہ غلام مر جائے تو اس کا وارث اس کا آزاد کرنے والا ہوگا۔ یا اس کے ورثاء ہوں گے۔ عرب کے لوگ اس کی خرید و فروخت اور ھبہ کرتے تھے۔ شارع علیہ السلام نے ان کو اس لئے منع فرمایا کیونکہ ولاء نسب کی طرح ہے۔ جو ازالہ سے زائل نہیں ہو سکتا۔ فقہا حجاز اور عراق کا یہی مسلک ہے۔ لا تجوز بيعه وهبته۔

باب اذا اسر اخوالرجل اوعمه

ترجمہ۔ جب کسی آدمی کا بھائی یا اس کا چچا قید ہو جائیں

هل يفادى اذاكان مشركاً وقال انس قال العباس للنبى ﷺ فاديت نفسى وفاديت عقيلا وكان على له نصيب فى تلك الغنيمة التى اصاب من اخيه عقيل وعمه عباس ......

ترجمہ۔ جب کہ وہ مشرک ہوں تو کیا ان کا فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنی ذات کا فدیہ دیا۔ اور عقیل کا فدیہ بھی دیا اور علی بن ابی طالبؓ کو اس غنیمت سے حصہ ملا جو ان کے بھائی عقیل سے ملا۔ اور اپنے چچا عباس سے۔

حديث(٢٣٦٠)حدثنا اسمعيل بن عبدالله الخ حدثنى انس بن مالكؓ ان رجالاً من الانصار استاذنوا رسول الله ﷺ فقالوا ائذن فلنترك لابن اختنا عباس فداء ه فقال لاتدعون منه درهما .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ آدمیوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی۔ کہنے لگے کہ آپؐ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں۔ آپؐ نے فرمایا اس سے ایک درہم کا نہ چھوڑو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ احنافؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے تو وہ اس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر محض ملک سے بھائی اور چچا آزاد ہو سکتے ہیں تو حضرت عباسؓ اور عقیل آزاد ہو جاتے جو حضرت علیؓ اور خود آنحضرت ﷺ کے غنیمت کے حصہ میں آئے تھے۔ احنافؒ کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ کافر محض غنیمت سے ملک میں نہیں آجاتا بلکہ قبل استرقاق اور فدیہ میں اختیار ہوتا ہے۔ تو محض غنیمت سے ملک نہیں آجائے گا۔ چنانچہ شیخ گنگوہیؒ بھی یہی جواب دے رہے ہیں کہ تقسیم غنیمت کے بعد جب تک قبضہ نہ ہو ملک ثابت نہیں ہوتا۔ اور فدیہ گیری مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے تھی۔ البتہ اگر ان کو غلام بنانا اختیار کیا جاتا پھر ان غلاموں کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوتے۔ پھر اعتراض وارد ہو سکتا تھا۔

لاتدعون منه درهما کہ حضرت عباسؓ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو کہیں مسلمان ہونے کے بعد ان پر احسان نہ جتلایا جائے دوسرے مسلمان سخت مشکل میں پھنسے تھے۔ حضرت عباسؓ بڑے مالدار تھے۔ اگر ان سے مال چھوڑ دیا جاتا تو ضرورت شدیدہ کے وقت مسلمانوں کے مال میں کمی ہو جاتی۔ اس سے بچنے کے لئے آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں ہے من ملك ذار حم فهو حر جو کسی قریبی رشتہ دار کا مالک ہو گیا تو قریبی آزاد ہو گا۔ لیکن ابن حزم اور ابن القطان نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور احنافؒ ثوریؒ اور اوزاعیؒ اسکے عموم کو لیتے ہیں۔ داؤد ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ کوئی کسی پر آزاد نہیں ہو گا۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اصول وفروع تو آزاد ہوں گے۔ باقی نہیں۔ حضرت امام مالکؒ نے مادری بھائیوں کو بھی ان میں شامل کیا ہے۔ علامہ عینیؒ نے ذرا تفصیل بیان کی ہے اور علماء کے پانچ مذاہب اتحاف میں ذکر کئے ہیں۔

وکان علی له نصیب من الغنیمة سے امام بخاریؒ استدلال کر رہے ہیں کہ محض ملک سے عتق نہیں ہوتا۔ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنفؒ نے ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے۔ کہ مسلمان تو آزاد ہو جائے گا۔ مشرک وکافر آزاد نہیں ہو گا۔ جیسا کہ روایت میں آیا ہے اذکان مشرکا شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ ذکر فرمایا ہے کہ تقسیم سے پہلے ملک ثابت نہیں ہوتا۔

کراهیة ان یمتن الخ علامہ عینیؒ نے منع کی ایک علة ان کا مشرک ہونا بیان کیا ہے۔ اور بعض نے کہا اس خطرہ سے کہ شاید بعض مسلمانوں کے دل میں خطرہ پیدا ہو کہ آپؐ نے اپنے چچا سے رعایت کر دی۔

لابن اختنا قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ انصار حضرت عباسؓ کے ماموں نہیں تھے۔ بلکہ ان کے باپ عبد المطلب کے ماموں تھے کیونکہ ان کی والدہ سلمی بنت عمر بنو النجار میں سے تھی اور حضرت عباسؓ کی والدہ نتیله بنت جناب انصار میں سے نہیں تھی بہر حال انصار نے ابن اختنا کہہ کر اپنے اوپر منت لگانی چاہی۔ اگر عمك کا کہتے تو حضور اکرم ﷺ پر احسان ہوتا۔

باب عتق المشرك

ترجمہ۔ مشرک غلام کو آزاد کرنا

حدیث (۲۳۶۱) حدثنا عبید بن اسمعیل الخ عن هشام اخبرنی ابی ان حکیم بن حزام اعتق فی الجاهلیة مائة رقبة وحمل علی مائة بعیر فلما اسلم حمل علی مائة بعیر واعتق مائة رقبة قال فسالت رسول الله ﷺ فقلت یا رسول الله ارایت اشیاء کنت اصنعها فی الجاهلیة کنت اتحنث بها یعنی اتبرربها قال فقال رسول الله ﷺ اسلمت علی ماسلف لك من خیرٍ....

ترجمہ۔ حضرت ھشامؒ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حکیم بن حزامؓ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے زمانہ کفر میں سو ۱۰۰ غلام آزاد کئے۔ اور سو ۱۰۰ اونٹوں پر سوار کر کے حج کرایا۔ پس جب مسلمان ہوئے تو سو ۱۰۰ اونٹوں پر سواروں کو حج کرایا۔ اور سو ۱۰۰ غلام آزاد کئے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! مجھے بتلایئے کہ کچھ کام تھے جن کو میں زمانہ کفر میں نیکی کے طور پر کرتا تھا۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی گذشتہ بھلائی پر تو تم مسلمان ہوئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ عتق المشرك اس سے مؤلفؒ پر اعتراض ہوگا کہ قبل ازیں وہ لاعتاقة الا لوجه الله فرما چکے ہیں

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ نفلی طور پر مشرک کا آزاد کرنا بلا خلاف جائز ہے۔ البتہ کفارہ وغیرہ سے آزاد کرنے میں اختلاف ہے۔ حدیث باب پہلے مسلک کی تائید کرتی ہے۔ حکیم بن حزام نے جب غلام آزاد کئے تو وہ کافر تھے۔ ان کو ثواب مسلمان ہونے کے بعد حاصل ہوا۔ تو جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں آزاد کیا تو اس کو بطریق اولیٰ ثواب حاصل ہوگا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ عتق المشرك میں اضافۃ مصدر کی اپنے فاعل کی طرف ہے اور مفعول متروک ہے اس طرح حدیث اور ترجمہ میں مطابقت پیدا ہو جائے گی اسی احتمال پر شیخ گنگوہیؒ کا کلام مبنی ہے۔

باب من ملك من العرب رقيقاً

ترجمہ۔ جو شخص کسی عرب غلام کا مالک ہوا

فوهب وباع وجامع وفدى وسبى الذرية وقول الله تعالى ضرب الله مثلا عبدا مملوكاً لايقدر على شيءٍ ومن رزقناه منا رزقاً حسناً فهو ينفق منه سراً وجهراً هل يستوون الحمد لله بل اكثرهم لايعلمون

ترجمہ۔ پس اس نے ھبہ کیا یا بیچ دیا یا باندی تھی اس سے جماع کیا اور اسکا فدیہ دیا یا اس کی اولاد کو قیدی بنایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ اس غلام مملوک کی مثال بیان فرماتے ہیں جو کسی چیز پر قادر نہیں ہے اور جس شخص کو ہم نے اچھی روزی دی وہ اس سے خفیہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ لوگ برابر ہو سکتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بلکہ اکثر نہیں جانتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ احنافؒ کا مسلک یہ ہے کہ ابتداء اخذ میں تو عرب غلام بنائے جاسکتے ہیں پھر جب ہمارے شہروں میں آجائیں گے پس اس وقت یا تو وہ مسلمان ہو جائیں اور مسلمان رقیق ہو کر رہے گا۔ اگر اسلام سے انکار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ اس کو کفر کی حالت پر نہیں رکھا جاسکتا۔ ان روایات سے اس توضیح کے بعد امام اعظمؒ پر امام بخاریؒ کا اعتراض صحیح نہیں رہتا کیونکہ مؤمن رہ کر استرقاق جائز ہے۔ کافر رہ کر نہیں۔ اور روایات میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی تعیین کرے۔ اس لئے روایات سے ان کا غلام ہونا ثابت ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ بعد مسلمان ہونے کے ثابت ہوا۔ چنانچہ ابن الہمام شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ ہمارا استدلال قرآنی آیت ہے۔ **تقاتلونهم اويسلمون اى الى ان يسلموا** اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا **لايقبل من مشرك العرب الاالاسلام اوالسيف** اور آپؐ سے یہ بھی مروی ہے **لارق على عربى** اور حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی عرب پر غلامی ثابت ہوتی تو وہ آج ہوتی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ملک کی پانچ چیزیں تفصیل میں ذکر فرمائی ہیں۔ ھبہ۔ بیع جماع۔ فدی۔ اور سبی۔ باب کے اندر چار احادیث ذکر فرمائی ہیں ہر حدیث سے ہر ایک کا حکم بیان فرمایا۔ البتہ بیع کا ذکر نہیں ہے۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے بعض طرق میں مذکور ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد انعقاد باب سے استرقاق عرب میں اختلاف کو بیان کرنا ہے۔ جمہورؒ فرماتے ہیں کہ عربی جب قید ہو جائے تو اس کا غلام بنانا جائز ہے۔ او جب باندی سے نکاح کر لیا تو اس کا ولد غلام ہوگا۔ امام اوزاعیؒ اور ثوریؒ فرماتے ہیں کہ باندی کے سردار پر ولد کی قیمت لازم ہے۔ اداء قیمت کے بعد وہ اس کو پاس رکھ سکتا ہے۔ لیکن ولد غلام کبھی نہیں ہوگا۔ مصنفؒ کا میلان جواز کی طرف ہے۔ ابن قدامہ نے شرح کبیر میں لکھا ہے کہ دار الحرب کے قیدی تین قسم ہیں۔ ۱ر عورتوں اور بچوں کا قتل ناجائز ہے۔ اس لئے وہ قید ہوتے ہی مسلمانوں کے غلام بن جاتے ہیں۔ ۲ر اہل کتاب اور مجوسیوں کے وہ لوگ جو جزیہ کا اقرار کرتے ہیں۔ امام کو چار میں سے ایک کا اختیار ہے۔ قتل۔ احسان۔ فدیہ۔ اور استرقاق۔ ۳ر وہ مرد جو جزیہ کا اقرار نہیں کرتے۔ امام کو اختیار ہے قتل من اور فداء ان کا استرقاق جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں عجم میں استرقاق جائز ہے۔ عرب میں نہیں ہے۔ اور بیہقیؒ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے کہ عرب پر رق نہیں ہے۔ قید اور فدیہ ہے۔ اور آیت کریمہ میں **ضرب الله مثلا عبداً مملوكاً** عبد مملوک کو کسی عجمی کی قید سے مقید نہیں کیا۔ معلوم ہوا عربی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں۔

حديث(۲۳۶۲)حدثنا ابن ابى مريم الخ ان مروان والمسوربن مخرمة اخبره ان النبى ﷺ قام حين جاء ه وفدهوازن فسالوه ان يرد اليهم

ترجمہ۔ مروانؓ اور مسور بن مخرمہؓ خبر دیتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے جب کہ آپؐ کے پاس ہوازن کا وفد آیا جو مانگ کر رہے تھے کہ ان کے مال اور قیدی

اموالھم وسبیھم فقال ان معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقه فاختار واا‌حدی الطائفتین اماالمال .واماالسبی وقدکنت استانیت بھم وکان النبی ﷺ انتظرھم بضع عشرة لیلة حین قفل من الطائف فلما تبین لھم ان النبی ﷺ غیرراداليھم الاا‌حدالطائفتین قالوافانانختار سبیا فقام النبی ﷺفی الناس فاثنی علی الله بما ھو اھله ثم قال امابعد فان اخوانکم جاء ونا تائبین وانی رایت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذلك فلیفعل ومن احب ان یکون علی حظه حتی نعطیه ایاہ من اول مایفیء الله علینا فلیفعل فقال الناس طیبنا ذلك قال انالاندری من اذن منکم ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمھم عرفاؤھم ثم رجعواالی النبیﷺفاخبروہ‌انھم طیبوااواذنوا فھذالذی بلغنا عن سبی ھوازن وقال انسؓ قال عباسؓ للنبی ﷺ فادیت نفسی فادیت عقیلا..

انہیں واپس کر دیں پس آپؐ نے فرمایا کہ بے شک میرے ہمراہ وہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو مجھ اکیلے کے بس کی بات نہیں اور پسندیدہ بات میرے نزدیک سچی بات ہے پس تم لوگ دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر سکتے ہو یا مال کو یا قیدیوں کو اور میں ان کا انتظار کرتا رہا۔ اور نبی اکرم ﷺ نے طائف سے لوٹنے کے بعد دس سے کئی زیادہ راتیں ان کا انتظار کیا پس جب ان پر واضح ہو گیا کہ جناب نبی اکرم ﷺ ان کی طرف صرف دو میں سے ایک ہی چیز واپس کرنے والے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم قیدیوں کو اختیار کرتے ہیں تو آنحضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا امابعد پس یہ تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے قیدی ان کی طرف واپس کر دوں پس تم میں سے جو شخص خوشی کے ساتھ اس کو کرنا چاہے وہ کر لے۔ اور جو یہ پسند کرے کہ سب سے پہلے جو فئے کا مال آئے گا اس میں سے ہم اس کو اس کا حصہ دیں گے تو وہ یہ کر سکتا ہے۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپؐ کے لئے یہ کام ہم خوشی سے کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں علم نہیں کہ آپ میں کس شخص نے خوشی سے اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی پس واپس جاؤ اور اپنے نمائندوں کے ذریعہ اپنا معاملہ ہمارے سامنے لاؤ چنانچہ وہ لوگ واپس گئے۔ اور ان کے چوہدریوں نے ان سے بات چیت کی۔ پھر جناب نبی اکرم ﷺ کو واپس آکر خبر دی کہ انہوں نے خوش دلی سے اجازت دے دی ہے۔ پس یہ واقعہ ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں ہم تک پہنچا ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضرت عباسؓ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی ذات کا فدیہ بھی ادا کیا ہے۔ اور اپنے بھائی عقیل کی طرف سے فدیہ ادا کیا ہے۔

حدیث (۲۳۶۳) حدثناعبدالله بن الحسن الخ

ترجمہ۔ حضرت نافع کی طرف ابن عون نے لکھا حضرت نافع نے

قال كتبت الى نافع فكتب الى ان النبی ﷺ اغار على بني المصطلق وهم غارون وانعامهم تسقى على الماء فقتل مقاتلهم وسبى ذراريهم واصب يومئذ جويرية حدثني به عبدالله بن عمرؓ وكان في ذلك الجيش .....

ان کی طرف لکھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ قبیلہ بنو المصطلق پر حملہ آور ہوئے جب کہ وہ غافل تھے۔ اور ان کے چوپائے چشمہ پر پانی پینے گئے تھے۔ تو ان کے لڑاکے آدمیوں کو تو قتل کر دیا اور ان کے اہل وعیال کو قیدی بنالیا اور اسی دن بی بی جویریہؓ حاصل ہوئی تھیں نافع فرماتے ہیں کہ حدیث مجھے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان فرمائی جو اس لشکر میں موجود تھے۔

حديث (٢٣٦٤) حدثنا عبدالله بن يوسف الخ رايت اباسعيدؓ فسالته فقال خرجنا مع رسول الله ﷺ في غزوة بني المصطلق فاصبنا سبيا من سبي العرب فاشتهينا النساء فاشتدت علينا العزبة واحببنا العزل فسالنا رسول الله ﷺ فقال ماعليكم ان لا تفعلوا مامن نسمة كائنة الى يوم القيام الاوهي كائنة ......

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ المصطلق کے لئے روانہ ہوئے پس ہمیں عرب کے قیدیوں میں سے کچھ قیدی ہاتھ آئے پس ہمیں عورتوں سے ملنے کی خواہش ہوئی اس لئے کہ ہم پر عورتوں سے الگ رہنا گراں ہو گیا تو ہم نے عزل کو پسند کیا جس کے متعلق ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ ایسا نہ کرو۔ کیونکہ کوئی جی ایسا نہیں جو قیامت تک ہونے والا ہے مگر وہ ہو کر رہے گا۔

حديث (٢٣٦٥) حدثنا زهير بن حرب الخ عن ابي هريرةؓ قال مازلت احب بني تميم منذ ثلث سمعت عن رسول الله ﷺ يقول فيهم سمعته يقول هم اشد امتي على الدجال قال وجاء ت صدقاتهم فقال رسول الله ﷺ هذه صدقات قومنا وكانت سبية منهم عندعائشةؓ فقال اعتقيها فانها من ولد اسمعيل .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے تین چیزیں بنو تمیم کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں میں برابر بنو تمیم سے محبت کرنے لگا ہوں ایک تو میں نے یہ سنا کہ آپؐ فرماتے تھے یہ لوگ دجال پر میری تمام امت میں سے سخت ترین ثابت ہوں گے۔ دوسرے جب ان کے صدقات وزکوۃ پہنچے تو آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقات آئے ہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ان کے قبیلہ کی ایک قیدی عورت حضرت عائشہؓ کے پاس تھی جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو۔ کیونکہ یہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مسور کی حدیث میں سے ہبہ ثابت کیا۔ حدیث انسؓ سے فداء کا ترجمہ ثابت ہوا۔ حدیث ابن عمرؓ سے سبی ذاتہ کا ترجمہ ثابت ہوا۔ اور حدیث ابو سعیدؓ میں جماع اور فدیہ دونوں ثابت ہوئے۔ اور حدیث ابو ہریرۃؓ کے بعض طرق میں ابتاعی کا لفظ وارد ہوا ہے جس سے بیع کا ترجمہ ثابت ہوا۔ حضرت جویریہ جناب نبی اکرم ﷺ کے حصہ میں آئیں۔ یا بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ جن سے انہوں نے مکاتبت کرلی۔ بدل کتابت آنحضرت ﷺ نے ادا کر کے ان سے نکاح کرلیا اور جس قدر قبیلہ بنو مصطلق کے قیدی تھے وہ سب ان کی برکت سے آزاد کر دیئے گئے۔ ان سے بڑی برکت والی عورت اپنی قوم کے لئے کوئی ثابت نہ ہوئی۔

عزل کے متعلق علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حرہ جب شوہر کو اجازت دے تو ائمہ فتویٰ کے نزدیک عزل کے جواز پر اتفاق ہے باندی شادی شدہ کے متعلق امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مولا کی اجازت پر موقوف ہے۔ امام ابو یوسفؒ باندی کی اجازت کو معتبر گردانتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ بغیر اذن مولیٰ اور بغیر اذن باندی کی اجازت کے خاوند کو اختیار دیتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ بت پرست اور مجوسی قیدی عورتوں سے وطی کا ہے۔ حضرت سعیدبن المسیب۔ مجاہد اور طاؤس وغیرہ جائز کہتے ہیں۔ لیکن اکثر اہل فتویٰ عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولاتنکحوا المشرکات حتی یؤمن یعنی مشرک عورتوں سے جماع نہ کرو۔ جب تک وہ مؤمن نہ ہو جائیں۔ البتہ نساء اہل الکتاب کی وطی کو والمحصنات من الذین اوتوالکتاب سے مباح کیا گیا ہے۔ عرب کی قیدی عورتوں سے اسلام کے بعد جماع کرنے پر سب صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہے۔

عزبه کے معنی بیویوں کا کم پانا یا نکاح کا نہ ہونا۔ بہر حال علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب جب مشرک ہوں تو ان کو رقیق بنایا جاسکتا ہے۔ جیسے قبیلہ بنو المصطلق کے لوگ سبایا بنائے گئے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ ان کی شرافت کی وجہ سے غلامی کا طوق نہیں پڑے گا۔

هذه صدقات قومنا اس لئے کہ ان لوگوں نے چھانٹ چھانٹ کر عمدہ مال صدقات میں بھیجا تھا جس پر آپؐ نے مسرت کا اظہار فرمایا۔

فادیت نفسي فداء تو جب ہی دیا تھا کہ رقیق ہو گیا۔ پس معلوم ہوا کہ عرب رقیق ہوتا ہے۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عباسؓ نے سو ۱۰۰ اوقیہ اپنی طرف سے فدیہ ادا کیا تھا۔ اگرچہ ہر ایک قیدی سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا تھا۔ مگر آپؐ نے حضرت عباسؓ کے متعلق فرمایا اضعفوها علی العباس جس پر انہوں نے فرمایا کہ ترکتنی فقیرا ماعشت یعنی آپؐ نے فرمایا کہ حضرت عباسؓ پر دوگنا سہ گنا فدیہ رکھا جائے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ کیا آپؐ مجھے زندگی بھر فقیر و محتاج رکھنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا

فاین المال الذی ترکته عندام الفضل الخ کہ وہ مال کہا جائے گا جو تو اپنی بیوی ام الفضل کے پاس چھوڑ کر آیا ہے۔ تو کہنے لگے کہ آپ کو کس نے اطلاع دی۔ کیونکہ وہاں تیسرا تو کوئی نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں پھر مسلمان ہو گئے اور اپنے بھتیجوں کو بھی حکم دیا وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ فادیت نفسی سے انہوں نے اپنی مصیبت بیان کی ہے افلاس کا بیان نہیں کیا۔

باب فضل من ادب جاریته وعلمها

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں جس نے اپنی باندی کو ادب سکھلایا اور اسے تعلیم دی۔

حدیث (۲۳۶۶) حدثنا اسحق بن ابراھیم الخ عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من کانت له جاریة فعالها فاحسن الیها ثم اعتقها وتزوجها کان له اجران .....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی باندی ہو پس اس نے اس پر خرچ کیا یا تعلیم دی اور اس سے اچھا سلوک کیا پھر اسے آزاد کر دیا اور اس سے نکاح کر لیا تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اجر التعلیم واجر العتق

باب قول النبی ﷺ

ترجمہ۔ باب ہے جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد

العبید اخوانکم فاطعموھم مما تاکلون وقوله تعالی واعبد واللہ ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتامی والمساکین الی قوله مختالا فخورا ذی القربی القریب والجنب الغریب الجار الجنب یعنی الصاحب فی السفر .

ترجمہ۔ کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اس میں سے ان کو بھی کھلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ آیت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قریبی رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں سے اچھا سلوک کرو مختالا فخورا تک ذی القربی سے قریبی رشتہ دار اور الجنب سے مسافر اور الجاد الجنب سے سفر کا ساتھی مراد ہے۔

حدیث (۲۳۶۷) حدثنا ادم بن ابی ایاس الخ قال سمعت المعرور بن سوید قال رایت ابا ذر ن الغفاریؓ وعلیه حلة فسالناه عن ذلك فقال انی سابیت رجلا فشکانی الی النبی ﷺ اعیرته بامه

ترجمہ۔ حضرت معرور بن سویدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر غفاریؓ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک عمدہ پوشاک تھی اور ان کے غلام پر بھی عمدہ پوشاک تھی ہم نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو گالی

ثم قال ان اخوانکم خوالکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن کان اخوه تحت یده فلیطعمه مما یاکل ولیلبسه ممایلبس ولاتکلفوهم مایغلبهم فان کلفتموهم مایغلبهم فاعینوهم .....

دی تھی۔ جس نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں میری شکایت کی تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو نے اس کو ماں کی وجہ سے عار دلائی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو جو خود کھاتا ہے اس سے اسے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اسی سے اس کو پہنائے۔ اور ایسے امور کی ان کو تکلیف نہ دو جو ان پر غالب آ کر ناقابل برداشت بن جائیں اگر ان ناقابل برداشت امور کی اجازت بھی دیتے ہو۔ تو ان کی اس میں خود مدد بھی کرو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مختالاً متکبراً فخوراً یعنی لوگوں پر فخر کرنے والا جو اپنے آپ کو بہتر سمجھتا ہو ایسا شخص فی نفسه کبیر۔ عندالله حقیر اور عندالناس بغیض ہوتا ہے۔

باب العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سیده

ترجمہ۔ غلام جب اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرے اور اپنے سردار کی خیر خواہی بھی کرے۔

حدیث (۲۳۶۸) حدثنا عبدالله بن مسلمة الخ عن ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال العبد اذا نصح سیده واحسن عبادة ربه کان له اجره مرتین

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی غلام اپنے سردار کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب ذوالجلال کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو اس کا دوہرا ثواب ہوگا۔

حدیث (۲۳۶۹) حدثنا محمد بن کثیر الخ عن ابی موسی الاشعریؓ قال قال النبی ﷺ ایما رجل کانت له جاریة فادبها فاحسن تادیبها واعتقها وتزوجها فله اجران وایما عبدٍ اَدّیٰ حق الله وحق موالیه فله اجران .....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی باندی ہو جسے اس نے ادب سکھلایا اور اس کو اچھی تعلیم دی اور اسے آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ اور جس غلام نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے سردار کا حق بھی ادا کیا تو اس کو دوہرا ثواب ہوگا

حدیث (۲۳۷۰) حدثنا بشر بن محمد الخ قال

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

ابوهریرةؓ قال رسول الله ﷺ للعبد المملوك الصالح اجران والذی نفسی بیده لولاالجهاد فی سبیل الله والحج وبرامی لاحببت ان اموت وانا مملوك .....

فرمایا غلام مملوک نیک بخت کے لئے دواجر ہیں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر جهاد فی سبیل اللہ۔ حج کرنا اور اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا نہ ہوتا تو میری خواہش تھی کہ مملوک ہو کر مرتا۔

حدیث(۲۳۷۱)حدثنااسحق بن نصر الخ عن ابی هریرةؓ قال قال النبی ﷺ نعم مالاحدهم یحسن عبادة ربه وینصح لسیده ...

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کس قدر اچھا ہے اس کیلئے جو اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرتا ہے اور اپنے آقا کے لئے خیر خواہی کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لولاالجهاد الخ یہ حضرت ابوہریرہؓ کا کلام ہے جو حدیث سے زائدہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ غلام کا اپنے آقا کا حق ادا کرنا اور مولا حقیقی کا حق ادا کرنا ایسی فضیلت ہے جو در حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ دوسرے فضائل جو فضائل عبد کے ضد ہیں حاصل نہ ہو جائیں۔ جیسے والدین سے بہتر سلوک۔ جہاد وغیرہ۔ کیونکہ غلام ان میں مشغول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ حقوق مولیٰ میں مصروف و محبوس ہوتا ہے۔

لاحببت یعنی میری خواہش تھی کہ عبد کی فضیلت کو حاصل کروں۔ لیکن ان دونوں فضیلتوں میں تضاد اور خلاف نے مجھے اس سے روک دیا۔ یہ معنی نہیں کہ فضیلت عبد کو تمام دیگر فضائل پر برتری حاصل ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس فضیلت کے ساتھ اور فضائل بھی مل جائیں تو زہے قسمت۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ان جملوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ انبیاء اور اصفیاً کا غلامی کی زندگی سے امتحان لیتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا امتحان لیا۔ لیکن ابن بطالؒ اور داؤدیؒ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ کلام رسول نہیں۔ کلام ابوہریرہؓ ہے جس پر برامی کالفظمن حیث المعنی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی کوئی والدہ نہیں تھی جس کی آپؐ خدمت کرنا چاہتے ہوں۔ البتہ کرمانیؒ نے ایک توجیہ کی ہے کہ آپؐ امت کو تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ یاعلی سبیل الفرض فرمایا ہے۔ یا رضاعی والدہ سے سلوک کرنا چاہتے ہوں۔ علامہ عینیؒ نے بھی کرمانیؒ کی توجیہات کو درست قرار دیتے ہوئے اسے کلام رسول قرار دیا ہے۔ باقی ان اشیاء کو استثناء کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حج اور جہاد میں اذن مولیٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح ماں کی خدمت میں بھی کبھی اذن مولیٰ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ بقیہ عبادات بدنیہ میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ باقی عبادات مالیہ سے تعرض اس لئے نہیں کیا گیا کہ غلام کا اپنا مال ہوتا نہیں جو اس کی ضروریات سے وافر ہو کہ وہ مالک کی اجازت کے بغیر صدقات

وخیرات میں خرچ کر سکے یا اس وجہ سے کہ اس مال میں بھی بغیر اجازت مولیٰ کے وہ تصرف نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا نام امیمہ تھا بعض نے میمونہ کہا ہے۔ بہر حال وہ صحابیہ تھیں جن کے اسلام لانے کا واقعہ مسلم میں موجود ہے۔

له اجران اگر اس پر اشکال ہو کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ ساوات کا اجر کم ہو اور ممالیك کا زیادہ ہو۔ ایک جواب تو علامہ کرمانیؒ نے یہ دیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں یا ممالیك کا ثواب اس جہت سے مضاعف ہو اور ساوات کا دوسری جہات سے بڑھ جائے یا یہ کہ اس عبد کو ترجیح دی جارہی ہے جو دونوں حقوق ادا کرتا ہے اس عبد پر جو صرف ایک حق ادا کرتا ہے۔ نصیحت کا معنی خیر خواہی ہے کہ ہر حال میں اس کی صلاح کا ارادہ کرے اور خلل عل اور غش سے پاک رکھے اور حسن تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ بغیر مار پٹائی اور ڈانٹ ڈپٹ کے نرمی اور مہربانی سے تعلیم دے اور ادب کا معنی ہے۔ حسن الاحوال والاخلاق۔

باب كراهية التطاول على الرفيق

ترجمہ۔ غلام پر سرکشی کرنا مکروہ ہے

وقوله عبدى اوامتى وقال الله تعالى والصالحين من عبادكم وامائكم وقال عبدامملوكا والفيا سيدها لدى الباب وقال عزوجل من فتياتكم المؤمنات وقال النبى ﷺ قوموا الى سيدكم واذكرنى عند ربك يعنى عند سيدك ومن سيدكم

ترجمہ۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور حدود سے تجاوز کر جائے عبد اور امه کا اطلاق ہو گیا۔ عبدا مملوکا بھی قرآن مجید میں آگیا۔ الفيا سيدها لدى الباب میں آقا پر سید کا اطلاق ہو گیا ہے۔ اور فتياتكم المؤمنات میں باندیوں پر فتیات کا اطلاق ہوا ہے اس لئے یہ بھی جائز ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے اوس قبیلہ کے سردار کے لئے فرمایا اپنے سید کی طرف اٹھو واذكرنى عند ربك اى عند سيدك میں مولیٰ پر رب کا اطلاق ہے تو یہ سب اطلاقات جائز ہیں۔

حديث (۲۳۷۰) حدثنا مسدد الخ عن عبدالله عن النبى ﷺ قال اذ نصح العبد سيده واحسن عبادة ربه كان له اجره مرتين .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو غلام اپنے سردار کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا۔

حديث (۲۳۷۱) حدثنا محمد بن العلاء الخ عن ابى موسىؓ عن النبى ﷺ قال المملوك الذى يحسن عبادة ربه ويؤدى الى سيده الذى له عليه من الحق والنصيحة وطاعت له اجران ....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اس غلام کے لئے دوہرا ثواب ہے جو اپنے رب کی عبادت بھی خوش اسلوبی سے کرتا ہے اور اپنے سردار کا وہ حق بھی ادا کرتا ہے جو اس کے ذمہ ہے اور خیر خواہی اور فرمانبرداری کرتا ہے

حدیث(۲۳۷۲)حدثنامحمد الخ انه سمع اباھریرۃؓ یحدث عن النبی ﷺ انه قال لایقل احدکم اطعم ربك وضیء ربك اسق ربك ولیقل سیدی مولای ولایقل احدکم عبدی امتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا کھلاؤ۔ وضو کراؤ یاپانی پلاؤ۔ بلکہ سید اور مولا کا لفظ استعمال کرے۔ اور کوئی تم میں سے عبدی وامتی بھی نہ کہے بلکہ فتای .فتاتی وغلامی کہے۔

حدیث (۲۳۷۳) حدثناابو النعمان الخ عن ابن عمرؓ قال قال النبی ﷺ من اعتق نصیباله من العبد فکان من المال مایبلغ قیمته یقوم علیه قیمة عدل واعتق من ماله والافقد عتق منه ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے عبد کا حصہ آزاد کر دیا جب کہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت تک پہنچ جاتا ہے تو اس کی عادلانہ قیمت کی جائے گی۔ اور وہ اس کے مال سے آزاد ہو گا۔ ورنہ جتنا حصہ آزاد کیا ہے۔ وہی آزاد ہو گا۔

حدیث (۲۳۷٤) حدثنامسدد الخ عن عبداللهؓ ان رسول الله ﷺ قال کلکم راع فمسئول عن رعیته فالامیر الذی علی الناس راعٍ وھومسئول عنھم والرجل راعٍ علی اھل بیته وھو مسئول عنھم والمرأۃ راعیة علی بیت بعلھا وولده وھی مسئولة عنھم والعبدراعٍ علی مال سیده وھو مسئول عنه الافکلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیته ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے جس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا پس وہ آدمی جو لوگوں کا حاکم ہے وہ بھی ان کا محافظ و نگران ہے جس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا اس طرح آدمی اپنے گھر والوں پر محافظ ہے۔ اس سے ان کے متعلق سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے جس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہو گا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا نگران ہے جس سے اس کے متعلق سوال ہو گا۔ خبردار! پس ہر ایک تم میں سے نگران ہے۔ اور ہر ایک تم میں سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

حدیث(۲۳۷۵)حدثنامالك بن اسماعیل الخ سمعت اباھریرۃؓ وزید بن خالد عن النبی ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب کسی کی باندی

قال اذازنت الامة فاجلدوهاثم اذازنت فاجلدوها ثم اذاازنت فاجلدوهافی الثالثةاوالرابعة بیعوعها ولوبضفیر .....

زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر تیسری یا چوتھی مرتبہ میں فرمایا کہ اس کو بیچ دو اگر چہ بٹی ہوئی رسّی کے بدلے بھی ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہی ۔ امام بخاریؒ نے اس باب سے اس تعارض کے رفع کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بعض روایات میں سیدی ۔ربی ۔عبدی ۔ وامتی کہنے سے منع فرمایا گیا۔باایں ہمہ بہت سی آیات اور روایات میں لفظ سید اور رب کے ساتھ اضافة پائی جاتی ہے۔دفع کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ تطاول اور تفاخر کے طور پر کہے جائیں تو ممنوع ہیں۔اگر بڑائی اور فخر ملحوظ نہیں ہے تو پھر اس کے جواز میں کوئی ضرر نہیں ہے۔باایں ہمہ ان کا ترک کر دینا افضل ہے۔آیات اور روایات میں اصل جواز کے اعتبار سے ورود ہوا ہے۔ اس کے باوجود آیات میں لفظ فتیات اور فتای بھی وارد ہوا ہے۔خود آنحضرت ﷺ نے بھی اس کا تلفظ فرمایا ہے۔ لیقل فتای پھر وہ روایات بیان فرمائی ہیں جن سے جواز امہ اور عبد کے اطلاق کا ثابت ہوتا ہے۔اس طرح سید اور فتی کا اطلاق بھی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علماء فقہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ان احادیث میں جو نہی معلوم ہوتی ہے وہ نہی تنزیہی ہے تحریم کیلئے نہیں۔ حتی کہ اہل الظاہر بھی اسی کے قائل ہیں۔البتہ لفظ رب کے بارے میں ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ بغیر اضافت کے اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔دوسروں کے لئے اضافت کے ساتھ بولا جاسکتا ہے۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکثار اور عادت سے منع فرمایا۔فی الجملہ کبھی کبھی ذکر کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کراہتہ اضافت کی صورت کے ساتھ مختص اور اضافت بھی یاء متکلم کی طرف جیسے سیدی ۔امتی ۔ وعبدی ۔

باب اذااتاه خادمه بطعامه

ترجمہ۔ جب اس کا نوکر اس کا کھانا لائے

حدیث(۲۳۷۶)حدثناحجاج بن منهال الخ سمعت اباهريرةؓ عن النبی ﷺ اذااتی احدکم خادمه بطعامه فان لم یجلسه معه فلیناوله لقمة اولقمتین اواکلة اواکلتین فانه ولی علاجه ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارے میں سے کسی کے پاس اس کا نوکر اس کا کھانا لے آئے۔ پس اگر اپنے ہمراہ بٹھا نہیں سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمے اسے ضرور دے دے۔اس لئے کہ اس نے اسے پکایا ہے اور بنایا ہے۔یعنی اس کی کلفت برداشت کی ہے۔

باب العبد راعٍ فی مال سیده ونسب النبی ﷺ المال الی السید ۔

ترجمہ۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے مال کی نسبت سرادار کی طرف کی ہے۔

حدیث (۲۳۷۷) حدثنا ابو الیمان الخ
عن عبدالله بن عمرؓ انه سمع رسول الله ﷺ یقول کلکم راعٍ ومسئول عن رعیته فالامام راعٍ وهو مسئول عن رعیته والمراة فی بیت زوجها راعیة وهی مسئولة عن رعیتها والخادم فی مال سیده راعٍ وهو مسئول عن رعیته قال فسمعت هؤلاء من النبی ﷺ واحسب النبی ﷺ قال والرجل فی مال ابیه راعٍ ومسئول عن رعیته فکلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیته .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک نگران ومحافظ ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا پس امام وحاکم نگران ہے۔ اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اور نوکر اپنے آقا کے مال کا نگران ہے۔ اس سے اپنی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ فرمایا یہ سب میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنے اور میرا گمان یہ بھی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا نگران ہے۔ اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ بہر حال تم میں سے ہر ایک نگران ہے۔ ہر نگران سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔

باب اذا ضرب العبد فلیجتنب الوجه

ترجمہ۔ جب غلام کو مارے تو چہرے سے بچ کر رہے

حدیث (۲۳۷۸) حدثنا محمد بن عبیدالله الخ
عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال اذا قاتل احدکم فلیجتنب الوجه .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص لڑائی کرے تو چہرہ سے بچتا رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المکاتب

باب اثم من قذف مملوکه المکاتب ونجومه فی کل سنة نجم ۔

وقوله تعالی والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوهم ان علمتم فیهم خیراً واتوهم من مال الله الذی اتاکم وقال روح عن ابن جریح قلت لعطاء اواجب علی اذاعلمت له مالاً ان اکاتبه قال ماارٰاه الاواجباً وقال عمر وبن دینار قلت لعطاء تاثره عن احد قال لاثم اخبرنی ان موسی بن انس ؓ اخبره ان سیرین سال انساً المکاتبة وکان کثیر المالٰ فابی فانطلق الی عمر فقال کاتبهٖفابی فضربه بالدرة ویتلوا عمرؓ فکاتبوهم ان علمتم فیهم خیرا فکاتبه وقال اللیث ......

ترجمہ۔ مکاتب اور اس کے وظیفے کے اوقات اور ہر سال میں ایک وظیفہ ۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو غلام کتابت طلب کریں تو ان سے کتابت کر لو اگر تمہیں ان میں کوئی بھلائی معلوم ہو۔اس مال میں سے ان کو دے دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے ابن جریج نے عطاء سے کہا کہ مجھے معلوم ہو جائے اس کے پاس مال ہے تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ میں ان سے کتابت کر لوں انہوں نے فرمایا میں بھی اسے واجب ہی سمجھتا ہوں۔ میں نے عطاء سے کہا کیا آپ اس کو کسی سے روایت کرتے ہو۔اس نے کہا نہیں۔اور سیرین نے حضرت انسؓ سے کتابت کے بارے میں سوال کیا اور وہ کثیر المال تھے۔پس انہوں نے انکار کر دیا۔پس وہ حضرت عمرؓ کی طرف چلے فرمایا اس سے مکاتبت کر لو۔پھر بھی انہوں نے انکار کر دیا۔پس انہیں ایک درّہ مارا۔اور حضرت عمرؓ نے یہ آیت تلاوت کی فکاتبوهم الایة پس انہوں نے اس کی کتابت کر لی۔

حدیث(۲۳۷۹) قال عروة قالت عائشةؓ ان بریرةؓ دخلت علیهاتستعینهافی کتابتها وعلیها خمسةاواق نجمت علیهافی خمس سنین فقالت لها عائشةؓ ونفست فیها ارایت ان عددت لهم عدةواحدةًابیعك اهلك فاعتقتك فیكون ولاء ك لی فذهبت بریرة الی اهلها فعرضت ذلك علیهم فقالوالاالاان یكون لنا الولاء .قالت عائشةؓ فدخلت علی رسول الله ﷺ فذكرت ذلك له فقال لها رسول الله ﷺ اشتریهافاعتقیهافانما الولاءلمن اعتق ثم قام رسول اللهﷺفقال مابال رجال یشترطون شروطالیست فی كتاب الله من اشترط شرطالیس فی كتاب الله فهوباطل شرط الله احق واوثق ......

ترجمہ۔قال اللیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ ان کے ہاں حاضر ہوئیں جو ان سے کتابت کے سلسلہ میں مدد طلب کرتی تھیں۔ اور ان کے ذمہ پانچ اوقیے تھے جن کو پانچ سال کے عرصہ میں اس پر تقسیم کردیا گیا۔ حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا جبکہ ان کو حضرت بریرہؓ میں رغبت تھی مجھے بتلاؤ کہ میں انہیں ایک ہی گنتی میں پورا کردوں تو کیا تیرے آقا تجھے بیچ دیں گے پھر میں تجھ کو آزاد کردوں گی۔ پس تیرا ولاء میرے لئے ہوگا۔ پس حضرت بریرہؓ اپنے سرداروں کے پاس گئیں اور ان پر یہ معاملہ پیش کیا تو انہوں نے کہا نہیں ولاء تو بہر حال ہمارے لئے ہوگا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان کا جواب آپؐ سے ذکر کیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کو خرید کر کے آزاد کردو۔ بہر صورت ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہوگا۔ پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ جو شخص ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو وہ باطل ہو گی۔ اللہ کی شرط زیادہ صحیح ہے اور زیادہ مضبوط ہے۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u>۔ ماارٰاہ الاواجباً کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ الامر للوجوب یعنی امر کا صیغہ وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو۔

<u>قال لاثم اخبرنی</u> شاید پہلے بھول گئے پھر جب یاد آیا تو کہنے لگے کہ حضرت عطاء نے اس سے وجوب سمجھا۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے انہیں اس پر درّہ مارا تھا۔ اگر وجوب نہیں تھا تو حضرت عمرؓ انہیں درّہ کیوں مارتے۔ نیز! حضرت عمرؓ نے انہیں اس کے انکار پر درّہ مارا کیونکہ اگر امر وجوب کے لئے نہ بھی ہو تب بھی استحباب سے خالی نہیں۔ اگر مستحبات پر صحابہؓ رسول اللہؐ عمل نہیں کریں گے تو اور کون کریگا۔

<u>شرط الله احق واوثق</u> ظاہر یہ ہے کہ شرط اللہ سے وہ شرط مراد ہے جو شرع کے موافق ہو۔

<u>تشریح از شیخ زکریاؒ</u>۔ مکاتبة عرب میں اسلام سے پہلے بھی متعارف تھی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے برقرار رکھا

کتابت کی تعریف معنی میں یہ ہے اعتاق السید عبدہ علی مال فی ذمته یؤدی مؤجلا یعنی آقا کا اپنے غلام کو ایسے مال پر آزاد کرنا جو اس کے ذمہ ہے جس کو وہ مدت مقررہ میں ادا کرے گا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت انسؓ کے انکار کتابت پر ان کے درہ مارا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مکاتبت واجب ہے۔ جب کہ عبد اس کا مطالبہ کرے۔ عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت بریرہؓ کی مکاتبت ہوئی۔ اور مردوں میں حضرت عمرؓ کا مستحبات پر درّے مارنا سیرت عمرؓ کا نا قابل انکار باب ہے۔ حدیث کی مطابقت ترجمہ سے نجمت علیہا کے جملہ سے ثابت ہے۔

باب مایجوز من شروط المکاتب ومن اشترط شرطاً لیس فی کتاب الله فیه ابن عمرؓ عن النبی ﷺ۔

ترجمہ۔ مکاتب کی شرطوں میں سے جو جائز ہیں ان کا بیان اور جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس بارے میں ابن عمرؓ سے مروی ہے۔

حدیث(۲۳۸۰)حدثنا قتیبة الخ ان عائشةؓ اخبرته ان بریرةؓ جاء ت تستعینها فی کتابتها ولم تکن قضت من کتابتها شیئاً قالت لها عائشةؓ ارجعی الی اهلك فان احبوا ان اقضی عنك کتابتك ویکون ولاء ك لی فعلت فذکرت ذلك بریرةؓ الی اهلها فابوا وقالوا ان شاء ت ان تحتسب علیك فلتفعل ویکون ولاؤك لنا فذکرت ذلك لرسول الله ﷺ فقال لها رسول الله ﷺ ابتاعی فاعتقی فانما الولاء لمن اعتق قال ثم قام رسول الله ﷺ فقال مابال اناس یشترطون شروطاً لیس فی کتاب الله من اشترط شرطا لیس فی کتا ب الله فلیس له وان شرط مائة مرة شرط الله احق واوثق.

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ ان کے پاس آ کر اپنی کتابت کے بارے میں مالی مدد طلب کرتی تھیں اور اس نے اپنے بدل کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنے مالکوں کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ پسند کریں تو میں تیرا بدل کتابت ادا کر دوں اور تیرا ولاء میرے لئے ہوگا۔ تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ چنانچہ حضرت بریرہؓ نے اپنے مالکوں سے جا کر ذکر کیا تو انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہؓ تجھ پر حسبة الله کرنا چاہتی ہیں تو کریں۔ ولاء بہر حال ہمارا ہوگا حضرت عائشہؓ نے اس کا جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خرید کر کے آزاد کر دو۔ بہر صورت ولاء اسی کا ہوگا جس نے آزاد کیا ہے۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو شخص ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ وہ سو ۱۰۰ مرتبہ شرطیں لگائیں۔ اللہ کی شرط زیادہ سچی و حق ہے۔ اور زیادہ مضبوط ہے

حدیث (۲۳۸۱) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عبداللہ بن عمرؓ قال ارادت عائشةؓ ام المؤمنین ان تشتری جاریة لتعتقها فقال اھلھا علی ان ولاء ھا لنا قال رسول اللہ ﷺ لا یمنعك ذلك فانما الولاء لمن اعتق ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ام المؤمنین نے ایک باندی خرید کر کے آزاد کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس باندی کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر دیں گے کہ اس کا ولاء ہمارے لئے ہوگا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ بات نہ روکے کیونکہ ولاء اسی کا ہوگا جس نے آزاد کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شرط اللہ احق کتاب اللہ سے مراد اس جگہ کتاب اللہ۔ یا سنت رسول اللہؐ۔ یا اجماع امت کا حکم ہے۔ لیس فی کتاب اللہ سے بھی یہی مراد ہے کہ اللہ کے حکم میں اس کا جواز یا وجوب نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جس شرط کو کتاب اللہ بیان نہ کرے وہ باطل ہے۔ حالانکہ کبھی بیع میں کفیل کی شرط لگائی جاتی ہے۔ اس طرح ثمن کے اوصاف میں کئی شرطیں بیان کی جاتی ہیں وہ باطل نہیں ہیں۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے کتاب الشروط میں ایک باب باندھا ہے باب مالا یحل من الشروط التی تخالف کتاب اللہ یعنی وہ شرطیں جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں۔ تو حافظؒ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ نے اس سے لیس فی کتاب اللہ کی تفسیر بیان کی ہے اور حکم بھی عام مراد ہے۔ خواہ وہ نص ہو یا مستنبط ہو۔ جو ایسا نہ ہو وہ کتاب اللہ کے مخالف ہے۔

باب استعانة المکاتب وسؤاله الناس۔

ترجمہ۔ مکاتب کا مدد طلب کرنا اور لوگوں سے اس کا سوال کرنا۔

حدیث (۲۳۸۲) حدثنا عبید بن اسمعیل الخ عن عائشةؓ قالت جاءت بریرةؓ فقالت انی کاتبت اھلی علی تسع اواق فی کل عام وقیة فاعینینی فقالت عائشةؓ ان احب اھلك ان اعدھا لھم عدة واحدة واعتقك فعلت ویکون ولاءك لی فذھبت الی اھلھا فابوا ذلك علیھا فقالت انی قد عرضت ذلك علیھم فابوا الا ان یکون الولاء لھم فسمع

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہؓ نے آ کر کہا کہ میں نے نو ۹ اوقیہ پر مکاتبت کر لی ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا۔ پس آپ میری مالی مدد فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر آپ کے مالک چاہیں تو میں سب رقم ان کو ایک دفعہ گن کر دے دوں گی۔ اور تجھے میں آزاد کر دوں۔ تو میں یہ کر سکتی ہوں۔ پس تیرا ولاء میرے لئے ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انہوں نے اس پر انکار کیا۔ واپس آ کر کہنے لگیں کہ میں نے ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا مگر انہوں نے

بذلك رسول الله ﷺ فسالنی فاخبرته فقال خذیهافاعتقیها واشترطی لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق قالت عائشةؓ فقام رسول الله ﷺ فی الناس فحمد الله واثنی علیه ثم قال اما بعد فمابال رجالٍ منکم یشترطون شروطاً لیست فی کتاب اللهفایماشرط لیس فی کتاب اللهفهو باطل وان کان مائة شرط فقضاء الله احق وشرط الله اوثق مابال رجال منکم یقول احدهم اعتق یافلان ولی الولاء انما الولاء لمن اعتق ......

پھر بھی انکار کرتے ہوئے یہی کہا کہ ولاء ان کے لئے ہوگا۔ اس بات کو جناب رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو مجھ سے اس بارے میں دریافت فرمایا۔ میں نے آپ کو خبر دی تو آپؐ نے فرمایا کہ آپ اس کو لے لیں۔ پس اس کو آزاد کر دیں۔ اور ولاء کی شرط ان کے لئے تسلیم کرلیں۔ کیونکہ ولاء تو اسی کا ہوگا جس نے آزاد کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا امابعد پس کیا حال ہے تم میں سے ان لوگوں کا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ پس جو نسی شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے۔ اگرچہ وہ سو ۱۰۰ شرطیں ہیں۔ پس اللہ کا فیصلہ زیادہ حق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ مضبوط ہے۔ تم میں سے لوگوں کا کیا ہے کہ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے فلاں تم آزاد کرو اور ولاء میرے لئے ہوگا۔ حالانکہ ولاء تو اسی کا ہوتا ہے جس نے ازاد کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ مکاتب پر سوال کرنا اس لئے حرام نہیں ہے کہ وہ مجبور ہے کہ کسی طرح وہ اپنی گردن غلامی سے چھڑائے اور اس کی احتیاج بھوکے کی احتیاج الی الطعام سے زیادہ ہے۔ کیونکہ غلام آدمی تو حکماً آدمیت سے خارج ہے پس انسانیت حاصل کرنے کے لئے اس کی سعی و کوشش جائز ہے۔ نیز ! بسا اوقات اس کی پونجی بدل کتابت کو پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ سوال کر کے مدد مانگ سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ وسواله الناس کو حافظؒ عطف الخاص علی العام قرار دیتے ہیں اس لئے کہ استعانت بالسوال وبغیر سوال کے ہوتی ہے۔ گویا کہ اس سے جواز سوال کی طرف اشارہ ہوا۔ اس لئے کہ آپ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہؓ کے سوال من العائشةؓ کی تقریر فرمائی۔

الحاصل حافظؒ نے جو ترجمہ کی غرض بتائی ہے یہ ادق ہے۔ اور شیخ گنگوہیؒ نے جو غرض بتائی ہے وہ بھی واضح ہے۔ اور یہ دونوں مستقل غرضیں ہیں ان میں کوئی تنافی نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اشترطی لهم الولاء. یہ جو اشکال ہوتا ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو دھوکہ دہی کی تعلیم کیسے دی

تو پہلا جواب یہ ہے کہ اشترطی لھم بمعنی علیھم کے ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپؐ ولاء کا حکم ان کو ظاہر کردیں۔ یا اس سے مراد توبیخ ہے کہ جب آپؐ نے حکم واضح کردیا تو پھر ایک باطل چیز پر ان کا اصرار کرنا صحیح نہیں تھا۔ عائشہؓ سے فرمایا تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ دوسری وہ شرط لگائیں یا نہ لگائیں۔ یہ شرط بہر حال باطل ہے۔ کتاب البیوع میں اس کی بحث گذر چکی ہے۔

باب بیع المکاتب اذا رضی

ترجمہ۔ مکاتب کو بیچ دینا جبکہ وہ راضی ہو

وقالت عائشةؓ هو عبد ما بقي عليه شئ وقال زيد بن ثابت ما بقي عليه درهم وقال ابن عمرؓ هو عبد ان عاش وان مات وان جنى ما بقي عليه شئ ....

ترجمہ۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مکاتب غلام ہے۔ جب تک اس کے ذمہ کچھ بھی بدل مکاتبت ہے۔ اور زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں جب تک اس پر ایک درہم بھی باقی ہے وہ غلام ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ کا ارشاد ہے کہ وہ غلام ہے۔ اگر زندہ رہے۔ مر جائے۔ اگر کوئی جرم کرے جب تک اس کے ذمہ کوئی چیز ہے۔

حدیث (۲۳۸۳) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ

عن عمرة بنت عبدالرحمن ان بريرةؓ جاء ت تستعين عائشةؓ ام المؤمنين فقالت لها ان احب اهلك ان اصب لهم ثمنك صبة واحدة فاعتقك فعلت فذكرت بريرةؓ ذلك لاهلها فقالوا لا الا ان يكون ولاء ك لنا قال مالك قال يحيى فزعمت عمرة ان عائشةؓ ذكرت ذلك لرسول الله ﷺ فقال اشتريها واعتقيها فانما الولاء لمن اعتق ..

ترجمہ۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ سے مروی ہے کہ حضرت بریرہؓ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مدد مانگنے کے لئے آئیں تو حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا کہ اگر تیرے مالک پسند کریں تو میں تیری قیمت ان کو یک لخت اکٹھی دے کر تجھے آزاد کردوں تو میں یہ کر سکتی ہوں۔ حضرت بریرہؓ نے اس کا ذکر اپنے مالکوں سے کیا جنہوں نے کہا کہ ہم تو نہیں بیچیں گے جبتک تیرا ولاء ہمارے لئے نہ ہو حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ نے کہا کہ حضرت عمرہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اس کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کو خرید کر کے آزاد کردو ولاء تو اسی کا ہوگا جس نے آزاد کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام مالکؒ تو فرماتے ہیں کہ مکاتب کی بیع جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ ادائیگی بدل سے عاجز نہ آجائے حضرت ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مکاتب کی بیع جائز نہیں جب تک کہ وہ مکاتب ہے۔ البتہ جب ادائیگی سے عاجز آجائے تو پھر جائز ہے۔ اس طرح اس کی کتابت کا بیچنا بھی جائز نہیں۔ حضرت امام احمدؒ۔ اوزاعیؒ۔ ابو ثورؒ وغیرھم فرماتے ہیں کہ اگر مکاتب راضی ہو

تو اس کی بیع جائز ہے۔ اگر چہ مالک یہ نہ کہے اذاادیت فانت حر حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان کلمات کا کہنا ضروری ہے۔ ورنہ آزاد نہ ہوگا۔ مولا کی موت سے کتابت باطل نہیں ہوگی۔ عبدبدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ اگر غلام مر گیا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کتابت باطل ہو جائے گی۔ مکاتب عبد ہو کر مرے گا۔ جو مال چھوڑ دے گا وہ اس کے مالک کا ہوگا۔

باب اذاقال المکاتب اشترنی واعتقنی فاشتراه لذلک۔

ترجمہ۔ جب مکاتب کسی سے کہتا ہے کہ مجھے خرید کر کے آزاد کر دو تو اگر ایسا ہو گیا کہ اسنے اسے خرید لیا تو یہ جائز ہے۔

حديث (۲۳۸٤) حدثنا ابونعيم الخ حدثني ابی ايمن قال دخلت علی عائشةؓ فقلت كنت لعتبةبن ابی لهب ومات وورثتی بنوه وانهم باعونی من ابن عمروفاعتقنی ابن ابی عمرو واشترط بنو عتبة الولاء فقالت دخلت بريرةؓ وهی مكاتبة فقالت اشترينی واعتقينی قالت نعم قالت لايبيعونی حتی يشترطو ا ولائی فقالت لاحاجة لی بذالك فسمع بذلك النبی ﷺ اوبلغه فذكر لعائشةؓ فذكرت عائشةؓ ماقالت لها فقال اشتريهاواعتقيهاودعيهم يشترطون ماشاؤ فاشترتهاعائشةؓ فاعتقتها واشترط اهلها الولاء فقال النبی ﷺ الولاء لمن اعتق وان اشترطوا مائة شرطٍ......

ترجمہ۔ عبدالواحد بن ایمنؒ فرماتے ہیں کہ میرے باپ ایمن نے مجھے حدیث سنائی کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے کہا کہ میں عتبہ بن ابی لہب کا غلام تھا وہ مر گیا اور اس کے بیٹے میرے وارث بن گئے اور انہوں نے مجھے ابن ابی عمرو مخزومی کے پاس بیچ دیا جس نے مجھے آزاد کر دیا۔ جب کہ عتبہ کے بیٹوں نے ولاء کی شرط لگائی تھی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہؓ میرے پاس آئیں جب کہ وہ مکاتبہ تھیں کہنے لگیں کہ مجھے خرید لو اور آزاد کر دو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اچھا ایسا ہوگا۔ اس نے کہا کہ وہ اس وقت تک مجھے نہیں بیچیں گے یہاں تک کہ وہ میرے ولاء کی شرط لگائیں گے۔ تو حضرت عائشہؓ نے اس سے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اس بات کو جناب نبی اکرم ﷺ نے سن لیا یا آپ کو خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر کے آزاد کر دو۔ اور ان کو چھوڑ دو جو کچھ وہ شرطیں لگاتے ہیں پس حضرت عائشہؓ نے اسے خرید کر لیا۔ اور پھر اسے آزاد کر دیا۔ مگر ان کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگا دی جس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ولاء آزاد کرنے والے کا ہوتا ہے اگر چہ لوگ سو ۱۰۰ شرطیں بھی لگاتے پھریں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ اس باب کو اس لئے لائے ہیں کہ اس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بیع کے اندر

ایک شرط کی رخصت ہے۔ جس کے جواب میں احناف فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس قبیلہ سے ہے ہی نہیں۔ یہ تو حضرت عائشہؓ کی طرف سے ایک وعدہ تھا یہ شرط تب ہوتی جب نفس عقد میں اسے بیان کیا جاتا۔ نیز! متعاقدین کے درمیان اس کا ذکر بھی نہیں چلا۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیع فاسد مفید الملك ہوتی ہے۔ اور شراء فاسد کے باوجود مشتری کا عتق نافذ ہوگا۔ عقد فاسد واجب الرفع ہوتی ہے مگر اس مسئلہ کو ظاہر کرنے کے لئے عقد کو فسخ نہیں کیا گیا۔ نیز! اشترطوا متأته شرط بھی ہمارے قول کی تائید کرتا ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ بیع شرط واحد کو بیع قرار دیتے ہیں وہ زائد علی الواحد کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔ بایں ہمہ آنحضرت ﷺ نے ولاء معتق کے لئے اپنے کلام سے ثابت فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعتاق یعنی آزاد کرنا نافذ ہوا جس کے نتیجہ میں ولاء معتق کے لئے قرار پایا۔ ورنہ علماء کا اتفاق ہے کہ معتق جس غلام کا مالک نہ ہو اس میں عتق نافذ نہیں ہوتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ کی ساری تقریر کا دارومدار اس پر ہے کہ بیع بشرط واحد اور بشرطین جائز ہے یا نہیں۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں بھی وہی حضرت بریرۃؓ والی روایت ذکر فرمائی ہے۔ اس لئے شیخ نے اس مسئلہ پر مدار رکھ کر دلیل بیان فرمائی ہے اور بہت اچھا استدلال کیا ہے۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اس جگہ کئی فروعی اختلاف ذکر فرمائے ہیں جن کا تعلق کتابت اور عتق سے ہے۔ پہلا ترجمہ تو ہے بیع المکاتب اذا رضی۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے مختلف اقوال میں سے ایک قول کو اختیار فرمایا کہ اگرچہ مکاتب عاجز نہ ہو پھر بھی بیع پر راضی ہو جائے تو جائز ہے امام احمدؒ وغیرہ کا یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اس کو منع کرتے ہیں اور بریرۃؓ کے واقعہ کا جواب دیتے ہیں کہ وہ ادائیگی بدل سے عاجز آگئی تھی۔ تب اس کی بیع ہوئی ہے پھر دوسرا ترجمہ امام بخاریؒ کا یہ ہے اذا قال المکاتب اشترنی واعتقنی اس میں عتبہ کے غلام کا واقعہ بیان کیا جس پر حضرت عائشہؓ اور بریرۃؓ کے واقعہ بیع کا استدلال کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عبد اور مکاتب میں کوئی فرق نہیں کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ شرط فاسد ہے۔ یہ مسلک حضرت امام ابو حنیفہؒ کا ہے کہ اگر شرط صلب عقد کے منافی ہو تو وہ باطل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بیچنا نہیں چاہتا۔ حالانکہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ انہوں نے ان کے لئے عتق کی شرط لگائی تھی۔ لیکن بغیر شرط کے ان کو اپنے ارادہ کی اطلاع دی۔ جس پر انہوں نے ولاء کی شرط لگائی جس کو آپؐ نے رد فرما دیا۔

•

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كتاب الهبة

وفضلها والتحريض عليها

ترجمہ۔ ہبہ اور اس کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا بیان ہے۔

حديث(٢٣٨٥)حدثناعاصم بن على الخ عن ابى هريرةؓعن النبیﷺقال يانساءالمسلمات لاتحقرن جارة لجارتها ولوفرسن شاة ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے لئے کسی تحفہ کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کے کھر کا قلیل گوشت بھی کیوں نہ ہو۔

حديث (٢٣٨٦) حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله الاويسى الخ عن عائشةؓ انها قالت لعروة بن اختى ان كنا لننظر الى الهلا ل ثم الهلا ل ثلثة اهلة فى شهرين وماواوقدت فى ابيات رسول الله ﷺ نارفقلت ياخالة ماكان يعيشكم قالت الاسودان التمر والماء الاانه قد كان لرسول الله ﷺجيران من الانصاركانت لهم منائح وكانوا يمنحون رسول الله ﷺ من البانهم فيسقيناه .

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عروہؓ سے فرمایا کہ اے بھانجے بیشک ہم پہلی کے چاند کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ پھر دو مہینوں میں تین پہلے کے چاند دیکھتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں آگ نہیں دہکائی جاتی تھی۔ تو میں نے پوچھا اے خالہ (ماسی) پھر تمہیں کون سی چیز زندہ رکھتی تھی۔ فرمایا یہ اسودان یعنی کھجور اور پانی والے جانور ہوتے تھے۔ وہ ان کا دودھ آپؐ کو ھبہ کرتے تھے تو ہم لوگ اس کو پیتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ثلثة اهلة فی شهرین یہ اس لئے کہ کوئی مہینہ اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک دوسرے مہینہ کا پہلی کا چاند نہ دیکھ لیا جائے۔ تو ہر مہینہ میں دو ہلال ہو گئے۔ اور دو مہینے میں تین ہلال ہوئے۔ اس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ پورے دو دو مہینے گذر جاتے تھے۔ یہ وہم نہ کرو کہ ان مہینوں کا اکثر حصہ گذرتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ہبہ سے عام معنی مراد ہیں۔ قرضہ سے بری کر دینا بھی ہبہ ہے۔ اور صدقہ کرنا بھی ہبہ ہے۔ جس سے محض ثواب اخروی مطلوب ہو۔ اور ہدیہ وہ ہے جس سے موہوب کی تعظیم واکرام کا قصد ہو۔ اور ہبہ بمعنی اخص یہ ہے کہ جس سے کوئی بدل قصد نہ کیا جائے۔ تو ھبہ کی یہ تعریف ہوئی ھو تملیك بلا عوض ۔ مصنفؒ کے نزدیک عام معنی مراد ہیں۔ اس لئے انہوں نے ہدایا کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ لغت میں ھبہ کے معنی ایصال الشیئ الی الغیر بماینفعه کسی تک ایسی چیز کا پہچانا جو اسے نفع دے۔ اور شریعت میں ہے تملیك بلا عوض فی الحیوة کہ زندگی میں کسی کو بلا عوض مالک بنا دینا۔ ھدیہ میں مهدی الیه کا اکرام ہوتا ہے۔ بہر حال ھبہ کی یہ تقسیم شرعی معنی کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ولوفرس شاة مقصود یہ ہے کہ ہدیه بحسب المقدور ہوتا ہے۔ اسے حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔ لان الجود بالموجود اسودین کا اطلاق تغلیباً ہے۔ ورنہ پانی سیاہ نہیں ہوتا۔ اور مدینہ کا کھجور عموماً سیاہ ہوتا ہے۔ ولوفرسن شاة سے ھدیہ کی ترغیب بھی ہو گئی ۔

منیحة وہ دودھ دینے والی اونٹنی جو کسی کو دی جائے تاکہ دودھ پی کر واپس کر دے تو اسکے منافع کا عطیہ ہوا جو ھبہ کی مانند ہے۔

باب القليل من الهبة

ترجمہ۔ تھوڑا سا ہبہ بھی جائز ہے

حدیث (۲۳۸۷) حدثنامحمدبن بشار الخ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال لودعیت الی ذراعٍ اوکراعٍ لاجبت ولواهدی الی ذراع اوکراع لقبلت ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے بازو کے گوشت اور کھر کے گوشت کی طرف دعوت دی جائے تو اجابت کروں گا اگر ذراع اور کراع کا ھدیہ دیا جائے تو اسے قبول کر لوں گا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ترجمہ سے مناسبت اس طرح ثابت ہوئی کہ جب ایسی حقیر چیز کی دعوت اور ھدیہ قبول ہے تو ما حضر کا قبول کرنا بطریق اولیٰ ہوگا۔

باب من استوهب من اصحابه شیئاً وقال ابوسعیدقال النبی ﷺ اضربوالی معکم سهما ۔

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنے ساتھیوں سے کسی چیز کا ھبہ طلب کرتا ہے۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھ میرا حصہ بھی مقرر کرنا۔

حدیث (۲۳۸۸) حدثنا ابن ابی مریم الخ عن سهل ؓ ان النبی ﷺ ارسل الی امراة من المهاجرین وکان لها غلام نجار قال لها مری عبدك فلیعمل لنا اعواد المنبرفامرت عبدها فذهب فقطع من الطرفاء فصنع له منبراً فلما قضاه ارسلت الی النبی ﷺ انه قد قضاه قال ﷺ ارسلی به الی فجاء وابه فاحتمله النبی ﷺ فوضعه حیث ترون .....

ترجمہ۔ حضرت سہلؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین کی ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا جس کا ایک بڑھئی غلام تھا کہ اپنے غلام کو حکم دو کہ وہ ہمارے لئے منبر کی لکڑیاں جوڑ دے۔ چنانچہ اس نے اپنے غلام کو حکم دے دیا جس نے جا کر جھاڑ کی لکڑی کاٹ لیں۔ آپؐ کے لئے منبر بنایا جب وہ تیار ہو گیا تو اس عورت نے نبی اکرم ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ منبر تیار ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ لوگ اسے لے کر آئے تو آپ نبی اکرم ﷺ نے اسے اٹھا کر اس جگہ رکھ دیا جہاں تم دیکھ رہے ہو۔

حدیث (۲۳۸۹) حدثنا عبدالعزیز بن عبدالله الخ عن ابی قتادةؓ قال کنت یوما جالسا مع رجال من اصحاب النبی ﷺ فی منزل فی طریق مکة ورسول الله ﷺ نازل امامنا والقوم محرمون وانا غیر محرم فابصروا حماراً وحشیاً وانا مشغول اخصف نعلی فلم یؤذنونی به واحبوا لو انی ابصرته والتفت فابصرته فقمت الی الفرس فاسرجته ثم رکبت ونسیت السوط والرمح فقلت لهم ناولونی السوط والرمح فقالوا لا والله لانعینك علیه

ترجمہ۔ حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اصحاب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا مکہ کے راستہ کسی پڑاؤ پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم سے آگے پڑاؤ کیا ہوا تھا سارے لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے۔ میں محرم نہیں تھا پس ان لوگوں نے ایک گورخر کو دیکھ لیا۔ میں اپنا جوتا گانٹھنے میں مشغول تھا پس انہوں نے مجھے اطلاع نہ دی۔ لیکن وہ لوگ چاہتے تھے کہ کاش میں اس کو دیکھ لیتا۔ میں متوجہ ہوا تو میں نے اسے دیکھ لیا۔ میں گھوڑے کی طرف اٹھا اور اس پر زین کسی پھر سوار ہو گیا البتہ مجھے چابک اور نیزہ اٹھانا بھول گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے چابک اور نیزہ اٹھا کر دے دو تو انہوں نے کہا نہیں۔

بشيءٍ فغضبت فنزلت فاخذتهما ثم ركبت فشددت على الحمار فعقرته ثم جئت به وقدمات فوقعوا فيه ياكلونه ثم انهم شكوا في اياه وهم حرم فرحنا وخبأت العضد معي فادركنا رسول الله ﷺ فسألناه عن ذلك فقال معكم منه شيء فقلت نعم فناولته العضد فاكلها حتى نفذها وهو محرم فحدثني به زيد بن بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي قتادة ....

اللہ کی قسم! ہم اس معاملہ میں تیری کچھ بھی مدد نہیں کریں گے پس میں ناراض تو ہوا۔ پس میں نیچے اترا چابک اور نیزہ کو لے کر پھر سوار ہو گیا۔ اور گورخر پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا پھر میں اسے لے آیا۔ جب کہ وہ مر چکا تھا پس وہ اس کے کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ مگر اس کے کھانے میں انہیں شک گذرا کیونکہ وہ محرم تھے۔ تو ہم آگے چلے اور میں نے اس کا ایک بازو اپنے پاس چھپالیا تھا۔ پس ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو پالیا۔ اور آپؐ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے پاس اس کا کچھ حصہ ہے۔ میں نے کہا ضرور ہے۔ پھر میں نے وہ بازو کا گوشت آپ کو دے دیا۔ جس کو کھاتے کھاتے آپؐ نے ختم کر دیا جب کہ آپؐ بھی محرم تھے۔ یہ حدیث زید بن اسلم نے عطار بن یسار سے اور انہوں نے حضرت ابو قتادہ سے مجھے بیان کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ الی امرأة من المهاجرین ممکن ہے یہ عورت سکونت کی وجہ سے مہاجرین میں شمار کی گئی ہو اگرچہ وہ نسب کے اعتبار سے مہاجرین میں سے نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بعض نسخوں میں امرأة من الانصار وارد ہوا ہے۔ اور ترجمۃ الباب کے بارے میں حافظؒ فرماتے ہیں استوھب خواہ ذات ہو یا منفعت ہو۔ بہر حال دونوں بلا کراہت جائز ہیں۔ اور میرے نزدیک اس ترجمہ اور آنے والے ترجمہ سے غرض امام بخاریؒ کی یہ ہے کہ یہ جو بہت سی روایات میں سوال کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے ان سے جو افراد مستثنیٰ ہیں ان کا بیان ان تراجم میں ہے

باب من استسقى ـ وقال سهل قال النبي ﷺ اسقني ـ

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جو پانی مانگتا ہے حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مجھے پانی پلاؤ۔

حديث (۲۲۸۹) حدثنا خالد بن مخلد الخ سمعت انساً يقول اتانا رسول الله ﷺ في دارنا هذه فاستسقى فحلبنا له شاة لنا ثم شبته من ماءٍ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہمارے اس گھر میں جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور پینے کا پانی مانگا۔ پس ہم نے اپنی ایک بکری کا دودھ نکالا اور میں نے اس میں

بئرناهذه فاعطیته وابوبکرؓ عن یساره وعمرؓ تجاهه واعرابی عن یمینه فلمافرغ قال عمرؓ هذاابوبکرؓ فاعطی الاعرابی ثم قال الایمنون الایمنون الا فیمنوا قال انسؓ فهی سنةفهی سنة ثلث مرات..

اپنے کنویں کا پانی ملا دیا پس وہ لسی میں نے آپؐ کی خدمت میں پیش کی۔ آپؐ کے بائیں طرف حضرت ابوبکرؓ تھے آپؐ کے سامنے حضرت عمرؓ اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا جب آپؐ پینے سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں لیکن آپؐ نے وہ بچا ہوا پانی دیہاتی کو دے دیا۔ پھر فرمایا کہ دائیں طرف والوں کو مقدم کرو۔ اور دائیں طرف والوں کو مقدم کرو خبر دار دائیں طرف سے شروع کرو۔ حضرت انسؓ نے فرمایا پس یہی سنت ہے۔ پس یہی سنت ہے۔ پس یہی سنت ہے۔

باب قبول هدیة الصید وقبل النبی ﷺ من ابی قتادة عضد الصید۔۔

ترجمہ۔ شکار کا ہدیہ قبول کرنا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوقتادہؓ سے شکار کے بازو کا گوشت قبول فرمایا

حدیث(۲۳۹۱)حدثناسلیمان بن حرب الخ عن انسؓ قال انفجناارنباًبمرالظهران فسعی القوم فغلبوا فادرکتها فاخذتها فاتیت بها اباطلحةؓ فذبحها وبعث بها الی رسول الله ﷺ بورکها اوفخذیها قال فخذیها لاشک فیه فقبله قلت واکل منه قال واکلم منه ثمقال بعد قبله .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ الظهران کے مقام پر ہم نے ایک خرگوش کو بھگایا پس قوم کے لوگ دوڑے مگر تھک گئے میں نے اس کو پالیا اور اسے پکڑ لیا۔ اور اسے ابوطلحہؓ کے پاس لے آیا جنہوں نے اسے ذبح کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی سرین یا اس کی دونوں رانیں بھیج دیں پھر بلاشک فرمایا کہ دونوں رانیں بھیجیں جن کو آپؐ نے ان سے قبول فرمالیا۔ میں نے پوچھا کیا آپؐ نے اس میں سے کھایا بھی۔ فرمایا ہاں کھایا بھی۔ پھر اس کے بعد فرمایا اسے قبول کیا۔

حدیث(۲۳۹۲)حدثنااسمعیل الخ عن عبدالله بن عباسؓ عن الصعب بن جثامةؓ انه اهدی لرسول الله ﷺ حماراً وحشیاً وهوبالابواء اوبودان فردعلیه فلما رای مافی وجهه قال اما انالم نرده علیك الاانا حرم ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت صعب بن جثامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گورخر ہدیہ بھیجا اور وہ ابواء یا ودان میں تھے پس آپؐ نے اسے واپس کر دیا۔ جب ان کے چہرے میں ناراضگی کے آثار دیکھے تو فرمایا ہم نے اس کو آپ کی طرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قبول هدية الصيد چونکہ اس شکار کو حاصل کرنے میں کافی تھکاوٹ ہوتی ہے اسلئے اس سے وہم ہوتا تھا کہ شاید اس کا قبول کرنا ناجائز ہوگا۔ کیونکہ اس سے هدیه دینے والے کو ضرر لاحق ہوتا ہے۔

بورکها اوفخذيها پہلے علی سبيل الشك اس کو ذکر کیا پھر لفظ معین کر کے بلاشک فخذيها کا ذکر کیا۔ یا معنی یہ ہیں کہ تشکیک اس اسناد کے بعض رواۃ میں سے کسی ایک کی طرف سے ہوا ہے۔ ورنہ دوسری اسناد سے معلوم ہو چکا کہ حضرت انسؓ نے بغیر شک کے فخذيها فرمایا۔ یا معنی یہ ہیں کہ شک ورکها کے اندر ہے۔ لیکن لفظ فخذیه اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

ثم قال بعد قبله اس عبارت سے مقصد یہ ہے کہ اوّلاً اکل منه کا ذکر کیا پھر اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ کھانا تو معلوم نہیں البتہ قبول کرنا یقینی امر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے ایک وہم کا دفعیہ کیا ہے آپ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے من اتبع الصيد فقد غفل یعنی جو شکار کے پیچھے دوڑا وہ غافل ہو گیا۔ واقعی شکار میں مشغول رہنا سبب غفلت ہے۔ اور اس کا ہدیہ قبول کرنا اس کی اعانت ہے تو اس ترجمہ سے مصنفؒ نے تنبیہ فرمائی کہ شکار میں زندگی بھر مشغول رہنا واقعی سبب غفلت ہے لیکن کبھی کبھار شغل کر لینا مباح ہے۔ البتہ لہو ولعب کے طور پر شکار کرنا محل اختلاف ہے۔ امام مالکؒ مکروہ سمجھتے ہیں جمہور شکار کرنے کو مباح قرار دیتے ہیں کہ اس سے کھانے کا یا بیع کا نفع حاصل کیا جائے۔ البتہ اس کی کثرت واجبات اور بہت سے مندوبات سے مانع رہتی ہیں۔ اور غفلت شعار بنا دیتی ہے۔ تو ہدیه الصيد سے اس پر تنبیہ فرمادی۔

فخذيها کے متعلق قطب گنگوہیؒ نے کوکب دری میں بیان فرمایا ہے کہ بھیجے دونوں تھے لیکن بعض میں ورك کا ذکر ہوا۔ اور بعض میں فخذین کا۔ چنانچہ مسلم میں ہے بورکها فخذيها۔

ثم قال بعده قبله کوکب دری میں شیخ گنگوہیؒ نے اس کی تقریر فرمائی ہے کہ اکل لازم القبول تھا اس کو تو اپنی جگہ رکھا لیکن حمار وحشی کو قبول نہیں فرمایا اس لئے کہ محرم ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا جائز نہیں تھا۔ تو قبول بھی نہیں کیا۔ تو جب اکل النبی ﷺ کی تصریح فرمائی جو اس کے حقیقی معنی ہیں۔ تو سوال پیدا ہوا کہ کیا اکل کے یہاں بھی حقیقی معنی ہیں تو جواب ملا کہ نہیں اس کے لازم معنی قبول مراد ہیں۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے تصرفات لفظی معنوی ہیں روایات میں کثرت سے ہوتے رہتے ہیں۔ جب کہ ان سے معنی مرادی میں تغیر نہ آئے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔

باب قبول الهدية ترجمہ۔ ہدیہ کا قبول کرنا بھی جائز ہے

حدیث (۲۳۹۳) حدثنا ابراهيم بن موسى الخ ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ لوگ عموماً اپنے ہدایا

عن عائشةؓ ان الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشةؓ يبتغون بهاويبتغون بذلك مرضاة رسول اللهﷺ ...

حضرت عائشہؓ کی باری میں بھیجنے کی کوشش کرتے تھے جس سے ان کا مقصد جناب رسول اللہ ﷺ کی رضامندی حاصل کرنا ہوتا تھا۔

حديث(۲۳۹٤)حدثناادم الخ عن ابن عباسؓ قال اهدت ام حفيد خالة ابن عباسؓ الى النبى ﷺ اقطاوسمناً واضباً فاكل النبى ﷺ من الاقط والسمن وترك الضب تقذراً قال ابن عباسؓ فاكل على مائدة رسول اللهﷺ ولوكان حراماً ماأكل على مائدة رسول الله ﷺ .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی خالہ ام حفیدؓ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پنیر گھی اور گوہ یعنی سوسمار کا ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے پنیر اور گھی کو کھالیا لیکن گوہ یعنی سوسمار سے کراہت کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بہر حال یہ گوہ آپ رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر کھائی گئی۔ اگر حرام ہوتی تو آپ رسول اللہ ﷺ کے دستر خواں پر اسے نہ کھایا جاتا۔

حديث(۲۳۹٥)حدثناابراهيم بن المنذر الخ عن ابى هريرةؓ قال كان رسول الله ﷺ اذااتى بطعام سال عنه اهدية ام صدقة فان قيل صدقة قال لاصحابه كلوا ولم ياكل وان قيل هدية ضرب بيده ﷺ فاكل معهم ......

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی کھانا لایا جاتا تو آپؐ اس کے بارے میں دریافت فرماتے کہ کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے۔ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپؐ اپنے ساتھیوں سے فرماتے کہ کھاؤ اور آپؐ خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ان کے ساتھ کھانا شروع کر دیتے۔

حديث(۲۳۹٦)حدثنامحمد بن بشار الخ عن انس بن مالكؓ قال اتى النبىﷺ بلحم فقيل تصدق على بريرةؓ قال هو لها صدقة ولناهدية...

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ کہا گیا یہ حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ فرمایا یہ اس کے لئے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

حديث(۲۳۹۷)حدثنامحمدبن بشار الخ عن عائشةؓ انها ارادت ان تشترى بريرةؓ وانهم

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت بریرہؓ کے خرید کرنے کا ارادہ فرمایا اور یہ کہ ان کے مالکوں نے اس ولاء کی شرط

اشترطوا ولاءها فذكر للنبی ﷺ قال اشتریها فاعتقیها فانما الولاء لمن اعتق واهدی لها لحم فقال النبی ﷺ هذا تصدق علی بریرةؓ هولها صدقة ولنا هدية وخيرت قال عبدالرحمن زوجها حراوعبد قال شعبة سالت عبدالرحمن عن زوجها قال لاادری احر اوعبد ......

اپنے لئے لگائی پس نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا آپؐ نے فرمایا تم اسکو خرید کر کے آزاد کر دو پس ولاء تو اس شخص کا ہو گا جس نے آزاد کیا۔ حضرت بریرہؓ کے لئے گوشت کا ہدیہ آیا تو جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا۔ کہ اس گوشت کا تو حضرت بریرہؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ ہمارے لئے ہدیہ ہے اور حضرت بریرہؓ کو اختیار دیا گیا چاہے اسی خاوند کے پاس رہے یا الگ ہو جائے۔ عبدالرحمٰن ازدی نے فرمایا اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام تھا۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن سے اس کے خاوند کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مجھے معلوم نہیں وہ حر تھا یا عبد تھا۔

حدیث (۲۳۹۸) حدثنا محمد بن مقاتل ابوالحسن الخ عن ام عطیةؓ قالت دخل النبی ﷺ علی عائشةؓ فقال عندكم شئ قالت لاالاشئ بعثت به ام عطیةؓ من الشاة التی بعثت الیها من الصدقة قال انهابلغت محلها .....

ترجمہ۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے انہوں نے کہا نہیں مگر اس بکری کے گوشت میں سے کچھ حصہ ہے جو ام عطیہؓ نے بھیجا ہے۔ جس کو آپؐ نے صدقہ میں سے اس طرف بھیجا تھا۔ فرمایا بے شک وہ بکری اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاادری احراوعبد اس عبارت سے شعبہ کا مقصد یہ ہے کہ جب عبدالرحمٰن نے ہمیں حدیث بیان کی اس وقت ان کو خاوند کے حر یا عبد ہونے کا کوئی علم نہیں تھا۔ بعد ازاں جب ان سے ملاقات ہوئی تو پھر پوچھا کہ شاید ان کو اس کا علم حاصل ہو گیا ہو۔ لیکن پھر بھی انہوں نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا کہ حقیقت حال کا مجھے ابھی تک علم نہیں ہوا۔

من اهدی الی صاحبه ويتحری اس روایت سے مقصد یہ ہے کہ ان حضرات کا یہ فعل عدل واجب کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ کیونکہ ان کو اس کا حکم نہیں تھا۔ اگر خاوند بھی ان کے فعل اور اس سلوک پر راضی ہو تب بھی اس سے کوئی مواخذہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ قلبی افعال ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا هذا قسمی فیما املك ولا توخذ فی فیما تملك ولا املك کہ اے اللہ! یہ تو میری تقسیم ہے جن چیزوں کا میں مالک ہوں اور جن چیزوں کا تو مالک ہے ان میں میرا اختیار نہیں۔ اس پر ہم سے گرفت نہ فرمانا یعنی یہ محبت اختیاری چیز ہے نہیں ہے۔ ؎ عشق پہ زور نہیں یہ وہ آتش ہے کہ غالب جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے۔

تشریح از قاسمی ؒ۔ الضب گوہ کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ حرمت کے قائل ہیں۔ مؤطا امام محمدؒ میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو اس کے کھانے سے روکا۔ جب وہ سائلہ کو دینے لگیں تو آپؐ نے فرمایا جو چیز خود نہیں کھاتیں دوسرے کو کیوں دیتی ہو عن علیؓ نهی عن اکل الضب والضبع لناهدیة یعنی جب فقیر صدقات میں بیع اور ھدیہ وغیرہ کا تصرف کر سکتا ہے جیسے باقی املاک میں تصرفات کا مالک ہے۔

خیرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان کا خاوند عبد تھا۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وہ حر تھا۔ بلغت محلها یعنی اس سے صدقہ کا حکم زائل ہو گیا۔ اب وہ ہمارے لئے حلال ہے۔

باب من اهدى الى صاحبه وتحرى بعض نسائه دون بعض

ترجمہ۔ جو شخص اپنے ساتھی کو ھدیہ دے اور اس کی بعض بیویوں کیلئے ہدیہ تلاش کرے بعض کیلئے نہ کرے

حديث(۲۳۹۹)حدثناسليمان بن حرب الخ عن عائشةؓ قالت كان الناس يتحرون بهذا ياهم يومى وقالت ام سلمةؓ ان صواحبى اجتمعن فذكرت له فاعرض عنها .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ وہ میری باری کے دن اپنے ھدایا آپؐ کو بھیجیں۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میری سوکنوں نے اکٹھے ہو کر آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر فرمایا تو آپؐ نے ان سے روگردانی فرمائی۔

حديث(۲۳۰۰)حدثنا اسمعيل الخ عن عائشةؓ ان نساء رسول الله ﷺ كن حزبين فحزب فيه عائشةؓ وحفصةؓ وسودةؓ والحزب الاخر ام سلمةؓ وسائر نساء رسول الله ﷺ وكان المسلمون قد علموا حب رسول الله ﷺ عائشةؓ فاذا كنت عند احدهم هدية يريد ان يهديها الى رسول الله ﷺ اخرها حتى اذا كان رسول الله ﷺ فى بيت عائشةؓ بعث صاحب الهدية الى

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات دو گروہوں میں بٹی ہوئی تھیں۔ ایک گروہ میں حضرت عائشہؓ۔ حفصہؓ۔ صفیہؓ۔ اور سودہؓ تھیں۔ اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور بقیہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں۔ مسلمان جان چکے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ سے محبت رکھتے ہیں پس جب کسی کے پاس کوئی ہدیہ ہوتا تھا اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچانا چاہتا تو وہ اس وقت تک مؤخر کر دیتا یہاں تک کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے گھر میں ہوتے تو صاحب ہدیہ حضرت عائشہؓ

رسول الله ﷺ فی بیت عائشةؓ فکلم حزب ام
سلمةؓ فقلن لها کلمی رسول الله ﷺ یکلم الناس
فیقول من اراد ان یهدی الی رسول الله ﷺ
هدیة فلیهده الیه حیث کان من بیوت نسائه
فکلمته ام سلمةؓ بماقلن فلم یقل لهاشیئاً فسالنها
فقالت ماقال لی شیئاً فقلن لها فکلمیه قالت
فکلمته حین دارالیها ایضاً فلم یقل لها شیئاً
فسالنها فقالت ماقال لی شیئاً فقلن لها کلمیه
حتی یکلمك فدار الیها فکلمته فقال لها تؤذینی
فی عائشةؓ فان الوحی لم یاتنی وانا فی ثوب امراة
الاعائشةؓ قالت فقالت اتوب الی الله من اذاك
یارسول الله ثم انهن دعون فاطمة بنت رسول الله
ﷺ فارسلن الی رسول الله ﷺ تقول ان نسائك
ینشد نك الله العدل فی بنت ابی بکرفکلمته
فقال یابنیة الاتحبین مااحب قالت بلی فرجعت
الیهن فاخبرتهن فقلن ارجعی الیه فابت ان ترجع
فارسلن زینب بنت جحش فاتته فاغلظت وقالت
ان نساء ك ینشدنك الله العدل فی بنت ابن ابی
قحافة فرفعت صوتها حتی تناولت عائشةؓ وهی
قاعدة فسبتها حتی ان رسول الله ﷺ لینظر
الی عائشةؓ هل تکلم قال فتکلمت عائشةؓ ترد

کے گھر میں ھدیہ بھیجتا حضرت ام سلمہؓ کے گروہ کی چہ میگوئیاں
شروع ہوئیں جنہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے کہا کہ آپ جناب
رسول اللہ ﷺ سے بات کریں جو لوگوں سے کہیں کہ جو شخص
جناب رسول اللہ ﷺ کو ھدیہ دینا چاہے تو جس بی بی کے گھر
آپؐ موجود ہوں وہاں پہنچایا جائے تو جو کچھ ان حضرات نے کہا تھا
اس کے بارے میں حضرت ام سلمہؓ نے آپؐ سے بات چیت کی
حضور انور ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا جس پر بیبیوں نے
سوال کیا تو حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا مجھے تو آپؐ نے کوئی جواب
نہیں دیا۔ انہوں نے کہا آپ پھر سے بات کریں چنانچہ جب
آنحضرت ﷺ پھرتے پھراتے ان کے پاس تشریف لائے تو
انہوں نے پھر بات چیت کی لیکن ان کو کوئی جواب نہ ملا تو سب
بیبیاں کہنے لگیں کہ آپ اس وقت تک بات چیت کرتی رہیں
جبتک آپ حضور انور ﷺ اس بارے میں آپ کو جواب نہ دیں
چنانچہ جب حضور انور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں
نے بات چیت شروع کی جس پر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا
کہ مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ سوائے عائشہؓ
کے مجھے کسی بی بی کے بستر پر وحی نہیں آتی حضرت ام سلمہؓ
فرمانے لگیں یارسول اللہ! آپؐ کو تکلیف پہنچانے سے میں اللہ
تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں۔ پھر ان سب نے حضرت نبی اکرم
ﷺ کی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ کو بلا کر جناب رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ جا کر یہ کہیں کہ آپؐ کی ازواج
مطہرات آپؐ کو اللہ کی قسم دے کر کہتی ہیں کہ آپ ابو بکرؓ کی
بیٹی کی بارے میں ہم سے انصاف کریں چنانچہ حضرت فاطمہؓ
نے بھی جا کر آپؐ سے بات چیت کی تو آپؐ نے فرمایا اے بیٹی

على زينب حتى اسكتتها قالت فنظر النبی ﷺ الى عائشةؓ وقال انه بنت ابی بكر قال البخاری الكلا م الاخيرقصة فاطمة يذكر عن هشام بن عروة عن رجل وقال ابومروان عن هشام عن عروة كان الناس يتحرون بهدايا هم يوم عائشةؓ وعن هشام الى آخرالسند قالت عائشةؓ كنت عند النبی ﷺ فاستاذنت فاطمةؓ ......

کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ تو حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے واپس جا کر ان کو خبر دی۔ وہ کہنے لگیں کہ پھر جا کر بات کریں لیکن حضرت فاطمہؓ نے واپس جانے سے انکار کر دیا تو ان حضرات نے زینب بنت حجشؓ کو بھیجا جنہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سخت کلامی شروع کر دی۔ اور کہنے لگیں کہ آپ کی ازواج مطہرات آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتی ہیں کہ آپ ابو قحافہ کے بیٹے کی بیٹی کے بارے میں ہمارے ساتھ انصاف برتیں جس پر انہوں نے اپنی آواز بلند کر لی یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ سے لے دے شروع کر دی جو بیٹھی ہوئی تھیں۔ بلکہ ان کو گالی بھی دی جناب رسول اللہ ﷺ اس بات کے منتظر تھے کہ دیکھو حضرت عائشہؓ بھی بات کرتی ہیں چنانچہ حضرت عائشہؓ بولیں اور حضرت زینبؓ کو جواب دیتی رہیں یہاں تک کہ انہیں چپ کرا دیا جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آخر وہ بھی ابو بکرؓ کی بیٹی ہے۔ ابو مروان کی سند سے عروہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عائشہؓ کے باری کے دن ہدایا پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ دوسری سند سے ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس تھی کہ حضرت فاطمہؓ نے اجازت طلب کی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ شاید حضرت صفیہؓ اور سودہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کا ساتھ اس لئے دیا ہو کہ اگر ہم نے ان کا ساتھ نہ دیا تو کہیں ہم کو ایسی مصیبت پیش نہ آجائے جو ہمیں بری لگے۔ نیز! حضرت صفیہؓ وہ تو غریب الدیار تھیں کیونکہ وہ حی بن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں۔ وہ قریش کے خاندان میں سے بھی نہیں تھیں۔ اور حضرت سودہؓ اپنی کبر سنی اور آنحضرت ﷺ کی تھوڑی رغبت کی وجہ سے ان کا ساتھ دینے پر مجبور تھیں۔ باقی ازواج مطہرات اپنے آپ کو حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے برابر سمجھتی تھیں اس لئے وہ ان دو حضرات کے سامنے نہیں جھکتی تھیں۔ اور نہ ہی ان سے صلح کرتی تھیں اس لئے دو گروہ ہو گئے۔

فارسلن زینبؓ چونکہ حضرت زینبؓ جذباتی تھیں اسلئے پہلی مرتبہ انہوں نے آپ کو نہیں بھیجا ورنہ معاملہ اور خراب ہو جاتا۔

وانهابنت ابی بکرؓ اور حضرت ابو بکرؓ تمام صحابہ کرامؓ میں سے زیادہ عالم۔ فصیح اور خطیب تھے۔ جیسا کہ سقیفہ بنی ساعدہ کی بات چیت سے پتہ چلتا ہے۔ اسی بنا پر تو حضرت عمرؓ نے گفتگو کرنا ان کے سپرد کر دیا تھا۔

فان الوحی لم یأتنی اس سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کا مقام بلند معلوم ہوتا ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ میر ان سے محبت کرنا کسی قوی سبب کی وجہ سے ہے۔ اور بھی بہت سے فضائل حضرت عائشہؓ میں پائے جاتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت صفیہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کی فضیلت کے بارے میں مکالمہ کیا تھا چونکہ وہ عقلمند تھیں جب آنحضرت ﷺ کی محبت کا اندازہ کر لیا تو ان کے ساتھ ہو گئیں۔ سودہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی اور وہ آپ سے ڈرتی بھی تھیں۔ خمسہ باقیہ حضرت ام سلمہؓ۔ زینبؓ بنت حجش۔ میمونہؓ بنت الحارث۔ ام حبیبہؓ۔ اور حضرت جویریہؓ ہیں اور ابن سعد نے کہا کہ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کی وفات حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کرنے سے پہلے واقع ہوئی۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ ان کے گھر میں سکونت پذیر ہوئیں۔ حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہؓ کا مکالمہ جو حضور انور ﷺ کی موجودگی میں ہوا جس میں گالی گلوچ تک نوبت پہنچی۔ میرے نزدیک بہترین جواب یہ ہے کہ حضرت زینبؓ کی سخت کلامی جناب رسول اللہ ﷺ پر تھی نہ کہ حضرت عائشہؓ پر اور آپؐ کا بدلہ لینا اور اعتراضات کا دفع کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

انها بنت ابی بکرؓ حافظؒ فرماتے ہیں کہ شریفہ۔ عاقلہ۔ اور باپ کی طرح عارفہ تھیں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اجود فهماً وادق نظراً تھیں۔ کہ نہایت سمجھ دار اور باریک بین تھیں۔ اور آپ کا مقصود حضرت عائشہؓ کے بارے میں دفع فتنہ تھا۔ اگر فریقین کے دل کی بھڑاس نہ نکلتی تو قصہ دراز ہو جاتا اچھا ہوا آپؐ کے سامنے قصہ کوتاہ ہو گیا۔

باب مالایردون من الهدية

ترجمہ۔ جو جو ہدیے واپس نہیں لوٹانے چاہئیں

حدیث (۲۴۰۱) حدثنا ابوعمرؓ الخ حدثنی ثمامة بن عبدالله قال دخلت علیه فناولنی طیباقال کان انسؓ لایرد الطیب قال وزعم انسؓ ان النبی ﷺ کان لایرد الطیب ......

ترجمہ۔ حضرت ثمامہ بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں عزرہ انصار کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے خوشبو عطا فرمائی۔ فرمایا کہ حضرت انسؓ خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے اور فرمایا کہ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم ﷺ خوشبو کو رد نہیں فرمایا کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترمذی شریف میں ہے کہ تین چیزیں رد نہیں کرنی چاہئیں تکیہ۔ تیل خوشبو اور دودھ۔ امام بخاریؒ نے مالایرد من الهدية میں ترجمہ کو مبہم رکھا۔ اور حدیث سے اس کی وضاحت کر دی کہ وہ خوشبو ہے۔

باب من رای الهبة الغائبة جائزة

ترجمہ۔ موہوبہ چیز موجود نہ ہو تو اسکا ہبہ کرنا بھی جائز ہے

حدیث (۲۴۰۲) حدثنا سعید بن ابی مریم الخ ذکر عروة ان المسور بن مخرمةؓ ومروان اخبراه

ترجمہ۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ مسور بن مخرمہ اور مروان نے ان کو خبر دی کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

ان النبی ﷺ حین جاء ہ وفدھوازن قام فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم قال امابعد فان اخوانکم جاء ونا تائبین وانی رایت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذلك فلیفعل ومن احب ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول مایفیئ آللہ علینا فقال الناس طیبنالك ..

جب ھوازن قبیلہ کا وفد آیا تو آپؐ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی جس کا وہ اہل ہے بعد ازاں فرمایا کہ تمہارے یہ بھائی توبہ تائب ہو کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی قیدی عورتیں بچے ان کو واپس کر دیں پس جو شخص تم میں سے خوشی کے ساتھ یہ کرنا چاہے کر لے اور جو اپنا حصہ پہلے پہل جو فیئی کا مال اللہ تعالیٰ ہمیں دیں گے اس میں سے ہم اس کو عطا کریں گے۔ تو سب نے کہا ہم خوش دلی سے اس کو کرنے کے لئے تیار ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اس باب سے امام ابو حنیفہؒ پر اعتراض اس لئے وارد نہیں ہو سکتا کہ غائبانہ ھبہ تو وہ بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ البتہ ھبہ کی تکمیل کے لئے قبضہ کو ضروری فرماتے ہیں۔ تو قبض سے پہلے ھبہ تمام نہ ہوا۔ یا یہ کہ روایت میں صرف وعدہ ہے۔ اس لئے امام صاحبؒ پر اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ ان اردالیھم سبیھم اور طیبنا ذلك لغطیہ اباد یہ تینوں جملوں سے ترجمہ ثابت فرمارہے ہیں۔ مگر ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ھبہ نہیں ہے۔ ان میں تو صرف وعدہ کیا جارہا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ کی مناسبت معنی حدیث سے لی گئی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اپنی قیدی عورتوں کو تقسیم سے پہلے چھوڑ دیا جو غائب کے معنی میں ہے اور پھر اسے ترک کر دینا ھبہ کے معنی میں ہے حالانکہ اس تقریر میں کئی طرح سے مناقشہ ہے۔ پہلا تو یہ کہ وہ تقسیم سے پہلے کسی چیز کے مالک نہیں بنے اگرچہ مستحق تھے۔ دوسرے یہ کہ ترک پر ھبہ کا اطلاق تعجب خیز ہے۔ تیسرا یہ کہ یہ توشیئی مجہول کا ھبہ ہے۔ اس لئے تقسیم سے پہلے جس چیز کے وہ لوگ مستحق ہیں وہ غیر معلوم ہے۔ چوتھا یہ کہ ھبہ کو غائب سے موصوف قرار دینا بھی قابل غور ہے۔ یہ سب مناقشات اسی ترجمہ کے منعقد کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

تمامھا علی القبض اس سے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ اکثر فقہا کا مسلک یہ ہے کہ مکیلی اور موزونی چیز میں صدقہ اور ھبہ تب لازم ہوں گے جب کہ قبضہ ہو گا۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ محض عقد سے ہی ھبہ اور صدقہ لازم ہو گا۔ کیونکہ یہ تبرع ہے جس میں قبضہ شرط نہیں۔ جیسے ودیعۃ اور وقف میں قبض شرط نہیں۔ احنافؒ کا مستدل اجماع صحابہ کرامؓ ہیں۔ جو فرماتے ہیں کہ لاتجوز الھبۃ الامقبوضۃ غیر مکیل وموزون میں محض عقد سے ہی ھبہ لازم ہو جائے گا۔ امام احمدؒ اور اکثر اہل العلم فرماتے ہیں کہ جمیع اشیاء میں ھبہ بغیر قبضہ کے لازم نہیں ہو گا۔

باب المكافأة في الهبة

ترجمہ۔ ھبہ میں بدلہ دینا

حديث (٢٤٠٣) حدثنامسدد الخ عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يقبل الهدية ويثيب عليها لم يذكروكيع ومحاضرعن هشام عن ابيه عن عائشةؓ .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ھدیہ قبول کرتے تھے اور اس پر بدلہ دیتے تھے۔ استدلال قرآنی آیت سے ہے اذاحييتم بتحية فحيوباحسن منها اوردوها کہ جب تم پر سلام کیا جائے تو اس سے اچھے کے ساتھ جواب دو یا اسی کو رد کر دو۔

باب الهبة للولد

ترجمہ۔ بیٹے کے لئے ھبہ کرنا

لم يجز حتى يعدل بينهم ويعطى الاخرين مثله ولا يشهد عليه وقال النبى ﷺ اعدلوا بين اولادكم فى العطية وهل للوالد ان يرجع فى عطيته وما ياكل من مال ولده بالمعروف ولا يتعدى واشترى النبى ﷺ من عمرؓ بعيرا ثم اعطاه ابن عمرؓ وقال اصنع به ما شئت .....

ترجمہ۔ جب کسی شخص نے اپنی کچھ اولاد کو کچھ دیا تو جائز نہیں جب تک کہ تمام بیٹوں میں برابری اور انصاف نہ کرے اور دوسرے بیٹوں کو بھی اسی طرح عطا کرے اور اس پر گواہ نہ بنایا جائے۔ اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان عطیہ میں عدل وانصاف کرو کیا والد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے عطیہ میں رجوع کرے اور کیا والد اپنی اولاد کے مال میں دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔ البتہ زیادتی نہ کرے جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے اونٹ خریدا اور پھر حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ کو وہ اونٹ دے دیا فرمایا جو تمہاری مرضی آئے اس کے ساتھ سلوک کرو۔

حديث (١٤٠٤) حدثناعبدالله بن يوسف الخ عن النعمان بن بشيرؓ ان اباه اتى به الى رسول الله ﷺ فقال انى نحلت ابنى هذاغلاماً فقال اكل ولدك نحلت مثله قال لاقال فارجعه ......

ترجمہ۔ نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ ان کا باپ انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا پس فرمایا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آپ نے اپنی تمام اولاد کو اسی طرح ھبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا اسے واپس کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اگر عدم جواز سے عدم صلاحیت مراد ہے تو مسلّم ہے اور روایت بھی واضح طور پر اس پر دلالت کرتی ہے

اگر اس سے مراد یہ ہے کہ ہبہ سرے سے واقع بھی نہیں ہوا تو یہ مسلم نہیں اس لئے کہ روایت اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ ارجاع بغیر ھبه کے ممکن ہی نہیں۔

تشریح از شیخ زکریا ؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ چار احکام پر مشتمل ہے۔ اوّل هبه للولد۔ اس ترجمہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس سے اشکال کو رفع کرنا ہے جو اس حدیث سے پیدا ہوتا ہے کہ انت ومالك لابيك یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ اس لئے کہ جب ولد کا مال والد کا ہوا تو اب اگر باپ نے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کی تو گویا کہ اپنے آپ کو ہبہ کیا۔ تو ترجمہ میں اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا۔ اور حدیث باب عدل واجب کرنے والوں کے لئے حجت ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ والد اپنی ھبہ چیز سے رجوع کر سکتا ہے بھی اختلافی مسئلہ ہے۔ بعض حضرات صدقہ اور ہبہ میں فرق کرتے ہیں۔ کہ صدقہ سے تو رجوع کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس سے تو ثواب آخر مطلوب ہوتا ہے۔ ہبہ میں رجوع کر سکتا ہے۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ والد ولد کے مال سے دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔ اور اس کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ جب والد ولد کے مال سے بالاتفاق عند الحاجۃ کھا سکتا ہے تو ہبہ شدہ چیز بطریق اولیٰ واپس لے سکتا ہے۔ احناف ؒ کا متدل حضرت عمر بن الخطاب ؓ کا ارشاد ہے۔ من وهب هبة ذی رحم محرم اوعلی وجه صدقة فانه لایرجع یعنی جس نے کسی قریبی رشتہ دار کو ھبہ کیا یا صدقہ کی نیت سے ھبہ کیا تو وہ اس میں رجوع نہیں کر سکتا۔

باب الاشهاد فی الهبة

ترجمہ۔ ہبہ میں گواہ بنانا

حدیث (۲۴۰۵) حدثنا حاجب بن عمرؓ الخ سمعت النعمان بن بشیرؓ وهوعلی المنبر یقول اعطانی ابی عطیة فقالت عمرة بنت رواحة لاارضی حتی تشهد رسول الله ﷺ فاتی رسول الله ﷺ فقال انی اعطیت ابنی من عمرة بنت رواحة عطیة فامرتنی ان اشهدك یارسول الله قال اعطیت سائر ولدك مثل هذاقال لاقال فاتقوالله واعدلوا بین اولادکم قال فارجع فردّ عطیة ...

ترجمہ۔ نعمان بن بشیرؓ منبر پر کھڑے ہو کر فرمارہے تھے کہ مجھے میرے باپ نے کچھ عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ جناب رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنالیں چنانچہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہؓ سے ہے کچھ عطیہ دیا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ یارسول اللہ اس پر میں آپ کو گواہ بناؤں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنی باقی اولاد کو بھی اس کی طرح دیا ہے انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اپنی اولاد میں انصاف کرو چنانچہ انہوں نے واپس آکر وہ عطیہ واپس لے لیا۔

باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها ۔

ترجمہ۔ مرد اپنی بیوی کو ھبہ کرے یا بیوی اپنے خاوند کو ہبہ کرے۔

وقال ابراهيم جائزة وقال عمربن عبدالعزيز لايرجعان واستاذن النبیﷺ نساء ه ان يمرض فی بيت عائشةؓ وقال النبی ﷺ العائد فی هبته كالكلب يعود فی قيئه وقال الزهری فيمن قال لامرأته هبی لی بعض صداقك اوكله ثم لم يمكث الايسيراً حتی طلقها فرجعت فيه قال يرد اليها ان كان خلبها وان كانت اعطته عن طيب نفس ليس فی شیئ من امره خديعة جاز قال الله تعالی فان طبن لكم عن شیئ منه نفساً ......

ترجمہ۔ تو ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ ہبہ جائز ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ پھر یہ دونوں رجوع نہ کریں اور جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیبیوں سے اجازت طلب کی کہ وہ حضرت عائشہؓ کے گھر بیماری کے ایام گذاریں گے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے ھبہ میں رجوع کرنے والا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے میں عود کرنے والا ہے اور امام زہریؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے اپنے مہر کا کچھ حصہ یا سارا مہر ہبہ کر دو پھر تھوڑی سی دیر ٹھہرا کر اس نے بیوی کو طلاق دے دی۔ تو وہ عورت اپنے مہر میں رجوع کر سکتی ہے۔ فرمایا کہ اگر اس نے بیوی سے دھوکہ کر کے ایسا کیا ہے تو حق مہر اسے واپس کر دے گر اس نے خوش دلی سے اس کو حق مہر دیا ہے کہ مرد کے معاملہ میں کوئی دھوکہ بازی نہیں تھی تو جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پس اگر وہ عورتیں خوشی سے کوئی چیز تمہیں دے دیں تو اسے رچتا پچتا کھا سکتے ہو۔

حديث(٢٤٠٦)حدثنا ابراهيم بن موسی الخ اخبرنی عبيدالله بن عبدالله قالت عائشةؓ لماثقل النبیﷺ فاشتدوجعه استاذن ازواجه ان يمرض فی بيتی فاذن له فخرج بين رجلين تخط رجلاه الارض وكان بين العباس وبين رجل اخر فقال عبيدالله فذكرت لابن عباسؓ ما قالت عائشةؓ فقال لی وهل تدری من الرجل الذی لم تسم عائشةؓ قلت لا قال هو علیؓ بن ابی طالب .....

ترجمہ۔ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے اور درد آپؐ کا شدید ہوا تو آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ آپؐ میرے گھر میں بیماری کے ایام گذاریں گے تو بیبیوں نے آپؐ کو اجازت دے دی تو آپؐ دو آدمیوں کے درمیان اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپؐ کے دونوں پاؤں مبارک زمین پر خط کھینچتے تھے اور آپؐ حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان تھے حضرت عبید اللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ حضرت عائشہؓ نے فرمایا وہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے

بیان کر دیا۔ تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں پتہ ہے وہ دوسرا آدمی جس کا حضرت عائشہؓ نے نام نہیں لیا وہ کون تھا میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ علی بن ابی طالبؓ تھے۔

حدیث(۲٤۰۷) حدثنامسلم بن ابراهیم الخ عن ابن عباسؓ قال قال النبی ﷺ العائد فی هبته کالکلب یقیئ ثم یعود فی قیئه .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے ہبہ میں عود کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے پھر اپنی قے میں عود کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یردّ الیها اگر اس سے مراد یہ ہے کہ حتماً اس کو واپس کرے کہ اس کا کھانا بھی مرد کے لئے جائز نہ ہو۔ تو یہ مذہب حنفیہ کے خلاف ہے۔ امام زہریؒ کی مخالفت ان کے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ مروت اور اخلاقی طور پر اس کا واپس لینا اچھا نہیں تو یہ مسلم ہے۔ اور آیت کریمہ پہلے مطلب پر باعتبار مفہوم مخالف کے دلالت کرتی ہے اور احنافؒ کے نزدیک مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہے۔

العائد فی هبته الخ اس حدیث کو اس باب میں لانے کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ مرد جو کچھ اپنی بیوی کو دے۔ نہ وہ اس میں رجوع کرے اور نہ ہی بیوی کے لئے مناسب ہے کہ وہ مرد سے اس چیز کو لوٹائے جو اس نے اسے ہبہ کی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ تفصیل جو امام بخاریؒ نے ذکر فرمائی ہے کہ اگر خاوند نے دھوکہ دہی سے حق مہر معاف کرا کے پھر اسے طلاق دے دی تو عورت حق مہر واپس لے سکتی ہے ورنہ نہیں لے سکتی۔ یہ قول امام مالکؒ کا ہے۔ بشرطیکہ گواہ قائم ہوں اور بعض نے کہا نہیں۔ بہر حال عورت کا قول مقبول ہوگا۔ جانبین کی طرف سے بہر حال رجوع نہ ہو۔ یہ جمہور کا قول ہے۔ اور تفصیل جو امام زہریؒ نے نقل کی ہے یہ حضرت شریحؒ کا مسلک ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر شوہر بیوی سے دھوکہ بھی کرے پھر بھی اسے رجوع نہ کرنا چاہیے۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی عدم رجوع کی طرف ہے۔ جیسے کہ آثار اس پر دلالت کرتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان یعرض ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ ازواج مطہرات نے اپنے جن حقوق کو معاف کر دیا انہوں نے مامضیٰ میں رجوع نہیں کیا۔ اس صورت میں ہبہ کے لغوی معنی مراد ہوں گے۔

باب هبة المرأة لغیرزوجها

ترجمہ۔ بیوی اپنے خاوند کے علاوہ کسی پر ہبہ کرے

وعتقها اذا کان له زوج فهو جائز اذالم تکن سفیهة فاذا کانت سفیهة لم یجز قال الله تعالی ولاتؤتوا السفهاء اموالکم

ترجمہ۔ اگر وہ اپنے خاوند کو آزاد کر دے اگر وہ بے وقوف نہیں ہے تو یہ عتق جائز ہے۔ اور بے وقوف ہے تو پھر جائز نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے وقوفوں کو اپنا مال نہ دو۔

حدیث (۲۴۰۸) حدثنا ابوعاصم الخ
عن اسماءؓ قالت قلت یارسول الله مالی مال الا ماادخل علی الزبیرؓ فاتصدق قال تصدقی ولاتوعی فیوعی علیك .....

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے پاس اور تو کوئی مال نہیں ہے۔ جو حضرت زبیرؓ نے مجھے مہر میں دیا تھا کیا میں اس کا صدقہ کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرو اور محفوظ کر کے نہ کرو کہیں تم پر بندش نہ کی جائے۔

حدیث (۲۴۰۹) حدثناعبیداللہبن سعید الخ
عن اسماء ان رسول اللہﷺقال انفقی ولاتحصی فیحصی الله علیك ولاتوعی فیوعی اللہعلیك...

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرچ کرتی رہو۔ اور گن گن کر نہ روکو۔ کہیں اللہ تعالیٰ تجھ پر رکاوٹ نہ کردے۔ اور نہ ہی اسے محفوظ کرلو کہ کہیں اللہ تعالیٰ تجھ پر بندش نہ کردے۔

حدیث (۲۴۱۰) حدثنایحیی بن بکیر الخ
عن کریب مولی ابن عباسؓ ان میمونة بنت الحارث اخبرتها انها اعتقت ولیدة ولم تستاذن النبی ﷺفلماکان یومها الذی یدورعلیها فیه قالت اشعرت یارسول الله انی اعتقت ولیدتی قال اوفعلت قالت نعم قال امانك لواعطیتها اخوالك کان اعظم لاجرك وقال بکربن مضر عن عمروعن بکیر عن کریب ان میمونة اعتقت

ترجمہ۔ حضرت کریبؓ حضرت ابن عباسؓ کے غلام سے مروی ہے کہ حضرت میمونہ بنت الحارثؓ نے انہیں خبر دی کہ حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کردی اور جناب نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب نہ کی۔ پس جب ان کی باری کا دن آیا جس میں آنحضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لایا کرتے تھے تو فرمانے لگیں یارسول اللہ! کیا آپ کو علم ہے کہ میں نے اپنی باندی آزاد کردی آپؐ نے فرمایا کہ آپ ایسا کرچکی ہیں انہوں نے فرمایا ہاں! جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر آپ وہ باندی اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تجھے بہت بڑا ثواب ہوتا۔ بکر کی سند میں ہے کہ حضرت کریبؓ نے فرمایا حضرت میمونہؓ نے آزاد کردی۔

حدیث (۲۴۱۱) حدثناحبان بن موسی الخ
عن عائشةؓ قالت کان رسول الله ﷺ اذاارادسفراً اقرع بین نسائه فایتهن خرج سهمهاخرج بهامعه وکان یقسم لکل امراۃمنهن یومها ولیلتها

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیبیوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس بی بی کا نام نکل آتا اور اسی کو اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے اور آپؐ اپنی ہر بیوی کیلئے ان کا دن اور رات

غیر ان سودة بنت زمعة وهبت یومها ولیلتها لعائشةؓ زوج النبی ﷺ تبتغی بذلک رضا رسول الله ﷺ ....

مقرر فرماتے سوائے حضرت سودہ بنت زمعہؓ کے جس نے اپنے دن اور رات کی باری حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ کے لئے ہبہ کر دی تھی۔ جس سے انکا مقصد جناب نبی اکرم ﷺ کی رضامندی طلب کرنا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ چونکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا تھا کہ عورت اپنے مال میں بغیر خاوند کی اجازت کے تصرف نہیں کر سکتی۔ تو مؤلفؒ بیان فرما رہے ہیں کہ اس حدیث کی وجہ سے اگرچہ عورت کا تصرف اپنے مال میں خلاف اولیٰ ہے لیکن اگر وہ کر لے تو اس کا تصرف نافذ ہوگا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جمہور تو عورت کے تصرف فی مالہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ بغیر اذن زوجہا۔ طاؤس مطلقاً ممنوع کہتے ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عورت اپنے ثلث مال میں سے تو بغیر اجازت خاوند کے دے سکتی ہے زیادہ نہیں دے سکتی۔ اگرچہ رشیدہ بھی کیوں نہ ہو۔ جمہور کا استدلال کتاب و سنت کی آیات اور آثار کثیرہ ہیں۔ احادیث باب بھی دال ہیں امام مالکؒ ان کو شیئ یسیر پر محمول فرماتے ہیں وہ اس کو وصیت پر محمول کرتے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ سفیہه کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین اور دنیاوی امور کے سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو۔ تصدقی یہ محل ترجمہ ہے کہ آپؐ نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا یہ نہیں فرمایا کہ حضرت زبیرؓ سے اجازت طلب کرو۔ اگر سوال ہو کہ ترجمہ میں ہبہ ہے اور حدیث سے صدقہ کا ثبوت ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ہبہ کے لغوی معنی مراد ہیں جو صدقہ کو بھی شامل ہیں۔

لاتوعی ای لاتجعلی الوعاء لاتحصی احصار سے ہے جس کے معنی احاطہ کرنے کے ہیں۔ کہ اگر تم نے ذخیرہ بنا کر رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت روک لے گا۔

اخوالک ان کے اخوال بنو ہلال میں سے تھے۔ ان کی والدہ کا نام ھند بنت عون تھا۔

وھبت یومھا ولیلتھا یہ موضع ترجمہ ہے اب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ حضرت سودہؓ کا ہبہ زوج کیلئے تھا یا ضرورت کی بنا پر تھا۔ ترجمہ سے مطابقت ان لوگوں کے قول کے مطابق ہوگی جو یہ ہبہ ضرورت کی بنا پر کہتے ہیں۔ زوج کی صورت میں نہ ہوگی۔

باب بمن یبدأ بالھدیة　　ترجمہ۔ ھدیہ کی ابتدا کس شخص سے کی جائے

وقال بکر عن عمرو عن بکیر عن کریب مولی　　ترجمہ۔ حضرت میمونہؓ نے اپنی باندی آزاد فرمائی تو جناب

ابن عباسؓ ان میمونةؓ زوج النبی ﷺ اعتقت ولیدة لها فقال لها ولووصلت بعض اخوالك کان اعظم لاجرك ......

نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تو اپنے بعض ماموؤں سے صلہ رحمی کرتی تیرے لئے بہت اجر ہوتا۔

حدیث(۲۴۱۲)حدثنامحمد بن بشار الخ عن عائشةؓ قالت قلت یارسو ل الله ان لی جارین فالی ایهما اهدی قال الی اقربهمامنك باباً ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کی طرف ہدیہ بھیجوں آپؐ نے فرمایا جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فقال لهاای لمیمونهؓ اس حدیث میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو عتق ولیدہ ہے۔ اور دوسرا صلہ رحمی ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صلہ رحمی کا ثواب عتق سے زیادہ ہوتا۔ اور اس مقام پر هدیہ بمعنی صلہ کے ہے۔

باب من لم یقبل الهدیة لعلة

ترجمہ۔باب اس شخص کے بارے میں جو کسی وجہ سے ہدیہ قبول نہ کرے۔

وقال عمربن عبدالعزیز کانت الهدیة فی زمن رسول الله ﷺ هدیة والیوم رشوة ..

ترجمہ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا هدیہ تو جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تھا آج کل تو رشوت ہے۔

حدیث (۲۴۱۳) حدثنا ابوالیمان الخ انه سمع الصعب بن جثامة اللیثی وکان من اصحاب النبی ﷺ یخبر انه اهدی برسول الله ﷺ حمار وحش وهو بالابواء اوبودان وهو محرم فرده قال صعب فلما عرف فی وجهی رده هدیتی قال لیس بنا رد علیك ولکنا حرم ...

ترجمہ۔ حضرت صعب بن جثامہ لیثیؓ جو اصحاب نبی اکرم ﷺ میں سے تھے خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے ابواء یا ودان میں آنحضرت رسول اللہ ﷺ کو گورخر کا ہدیہ پیش کیا جب کہ آپؐ محرم تھے پس آپ نے اس کو واپس کر دیا۔ حضرت صعبؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے هدیہ کے واپس کرنے کے اثر کو میرے چہرے میں محسوس کیا فرمایا کہ یہ ہماری طرف سے تم پر واپس کرنا نہیں بلکہ ہم چونکہ احرام کی حالت میں ہیں اسلئے قبول نہیں کر سکتے کیونکہ وہ شکار ہے جو محرم کے لئے جائز نہیں ہے۔

حدیث (۲۴۱۴)حدثناعبدالله بن محمد الخ

ترجمہ۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ جناب

عن ابی حمیدالساعدیؓ قال استعمل النبی ﷺ رجلا من الازد یقال له ابن الاتبیة علی الصدقة فلما قدم قال ھذا لکم وھذا اھدی لی قال فھلا جلس فی بیت ابیه او بیت امه فینظر یھدی له ام لا والذی نفسی بیده لایاخذاحد منه شیئا الا جاء به یوم القیامةیحمله علی رقبته ان کان بعیراله رغاء او بقرة له خوار اوشاةتیعر ثم رفع بیده حتی راینا عفرة ابطیه اللھم ھل بلغت اللھم ھل بلغت ثلثا.

نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک آدمی کو جس کو ابن الاتبیه کہا جاتا تھا زکوۃ وصول کرنے کیلئے عامل مقرر فرمایا جب واپس آیا تو کہنے لگا یہ تو تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے ہدیہ یا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیوں نہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھ گیا۔ پھر دیکھتا کہ کیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان لوگوں میں سے جس جس نے بھی کوئی چھوٹی بڑی چیز لے لی تو وہ اس کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا اگر اونٹ تھا تو اسکے بل بلانے کی آواز ہو گی اگر گائے تھی تو اس کی آواز ہو گی اگر بکری تھی تو ممیانے کی آواز کرے گی۔ پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کی دونوں بغلوں کی ٹیالی سفیدی کو دیکھا۔ فرماتے تھے اے اللہ! بے شک میں نے پہنچادیا۔ اے اللہ بے شک میں نے پہنچادیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ایھدی له ام لا یہ موضع ترجمہ ہے کہ آپؐ نے اس کے قبول ھدیه کو ناپسند فرمایا کیونکہ یہ تو بطور رشوت کے تھا۔

والیوم رشوة کیونکہ آنحضرت ﷺ تو معصوم تھے وہاں تو فیصلہ میں ظلم کا گمان ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کا امکان تھا تو اس زمانہ میں ھدیه دینے والا اور نہ دینے والا دونوں برابر تھے۔ اور ہمارے آج کل کے امراء اور حکام ان کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ انہیں سیب کھانے کی خواہش ہوئی گھر میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی کہ جس سے سیب خرید کیا جاتا باہر نکلے دو لڑکے سیبوں کا ایک طباق لئے جارہے تھے۔ طباق میں سے ایک سیب اٹھایا اور اسے سونگھ کر پھر رکھ دیا فرمایا مجھے ضرورت نہیں ہے۔ تو کہا گیا کہ کیا جناب نبی اکرم ﷺ اور شیخین ہدایا قبول نہیں کرتے تھے فرمایا واقعی ان حضرات کے لئے ہدایا ہوتے تھے بعد کے حکام کے لئے رشوت ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ معنی حدیث سے لیا گیا ہے کہ اس شخص نے ھدیه کسی غلہ کے سبب قبول کیا ہے اس لئے آپؐ نے نکیر فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ رغاء اونٹ کی آواز۔ خوار گائے کی آواز۔ یعار بکری کی آواز۔

باب اذا وهب هبة او وعد ثم مات قبل ان تصل اليه

ترجمہ۔ جب کسی نے ہبہ کیایا ہبہ کا وعدہ کیا پھر مہدی لہ تک پہنچانے سے پہلے مہدیٰ کی وفات ہو گئی

وقال عبيدة ان مات وكانت فصلت الهدية ولا مهدى له حى فهى لورثته وان لم تكن فصلت فهى لورثته الذى اهدى وقال الحسن ايهما مات قبل فهى لورثته المهدى له اذا قبضها الرسول..

ترجمہ۔ اور عبیدہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اس حال میں مرا کہ ہدیہ کو جائداد سے الگ کر لیا گیا تھا اور مہدیٰ لہ زندہ ہے تو وہ ھدیہ مہدیٰ کے وارثوں کا ہوگا۔ اور جدا نہیں کیا گیا تھا۔ تو وہ مہدیٰ کے وارثوں کا حق ہے۔ جس نے ہدیہ کیا ہے اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو بھی پہلے مر جائے۔ بہر حال وہ ہدیہ مہدیٰ لہ کے وارثوں کا حق ہو گا بشرطیکہ اس کے قاصد نے اس پر قبضہ کر لیا ہو۔

حديث (٢٤١٥) حدثنا على بن عبدالله الخ سمعت جابراً قال قال لى النبى ﷺ لو جاء مال البحرين اعطيتك هكذا ثلاثا فلم يقدم حتى توفى النبى ﷺ فامر ابوبكر مناديا فنادى من كان له عند النبى ﷺ عدة او دين فلياتنا فاتيته فقلت ان النبى ﷺ وعدنى فحثى لى ثلثا........

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھے اس طرح تین بک بھر کر دوں گا۔ پس مال نہ آیا یہاں تک کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے جس شخص کا جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس کوئی وعدہ ہو یا قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئے چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے سے وعدہ فرمایا تھا تو انہوں نے مجھے تین مٹھیاں بھر کر دیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ فصلت الهدية یعنی مہدی کے مال سے الگ محفوظ کر دیا۔ یہ مراد نہیں کہ کسی کا قبضہ ہو گیا۔ جیسا کہ محشی نے سمجھا ہے۔ ورنہ وھو حی کا قول لغو ہو جائے گا۔ کیونکہ قبول ہدیہ زندہ ہی کر سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ ھبہ میں داخل نہیں ہے۔ اس لئے کہ ھبہ میں قبض ضروری ہے۔ اسکے بغیر ھبہ صحیح نہیں۔ لیکن جن لوگوں کے نزدیک بغیر قبضہ کے ھبہ صحیح ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ کا اسی طرف میلان ہے ان کے نزدیک

باب ھبہ میں اس ترجمہ کا داخل ہونا صحیح ہوگا۔ اس کی بحث ھبہ غائبہ میں گذر چکی ہے۔ قسطلانی" فرماتے ہیں **فصلت** سے مراد قبضہ ہے لیکن شیخ گنگوہیؒ نے جو فائدہ بیان کیا ہے کہ اگر قبض مراد ہو تو پھر وھوحی جملہ لغو ہو جائے گا۔ یہ فائدہ ظاہر الفاظ کے موافق ہے۔ جمہور فرماتے ہیں کہ ھدیہ مُہدیٰ الیہ کی طرف اس وقت تک منتقل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کا یا اس کے وکیل کا قبضہ نہ ہو۔

ولورثته شیخ گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مال موہوب کو مہدی کے مال سے الگ کر لیا جائے تو یہ ہدیہ مہدی اور اس کے وارثوں کا حق ہوگا۔ کیونکہ مال کی علیحدگی سے مہدی کے ملک سے مال خارج نہیں ہو جاتا۔ ہاں حضرت حسن بصریؒ کا قول احنافؒ کی رائے کے موافق ہے اگر رسول سے مراد ان کے کلام میں رسول مھدیٰ لہ مراد لیا جائے۔ اور عبیدہ کے کلام کے مقابلہ کی وجہ سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے البتہ اگر رسول سے رسول مہدی مراد لیا جائے پھر تو وہ خود ان کی ذات کے حکم میں ہوگا۔ اس لئے اختلاف کی بنیاد اس دوسرے احتمال پر نہ رکھی جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک قبض الرسول شرط ہے اور عبیدہ کے نزدیک محض فصل کافی ہے یعنی واھب کے مال سے ہدیہ الگ کر دیا جائے جمہور اس کے خلاف ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ **فحثی لی ثلاثا** اس جملہ سے امام بخاریؒ کا یہ مقصد ثابت نہیں ہو سکتا کہ ھبہ بغیر قبض کے مکمل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر ھبہ تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی اعطاء سے تمام ہوا ہے۔ ورنہ اس سے قبل تو وہ محض ایک وعدہ تھا جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کا قول من کان لہ عدۃ اس پر دلالت کرتا ہے۔ شاید مصنفؒ کا مقصد اس ترجمہ سے اس پر تنبیہ کرنا ہو کہ جس نے کوئی وعدہ کیا ہو یا ھبہ کیا ہو تو اس کا پورا کرنا مستحسن بلکہ واجب ہے۔ لیکن یہ مکارم اخلاق کا تقاضا ہوگا۔ حلال و حرام کی شریعت میں واجب نہیں ہے۔ روایت بھی اس پر دال ہے۔ اس لئے علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث اور ترجمہ میں اس وقت تک مطابقت نہیں ہو سکتی جبتک ھبہ غیر مقبوض کو وعدہ پر محمول نہ کیا جائے۔ اور وعدے کے پورا کرنے کا حکم باری تعالیٰ کے ارشاد میں بھی ہے لیکن جمہور نے اسے ندب پر محمول کیا ہے۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ کا میلان اسی طرف ہے کہ ایفائے وعدہ واجب ہے جیسا کہ کتاب الشھادت کے ایک ترجمہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

باب کیف یقبض العبد والمتاع

ترجمہ۔ غلام اور سامان پر قبضہ کیسے کیا جائے

وقال ابن عمرؓ کنت علی بکر صعب

ترجمہ۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک شوخ نوجوان

حدیث(۲۴۱۶)حدثنا قتیبة بن سعید الخ عن المسور بن مخرمةؓ قال قسم رسول اللهﷺ اقبية ولم يعط مخرمة منها شيئاً فقال مخرمة يابنى انطلق بنا الى رسول اللهﷺ فانطلقت معه فقال ادخل فادعه لى قال فدعوته له فخرج اليه وعليه قباء منها فقال خبانا هذالك قال فنظر اليه فقال رضى مخرمة ....

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ علیہ نے کچھ قبائیں تقسیم فرمائیں۔ حضرت مخرمہؓ کو ان میں سے کچھ بھی نہ دیا تو حضرت مخرمہؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے! ہمیں جناب رسول اللہ علیہ کی خدمت میں چلے جانا چاہئیے چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا تو فرمایا کہ اندر جاکر جناب نبی اکرم علیہ کو میرے لئے بلاؤ۔ چنانچہ میں نے آپ کو ان کے لئے بلایا آپؐ اس حال میں باہر تشریف لائے کہ ان قباؤں میں سے ایک قبا آپؐ کے کندھے پر تھی۔ تو آپؐ نے آتے ہی فرمایا کہ ہم نے اس کو تمہارے لئے چھپا رکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ پس آپؐ نے میرے باپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اب مخرمہ راضی ہو گئے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ هولك يا عبدالله الخ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات جو فرماتے ہیں کہ قبض ضمان قبض امان کے قائم مقام نہیں ہو سکتا یہ مسلّم نہیں بلکہ واجب مطلق قبض ہے خواہ وہ کیسے بھی ہو قبض ضمان ہو یا قبض امان ہو۔ دیکھئے حضرت ابن عمرؓ نے قبض امان کیا جب کہ وہ اس پر سوار تھے حالانکہ وہ حضرت عمرؓ کا مملوک تھا۔ پھر ان کا قبضہ قبض ضمان بھی ہوا جب کہ جناب نبی اکرم علیہ نے انہیں مالک بنادیا۔ حالانکہ حضرت عبداللہ خود اس پر سوار تھے پھر جناب نبی اکرم علیہ نے اسے وہ اونٹ ھبه کر دیا تو ان کا قبضہ قبضہ امان ہو گیا لیکن اس میں نظر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ كيف يقبض یعنی موہوب کا قبضہ کیسے ہو۔ اس واقعہ میں جب نبی اکرم علیہ نے حضرت عمرؓ سے اونٹ خریدا جس پر ابن عمرؓ بطریق استعارہ سوار تھے تو ابن عمرؓ ھبه سے پہلے اس پر قابض ہوئے۔ اور اسی قبض اوّل کو کافی سمجھا گیا تو یہاں سے معلوم ہوا کہ قبض ضمان قبض ملک کے قائم مقام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قبل از ھبه ان کا قبضہ قبض ضمان تھا اب ھبه کی وجہ سے قبض ملک میں تبدیل ہو گیا یہی مطلوب تھا۔ اور نبی اکرم علیہ کا ھبه کرنا قبل از قبض نہیں تھا اس لئے کہ آپؐ قبض پر قادر تھے تو قبض حکمی پایا گیا۔ چنانچہ هدايه میں ہے کہ جب کوئی چیز موھوب کے ہاتھ میں ہو تو ھبه سے وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ اگرچہ قبضہ کی تجدید نہ بھی ہو کیونکہ وہ چیز اس کے قبضہ میں ہے اور ھبه میں قبضہ شرط ہے۔ البتہ بیع کے اندر قبض ضمان ہوتا ہے قبض امان اس کا نائب نہیں بن سکتا اور حاشیہ میں ہے کہ جب دو قبضہ ہم جنس ہوں تو ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ان میں تغایر ہو تو اعلیٰ ادنیٰ کا نائب ہو جائے گا لیکن ادنیٰ اعلیٰ کا قائم مقام نہیں ہو گا۔

شیخ گنگوہیؒ کی عبارت میں دو جگہ قبض امانت کا ذکر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ قبض ملک ہے کیونکہ ابن عمرؓ کا قبض اولاً قبض ضمان تھا جو بعد میں قبض ملک سے متبدل ہو گیا۔ اور ابن عابدینؒ نے فرمایا کہ کبھی قبضہ حکمی ہوتا ہے۔ در مختار میں ہے کہ اگر واهب اور موهوب له میں تخلیه کر لیا جائے کہ قبضہ کرنے سے کوئی چیز مانع اور حائل نہ ہو تو یہ بھی تسلیم کرنا ہے۔

باب اذا وهب هبة فقبضها الاخر ولم يقل قبلت

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی چیز کا ھبہ کرے اور دوسرا اس پر قبضہ کر لے زبان سے قبلت نہ کہے یعنی میں نے قبول کیا

حديث (۲٤۱۷) حدثنا محمد بن محبوب الخ عن ابی هريرةؓ قال جاء رجل الى رسول اللهﷺ فقال هلكت فقال وما ذاك قال وقعت باهلى فى رمضان قال تجد رقبة قال لا قال فهل تستطيع ان تصوم شهرين متتابعين قال لا قال فتستطيع ان تطعم ستين مسكينا قال لا قال فجاء رجل من الانصار بعرق والعرق المكتل فيه تمر فقال اذهب بهذا فتصدق به قال على احوج منا يارسول الله والذى بعثك بالحق ما بين لابتيها اهل بيت احوج منا قال اذهب فاطعمه اهلك...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگا میں تو رمضان شریف میں اپنی بیوی سے ہمبستر ہو گیا آپؐ نے فرمایا غلام ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تو دو ماہ مسلسل روزے رکھ سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے اس نے کہا نہیں۔ فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی ایک عرق لایا عرق وہ ٹوکرا جس میں کھجور ہو۔ فرمایا جا اس کا صدقہ کر دے اس نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے بھی زیادہ کسی محتاج پر صدقہ کروں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان ہمارے گھر والوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ فرمایا جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کیفیة القبض کے بارے میں علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ ان روایات میں موهوب متاع ہے۔ جس کا بائع کے ہاتھ میں ہونا کافی ہے قبض جدید کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اوالی حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ نقل المتاع الی موهوب له قبضہ ہے۔ اگر اشکال ہو کہ عبد کا تو حدیث میں ذکر نہیں۔ تو کہا جائے گا کہ قبض المتاع جب نقل سے ثابت ہو گیا تو باقی منقولات کا حکم بھی ہے۔ خواہ وہ عبد ہو یا بعیر ہو اس سے ثابت ہو گیا۔

ولم یقل رضیت یعنی رضیت نہیں کہا تب بھی ہبہ جائز ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ ہبہ میں قبضہ کر لینا یہی قبول کا انتہائی درجہ ہے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ شوافعؒ کے نزدیک ہبہ میں قبول کرنا شرط ہے ہدیہ میں شرط نہیں۔

دیکھئے حدیث ابو ہریرہؓ میں رجل نے کھجور پر قبضہ کیا۔ رضیت نہیں کہا۔ تو ترجمہ ثابت ہوا۔

باب اذاوهب ديناً على رجل

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی کو قرضہ ھبہ کردے

قال شعبة عن الحكم هو جائز ووهب الحسن بن على لرجل دينه وقال النبى ﷺ من كان له عليه حق فليعطه اوليتحلله منه فقال جابر قتل ابى وعليه دين فسال النبى ﷺ غرماء ه ان يقبلوا ثمر حائطى ويحللوا ابى ......

ترجمہ۔ شعبہ حکم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اور حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرا باپ شہید ہو گیا جس پر میرا قرضہ تھا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص پر کسی کا قرضہ ہو۔ پس یا تو وہ اسے دے دے یا اس سے معاف کرالے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرا باپ شہید ہو گیا جس کے ذمہ قرضہ تھا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے سفارش کی کہ میرے باغ کا سارا کھجور قبول کرلیں اور باقی میرے باپ کو معاف کردیں۔

حديث (۲٤۱۸) حدثنا عبدان الخ ان جابر بن عبدالله اخبره ان اباه قتل يوم احد شهيدا فاشتد الغرماء فى حقوقهم فاتيت رسول الله ﷺ فكلمته فسالهم ان يقبلوا ثمر حائطى ويحللوا ابى فابوا فلم يعطهم رسول الله ﷺ حائطى ولم يكسره لهم ولكن قال سأغدوا عليك فغدا علينا حتى اصبح فطاف فى النخل ودعافى ثمره بالبركة فجذذتها فقضيتهم حقوقهم وبقى لنا من ثمرها بقية ثم جئت رسول الله ﷺ وهو جالس فاخرته بذلك فقال رسول الله ﷺ لعمر اسمع وهو جالس ياعمر فقال الاتكون قد علمنا انك رسول الله والله انك لرسول الله ...

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ خبر دیتے ہیں کہ ان کے والد محترم احد کی لڑائی میں شہید ہو کر مقتول ہوئے۔ قرض خواہوں نے اپنے اپنے حقوق کے بارے میں تقاضا سخت کردیا تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپؐ سے اس معاملہ میں بات چیت کی۔ پس آپؐ نے ان سے سفارش کی کہ جو کچھ میرے باغ کا پھل ہے وہ قبول کرلیں۔ اور باقی میرے باپ کو معاف کردیں۔ تو انہوں نے انکار کردیا۔ پس آپ جناب رسول اللہ ﷺ نے نہ تو میرا باغ ان کو دیا اور نہ ہی ان کیلئے اسکے پھل توڑے۔ البتہ فرمایا کہ میں کل صبح آوں گا۔ فرماتے ہیں کہ دوسرے دن آپؐ صبح کو ہی ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ کھجوروں کے ارد گرد چکر لگایا۔ اور ان کے پھلوں میں برکت کی دعا فرمائی۔ پس میں نے ان کو کاٹا اور ان سب کے حقوق پورے ادا کر دیئے۔ پھر بھی ہمارے لئے ان کے پھلوں میں سے کچھ بچ رہا۔ پھر آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا

جب کہ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے پس میں نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ! سن لو جب کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا ہم نہیں جانتے تھے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم آپؐ تو بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لعمر اسمع وھوجالس یاعمرؓ اس سے پہلے گذرا ہے کہ آپؐ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ جاکر حضرت عمرؓ کو خبر کرو۔ اور یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ مجلس میں موجود تھے۔ توان دونوں میں تنافی نہیں اس لئے کہ پہلے آپؐ نے حضرت جابر کو اطلاع دینے کے لئے بھیجا جب کہ وہ غائب تھے۔ اطلاع کے بعد جب مجلس میں پہنچے تو آپؐ نے اسمع یا عمر فرمایا۔ فقال قدسمعت۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دونوں کلاموں میں جمع کی جو توجیہ شیخ گنگوہیؒ نے فرمائی ہے اس کی طرف اور کسی شارح نے توجہ نہیں فرمائی اور یہ توجیہ بہترین توجیہ ہے۔ امام بخاریؒ نے حدیث باب پر جو ترجمہ باندھا وہ اذاوھب دینا علی رجل ہے۔ یعنی کوئی کسی کے قبضہ کو ھبہ کردے تو یہ صحیح ہے۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مقروض کو بری کردے جب کہ مدیون براۃ کو قبول کرلے۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ جو لوگ ھبہ میں قبض کو شرط قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک جب تک دوسرا قبضہ نہ کرلے ھبہ صحیح نہیں ہوگا۔ اور جو قبضہ کی شرط نہیں لگاتے ان کے یہاں یہ ھبہ صحیح ہوگا البتہ امام مالکؒ شرط لگاتے ہیں کہ ایک وثیقہ اس کے سپرد کرنا چاہیئے تاکہ سند رہے۔ علامہ عینیؒ تو فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت معنوی طور پر ہے۔ لیکن علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی دلالت ترجمہ پر واضح ہے۔ اس میں کوئی تکلف نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ کا ہبہ دین کی سفارش کرنا اس کے جواز پر دال ہے۔ ورنہ ایک ناجائز کام پر کیسے سفارش فرما سکتے ہیں۔

باب ھبة الواحد للجماعة

ترجمہ۔ ایک آدمی کا جماعت کے لئے ہبہ کرنا

وقالت اسماء للقاسم بن محمد وابن ابی عتیق ورثت عن اختی عائشةؓ بالغابة وقد اعطانی به معاویة مائة الف فھولکما .....

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق سے فرمایا کہ مجھے اپنی بہن عائشہؓ کی طرف سے غابہ کا کچھ مال وراثت میں ملا ہے۔ اور مجھے امیر معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں۔ وہ تمہارے لئے ہیں۔

حدیث(۲۴۱۹)حدثنایحیی بن قزعة الخ عن سھل بن سعدؓ ان النبی ﷺ اتی بشراب فشرب وعن یمینه غلام وعن یساره الاشیاخ

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک پینے کی چیز لائی گئی۔ جسے آپؐ نے نوش فرمایا جب کہ آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا

فقال للغلام اناذنت لی اعطیت هؤلاء فقال ماکنت لاوثر بنصیبی منك یا رسول الله احداً فتله فی یده .....

اور بائیں طرف شیوخ تھے۔ آپؐ نے لڑکے سے فرمایا کہ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں ان حضرات کو دے دوں اس نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کی طرف سے میں اپنے حصہ کیلئے کس کو ترجیح نہیں دیتا پس آپؐ نے وہ اس لڑکے کے ہاتھ میں جھٹکے سے تھما دیا

تشریح از گنگوہیؒ۔ قالت اسماء القاسم الخ قاسم اور ابن ابی عتیق یہ دونوں حضرت اسماء کے بھتیجے تھے۔ جن کے اور بیٹے بھی تھے۔ تو یہ حضرت اسماءؓ کی طرف سے وصیت ہوئی۔ اور مشترک چیز کی وصیت جائز ہے۔ اگر اسے ہبہ کہا جائے تو جب وہ اس موہوبہ کو تقسیم کرلیں گے تو ہبہ تمام ہو جائے گا۔ اور ہم احنافؒ کے نزدیک ہبہ تقسیم کے بعد تمام ہو جاتا ہے۔ اگرچہ فی نفسہا ہبہ تمام نہ ہو۔ تیسرے حضرت اسماءؓ کا فعل مجتہد پر حجت نہیں ہو سکتا۔

اعطیت هؤلاء یہ جملہ موضع ترجمہ ہے۔ کہ اگر مشترک چیز کا ہبہ جائز نہ ہوتا تو آپؐ جمع کے لفظ کے ساتھ اجازت کیسے طلب کرتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کا اعطاء واقع ہوتا جیسا کہ آپؐ نبی اکرم ﷺ قصد فرما رہے تھے تو آپؐ ہر ایک کو اس کا حصہ تقسیم کر کے دیتے۔ اور احنافؒ کے نزدیک تقسیم کے بعد ھبہ تمام ہو جاتا ہے۔ اگر تسلیم کرلیا جائے کہ آپؐ سب کو دینا چاہتے تھے۔ تو اسی مجلس کے اندر تقسیم کر دینا ھبہ کے لئے مجوز اور متمم بن جائے گا۔ خوب سمجھ لو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شیخ گنگوہیؒ نے مسلک احناف پر اس اثر کی توجیہ کی ہے۔ کہ ممکن ہے یہ بات حضرت اسماءؓ نے وفات کے وقت کہی ہو۔ تو یہ ان کی طرف سے وصیت ہوگی۔ جو مشترک چیز میں ہو سکتی ہے۔ جسے بعد میں تقسیم کیا جائے گا۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ مشاع چیز کا ھبہ کرنا جائز ہے۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اس کے خلاف ہیں۔ دراصل امام صاحبؒ ھبۃ المشاع میں فرق کرتے ہیں جو تقسیم کو قبول کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ جو مشاع قابل تقسیم ہے اس میں بعد از تقسیم ھبہ صحیح ہے۔ اور جو نا قابل تقسیم ہے اس کا ھبہ جائز نہیں تو اس کا اعتبار قبض کے وقت ہوگا۔ عقد کے وقت نہیں۔ پس اگر کسی نے مشاع کا ھبہ کیا اور تقسیم کر کے اسے سپرد کر دیا تو یہ ھبہ جائز ہے۔ اور ابن بطالؒ نے حدیث سے ترجمہ کو اس طرح ثابت فرمایا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے لڑکے سے اس کے حصہ کا ہبہ طلب فرمایا جس کا حصہ مشاع تھا جو متمیز نہیں ہوا تھا۔ جس سے مشاع کے ھبہ کا جواز ثابت ہوا۔

باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة والمقسومة وغير المقسومة وقد وهب النبی ﷺ اصحابه لهوازن ماغنموا منهم وهو غیر مقسوم۔

ترجمہ۔ ہبہ قبضہ والا اور بغیر قبضہ کے اور اسی طرح تقسیم شدہ یا غیر تقسیم شدہ ہر طرح جائز ہے۔ کہ جب نبی اکرم ﷺ نے اور آپؐ کے اصحابؓ نے ھوازن کو وہ سب کچھ ہبہ کر دیا جو انہوں نے غنیمت کے طور پر لیا تھا جو تقسیم شدہ نہیں تھا۔

حدیث(۲۴۲۰)حدثنامحمدبن بشارالخ سمعت جابر بن عبدالله يقول بعت من النبی ﷺ بعیراً فی سفر فلما اتینا المدینة قال ائت المسجد فصل رکعتین فوزن قال شعبة اراه فوزن لی فارجح فما زال منها شیئ حتی اصابها اهل الشام یوم الحرة ......

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اونٹ بیچ دیا۔ پس جب ہم مدینہ پہنچے تو آپؐ نے فرمایا تم مسجد نبویؐ میں آنا اور دو رکعت نماز پڑھیں۔ پس آپؐ نے میرے لئے سونا کو وزن کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا پس ذرا جھکا دینا پس وہ نقدی برابر میرے پاس رہی یہاں تک کہ حرہ کی لڑائی میں اہل الشام اسے لے گئے۔

حدیث(۲۴۲۱)حدثناقتیبةالخ عن سهل بن سعدؓ ان رسول اللهﷺ اتی بشراب وعن یمینه غلام وعن یساره اشیاخ فقال للغلام اتاذن لی ان اعطی هؤلاء فقال الغلام لا والله لا اوثر بنصیبی منك احدا فتله فی یده ......

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مشروب لایا گیا آپؐ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف شیوخ اور بڑے لوگ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ مشروب ان شیوخ کو دے دوں لڑکے نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم میں آپؐ کی طرف سے اپنے حصہ پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ پس آپؐ نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

حدیث(۲۴۲۲)حدثنا ثابت الخ عن جابرؓ اتیت النبی ﷺ فی المسجد فقضانی وزادنی۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسجد کے اندر حاضر ہوا تو آپؐ نے مجھے قرضہ ادا کر دیا۔ اور زیادہ دیا۔

حدیث(۲۴۲۳)حدثنا عبدالله بن عثمان الخ عن ابی هریرةؓ قال کان لرجل علی رسول اللهﷺ دین فهم به اصحابه فقال دعوه فان لصاحب الحق مقالا وقال اشتروا له سنا فاعطوها ایاه فقالوا انا لانجد سنا الاسناهی افضل من سنه قال فاشتروها فاعطوها ایاه فان من خیر کم احسنکم قضاء ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی کا جناب رسول اللہ ﷺ پر قرضہ تھا صحابہ کرامؓ نے اسکی سختی پر مواخذہ کرنے کا قصد کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حق والے کو بولنے کا حق ہوتا ہے فرمایا اس کیلئے درمیانی عمر کا اونٹ خرید کر کے دیدو تو انہوں نے کہا ہمیں درمیانی عمر کا اونٹ تو نہیں ملتا البتہ اس سے بہتر اونٹ ملتا ہے آپؐ نے فرمایا اسے خرید کر کے اس قرض خواہ کو دے دو کیونکہ تم میں سے بہتر آدمی وہی ہے جو اچھی طرح سے قرضہ ادا کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ماغنموا الخ اور وہ منقسم نہیں تھے۔ آپ جانتے ہیں ھوازن کے قیدی تقسیم نہیں ہو سکتے تھے۔ اور اس میں توبحث نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ایک ایک آدمی کا اس طرح تقسیم کرنا کہ اس کا ایک حصہ بھائی کو ملے اور دوسرا حصہ باپ کو ملے۔ یہ بہت مشکل تھا۔ یہ تقریر اس وقت ہے کہ جب تسلیم کیا جائے کہ یہ قیدی ان کے لئے ھبہ تھے۔ لیکن عقل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ ہبہ نہیں تھا بلکہ ان کی سفارش قبول کرتے ہوئے قیدیوں کو قید سے رہائی دلانا مقصود تھا۔

فقضاوزادنی وہ قیراط جو آپؐ نے زائد دیا تھا وہ مشترک نہیں تھا۔ بلکہ الگ تھا جیساکہ روایات سے پتہ چلتا ہے۔

الاسناافضل من سنه آپ جانتے ہیں کہ یہ اونٹ بھی غیر قابل تقسیم تھا۔ اور ہماری بحث غیر منقسم میں نہیں قابل تقسیم میں ہے ۔ پس اس سے احنافؒ پر اعتراض کرنا ممکن نہیں۔ شاید امام بخاریؒ ان چاروں روایتوں میں دوروایتوں سے ہبہ مقسومہ ثابت کررہے ہیں۔ وہ روایتیں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ہیں ۔ اور دوروایتوں سے ھبہ غیر مقسومہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ بنابریں پہلی روایتوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ دوسری دوروایتوں کا جواب گذر چکا ہے۔ نیز !غلام کو مشروب دینا یہ ھبہ نہیں تھا۔ بلکہ جس قدر وہ پی سکے اس کی اباحت تھی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ترجمہ سے مقصود یہ تھا کہ مشاع کا ھبہ ہو خواہ وہ مقسوم ہو یا غیر مقسوم وہ ھوازن کے واقعہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ قیدی جن کے بھائی باپ اور ماں بھی تھے۔ یہ ان کے درمیان مشترک ہوئے جن کی تقسیم متعذر ہے۔ لہذا یہ ھبة المشاع غیر مقسوم ہوا جس میں بحث نہیں اور جب وہ قیدی دودو تین تین آدمیوں میں مشترک ہوں تو مشاع مقبوض کا تصور نہیں ہو سکتا اس لئے کہ قبضہ واہب کی بنسبت نہیں بلکہ قابض کی نسبت سے ہوتا ہے۔ تو شیوع کی وجہ سے قبضہ کیسے ہو سکے گا۔ اور ایک ترجمہ امام بخاریؒ کا تھا وھب رجل جماعة وہ بھی اس قصہ ھوازن سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ صحیح ہے کہ آپؐ نے جماعت کو قیدی ھبہ کئے تو موھوب تو ہر ایک کیلئے الگ الگ ہوگا۔ تو اشتراک اور شیوع نہ رہا اور ترجمہ میں ہمارا مقصد یہ تھا کہ ایک شیئ جماعت کو ھبہ کی جائے جس میں اشتراک ہو۔ اس جگہ شرکت اور شیوع نہیں ہے اس لئے ان میں سے ہر ایک خاص خاص قیدی کا مالک ہوا۔

تشهد به الروايا ت روایات سے ثابت ہے کہ وہ زائد قیراط حضرت جابرؓ کی ہمیانی میں تھا۔ جسے حرہ کی لڑائی میں اهل الشام لے گئے۔ **روايتين على غير المقسومه** ایک روایت حضرت سہلؓ کی ہے مشروب کے بارے میں دوسری روایت حضرت ابوہریرةؓ کی ہے قرضہ کے بارے میں قد سبق وہ جواب یہ تھا کہ یہ متاع قابل للقسمة نہیں تھا۔

باب اذاوهب جماعةلقوم اووهب رجل جماعة جاز

ترجمہ۔ جب ایک جماعت کسی دوسری قوم کیلئے ھبہ کرے یا ایک آدمی جماعت کیلئے ھبہ کرے تو جائز ہے

حدیث(۲۴۲۴)حدثنا یحیی بن بکیر الخ

عن مروان بن الحکم والمسوربن مخرمة اخبراه ان النبی ﷺ قال حین جاءه وفد هوازن مسلمین فسالوه ان یرد الیهم اموالهم وسبیهم فقال لهم معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقه فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی واماالمال وقدکنت استانیت وکان النبی ﷺ انتظرهم بضع عشرة لیلة حین قفل من الطائف فلما تبین لهم ان النبی ﷺ غیر راد الیهم الااحدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام فی المسلمین فاثنی علی الله بما هواهله ثم قال امابعدفان اخوانکم هؤلاءجاء ونا تائبین وانی رایت ان ارد الیهم سبیهم فمن احب منکم ان یطیب ذلك فلیفعل ومن احب ان یکون علی حظه حتی نعطیه ایاه من اول ما یفیئ الله علینا فلیفعل فقال الناس طیبنا یا رسول الله لهم فقال لهم انا لا ندری من اذن منکم فیه ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمهم عرفاؤهم ثم رجعواالی النبی ﷺ فاخبروه انهم طیبوا واذنوا وهذاالذی بلغنا من سبی هوازن هذااخرقول الزهری یعنی فهذا الذی بلغنا .....

ترجمہ۔ حضرت مروان بن الحکمؓ اور مسور بن مخرمہؓ دونوں خبر دیتے ہیں جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ھوازن قبیلہ کا وفد مسلمان ہو کر آیا تو انہوں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان کی طرف ان کے قیدی اور ان کا مال واپس کر دیا جائے جس پر آپؐ نے ان سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو اور میرے نزدیک پسندیدہ بات سچی بات ہی ہے۔ پس دو میں سے ایک بات کو چھانٹ لو یا قیدی لے لو یا مال لے لو۔ میں کافی دیر تمہاری انتظار کرتا رہا تم لوگوں نے دیر کر دی۔ اور آنحضرت نبی اکرم ﷺ جب طائف سے واپس تشریف لائے تو دس ۱۰ سے زیادہ کئی راتیں ان کا انتظار فرمایا پس جب ان پر بات کھل گئی کہ جناب نبی اکرم ﷺ ان کی طرف دو میں سے صرف ایک چیز واپس کرنے والے ہیں تو انہوں نے کہا ہم اپنے قیدی واپس لینا پسند کرتے ہیں تو آپؐ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان فرمائی جس کے وہ اہل ہیں بعد ازاں فرمایا کہ حمد وثنا کے بعد بات یہ ہے کہ یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں پس جو شخص تم میں سے خوش دلی کے ساتھ اس کو پسند کرے وہ ایسا کر لے اور جو یہ چاہے کہ فئے کا پہلا پہلا مال جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے گا اس میں سے ہم اس کو حصہ وافر دیں گے تو وہ یوں کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم خوش دلی سے ان کے قیدی انہیں واپس کر دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس طرح ہمیں پتہ نہیں چل سکے گا کہ کس نے خوشی سے اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی۔ لہذا واپس جا کر اپنے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے بعد وہ لوگ آپ کا

معاملہ ہم تک پہنچائیں چنانچہ سب لوگ واپس گئے تو ان کے نمائندوں نے ان سے بات چیت کی واپس آکر انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو خبر دی کہ ان سب لوگوں نے خوشی سے اجازت دے دی ہے۔ پس یہ وہ خبر ہے جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں پہنچی ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آخری قول امام زہریؒ کا ہے۔ یعنی فهذا الذی بلغنا الخ۔

باب من اهدى له هدية وعنده جلساءه فهواحق ويذكرعن ابن عباسؓ ان جلساؤه شركاؤه ولم يصح۔

ترجمہ۔ جس شخص کے پاس ھدیہ لایا جائے اور اس کے پاس کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو وہ شخص ھدیہ کا زیادہ حقدار ہے اور ابن عباسؓ کی طرف سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے اسکے شریک ہیں اور یہ صحیح نہیں ہے۔

حديث (٢٤٢٥) حدثنامحمدبن مقاتل الخ عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ انه اخذسنا فجاء صاحبه يتقاضاه فقال ان لصاحب الحق مقالا ثم قضاه افضل من سنه وقال افضلكم احسنكم قضاء ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک اونٹ قرضہ پر لیا تو قرض خواہ نے آکر سختی سے تقاضا کیا صحابہ کرامؓ نے اسکو سخت سست کہا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ حقدار کو ایسی گفتگو کا حق پہنچتا ہے پھر آپؐ نے اس کو اس کی عمر سے افضل عمر والا اونٹ ادا کر دیا اور فرمایا تم میں سے افضل وہ ہے جو قرضہ کی ادائیگی اچھی طرح کرنے والا ہو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ثم قضاه افضل من سنة یہ زیادتی آپؐ کی طرف سے متقاضی کے لئے ھدیہ تھی جس میں حاضرین میں سے کسی کو آپؐ نے اس میں شریک نہیں فرمایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا چونکہ امام بخاریؒ کا ترجمہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مخالف تھا۔ اس لئے ایک تو کلمہ تمریض یذکر سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ دوسرے لم یصح سے اس کی تائید کر دی۔ کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح نہیں ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ اس باب میں کوئی چیز نبی اکرم ﷺ سے صحیح منقول نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ سے روایت جلساؤ ہ شرکاء ہ مرفوعاً اور موقوفاً مروی ہے۔ لیکن موقوف اصح اسناداً ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کے معنی ہلکی پھلکی معمولی چیزوں میں تو صحیح ہیں لیکن مال کثیر مکانات وغیرہ میں صاحب الھدایا حقدار ہے۔ دیگر لوگ شریک نہیں ہوں گے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی کتاب تشرف میں بیان فرمایا ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر ھدیہ دینے والے کا مقصد ہدیہ میں قوم کو شریک کرنا ہو جیسا کہ عموماً کھانے پینے کی چیزوں میں رواج ہے کہ وہ ادباً شیخ مجلس کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ یا قرائن سے شریک کرنا معلوم ہو جائے۔ تو جلساء شریک ہوں گے ورنہ نہیں۔ اگر ہدیہ دینے کا مقصد معین ذات ہو جیسے کپڑے یا نقدی وغیرہ تو اس میں غیر شریک نہیں ہو گا۔ مھدیٰ الیہ کے لئے مختص ہو گا۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کا واقعہ ہے۔ کہ انہیں نقدی کا ہدیہ دیا گیا۔ تو کہنے والے نے کہا کہ الھدایا مشترکۃ تو امامؒ نے فرمایا کہ الھدایا پر لام عہد کا ہے۔ کھجور اور کشمش وغیرہ معمولی اشیاء مراد ہیں۔ ایسا ایک واقعہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد کا در ثمین میں منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی آپ کو خواب میں ایک روٹی ملی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا الھدایا مشترکۃ ایک ٹکڑا ان کو دیا گیا اس طرح حضرت عمرؓ کے فرمان پر انہیں ایک ٹکڑا دیا گیا۔ جب حضرت عثمانؓ نے فرمایا تو میں نے کہا کہ اگر آپ لوگوں نے اس روٹی کو آپس میں اس طرح تقسیم کر لیا تو مجھ فقیر کے لئے کیا باقی رہے گا اس پر تقسیم رک گئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر اشکال ہو کہ حدیث کو ترجمہ سے کیا مناسبت ہوئی تو کہا جائے گا کہ جب متقاضی کو اس کے حق سے زیادہ دیا گیا تو اس کے لئے ہدیہ ہوا۔ جس میں اور کسی کو شریک نہیں کیا گیا۔ اگر حدیث ابن عباسؓ صحیح بھی ثابت ہو جائے تو اسے عند العلماء ندب پر محمول کیا جائے گا۔

حدیث(۲۴۲۶) حدثنا عبداللہ بن محمد الخ عن ابن عمرؓ انہ کان مع النبی ﷺ فی سفر فکان علی بکر صعب لعمرؓ فکان یتقدم النبی ﷺ فیقول ابوہ یاعبداللہ لایتقدم النبی ﷺ احد فقال لہ النبی ﷺ بعنیہ فقال عمرؓ ھو لک فاشتراہ ثم قال ھو لک یاعبداللہ فاصنع بہ ماشئت

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے اور حضرت عمرؓ کے ایک شوخ نو خیز اونٹ پر سوار تھے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ جس سے ان کے باپ حضرت عمرؓ فرماتے تھے اے عبد اللہ جناب نبی اکرم ﷺ کے آگے کوئی شخص بھی نہیں بڑھ جایا کرتا۔ تو حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے پاس بیچ دو ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آپؐ ہی کے لئے ہے جس کو آپؐ نے خرید فرمایا۔ پھر فرمایا اے عبداللہ! یہ تیرے لئے ہے تمہاری مرضی تم جو سلوک بھی اس کے ساتھ کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ھو لک یا عبداللہ تو اس اونٹ میں آپ ﷺ نے نہ حضرت عمرؓ کو شریک کیا اور نہ ہی کسی اور کو اس میں شریک بنایا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت دو حدیثیں بیان کی ہیں۔ حدیث ابو ہریرۃؓ کی حدیث کی مطابقت گزر چکی ہے ابن عمرؓ کی حدیث میں حدیث ابو ہریرۃؓ میں مال مشاع اور غیر مشاع اور مال کثیر اور قلیل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میرے نزدیک چونکہ ہدیہ شخص معین پر تھا اس لئے اس میں مشارکت نہیں ہو سکتی تھی۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ باب سے

ھدیہ میں عدم مشارکت کو ثابت کرتا ہے جب کہ ھدیہ اور ھبہ میں اتحاد ہو لیکن میرے نزدیک یہ صحیح نہیں اس لئے کہ ھبہ اور ھدیہ میں فرق ہے کہ ھبہ ایک ایسا عقد ہے جس میں ایجاب و قبول اور قبض شرط ہے بخلاف ھدیہ کے اس میں یہ شرط نہیں ہے۔

باب اذاوھب بعیرا الرجل وھوراکبہ فھو جائز

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی کو اونٹ اس حال میں ھبہ کرے جب کہ وہ اس پر سوار ہو تو یہ جائز ہے

حدیث (٢٤٢٧) حدثنا الحمیدی الخ عن ابن عمرؓ قال کنا مع النبی ﷺ فی سفر وکنت علی بکر صعب فقال النبی ﷺ لعمرؓ بعینہ فابتاعہ فقال النبی ﷺ ھولک یاعبداللہ..

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے اور میں ایک شوخ اونٹ پر سوار تھا۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے پاس بیچ دو۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بیچ دیا۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! وہ تیرے ہی لئے ہے

تشریح از قاسمیؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان حضرات کا مستدل ہے جو افتراق بالکلام کے قائل ہیں۔ افتراق بدن کو ضروری نہیں سمجھتے۔ دیکھئے جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ کے اونٹ کو اسی وقت ابن عمرؓ کو ہبہ کر دیا تفرق بالابدان نہیں ہوا۔ دوسرا مسئلہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل اداء ثمن مبیع میں مشتری کو تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ جیسے آپؐ نے قبل الاداء ھبہ کر دیا۔

باب ھدیۃ مایکرہ لبسھا

ترجمہ۔ جس چیز کا پہننا مکروہ سمجھا جاتا ہو اسے ہدیہ کرنا

حدیث (٢٤٢٨) حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ الخ عن عبداللہ بن عمرؓ قال رای عمربن الخطاب حلۃ سیراء عند باب المسجد فقال یارسول اللہ لواشتریتھا فلبستھا یوم الجمعۃ وللوفد قال انما یلبسھا من لا خلاق لہ فی الاخرۃ ثم جاءت حلل فاعطی رسول اللہ ﷺ عمرؓ منھا حلۃ وقال اکسوتنیھا وقلت فی حلۃ عطارد ماقلت فقال

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مسجد کے دروازہ کے پاس ایک خالص ریشمی جوڑا بکتے دیکھا کہنے لگے یارسول اللہ! کیا ہی اچھا ہو تا کہ میں اس کو خرید لیتا تاکہ آپؐ اسے جمعہ کے دن اور وفد کے آنے کے موقعہ پر پہن لیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسے جوڑے کو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر کچھ اور جوڑے آئے۔ جن میں سے ایک جوڑا آپؐ نے حضرت عمرؓ کو دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا یہ خلعت آپؐ مجھے عنایت فرمارہے ہیں۔

انی لم اکسکہا لتلبسہا فکسا عمرؓ اخاله بمکة مشرکا....

حالانکہ آپؐ نے عطارد کے حلہ میں تو سخت وعید سنائی تھی آپؐ نے فرمایا کہ میں نے خلعت تم کو اس لئے نہیں دی کہ تم اسے خود پہنو تو حضرت عمرؓ نے یہ خلعت اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

حدیث(۲۴۲۹)حدثنامحمدبن جعفر الخ **عن ابن عمرؓ قال اتی النبی ﷺ بیت فاطمة فلم یدخل علیها وجاء علی فذکرت له ذلك فذکره للنبی ﷺ قال انی رایت علی بابها ستراً موشیا فقال مالی وللدنیا فاتاها علی فذکر ذلك لها فقالت لیا مرنی فیه بما شاء قال ترسل به الی فلان اهل بیت بهم حاجة ......**

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے۔ لیکن اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت علیؓ جب آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے ذکر کیا۔ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے ذکر فرمایا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے ان کے دروازے پر دھاری دار پردہ دیکھا تو آپؐ نے فرمایا مجھے اس دنیا سے کیا غرض ہے پس حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ کو یہ واقعہ سنایا تو وہ فرمانے لگیں کہ اس بارے میں آپ مجھے جو حکم فرمائیں اس پر عمل ہو گا۔ آپ نے فرمایا فلاں گھر والوں کے پاس بھیج دو جن کو اس کی ضرورت ہے۔

حدیث(۲۴۳۰)حدثناحجاج بن منها ل الخ **عن علیؓ قال اهدی الی النبی ﷺ حلة سیراء فلبستها فرایت الغضب فی وجهه فشققتها بین نسائی ......**

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک ریشمی جوڑا میرے پاس ھدیہ کے طور پر بھیجا۔ جسے میں نے پہن لیا۔ تو آپؐ کے چہرہ انور سے ناراضگی اور غصہ کو محسوس کیا پس میں نے اسے اپنے گھر کی عورتوں میں چیر کر تقسیم کر دیا۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u>۔ یکسرہ لبسه یا اس سے وہ لباس مراد ہے جس کا پہننا مطلقاً مکروہ ہے جیسے تصویری نقش و نگار والا یا خاص لباس مردوں والا مراد ہے۔ جیسے ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے۔ اس کا ہدیہ لینا جائز ہے کیونکہ پہننے کے علاوہ اور طریقہ سے اس سے نفع حاصل کیا جائے جیسے عورتوں میں بانٹا جائے۔ یا مشرک بھائی کو دیا جائے۔

<u>تشریح از شیخ زکریاؒ</u>۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ کراہۃ عامہ مراد ہے۔ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو جس لباس کا پہننا نا جائز ہو اس کا ہدیہ جائز ہے۔ کیونکہ اس کا مالک اس میں تصرفات کر سکتا ہے۔ بیع ھبه ان لوگوں کے لئے ہے جن کے لئے ایسا لباس پہننا جائز ہے۔

جیسے عورتوں کے لئے۔ اور ترجمہ سے اس طرف بھی اشارہ ہوا کہ جن چیزوں کا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے استعمال ناجائز ہو۔ اس کا ہدیہ ممنوع ہے۔ جیسے سونے چاندی کے برتن۔ لیکن شیخ گنگوہیؒ نے توجیہ بیان فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ جو مسلک احنافؒ اور شوافعؒ کے موافق ہے۔ البتہ حافظؒ کی توجیہ مسلک شوافعؒ کے خلاف ہوگی۔ کیونکہ ان کے نزدیک سونے چاندی کے برتن بنانا تو جائز ہے، ان کا استعمال جائز نہیں ہے تو تحریم استعمال سے تحریم اتخاذ لازم نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک جس چیز کا استعمال ناجائز ہے۔ اس کا بنانا بھی حرام ہے جیسے گانے بجانے کے آلات کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ اور بنانا بھی ناجائز ہے۔ چونکہ ریشمی کپڑوں کا استعمال عورتوں کے لئے جائز ہے۔ اس لئے ان کی تجارت بھی جائز ہوگی۔ تو دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔ پس سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال اکثر علماء کے نزدیک حرام ہے۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔ کیونکہ نہی تشبه بالاعاجم سے ہے۔ جو حرمت کی متقاضی نہیں ہے۔ اور میرے نزدیک شیخؒ کے کلام کی تائید حدیث باب کرتی ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو مکہ میں ریشمی لباس کا ہدیہ بھیجا تھا۔ اس طرح برتنوں کا ہدیہ کرنا بھی جائز ہوگا۔

باب قبول الهدية من المشركين

ترجمہ۔ مشرکوں کی طرف سے ہدیہ قبول کرنا

وقال ابوهريرةؓ عن النبی ﷺ هاجر ابراهیم علیه السلام بسارة فدخل قرية فيهاملك اوجبا ر فقال اعطوها اجرواهديت للنبی ﷺ شاة فيها سم وقال ابوحميد اهدى ملك ايلة للنبی ﷺ بغلة بيضاء وكساه برداً وكتب بيحرهم .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہؓ کے ہمراہ ہجرت فرمائی تو ایک آبادی میں داخل ہوئے۔ جس میں ایک بادشاہ تھا یا جابر تھا تو اس نے بی بی سارہؓ کو آجر یا ہاجرہ عطا کی۔ اور نبی اکرم ﷺ کو ایک ایسی بکری ہدیہ دی گئی جس میں زہر تھا۔ اور ابوحمید فرماتے ہیں کہ ایلہ کے بادشاہ نے جناب نبی اکرم ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پر دیا۔ جس کو آنحضرت ﷺ نے چادروں کا لباس پہنایا۔ اور آپؐ نے اس کو اس علاقہ کی حکومت لکھ دی۔

حديث (۲۴۳۱) حدثنا عبدالله بن محمد الخ حدثنا انس قال اهدى للنبی ﷺ جبة سندس وكان ينهى عن الحرير فعجب الناس منها فقال والذی محمد بيده لمناديل سعد بن معاذ فی الجنة

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو دبیز ریشم کا ایک جبہ ہدیہ میں دیا گیا۔ اور آپؐ ریشم کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔ لوگوں کو اس جبہ کی خوب صورتی سے تعجب ہوا جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی

احسن من هذا وقال سعید عن قتادة عن انس ان کیدر دومة اهدی الی النبی ﷺ .....

جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ کے جنت کے رومال اس سے بہت اچھے ہیں۔ دوسری سند سے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دو متہ مقام کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک الکندی نصرانی نے یہ ہدیہ جناب نبی اکرم ﷺ کو دیا تھا۔

حدیث (۲۴۳۲) حدثنا عبدالله بن عبدالوهاب الخ عن انس بن مالکؓ ان یهودیة اتت النبی ﷺ بشاة مسمومة فاکل منها فجیئ بها فقیل الا نقتلها قال فما زلت اعرفها فی لهوات رسول الله ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے آنحضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس بکری کا زہر ملا ہوا گوشت لائی۔ جس میں سے آپؐ نے کچھ کھا لیا پس اس عورت کو آپؐ کے پاس لایا گیا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ اس عورت کو قتل نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ رسول اللہ کے تالو یا کوے میں اس زہر کے اثرات کو برابر محسوس کرتا رہا۔

حدیث (۲۴۳۳) حدثنا ابو النعمان الخ عن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ قال کنا مع النبی ﷺ ثلثین ومائة فقال النبی ﷺ هل مع احد منکم طعام فاذا مع رجل صاع من طعام او نحوه فعجن ثم جاء رجل مشرك مشعان طویل بغنم یسوقها فقال النبی ﷺ بیعا ام عطیة او قال ام هبة قال لا بل بیع فاشتری منه شاة فصنعت وامر النبی ﷺ بسواد البطن ان یشوی وایم الله ما فی الثلثین والمائة الا قد حز النبی ﷺ حزة من سواد بطنها ان کان شاهداً اعطاها ایاه وان کان غائباً خبأله فجعل منها قصعتین فاکلوا اجمعون وشبعنا ففضلت القصعتان فحملناه علی البعیر او کما قال.

ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہم ایک سو تیس ۱۳۰ آدمی تھے جناب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس غلہ ہے تو اتفاق سے ایک آدمی کے پاس ایک صاع یا اس کے برابر غلہ موجود تھا۔ پس اسے پیس کر گوندھا گیا پھر ایک پراگندہ بال مشرک لمبے قد والا بکریوں کو ہانکتا ہوا آگیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا یہ بکریاں بیچنے کے لئے ہیں۔ بخشش ہیں یا کسی کا ہدیہ ہیں اس نے کہا نہیں بلکہ یہ بیچنے کے لئے ہیں تو آپؐ نے اس ریوڑ میں سے ایک بکری خرید لی جسے ذبح کیا گیا آپؐ نے کلیجی وغیرہ کے متعلق حکم دیا کہ انہیں بھونا جائے۔ اللہ کی قسم! جناب نبی اکرم ﷺ نے ان ایک سو تیس ۱۳۰ آدمیوں کے درمیان اس گوشت میں ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا جو موجود تھا اسے دے دیا گیا جو موجود نہیں تھا اس کا حصہ چھپا کر رکھ دیا گیا پس اس میں سے

ثرید کے دو طباق تیار کئے گئے۔ سب نے اس کو کھایا ہم نے خوب پیٹ بھر کر کھایا لیکن وہ دونوں طباق بچ رہے۔ جس طعام کو ہم لوگ اونٹ پر اٹھا کر لے آئے جیسے راوی نے فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ مشرک کا ہدیہ قبول کرنا جو ممنوع ہے وہ ہے جو دوستی اور محبت بڑھانا مقصود ہو مطلق منع نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ کتاب المغازی میں جو عامر بن مالک کی روایت ہے کہ وہ آپؐ کے پاس ھدیہ لے کر آئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ انی لا اقبل هدية مشرك الخ کہ میں مشرک کا ھدیہ قبول نہیں کرتا اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس طرح ایک اور حدیث میں ہے انی نهيت عن هدية المشركين کہ مشرکین کے ھدیہ سے مجھے روکا گیا ہے تو مصنفؒ نے چند احادیث ذکر کر کے اس کا جواز ثابت فرمایا اور بعض حضرات نے ان احادیث میں تطبیق یوں بیان فرمائی ہے کہ جس ھدیہ مشرک سے دوستی بڑھانا مقصود ہو وہ تو جائز نہیں جس مشرک کے اسلام کی امید ہو اس کا ھدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اور بعض نے نسخ کا قول کیا ہے۔ بہر حال آنحضرت ﷺ نے بہت سے مشرکین کے ہدایا قبول فرمائے ہیں جن کو علامہ عینیؒ نے نقل فرمایا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مناديل سعد بن معاذؓ تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو حضرت سعدؓ کا جنت میں مقام بتانا ہے کہ جنت کا ادنیٰ کپڑا ان جوڑوں سے بہتر ہے۔ یا حضرت سعدؓ کے کپڑے اس رنگ کی جنس میں سے تھے۔ یا اس لئے کہ تعجب کرنے والے انصار تھے تو فرمایا تمہارے سردار کے کپڑے اس سے بہتر ہوں گے یا حضرت سعدؓ ایسے کپڑوں کو پسند کرتے تھے۔ دو مه تبوک کے قریب ایک ریاست کا نام ہے۔ حزة گوشت کا ٹکڑا۔ اس حدیث میں آپؐ کے دو معجزے ہیں ایک تو سواد بطن کا وسیع ہونا جو اتنے آدمیوں کو کافی ہو گیا۔ دوسرا اصاع آٹے کا اور ایک بکری کے گوشت کا کثیر ہونا جس سے سب لوگ سیر ہو گئے۔

باب الهدية للمشركين

ترجمہ۔ مشرکین کو ہدیہ دینا

وقول الله عزوجل لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله لايحب المقسطين

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے اور ان کے ساتھ عدل وانصاف کرنے سے نہیں روکتے جنہوں نے دین کی وجہ سے تمہارے ساتھ لڑائی نہیں کی اور نہ ہی تم کو تمہارے گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا۔

حديث (۲۴۳۴) حدثنا خالد بن مخلد الخ عن ابن عمرؓ قال راى عمرؓ حلة على رجل تباع فقال

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کے پاس ایک خوب صورت جوڑا دیکھا جو بک رہا تھا

للنبی ﷺ ابتع هذه الحلة تلبسها یوم الجمعة واذا جاء ك الوفد فقال انما یلبس هذا من لا خلاق له فی الاخرة فاتی رسول الله ﷺ منها بحلل فارسل الی عمرؓ منها بحلة فقال عمرؓ کیف البسها وقد قلت فیها ما قلت قال انی لم اکسکها لتلبسها تبیعها او تکسوها فارسل بها عمرؓ الی اخ له من اهل مکة قبل ان یسلم .....

حضرت عمرؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ اس جوڑے کو خرید کر لیں تاکہ آپؐ اسے جمعہ کے دن پہن لیں یا جب کوئی وفد آپؐ کے پاس آئے تو اس وقت پہنیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسے جوڑوں کو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو پھر ان میں سے کچھ جوڑے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے آپؐ نے اس میں سے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت میں اس کو کیسے پہن سکتا ہوں جب کہ اس کے بارے میں آپؐ وعید بیان فرما چکے ہیں آپؐ نے فرمایا یہ جوڑا میں نے آپ کو اس لئے عطا نہیں کیا کہ آپ اسے پہن لیں بلکہ اس کو بیچ کر کام میں لائیں۔ یا کسی اور کو عطیہ کر دیں پس حضرت عمرؓ نے اسے اپنے ایک بھائی کی طرف بھیج دیا جو اہل مکہ میں تھا اور ابھی اسلام نہیں لایا تھا۔

حدیث (۲۴۳۵) حدثنا عبید بن اسمعیل الخ عن اسماء بنت ابی بکرؓ قالت قدمت علی امی وهی مشرکة فی عهد رسول الله ﷺ فاستفتیت رسول الله ﷺ قلت وهی راغبة افاصل امی قال نعم صلی امك .....

ترجمہ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ میری والدہ جو مشرکہ تھی جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئی تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ میری والدہ اسلام میں رغبت رکھنے والی ہے۔ کیا میں اس سے بہتر سلوک کر سکتی ہوں آپؐ نے فرمایا ہاں ضرور اپنی ماں سے بہتر سلوک کرو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ باب کی ان دونوں احادیث سے مشرکین سے بہتر سلوک اور ہدیہ دینا ثابت ہوا۔ حضرت عمرؓ کے سوتیلے بھائی کا نام عثمان بن حکیم تھا اور ان کی ماں کا نام ختمة بنت ہاشم بن مغیرہ تھا جو ابو جہل کے چچا کی بیٹی تھی۔ وھی راغبة کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اسلام سے اعراض کرنے والی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافرہ ماں کے ساتھ اس طرح سلوک کرنا چاہیئے جس طرح مسلمہ سے کیا جاتا ہے۔

باب لا یحل لاحد ان یرجع فی هبته وصدقته

ترجمہ۔ کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے ہدیہ یا صدقہ کو واپس کرے

حدیث (۲۴۳۶) حدثنا مسلم بن ابراهیم الخ عن ابن عباسؓ قال قال النبی ﷺ العائد فی هبته کالعائد فی قیئه ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے میں عود کرنے والا ہو۔

حدیث (۲۴۳۷) حدثنا عبدالرحمن بن المبارك الخ عن ابن عباسؓ قال قال النبی ﷺ لیس لنا مثل السوء الذی یعود فی هبته کالکلب یرجع فی قیئه ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے یہ بری مثال نہیں ہونی چاہئے کہ جو شخص اپنے ھبہ میں رجوع کرتا ہے۔ وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے میں عود کرتا ہے۔

حدیث (۲۴۳۸) حدثنا یحیی بن قزعة الخ عن ابن عمرؓ قال سمعت عمربن الخطابؓ یقول حملت علی فرس لی فی سبیل الله فاضاعه الذی کان عنده فاردت ان اشتریه منه وظننت انه بائعه برخص فسالت عن ذلك النبی ﷺ فقال لاتشتره وا ن اعطاکه بدرهم واحد فان العائد فی صدقته کالکلب یعود فی قیئه ......

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے کسی مسلمان غریب کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک گھوڑا دیا جس نے اس کو ضائع کردیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اس سے اسے خرید کرلوں۔ میرا گمان تھا کہ وہ اس کو سستے نرخ پر بیچ دیگا جس کے بارے میں میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اسے مت خریدو اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے ہی کیوں نہ دے دے۔ اس لئے کہ اپنے صدقہ کے اندر رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کے اندر عود کرتا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ آپؐ نے گھوڑے کے خرید کرنے سے اس لئے منع فرمادیا کہ بائع کی طرف سے تھوڑی سی سہولت مبیع کے بعض اجزاء کے اندر عود کرنے کے مترادف ہے اس لئے آپؐ نے اس کا نام عود فی الھبه رکھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حدیث کے الفاظ انه بائعه برخص دال ہیں کہ بائع کی طرف سے کچھ نہ کچھ سہولت ضرور ہوگی وان اعطاکه بدرهم سے واضح ہوا کہ بائع اس کا مالک ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ملک کردیا تھا وقف نہیں تھا اور نہ وقف کا بیچنا کیسے جائز ہوگا اور تملیک پر العائد فی هبة کے الفاظ بھی دلالت کرتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے وقف مراد نہیں ہے

باب

حدیث(۲۴۳۹)حدثنا ابراهیم بن موسی الخ
اخبرنی عبداللہ بن عبید الله بن ابی ملیکة ان بنی صهیب مولی ابن جدعان ادعوا بیتین وحجرة ان رسول الله ﷺ اعطی ذلك صهیبا فقال مروان من یشهد لکما علی ذلك قالوا ابن عمرؓ فدعاه فشهد لاعطی رسول الله ﷺ صهیبا بیتین وحجرة فقضی مروان بشهادته لهم ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عبیداللہؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت صہیبؓ جو ابن جدعان کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے بیٹوں نے دعویٰ کیا کہ دو گھر ایک حجرہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صہیبؓ کو دیا تھا۔ مروان حاکم مدینہ نے کہا کہ تمہارے لئے اس بات پر کون گواہی دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابن عمرؓ گواہی دے گا چنانچہ انہیں بلایا پس گواہی دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بیشک جناب رسول اللہ ﷺ نے دو گھر اور ایک حجرہ حضرت صہیبؓ کو عطا فرمایا تھا۔ جن کی شہادت پر مروان نے حضرت صہیبؓ کی اولاد کے لئے فیصلہ کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یہاں کسی کا کسی پر دعویٰ نہیں تھا کہ اشکال پیدا ہو کہ ایک گواہ سے مقدمہ کا فیصلہ کیسے ہوا۔ بلکہ یہاں تو صرف حقیقت حال معلوم کرنا تھا۔ جس کا اظہار ہو گیا۔ یا ممکن ہے دوسرا گواہ بھی پیش کیا ہو۔ اس باب میں اس روایت کو محض اسلئے لایا گیا ہے کہ اس میں حضرت صہیبؓ پر صدقہ اور ھبہ کا ذکر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس سے ایک اختلافی مشہور مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ آیا ایک گواہ اور قسم سے کسی مقدمہ کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ جس کی مفصل بحث کتاب الشهادت میں آئے گی۔ اور لاعطی کا لام مفتوح جواب قسم کے لئے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ شاہد کے ساتھ قسم بھی تھی۔ یا خبر کو شہادت سے تعبیر کیا گیا۔ اور خبر عموماً مؤکد بالقسم ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ منکر بھی نہ ہو مروان کا فیصلہ بھی اس کے خبر ہونے پر دال ہے۔ ورنہ وہ نصاب شہادت پورا کرتا۔ امام بخاریؒ نے یہ باب بلا ترجمہ ذکر فرمایا۔ جس کو من وجہ باب سابق سے مناسبت ہوتی ہے۔ یہاں مناسبت یوں ہے کہ جب جناب نبی اکرم ﷺ کا عطیہ ثابت ہو گیا تو صحابہ کرامؓ نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا آپؐ نے رجوع فرمایا یا نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہبہ میں رجوع کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اور تیسرا قول یہ بھی ہے کہ موہوب لہ جب مر جائے تو تمام علماء کے نزدیک اس میں بالکل رجوع نہیں ہو سکتا۔

باب ماقیل فی العمری والرقبی

اعمرته الدار فهی عمری جعلتها له
استعمر کم فیها جعلکم عماراً

ترجمہ۔ عمریٰ اور رقبیٰ کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے میں نے اسے مکان عمریٰ پر دے دیا تو یہ عمریٰ میں نے اسلئے کیا ہے۔ استعمر کم فیها تم کو اعمار بنا دیا۔

حدیث (۲۳۴۰) حدثناابونعیم الخ عن جابر قال قضی النبی ﷺ بالعمریٰ انها لم وهبت له ......

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عمریٰ کے بارے میں اس شخص کے لئے فیصلہ کیا جس کے لئے ھبہ کیا جاتا ہے۔

حدیث (۲۳۴۱) حدثناحفص بن عمرؒ الخ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال العمری جائزة وقال عطاء حدثنی جابر عن النبی ﷺ نحوه ..

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ العمریٰ جائز ہے۔ حضرت جابرؓ نے بھی آپؐ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عمریٰ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہے اعمرتك داری یعنی تیری عمر کی مدت تک میں نے اسے تیرے لئے کر دیا۔ ان الفاظ کے بعد جب قبضہ بھی دے دیا جائے تو یہ اس دار کا مالک بنا دینا ہے۔ اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ھبہ رکھا چنانچہ آپؐ نے فرمایا۔ انما هی لمن وهبت له امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص تاحیات اس کے منافع کا مستحق ہوگا۔ اس کے رقبہ کا مالک نہ ہوگا پس جب وہ مرجائے گا تو رقبہ معمر کی طرف واپس ہوگا اور رقبیٰ یہ ہے کہ کہے ارقبتك داری اور دیتے وقت یہ کہے کہ اگر میں تیرے سے پہلے مرگیا تو وہ دار تیرا ہے اگر تو میرے سے پہلے مرگیا تو وہ دار میرے ملک رہے گا اس کا حکم بھی ھبہ کا ہے۔ اور شرط لغو جائے گی۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ رقبیٰ کا انکار فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔

باب من استعار من الناس الفرس والدابة وغيرها۔

ترجمہ۔ جس شخص نے لوگوں سے گھوڑا یا اونٹ وغیرہ عاریت پر لیا۔

حدیث (۲۴۴۲) حدثناادم الخ سمعت انساً یقول کان فزع بالمدینة فستعار النبی ﷺ فرسامن ابی طلحةؓ یقال له المندوب رکب فلما رجع قال مارأینا من شئ وان وجد نا ہ لبحراً ...

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں کچھ گھبراہٹ پیدا ہوئی تو جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ سے ایک گھوڑا عاریت پر مانگا جس کو مندوب کہا جاتا تھا۔ پس آپؐ اس پر سوار ہوئے جب واپس تشریف لائے تو فرمایا ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا اور بے شک ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا۔ اصمعی فرماتے ہیں کہ گھوڑے کو بحر اس وقت کہتے ہیں جبکہ اس کی دوڑ وسیع ہو یا اس کی دوڑ ختم نہیں ہوتی جیسے سمندر ختم نہیں ہوتا۔

باب الاستعارة للعروس عند البناء

ترجمہ۔ شبِ زفاف میں دلہن کیلئے کوئی چیز عاریت پر لینا

حدیث(۲۴۴۳)حدثنا ابو نعیم الخ حدثنی ابی دخلت علی عائشةؓ وعلیها درع قطرٍ ثمن خمسة دراهم فقالت ارفع بصرك الی جاریتی انظر الیها فانها تزهی ان تلبسه فی البیت وقد کان لی منهن درع علی عهد رسول اللهﷺ فما کانت امراۃ تقین بالمدینة الا ارسلت الی تستعیرہ . . . .

ترجمہ۔ میرے باپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ ان پر قطر یمن کی قمیص تھی جس کی قیمت پانچ درہم ہو گی۔ مجھے انہوں نے فرمایا کہ میری باندی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو میں نے اس کو دیکھا تو گھر کے اندر پوشاک پہن کر خوب مٹک رہی تھی۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان قمیصوں میں سے ایک قمیص تھی پس جو عورت بھی مدینہ منورہ میں زیب و زینت سے سجائی جاتی تو وہ میرے پاس پیغام بھیج کر اس قمیص کو عاریت پر منگوالیتی تھی۔

باب فضل المنیحة

ترجمہ۔ دودھ والے جانور کو عاریۃ پر دینے کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث(۲۴۴۴)حدثنا یحیی بن بکیر الخ عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال نعم المنیحة اللقحة الصفی منحة والشاۃ الصفی منحة والشاۃ الصفی تغدو باناء وتروح باناءٍ . . .

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین عطیہ وہ زیادہ دودھ دینے والی عمدہ اونٹنی ہے یا وہ بکری ہے جو عمدہ کثیر دودھ دینے والی ہو کہ صبح کو بھی برتن بھر کر دے اور شام کو بھی برتن بھر دے۔

حدیث(۲۴۴۵)حدثنا عبدالله بن یوسف الخ عن انس بن مالكؓ قال لما قدم المهاجرین المدینة من مکة ولیس بایدهم یعنی شیئا وکانت الانصار اهل الارض والعقار فقاسمهم الانصار علی ان یعطوهم ثمار اموالهم کل عام ویکفوهم العمل والمؤنة وکانت امه ام انسؓ ام سلیم کانت ام عبدالله بن ابی طلحةؓ فکانت اعطت ام انسؓ

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین حضرات مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے ہاتھوں میں کوئی مال وغیرہ نہیں تھا اور انصار مدینہ زمین اور جائیدادوں کے مالک تھے۔ تو انصار نے اپنے اموال مہاجرین میں اس شرط پر تقسیم کر دیئے کہ وہ ان کو اپنے اموال کے منافع میں سے انہیں ہر سال دیا کریں گے۔ اور انصار ان کی ساخت پرداخت کے ذمہ وار ہوں گے۔ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت امّ سلیمؓ تھیں جو ابو طلحہ کے بیٹے عبداللہ کی والدہ بھی تھیں۔

رسول الله ﷺ عذاقاً فاعطاهن النبی ﷺ ام ایمن مولاته ام اسامة بن زید قال ابن شهاب فاخبرنی انس بن مالکؓ ان النبی ﷺ لما فرغ من قتل اهل خیبر فانصرف الی المدینة ردّ المهاجرون الی الانصار منائحهم التی کانوا منحوهم من ثمارهم فرد النبی ﷺ الی امه عذاقها واعطی رسول الله ﷺ ام ایمن مکانهن من حائطه وقال احمدبن شبیب وعن یونس بهذ وقال مکانهن من خالصه ......

انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کچھ کھجوریں دی تھیں۔ جو آپؐ نے اپنی آزاد کردہ باندی امّ ایمنؓ کو دے دی تھیں حضرت امّ ایمنؓ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی والدہ تھیں۔ ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ انسؓ نے مجھے خبر دی کہ جناب نبی اکرم ﷺ جب خیبر والوں کے قتل وقتال سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے عطایا واپس کردیئے۔ جن کے منافع انہوں نے ان کو ھبہ کئے تھے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی حضرت انسؓ کی والدہ کو ان کی کھجوریں واپس کردیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ایمنؓ کو ان کی بجائے اپنے باغ میں سے عطیہ فرمایا۔ یونس نے اس کو اس طرح بیان کیا کہ ان کی بجائے اپنے خالص مال میں سے عطا فرمایا۔

حدیث (۲۴۴۶) حدثنامسدد الخ عن ابی کبشة السلولی سمعت عبدالله بن عمروؓ یقول قال رسول الله ﷺ اربعون خصلة اعلاهن منیحة العنز مامن عامل یعمل بخصلة منه رجاء ثوابها وتصدیق موعودها الا ادخله الله بها الجنه قال حسان فعددنا مادون منیحة العنز من ردّالسلام وتشمیت العاطس واماطة الاذی عن الطریق ونحوه فماستطعناان تبلغ خمس عشرة خصلة ....

ترجمہ۔ حضرت ابوکبشہ سلولی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چالیس خصلتیں ہیں جن میں اعلیٰ درجہ کی وہ دودھ والی بکری ہے جس کا عطیہ کیا جائے جو شخص بھی ان خصائل میں سے کسی ایک خصلت پر عمل کرے گا بشرطیکہ وہ اس سے ثواب کی امید رکھتا ہو اور جو اس خصلت پر وعدہ کیا گیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے جنت میں داخل کریں گے حضرت حسانؒ فرماتے ہیں کہ دودھ والی بکری جس کا دودھ ہبہ کیا جائے اس سے کم درجہ کی سلام کا جواب دینا چھینک دینے والے کو یرحمك الله سے جواب دینا اور عام راستہ سے موذی چیز کا ہٹانا اور اس طرح کی اور چیزیں بھی ہیں پس ہم تو ان میں سے پندرہ تک بھی نہیں پہنچ سکے۔

حدیث (۲۴۴۷) حدثنامحمد بن یوسف الخ

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے میں سے بہت سے

عن جابرؓ قال کانت لرجال منا فضول ارضین فقالوا نؤاجرها بالثلث والربع والنصف فقال النبی ﷺ من کانت له ارض فلیزرعها اولیمنحها اخاه فان ابی فلیمسك ارضه وقال محمد بن یوسف الخ حدثنی ابوسعید قال جاء اعرابی الی النبی ﷺ فساله عن الهجرة فقال ویحك ان الهجرة شانها شدید فهل لك من ابل قال نعم قال فتعطی صدقتها قال نعم قال فهل تمنح منها شیئاً قال نعم قال فتحلبها یوم وردها قال نعم قال فاعمل من وراء البحار فان الله لن یترك من عملك شیئاً .....

آدمیوں کے پاس فالتو زمین تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اسے تہائی یا چوتھائی یا آدھے حصہ کے لئے بٹائی پر دیں گے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو پس یا تو وہ خود اسے کاشت کرے۔ یا کسی اپنے بھائی کو عطیہ کردے۔ اگر اس سے انکار کرے تو اپنی زمین کو روکے رکھے۔ دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وطن چھوڑنے کے بارے میں پوچھنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہجرت کا معاملہ بہت دشوار ہے۔ پس کیا تمہارے اونٹ ہیں۔ اس نے ہاں میں جواب دیا پھر پوچھا کہ اس کی زکوۃ بھی دیتے رہتے ہو۔ اس نے ہاں میں جواب دیا پھر پوچھا کیا اس کے دودھ کا عطیہ بھی دیا کرتے ہو اس نے ہاں میں جواب دیا۔ پھر پوچھا جب اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے گھاٹ پر لے جاتے ہو تو کیا اس دن دودھ دوہ کر فقراء میں تقسیم کرتے رہتے ہو اس کا جواب بھی اس نے ہاں میں دیا۔ فرمایا جب یہ تمہارا حال ہے تو اپنی زمین کو لازم پکڑو اگرچہ وہ شہروں اور بستیوں سے گزر کر سمندر پار بھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے عمل میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کریں گے۔

حدیث (۲۴۴۸) حدثنا محمد بن بشار الخ عن طاؤس حدثنی اعلمهم بذالك یعنی ابن عباسؓ ان النبی ﷺ خرج الی ارض تهتز زرعا فقال لمن هذه فقالوا اکتراها فلان فقال اما انه لو منحها ایاه کان خیرا له من ان یاخذ علیها اجرا معلوما .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایسی زمین کی طرف تشریف لے گئے جو کھیتی لہرا رہی تھی آپؐ نے پوچھا یہ کس کی زمین ہے لوگوں نے بتلایا کہ فلاں شخص نے اسے اجارہ پر دیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو عطیہ کے طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے دے دیتے تو اس زمین پر معلوم اجرت لینے سے بہتر ہوتا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ما استطعنا ان تبلغ خمس عشرة الخ یہ اس لئے کہ نہ تو تم نے خاص طور پر ان کی طرف توجہ کی اور نہ ہی فوری طور پر ان کا استحضار ہوا کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی ان سب کو نہیں جانتا تھا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو تو ان چالیس خصائل کا علم تھا مگر آپؐ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ان کو ذکر نہیں فرمایا لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ ابواب البر میں سے ہے جن کی تعداد چالیس سے بھی زیادہ ہے چنانچہ بعض حضرات نے ان کو شمار کیا ہے۔ کارکن کی امداد کرنا۔ مسلمان کی پردہ پوشی کرنا۔ اس کی آبرو سے مدافعت کرنا۔ مجلس میں وسعت پیدا کرنا۔ خیر کا بتلانا اچھا کلام کرنا۔ پودا لگانا۔ کھیتی باڑی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ البتہ احسن بات یہ ہے کہ جن اشیاء کو آپ نبی اکرم ﷺ نے مبہم رکھا ہے ہمیں بھی انہیں مبہم رکھنا چاہیئے تاکہ کوئی حقیر نہ سمجھے۔

باب اذاقال اخدمتك هذه الجارية

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی سے کہے کہ یہ باندی میں نے تجھے خدمت کے لئے دے دی

علی مايتعارف الناس فهوجائزوقال بعض الناس هذه عاريةوان قال كسوتك هذا الثوب فهو هبة .....

ترجمہ۔ جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے تو یہ جائز ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ عاریت ہے ھبہ نہیں ہے اور اگر یہ کہے کہ یہ کپڑا میں نے تجھے پہنایا تو یہ ھبہ ہے۔

حديث(۲۴۴۹)حدثناابو اليمان الخ عن ابی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال هاجر ابراهيم بسارةفاعطوهااجرفرجعت فقالت اشعرت ان الله كبت الكافرواخدم وليدةوقال ابن سيرين عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ فاخدمها هاجر .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے بی بی سارہ کو لے کر ہجرت فرمائی تو مصر والوں نے انہیں آجر دے دی پس وہ واپس آکر فرمانے لگیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو نامراد و ذلیل کیا اور ایک باندی خدمت کے لئے عطا فرمائی ابن سیرینؒ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں جو آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس بادشاہ نے ان کو خدمت کے لئے بی بی ہاجرہ دے دی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال بعض الناس هذه عارية اور یہ معلوم ہے کہ امام بخاریؒ نے خود ترجمہ میں اقرار کیا ہے کہ احکام کا دارومدار عرف پر ہے۔ تو حضرت امام ابو حنیفہؒ پر امام بخاریؒ کا اعتراض وارد نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے عرف کے مطابق حکم بیان کیا ہے۔ اور کسوۃ کا لفظ عرف میں ھبہ کے لئے مستعمل ہے۔ تو پہلے عاریۃ ہوگا۔ دوسرا ھبہ ہوگا۔ یہی عرف کا تقاضا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ قال بعض الناس سے امام بخاریؒ کا مقصد حضرات حنفیہؒ پر رد کرنا ہے۔

واقعی کتاب الزکوۃ میں رکاز کے مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ پر رد کیا ہے۔ لیکن یہ قول کلیہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس جگہ جو مسئلہ زیر بحث ہے بقول حافظ ابن حجرؒ مسئلہ اجماعیہ ہے۔ جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ چنانچہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ کسی نے کہا اخدمتك هذه الجاریه کہ میں نے یہ باندی خدمت کے لئے دی ہے۔ تو اس سے تملیک رقبہ ضروری نہیں۔ بلکہ بغیر تملیک کے بھی اس سے خدمت لی جاسکتی ہے۔ جیسے کسی مکان میں سکونت اختیار کرنے سے اس سے تملیک لازم نہیں۔ اس طرح خدمت سے بھی تملیک لازم نہیں ہوگی۔ تو امام بخاریؒ کا اخدمها هاجر سے ھبہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ اس قصہ سے ھبہ فاعطوها هاجر کے جملہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور کسوتك هذاالثوب کہ میں نے تجھے یہ کپڑا پہنادیا۔ اس کے ھبہ ہونے میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ کفارہ کے بارے میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اطعام عشرة مساكين اوكسوتهم یعنی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اور انہیں پوشاک پہنانا۔ اس میں سب علماء فرماتے ہیں کہ طعام کی طرح پوشاک کی بھی تملیک شرط ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ غالباً امام بخاریؒ بھی دونوں مسئلوں میں اختلاف نہیں کرتے۔ البتہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی قرینہ عرف پر دال ہو تو اسے عرف پر محمول کیا جائیگا۔ ورنہ اس لفظ کو معنی موضوع پر محمول کیا جائے گا عندالاطلاق۔ بنابریں اگر کسی قوم کے نزدیک اخدام کا لفظ ھبہ کے لئے بولا جاتا ہو چنانچہ ابن منیرؒ فرماتے ہیں کہ کسوتك کا لفظ بلاشک تملیک کے لئے ہے۔ کیونکہ ظاہری معنے تو لباس پہنانا تو مراد ہے نہیں۔ جب وضع پر حمل کرنا ممکن نہ ہوا تو عرف پر محمول ہوگا۔ جس کے معنی عطیہ اور ھبہ کے ہیں۔ جس کی مصنفؒ نے علی مایتعارف الناس میں خود تصریح فرمادی ہے۔ کہ عرف کا اعتبار ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اخدمتك وكسوتك یہ دونوں جملے عاریۃ اور ھبہ میں مشترک ہیں جب قرائن اور عرف سے خالی ہوں تو اخدمتك عاریۃ کے لئے ہوگا۔ اور کسوتك ھبہ کے لئے ہوگا۔ تو ممکن ہے امام بخاریؒ کے دور میں اخدمتك ھبہ کیلئے استعمال ہوتا ہو۔ تو وہ احنافؒ کے نزدیک بھی ھبہ ہوگا۔ پھر احنافؒ پر اعتراض کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فیض الباری میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اخدمتك سے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا بلکہ اس کو عرف پر چھوڑا ہے اگر عرف ھبہ کا ہے تو ھبہ ہوگا اگر عاریہ کا ہے تو عاریۃ مراد ہوگا۔ اگرچہ بعض الناس سے مراد ان کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ لیکن امام بخاریؒ کا مقصد طعن و تشنیع نہیں ہے بلکہ امام اعظمؒ کے مسلک کی تفصیل بیان کرنا ہے کہ عرف پر محمول ہے۔ کہ عرف میں لفظ اخدام عاریۃ کے لئے ہے۔ اور کسوتك ھبہ کے لئے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر امام بخاریؒ اس مسئلہ میں موافقت نہیں بلکہ مخالفت کرتے تو اپنی عادت کے مطابق وہ اپنے مقصد کی تائید کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی حدیث بیان کرتے اگر مخالفت بھی تسلیم کرلی جائے تو ان کا رد بہت ضعیف ہے۔ جس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ دونوں لفظوں میں بہت فرق ہے۔ جو اجماعی ہے۔

باب اذاحمل رجلاعلی فرس فهو كالعمرى والصدقة وقال بعض الناس له ان يرجع فيها

ترجمہ۔ جب کسی شخص نے کسی آدمی کو گھوڑے پر سوار کردیا۔ تو وہ عمریٰ اور صدقہ کی طرح ہے جس میں معمر اور متصدق رجوع نہیں کرسکتا۔ لیکن بعض لوگ یعنی امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ وہ اس صدقہ میں رجوع کرسکتا ہے۔

حدیث(۲٤٥٠)حدثنا الحمیدی الخ قال سمعت مالکا یسال زید بن اسلم قال سمعت ابی یقول قال عمرؓ حملت علی فرس فی سبیل اللہ فرایته یباع فسالت رسول اللہ ﷺ فقال لاتشتر ولاتعد فی صدقتك ......

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑے پر سوار کیا پھر میں نے اسے دیکھا کہ وہ گھوڑا بک رہا ہے۔ تو میں نے اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا جس پر آپؐ نے فرمایا اسے مت خریدو اور اپنے صدقہ میں عود یعنی رجوع نہ کرو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ له ان یرجع فیها امام صاحبؒ کا یہ مقولہ سچا ہے کیونکہ اگر وہ گھوڑا عاریۃ پر تھا تو معری له سے یہ عاریت والا زیادہ حقدار ہے اس لئے اسے رجوع سے نہ روکا جائے گا۔ اگر یہ هبه تھا تو سب هبات میں واهب کو رجوع کرنا جائز ہے تو یہاں کیوں رجوع نہیں کر سکتا۔ لہذا امام اعظمؒ کا قول برحق ہے جس پر اعتراض کرنا ناروا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا ہے کہ حملتك علی فرس یہ هبہ ہے اور آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو صدقہ اور هبہ میں رجوع کرنے سے منع فرمادیا لیکن امام ابو حنیفہؒ رجوع کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ حمل علی الخیل اگر تملیک کے لئے ہے تو صدقہ کی طرح اس میں رجوع کرنا جائز نہیں اگر تحبیس فی سبیل اللہ ہے یعنی جہاد کے کام کے لئے دیا ہے تو یہ وقف ہوگا۔ وقف میں بھی رجوع جائز نہیں۔ جمہور کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ حبس ہر شئے میں باطل ہے۔ لہذا رجوع کا حقدار ہے۔ فیض الباری میں ہے کہ بعض الناس سے امام اعظمؒ متعین نہیں ہیں۔ بلکہ امام بخاریؒ ایک احتمال بیان فرمارہے ہیں کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں اتنا شد ومد نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہؒ کے نزدیک حملتك علی هذا الفرس یہ هبہ نہیں ہوگا۔ جب تک هبہ کی نیت نہ ہو کیونکہ حمل کے اصلی معنی سوار کرنے کے ہیں۔ تو عاریۃ ہوگا۔ لیکن اسی میں هبہ کا احتمال بھی ہے۔ تو تملیک کا فائدہ دے گا۔ اس طرح وقف میں رجوع جائز ہے۔ اگرچہ کراہۃ کے ساتھ ہے۔ باقی بحث فقہ میں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشهادات

باب ماجاءفی البینةعلی المدعی　　ترجمہ۔ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں

لقوله تعالی یایها الذین امنوا اذاتداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوه الخ وقوله تعالی یاایها الذین امنوا کونواقوامین بالقسط شهداء لله ولوعلی انفسکم اوالوالدین والاقربین الخ ..

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والوجب قرضہ کا معاملہ کرو کچھ مقرر مدت تک تو اسے لکھ لو الخ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! انصاف کے قائم کرنے والے بن جاؤ۔ اور اللہ کے لئے گواہ بن جاؤ۔ خواہ وہ گواہی تمہیں اپنے خلاف اپنے ماں باپ کے خلاف اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف کیونکہ نہ دینی پڑے الخ۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذاتداینتم الخ آیت کریمہ سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ اس میں گواہ بنانے کا حکم ہے اس طرح دوسری آیت میں ہے کہ گواہی دو۔ اگرچہ والدین وغیرہ کے خلاف بھی کیوں نہ ہو۔ تو وہ لوگ مدعی علیہم ہوں گے جس سے لازم آیا کہ گواہی مدعی علیہ کے خلاف ہوگی۔ مدعی کی حمایت میں ہوگی۔ تو ثابت ہوا کہ گواہ مدعی کے ذمہ لازم ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ شہادت کے لغوی معنی حضور کے ہیں چنانچہ آپ کا ارشاد ہے الغنیمة لمن شهد الوقعة یعنی غنیمت اسی کا حق ہے جو جنگ میں حاضر ہو۔ اور گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قاضی کی عدالت میں حاضر ہو کر غیر کی طرف سے خبر دیتا ہے اور شرعاً اس کے معنی اخبار عن مشاهدة وعیان لاعن تخمین وحسبان یعنی شہادت مشاہدہ

اور آنکھوں دیکھی چیز کی خبر دینا ہے محض اندازہ اور گمان سے نہیں اور فیض الباری میں ہے کہ فقہاء کے نزدیک اثبات الحق علی الغیر یسمی دعوی واثبات حق الغیر علی نفسه یسمی اقرار اً یعنی غیر پر اپنا حق ثابت کرنا دعویٰ ہے۔ اور غیر کا حق اپنے اوپر ثابت کرنا اقرار کہلاتا ہے اور اثبات حق الغیر علی الغیر یسمی شہا دۃً یعنی کسی کا حق کسی پر ثابت کرنا شہادت ہے۔ الامر بالاشہاد سے اشتهدوا شهيدين من رجالکم کی طرف اشارہ ہے۔ اور محض امر بالاشہاد سے البینة علی المدعی سے ترجمہ ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ کرمانیؒ فرماتے ہیں استدلال اس طرح ہے کہ اگر مدعی کا قول بغیر بینة کے معتبر ہوتا تو کتابت املاء اور اشہاد کی ضرورت نہ ہوتی جب احتیاج ہے تو معلوم ہوا کہ مدعی کے ذمہ گواہ لانا ہے۔ ابن بطالؒ نے بھی یہی کہا ہے۔ اور علامہ عینیؒ نے کرمانیؒ کا اتباع کرتے ہوئے کہا ہے کہ آیت کی ترجمہ پر دلالت اس طرح ہوئی کہ فلیملل الذی علیه الحق سے مدعی علیہ سے اقرار کرایا گیا۔ جب مدعی اس کی تکذیب کرتا ہے تو اس کے ذمہ گواہ لانا ہوں گے۔ لیکن شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے کہ والدین اور اقربین جب مدعی علیہم ہوئے تو معلوم ہوا کہ گواہ ان کے ذمہ نہیں۔ بلکہ مدعی کے ذمہ ہیں۔ اور حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اثبات ترجمہ کے لئے کوئی حدیث نہیں لائے۔ صرف آیتین پر اکتفاء فرمایا حالانکہ حدیث وہ ہے جو باب الرہن کے آخر میں گذری ہے۔ شاهداك اويمينه الحديث یعنی مدعی تیرے دو گواہوں سے ثابت ہوگا یا اس کی قسم کا اعتبار کرنا ہوگا۔

باب اذا عدل رجل احداً فقال لانعلم الاخيراً وقال ماعلمت الاخيراً

ترجمہ۔ جب کوئی آدمی کسی گواہ کی تعدیل کرے تو یوں کہے کہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا یا مجھے اس کی بھلائی ہی معلوم ہے

حدیث (۲۴۵۱) حدثنا حجاج الخ عن ابن شهاب اخبرني عروة و ابن المسيب وعلقمة بن وقاص وعبيدالله عن حديث عائشةؓ وبعض حديثهم يصدق بعضا حين قال لها اهل الافك فدعا رسول الله ﷺ عليا واسامة حين استلبث الوحي يستامرهما في فراق اهله فامااسامة فقال اهلك ولانعلم الاخيراً وقالت بريرةؓ ان رايت عليها امراً اغمصه اكثر من انها جارية حديثة السن تنام عن عجين اهلها فتاتي الداجن فتاكله

ترجمہ۔ حضرت ابن شہاب زہریؒ سے مروی ہے کہ مجھے حضرت عروہ۔ سعید بن المسیب۔ علقمہ بن وقاصؓ اور عبید اللہؓ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث کے بارے میں خبر دی کہ وہ ایک دوسرے کی بات کی تصدیق کرتے تھے۔ جب کہ بہتان باندھنے والوں نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا تھا۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ کو بلایا جب کہ وحی کے آنے میں آپؐ نے دیر محسوس فرمائی۔ ان دونوں سے اپنی اہلیہ کی جدائی کرنے کے بارے میں مشورہ لیتے تھے۔ تو حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو ان کی شان کے لائق نہ ہو۔

فقال رسول اللهﷺ من یعذرنا من رجل بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللہ ما علمت من اھلی الا خیرا ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیه الا خیرا .....

زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ نوخیز لڑکی ہے گھر والوں کا آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے گھر کی پالتو بکری آ کر اس آٹے کو کھا جاتی ہے جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آدمی یعنی عبداللہ بن ابی ہمارے ہر اس سلوک کا مستحق ہے جو ہم اس سے کرنا چاہیں کیونکہ اس کی ایذا رسانی ہمارے گھریلو معاملات تک پہنچ چکی ہے۔ پس اللہ کی قسم! میں تو اپنی اہلیہ میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس آدمی کے متعلق وہ ذکر کرتے ہیں اس میں بھی سوائے خیر کے اور مجھے کسی بات کا علم نہیں ہے۔ یعنی دونوں مطعون بری الذمه ہیں محض منافقوں کا پرو پگینڈہ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لا نعلم الاخیرا اس وہم کا دفعیہ کرنا ہے کہ اس جملہ میں تزکیه کی تصریح نہیں ہے صرف اپنے علم کی خبر دینا ہے۔ فی الواقع صفائی نہیں ہے دفعہ کا خلاصہ ہے کہ شہادت میں اگر اس قید کی تصریح نہ بھی ہو تو بھی مراد یہی اپنے علم کے مطابق خبر دینا ہوتا ہے۔ نفس الامر واقع کی کون خبر دیتا ہے کیونکہ حقیقت حال کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں حقیقت الامر پر اور کس کو واقفیت ہو سکتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ انما دفع بذلك امام بخاریؒ کی مراد سمجھنے میں قطب گنگوہیؒ نے عجیب قول اختیار فرمایا جو بہت لطیف ہے میرے نزدیک امام بخاریؒ نے اس سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ گواہ کی صفائی دینے والا جب کسی کی تعدیل میں صرف اتنا لفظ کہے کہ ہم تو سوائے خیر کے او، کچھ نہیں جانتے تو آیا تعدیل میں یہ الفاظ کافی ہیں یا نہیں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ ان الفاظ کے کہنے والے کی شہادت قبول ہو گی متدل یہی حدیث افك ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عدل جائز الشهادت کہنا ضروری ہے۔ اصح یہ ہے کہ صرف عدل کہنا کافی ہو گا۔ باقی امام بخاریؒ نے اس مسئلہ کا کوئی حکم بیان نہیں فرمایا اس لئے کہ اس میں اختلاف شدید تھا لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ کا میلان امام ابو یوسفؒ کے مسلک کی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ باب میں حدیث افك لائے ہیں۔ اور موضع ترجمہ حضرت اسامہؓ کا قول اهلك ولا نعلم الا خیرا ہے۔

من یعذرنی یعنی میں اگر اس کو کوئی سزا دوں تو مجھے معذور سمجھا جائے اور بعض نے کہا کہ من یعذرنی معنی میں من ینصرنی کے ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ من ینتقم لی منه کہ کون میرے لئے اس سے انتقام لے گا۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے فرمایا۔ انا عذرك منه یہی معنی بہتر ہیں اگرچہ اور معانی بھی بیان کئے گئے ہیں۔

باب شهادة المختبی

ترجمہ۔ چھپ کر حال کرنے والے کی گواہی کیسی ہے

واجازه عمروبن حريث قال و كذلك يفعل بالكاذب الفاجر وقال الشعبى وابن سيرين وعطاء وقتادة السمع شهادة وقال الحسن يقول لم يشهدونى على شيئ وانى سمعت كذاوكذا....

ترجمہ۔ عمرو بن حریث نے اس کو جائز رکھا ہے فرمایا کہ جھوٹے بدمعاش کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا کہ اس کی شہادت جائز ہوگی۔ حضرت امام شعبیؒ ابن سیرینؒ عطاءؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ سننا بھی گواہی ہے۔اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ لوگوں نے مجھے کسی چیز پر گواہ تو نہیں بنایا لیکن میں نے اس طرح سنا ہے۔

حديث (٢٤٥٢) حدثناابواليمان الخ قال سالم سمعت عبدالله بن عمرؓ يقول انطلق رسول الله ﷺ وابى بن كعب الانصارى يؤمان النخل التى فيهاابن صياد حتى دخل رسول الله ﷺ طفق رسول الله ﷺ يتقى بجذوع النخل وهويختل ان يسمع ابن صياد شيئاً قبل ان يراه وابن صياد مضطجع على فراشه فى قطيفة له فيها رمرمة اوزمزمة فرأت ام ابن صيا د النبى ﷺ وهو يتقى بجذوع النخل فقالت لابن صياد اى صافِ هذا محمد فتناهى ابن صياد قال رسول الله ﷺ لو تركته بين ......

ترجمہ۔ حضرت سالمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ اس باغ میں داخل ہوئے تو کھجور کے تنوں میں بچ بچ کر چلنے لگے آپؐ کسی حیلہ سے ابن صیاد کی کچھ باتیں اس کے دیکھنے سے پہلے سنناچاہتے تھے۔اور ابن صیاد اپنے بستر پر ایک لوئی میں لیٹا ہوا تھا جس میں کچھ گنگناہٹ تھی۔ یعنی جس سے ہلکی سی آواز آتی تھی ابن صیاد کی ماں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھ لیا کہ آپؐ کھجوروں کے پودوں میں بچاؤ کر رہے ہیں۔ تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صافی یہ محمد ﷺ ہیں۔ چنانچہ ابن صیاد رک گیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہ اگر وہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتی تو خوب بیان کرتا۔

حديث(٢٤٥٣)حدثناعبدالله بن محمد الخ عن عائشةؓ قالت جاء ت امرأة رفاعة القرظى النبى ﷺفقالت كنت عند رفاعة فطلقنى فابت طلاقى فتزوجت عبدالرحمن ابن زبير انمامعه

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی جس نے مجھے طلاق دے کر بالکل جدا کر دیا بعد ازاں میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیرؓ کے ساتھ شادی کی۔ اس کے پاس تو کپڑے کے پھندنے کی طرح چھوٹا

مثل هدبة الثوب فقال اترید ین ان ترجعی الی رفاعة لاحتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتك وابوبکر جالس عنده وخالد بن سعید بن العاص بالباب ینتظران یؤذن له فقال یاابابکرالاتسمع الی هذه ماتجهر به عند النبی ﷺ ......

آلہٗ تناسل ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے۔ بالکل نہیں جاسکتی۔ جب تک کہ تو اس کی شہد کو وہ تیری شہد کو نہ چکھ لے۔ یعنی ہمبستری ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور خالد بن سعید بن العاص دروازہ پر انتظار کر رہے تھے کہ انہیں داخلے کی اجازت دی جائے۔ تو انہوں نے فرمایا اے ابوبکرؓ کیا آپ اس عورت کی باتیں سنتے نہیں کہ وہ کس قدر کھلم کھلا جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس باتیں کر رہی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ شهادة المختبی امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا شہادت میں سماعت پر اکتفا کیا جاسکتا ہے۔ اور اس میں مسموع کو دیکھنا شرط نہیں ہے۔ جتنی روایات امام بخاریؒ لائے ہیں وہ اس مقصد پر دال نہیں ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ تابعی کا قول تسلیم کرنا لازم نہیں ہے هم رجال ونحن رجال۔ نیز! ممکن ہے کہ وہ اس واقعہ کے عینی شاہد ہوں اگرچہ لوگوں نے آپ کو گواہ نہ بنایا ہو۔ اور اس میں صراحت نہیں ہے کہ انہوں نے اس واقعہ کو نہ دیکھا ہو۔ تو ان احتمالات کی وجہ سے ان کا مدعا تمام نہ ہوگا اور آنجناب ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر ابن صیاد کی والدہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دیتی اور اسے متنبہ نہ کرتی تو ممکن ہے کہ وہ اپنے حالات خوب بیان کرتا۔ یہ بھی ان کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ تو ابن صیاد کو دیکھ رہے تھے۔ اور رؤیۃ پر ہی مسئلہ کا دارومدار ہے۔ وہ تو آپ کو حاصل تھی۔ تو اب ہم کہتے ہیں کہ اگر چھپ کر حال معلوم کرنے والا داخل ہونے والے کو کلام کرتا دیکھے نہ تو اس سے بالمشافہ بات چیت ہو۔ اور نہ ہی ان میں سے ہر ایک ایک دوسرے کے سامنے ہو کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھ سکے تو ایسے شخص کی شہادت جائز ہے۔ کیونکہ اس میں ممانعت کی علت اٹھ گئی ہے۔ اور وہ علت ہے آوازوں میں اختلاط اور اشتباہ ہوتا ہے۔ یعنی آوازیں رل مل جاتی ہیں۔ کہ ان میں شک وشبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو جب ایسا نہ ہو تو پھر سمع پر شہادت دینی جائز ہے۔

الاتسمع الی هذه استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ خالد نے اس عورت کا مذاکرہ عند النبی ﷺ کو پسند نہ کرتے ہوئے نکیر کیا۔ حالانکہ وہ اس عورت کو دیکھ نہیں رہے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خالدؓ کا انکار عورت کے کلام سننے پر تھا۔ جس میں خفاء نہیں تھا خفاء تو عورت کی تعیین میں تھا کہ وہ کون تھی۔ اور اسی کا ہم لوگ انکار کرتے ہیں۔ جس کا روایت میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہاں اگر اس سماع کلام کے بعد خالد سے گواہی طلب کی جاتی اور وہ گواہی دیتے کہ انہوں نے رفاعہ کی فلاں بیوی سے یہ کلام سنا تو پھر روایت تمہاری دلیل بن سکتی تھی۔ غرضیکہ ہم سماعت سے حصول علم کا انکار نہیں کرتے بلکہ ہم تو متکلم کی تعیین کا انکار کرتے ہیں جو متکلم کی رؤیۃ کے بغیر ممکن نہیں تو کسی معین شخص پر تو گواہی دینا جائز نہیں۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے اس کو آواز سے پہچانا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ المختبی جو تحمل شہادت کے وقت چھپا ہوا ہو۔ اکثر ائمہ کرام مختبی کی شہادت کو قبول نہیں کرتے وہ فرماتے ہیں کہ جو مشهود علیه سے چھپ گیا وہ عادل نہیں ہو سکتا۔ لا تحبسوا۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس شہادت کو قبول کرتے ہیں کہ بسا اوقات ایسی شہادت کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے۔

مع انه لایلزم تسلیم قوله لانه تابی کیونکہ وہ تابعی ہیں۔ اور اماا عظمؒ کو کسی تابعی کے قول کے ردّ کرنے کا اختیار ہے۔ دیکھئے قاضی شریح مختبی کی شہادت کو ردّ کرتے تھے۔

لاتسمع الی هذه خالد اس عورت سے پردہ میں تھے۔ اور دروازہ سے باہر تھے۔ محض عورت کی آزواز سن کر اس پر نکیر کیا اور آپؐ نے اس پر نکیر نہ فرمایا تو معلوم ہوا شہادت السمع جائز ہے۔ اگر چہ رؤیۃ نہ ہو۔ تو خالد مثل مختفی کے ہوئے۔ تو اس طرح ترجمہ سے مطابقت ثابت ہو جائے گی۔

باب اذاشهد شاهد اوشهود بشئ

ترجمہ۔ جب ایک گواہ یا کئی گواہ کسی چیز کو گواہی دیں

فقال اخرون ماعلمناذلك يحكم بقول من شهد قال الحميدى هذا كمااخبر بلال ان النبی ﷺ صلى فى الكعبة وقال الفضل لم يصل فاخذ الناس بشهادة بلال كذلك ان شهد شاهدان ان لفلان على فلان الف درهم وشهد اخران بالف وخمس مائة يقضى بالزيادة

ترجمہ۔ دوسرے کہیں کہ ہمیں تو ان کا علم نہیں ہے تو جس نے گواہی دی ہے اس کے قول پر فیصلہ کیا جائے گا چنانچہ حمیدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے ہے جیسے حضرت بلالؓ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی۔ اور فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نہیں۔ تو لوگوں نے حضرت بلالؓ کی شہادت کو قبول کیا۔ اسی طرح اگر دو گواہ گواہی دیں کہ فلاں شخص کا فلاں پر ایک ہزار درہم کا قرضہ ہے اور دوسرے دو گواہی دیتے ہیں کہ ڈیڑھ ہزار ہے تو زیادتی پر فیصلہ کیا جائے گا۔

حديث (٢٤٥٤) حدثناحبان الخ عن عقبة بن الحارث انه تزوج بنتا لابى اهاب بن عزيز فاتته امرأة فقالت قد ارضعت عقبة والتى تزوج فقال لها عقبة ماعلم انك ارضعتنى ولااخبرتنى فارسل الى ال ابى اهاب يسالهم

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارث سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیزؓ کی بیٹی سے شادی کی تو ایک عورت نے آکر کہا کہ میں نے عقبہ کو اور اس کی بیوی کو دودھ پلایا ہے تو عقبہؓ نے کہا مجھے تو علم نہیں ہے کہ تو نے مجھے دودھ پلایا اور نہ ہی آج تک تو نے مجھے اس کی خبر دی ہے۔ پس انہوں نے

فقالوا ماعلمنا ارضعت صاحبتنافر كب الى النبی ﷺ بالمدينة فساله فقال رسول الله ﷺ كيف وقدقيل ففارقها ونكحت زوجاً غيره.....

ابواھاب کی طرف قاصد بھیج کران سے دریافت کیا توانہوں نے کہاکہ ہمیں علم نہیں کہ اس نے ہماری لڑکی کو دودھ پلایا ہو۔ پس وہ سوار ہو کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا

آپؐ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم اس سے کیسے نفع حاصل کر سکتے ہو جب کہ رضاعت کی بات کہی جاچکی ہے چنانچہ اس نے اسے جدا کر دیا جس نے کسی دوسرے خاوند سے جا کر نکاح کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اذاشھد الخ یہاں شہادت سے عام مراد ہے۔ جو اخبار کو بھی شامل ہے تو اب حضرت فضل کی حدیث کا اس باب میں لانا صحیح ہوگا اور حدیث باب کی دلالت بھی اس پر ظاہر ہے اسلئے کہ کالی عورت کی خبر کا اعتبار کرتے ہوئے رضاعت کو ثابت کیا گیا۔ اور نفی کرنے والے کی خبر کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ اگر چہ اس کی خبر کا اعتبار کرنا تقویٰ کے اعتبار سے ہے۔ فتویٰ کے اعتبار سے نہیں ہے۔ اور یہ باب نقصان دہ نہیں ہے۔ کیونکہ ترجمہ میں ہے من شھد کے قول پر فیصلہ ہوگا۔ خواہ وہ حکم واجب ہو یا احتیاط پر مبنی ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حافظؒ نے جو اہل علم کا اتفاق نقل کیا ہے کہ مثبت کو نافی پر مقدم کیا جائے گا یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اختلاف ہے۔ کرخیؒ تو فرماتے ہیں المثبت اولیٰ من النافی لیکن عیسیٰ بن ابان فرماتے ہیں کہ جب مثبت اور نافی میں تعارض ہو تو بغیر دلیل کے کسی کو ترجیح نہ دی جائے گی۔ بلکہ اگر مثبت مبنی پر دلیل ہے تو اس کو ترجیح ہوگی۔ نافی مبنی پر دلیل ہے اثبات کا احتمال تو نافی کو ترجیح ہوگی۔

دلالۃ الروایۃ الخ حدیث عقبہ مرضعہ کے بارے میں ہے۔ جس سے مقصد یہ ہے کہ عورت نے رضاعت کو ثابت کیا عقبہ نے اس کی نفی کی۔ آنحضرت ﷺ نے مرضعہ کے قول کا اعتبار کیا اور ان کو عورت چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ خواہ وجوباً ہوا یا علی السبیل الورع والاحتیاط ہوا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں نہ تو کوئی شہادت ہے اور نہ ہی کوئی حکم ہے۔ لہذا ترجمہ سے مطابقت ثابت نہ ہوئی۔ لیکن کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا امر بالمفارقہ یہ حکم کی طرح ہے اور مرضعہ کی خبر شہادت کی مانند ہے۔ لہذا مطابقت ثابت ہوئی۔ اگر اشکال ہو کہ قرضہ کے مسئلہ میں دونوں شہادتیں ایک ہزار پر تو متفق ہیں۔ اور پانچسو میں منفرد ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ دوسری شہادت میں پانچسو سے چپ رہنا نفی کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس زیادتی کا اعتبار کیا جائے گا۔

باب الشهداء العدول

ترجمہ۔ گواہ عادل ہونے چاہئیں

وقول الله تعالى واشهدوا ذوى عدل منكم وممن ترضون من الشهداء

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے میں سے دو عدل والوں کو گواہ بناؤ۔ اور ان لوگوں میں سے جنہیں تم گواہ پسند کرتے ہو۔

حدیث(۲۴۵۵)حدثنا الحکم بن نافع الخ ان عبداللہ بن عتبةؓ قال سمعت عمر بن الخطابؓ یقول ان اناساً کانوا یؤاخذون بالوحی فی عهد رسول اللہ ﷺ وان الوحی قد انقطع وانما ناخذکم الان بما ظهر لنا من اعمالکم فمن اظهر لنا خیراً امناه وقربناه ولیس الینا من سریرته شیئ اللہ یحاسبه فی سریرته ومن اظهر لنا سوءً لم نامنه ولم نصدقه وان قال ان سریرته حسنة..

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عتبہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو وحی کی وجہ سے پکڑا جاتا تھا۔ اب وحی بند ہو گئی اب ہم تمہارا مؤاخذہ تمہارے ظاہری اعمال پر کریں گے۔ پس جس نے ہمارے سامنے خیر کو ظاہر کیا ہم اسے امن دیں گے۔ اور اسے اپنے قرب میں جگہ دیں گے۔ اس کی پوشیدہ باتوں کا اللہ ہی حساب لینے والا ہے۔ اور جس شخص نے ہمارے سامنے برائی ظاہر کی نہ تو ہم اسے امن دیں گے اور نہ ہی اس کی بات کی تصدیق کریں گے۔ اگر چہ وہ کہے اس کا باطن عمدہ اور اچھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ العدول یعنی ان کے ظاہر احوال کے مطابق ان کی تعدیل کی جائے گی۔ اس طرح حدیث ترجمۃ الباب سے مطابق ہو جائے گی۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے قول سے ثابت ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ آگے بخاری میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد آرہا ہے۔ لم اومر ان انقب عن قلوب الناس ولا اشق بطونهم کہ مجھے لوگوں کے دلوں میں نقب لگانے اور ان کے پیٹوں کو چیرنے کا حکم نہیں ہوا۔ حدیث کے اندر کوئی ایسے الفاظ موجود نہیں جس سے عدل کا مصداق ثابت ہو۔ میرے نزدیک توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا میلان امام ابو حنیفہؒ کے قول کی طرف ہے۔ جو ہدایہ میں منقول ہے کہ یقتصر الحاکم علی ظاهر العدالة ولا یسئل عن حال الشهود حتی بطعن الخصم یعنی حاکم محض ظاہر عدالت پر عمل کرے گواہوں کے احوال کا اس وقت تفحص نہ کرے یعنی چھان بین نہ کرے جب تک مخالف جرح نہ کرے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے المسلمون عدول بعضهم علی بعض الا محدودا فی قذف کہ مسلمان سب کے سب عادل ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر گواہ بن سکتے ہیں۔ البتہ جس کو زنا کی تہمت میں سزا دی گئی ہو اس کی شہادت باطل ہے البتہ حدود و قصاص میں شہداء کے احوال کی خوب چھان بین کی جائے۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو سکے حدود اور قصاص کو ساقط کرنا چاہیئے صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ ان فساد زمانہ کے دور میں گواہوں کی عدالت ظاہراً و باطناً دونوں طرح سے معلوم کی جائے کیونکہ قضاء کا دارومدار حجت پر ہے اور وہ عادل کی شہادت ہے۔

الحاصل اس پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ قبول شہادت کے لئے عدالت شرط ہے۔ پھر صفت عدالت میں اختلاف ہو گیا جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ وہ اسلام کے علاوہ ایک صفت زائدہ ہے۔ واجبات شرع کا التزام کرنے والا ہو۔ اور مستحبات کا بھی عامل ہو۔ محرمات اور

مکروہات سے بچنے والا ہو۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ اپنے زمانہ خیر القرون کے اعتبار سے فرماتے ہیں کہ عدالت میں ظاہر اسلام کافی ہے۔ بشرطیکہ اس کا کوئی عیب مشہور نہ ہو۔ تو معلوم ہوا کہ عدالت ظاہرہ پر دارومدار ہے عدالت باطنہ پر نہیں۔ مالک بن دخشن کا ظاہر منافق تھا لیکن وحی نے اس کے ایمان کی تصدیق کر دی تو وحی سے ظاہر کو رد کیا گیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جمہور کے نزدیک عادل کی تعریف یہ ہے کہ وہ مسلمان آزاد اور مکلف ہو۔ کبیرہ سے بچنے والا اور صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو۔ البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ذومروۃ بھی ہو۔ امناہ ای جعلناہ امنا من الشرقربناہ ای عظمناہ وکرمناہ۔ سریرہ بمعنی وہ راز جو چھپایا جائے۔ بہر حال ہمیں ظاہر پر فیصلہ دینے کا حکم ہے۔ قالہ الکرمانیؒ۔

باب تعدیل کم یجوز

ترجمہ۔ کتنے آدمیوں کی تعدیل کافی ہے

حدیث(۲٤٥٦)حدثناسلیمان بن حرب الخ

عن انسؓ قال مرعلی النبی ﷺ بجنازة فاثنوا علیها خیراً فقال وجبت ثم مر باخری فاثنواعلیها خیرا فقال وجبت ثم مر باخری فاثنوعلیها شراً وقال غیر ذلك فقال وجبت فقیل یا رسول الله قلت لهذ اوجبت ولهذا وجبت قال شهادة القوم المؤمنون شهداء الله فی الارض ......

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذارا گیا جس پر لوگوں نے بھلائی سے تعریف بیان کی۔ تو آپؐ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا گذارا گیا جس پر لوگوں نے اس کو برائی سے یاد کیا یا اس قسم کے اور الفاظ کہے۔ جس پر آپؐ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پس آپؐ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! اس کے لئے بھی آپؐ نے وجبت فرمایا اور اس کے لئے بھی وجبت فرمایا کہ مؤمن لوگوں کی گواہی ہے جو روئے زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔

حدیث(۲٤٥٧)حدثناموسی بن اسمعیل الخ

عن ابی الاسود قال اتیت المدینة وقد وقع بها مرض وهم یموتون موتاذریعاً فجلست الی عمر فمرت جنازة فاثنی خیر فقال عمرؓ وجبت ثم مر باخری فاثنی خیراً فقال وجبت ثم مربالثالثة فاثنی شراً فقال وجبت فقلت ماوجبت یاامیرالمؤمنین قال قلت کما قال النبی ﷺ ایما مسلم شهدله

ترجمہ۔ ابو الاسودؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں اس زمانہ کے اندر آیا جبکہ مدینہ میں ایک وبا پھیلی ہوئی تھی لوگ جلدی جلدی مر رہے تھے میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھ گیا تو ایک جنازہ گزرا جس کو بھلائی سے یاد کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا گزرا جس کو بھلائی سے یاد کیا گیا تو آپ نے فرمایا واجب ہو گئی تیسرا گزرا تو اسے برائی سے یاد کیا گیا اس پر بھی آپ نے وجبت فرمایا تو میں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! یہ کیا چیز واجب ہوئی فرمایا میں نے تو

اربعة بخير ادخله الله الجنة قلنا وثلثة قال وثلثة قلت واثنان قال واثنان ثم لم نساله عن الواحد..

وہی کچھ کہا ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی خیر کی گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے پوچھا اگر تین ہوں تو فرمایا تین کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر دو گواہی دیں تو فرمایا اس کا بھی یہی حکم ہے پھر ہم نے آپ سے ایک کے متعلق سوال نہیں کیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ترجمہ پر حدیث کی دلالت مطلق ہونے کی وجہ سے ہے کہ کسی عدد سے شہادت کو مقید نہیں کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ایک مؤمن کی شہادت پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ نے ابن بطالؒ کا قول نقل کرتے ہوئے اشارہ کیا کہ قبول تعدیل میں کوئی عدد متعین نہیں ہے ایک کی شہادت پر بھی اکتفا ہو سکتا ہے اس مقام پر اگرچہ مصنفؒ نے اس کی تصریح نہیں کی کیونکہ یہ احتمالی حکم تھا بعد کے ابواب میں تصریح کر دی کہ ایک کے تزکیہ پر اکتفا جائز ہے۔ لیکن میرے نزدیک امام بخاریؒ نے دو ترجموں سے دو مذاہب کی طرف اشارہ فرمایا۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جرح وتعدیل میں تو دو آدمیوں سے کم کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ حضرت ابو حنیفہؒ ایک آدمی کی تعدیل وجرح کو قبول فرماتے ہیں اس ترجمہ سے امام بخاریؒ نے اس پہلے مذہب کی طرف اشارہ فرمایا اور دوسرے ترجمہ سے دوسرے مذہب کی طرف اشارہ کیا۔ اور خود امام بخاریؒ کا میلان بھی دوسرے مذہب کی طرف معلوم ہوتا ہے اس لئے اس مقام پر صراحۃ حکم بیان نہیں فرمایا دوسرے مقام پر تصریح فرمادی کہ تعدیل واحد کافی ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فی زمانہ گواہوں پر جرح کی جائے تا کہ عدالت واضح ہو جائے۔

باب الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض والموت القديم وقال النبی ﷺ ارضعتني وابا سلمة ثوبية والتثبت فيه ۔

ترجمہ۔ نسبوں اور رضاعت مشہورہ اور موت قدیم میں گواہی کیسی ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اور ابو سلمہؓ کو بی بی ثوبیہؓ نے دودھ پلایا تھا اور اس بارے میں خوب احتیاط برتی جائے۔

حديث (۲۴۵۸) حدثنا ادم الخ عن عائشةؓ قالت استاذن علی افلح فلم اذن له فقال اتحتجبين مني وانا عمك فقلت وكيف ذلك قال ارضعتك امرأة اخي بلبن اخي فقالت سالت عن ذلك رسول الله ﷺ فقال صدق افلح ائذني له .....

ترجمہ۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت افلحؓ نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی جنہیں میں نے اندر آنے کی اجازت نہ دی تو فرمانے لگے کہ کیا تم مجھ سے پردہ کرتی ہو حالانکہ میں تو تیرا چچا ہوں میں نے پوچھا وہ کیسے فرمانے لگے کہ تجھے میرے بھائی کی بیوی یعنی میری بھابھی نے وہ دودھ پلایا تھا جو میرے بھائی کی وجہ سے تھا تو فرماتی ہیں کہ میں نے

اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا آپؐ نے فرمایا افلح سچ کہتا ہے اس کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔

حدیث(۲۴۵۹)حدثنا مسلم بن ابراهیم الخ
عن ابن عباسؓ قال قال النبی ﷺ فی بنت حمزة لاتحل لی یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب هی بنت اخی من الرضاعة .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ رضاعت سے بھی وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے۔

حدیث(۲۴۶۰)حدثناعبداللہبن یوسف الخ
عن عمرة بنت عبدالرحمن ان عائشةؓ زوج النبی ﷺ اخبرتها ان رسول اللہ ﷺ کان عندها وانها سمعت صوت رجل یستاذن فی بیت حفصةؓ قالت عائشةؓ فقلت یارسول الله اراه فلاناً لعم حفصةؓ من الرضاعة فقالت عائشةؓ یارسول اللہ هذا رجل یستاذن فی بیتك قالت فقال رسول الله ﷺ اراه فلاناً لعم حفصةؓ من الرضاعة فقالت عائشةؓ لوکان فلاناً حیاً لعمها من الرضاعة دخل علی فقال رسول الله ﷺ نعم ان الرضاعة یحرم مایحرم من الولادة ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس موجود تھے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک آدمی کی آواز سنی جو حضرت حفصہؓ کے گھر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا حضرت عائشہؓ نے فرمایا یارسول اللہ یہ آدمی آپؐ کے گھر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص فلاں ہے۔ جو حضرت حفصہؓ کا رضاعی چچا ہے۔ جس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اپنے رضاعی چچا کے بارے میں کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو میرے گھر میں داخل ہوتا۔ جس پر آپؐ نے نعم ہاں سے جواب دیا۔ فرمایا رضاعت بھی انہیں رشتوں کو حرام کرتی ہے جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔

حدیث(۲۴۶۱)حدثنامحمدبن کثیر الخ
عن مسروق ان عائشةؓ قالت دخل علی النبی ﷺ وعندی رجل قال یا عائشةؓ من هذا قلت اخی من الرضاعة قال یاعائشةؓ انظر من اخوانکن

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میرے پاس ایک آدمی موجود تھا۔ آپؐ نے پوچھا اے عائشہؓ یہ کون ہے۔ میں نے کہا میرے رضاعی بھائی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ دیکھ لو تمہارے بھائی کون ہیں۔ کیونکہ رضاعت تو بھوک کی وجہ سے

فانما الرضاعة من المجاعة تابعه ابن مهدی عن سفیان .... ثابت ہوتی ہے۔ ابن مہدی نے سفیان سے روایت کرتے ہوئے اس کی متابعت کی ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ بتلانا ہے کہ جو اخبار مشہور ہو جائیں کہ ان سے حکم ثابت کیا جاسکتا ہے وہاں شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے حضرت ثویبہؓ کے متعلق خبر دی۔ کہ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ اور ابو سلمہؓ کو دودھ پلایا تھا۔ حالانکہ آپؐ نے اس کا ان دونوں کو دودھ پلانا بنفسه ذکر نہیں فرمایا۔

هی ابنته ای من الرضاعة اس میں آپؐ نے شہرت بین الناس کی بنا پر شہادت دی۔ اپنا واقعہ ذکر نہیں فرمایا۔

لعمها من الرضاعة اگر اشکال ہو کہ حضرت عائشہؓ کو پہلے ہی سوال میں علم حاصل ہو گیا تھا تو پھر تکرار کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ جواب یہ ہے کہ رضاعی چچا کی تین صورتیں ممکن ہیں۔ کہ رضاعی بھائی یا تو نسبی باپ کی طرف سے ہو گا۔ اور دوسرا اس کا عکس اور تیسری صورت یہ ہے کہ رضاعی بھائی رضاعی باپ سے ہو۔ پہلے سوال ان میں سے ایک قسم کے متعلق تھا۔ پھر دوسری صورت میں اشکال پیش آیا۔ اور اس کو تو بہت بعید سمجھا کہ بھائی بھی رضاعی اور باپ رضاعی سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اسلئے سوال میں تکرار پیش ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ کرمانیؒ نے ابن بطالؒ کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ امام بخاریؒ کا مقصود اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ نسبت۔ موت اور رضاعت خبر مشہور سے ثابت ہوں گی۔ ان کو شہادت سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب اس باب میں نسب تو احادیث رضاعۃ سے مستفاد ہے اور اس پر اجماع منقول ہے اور رضاعت کا ثبوت شہرت سے ہے جس پر احادیث باب دال ہیں اور موت قدیم کا ثبوت بحکم الحاق مستفاد ہے اور رضاعت جو ان احادیث سے ثابت ہے وہ سب کے سب جاہلیۃ میں تھیں جن کو شہرت کی بنا پر تسلیم کیا گیا جن سے حرمت اور نسب اسلام میں ثابت ہوئے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور کوفیوں کے نزدیک شہرت کی بنا پر سنی ہوئی خبر سے حکم ثابت کرنا نسب۔ موت قدیم۔ اور نکاح میں جائز ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ نکاح میں تو سماع جائز ہے طلاق میں نہیں۔

لعمها من الرضاعة علماء کا اختلاف ہے کہ حضرت عائشہؓ کا رضاعی چچا کون تھا۔ ابو الحسن فرماتے ہیں کہ دراصل حضرت عائشہؓ کے دو رضاعی چچا تھے ایک تو ان کے باپ ابو بکر صدیقؓ کا رضاعی بھائی تھا جس کو ابو القعیس کہتے تھے۔ اور دوسرا اس کا بھائی افلح تھا جو حضرت عائشہؓ کا رضاعی چچا ہوا۔ اور حضرت عائشہؓ کو اشتباہ چچاؤں کے اقسام کی وجہ سے پیش آیا۔ پہلا حضرت ابو بکرؓ کا رضیع تھا جس کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوکان حیا اور دوسرا بھائی افلح تھا۔

والتثبت فیه یہ عبارت بھی ترجمہ میں شامل ہے جس کی طرف انظرن من اخوانکن سے فرمایا ہے کہ جو عورت کسی کا دودھ پی لے تو اسکا بیٹا اس کا بھائی نہیں بن جاتا بلکہ رضاعت تب ثابت ہو گی کہ بچہ دودھ کے سوا اور کوئی چیز استعمال نہ کرتا ہو وہ ڈیڑھ دو سال کا زمانہ ہے۔

باب شهادة القاذف والسارق والزانی

ترجمہ۔ تہمت لگانے والے چوری کرنے والے اور زنا کرنے والے کی گواہی کے بارے میں

وقول الله تعالی ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم الفاسقون الا الذین تابوا الایة وجلد عمرؓ ابابکرة وشبل بن معبد ونافعا بقذف المغيرة ثم استتابهم وقال من تاب قبلت شهادته واجازه عبدالله بن عتبة وعمر بن عبدالعزیز وسعید بن جبیر وطاؤس ومجاهد والشعبی وعکرمة والزهری ومحارب بن دثار وشریح ومعاویة بن قرة وقال ابو الزناد الامر عندنا بالمدینة اذا رجع القاذف عن قوله فاستغفر ربه قبلت شهادته وقال الشعبی وقتادة اذا اکذب نفسه جلد وقبلت شهادته وقال الثوری اذا جلد العبد ثم اعتق وجازت شهادته وان استقضی المحدود فقضایاه جائزة وقال بعض الناس لاتجوز شهادة القاذف وان تاب ثم قال لایجوز نکاح بغیر شاهدین فان تزوج بشهادة محدودین جاز وان تزوج بشهادة عبدین لم یجز واجاز شهادة المحدود والعبد والامة لرؤیة هلال رمضان وکیف تعرف توبته وقد نفی النبی ﷺ الزانی سنة ونهی النبی ﷺ عن کلام کعب ابن مالك وصاحبیه حتی مضی خمسون لیلة ..

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ ہی فاسق بد معاش ہیں۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں۔ حضرت عمرؓ نے ابو بکرہؓ اور شبل بن معبد اور نافع کو حضرت مغیرہؓ پر تہمت لگانے کی وجہ سے کوڑے لگوائے پھر ان سے توبہ کرائی اور فرمایا جس نے توبہ کر لی میں اس کی گواہی کو قبول کر لوں گا۔ اور اس کو عبداللہ بن عتبہؒ۔ عمر بن عبدالعزیزؒ سعید بن جبیرؒ۔ طاؤسؒ۔ مجاہدؒ۔ شعبیؒ۔ عکرمہؒ۔ زہریؒ محارب بن دثار شریحؒ۔ اور معاویہ بن قرۃؒ نے جائز رکھا ہے اور ابو الزنادؒ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں مدینہ منورہ میں حکم یہ رہا ہے کہ جب تہمت لگانے والا اپنی بات سے رجوع کر لے اور اپنے رب سے بخشش طلب کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور امام شعبیؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جب تہمت لگانے والا اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے تو اسے کوڑے لگائے جائیں۔ اور اس کی شہادت قبول کی جائے۔ اور سفیان ثوریؒ کا ارشاد ہے کہ جب کسی غلام کو کوڑے لگا دیئے جائیں پھر وہ آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی جائز ہے اور جب حد لگائے ہوئے کو قاضی بنا کر فیصلہ طلب کیا جائے تو اس کے فیصلے جائز ہوں گے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ تہمت لگانے والا اگرچہ توبہ کر لے پھر بھی اس کی گواہی جائز نہیں ہے پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ بغیر دو گواہوں کے نکاح جائز نہیں اگر کسی نے ایسے حد لگائے ہوئے دو گواہوں کی گواہی سے نکاح کر لیا تو جائز ہے اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز نہیں ہے

اور ہلال رمضان کے دیکھنے کے لئے محدود غلاموں کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز نہیں ہے۔ اور ہلال رمضان کے دیکھنے کے لئے محدود غلام اور باندی کی گواہی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور قاذف کی توبہ کی پہچان کیسے ہوگی۔ حالانکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے زانی کو ایک سال تک ملک بدر کر دیا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے دو ساتھیوں سے لوگوں کو بات چیت کرنے سے روک دیا تھا حتی کہ پچاس راتیں گذر گئیں۔

حديث(۲۴۶۲)حدثنااسمعيل الخ عن ابن شهاب اخبرنى عروة بن الزبير ان امراة سرقت فى غزوة الفتح فاتى بها رسول الله ﷺ ثم امر فقطعت يدها قالت عائشةؓ فحسنت توبتها وتزوجت وكانت تاتى بعد ذلك فارفع حاجتها الى رسول الله ﷺ ......

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ خبر دیتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ پر ایک عورت نے چوری کی جس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ پھر آپؐ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعد ازاں اس نے اچھی طرح توبہ کر لی اور نکاح کر لیا۔ اس کے بعد وہ میرے پاس آیا جایا کرتی تھی۔ تو میں اس کی ضرورت کو جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتی تھی۔

حديث(۲۴۶۳)حدثنايحيى بن بكير الخ عن زيد بن خالد عن رسول الله ﷺ انه امر فيمن زنى ولم يحصن بجلدمائة وتغريب عام ...

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے غیر شادی شدہ زانی کے بارے میں سو ۱۰۰ کوڑے لگانے اور ایک سال کی جلاوطنی کا حکم دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الاالذين تابوا الخ امام صاحبؒ کے قول کے مطابق یہ استثناء اولئك هم الفاسقون سے ہے۔ لاتقبلوالهم شهادة ابداً سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر اس کو اخیر کے جملہ سے متعلق قرار نہ دیا جائے تو پھر تمام تینوں جملوں کے ساتھ متعلق ہوگا۔ کیونکہ ان میں سے دو کے ساتھ متعلق ہو اور تینوں کے ساتھ نہ ہو۔ اس کی کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے۔ نیز! فاجلدوهم ثمانين جلدة الاالذين تابوا کے کوئی معنی نہیں بنتے۔ کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ تو اس لئے ضروری ہے کہ استثناء کا تعلق صرف اخیر جملہ سے ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جمیع قراء کا اتفاق ہے لاتقبلوالهم شهادة ابداً پر حرف جیم سے وقف ہے۔ جس کے متعلق ان حضرات کا فیصلہ ہے کہ اس مقام پر وصل وقف راجح ہوتا ہے۔ بنابریں اولئك هم الفاسقون الگ کلام ہوا تو استثناء کا تعلق اسی کلام سے ہوگا۔ نہ کہ ماسبق سے اس لئے کہ ماسبق تو اس سے منفصل ہے اور قراء کا مذہب

قرأت کے معاملہ میں فریقین کے نزدیک مسلّم ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر استثناء کو ماتقدم سے بھی متصل قرار دیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ محدود فی القذف کی توبہ ارتکاب جرم کے بعد مقبول ہے اس سے پہلے نہیں کہ گناہ کیا نہیں توبہ کیسی۔ اور سب کو معلوم ہے کہ یہ حکم ہر اس شخص کو شامل ہے جس نے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا مثلاً زنا کیا چوری کی یا شراب خوری کی تو جب تک توبہ نہ کریں ان کی شہادت مردود ہوگی۔ تو یہ حکم محدود فی القذف اور دیگر سب میں برابر ہوا۔ ان میں کوئی تفریق نہ ہوگی۔ حالانکہ سب کے نزدیک ان میں تفاوت ثابت ہے کیونکہ محدود فی القذف کے بارے میں حکم بہت سخت ہے جیساکہ سیاق آیت تقاضا کر رہا ہے اور اس جرم کا عظیم ہونا بھی اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدود ان سب حضرات کے نزدیک ساتر اور تمام گناہوں کا کفارہ ہیں۔ زاجر یعنی رکاوٹ والی نہیں ہیں جب معاملہ یہ ہے تو اب قبول شہادت کے لئے توبہ کی ضرورت نہ رہی بلکہ حد قائم کرنے سے اس کا فسق زائل ہوگیا تو گویا کہ اس نے کسی گناہ کا ارتکاب ہی نہیں کیا اس لئے کہ التائب من الزنب کمن لا ذنب له جو شخص گناہ سے توبہ کرنے والا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں تو اب قبول شہادت کو لسانی توبہ پر موقوف رکھنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ البتہ علماء احنافؒ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے ان کا مسئلہ واضح ہے کہ توبہ سے فسق زائل ہوگیا کیونکہ توبہ انابت الٰہی کا نام ہے تو پکڑنہ ہونے میں یہ دوسرے کی طرح ہوگیا۔ رہ گیا شہادت کا رد ہونا وہ منجملہ حد میں داخل ہے۔ اور ہمارے نزدیک حدود محض زاجر اور روکنے والی ہیں کفارہ نہیں ہیں تو حد کے اندر محض فسق کا زائل ہونا کافی نہ ہوا بلکہ توبہ کی بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ پانچویں نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو اپنے خط میں لکھا کہ مسلمان سب عادل ہیں ایک دوسرے پر گواہی دے سکتے ہیں مگر حدود فی القذف عادل نہیں ہے صرف اس کا استثناء ہے تائب کا استثناء نہیں ہے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ محدود فی القذف کی شہادت مقبول نہیں اس میں تائب اور غیر تائب کا فرق نہیں کیا گیا تو جناب نبی اکرم ﷺ کی حدیث اور حضرت عمرؓ کا اپنے گورنر کو خط لکھنا یہ دونوں احنافؒ کی اختیار کردہ تفسیر آیت کی تائید کرتے ہیں۔ اگر توبہ کر کے فسق زائل ہونے کی صورت میں محدود فی القذف کی گواہی مقبول ہوتی تو نہ جناب نبی اکرم ﷺ اس کو مطلق چھوڑتے نہ ہی حضرت عمرؓ اپنے خط میں مطلق چھوڑتے بلکہ تائب کا استثناء کر دیتے۔ اور چھٹی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم ان حضرات کے کہنے کے مطابق استثناء کو محمول کریں تو پھر تقبلوا لهم شهادة ابدا اور الا الذين تابوا میں تعارض ہوگا اس لئے کہ اگر مقصود لا تقبلوا سے استثناء کرنا ہوتا تو پھر اس کو ابدا کی قید سے مقید نہ کیا جاتا۔ لہٰذا رفع تعارض کی یہی صورت ہے کہ تفسیر آیت احناف کے مسلک کے موافق کی جائے۔

اس معارضہ کی تقریر سے امام بخاریؒ کا وہ استدلال باطل ہو جائے گا کہ حضرت عمرؓ نے ابوبکرۃ اور ان کے دو ساتھیوں کو حد قذف جاری کرنے کے بعد توبہ کی وجہ سے ان کی شہادت قبول فرمائی۔ جواب اس طرح ہوا کہ حضرت عمرؓ کے خط اور اس فعل میں تعارض ہوگیا یا تو فعل عمرؓ کو قول کی وجہ سے ساقط کیا جائے گا اذا تعارضا تساقطا فعل اور قول تعارض کی وجہ سے دونوں ساقط ہوگئے البتہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے دلائل سالم رہے ان کے معارض کچھ بھی نہیں یا فعل عمرؓ میں تاویل کی جائے گی وہ تاویل یہ ہے کہ ان شہود نے مغیرہ کو

قابل اعتراض حالت میں دیکھا۔ لیکن نہ تو وہ یہ ثابت کر سکے کہ انہوں نے مغیرہ کو ایک عورت کے ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اس عورت کا اجنبی ہونا ثابت کر سکے۔ اس لئے ان پر حد قذف جاری کی گئی۔ اگرچہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔ اور یہ ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ اگر کسی کو کسی وجہ سے حد قذف لگائی جائے اور بعد میں ثابت ہو جائے کہ یہ لوگ اپنے الزام لگانے میں سچے ہوں لیکن اس عورت کا زوجہ ہونا ثابت ہو گیا۔ یا اجنبی عورت ہو لیکن انہوں نے اس طرح نہ دیکھا ہو کہ جیسے سرمچو سرمہ دانی کے اندر ہوتا ہے۔ بلکہ کسی کپڑے وغیرہ سے اس نے عورت پر پردہ کر لیا ہو۔ لیکن جب حضرت عمرؓ کے نزدیک ان کی صداقت ثابت نہ ہو سکی تو آپ نے ان پر حد قذف جاری کر دی۔ چونکہ وہ لوگ کما حقہا شہادت مہیا نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان سے توبہ کرائی۔ اور ان کی شہادت یا تو اس لئے قبول فرمائی کہ وہ جھوٹے نہیں تھے۔ اور ان پر حد جاری کرنا اور توبہ کرانا ان کے جھوٹ کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ شریعت غراء کے حکم کی وجہ سے تھا۔ جب امام اعظمؒ کا مسلک آیت کریمہ حدیث نبویؐ اور حضرت عمرؓ کے اثر سے ثابت ہو گیا تو تابعین کی یہ لمبی چوڑی فہرست جو امام بخاریؒ نے پیش کی ہے وہ اس امام اکبر افخم تابعی کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ **والله تعالیٰ اعلم وعلمه احکم۔**

وقد نفی النبی ﷺ روایت کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت فرمائی کہ جب حدود ان حضرات کے نزدیک ساترات ہیں تو جلا وطن کر دینا اور سال کا پورا گذر جانا یہ توبہ ہوئی۔ جس کو حد کے تمام ہونے میں دخل ثابت ہوا۔

حتی مضی خمسون لیلة صحابہ کرامؓ کا اس مدت معینہ تک ان حضرات کا بائیکاٹ جاری رکھنا اور کلام تک نہ کرنا یہ توبہ کی قبولیت کی نشانی ہوئی اس لئے کہ جب اس مدت کے بعد کلام کرنا مباح ہو گیا تو معلوم ہوا کہ جو چیز اس بائیکاٹ کا باعث تھی وہ زائل ہو گئی یعنی فسق ختم ہو گیا تو اس مدت معینہ کا گذر جانا توبہ کے پہچاننے کا ذریعہ ہوئی اور اس طرح چوری کرنے والی عورت کی روایت سے ثابت ہوا کہ قطع ید یعنی ہاتھ کا کاٹ دینا ہی اس کی توبہ تھی۔ جب ہاتھ کٹ گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی توبہ قبول ہوئی۔ لہذا شہادت بھی مقبول ہو گئی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قطب گنگوہیؒ نے ایک مشہور اختلافی مسئلہ میں احنافؒ کی جانب سے بڑے بسط کے ساتھ جوابات دیئے ہیں۔ مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والا خاوند ہے۔ تو اس کا قذف یا تو گواہوں سے ثابت ہو گا۔ یا لعان سے ثابت ہو گا۔ اگر قاذف اجنبی ہے تو پھر قذف گواہوں سے یا مقذوف کے اقرار سے ثابت ہو گا۔ محض تہمت لگانے سے نہ تو فسق کا تحقق ہو گا نہ حد لگائی جائیگی اور نہ ہی شہادت کو رد کیا جائے گا۔ اگر اس کا قذف ان امور میں سے کسی کے ساتھ ثابت نہیں ہوا تو پھر حد قذف بھی واجب ہو گی فسق کا حکم بھی لاگو ہو گا۔ اور اس کی شہادت بھی رد کر دی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو حد ساقط نہ ہو گی۔ البتہ فسق زائل ہو جائے گا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور اس کی گواہی بھی قبول ہو گی۔ ائمہ ثلاثہؒ۔ امام ابو یوسفؒ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا یہی مسلک ہے البتہ امام نخعیؒ۔ ثوریؒ۔ اور اصحاب الرایؒ فرماتے ہیں کہ جب قاذف کو کوڑے لگا دیئے گئے تو اب اس کی شہادت قبول نہ ہو گی۔ خواہ توبہ ہی کیوں نہ کرے حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جلد سے پہلے اگر توبہ نہ بھی کرے تو اس کی شہادت رد نہ ہو گی گویا خلاف دو مقام پر ہوا

ایک تو یہ ہے کہ ہمارے نزدیک جب قذف متحقق ثابت نہیں ہو سکا تو قذف سے اس کی شہادت ساقط ہو جائے گی۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک کوڑے لگانے کے بعد شہادت ساقط ہو گی۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جب توبہ کرلی اگرچہ کوڑے لگ چکے ہوں پھر بھی اس کی شہادت ہو گی۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جلد کے بعد شہادت قبول نہیں۔ لا تقبلوا شھادۃ ابداً۔

لم یتصل بالاخیر الخ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے اندر قاذف جب گواہ پیش نہ کر سکے تو اس کے تین احکام ذکر فرمائے ہیں۔ پہلا حکم یہ ہے کہ اسے اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کی گواہی رد کر دی جائے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ وہ عند اللہ اور عند الناس فاسق ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تائب کو اس سے مستثنیٰ کر دیا۔ اب پہلے حکم کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ استثناء اس کو شامل نہیں۔ کیونکہ جلد یعنی کوڑے لگانے کا حکم کسی وقت ساقط نہیں ہوتا۔ خواہ توبہ کرے یا نہ کرے۔ البتہ امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ اگر قاذف اقامت حد سے پہلے توبہ کرلے تو حد ساقط ہو جائے گی۔ اور اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ تیسرا حکم جو متصل بالاستثناء ہے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ کیونکہ جمیع حضرات کے نزدیک توبہ کرنے سے فسق زائل ہو جائے گا۔ نص کتاب سے ثابت ہے۔ اب درمیانے حکم میں اختلاف واقع ہوا۔ ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم بھی آخری حکم کے ساتھ لاحق ہے کہ توبہ سے رد شہادت کا حکم بھی زائل ہو جائیگا اس لئے کہ استثناء جب کئی جملوں کے بعد آئے جن کا ایک دوسرے پر عطف ہو تو استثناء سب کو شامل ہو گا یہاں بھی ایسا ہے مگر پہلا حکم اجماع کی وجہ سے نکل گیا اب دو استثناء میں داخل رہیں گے۔ علماء احنافؒ فرماتے ہیں کہ استثناء کا تعلق صرف تیسرے حکم سے ہے۔ کیونکہ اصل یہی ہے کہ اس کا تعلق متصل کے ساتھ ہو۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ اس کا تعلق جمیع کے ساتھ ہے تو پھر پہلا حکم تو اجماعی طور پر خارج ہو گیا۔ اب تین جملوں میں سے دو کے ساتھ تعلق کی وجہ سمجھ نہیں آتی کیونکہ یا تو تعلق سب کے ساتھ ہو وہ ممنوع ہے یا آخیر کے ساتھ وہ واضح ہے۔ وھو المقصود۔

علی وقف الجیم تمام مصاحف ہندیہ اور مصریہ میں ابداً کے بعد وقف جیم ہے۔ جس کے متعلق قراء کے یہاں مشہور یہ ہے کہ وقف ہو۔ یہ راجح ہے۔ اور وصل مرجوع ہے۔ شرح جزریہ میں ملا علی قاریؒ نے یہی فرمایا ہے۔ اولئك ھم الفاسقون کلام علیحدۃ۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احنافؒ کے نزدیک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قاذف کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ رد شہادت حد شرعی کے ساتھ تتمہ میں سے ہے جس میں جزا بننے کی صلاحیت تو پہلے حکم کی طرح یہ حکم بھی حد ہونے میں شریک ہو گا۔ اولئك ھم الفاسقون میں جزا بننے کی صلاحیت نہیں ہے کیونکہ اس میں ائمہ کو خطاب نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک صفت جو قاذفین کے ساتھ قائم ہے پس یہ تمام میں سے حد نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مستقل کلام ہے جس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ ماقبل پر عطف نہیں ہو سکتا۔ بوجہ جملہ اخبار پر ہونے کے جس میں ائمہ کو خطاب نہیں پایا جاتا اور اس سے پہلے جملہ انشائیہ ہے۔ جس میں ائمہ کو خطاب ہے۔ اور اسی طرح لا تقبلوا بھی جملہ انشائیہ ہے جس میں ائمہ کو خطاب ہے جس کا عطف فاجلدوا جملہ انشائیہ پر ہو گا۔ لیکن امام شافعیؒ لا تقبلوا کو فاجلدوا سے الگ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اتصال کی دلیل موجود ہے وہ دونوں کا جملہ انشائیہ ہونا ہے۔ اور اولئك ھم الفاسقون کو

فاجلدوا کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔ باوجودیکہ دلیل انفصال موجود ہے وہ اس کا جملہ اسمیہ ہونا ہے جس میں جزا بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔ هكذا في المحلى فان شهادتهم مردودة الخ یعنی اس تقریر سے تو یہ لازم آتا ہے کہ سب اہل کبائر کی شہادت مردودہ ہوں۔ حالانکہ یہ تغلیظی حکم صرف قذف کے لئے ہے بقیہ کبائر کے لئے نہیں ہے کوئی امام بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

الحدود ساترات عندهم ومكفرات اس سے ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک حدود کفارات ہیں اور احنافؒ کے نزدیک محض زاجرات ہیں چنانچہ در مختار میں ہے الحد عقوبة مقدرة وجبت حقالله تعالى زجرا وليس مطهرا عندنا بل المطهر التوبة الخ یعنی حد ایک شرعی مقرر شدہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب ہوئی ہے اور جرائم سے روکنے کا ذریعہ ہے۔ ہمارے احنافؒ کے نزدیک مطہر نہیں گناہوں سے پاک کرنے والی توبہ ہے کیونکہ قطاع الطريق (ڈاکو) کی سزا کے بارے میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں ذلك لهم خزى في الدنيا ولهم في الاخرة عذاب عظيم الاالذين تابوا۔ تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ڈاکو کی سزا دنیا اور آخرت دونوں کو جمع فرمادیا۔ اور عذاب آخرت کو توبہ سے ساقط فرمادیا۔ اس لئے کہ اس مقام پر بالاجماع استثناء کا تعلق صرف آخری جملہ سے ہے۔ کیونکہ توبہ حد شرعی فی الدنیا کو ساقط نہیں کر سکتی۔ اور علامہ زیلعیؒ نے حد کے مطہر للذنب نہ ہونے پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ یہ حد کافر پر بھی قائم ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کے لئے بالاتفاق مطہر نہیں ہے لہذا مسلم کے لئے بھی مطہر نہ ہوگی۔ بلکہ زاجر ہوگی۔

فان عمر كتب الخ زیلعی نے نصب الرایہ میں دارقطنی کی طویل روایت نقل کی ہے۔ اور بیہقیؒ نے بھی حضرت عمرؓ کا خط ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے المسلمون عدول بعضهم على بعض الامجلوداً في حد لامجربا في الشهادة زور اور محلی میں حضرت عمرؓ کا قول منقول ہے کہ آپ نے ابی بکرۃ سے فرمایا کہ تب اقبل شهادتك کہ تم توبہ کرو۔ میں تمہاری گواہی قبول کرلوں گا۔ تو یہ قول کتاب عمرؓ کے معارض ہوا۔ یا تساقط ہوگا یا خط کو ترجیح دی جائے گی۔

قبل الشهادة ابى بكرة الخ واقعہ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ حضرت عمر بن الخطابؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے۔ جن پر ابو بکرہ۔ شبل۔ اور نافع وغیرہ نے تہمت لگائی کہ انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک عورت جس کو رقطاء کہا جاتا تھا۔ ام جمیل اس کا نام تھا جس کے خاوند حجاج بن عتیک نے اس کے پیٹ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت عمرؓ کے پاس جاکر شکایت کی حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو والی بنادیا۔ مغیرہؓ پر تین گواہوں نے زنا کی شہادت دی۔ زیاد چوتھے کی شہادت ثابت نہ ہو سکی۔ جس نے کہا کہ میں نے انہیں قابل اعتراض حالت میں دیکھا لیکن پورا علم نہیں ہے کہ اس نے اس سے جماع کیا یا نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے تین گواہوں پر حد قذف عائد کی اس قصہ کو امام طحاویؒ نے بھی نقل کیا ہے۔

فانه تقبل شهادة چنانچہ در مختار میں ہے کہ جب محدود اپنے صدق پر گواہ قائم کردے تو پھر اس کی شہادت قبول کی جائے گی

انها زوجته فیض الباری میں ہے کہ حضرت مغیرہؓ کا ایک عورت کے گھر میں آنا بہت تحقیق اور تلاش کے باوجود میرے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔ کہ اس نے اس عورت سے خفیہ نکاح کر لیا تھا جس کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور اس سے ہمبستر بھی ہوتے تھے۔ باقی انہوں نے حضرت عمرؓ کے پاس یہ عذر اس لئے بیان نہ کیا کہ ایسے معاملہ نکاح سے حضرت عمرؓ نے منع فرمادیا تھا۔ بلکہ اعلان کرایا تھا جو ایسا کرے گا اس کو سزا دی جائے گی۔ اس لئے ڈر کے مارے انہوں نے یہ عذر پیش نہ کیا۔

استتابھم توبہ اس لئے کرائی کہ جب تک شہادت زنا کا نصاب مکمل نہ ہو زنا کا پروپیگنڈہ نہ کرنا چاہیے اور قذف سے توبہ کی صورت یہ ہے کہ اپنے آپ کو جھوٹا قرار دے۔ اور آئندہ کے لئے ایسے کام سے باز رہنے کا اقرار کرے۔ امام بخاریؒ کا میلان یہ ہے کہ توبہ کافی ہے تکذیب نفس کی ضرورت نہیں ہے۔

کیف تعرف توبته اس عبارت سے امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ توبہ کے لئے ایک مدت ضرور ہو۔ جس میں اس کی صلاح ظاہر ہو جائے۔ اکثر حضرات نے اس مدت کی تعیین ایک سال سے کی ہے۔ کیونکہ اس میں چار فصلیں ہیں۔ جن میں نفس کے اندر تغیر ناگزیر ہے۔ لہذا جب یہ مدت گذر جائے گی تو معلوم ہو جائے گا کہ اب اس کی سیرت اچھی ہو گئی غالباً حدیث عائشہؓ کی طرف اشارہ ہے جس میں مدت کا ذکر ہے۔ اور توبۃ نصوح کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔ الندم بالقلب۔ دل سے شرمندہ ہونا۔ استغفار باللسان زبان سے مغفرت طلب کرنا۔ اور دل میں پھر نہ کرنے کا عہد کرنا۔ اور برے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا اگر حق اللہ ہے جیسے زکوۃ تو اس کی ادائیگی توبہ حقوق الادمی کی واپسی توبہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مغفرت محض توبہ سے حاصل ہوگی۔ جب شرک بالاسلام میں کسی شرط کا توبہ کے لئے اعتبار نہیں ہے۔ تو باقی معاصی کے لئے بھی توبہ کسی شرط پر موقوف نہ ہوگی۔ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ فاسق جب اپنے گناہوں سے تائب ہو تو اس وقت تک اس کی توبہ قبول نہ ہوگی جب تک توبہ کے آثار نظر نہ آئیں بعض نے اس کی مدت چھ ماہ اور بعض نے ایک سال مقرر کی ہے۔ راجح یہ ہے کہ یہ امام اور قاضی کی رائے پر ہے۔ اور خلاصہ میں ہے لوکان عدلا فشھد بزور ثم تاب فشھد تقبل من غیر مدة یعنی اگر عادل نے جھوٹی گواہی دے کر اس سے توبہ کر لی پھر گواہی دے تو بغیر کسی مدت گذرنے کے اس کی گواہی قبول کی جائیگی۔

نفی الزنا والنھی عن کلام کعب بن مالك الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مناسبت اس طرح ثابت ہوئی کہ آنجناب نبی اکرم ﷺ نے جلاوطنی اور بائیکاٹ کے بعد توبہ کے لئے کسی اور چیز کو ضروری قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی آپؐ سے یہ منقول ہے کہ آپؐ نے زانی سے کہا کہ وہ اپنے نفس کی تکذیب کرے۔ اور اعتراف کرے کہ میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اسی طرح غزوۂ تبوک میں تین حضرات کی شمولیت کرنے پر جو بائیکاٹ اور ہجران کی مدت پچاس راتیں گذریں۔ ان کے علاوہ اور کوئی شرط توبہ کے لئے بیان نہیں کی گئی۔ میرے نزدیک امام بخاریؒ نے ان روایات کو ذکر کر کے بیان مدت میں جو اختلاف ہے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان روایات کا اکذاب نفس سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اگر وہ ہو سکتا ہے تو صرف شہادت زور اور قذف میں ممکن ہے۔ زنا اور تخلف کعب سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

وقال بعض الناس امام بخاریؒ نے اس باب میں احنافؒ پر تین طرح سے ردّ کیا ہے کہ ان کے کلام میں تناقض ہے۔ پہلا یہ ہے کہ یہ لوگ شہادت محدود فی القذف کی جائز قرار نہیں دیتے۔ لیکن ان کی شہادت سے نکاح کو صحیح کہتے ہیں۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ شہادت محدود فی القذف سے نکاح کو جائز کہتے ہیں۔ لیکن غلام کی شہادت سے جائز نہیں کہتے۔ حالانکہ دونوں ناقص فی الشہادت ہیں اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ لوگ شہادت میں فرق کرتے ہیں۔ چاند دیکھنے کے بارے میں محدود عبد۔ اور باندی کی شہادت کو مباح قرار دیتے ہیں باقی امور میں ان کی شہادت کا اعتبار نہیں کرتے لیکن ادنیٰ غور وخوض سے ان کے جوابات دئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے ان کا تعرض نہیں کیا۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ واقعی محدود فی القذف کی شہادت ان کے یہاں مقبول نہیں۔ اگرچہ وہ توبہ بھی کرلے کیونکہ توبہ سے فسق زائل ہو جائے گا۔ کیونکہ عدم قبول شہادت اس کے غیر عادل ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔ دیکھئے باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں قبول نہیں ہے۔ لیکن وہ عادل ہے۔ اس لئے توبہ کے بعد محدود فی القذف کی شہادت سے نکاح صحیح ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ عادل ہے البتہ شہادت مقبول نہیں ہو گی۔ جیسے باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں مقبول نہیں ہوتی وہ اس لئے نکاح کی صحت دو گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے یہ نہیں کہ وہ اداء کے وقت مقبول الشھادۃ ہوں۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عبد اہل شہادت میں سے نہیں ہے۔ چنانچہ جمہور علماء کے نزدیک اس کی شہادت جائز نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شہادت باب ولایت میں سے ہے۔ عبد جب اپنے نفس کا مالک نہیں تو وہ دوسرے کے لئے ولایت کیسے ثابت کر سکتا ہے۔ بخلاف محدود فی القذف کے کہ وہ اہل ولایت میں سے ہے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ شہادت عبد ولایت میں حریت کا اعتبار لازمی ہے۔ اور عبد کو کسی طرح کی ولایت حاصل نہیں۔ تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شہادت ہلال باب اخبار میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کیلئے لفظ شہادت مختص نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شہادت ہلال بلادعویٰ۔ بلا لفظ اشھد۔ بلا حکم اور بلا مجلس قضاء قبول کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خبر ہے شہادت نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ انظر ان من اخوانکن یعنی ہر عورت جو دودھ پلادے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ اور نہ کوئی آدمی بھائی بن جاتا ہے۔ جب تک رضاعت مجاعت کے زمانہ میں نہ ہو۔ کیونکہ دودھ بچے کے لئے ایسے ہے جیسے بڑے کے لئے کھانا ہوتا ہے اسلئے اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اگر اشکال ہو کہ احادیث میں تو موت قدیم کا ذکر نہیں ہے۔ پھر ترجمہ سے مطابقت کیسے ثابت ہو گی تو کہا جائے گا کہ موت کو رضاعت پر قیاس کیا گیا۔ کہ جیسے رضاعت شہرت سے ثابت ہوتی ہے۔ موت بھی شہرت سے متحقق ہو گی۔ شہادت کی ضرورت نہیں ہو گی۔ لابکرۃ کا نام نفیع ابن الحارث تھا۔ شبل ان کا سوتیلا بھائی ہے۔ ماں کی طرف سے۔ اور نافع بن الحارث حقیقی بھائی ہے۔ اور تینوں بھائی صحابی ہیں اور ان کے ہمراہ ایک چوتھا بھائی بھی تھا جن کا نام زیاد بن سمیه تھا۔ سمیہ ابوسفیان کی باندی تھی۔ زیاد نہ صحابی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی روایت ہے۔ البتہ وہ زہاد عرب اور فصحاء عرب میں سے تھا۔ جس کی وفات ۵۳ھ میں ہوئی۔

وکیف تعرف توبته اس جملہ کا عطف اوّل ترجمہ پر ہے۔ اور بسا اوقات امام بخاریؒ ترجمہ کے بعد ترجمہ لایا کرتے ہیں

اگر چہ ان میں فاصلہ ہو۔ حضرت کعب بن مالک کے دوساتھی مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ ہیں۔ علی الثلاثة الذین خلفوا کا یہی مصداق ہے اگر اعتراض ہو کہ ان حضرات کے قصہ کا باب سے کیا تعلق ہوا تو کہا جاگا کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانا بغیر اجازت کے چور کی طرح گناہ ہے۔ پچاس دن کے بعد ان کی توبہ کا علم ہوا تو حضرت کعبؓ کے قصہ میں توبہ کا علم مدت کے بعد ہوا۔ اور سارقہ کی حدیث میں حضرت عائشہؓ کے قول سے توبہ کا علم ہوا۔ حسنت توبتها اور زانی کی توبہ یعنی حضرت ماعز اسلمیؓ کی توبہ حد کے بعد حاصل ہوئی۔

باب لایشهد علی شهادة جوارٍ اذا اشهد۔

ترجمہ۔ جب کسی کو ظلم پر گواہ بنایا جائے تو وہ ظلم پر گواہی نہ دے۔

حدیث (٢٤٦٤) حدثناعبدان الخ عن النعمان بن بشیرؓ قال سالت امی ابی بعض الموهبة لی من ماله ثم بداله فوهبها لی فقالت لاارضی حتی تشهد النبی ﷺ فاخذبیدی وانا غلام فاتی بی النبی ﷺ فقال ان امه بنت رواحة سالتنی بعض الموهبة لهذا قال الك ولد سواه قال نعم فاراه قال لاتشهد نی علی جورٍ وقال ابوحریز عن الشعبی لااشهد علی جورٍ ......

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے لئے باپ سے اپنے مال سے کچھ ھبہ کرنے کی درخواست کی جنہوں نے مناسب سمجھ کر میرے لئے ھبہ کر دیا لیکن میری ماں نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ حضرت نبی اکرم ﷺ کو گواہ نہ بنالیں۔ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا جب کہ میں لڑکا تھا۔ اور مجھے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ پس فرمانے لگے کہ ان کی والدہ عمرہ بنت رواحہؓ چاہتی ہے کہ اس کے لئے میں کچھ مال ہبہ کردوں۔ آپؐ نے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی آپ کی کوئی اولاد ہے۔ انہوں نے نعم کہہ کر جواب دیا۔ کہ اولاد ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ اور امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ میں ظلم پر گواہی نہیں دوں گا۔ ترجمہ میں واضح ہے بحث گذر چکی ہے۔

حدیث (٢٤٦٥) حدثناادم الخ سمعت عمران بن حصینؓ قال قال النبی ﷺ خیرکم قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم قال عمران لاادری اذکر النبی ﷺ بعد قرنین اوثلثة قال النبی ﷺ ان بعدکم قوما یخونون ولایؤتمنون

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ بہتر ہوں گے جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمرانؓ کا کہنا ہے کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اس کے بعد آپؐ نے دو زمانے ذکر کئے یا تین ذکر کئے۔ بہر حال

ویشھدون ولایستشھدون وینذرون ولایفون ویظھر فیھم السمن ....

اس کے بعد فرمایا کہ پھر تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو خیانت کریں گے امانت داری ان میں نہیں ہو گی گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ لوگ نذر مانیں گے۔ لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے۔ اور ان میں موٹاپا غالب ہو گا۔

حدیث(۲۴۶۶)حدثنامحمدبن کثیر الخ

عن عبداللہؓ عن النبی ﷺ قال خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجیئ اقوام تسبق شھادۃ احدھم یمینہ ویمینہ شھادتہ قال ابراھیم وکانوایضربوننا علی الشھادۃ والعھد...

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں۔ پھر ان کے بعد کے پھر ان کے بعد کے۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی شہادت قسم سے آگے بڑھے گی۔ اور ان کی قسم شہادت سے آگے بڑھے گی۔ یعنی شہادت اور قسم پر حریص ہوں گے۔ اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو شہادت اور عہد و پیان پر مار پڑتی تھی کہ کہیں یہ ہماری عادت نہ بن جائے۔ یہ ہمارے بچپن کا دور تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لایستشھدون الخ یہ محل ترجمہ ہے۔ کیونکہ ان سے شہادت اس لئے طلب نہ کی جاتی تھی کہ وہ شہادت کو اس کے طریقہ پر ادا نہیں کرتے گویا ان کی شہادت شہادت علی جور ہوئی۔ یا یوں کہا جائے کہ ترجمہ یظھر فیھم السمن سے ثابت ہے۔ کیونکہ انکا مطمح نظر اور ان کی رغبت موٹاپے میں ہو گی۔ کہ ان کا بڑا مقصد صرف نقدی وصول کرنا اور مبلغات اینٹھنا ہو گا خواہ وہ صدق شہادت سے حاصل ہو یا کذب فی الشھادت سے۔ وہ اس کی پرواہ نہیں کریں گے کہ یہ شہادت عدل ہے یا جور ہے۔ تو جب شہادت صادقہ اور کاذبہ میں بے پرواہی برتنے پر ان کی مذمت کی گئی تو اس سے معلوم ہوا کہ شہادت جور تو سخت مذموم ہے اور ایسا گواہ جو عدل و جور میں فرق نہیں کرتا وہ زیادہ قابل مذمت ہو گا۔

وکانو یضربوننا علی الشھادۃ والعھد اگر اس سے مراد یہ ہے کہ بچپن میں ہمیں شہادۃ اور عہد کی قسم کھانے پر مار پڑتی تھی کیونکہ یہود ایسی قسم اٹھاتے تھے تو ہمیں ان سے مشابہت کی وجہ سے پیٹا جاتا تھا۔ اور ایسے الفاظ کے ساتھ قسم کھانا مناسب نہیں ہے۔ لیکن یہ معنی باب کے مناسب نہیں۔ اور اگر یہ مراد ہو کہ ہمیں نشھد بکذا اواعھدك بکذا پر مار پڑتی تھی تو پھر پٹائی کا مقصد یہ ہو گا کہ ہمیں ایسے اقوال کی عادت ڈالنے سے روکا جاتا تھا کہ ہم کہیں صدق اور کذب میں نہ پڑ جائیں کیونکہ ایسی شہادت میں یمین کے معنی بھی ہیں تو پھر یہ اس باب کے مناسب ہو گا کہ ہمیں سچی قسم کھانے سے بھی منع کیا جاتا۔ کہ جب تک سخت ضرورت لاحق نہ ہو قسم نہ اٹھائی جائے۔ چہ جائیکہ جھوٹی قسم اٹھائی جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یشهدون ولایستشهدون کے بارے میں علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ مطابقت حدیث کو باب سے اس طرح ہوئی کہ مثل از استشہا دسے شہادت دینا اس میں ظلم کے معنی ہیں۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اداء شہادت بغیر طلب کے ہے۔ یہی معنی زیادہ قریب ہیں۔ لیکن اس کے معارض مسلم کی روایت ہے کہ بہتر گواہ وہ ہے جو سوال سے پہلے گواہی دے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کا حق کسی کے ذمہ ہو مگر اس کا کوئی جاننے والا نہیں۔ اس کو علم تھا وہ قبل از طلب اس لئے گواہی دیتا ہے کہ صاحب حق کا حق نہ مارا جائے۔ یا عالم بالشهادة مر گیا اس کے ورثه سے اس کی حق ادائیگی کرا دیں یہ اسکے بارے میں ہے۔ یا اس سے مراد شہادت حسبہ ہے جس کا تعلق آدمیوں کے حقوق سے نہ ہو بلکہ حقوق اللہ کا تعلق ہو جیسے عتاق وصیة۔

الحاصل حدیث ابن مسعودؓ سے وہ شہادت مراد ہے جس کا تعلق حقوق الادمیین سے ہو۔ اور حدیث زید سے شهادة فی حقوق الله مراد ہے اور بعض نے حدیث عمران کو شہادت زور پر محمول کیا ہے اور حدیث زید کو عموم پر رکھا ہے۔

یظهر فیهم السمن کے بارے میں حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کھانے پینے کی چیزوں میں وسعت کو پسند کریں گے اور بعض نے اس سے کثرت مال مراد لیا ہے اور بعض نے کہا کہ ایسی چیزیں کثرت سے ظاہر کریں گے جو ان میں نہیں ہوں گی وغیرہ۔ اور بعض نے حقیقی یعنی موٹاپا مراد لیا ہے کیونکہ موٹا آدمی عموماً بلید الفهم ہوتا ہے اور عبادت کو بوجھ سمجھتا ہے۔

باب ماقيل في شهادة الزُّور

ترجمہ۔ باب ان چیزوں کے بارے میں جو جھوٹی گواہی کے بارے میں کہا گیا ہے۔

لقول الله عزوجل والذين لايشهدون الزور وكتمان الشهادة ولاتكتموا الشهادة ومن يكتمها فانه اثم قلبه والله بما تعملون عليم تلووا السنتكم بالشهادة .....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور شہادت کا چھپانا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور تم شہادت کو مت چھپاؤ اور جو شخص شہادت کو چھپاتا ہے تو پس اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ان اعمال کو جو تم کرتے ہو اور شہادت میں اپنی زبانوں کو مت مروڑو

حديث (۲۴۶۷) حدثنا عبدالله بن منير الخ عن انسؓ قال سئل النبی ﷺ عن الكبائر قال الاشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس وشهادة الزور تابعه غندر

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے بڑے بڑے گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی جی کو قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔ غندر نے اس کی متابعت کی۔

حدیث (٢٤٦٨) حدثنامسدد الخ عن ابی بکرة قال قال النبی ﷺ الاانبئکم باکبر الکبائر ثلثا قالوا بلی یارسول الله قال الاشراك بالله وعقوق الوالدین وجلس وکان متکئاً فقال الاوقول الزور قال فما زال یکررها حتی قلنا لیته سکت ......

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتلاؤں۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کیوں نہ یارسول اللہ! آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے جب کہ پہلے سہارا لینے والے تھے پس آپؐ نے فرمایا خبردار اور جھوٹی بات جسے آپؐ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے کہا کہ کاش! آپؐ خاموش ہو جاتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ تلووا السنتکم بالشهادة کلمہ شہادت کو زائد کرنے سے آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے کہ لی اللسان عن الحق سے مراد شہادت ہے۔

الشهادة الزور وکذا قول الزور حدیث سے ترجمہ کے ایک جزء شهادة الزور پر تو دلالت واضح ہے لیکن دوسرا جزء کتمان الشهادة پر دلالت نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شهادة الزور میں جھوٹ ہوتا ہے جو کتمان الشهادت کو مستلزم ہے غیر مشهود له کے بارے میں۔ تو اس طرح ترجمہ کے دونوں جزء بلا تکلف ثابت ہو گئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت ابن عباسؓ نے تلووا السنتکم کی تفسیر شہادت سے کی ہے اس آیت کریمہ میں ان تلووا اوتعرضوا ای تلووا السنتکم بالشها دة وتعرضوا عنها. حاصل یہ ہے کہ لی کی تفسیر تحریف سے اور اعراض کی تفسیر ترک فرمائی ہے۔ مصنفؒ نے کتما ن الشهادة مع الشهادة الزور کہہ کر اسی اثر کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور یہ بھی بتلایا کہ شہادۃ زور حرام ہے ۔ کیونکہ وہ ابطال حق کا سبب بنتا ہے۔ اور اس حدیث ابن مسعودؓ کی طرف بھی اشارہ ہے جس میں ہے علامات قیامت سے کتمان الشهادة اور شہادت زور بھی ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام بخاریؒ لفظ تلووا السنتکم کے درمیان ای یا یعنی کے لفظ سے فصل کر دیتے تو قرآن مجید کے الفاظ کلام بخاری سے متمیز ہو جاتے۔ علامہ عینیؒ نے تو فرمایا بلکہ تمییز کرنا واجب تھا۔ لیکن امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق ایسا نہیں کیا۔ بلکہ کتا ب التفسیر میں تو تفسیر اور مفسر کے درمیان کوئی امتیاز قائم نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ خود ماہر قرآن تھے۔ ان کو یہ وہم بھی نہیں ہوا کہ کسی شخص کو قرآن مجید میں بھی اشتباہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ سورہ نساء کی ہے۔

باب شهادة الاعمی

ترجمہ۔ نابینا آدمی کا شہادت دینا

وامره ونكاحه وانكاحه ومبايعته وقبوله في التاذين وغيره ومايعرف بالاصوات واجاز شهادته قاسم والحسن وابن سيرين والزهرى وعطاء وقال الشعبى تجوز شهادته اذاكان عاقلا وقال الحكم رب شيئ تجوز فيه وقال الزهرى ارايت ابن عباسؓ لوشهد على شهادة اكنت ترده وكان ابن عباسؓ يبعث رجلاً اذاغابت الشمس افطر ويسال عن الفجر فاذاقيل له طلع صلى ركعتين وقال سليمان بن يسار استاذنت على عائشةؓ فعرفت صوتى قالت سليمان ادخل فانك مملوك مابقى عليك شيئ واجازسمرةبن جندب شهادة امرأة منتقبة ......

ترجمہ۔ اس کا حکم دینا۔ نکاح کرنا۔ نکاح کرانا۔ خرید وفروخت کرنا۔ اذان دینے میں اور دوسری چیزوں میں اس کا مقبول ہونا۔ بلکہ ان امور میں جو آواز سے پہچانی جاتی ہیں۔ حضرت قاسمؒ۔ حسن بصریؒ۔ ابن سیرینؒ۔ زہریؒ۔ اور عطاءؒ نے نابینا کی شہادت کو جائز قرار دیا ہے۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں جب نابینا سمجھدار ہو تو اس کی گواہی جائز ہے۔ حکم فرماتے ہیں تھوڑی چیز میں جائز کثیر میں ناجائز ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ دیکھو اگر ابن عباسؓ جو نابینا ہو گئے تھے اگر وہ کسی چیز پر گواہی دیں تو کیا تم ان کی شہادت کو رد کر سکتے ہو۔ ان کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آدمی کو بھیج کر سورج غروب ہونے کا پتہ کر کے روزہ افطار کرتے اور طلوع فجر کے متعلق دریافت کرتے تھے جب ان سے کہا جاتا کہ فجر نکل آئی تو دو رکعت سنت پڑھتے تھے۔ اور سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے داخلہ کی اجازت طلب کی تو انہوں نے میری آواز کو پہچان کر فرمایا سلیمان داخل ہو جاؤ۔ تم تو اس وقت تک غلام ہو جب تک مکاتبۃ کی کوئی چیز تمہارے ذمہ باقی ہو۔ اور حضرت سمرۃ بن جندبؓ نے نقاب پوش عورت کی گواہی کو جائز رکھا۔

حديث(۲٤٦۹)حدثنامحمد بن عبيد الخ عن عائشةؓ قالت سمع النبى ﷺ رجلايقرا فى المسجد فقال رحم الله لقد اذكرنى كذا وكذا اية اسقطتهن من سورة كذا وكذاوزاد بن عبدالله عن عائشةؓ تهجد النبى ﷺ فى بيتى فسمع صوت عباد هذا قلت نعم قال اللهم ارحم عباداً ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کسی آدمی کی آواز سنی جو مسجد میں قرآن پڑھ رہا تھا فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ اس نے مجھے کتنی آیات یاد دلا دیں جن کو میں نے فلاں فلاں سورت سے ساقط کرا دیا تھا۔ عباد بن عبداللہؓ حضرت عائشہؓ سے یہ الفاظ زائد نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے میرے گھر میں تہجد کی نماز ادا فرمائی تو حضرت عبادؓ کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا اے عائشہؓ کیا یہ عبادؓ کی آواز نہیں ہے۔ میں نے کہا ہاں انہی کی آواز ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ! عباد پر رحم فرما۔

حدیث(۲۴۷۰)حدثنامالك بن اسمعيل الخ عن عبدالله بن عمرؓ قال قال النبی ﷺ ان بلالاً يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن اوقال حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم وكان ابن ام مكتوم رجل اعمى لايؤذن حتى يقول له الناس اصبحت

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان کہیں یا فرمایا کہ یہاں تک کہ تم ابن ام مکتومؓ کی اذان سنو۔ ابن ام مکتومؓ نابینا آدمی تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ لوگ انہیں کہتے کہ آپ صبح میں داخل ہو گئے۔

حدیث(۲۴۷۱)حدثنا زياد بن يحيى الخ عن المسور بن مخرمةؓ قال قدمت على النبی ﷺ اقبية فقال لی ابی مخرمة انطلق بنا اليه عسى ان يعطينا منها شيئاً فقام ابی على الباب فتكلم فعرف النبی ﷺ صوته فخرج النبی ﷺ ومعه قباء وهويريه محاسنه وهويقول خبات هذالك خبات هذالك ....

ترجمہ۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ قبائیں یعنی چغے آئے تو میرے باپ مخرمہؓ نے مجھے فرمایا کہ ہمیں آپ کی خدمت میں لے چلو۔ ممکن ہے کہ آپؐ ان میں سے کوئی چیز ہمیں بھی عطا کر دیں چنانچہ میرا باپ آنحضرت ﷺ کے دروازے پر جاکر کھڑا ہو گیا۔ اور کچھ باتیں کرنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آواز پہچان لی۔ آپ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تو ایک قباء چغہ آپؐ کے پاس تھا۔ جس کی خوبیاں آپؐ میرے باپ کو دکھا رہے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ تو میں نے آپ کے لئے چھپا کے رکھ دیا یہ آپ کے لئے چھپالیا تھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ اس ترجمہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نابینا کی گواہی دینے۔ خبر دینے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یا ایک کو دوسرے پر قیاس فرما رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا مدار علم بالواقعہ پر ہوتا ہے۔ تو جیسے اخبار جائز ایسے اعمیٰ کی شہادت بھی جائز ہے۔ لیکن سب کو معلوم ہے کہ شہادت میں اخبار سے زیادہ تاکید ہوتی ہے۔ اس لئے ہم اس کی شہادت کو جائز نہیں کہتے۔ البتہ اس کی خبر کو قبول کر لیتے ہیں۔ باقی امام بخاریؒ نے جتنے اعتراضات وارد کئے ہیں ان کے جوابات بالکل آسان ہیں اسلئے کہ جس قدر تابعین کی فہرست بیان کی ہے ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہم رجال ونحن رجال اور حضرت ابن عباسؓ کی شہادت کا رد کرنا اس میں بھی کوئی اشکال نہیں۔ کیا حضرت مسروقؒ نے حضرت حسنؓ کی گواہی اپنے باپ حضرت علیؓ کے حق میں رد کر دی تھی تو یہاں بھی ممکن ہے ابن عباسؓ کی شہادت اس لئے رد کر دی جائے کہ ان کو واقعہ پر پوری اطلاع نہیں۔ اگرچہ وہ مقتدیٰ اور رہنماؤں میں سے ہیں۔

وکان ابن عباسؓ اس سے مقصد یہ ہے کہ ابن عباسؓ اتنے محتاط تھے کہ غروب شمس کے علم ہو جانے کے بعد روزہ افطار کرتے تھے

اور طلوع فجر کے علم ہو جانے کے بعد نماز پڑھتے تھے تو وہ علم بالواقعہ کے بعد گواہی بھی دے سکتے ہیں خواہ کسی وجہ سے ان کو علم حاصل ہو جائے۔ کیونکہ شہادت کادارومدار علم بالواقعہ پر ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان کو علم حاصل نہ ہو تا تو نہ افطار کرتے اور نہ ہی سنت الفجر پڑھتے اور ممکن ہے کہ اس قول سے مراد یہ ہو کہ ابن عباسؓ علم بغروب والطلوع جو کسی خبر دینے والے کی اطلاع سے ہوا اس کے بعد وہ اپنے گھر والوں کو افطار اور نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے تو کیا ان کے قول کو کوئی رد کر سکتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نابینا کا حکم اس کے ماموارت میں نافذ ہو گا جن کا مدار علم پر ہو خواہ وہ کسی ذریعہ سے حاصل ہو۔

فعرفت صوتي الخ تو اس سے معلوم ہوا کہ علم محض آواز سے بھی حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ معاہدہ نہ ہو لیکن معلوم رہے کہ اگر حضرت عائشہؓ محض آواز پر کفایت کرتیں تو سوال دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔ سلیمان ای هل انت سلیمان اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے دوسری مرتبہ نہیں پوچھا تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا اعتماد تھا کہ اگر یہ آواز والا حضرت سلیمان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو گا تو وہ گھر میں داخل نہ ہو گا اگرچہ وہ ان کو بلا بھی لیں جب کہ وہ محرم نہ ہوں۔ پس اس لئے انہوں نے اسے بلا لیا پھر یہاں پر نفی اصل کے پردہ کی نہیں ہے بلکہ پردہ میں سختی کی نفی ہے کیونکہ غلام بھی دوسروں کی طرح غیر محرم ہے ضرورت کی وجہ سے ان لوگوں سے تستر میں تخفیف کی جاتی ہے اس لئے کہ کثرت سے ان کے آنے جانے کی وجہ سے کافی حرج ہوتا ہے بنا بریں تخفیف کی گئی۔

واجاز سمرة الخ حضرت سمرہؓ نے کسی ذریعہ سے اس عورت کو پہچان لیا ہو گا جیسا کہ گواہ پہچان کرتے ہیں اور تعیین کرتے ہیں تو جب تعیین ہو گئی تو اب گواہی جائز ہے۔ محض آواز کا اعتبار اس لئے نہیں کیا جاتا کہ اس میں التباس اور اشتباہ کا خدشہ ہے جب التباس اٹھ گیا تو اب شہادت معتبر ہو گی۔

اذ کرنی کذا و کذا اس جگہ مقصود قاری نہیں بلکہ قرأۃ اور آیت ہے قاری کوئی بھی۔ ہو علماء احنافؒ آواز سے مطلق علم کے حصول کا انکار نہیں کرتے بلکہ محض آواز کے سننے سے صاحب آواز کی تعیین کا انکار کرتے ہیں اس مقام پر نہ تو قاری متعین ہوا اور نہ ہی اس کی تعیین کا قصد ہے تو مدعا ثابت نہ ہوا۔

اصوت عباد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ محض آواز سے علم حاصل ہو گیا لیکن ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر محض آواز سے صاحب آواز کی تعیین ہو جاتی تو پھر حضرت عائشہؓ سے پوچھنے کی حاجت نہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا هل صوت عباد هذا نیز! اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ اس کے بعد اا ارحم صاحب الصوت کہہ کر دعا فرماتے لیکن آپؐ نے فرمایا اللهم ارحم عبادا شاید آواز والا آدمی کوئی دوسرا ہو اور مقصود حضرت عباد کو دعا کرنا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے عباد کا نام لے کر دعا فرمائی اور جو آواز سے تعیین ہوئی تھی اس پر عمل نہیں فرمایا۔

حتی یؤذن ابن ام مکتومؓ الخ امام بخاریؒ اس سے ثابت فرمارہے ہیں کہ حضرت ابن ام مکتومؓ اعمیٰ ہونے کے باوجود ان کا اذان دینا قبول کیا گیا کیونکہ ان کو کسی ذریعہ سے طلوع فجر کا علم ہو جاتا تھا تو اس طرح دوسرے امور میں بھی مشاہدہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح بھی علم ہو جائے ان کی گواہی معتبر ہوگی۔ ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ اس مقام پر نہ تو مؤذن کی تعیین کرنا مقصود ہے اور نہ ہی طلوع فجر کے خبر دینے والے کی تعیین مقصود ہے۔ اور نہ ہی کوئی اور شئی مقصود ہے۔ مقصود صرف لوگوں کو فجر کی پو پھٹنے کی اطلاع دینا ہے جب ایک جماعت نے ان کو اس کی خبر کردی تو مؤذن نے ان کی خبر پر اعتماد کرتے ہوئے خبر کی صداقت کا یقین کرلیا۔ تو در حقیقت مخبرین بالفجر کی خبر دینے کی حکایت کرنا ہے۔ تو مقصود محض خبر ہوا مخبرین کی تعیین کرنا نہیں کہ وہ کون تھے کون نہ تھے۔ ہاں اگر وہ مخبرین کی تعیین کا اعلان کرنا چاہتے تو اپنی اذان میں وہ یوں کہتے مجھے فلاں فلاں نے خبر دی ہے۔ تو پھر تعیین میں صداقت ہوتی۔ اور ان کی حجت تامہ نہ ہوتی۔ دونہ خرط القتادة۔

فعرف النبی ﷺ صوتہ امام بخاریؒ اس سے بھی یہ ثابت فرمارہے ہیں کہ دیکھو محض آوازے ہی علم یقینی حاصل ہو گیا لیکن بات یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس وقت تک قباء عطاء نہ فرمائی جب تک سماع صوت کے ساتھ خود اس شخص کا مشاہدہ نہ کرلیا اس طرح بھی حجت تامہ نہ ہو سکی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ شہادت الاعمیٰ میں چھ مذاہب ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ۔ امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ نابینا کی گواہی بینا کی طرح مقبول ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کا علم ان کو نابینا ہونے سے پہلے کا ہے ان میں شہادت جائز ہے بعد الاعمیٰ میں جائز نہیں ہے۔ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ شیئ یسیر میں جائز ہے۔ کثیر میں ناجائز ہے۔ امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ انساب میں جائز باقی کسی چیز میں جائز نہیں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بالکل کسی چیز میں اعمیٰ کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ تو امام بخاریؒ نے اس اختلافی مشہور مسئلہ کے دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ جن میں اکثر آیات اور روایات من قبیل الاخبار ہیں۔ ان میں شہادت نہیں ہے۔ حالانکہ بقول قطب گنگوہیؒ شہادت میں زیادہ تاکد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ائمہ اربعہ نے جو شہادت کی تعریف بیان فرمائی ہے اس میں مشاہدہ اور معائنہ کی شرط بیان فرمائی ہے۔ در مختار میں شہادت کے لئے اکیس شرائط بیان کی گئی ہیں۔ تو اخبار اور شہادت میں بہت فرق ہوا۔

ما اوردہ المؤلف علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے جتنی دلائل پیش کئے ہیں ان سب سے شہادت اعمیٰ کی قبولیت ثابت نہیں ہوتی۔ اعمیٰ نکاح تو اپنے بارے میں ہے اپنی زوجہ باندی کے حق میں ہے غیر کے لئے اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ اذان کی قبولیت بھی اس وجہ سے ہوئی کہ لوگ انہیں خبر دیتے تھے کہ اصبحت جس کی خبر خود جناب رسول اللہ ﷺ دے رہے ہیں تو اعتماد خبر دینے والے پر ہوا نہ کہ اعمیٰ پر ہوا۔ اور امام زہریؒ نے جو کچھ حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں فرمایا ہے وہ تاویل ہے۔ احتجاج نہیں ہے۔ اسی طرح

آنحضرت ﷺ نے جو ایک آدمی کی قرأت سنی تو وہ اس بات کا بیان ہے کہ ہر آواز والا اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کو دیکھانہ گیا ہو۔ حالانکہ حنث تورؤیۃ کے مسئلہ میں ہے اور حضرت مخرمہؓ کو جو کپڑے کی خوبیاں دکھائی جارہی تھیں وہ ہاتھ لگانے سے تھا آنکھ سے نہیں دکھایا جارہا تھا۔ اور صاحب النیضؒ فرماتے ہیں کہ ان جزئیات مذکورہ سے ہم پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کی شہادات ہمارے نزدیک بھی مقبول ہیں۔

والجواب عن کل ما اردہ المؤلف یسیر اس لئے کہ تابعین کے بارے میں امام اعظمؒ کی طرف سے مشہور ہے کہ ہم تابعین کی مزاحمت کریں گے کیونکہ خود تابعین میں بھی اختلاف ہے اور قسطلانیؒ نے اسے جمہور کا مسلک قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ عندالشافعیہ کالجمہور۔

لا تقبل شهادة الاعمیٰ کہ نابینا کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ معرفت کے طریقے اس پر بند ہیں بایں ہمہ آوازوں میں بھی اشتباہ ہوتا ہے۔

ردّ شهادت الحسنؓ یہ قصہ قاضی شریحؒ کا علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے۔ جس میں یہودی کے مقدمہ میں حضرت علیؓ کی زرہ کے سلسلہ میں حضرت حسنؓ اور غلام قنبر کی گواہی ردّ کردی گئی تھی۔ حالانکہ حضرت علیؓ فرماتے رہے کہ یہ گواہی جنتی آدمی کی ہے۔ لیکن قاضی نے شہادت ردّ کردی۔ جس پر یہودی مسلمان ہو گیا۔ اور زرہ حضرت علیؓ کو مل گئی۔

وکان ابن عباسؓ اگر سوال ہو کہ اس بیان کا ترجمہ سے کیا تعلق ہے تو کہا جائے گا۔ کہ اعمیٰ نے غروب اور طلوع میں غیر کے قول کو قبول کیا۔ یا یہ کہ اعمیٰ نے غیر کو حکم دیا۔ اس کا بیان ہے اور ابن منیرؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے حدیث ابن عباسؓ سے اشارہ کیا ہے۔ کہ اعمیٰ کی شہادت جائز ہے۔ جبکہ وہ مخبر کو پہچانتا ہو۔ اور شہادت التعریف امام مالکؒ وغیرہ کے نزدیک مختلف فیہا ہے۔

ان لمنفی ههنا هو التشديدفي الستر الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک مملوک خواہ اپنا ہو یا کسی غیر کا اس سے حجاب نہیں کرنا چاہیے۔ اور یہ سلمان حضرت میمونہؓ کا مکاتب غلام تھا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ استأذنت عائشةؓ میں تاویل کرنی پڑے گی کہ استاذنت من عائشةؓ علی دخول ميمونةؓ تو انہوں نے فرمایا ادخل علیها۔ یا شاید حضرت عائشہؓ کا مذہب یہ ہو کہ غلام خواہ اپنا مملوک ہو یا غیر کا تو اس کی طرف نظر کرنا حلال ہے۔ لیکن ان تاویلات میں سے بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ غلام سے مطلقاً پردہ کرنے کی قائل نہیں تھیں۔ جن کی تائید ان آثار سے ہوتی ہے جو ان سے منقول ہیں۔ جن کو امام طحاویؒ نے بیان کیا ہے۔ ادخل مابقی علیك درهم۔

کان قدعرفها الخ چنانچہ در مختار میں ہے لا يشهد على المحجب بسماعه منه الااذا تعين یعنی پردہ والے پر محض اس سننے سے گواہی نہیں دی جاسکتی جب تک وہ متعین نہ ہو جائے اور یہ کہہ سکے کہ میں نے فلاں عورت کی ذات کو دیکھا ہے ابن عابدین بھی

یہی فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت کی آواز سنے اور اسے پہچانتا نہ ہو۔ تو جب تک اسے دیکھے نہیں اس کے لئے گواہی دینا حلال نہیں ہے ۔

خصوصی القاری لم یکن قصوداً قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ وہ رجل عبداللہ بن یزید انصاری قاری تھا۔

فعرف النبی ﷺ صوته امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ آپؐ نے شخصیت دیکھنے سے پہلے اس کی آواز پر اعتماد کیا۔

باب شهادة النساء ترجمہ۔ باب عورتوں کی گواہی کے بارے میں

وقوله تعالی فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔

حدیث(۲٤۷۲) حدثنا ابن ابی مرة الخ عن ابی سعیدؓ قال قال النبی ﷺ قال الیس شهادة المراة مثل نصف شهادة الرجل قلنا بلی قال فذلك من نقصان عقلها ......

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کے برابر نہیں ہے۔ عورتوں نے کہاہاں کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پس ان کے عقل کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی ناجائز ہے۔ البتہ نکاح۔ طلاق۔ عتق۔ نسب اور ولاء میں اختلاف ہے۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ اور امام ابو ثورؒ وغیرھم فرماتے ہیں کہ عورتوں کی گواہی ان امور میں مردوں کے ساتھ کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ البتہ کوفیوں نے مع الرجال گواہی ان امور میں جائز رکھی ہے البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی اکیلی گواہی حیض۔ ولادت۔ استھلال اور عیوب النساء میں جن پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے جائز ہے۔ ضرورت کی وجہ سے اور نکاح کے بارے میں بعض نے اکیلی اور بعض نے مردوں کے ساتھ جائز رکھی ہے۔ کذافی العینی۔ اور فتح الباری میں ہے کہ جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے کیا ان میں ایک عورت کا قول معتبر ہے یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک چار عورتیں ضروری ہیں۔ امام مالکؒ اور ابن ابی لیلی کے نزدیک دو کافی ہیں۔ علماء احنافؒ۔ شعبیؒ اور ثوریؒ کے نزدیک تنہا ایک عورت کی گواہی جائز ہے۔ مصنفؒ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے بتلانا چاہتے ہیں کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف ہے۔

باب شهادة الاماء والعبید ترجمہ۔ باندیوں اور غلاموں کی گواہی

وقال انسؓ شهادة العبد جائزة اذا کان عدلاً واجازه شریح وزرارة بن اوفی وقال ابن سیرین

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ غلام کی شہادت اس وقت جائز ہے جب وہ عادل ہو۔ شریح اور زرارہ بن اوفی نے

شهادته جائز ة الاالعبدلسيده واجازه الحسن وابراهيم فى الشيئ التافه وقال شريح كلكم بنوعبيد واه ....

اسے جائز کہا ہے۔ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ غلام کی شہادت جائز ہے مگر غلام کی اپنے آقا کے لئے جائز نہیں ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اور ابراہیمؒ نے شئ حقیر کے اندر تو جائز رکھی ہے قیمتی چیز میں جائز نہیں کہتے۔ اور شریحؒ فرماتے ہیں تم میں سے ہر ایک غلاموں اور باندیوں کی اولاد ہیں۔

حديث(۲۴۷۳) حدثناابوعاصم الخ حدثني عقبة بن الحارث اوسمعته منه انه تزوج ام يحيى بنت ابى اهاب قال فجاء ت امة سوداء فقالت قدارضعتكما فذكرت ذلك للنبى ﷺ فاعرض عنى قال فتنحيت فذكرت ذلك له قال وكيف وقد زعمت ان قد ارضعتكما فنها ه عنها

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ نے ام یحییٰ بنت ابی اھاب سے نکاح کیا تو ایک کالے رنگ کی باندی آئی پس اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے میرے سے منہ پھیر لیا راوی فرماتے ہیں کہ میں نے الگ جا کر آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کیسے اس کے پاس جا سکتے ہو جب کہ وہ باندی کہہ رہی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس آپؐ نے اس کو اس عورت سے روک دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ شهادة العبيد والاماء میں علماء کے تین اقوال ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ حر کی طرح ان کی گواہی جائز ہے۔ یہ قول حضرت علیؓ۔ انسؓ۔ امام احمدؒ۔ اور اسحٰقؒ کا ہے۔ دوسرا قول امام شعبیؒ۔ حسن بصریؒ اور ابراہیم نخعیؒ کا ہے۔ کہ شیئ حقیر میں ان کی گواہی معتبر ہے۔ نفیس میں نہیں۔ تیسرا قول ائمہ ثلاثہؒ۔ صحابہؓ اور تابعینؒ کا ہے کہ بالکل کسی چیز میں ان کی گواہی معتبر نہیں۔ کیونکہ شہادت ولدیت کے لئے ہوتی ہے۔ جب یہ لوگ اپنی ذات کے والی نہیں دوسرے کے لئے کیا ولدیت ثابت کریں گے زرارہ بن اوفیٰ عامری یہ بصرہ کے قاضی تھے۔ جو تابعی ہیں۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ثابت ہوئی کہ آپؐ نے ایک باندی کے قول کی بنا پر خاوند بیوی میں جدائی کرادی۔ اگر باندی کی گواہی معتبر نہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ حضرت عقبہؓ کو عورت سے جدا ہونے کا حکم نہ دیتے جواب یہ ہے کہ یہ حکم احتیاط اور ورع کی بنا پر تھا۔ اسی طرح جمہور کے نزدیک اکیلی مرضعہ کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ اگرچہ وہ حرہ کیوں نہ ہو کما مر۔

باب شهادة المرضعة

ترجمہ۔ دودھ پلانے والی کی گواہی

حديث (۲۴۷۴) حدثناابوعاصم الخ عن عقبة

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک

بن الحارثؓ قال تزوجت امراۃ فجاء ت امراۃ فقالت انی قد ارضعتکما فاتیت النبی ﷺ فقال وکیف وقد قیل دعھا عنك او نحوه .....

عورت سے نکاح کیا تو ایک دوسری عورت آ کر کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس میں نے آ کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم کیسے اس کو رکھ سکتے ہو۔ جب کہ یہ کلمہ کہا جا چکا ہے اس کو اپنے سے چھوڑ دو یا اس قسم کے الفاظ فرمائے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بہر حال مرضعہ کی گواہی ثابت ہوئی جواب یہ ہے کہ پہلے تو گواہی کے الفاظ نہیں۔ دوسرے ورع اور احتیاط پر محمول ہے۔

حدیث الافك باب تعدیل النساء بعضھن بعضا

ترجمہ۔ افک کا واقعہ اور دو عورتوں کا ایک دوسرے کی صفائی بیان کرنا۔

حدیث (۲٤٧٥) حدثنا ابوالربیع الخ عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ حین قالھا اھل الافك ماقالوا فبراھا الله منه قال الزھری وکلھم حدثنی طائفة من حدیثھا وبعضھم اوعی من بعض واثبت له اقتصاصا وقد وعیت عن کل واحد منھم الحدیث الذی حدثنی عن عائشةؓ وبعض حدیثھم یصدق بعضاً زعموا ان عائشةؓ قالت کان رسول الله ﷺ اذا اراد ان یخرج سفراً اقرع بین ازواجه فایتھن خرج سھمھا خرج بھا معه فاقرع بیننا فی غزاۃ غزاھا فخرج سھمی فخرجت معه بعد ماانزل الحجاب فانا احمل فی ھودج وانزل فیه فسرنا حتی اذا فرغ رسول الله ﷺ من غزوته

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ سے مروی ہے جب کہ تہمت لگانے والوں نے انکے بارے میں جو طوفان کھڑا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت فرمائی امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ان سب حضرات تابعین نے مجھے کچھ کچھ ان کے واقعہ کا بیان کیا اور بعض حضرات دوسرے سے زیادہ محفوظ کرنے والے اور زیادہ پختہ بیان کرنے والے تھے میں نے ان سب حضرات سے اس واقعہ کو محفوظ کر لیا جو ان حضرات نے حضرت عائشہؓ کے واقعہ کے بارے میں فرمایا اور بعض حضرات کی حدیث دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہے ان حضرات نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کی جب کسی سفر کے لئے تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے جس کا قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ہمراہ لے جاتے ایک غزوہ میں جانے کیلئے آپؐ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو قرعہ میرے نام نکل آیا۔

تلك وقفل ودنونامن المدينة اذن ليلة بالرحيل
حتى جاوزت الجيش فلما قضيت شاني اقبلت
الى الرحل فلمست صدري فاذاعقدلي من جزع
اظفارقد انقطع فرجعت فالتمست عقدي فحبسني
ابتغاء ه فاقبل الذين يرحلون لي فاحتملوا هو دجي
فرحلوه على بعيري الذي كنت اركب وهم
يحسبون اني فيه وكان النساء اذذاك خفافاً
لم يثقلن ولم يغشهن اللحم وانما ياكلن العلقة
من الطعام فلم يستنكر القوم حين رفعوه ثقل
الهودج فاحتملوه وكنت جارية حديثة السن
فبعثوا الجمل وساروا فوجدت عقدي بعدما استمر
الجيش فجئت منزلهم وليس فيه احد فاممت
منزلي الذي كنت به فظننت انهم سيفقدونني
فيرجعون الى فبينا انا جالسة غلبتني عيناي فنمت
وكان صفوان ابن المعطل السلمي ثم الذكواني
من وراء الجيش فاصبح عند منزلي فراى سواد
انسان نائم فاتاني وكان يراني قبل الحجاب
فاستيقظت باسترجاعه حين اناخ راحلته فوطئ
يدها فركبتها فانطلق يقود بي الراحلة حتى اتينا
الجيش بعدما نزلوا معرسين في نحر الظهيرة فهلك
من هلك وكان الذي تولى الافك عبدالله بن ابى

آیت پردہ اترنے کے بعد میں آپؐ کے ہمراہ چلی مجھے ایک پردہ میں کجاوہ میں اٹھایا اور اتارا جاتا تھا ہم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہوگئے اور واپس لوٹے تو ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے ایک رات آپؐ نے کوچ کا اعلان کرایا۔ جب اعلان ہوا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی اور چلتے چلتے لشکر سے آگے بڑھ گئی جب میں قضاحاجت سے فارغ ہوئی پس اپنے ٹھکانے کی طرف آئی اپنے سینے کو ٹٹولا تو میرے زمہرہ کا ہار ٹوٹ چکا تھا پس میں واپس جا کر اسے ڈھونڈنے لگی مجھے اس کی تلاش نے روک رکھا تو کجاوہ کسنے والوں نے میرے کجاوہ کو اٹھالیا اور اسے میرے اس اونٹ پر کس دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی ان کا گمان یہ تھا کہ میں کجاوے کے اندر موجود ہوں کیونکہ عورتیں اس وقت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری بھرکم نہیں ہوتی تھیں کہ گوشت نے ان کو ڈھانپ لیا ہو۔ اس لئے کہ وہ تھوڑا کھانا کھایا کرتیں تھیں پس کجاوے کے بوجھل ہونے کا انہیں احساس ہی نہ ہوا جب کہ انہوں نے اسے اٹھا کر رکھ دیا۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ میں نوخیز لڑکی تھی پس انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چلتے بنے لشکر چلے جانے کے بعد مجھے اپنا ہار مل گیا میں اپنے ٹھکانہ پر پہنچی تو وہاں پر کوئی موجود نہیں تھا تو میں اسی جگہ ٹھہر گئی اور میں نے گمان کیا کہ وہ لوگ ضرور مجھے گم پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے میں بیٹھی تھی مجھے نیند کا غلبہ ہوا تو میں سوگئی۔ حضرت صفوان بن المعطل سلمیؓ اور ذکوانی لشکر کے پیچھے تھے وہ صبح کو میرے ٹھکانے تک پہنچے۔ ایک انسان کے جثے کو سویا ہوا دیکھا پس میرے پاس آئے انہوں نے پردہ سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا جب انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھائی

ابن سلول فقدمنا المدینة فاشتکیت بها شهراً یفیضون من قول اصحٰب الافك ویریبنی فی وجعی انی لااری من النبی ﷺ اللطف الذی اری منه حین امرض انما یدخل فیسلم ثم یقول کیف تیکم لااشعر بشیٔ من ذلك حتی نقهت فخرجت اناوام مسطح قبل المناصع متبرز نا لانخرج الالیلاً الی لیل وذلك قبل ان نتخذ الکنف قریبا من بیوتنا وامرنا امرالعرب الاول فی البریة اوفی التنزه فاقبلت اناوام مسطح بنت ابی رهم نمشی فعثرت فی مرطها فقالت تعس مسطح فقلت لها بئس ماقلت اتسبین رجلاشهد بدراً فقالت یاهنتاه الم تسمعی ماقالوا فاخبر تنی بقول اهل الافك فازددت مرضا الی مرضی فلما رجعت الی بیتی دخل علی رسول الله ﷺ فقال کیف تیکم فقلت ائذن لی الی ابوی قالت واناحینئذ ارید ان استیقن الخبر من قبلهما فاذن رسول اللهﷺفاتیت ابوی فقلت لامی مایتحدث به الناس فقالت یابنیة هونی علی نفسك الشان فواللہلقلماکانت امراۃقط وضیئةعندرجل یحبها ولهاضرائرالااکثر ن علیها فقلت سبحان الله ولقد یتحدث الناس بهذا قالت فبت تلك اللیة

توان کے ان للہ الخ پڑھنے سے میں جاگ اٹھی انہوں نے اونٹنی کے پاؤں کو دبا کے رکھا تو میں اس پر سوار ہو گئی وہ انٹنی کو کھینچتے ہوئے چل پڑے پس ہم لشکر کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ عین دوپہر کے آرام کرنے کے لئے پڑاؤ پر اتر چکے تھے۔ تواب طوفان برپا کرنے والوں نے طوفان برپا کر کے اپنی ہلاکت کو مول لیا اس تہمت لگانے والوں کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین تھا پس جب ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو میں بیمار ہو گئی مہینہ بھر لگ گیا لوگ تہمت والوں کی باتوں کو خوب اچھالتے تھے مجھے بھی اپنی بیماری میں شک وشبہ ہوتا تھا کہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف سے وہ لطف ومہربانی نہیں دیکھتی تھی جو میرے بیمار ہونے کی صورت میں آپؐ اختیار فرمایا کرتے تھے پس اتنا ہوتا کہ گھر میں تشریف لاتے السلام علیکم کہہ کر پوچھتے کہ اس کا کیا حال ہے مجھے اس میں سے کسی چیز کا پتہ نہ چل سکا یہاں تک کہ میں بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گئی میں اورام مسطح قضاء حاجت کے لئے باہر کھلی جگہ کی طرف نکلیں اور ہم قضاء حاجت کے لئے ہمیشہ رات کو ہی نکلا کرتی تھیں کیونکہ اس وقت تک ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے ہمارا معاملہ پہلے عربوں والا تھا کہ جنگل میں ہی سیر وسیاحت کر کے خالی ہوا کرتے تھے پس میں اور ام مسطح بنت ابی رھم چل رہی تھیں کہ ام مسطح اپنی گرم چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور فرمانے لگیں مسطح کی ایسی تیسی میں نے ان سے کہا کہ یہ آپنے بہت برا کلمہ کہا آپ اس آدمی کو گالی دیتی ہیں جو بدر کی لڑائی میں حاضر ہو چکا ہے توانہوں نے فرمایا کہ اے بھولی بھالی کیا آپ نے وہ نہیں سنا جو کچھ وہ لوگ کہتے پھرتے ہیں توانہوں نے مجھے

حتی اصبحت لایرقالی دمع ولااکتحل بنوم ثم اصبحت فدعارسول اللہ ﷺ علی بن ابی طالب واسامۃ بن زید حین استلبث الوحی یستشیرھما فی فراق اھلہ فامااسامۃ فاشارعلیہ بالذی یعلم فی نفسہ من الود لھم فقال اسامۃ اھلک یارسول اللہ ولانعلم واللہ الاخیراً واماعلی بن ابی طالب فقال یارسول اللہ لم یضیق اللہ علیک والنساء سواھا کثیروسل الجاریۃ تصدقک فدعارسول اللہ ﷺ بریرۃ فقال یابریرۃ ھل رایت فیھا شیئاً یریبک فقالت بررۃ لاوالذی بعثک بالحق ان رایت منھا امراً اغمصہ علیھا اکثر من انھا جاریۃ حدیثۃ السن تنام عن العجین فتاتی الداجن فتاکلہ فقام رسول اللہ ﷺ من یومہ فاستعذر من عبداللہ بن ابی بن سلول فقال رسول اللہ ﷺ من یعذر نی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ماعلمت علی اھلی الاخیراً وقد ذکر وارجلاً ماعلمت علیہ الاخیرا وماکان یدخل علی اھلی الامعی فقام سعد بن معاذ فقال یارسول اللہ اناواللہ اعذرک منہ ان کان من اخواننا من الخزرج امرتنافعلنافیہ امرک فقام سعد بن عبادۃ وھو سید الخزرج وکان قبل ذلک رجلا صالحا

اہل افک کی باتوں سے خبر دار کیا۔ پس اس نے میری بیماری کو اور بڑھادیا۔ چنانچہ جب میں واپس گھر پہنچی تو جناب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے پوچھاکہ تم کیسی ہو میں نے عرض کی کہ مجھے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔ فرماتی ہیں میرا مقصد یہ تھا کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس خبر کی یقین دہانی حاصل کروں۔ تو آپ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی میں جب والدین کے پاس پہنچی تو میں نے اپنی پیاری امی جان سے پوچھاکہ لوگ کیاباتیں کرتے پھرتے ہیں اس نے فرمایااے میری ! بیٹی کہ آپ اس معاملہ کو اہمیت نہ دیں۔ اور اسے ایک معمولی بات سمجھیں۔ کیونکہ جو عورت اپنے شوہر کے نزدیک محبوبہ اور جمیلہ ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تووہ اس کے خلاف بہت کچھ سنا کرتی ہیں۔ جس پر میں نے کہاکہ سبحان اللہ ! کس قدر تعجب ہے کہ لوگ اس کو اچھالتے پھرتے ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے وہ ساری رات صبح ہونے تک اس طرح گذاری کہ میرے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ اور نہ ہی میں نے نیند کا سرمہ لگایا۔ یعنی رات بھر آنکھ بھی نہ لگی۔ بہر حال جب صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے جب کہ وحی کو دیر ہوگئی تو آپؐ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو طلب فرمایا جن سے آپؐ اپنی اہلیہ کو طلاق دینے کے بارے میں مشورہ لینا چاہتے تھے۔ پس حضرت اسامہؓ نے تو اپنی معلومات کے مطابق آپس کی جو محبت تھی اس کے موافق مشورہ دیا تو حضرت اسامہؓ نے کہایارسول اللہ ! اپنی اہلیہ کو اپنے پاس رکھیئے اللہ کی قسم ! ہم تو خیر وبھلائی کے سوا اور کوئی چیز جانتے ہی نہیں لیکن حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایایارسول اللہ ! اللہ تعالیٰ نے

ولئن احتملته الحمية فقال كذبت لعمرالله
لاتقتله ولاتقدرعلى ذلك فقام اسيد بن الحضير
فقال كذبت لعمرالله والله لنقتلنه فانك منافق
تجادل‌عن المنافقين فثارالحيان الاوس والخزرج
حتى هموا ورسول الله ﷺ على المنبر فنزل
فخفضهم حتى سكتوا وسكت وبكيت يومى
لايرقالى دمع ولا اكتحل بنوم فاصبح عندى
ابواى قد بكيت ليلتين ويوماً حتى اظن ان البكاء
فالق كبدى قالت فبينما هما جالسان عندى وانا
ابكى اذااستاذنت امراة من الانصار فاذنت لها
فجلست تبكي معى فبينانحن كذالك اذدخل
رسول الله ﷺ فجلس ولم يجلس عندى من يوم
قيل فى ماقيل قبلها وقد مكث شهراً لايوحى اليه
فى شانى شيئ قالت فتشهد ثم قال ياعايشةؓ فانه
بلغنى‌عنك كذاوكذافان كنت بريئةفسيبرئك الله
وان كنت الممت فاستغفرى الله وتوبى اليه فان
العبد اذااعترف بذنبه ثم تاب تاب الله عليه فلما
قضى رسول الله ﷺ مقالته قلص دمعى حتى
مااحس منه قطرةوقلت لابى اجب‌عنى‌رسول الله
ﷺ قال والله مادرى مااقول لرسول الله ﷺ
فقلت لامى اجيبى عنى رسول الله ﷺ فيما

آپؐ پر عورتوں کی تنگی نہیں رکھی ان کے سوااور عورتیں بہت
ہیں آپؐ انکی باندی سے پوچھیں وہ سچ سچ آپؐ کو بتادیں گی تو آپ
رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہؓ کو بلوایاپس آپؐ نے فرمایااے
بریرہ! کیاتمہیں کسی ایسی بات کا علم ہے جو تجھے شک وشبہ میں
ڈالے حضرت بریرہؓ نے فرمایانہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے
آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں تو اس کے اندر اس سے زیادہ کوئی
عیب نہیں جانتی کہ وہ ایک نوخیز لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سو جاتی
ہے گھر کی بکری آکر اسے کھا جاتی ہے پس آپ رسول اللہ ﷺ
نے اس دن کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب جو سلوک میں عبداللہ بن
ابی بن سلول کے ساتھ کروں مجھے اس میں معذور سمجھا جائے
پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص اس شخص سے
میرا بدلہ لے گا جس کی ایذارسانی میرے گھر والوں تک جا پہنچی
ہے اللہ کی قسم! میں تو اپنے گھر والوں کے متعلق خیر کے سوا کچھ
نہیں جانتا اور جس شخص کا وہ لوگ ذکر کرتے ہیں میں اس کے
بارے میں بھی خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا وہ میرے گھر والوں
کے پاس میرے سوا کبھی داخل نہیں ہوا تو حضرت سعد بن معاذؓ
اٹھ کھڑے ہوئے فرمانے لگے یارسول اللہ آپؐ کی طرف سے
یہ کام میں ہی انجام دوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی
گردن اڑادیں گے۔ اور اگر وہ ہمارے بھائیوں خزرج قبیلہ سے
ہے تو ان کے بارے میں جو آپؐ ہمیں حکم فرمائیں گے تو ہم آپؐ
کے حکم کی تعمیل کریں گے جس پر خزرج کے سردار سعد بن
عبادہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اس سے پہلے وہ بہت ہی نیک آدمی تھے
لیکن اب انہیں قومی غیرت نے ابھارا کہنے لگے تو نے جھوٹ کہا
اللہ کی قسم نہ تو تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی تجھے اس پر قدرت

قال قالت واللہ ماادری مااقول لرسول اللہ ﷺ قالت واناجاریة حدیثة السن لااقراء کثیراً من القران فقلت انی واللہ لقد علمت انکم سمعتم مایتحدث بہ الناس ووقرفی انفسکم وصدقتم بہ ولئن قلت لکم انی بریئة واللہ یعلم انی لبریئة لاتصدقونی بذلك ولئن اعترفت لکم بامرواللہ یعلم انی بریئة لتصدقنی واللہ ماا جدلی ولکم الی ابایوسف اذقال فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون ثم تحولت علی فراشی وانا ارجوا ان یبرئنی اللہ ولکن واللہ ماظننت ان ینزل فی شانی وحیا ولاناا حقرنی نفسی من ان یتکلم بالقران فی امری ولکنی کنت ارجوا ان یری رسول اللہ ﷺ فی النوم یبرئنی اللہ فواللہ مادام مجلسہ ولاخرج احد من اھل البیت حتی انزل علیہ فاخذہ ماکان یاخذہ من البرحاء حتی انہ لیحدرمنہ مثل الجمان من العرق فی یوم شاة فلماسری عن رسول اللہ ﷺ وھو یضحك فکان اوّل کلمة تکلم بھا ان قال لی یاعائشةؓ احمدی اللہ فقد براك اللہ فقالت لی امی قومی الی رسول اللہ ﷺ فقلت لاواللہ لااقوم الیہ ولااحمد الا اللہ فانزل اللہ تعالی ان الذین جاؤا

حاصل ہوگی۔ حضرت اسید بن حضیرؓ نے اٹھ کر فرمایا کہ اے سعد بن عبادہ تو نے جھوٹ کہا اللہ کی قسم! ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے۔ تو تو منافق اور منافقوں کی طرح جھگڑا کرتا ہے پس دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں جوش آ گیا یہاں تک کہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے کا قصد کرنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تھے نیچے اتر آئے اور ان کو چپ کرانے لگے یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے اور آپؐ بھی چپ ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں دن بھر روتی رہی کہ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے تھوڑی سی نیند آتی تھی کہ اس کا سرمہ لگا لیتی۔ پس دوسری صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میرا رات بھر اور دن بھر روتے روتے یہ حال ہو گیا تھا کہ مجھے گمان ہو گیا تھا کہ میرا یہ رونا میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دے۔ پس وہ فرماتی ہیں کہ یہ دونوں حضرات ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی کہ اچانک انصار کی ایک عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی جسے میں نے اجازت دے دی تو وہ میرے پاس بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی اسی حال میں جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے حالانکہ جب سے یہ پروپیگنڈہ میرے بارے میں ہوا تھا اس سے پہلے کسی دن بھی آپؐ آ کر نہیں بیٹھے تھے۔ مہینہ بھر گزر جانے کے باوجود میرے بارے میں آپؐ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے کلمہ شہادت پڑھا فرمانے لگے اے عائشہؓ! مجھے تمہاری طرف سے ایسی ایسی باتیں پہنچی ہیں پس اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری قرار دے دینگے اور اگر تو نے کسی گناہ کا قصد کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو

بالافك عصبة منكم الايات فلماانزل الله هذافي براء تي قال ابوبكر الصديقؓ وكان ينفق على مسطح بن اثاثة لقرابته منه والله لاانفق على مسطح شيئا ابدا بعدما قال لعائشةؓ فانزل الله تعالى ولا ياتل اولو الفضل منكم والسعة الى قوله غفور رحيم فقال ابوبكر والله انى لاحب ان يغفرالله لى فرجع الى مسطح الذى كان يجرى عليه وكان رسول الله ﷺ يسال زينب بنت جحش عن امرى فقال يازينب ماعلمت مارايت فقالت يارسول الله احمى سمعي وبصري، والله ماعلمت عليها الاخيرا قالت وهي التي كانت تساميني فعصمها الله بالورع ..

اور اس کی طرف توبہ کرو۔ پس بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں پس جب آپؐ نے اپنی گفتگو پوری فرمائی تو میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ مجھے ان کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ ہوا اور میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپؐ میری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو کیا کہوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو میری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کو جواب دے جس بارے میں وہ پوچھ رہے ہیں وہ فرمانے لگیں اللہ کی قسم! مجھے علم نہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں پس میں نے کہا چونکہ میں نوخیز لڑکی تھی کثرت سے میں قرآن مجید نہیں پڑھتی تھی میں نے کہا اللہ کی قسم! بے شک میں جانتی ہوں کہ تم نے وہ باتیں سنی ہیں جو لوگ میرے بارے میں کہتے پھرتے ہیں اور وہ بات تمہارے دلوں میں جاگزیں ہو چکی ہے جسے تم سچا سمجھنے لگے ہو مگر میں تم سے کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے۔ اور اگر میں تمہاری خاطر کسی بات کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بالکل بری ہوں تو تم مجھے سچا سمجھو گے۔ اللہ کی قسم! تمہارا اور میرا حال یوسف علیہ السلام کے والد کی طرح ہے۔ جنہوں نے فرمایا تھا کہ میرے لئے تو صبر جمیل ہے۔ جو کچھ تم بیان کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں۔ پھر اپنے بستر پر پلٹ گئی۔ اور مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور بری قرار دیں گے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ میرے بارے میں وحی اتاری جائے گی۔ اور میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں میرے بارے میں کلام فرمائیں گے میری امید یہ تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو نیند میں کوئی خواب دکھایا جائے گا جس میں مجھے بری قرار دیا جائے گا۔ پس اللہ کی قسم نہ تو آپؐ نے اپنی مجلس کا قصد فرمایا تھا اور نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا ہوگا کہ آپؐ پر وحی کا نزول ہوا تو آپ کو اس سختی نے آلیا جو ایسے موقعہ پر لاحق ہوتی تھی۔ چنانچہ سخت سردی کے دن موتیوں کی طرح آپ کا پسینہ نیچے گرنے لگا پس جب رسول اللہ ﷺ سے وہ حالت کھل گئی تو وہ ہنس رہے تھے تو پہلا وہ کلمہ جو آپؐ نے بولا وہ یہ تھا کہ میرے سے فرمایا اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر بیان کرو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بری قرار دیا ہے۔ پس میری ماں نے مجھے کہا کہ بیٹی اٹھ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ پس میں نے کہا

اللہ کی قسم! میں تو آپؐ کی طرف اٹھ کر نہیں جاؤں گی۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کروں گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ چند آیات نازل فرمائیں ان الذین جاؤ بالافك عصبة منكم الاية پس جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت کے بارے میں یہ آیات اتاریں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ جو قرابت داری کی وجہ سے مسطح بن اثاثہ پر خرچ کرتے تھے۔ فرمایا اللہ کی قسم! اب میں مسطح پر کبھی بھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ بعد اس کے کہ جو اس نے حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فضیلت اور وسعت والے دینے میں کوتاہی نہ کریں الخ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں چنانچہ انہوں نے حضرت مسطح کا وہ وظیفہ جو چالو تھا واپس جاری کر دیا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ زینب بنت حجشؓ سے میرے معاملہ میں دریافت فرمایا تھا تو آپؐ نے پوچھا اے زینب! تو اس بارے میں جو دیکھ رہی ہے کیا جانتی ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کان اور ناک کو محفوظ رکھتی ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے خیر کے سوا ان کے بارے میں اور کسی چیز کا علم نہیں ہے۔ یہ بات انہوں نے کہی حالانکہ وہ برابر میرا مقابلہ کرتی رہتی تھیں پس اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کی وجہ سے اسے بچالیا۔

حديث (۲٤۷٦) حدثنا ابو الربيع الخ عن عائشةؓ وعبدالله بن الزبيرؓ مثله ......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ سے ایسا ہی مروی ہے۔

باب اذازكى رجل رجلا كفاه

ترجمہ۔ جب کوئی ایک آدمی کسی دوسرے کی صفائی بیان کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

وقال ابو جميلة وجدت منبوذا فلما رانی عمر قال عسى الغوير ابؤسا كانه يتهمنى قال عريفى انه رجل صالح قال كذاك اذهب وعلينا نفقته ..

ترجمہ۔ ابو جمیلہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک گرا پڑا بچہ ملا۔ پس جب مجھے حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا معاملہ بڑا سخت ہے گویا کہ وہ مجھے متہم کر رہے تھے تو میرے حریف سردار نے کہا کہ یہ نیک آدمی ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا ہے تو جاؤ اور ہمارے ذمہ اس کا خرچہ ہے۔

حديث (۲٤۷۷) حدثنا محمد بن سلام الخ عن ابيه ابی بكرة قال اثنى رجل على عندالنبی ﷺ فقال ويلك قطعت عنق صاحبك قطعت عنق صاحبك مرارا ثم قال من كان مادحا اخاه لا محالة فليقل احسب فلانا والله حسيبه ولا ازكى على الله احدا احسبه كذا وكذا ان كان يعلم ذلك منه ..

ترجمہ۔ حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص نے دوسرے کی تعریف و ثنا بیان کی تو آپؐ نے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے تو اس کی گردن توڑ دی۔ تو نے تو اس کی گردن توڑ دی کئی بار ایسا فرمایا پھر فرمایا جو شخص بھی تم سے کسی کی ضرور بالضرور تعریف کرنیوالا ہو تو کہنا چاہیے کہ میں فلاں کو ایسا گمان کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا حساب دان ہے میں اللہ تعالیٰ پر کسی کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا البتہ میں اسے ایسا ایسا گمان کرتا ہوں اگر وہ اس کے بارے میں کچھ جانتا ہے تو اس کا کوئی بیان کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ حدیثہ السن اپنے جسم کے ہلکے پھلکے ہونے کی یہ دوسری وجہ ہے۔ اور کجاوہ اٹھانے والوں کی طرف سے دوسرا عذر ہے کہ ان کو میرے اندر ہونے کا علم کیوں نہ ہو سکا۔

واللہ بعد تحرث الناس بھذا بظاہر یہ تکرار معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے پہلے آپ اپنی والدہ سے فرما چکی ہیں کہ لوگ ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

کذبت لعمر اللہ یہ قومی غیرت حضرت سعد بن معاذؓ پر تھی کہ اس نے خزرج کا معاملہ ان کے سپرد کیوں نہ کیا خود کفیل ہو گئے کیونکہ ان حضرات کے متعلق بھی یہ وہم نہیں تھا کہ وہ اس معاملہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کریں گے تو حضرت سعد بن عبادہؓ کو غصہ اس لئے آیا کہ ایک اوسی ایک خزرجی کے قتل کی طرف اشارہ کر رہا ہے بلکہ انہیں چاہئے تھا کہ اپنی قوم اوس کے بارے میں جو کچھ کلام کرتے انہیں اختیار تھا خزرج کے بارے میں کسی خزرجی کے سپرد کرتے۔ نیز! چونکہ قبل از اسلام دونوں قبائل میں چپقلش رہتی تھی تو رئیس خزرج نے یہ گمان کیا کہ خزرجی کو قتل کرا کے یہ اپنا بدلہ لے کر دل کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور ظاہراً جناب رسول اللہ ﷺ کی رضا کا بہانہ بنا رہے ہیں۔

قبلھا اس کا تعلق لم یجلس سے ہے اور اس کا ظرف ہے اور ضمیر مؤنث کی اس جلسہ کی طرف راجع ہے جو لم یجلس فعل سے مفہوم ہوتا ہے۔

لا اقرء کثیرا من القران یہ ابو یوسفؒ کے کہنے کا عذر ہے کہ اگر میں کثرت سے قرآن مجید پڑھتی تو مجھے ان کا نام یاد رہتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ کنت جاریة حدیثة السن یعنی نحیف و لاغر ہونے کے ساتھ ساتھ صغیرة السن بھی تھی جس کی وجہ سے ھودج اٹھانے والوں کو میرے ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو سکا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عائشہؓ اپنا عذر بیان کر رہی ہوں کہ مجھے ٹوٹے ہوئے ہار کی فکر کیوں لاحق ہوئی۔ اور جلد اس کی تلاش میں کیوں لگ گئی۔ دوسروں کو اطلاع کیوں نہ کی تو فرمایا ایک تو صغر سنی تھی۔ دوسرے تجربہ نہیں تھا۔ چنانچہ بعد میں جب ایسا واقعہ پیش آیا تو آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی تو آپؐ نے لوگوں کو ٹھہرا لیا جس پر آیت تیمم نازل ہوئی۔ باقی اس جگہ حافظؒ نے حضرت سعد بن معاذؓ کے بارے میں ایک بحث کی ہے کہ افك کا واقعہ غزوہ مریسع کا ہے جو ۶ھ میں ہوا۔ اور حضرت سعدؓ تو غزوہ خندق میں تیر لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے تھے جس سے وہ تندرست نہ ہو سکے۔ اور غزوہ خندق بالاتفاق ۴ھ میں واقع ہوا ہے۔ تو پھر ان دونوں سرداروں کا مکالمہ کیسے صحیح ہو گا اس لئے ابن اسحاقؒ نے یہ باہمی مکالمہ اسید بن حضیرؓ اور سعد بن عبادہؓ کا نقل کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ غزوہ مریسع ۵ھ میں ہے اور غزوۂ خندق بھی ۵ھ میں واقع ہوا ہے اس طرح مراجعة صحیح ثابت ہو گی۔

اب امام بخاریؒ نے ترجمہ تعدیل النساء کا قائم کیا ہے تو اس کو اس طرح ثابت کیا کہ آنجناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت بریرہؓ سے

سوال کرنااور ان کا حضرت عائشہؓ کی براءۃ کرنا جس پر آپؐ نے اعتماد فرمایااس طرح حضرت زینب بنت حجشؓ کا صفائی بیان کرنااور آپؐ کا اس پراعتماد کرنااور اسی طرح حضرت عائشہؓ کا حضرت زینبؓ کے بارے میں ورع اور پرہیزگاری کی شہادت دینا۔ان سب کے مجموعہ سے ترجمہ ثابت ہواکہ عورتوں کی تعدیل پراعتماد کیا گیا۔البتہ ترجمہ میں ایک تیسری بات کی طرف بھی اشارہ ہواکہ عورتوں کی آپس کی تعدیل تو معتبر ہے مگر مردوں کے لئے ان کی تعدیل معتبر نہیں اس لئے کہ ان کی عقل ناقص ہے اور جمہور ان کی تعدیل مع الرجال بھی قبول کرتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی تعدیل قابل قبول ہیں کیونکہ اس میں لفظ شہادت کی ضرورت نہیں پڑتی تو روایت کی طرح ہوگی۔جیسے عورتوں کی روایت جائز ہے ایسے تعدیل بھی للنساء والرجال دونوں طرح جائز ہے۔البتہ امام محمدؒ فرماتے ہیں چونکہ تزکیہ اور تعدیل بھی شہادت ہے اس لئے اس میں عدد اور عدالت دونوں ضروری ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ رجل صالح جب اس نے رجل صالح کہا تو جو کچھ اس نے کہا ہے اس میں متہم بالکذب نہیں ہوگا۔اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کا قول قبول کر لیااور تزکیہ اس اکیلے کا کر دیا جس سے ترجمہ ثابت ہوا۔

قطعت عنق اخیك الخ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کا تزکیہ کافی نہ ہوتا تو اس کے مقالہ اور تزکیہ میں قطع عنق یعنی گردن کاٹنا نہ ہوتا۔معلوم ہواکہ تعدیل وتزکیہ میں ایک آدمی کا قول بھی معتبر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے اس قول سے ترجمہ باب اذازکی رجل رجلاً ثابت کیا۔حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اوائل الشهادات سے ایک ترجمہ باندھا تھا۔

تعدیل کم یجوز وہاں تو توقف کیااس ترجمہ کو جزماً کہاکہ ایک کا تزکیہ کافی ہے۔اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف رہا ہے شافعیہ۔مالکیہؒ اور امام محمد بن حسنؒ کے نزدیک تزکیہ کے لئے شہادت کی طرح دو کا ہونا شرط ہے۔اور اکثر حضرات نے جرح وتعدیل میں ایک کے قول کو بھی قبول کیا ہے۔کیونکہ وہ اسے قضاء قاضی کی طرح قرار دیتے ہیں۔جس کے حکم میں عدد شرط نہیں ہے۔اور ابو عبیدؒ فرماتے ہیں کہ تزکیہ تین سے کم کا قبول نہیں ہوگا۔ان کا استدلال حضرت قبیصہؓ کی حدیث سے ہے کہ سوال کرنا اس کے لئے حلال ہے جس کے متعلق تین آدمی شہادت دیں کہ یہ بھوکا ہے۔تو وہ فرماتے ہیں جب کہ عندالحاجة تین کی شہادت ضروری ہے تو غیر حاجت میں بطریق اولیٰ تین کی شہادت ضروری ہوگی۔لیکن یہ اختلاف شہادت میں ہے۔روایت کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ ایک کا قول بھی قبول ہوگا چونکہ یہ خبر ہے۔اس لئے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس میں لفظ شہادت کی بھی ضرورت نہیں۔

عسی الغویر ابوساً یہ ایک مثل مشہور ہے۔غویر غار کی تصغیر ہے اور ابوساً بؤس کی جمع ہے۔جس کے معنی شدة کے ہیں۔جو عسی کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یہ مثال ایسے موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے جہاں ظاہر اسلامتی ہو جس سے ہلاکت کا

خطرہ ہو۔اصمعیؒ نے فرمایا کہ واقعہ اصل یہ ہے کہ کچھ لوگ کسی غار کے گرنے کی وجہ سے سب کے سب قتل ہو گئے اور میں نے اپنے والد مرحوم سے درس کے دوران سنا تھا کہ ایک آدمی راستہ میں چل رہا تھا کہ ایک شیر اس کے سامنے آگیا جس سے بھاگ کر اس نے غار میں پناہ لی جس میں بہت سے اژدھا تھے جنہوں نے اسے ڈس لیا۔وہ فوراً مر گیا۔پھر اس سے یہ کہاوت مشہور ہو گئی۔ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو تقسیم کر دیا تھا۔ہر قبیلہ پر ایک عریف مقرر کیا تھا جو ان کی نگرانی کرتا تھا اس عریف کا نام کیا تھا۔ابن عبدالبر کی تحقیق کے مطابق اس کا نام سنا ن ضمری ہے۔جن کو حضرت ابوبکرؓ نے اسے مدینہ منورہ کا قائم مقام بنایا۔چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ا بو جمیلہ بھی ضمری ہیں۔

لولم یکن الواحد معتبر الخ ابوجمیلہ کے اثر سے ثابت ہوا کہ کسی آدمی کی تعریف اس کے منہ پر کرنا مکروہ نہیں ہے البتہ تعریف میں اطناب کرنا ضرور مکروہ ہے۔کیونکہ ابوبکرہؓ کی حدیث میں جناب رسول اللہ نے رہنمائی فرمائی کہ تعریف اس طرح کرنی چاہیئے۔البتہ اس میں نصاب کا بیان نہیں ہے۔حالانکہ بیان کی ضرورت تھی۔جس سے معلوم ہوا کہ نصاب لازم نہیں ہے۔اس شخص کا تزکیہ بھی قبول ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کانه یتهمنی ابوجمیلہ جب اس بچے کو اٹھا کر لائے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپ نے اسے کیوں اٹھایا انہوں نے جواب دیا تاکہ ضائع نہ ہو جائے۔حضرت عمرؓ نے اتہام لگایا کہ تو اسے راستہ سے اٹھا کر بیت المال سے وظیفہ لینا چاہتا ہے اور حضرت عمرؓ کا اس کیلئے مثال مشہور ذکر کرنے سے اشارہ تھا کہ تو نے اس کی ماں سے زنا کیا پھر دعویٰ کیا کہ یہ لقیط ہے۔جب ان کے سردار نے رجل صالح کہہ کر تزکیہ کر دیا تو حضرت عمرؓ نے تعدیل واحد کو قبول کیا۔اور لقیط کا خرچہ بیت المال سے جاری کر دیا۔

احسب فلانا یعنی حتمی طور پر حکم نہیں لگانا چاہیئے۔بلکہ کہو میرا گمان یہ ہے۔اور اصلی حساب جاننے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں اور تعریف بھی ان صفات سے کرو جن کا تمہیں علم ہو۔مبالغہ آمیزی نہ کی جائے۔اس لئے امام بخاریؒ اس کے بعد دوسرا باب اطناب کا لائے ہیں۔جس میں حد سے بڑھ کر تعریف کی جائے۔

باب مایکره من الاطناب فی المدح ولیقل مایعلم

ترجمہ۔کسی کی تعریف کرنے میں حد سے زیادہ بیان کرنا مکروہ ہے۔اور وہ باتیں کی جائیں جس کو مادح جانتا ہے۔بے سروپا باتیں بیان نہ کی جائیں۔

حدیث(۲۴۷۸)حدثنامحمدبن الصباح الخ عن ابی موسیؓ قال سمع النبی ﷺ رجلایثنی

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک سے سنا کہ وہ دوسرے آدمی کی مدح

علی رجل ویطریه فی مدحه فقال اھلکتم او قطعتم ظھر الرجل .....

وثنا کر رہا تھا اور اسکی تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا تھا آپؐ نے فرمایا تم نے اس آدمی کی پیٹھ کو ہلاک کر دیا توڑ دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اثنی رجل علی رجل ان دونوں کا نام نہیں لیا گیا۔ البتہ مقدمہ الفتح میں ہے کہ تعریف کرنے والے کا نام محجن بن الادرع اور مثنی علیہ. عبداللہ ذوالمجارین تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں ولیقل مایعلم بڑھا کر حدیث ابوبکرہؓ اور حدیث ابو موسیٰؓ میں اتحاد ثابت فرمایا کیونکہ ابوبکرہؓ کی حدیث میں کہا تھا ان کان یعلم ذلك اس طرح دونوں ترجموں سے تطبیق کی صورت نکل آئی۔

باب بلوغ الصبیان وشھادتھم

ترجمہ۔ بچوں کا بالغ ہونا اور ان کا گواہی دینا

وقول اللہ تعالی واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنو اوقال مغیرة احتملت وانا ابن ثنتی عشرة سنة وبلوغ النساء فی الحیض لقوله عزوجل واللائی یئسن من المحیض من الی قوله تعالی ان یضعن حملھن ان ارتبتم فعدتھن ثلثة اشھر واللائی لم یحضن واولات الحمال اجلھن ان یضعن حملھن وقال الحسن بن صالح ادرکت جارة لنا جدة بنت احدی وعشرین سنة ......

ترجمہ۔ بچوں کا بالغ ہونا اور ان کا گواہی دینا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو پھر وہ اجازت لیا کریں۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر میں مجھے احتلام ہو گیا۔ اور عورتوں کا بالغ ہونا حیض سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک وہ وضع حمل کریں اگر تم کو شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اور ان عورتوں کی بھی جن کو حیض نہیں آیا اور حمل والوں کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کریں حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ ہماری ایک پڑوسن تھی جو اکیس سال کی عمر میں دادی بن گئی۔

حدیث (۲۴۷۹) حدثنا عبیداللہ بن سعید الخ حدثنی ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ عرضه یوم احد وھو ابن اربع عشرة سنة فلم یجزنی ثم عرضنی یوم الخندق وانا ابن خمس عشرة فاجاز نی

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے میں احد کی لڑائی میں پیش ہوا تو میں چودہ سال کا تھا۔ آپؐ نے مجھے اجازت نہ دی۔ پھر جب میں خندق کی لڑائی میں پیش ہوا تو پندرہ سال کا تھا تو آپؐ نے

قال نافع فقد مت علی عمربن عبدالعزیز وھو خلیفة فحدثته ھذالحدیث فقال ابن ھذالحدبین الصغیر والکبیر وکتب الی عماله ان یفرضوا لمن بلغ خمس وعشرة ......

مجھے جنگ میں شمولیت کی اجازت دے دی۔ نافع فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمربن عبدالعزیزؒ خلیفہ کے پاس آیا تو ان سے ہمیں یہ حدیث بیان کی جس پر انہوں نے فرمایا کہ یہی چھوٹے اور بڑے کے درمیان حدبندی ہے اور اپنے گورنروں کو لکھا کہ جو لوگ پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں ان کے نام دیوان میں لکھ لیا کریں

حدیث(۲۴۸۰)حدثنا علی بن عبداللہ الخ عن ابی سعید الخدریؓ یبلغ به النبی ﷺ قال غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم.....

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ اس حدیث کو جناب نبی اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جمعہ کے دن کا غسل ہر احتلام والے بالغ پر واجب ہے۔

تشریح از شیخ از گنگوہیؒ ۔ آیت کریمہ سے ترجمہ کو نکالا۔ کہ عدت کا حکم حصول حیض پر معلق کیا گیا ہے۔ حیض کے قبل اور اس کے بعد تین ماہ عدت بیان کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حیض کے موجود ہونے سے حکم منتقل ہوگا چنانچہ علماء نے اجماع کیا ہے حیض ہی عورتوں کے بارے میں بلوغت کی نشانی ہے۔ اور اسی طرح علماء کا اتفاق ہے کہ مردوں کے بارے میں احتلام بلوغ کی دلیل ہے۔ اگر عورت کو حیض نہ آئے یا مرد کو احتلام نہ ہو تو امام احمدؒ اور امام مالکؒ وغیرہ شرم گاہ کے بال اگنے کو یا اتنی عمر کو پہنچ جائے جس میں اس جیسے بالغ ہو جاتے ہیں وہ سترہ یا اٹھارہ سال ہے اور عورتوں کے اندر یہی اصاف ہیں۔ اور حمل ہو جانا علامت ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ بال اگنے کا سرے سے اعتبار نہیں کرتے۔ اور حد بلوغ لڑکی میں سترہ سال اور لڑکے میں انیس سال۔ اور بعض میں اٹھارہ سال ہے۔ یہی قول سفیان ثوریؒ کا ہے۔ اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ انبات یعنی بال اگنا یہ کافر کی حد بلوغ ہے۔ مسلمان کی نہیں۔ اور پندرہ سال کی عمر ذکور واناث دونوں میں اعتبار کرتے ہیں۔ یہی قول صاحبینؒ کا بھی ہے۔ پھر حافظؒ فرماتے ہیں کہ صبیان یعنی بچوں کی شہادت کو جمہور رد کرتے ہیں۔ البتہ امام مالکؒ ان کے جراحات میں ان کی شہادت کا اعتبار کرتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی جدا ہونے سے قبل ان کی پہلی بات کو ضبط کر لیا جائے۔ اور جمہور ان کی خبروں کو اس وقت قبول فرماتے ہیں جب کوئی قرینہ ساتھ مل جائے بہر حال فیصلہ کن بات یہ ہے کہ انکی شہادت تو کسی شے میں قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واستشھدوا شھیدین من رجالکم۔ باقی امام بخاریؒ نے کوئی حدیث بیان نہیں فرمائی جس میں حکم کی تصریح ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ اتفاق اور قیاس سے ثابت کیا کہ جس میں بلوغ کی شرط پائی جائے گی اسکی شہادت قبول ہے اور جس میں نہ ہوگی اس کی قبول نہیں۔ جس کی طرف حضرت عمربن عبدالعزیزؒ کا قول رہنمائی کرتا ہے۔ انه لحد بین الصغیرو الکبیر۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ تو قائم کر لیا لیکن اس پر کوئی حدیث بشرطہا نہیں ملی۔ نیز! شیخ گنگوہیؒ کا میلان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ عند الضرورت بال اگنے کا اعتبار بھی کیا جائے۔ جیسا کہ تذکرة الرشید میں مرقوم ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ نیز! علماء کا اس پر اجماع ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں میں احتلام سے احکام متعلق ہیں۔ جس سے عبادت حدود اور دیگر احکام لازم ہوتے ہیں۔ اور احتلام ٹپکنے والے پانی کا اترنا ہے۔ خواہ جماع سے ہو خواہ بغیر اس کے ہو۔ خواہ نیند میں ہو یا بیداری میں۔ البتہ جماع بالنوم کا اعتبار نہیں ہے جب تک کہ انزال نہ ہو۔ اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ عورتوں میں بلوغ کی علامت حیض ہے۔ اگر سوال ہو کہ حضرت ابن عمرؓ نے اوّلاً تو عرضه کہا بعد ازاں عرضنی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل تو عرضه ہے۔ اور عرضنی تکلم کے ساتھ علی سبیل الحکایت ہے۔

باب سؤال الحاكم المدعى هل لك بينة قبل اليمين۔

ترجمہ۔ حاکم کو قسم لینے سے پہلے مدعی سے پوچھنا چاہئیے کہ کیا تمہارے پاس گواہ ہیں۔

حديث (۲٤۸۱) حدثنا محمد الخ عن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ من حلف على يمين وهو فيها فاجر ليقتطع بها مال امرئ مسلم لقي الله وهو عليه غضبان قال فقال الاشعث بن قيس فيّ والله كان ذلك كان بيني وبين رجل من اليهود ارض فجحدني فقدمته الى النبى ﷺ قال الك بينة قلت لاقال فقال لليهودى احلف قال قلت يارسول الله اذا يحلف ويذهب بمالي قال فانزل الله تعالى ان الذين يشترون بعهدالله وايمانهم ثمناً قليلا الى آخر الاية ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جس نے ایسی قسم اٹھائی جس میں وہ گناہ گار ہے تاکہ اس قسم کے ذریعہ ایک مسلمان آدمی کا مال ہڑپ کرلے۔ تو اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہوگا جو اس پر غضب ناک ہوں گے۔ حضرت اشعث بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ میرے بارے میں ہے کہ میرے اور ایک یہودی آدمی کے درمیان زمین مشترک تھی۔ اس نے مجھے دینے سے انکار کردیا میں اسے جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آیا تو آپؐ نے میرے سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس گواہ ہیں۔ میں نے کہا نہیں آپؐ نے اس سے یعنی مدعی علیہ نے فرمایا قسم اٹھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! وہ تو اس وقت قسم اٹھاکر میرا مال لے جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی رقم لیتے ہیں الخ

حدیث ترجمہ کے مطابق ہوئی کہ آپؐ نے مدعی سے گواہوں کا سوال کیا پھر قسم پیش فرمائی۔

باب اليمين على المدعى عليه فى الاموال والحدود۔

ترجمہ۔ باب ہے کہ مدعی علیہ پر قسم ہے خواہ اموال ہوں یا حدود ہوں۔

وقال النبی ﷺ شاهداك اویمینه وقال قتیبةحدثناسفیان عن ابن شبرمة کلمنی ابو الزناد فی شهادة الشاهد ویمین المدعی فقلت قال الله تعالی واستشهدوا شهیدین من رجالکم فان لم یکونارجلین فرجل وامراتان ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما الاخری قلت اذا کان یکفتی بشهادة شاهد ویمین المدعی فما تحتاج ان تذکر احدهما الاخری ماکان یصنع بذکر هذه الاخری ....

ترجمہ ۔ کیونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے تیرے لئے دوگواہ ہوں یااس کی قسم ہوگی۔ابن شبرمہ سے مروی ہے کہ ابوالزناد نے ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے بارے میں گفتگو کی۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ کہ اپنے مردوں میں سے دوگواہ بناؤ۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تم گواہی کے لئے پسند کرتے ہو۔ تاکہ اگر ایک بھٹک جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلادے۔ تو میں نے کہا جب ایک گواہ اور مدعی کی قسم کافی ہوئی تو پھر تذکر احدھما الاخری کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے تو اس دوسرے کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔

حدیث (۲۴۸۲) حدثناابونعیم الخ عن ابن ابی ملیکة قال کتب ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قضی بالیمین علی المدعی علیه ....

ترجمہ۔ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے میری طرف لکھا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مدعی علیہ پر قسم دے کر فیصلہ فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الیمین پر لام استغراق کا ہے تاکہ حدیث ترجمہ کے مطابق ہو سکے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا الیمین علی المدعی علیه فی الاموال والحدود تو اس سے دو چیزیں لازم آئیں۔ ایک تو یہ کہ مدعی ظاہر کرنے کے لئے قسم واجب نہیں دوسرے یہ کہ ایک گواہ کا مدعی کی قسم سے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔ مصنفؒ نے ابن شبرمة کے واقعہ سے دلیل قائم کی ہے۔ نیز! فی الاموال والحدود کہہ کر کوفیوں کا رد کیا ہے جو مدعی علیه پر قسم صرف اموال میں ضروری سمجھتے ہیں حدود میں نہیں۔ تو یہاں تین مسئلے بیان فرمائے۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ آیا قسم مدعی پر رد ہوگی کہ نہیں یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ مصنفؒ نے ان میں دو مسئلے یعنی دوسرا اور تیسرا بیان فرمایا ان میں پہلا مسئلہ کا ایک گواہ اور یمین مدعی سے فیصلہ ہوگا۔ تو اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے مال کا ثبوت ہو جائے گا یہی مسلک امام مالکؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کا ہے۔ لیکن امام شعبیؒ اوزاعیؒ اور نخعیؒ وغیرہم فرماتے ہیں کہ شاہد واحد اور یمین سے فیصلہ نہیں ہوگا۔ محمد بن الحسنؒ فرماتے ہیں جس نے ایسا فیصلہ کیا اس کا حکم نافذ نہیں ہوتا ٹوٹ جائے گا یہی مسلک کوفیوں اور اندلسی مالکیوں کا ہے امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے دلیل آپ کا

ارشاد ہے شاهداك او يمينه اس میں حصر ہے تیسری صورت کوئی نہیں ہے دوسری دلیل ابن شبرمة کا واقعہ اور تیسری دلیل ابن عباسؓ کا مکتوب ہے کہ آپؐ نے مدعی علیه پر یمین سے فیصلہ فرمایا اور اسی کی طرف شیخ گنگوہیؒ نے اشارہ فرمایا ہے کہ اليمين پر لام استغراق کا ہے کہ ہر قسم کی قسم مدعی علیه پر ہے مدعی پر بالکل نہیں اور ان میں سے دوسرے مسئلہ کی طرف امام بخاریؒ نے في الاموال والحدود کہہ کر اشارہ فرمایا چنانچہ حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس سے کوفیوں پر رد کرنا ہے جو اموال کی تخصیص کرتے ہیں حدود میں قسم کا اعتبار نہیں کرتے امام شافعیؒ اور جمہور عموم کے قائل ہیں اموال حدود اور نکاح وغیرہ۔ البتہ امام مالکؒ طلاق اور نکاح کو مستثنی کرتے ہیں ہمارے نزدیک اموال میں ہے حدود میں احتیاط برتی جاتی ہے کہ وہ شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حدود وقصاص میں عورتوں کی شہادت معتبر نہیں۔ لتصل احدٰهما کی وجہ سے۔ اس لئے ان کی شہادت حدود میں قبول نہیں کی جاتی عقوبات کے علاوہ نکاح۔ طلاق۔ رجعہ۔ عتاق۔ نسب وغیرہ میں بھی عورتوں کی شہادت قابل قبول نہیں۔ اور یہ دونوں نوع ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے بھی ثابت نہیں ہونگے اس لئے کہ جب یہ بشهادة رجل وامرأتين سے ثابت نہیں ہوتے تو شاہد واحد اور یمین مدعی سے کیسے ثابت ہوگا۔ چنانچہ امام احمدؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ان کی گواہی صرف اموال میں ہوگی اور کسی میں نہ ہوگی تو یہ دونوں امام بھی حنفیہؒ کے ساتھ ہو گئے کہ حدود قصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں۔ اب صرف امام شافعیؒ اکیلے رہ گئے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اذا كان میں اذا شرطیہ ہے فما يحتاج میں ما نافیہ ہے اور ماكان میں ما استفہامیہ ہے اور يكتفى ويحتاج دونوں فعل مجہول ہیں مطلب یہ ہوا کہ جب شاہد اور یمین پر اکتفا جائز ہوا تو تذكر احدهما الاخرى کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے یعنی جب قسم اس کے قائم مقام ہوگی تو تذکیر کے ذکر في القرآن کا کیا فائدہ ہوگا۔ تو مقصود یہ ہوا کہ یمین کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز! البينة للمدعى واليمين على المدعى عليه میں لام استغراق کا ہے کہ جمیع بینات مدعی کے لئے اور جمیع ایمان مدعی علیہ کے لئے ہے تو تقسیم شراکت کے منافی ہے لہذا یمین مدعی کیلئے نہیں ہو سکتی۔ باقی جن احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے قضى بيمين وشاهد واحد تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے شاہد واحد کے بعد جب دوسرا گواہ نہ مل سکا تو آپؐ نے یمین پر فیصلہ فرمایا ورنہ کتاب سنت دونوں سے دو گواہوں کی گواہی کا حکم ثابت ہوتا ہے۔

باب

حديث (۲۴۸۳) حدثنا عثمان بن ابی شيبة الخ عن ابی وائل قال قال عبدالله من حلف على يمين يستحق بها مالا لقى الله وهو عليه غضبان ثم انزل الله تصديق ذلك ان الذين يشترون بعهد الله

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا جس شخص نے ایسی قسم اٹھائی کہ جس سے وہ کسی کے مال کا مستحق بن گیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت اتاری۔ ان الذين يشترون الاية پھر اشعث بن قیسؓ ہمارے پاس تشریف لائے

وايمانهم الاية ثم ان الاشعث بن قيس خرج الينا فقال مايحدثكم ابوعبدالرحمن فحدثناه بما قال فقال صدق لفي انزلت كان بيني وبين رجل خصومة في شيئ فاختصمنا الى رسول الله ﷺ فقال شاهداك او يمينه فقلت له انه اذا يحلف ولا يبالي فقال النبي ﷺ من حلف على يمين يستحق بها مالا وهو فيها فاجر لقي الله وهو عليه غضبان فانزل الله تصديق ذلك ثم قرا هذه الاية.

پوچھا کہ ابو عبدالرحمٰن تمہیں کون سی حدیث بیان کر رہے تھے جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا ہم نے انہیں بیان کیا تو فرمانے لگے کہ انہوں نے سچ فرمایا میرے بارے میں ہی یہ آیت اتری تھی میرے اور ایک آدمی کے درمیان کسی چیز میں جھگڑا تھا ہم اس جھگڑے کو جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آئے آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو میں نے کہا اس وقت تو وہ قسم اٹھالے گا وہ تو اس کی پرواہ نہیں کرتا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسی قسم اٹھائی جس سے وہ کسی مال کا مستحق بن گیا حالانکہ وہ اس میں گناہ گار ہے تو اللہ تعالیٰ سے غضب ناک حالت میں ملاقی ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی پھر انہوں نے اسی آیت کو پڑھا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ او يمينه اسی میں ترجمہ ہے کیونکہ وہ مدعی علیہ تھا اس لئے اس پر قسم ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اور تو کسی شارحؒ نے باب بلا ترجمہ پر بحث نہیں کی میرے نزدیک کہ مسئلہ قضاء بشاہد و یمین کا باب سابق میں صراحۃً گزر چکا ہے۔ اس باب بلا ترجمہ میں مصنفؒ نے ان چار مسائل میں باقی دو مسئلوں کو بیان کیا ہے پہلا اور چوتھا مسئلہ جن کے ردّ پر حصر سے استدلال کیا ہے کیونکہ آپؑ نے فرمایا۔ شاهداك او يمينه تو آنحضرت ﷺ نے مدعی علیہ کے حصہ میں صرف یمین کو رکھا چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ لا نرد اليمين على المدعى لقوله عليه السلام البينة على المدعى واليمين على من انكره والقسمة تنا فى الشركة وقبل جنس اليمين على المنكرين یعنی ہم قسم مدعی پر نہیں لوٹاتے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مدعی کے ذمہ گواہ اور منکرین کے ذمہ قسم بیان فرمائی ہے۔ گویا کہ یہ تقسیم فرمادی۔ اور تقسیم شرکت کے منافی ہوتی ہے۔ تو یمین منکرین کے حصہ میں رہے گی۔ امام شافعیؒ نکول کے بعد مدعی پر یمین کے قائل ہیں۔ یعنی اگر مدعی علیہ قسم اٹھانے سے انکار کرے تو پھر مدعی سے قسم لی جائے گی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ یمین الاستظہار میں علماء کا اختلاف ہے۔ یمین استظہار یہ ہے کہ مدعی جب اپنے مدعی کو گواہوں سے ثابت کردے تو کیا حاکم مدعی سے اس کی قسم لے سکتا ہے۔ کہ اس کے گواہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ حق ہے۔ شریحؒ۔ نخعیؒ۔ اوزاعیؒ وغیرھم اس کے قائل ہیں۔ لیکن ائمہ ثلاثہ اور کوفی فرماتے ہیں لا یمین علیہ اور اسی حصر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے امام بخاریؒ اس حدیث کو باب بلا ترجمہ میں لائے ہیں۔ یہاں ایک پانچواں مسئلہ اور بھی ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر مدعی اور مدعی علیہ میں خلط ملط ہو تو قسم لیتے ہیں ورنہ قسم نہ لیتے ائمہ ثلاثہؒ ایسی قسم کے بھی قائل نہیں ہیں۔ عموم حدیث کی وجہ سے۔

باب اذادعی اوقذف فله ان یلتمس البینة وینطلق لطلب البینة ۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی پر دعویٰ کرے یا کسی پر زنا کی تہمت لگائے تو اسے گواہ تلاش کرنے چاہئیں اور گواہوں کو تلاش کرنے کے لئے جانا چاہئیے۔

حدیث(۲۴۸۴)حدثنامحمد بن بشار الخ عن ابن عباسؓ ان هلال بن امية قذف امراته عند النبی ﷺ بشريك بن سحماء فقال النبی ﷺ البينة اوحدفی ظهرك فقال يارسول الله اذارای احدناعلی امراته رجلاً ينطلق يلتمس البينةفجعل يقول البينة والاحد فی ظهرك فذكر حديث اللعان .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنی بیوی پر شریک بن سحماء سے زنا کی تہمت لگائی۔ آپؐ نے فرمایا تم پر گواہ پیش کرنا لازم ہے۔یا تیری پیٹھ پر حد قذف ہوگی۔اس نے کہا یارسول اللہ کہ کیا جب کوئی آدمی اپنی بیوی پر کسی کو دیکھے تو کیا وہ گواہ تلاش کرنے جائے۔ پس آپؐ نے یہی کہنا شروع کیا کہ گواہ لاؤ۔ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری ہوگی۔ پھر لعان والی حدیث بیان فرمائی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ جب طلب بینہ قاذف کے لئے ہے تو غیر قاذف کے لئے بطریق اولیٰ ہوگی۔لیکن جب آیت لعان نازل ہوئی تو قاذف کو خاص کرلیا گیا۔

باب اليمين بعد العصر

ترجمہ۔ عصر کی نماز کے بعد قسم اٹھانا

حدیث(۲۴۸۵)حدثناعلی بن عبدالله الخ عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ثلثة لايكلمهم الله ولاينظر اليهم ولايزكيهم ولهم عذاب اليم .رجل علی فضل ماء بطريق يمنع منه ابن السبيل ورجل بايع رجلالايبايعه الاللدنيا فان اعطاه مايريد وفی له والالم يف له ورجل ساوم رجلاً بسلعة بعد العصر فخلف باالله لقد اعطی به كذاو كذافاخذها ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کے ساتھ نہ تو اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوں گے اور نہ ہی ان کی طرف نظر کرم ہوگی۔اور نہ ہی گناہوں سے ان کا تزکیہ ہوگا۔ بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک تو وہ آدمی ہے جس کے پاس راستے میں فالتو پانی ہو لیکن وہ مسافر راہ گذر سے روک لیتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی ہے جو کسی دوسرے سے صرف دنیا کے لئے بیعت کرتا ہے۔ اگر اس کی مطلب براری ہوگئی تو وفا کرتا ہے اگر نہ ہوئی تو وفا نہیں کرتا تیسرا آدمی وہ ہے جس نے کسی کے ساتھ مال واسباب کا

عصر کے بعد سودا کرتا ہے اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اسے وہ یہ مال اتنے اتنے میں دیگا قسم پر اعتبار کر کے اسنے وہ اسباب اس سے لے لیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بعد العصر یہ قید نہیں بلکہ بطور عادت کے ہے۔ اور اس وقت کی تخصیص ایسے وقت جھوٹے قسم کے عظمت گناہ کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہ وقت ملائکۃ اللیل والنہار یعنی رات دن کے حاضر ہونے کا ہے۔ دوسرے یہ وقت اعمال کے اوپر اٹھنے کا ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں جھوٹی قسم کا گناہ بڑا ہوگا۔

باب یحلف المدعی علیه حیثما وجبت علیه الیمین ولایصرف عن موضع الی غیرہ قضی مروان بالیمین علی زیدبن ثابت علی المنبر فقال احلف له مکانی فجعل زید یحلف وابی ان یحلف علی المنبر فجعل مروان یعجب منه وقال النبی ﷺ شاهداك او یمینه فلم یخص مکانا دون مکان

ترجمہ۔ مدعی علیہ جہاں پر اسے قسم واجب ہو اسی جگہ اس سے قسم اٹھوائی جائے۔ اس جگہ سے دوسری جگہ اسے منتقل نہ کیا جائے۔ مروان نے حضرت زید بن ثابتؓ کے خلاف منبر پر فیصلہ کیا اور کہنے لگا میں تو اپنی جگہ پر ان سے قسم اٹھواؤں گا۔ حضرت زیدؓ نے قسم اٹھانی شروع کر دی اور منبر پر قسم اٹھانے سے انکار کر دیا۔ جس سے مروان تعجب کرنے لگا۔ اور حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تجھے دو گواہ لانے ہیں یا ان کی قسم کا اعتبار کرو۔ تو اس روایت میں کسی مکان کی تخصیص نہیں ہے۔ کہ فلاں مکان ہو فلاں نہ ہو۔ امام بخاریؒ نے اس ترجمہ سے اشارہ کیا کہ بلا ترجمہ باب میں شاهداك او یمینه حصر کے لئے ہے۔

حدیث (۲۴۸۶) حدثنا موسی بن اسمعیل الخ عن ابن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال من حلف علی یمین لیقتطع بها مالا لقی الله وهو علیه غضبان..

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص قسم اٹھا کر کسی کا مال ہڑپ کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملاقی ہوگا کہ وہ اس سے غضب ناک ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ نے حضرت زید بن ثابتؓ کی قسم سے استدلال کیا ہے کہ وہ کسی خاص مقام پر قسم اٹھانے کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے منبر پر قسم کھانے سے رک گئے۔ مروان کے قول سے استدلال نہیں کیا۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں یہی احنافؒ اور حنابلہؒ کا مسلک ہے۔ البتہ جمہور فرماتے ہیں قسم میں شدت پیدا کرنے کے لئے مدینہ میں منبر نبویؐ کے پاس اور مکہ میں رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان اور دوسری جگہوں میں جامع مسجد کے اندر قسم اٹھوائی جائے۔

باب اذا تسارع قوم فی الیمین ترجمہ۔ جب لوگ قسم اٹھانے میں جلدی کریں گے

حدیث(۲۴۸۷)حدثنااسحق بن نصر الخ عن ابی ہریرۃؓ ان النبی ﷺ عرض علی قوم الیمین فاسرعوا فامر ان یسھم بینھم فی الیمین ایھم یحلف ...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں پر قسم پیش کی تو سب قسم اٹھانے کے لئے جلدی کرنے لگے۔ تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ قسم اٹھانے کے بارے میں قرعہ اندازی کریں جس کا قرعہ نکلے وہی قسم اٹھائے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قرعہ اندازی اس وقت ہوگی جس وقت اسباب استحقاق میں برابر ہوں۔ جس کا قرعہ نکلے گا وہی مستحق ہوگا۔

باب قول الله تعالی ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمناقلیلا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد وپیمان اور قسموں کے بدلے تھوڑا مول خرید کرتے ہیں۔

حدیث(۲۴۸۸)حدثنااسحق الخ سمع عبداللہ بن ابی اوفی یقول اقام رجل سلعته فحلف بالله لقد اعطی به امالم یعطها فنزلت ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمناً قلیلا وقال ابن ابی اوفی الناجش اکل ربأخائنٌ ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اسباب تجارت لے کر کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ وہ سامان تو اسے اتنے میں پڑا ہے۔ حالانکہ اتنے میں نہیں پڑا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے تھوڑا مول لیتے ہیں۔ ابن اوفیؓ نے فرمایا ناجش دھوکہ دینے والا سود خور اور خیانت کرنے والا ہے۔

حدیث(۲۴۸۹)حدثنابشربن خالد الخ عن عبداللهؓ عن النبی ﷺ قال من حلف علی یمین کاذباً لیقتطع مال رجل اوقال اخیه لقی الله وهوعلیه غضبان وانزل اللہ تصدیق ذلك فی القران ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمناً قلیلاً الایة فلقینی الاشعث فقال ماحدثکم عبدالله الیوم قلت کذو کذاقال فیّ انزلت ....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جس شخص نے جھوٹی قسم اٹھائی تاکہ کسی آدمی یا کسی مسلمان بھائی کا مال ہڑپ کر جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقی ہوگا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی۔ جو لوگ اللہ کے وعدوں اور اپنی قسموں سے تھوڑا مول لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں حصہ نہیں ہوگا اور نہ تو اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہوں گے نہ اس کی طرف نظر کرم فرمائیں گے

اور نہ ہی اسے گناہوں سے پاک کریں گے۔ بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ جناب اشعث صحابیؓ مجھے ملے فرمایا آج حضرت عبداللہؓ نے تمہیں کیا حدیث بیان کی۔ میں نے کہا کہ اس اس طرح فرمایا۔ یہ تو میرے نازل ہوئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اشعثؓ کے واقعہ میں نازل ہوئی۔ اور سابق حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ آیت اسباب فروخت کرنے والے کے بارے میں نازل ہوئی تو تعارض ہو گیا۔ جواب میں کہا جائے گا کہ یا تو ابن ابی اوفیؓ کو اشعثؓ کے واقعہ کی اطلاع نہ ہوسکی یا دونوں قصے ایک وقت میں واقع ہوئے۔ آیت دونوں کے بعد نازل ہوئی۔ تو آیت کے الفاظ عام ہیں جو دونوں کو شامل ہیں۔

باب كيف يستحلف

ترجمہ۔ باب قسم کیسے اٹھائی جائے

وقول الله تعالى ثم جاء وك يحلفون بالله ان اردنا الااحساناوتوفقايقال بالله وتاالله ووالله وقال النبي ﷺ ورجل حلف بالله كاذبابعد العصر ولايحلف بغير الله .....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پھر یہ لوگ آپؐ کے پاس اگر اللہ کے نام کی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو بھلائی اور آپس میں موافقت کرانا تھا اور اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ وہ لوگ بے شک تم میں سے ہیں۔ اور تمہارے لئے اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں۔ پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے بہر حال باللہ۔ تاللہ۔ واللہ کے الفاظ قسم میں کہے جاسکتے ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص عصر کے بعد اللہ کے نام کی قسم جھوٹی اٹھاتا ہے اللہ کے نام کے بغیر کسی کی قسم نہ اٹھائی جائے۔

حديث(٢٤٩٠)حدثنااسمعيل بن عبدالله الخ انه سمع طلحة بن عبيدالله يقول جاء رجل الى رسول الله فاذاهو يساله عن الاسلام فقال رسول الله ﷺ خمس صلوة فى اليوم والليلة فقال هل على غيرها قال لاالاان تطوع فقال رسول الله ﷺ وصيام رمضان قال هل على غيره قال لاالاان تطوع قال افلح ان صدق وذكر له رسول الله ﷺ الزكوة قال هل على غيرها

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کے متعلق سوال کرتا تھا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں فرمایا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی کوئی چیز فرض ہے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفل پڑھو پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے مہینہ کے روزے فرض ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی مجھ پر فرض ہے آپؐ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفلی روزہ رکھو پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے زکوۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے پھر پوچھا

قال لا الاان تطوع فادبرالرجل وهو يقول والله لاازيد على هذاولاانقص قال رسول الله ﷺ افلح ان صدق ....

اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ اور فرض ہے آپؐ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم نفلی صدقہ دو۔ پس وہ آدمی پیٹھ پھیر کے چلا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں ان پر نہ زیادتی کروں گا اور نہ اس کی مبلغ میں کمی کروں گا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہو جائے گا۔

حديث(۲۴۹۱)حدثناموسى بن اسمعيل الخ قال عبدالله ؓ ان النبى ﷺ قال من كان حالفاً فليحلف بالله اوليصمت ......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم اٹھانے والا ہو تو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے یا چپ رہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ كيف يستحلف باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ قسم اٹھانے میں شدت اختیار کرنا، حب نہیں دیکھوان آیات میں صرف اللہ کا نام آیا ہے۔ اس پر کوئی زیادتی نہیں ہے۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں بالله الذى لااله الاهو کہے۔ کوئی اور شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر قاضی اسے متہم کرے تو پھر قسم کے اندر الفاظ زیادہ کرے۔ عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم الذى يعلم من السرويعلم من العلانية ۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے وہ اسے کافی ہو جائیں گے۔

ولايحلف لغير الله یہ الفاظ امام بخاریؒ نے ترجمہ کے تکملہ کے لئے زائد کیے ہیں۔ جو ابن عمرؓ کی روایت سے مستفاد ہیں اور باب میں دو احادیث بیان فرمائیں حضرت طلحہؓ کی جس میں ہے فادبر الرجل وهو يقول والله الخ تو محض بالله پر اقتصار کیا گیا۔ اور دوسری حدیث ابن عمرؓ کی ہے جس میں فليحلف بالله ہے۔

باب من اقام البينة بعد اليمين

ترجمہ۔ جس شخص نے قسم اٹھوانے کے بعد گواہ پیش کر دیئے اس کا کیا حکم ہے۔

وقال النبى ﷺ لعل بعضكم الحن بحجته من بعض وقال طاؤس وابراهيم وشريح البينة العادلة احق من اليمين الفاجرة .....

ترجمہ۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شاید تم میں سے کوئی شخص دوسرے سے اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ طرار ہو۔ اور طاؤس۔ ابراہیم اور حضرت شریح رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ عادل گواہ جھوٹی قسم سے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کا اعتبار کیا جائے۔

حديث (۲۴۹۲) حدثناعبدالله بن مسلمة عن

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

ام سلمةؓ ان رسول اللهﷺ قال انکم تختصمون الی ولعل بعضکم الحن بحجته من بعض فمن قضیت له بحق اخیه شیئا بقوله فانما اقطع له قطعة من النار فلا یاخذها .....

فرمایا کہ تم لوگ میرے پاس جھگڑتے ہوئے آتے ہو تم میں سے کچھ لوگ دوسرے سے اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ طرار واقع ہوتے ہیں۔ پس جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے حق میں سے اس کے قول کے مطابق کسی چیز کا فیصلہ کردوں تو میں نے اس کیلئے جہنم کے ایک ٹکڑے کو کاٹ کردے دیا ہے پس وہ اسے نہ لے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ من اقام البینة الخ جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور مدعی علیه کی قسم سے فیصلہ کر دیا گیا اب مدعی کو گواہ مل گئے تو کیا گواہوں کے کہنے پر فیصلہ ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ ہاں ہوگا۔ دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں نے اس کے لئے جہنم کا ٹکڑا کاٹ دیا ہے جب مدعی علیه جہنم کے ٹکڑے کا مالک نہیں بننا چاہتا تو اسے واپس کر دینا چاہیئے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں حکم کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ اس میں اختلاف ہے۔ جمہور فرماتے ہیں گواہی قبول کی جائے گی۔ امام ثوریؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ اور کوفیوں کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر قسم اٹھواتے وقت اسے گواہوں کا علم نہیں بعد ازاں علم ہوا تو گواہوں کے موافق فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر وہ مدعی علیه کی قسم پر راضی ہو گیا اور گواہوں کو ترک کر دیا خواہ وہ حاضر ہوں یا غائب ہوں تو پھر اس کو گواہی کا حق نہیں ہے۔ ابن ابی لیلیٰ بھی یہی فرماتے ہیں کہ بعد الاستحلاف گواہ قبول نہ کئے جائیں گے۔

والحجة علیه علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ جب دونوں خصم کے لئے دلیل ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے سے طرار ثابت ہو تو اس وقت متصور ہو سکتا ہے کہ قسم اٹھانے کے بعد گواہ پیش کئے جائیں۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں جب جھوٹی قسم سے کسی کا حق ضائع نہیں ہو تا بلکہ جھوٹی قسم سے مال لینا منع کیا گیا اب گواہ پیش کرنے پر مدعی اپنے حق کو وصول کرنے کا حقدار ہے تو جب جھوٹی قسم سے کسی کا مال حلال نہیں رہا تو جب حق ظاہر ہو جائے تو اسے واپس کرنا واجب ہے۔ اور وہ اس جگہ گواہوں سے ثابت ہو گیا ہے۔ اس حدیث باب سے احنافؒ پر رد کیا جاتا ہے کہ امام صاحبؒ فرماتے ہیں قضاء قاضی ظاہراً اور باطناً دونوں طرح سے نافذ ہوتی ہے در اصل یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ امام صاحبؒ پر اس حدیث سے رد اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ حدیث کا مدار تقریر اور بیان مدعی پر ہے۔ جب گواہ پیش کر دے تو حدیث میں اس کے بارے میں کچھ بیان نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ اختلافی یہ ہے کہ آیا قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔ یحکم الحاکم بعلمه اور دلائل فریقین کے بسط کے ساتھ اوجز میں بیان کئے گئے ہیں۔ فارجع الیه۔

باب من امر بانحاز الوعد

ترجمہ۔باب اس شخص کے بارے میں جو وعدہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وفعله الحسن وذكراسمعيل انه كان صادق الوعدوقضى بن الاشوع بالوعدوذكرذلك عن سمرةوقال المسور بن مخرمة سمعت النبى ﷺ وذكر صهرا له قال وعدنى فوفى لى قال ابو عبدالله ورايت اسحق بن ابراهيم يحتج بحديث ابن اشوع .....

ترجمہ۔اور حضرت حسن بصریؒ نے ایسا کیا اور آپؒ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وہ وعدے کے سچے تھے۔ابن اشوع نے وعدے کے مطابق فیصلہ کیا اور اس کو سمرۃ بن جندبؓ سے ذکر فرمایا۔اور مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے اپنے داماد کے بارے میں سنا فرماتے تھے کہ اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا جس کو اس نے میرے ساتھ پورا کر دیا۔اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن ابراہیم کو دیکھا کہ وہ ابن اشوع کی حدیث سے دلیل پکڑتے تھے۔

حديث(۲۴۹۳)حدثنا ابراهيم بن حمزةالخ ان عبدالله بن عباسؓ اخبره قال اخبرنى ابو سفيٰن ان هرقل قال له سالتك ماذا يامركم فزعمت انه امركم بالصلوةوالصدق والعفاف والوفاء بالعهد واداء الامانة قال وهذه صفة نبى .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت ابوسفیانؓ نے مجھے خبر دی کہ ہرقل بادشاہ روم نے ان سے کہا کہ میں نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ آپ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے تھے۔ تو نے کہا کہ وہ تمہیں نماز۔سچائی۔پاکدامنی اور وعدہ وفائی اور امانت کی ادائیگی کا حکم دیتے ہیں۔اس نے کہا یہی نبی کی صفت ہوتی ہے۔

حديث (۲۴۹۴) حدثناقتيبة الخ عن ابى هريرةؓ ان رسول اللهﷺقال اية المنافق ثلث اذا حدث كذب واذاؤتمن خان واذاوعداخلف

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

حديث(۲۴۹۵)حدثناابراهيم بن موسى الخ عن جابر بن عبدالله قال لما مات النبى ﷺ جاء ابابكرؓ مال من قبل العلاء بن الحضرمى

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت علاء بن الحضرمیؓ کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ کو مال پہنچا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا

فقال ابوبکرؓ من کان له علی النبی ﷺ دین او کانت له قبله عدة فلیاتناقال جابرؓفقلت وعدنی رسول الله ﷺ ان یعطینی هکذا وهکذا فبسط یدیه ثلث مرات قال جابر فعدفی یدی خمس مائة ثم خمس مائة ثم خمس مائة ....

جس شخص کا جناب نبی اکرم ﷺ پر کوئی قرضہ ہو۔ یا آپؐ کی طرف سے کسی کیلئے کوئی وعدہ ہوتو ہمارے پاس آئے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آ کر کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ مجھے اس اس طرح دیں گے۔ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ پھیلا دیئے تو حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ان کو گنا تو وہ پانچ سو درہم تھے پھر پانچ سو اور دیئے بعدازاں پانچ سو اور دیئے۔

حدیث (۲۴۹۶) حدثنا محمد بن عبدالرحیم الخ عن سعید بن جبیرؓ قال سالنی یهودی من اهل الحیرة ای الاجلین قضی موسی قلت لاادری حتی قدم علی حبر العرب فاساله فقدمت فسالت ابن عباسؓ فقال اقضی اکثرهما واطیبهما ان رسول الله ﷺ اذاقال فعل ....

ترجمہ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے کہ میرے سے حیرہ والوں کے ایک یہودی نے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی میں نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں بتلاسکتا جبتک عرب کے بڑے عالم کے پاس آ کر نہ پوچھ لوں۔ چنانچہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے آ کر پوچھا تو انہوں نے فرمایا جو مدت ان میں زیادہ اور عمدہ تھی اسے پورا کیا۔ بے شک اللہ کا رسول جب کوئی بات کہتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ذکر صهرآ وہ حضرت ابوالعاص بن الربیع تھے جو حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے خاوند تھے۔ حدیث ابن اشوع یہی سمرۃ بن جندب کی روایت ہے۔ جس میں وعدہ کو پورا کرنے کا حکم ہے۔

وعد لي رسول الله حضرت نبی اکرم ﷺ چونکہ مکارم اخلاق کے مالک تھے اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کے وعدے پورے کردیئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ سے آپؐ کے وعدہ پر گواہ طلب کئے بغیر وعدہ پورا کردیا۔

اکثرهما وہ عشر سنین ہے۔ اقل آٹھ سال تھے اور اطیب علی نفس شعیب علیہ السلام تھے۔ اس باب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روایت کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے دس سال پورا کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ لیکن پھر بھی اس کو پورا کر دکھایا۔ تو وفاء وعدہ کی تاکید ہوگئی۔ اگر اشکال ہو کہ باب الوعد کی کتاب الشهادات سے کیا مناسبت ہے۔ تو علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ وعدہ بھی اپنے آپ پر ایک قسم کی شہادت ہے۔ اس لئے اس باب کو کتاب الشهادات میں لائے ہیں۔

باب لايسئل اهل الشرك عن الشهادة وغيرها

ترجمہ۔ شرک والوں سے نہ تو شہادت کے متعلق پوچھا جائے گا اور نہ ہی کسی اور کے متعلق

وقال الشعبى لا تجوز شهادة اهل الملل بعضهم على بعض لقوله تعالى فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء وقال ابوهريرةؓ عن النبى ﷺ لاتصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا امنا بالله وما انزل الاية .....

ترجمہ۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ دوسری ملت والوں کی گواہی ایک دوسرے پر بھی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے انکے درمیان دشمنی اور بغض کو ڈال دیا ہے اور حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کتاب والوں کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ ہی ان کو جھٹلاؤ بلکہ یہ کہو کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اتارا اس پر ایمان لائے ہیں۔

حديث(٢٤٦٧)حدثنا يحيى بن بكير الخ عن عبدالله بن عباسؓ قال يامعشر المسلمين كيف تسالون اهل الكتب وكتابكم الذى انزل على نبيه ﷺ احدث الاخبار بالله تقرء ونه لم يشب وقد حدثكم الله ان اهل الكتاب بدلوا ما كتب الله وغيروا بايديهم الكتاب فقالوا هو من عندالله ليشتروا به ثمنا قليلا افلا ينهاكم ما جاء كم من العلم عن مسايلتهم ولا والله ما راينا منهم رجلا قط يسالكم عن الذى انزل عليكم .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ گروہ مسلمین تم اہل کتاب سے کیسے سوال کر سکتے ہو۔ جب کہ تمہاری کتاب جو اپنے نبی پر اتاری گئی وہ تو اللہ تعالیٰ کی تازی تازی خبریں دینے والی ہے۔ جس کو تم پڑھتے ہو کہ اس میں ابھی ملاوٹ نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ تمہیں بیان کر چکا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدل ڈالا اور اپنے ہاتھوں سے اس کتاب میں ادل بدل کر دیا پھر کہنے لگے یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑا مول حاصل کریں۔ کیا جو علم تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا اس نے تمہیں ان سے سوال کرنے سے نہیں روکا۔ اور اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے کہ کبھی ہم نے ان کے کسی آدمی کو دیکھا ہو کہ تم سے اس کتاب کے متعلق سوال کریں جو تم پر اتاری گئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ کفار کی شہادت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ان کی شہادت ردّ کی جائے گی اور بعض تابعین فرماتے ہیں مطلقاً ان کی گواہی قبول کی جائے گی مگر مسلمانوں کے خلاف قبول نہ ہو گی۔ یہ کوفیوں کا مذہب ہے کہ آپس میں انکی شہادت معتبر ہے اور حسن بصریؒ اور ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کسی ملت کی دوسری ملت کے خلاف گواہی قبول نہ ہو گی۔ البتہ آپس میں

ایک دوسرے کے متعلق گواہی قبول کی جائے گی جمہور کا استدلال ممن ترضون من الشهداء منکم سے ہے۔امام شعبیؒ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ کسی ملۃ کی دوسری ملت کے خلاف گواہی مقبول نہیں ہوگی مگر مسلمانوں کی گواہی تمام ملتوں کے خلاف جائز ہوگی لا تصدقوا اهل الکتاب اس سے امام بخاریؒ کی غرض ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو اہل کتاب کی شہادت کو قبول کرتے ہیں امام بخاریؒ بتلا رہے ہیں کہ جب ان کی اخبار قبول نہیں تو شہادت کیسے قبول ہوگی جب کہ باب الشهادت باب الرواية بہت تنگ ہے۔

باب القرعة فی المشکلات

ترجمہ۔ مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنا

وقوله تعالى اذيلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم وقال ابن عباسؓ اقترعوا فجرت الاقلام مع الجرية وعال قلم ذكرياء الجرية فكفلها ذكرياء وقوله فساهم اقرع فكان من المدحضين من المسهمين وقال ابوهريرةؓ عرض النبی ﷺ علی قوم اليمين فاسرعوا فامر ان يسهم بينهم ايهم يحلف .....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب کہ وہ لوگ اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ کون بی بی مریم کی کفالت کرے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے قرعہ ڈالا دریا کے بہاؤ کے ساتھ دوسری قلمیں بہہ گئیں لیکن زکریا کا قلم بہاؤ کے اوپر کو چڑھا تو زکریا نے بی بی مریم کی کفالت قبول فرمائی۔ ساھم کے معنی اقرع یعنی قرعہ اندازی کے ہیں تو ہوگئے وہ مغلوبین میں سے اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے کسی قوم پر قسم پیش کی تو قسم اٹھانے میں جلدی کرنے لگے پس آپؐ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے جس کا قرعہ نکلے وہی قسم اٹھائے۔

حديث (۲۴۹۸) حدثنا عمر بن حفص الخ انه سمع النعمان بن بشيرؓ يقول قال النبی ﷺ مثل المدهن فی حدود الله والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم فی اسفلها وصار بعضهم فی اعلاها فكان الذی فی اسفلها يمرون بالماء عل الذين فی اعلاها فتاذوا به فاخذ فاسا فجعل ينقر اسفل السفينة فاتوه فقالوا مالك قال تاذيتم بی ولا بدلی من الماء فان اخذوا علی يديه

ترجمہ۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کی حدود کے بارے میں چپ سادھنے والا اور ان حدود میں پڑنے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے جنہوں نے کشتی کے بارے میں قرعہ اندازی کی۔ بعض تو کشتی کے نچلے حصے میں چلے گئے۔ اور بعض اوپر کے حصہ میں۔ پس جو لوگ نچلے حصہ میں تھے وہ پانی لینے کیلئے اوپر والوں کے پاس سے گذرے جس سے ان کو تکلیف پہنچی۔ پس نیچے والے نے ایک کلہاڑا لے کر کشتی کے نچلے حصے کو سوراخ کرنے لگا پس وہ لوگ اس کے پاس آ کر پوچھنے لگے کہ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے ۔

انجوه ونجوانفسهم وان ترکوااهلکوه واهلکوا انفسهم .....

اس نے کہا میری وجہ سے تم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور مجھے پانی کی ضرورت ہے۔ پس اگر ان لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا تواس کو بھی نجات دیں گے۔ اور اپنے آپ کو بھی بچالیں گے۔ اگر انہوں نے اس شخص کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تو اس کو بھی ہلاک کریں گے اور خود بھی ہلاک ہوں گے۔

حدیث (۲۴۹۹) حدثناابوالیمان الخ حدثنی خارجة بن زید الانصاری عن ام العلاء امراة من نسائهم قدبایعت النبی ﷺ اخبرته ان عثمان بن مظعون طارلهم سهمه فی السکنی حین اقرعت الانصار سکنی المهاجرین قالت ام العلاء فسکن عندناعثمان بن مظعون فاشتکی فمرضناه حتی اذاتوفی وجعلناه فی ثیابه دخل علینا رسول الله ﷺ فقلت رحمة الله علیك اباالسائب فشهادتی علیك لقد اکرمك الله فقال لی النبی ﷺ ومایدریك ان الله اکرمه فقلت لاادری بابی انت یارسول الله فقال رسول الله ﷺ اماعثمان فقد جاءه والله الیقین وانی لارجوا له الخیر والله مادری وانارسول الله مایفعل به قالت فوالله لاازکی احداً بعده ابداً واحزننی ذلك قالت فنمت فاریت لعثمان عینا تجری فجئت الی رسول الله ﷺ فاخبرته فقال ذلك عمله ......

ترجمہ۔ حضرت ام العلاءؓ انصاری عورتوں میں سے ایک عورت تھی جس نے جناب نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی وہ خبر دیتی ہیں کہ جب مہاجرین کی رہائش کے لئے انصار نے قرعہ اندازی کی تو حضرت عثمان بن مظعونؓ کا قرعہ رہائش کیلئے ہمارے یہاں کے لئے نکلا حضرت ام العلاءؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ ہمارے یہاں رہائش پذیر رہے۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئے تو ہم ان کی تیمارداری کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ وفات پاگئے۔ ہم نے ان کو انہیں کے کپڑوں میں دفن کر دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابو سائب (عثمانؓ) تم پر اللہ کی رحمت ہو میں تم پر گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور اعزاز بخشیں گے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تمہیں کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ اسے عزت واکرام دیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں واقعی میں نہیں جانتی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! حضرت عثمانؓ کو موت آچکی۔ میں بھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید کرتا ہوں اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے باوجود مجھے علم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوگا۔ وہ فرماتی ہیں اللہ کی قسم اس کے بعد پھر میں نے کسی کو پاکباز ظاہر نہیں کیا البتہ میں اس کے غم میں

رہتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ مجھے نیند آگئی تو مجھے حضرت عثمانؓ کے لئے ایک چشمہ خواب میں دکھایا گیا جو جاری تھا۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ چشمہ اس کا عمل ہے جو جاری ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مایفعل به ای بعثمانؓ کیونکہ وحی کے بغیر تو آپؐ کو علم نہیں ہوتا اس بارے میں وحی نہیں آئی تھی اس لئے آپؐ نے یہ جواب دیا۔ باقی حضرت عثمانؓ آل ام العلاء میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔

ذلك عمله عمل کو پانی سے تعبیر کیا گیا۔ یہ اس لئے کہ ہر میت کے اعمال اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ وہ شخص جو رابط فی سبیل اللہ ہو کر مرے اس کے عمل قیامت کے دن تک بڑھتے رہتے ہیں۔

فوائد حدیث اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے متعلق یقینی طور پر جنتی ہونے کا قول نہ کیا جائے۔ ہاں جن کیلئے نص وارد ہو۔ جیسے عشرہ مبشرہ و صحابہ کرامؓ ہیں ان کے متعلق بشارت وارد ہو چکی ہے۔ اس لئے ان کو جنتی کہا جا سکتا ہے۔ دوسری دلیل اس میں یہ ہے کہ وہ فقراء جن کا نہ مال ہو اور نہ ہی ان کا کوئی ٹھکانا ہو۔ مال اور منزل مباح کر کے ان سے بھائی چارے کا اظہار کرنا چاہیئے۔ تیسرا فائدہ قرعہ اندازی کا اثبات ہے۔ اور چوتھا فائدہ یہ ہے کہ میت کیلئے دعا کرنا جائز ہے۔ التهجير کے معنی تبکیر یعنی نماز کیلئے جلدی جانا ہے۔

حدیث (۲۵۰۰) حدثنا محمد بن مقاتل الخ عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ اذاارادسفرا اقرع بين نسائه فايتهن خرج سهمها خرج بهامعه وكان يقسم لكل امراةمنهن يومهاوليلتها غير ان سودة بنت زمعة وهبت يومها وليلتها لعائشةؓ زوج النبی ﷺ تبتغي بذلك رضا رسول الله ﷺ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔ پس جس کا قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اور ان بیو یوں میں سے ہر ایک کیلئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے تھے سوائے حضرت سودہ بنت زمعہؓ کے کہ جنہوں نے اپنی باری کے دن رات حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ کو ہبہ کر دیئے تھے۔ جس سے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی رضامندی طلب کرنا چاہتی تھی۔

حدیث (۲۵۰۱) حدثنااسمعيل الخ عن ابی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قالوا لو يعلم الناس مافى النداء والصف الاول ثم لم يجدوا الاان يستهمواعليه لاستهموا ولويعلمون مافى التهجير لاستبقوا اليه ولويعلمون مافى العتمة والصبح لاتوهماولوحبواً ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو اس ثواب کا علم ہو جاتا جو اذان کہتے ہیں اور پہلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں پھر اسکے حاصل کرنے کیلئے قرعہ اندازی کرتے۔ تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ اگر اس ثواب کا علم ہو جائے تو دوپہر کی نماز

جلدی پڑھتے اور اگر اس کے ثواب کا علم ہو جاتا جو عشاء کی نماز اور صبح کی نماز ادا کرنے میں ہے تو وہ گھٹنوں کے بل بھی چل کر ان دونوں نمازوں کی طرف آتے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کتاب الشہادات میں قرعہ اندازی کو اس مناسبت سے بیان کیا کہ جس طرح سے گواہوں کے ذریعہ مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس طرح قرعہ اندازی بھی فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔ اور اس سے حقوق پورے ہوتے ہیں۔ اور جھگڑے ختم کئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الصلح

باب ماجاء فی الاصلاح بین الناس۔

ترجمہ۔ باب جو کچھ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے بارے میں وارد ہوا ہے۔

وقول اللہ تعالی لاخیر فی کثیر من نجواھم الامن امر بصدقة او معروف او اصلاح م بین الناس الایة ..وخروج الامام الی المواضع لیصلح بین الناس باصحابه ...

ترجمہ۔ مگر جو شخص صدقہ کا حکم دے یا کسی نیک کام کا حکم دے یا لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔ آیت ختم ہوئی۔ اور امام کا اپنے اصحاب کو لے کر ان مواقع کی طرف جانا تاکہ لوگوں کے درمیان صلح کرائیں۔

حدیث(۲۰۵)حدثناسعیدبن ابی مریم الخ

عن سهل بن سعد ان اناسامن بنی عمروبن عوف کان بینهم شیئ فخرج الیهم النبی ﷺ فی اناس من اصحابه یصلح بینهم فحضرت الصلوة ولم یات النبی ﷺ فجاء بلال فاذن بلال بالصلوة ولم یات النبی ﷺ فجاءالی ابی بکرفقال ان النبی ﷺ حبس وقد حضرت الصلوة فهل لك ان تؤم الناس فقال نعم ان شئت فاقام الصلوة فتقدم ابوبکرؓ ثم جاء النبی ﷺ یمشی فی الصفوف حتی قام فی الصف الاول فاخذ الناس بالتصفیح حتی اکثرواوکان ابوبکرؓلایکادیلتفت فی الصلوة فالتفت فاذاهو بالنبی ﷺ فاشار الیه بیده فامره یصلی کما هو فرفع ابوبکریده فحمدالله ثم رجع القهقری وراء ه حتی دخل فی الصف وتقدم النبی ﷺ فصلی بالناس فلمافرغ اقبل علی الناس فقال یاایها الناس اذانابکم شیئ فی صلوتکم اخذتم بالتصفیح انما التصفیح للنساء من نابه شیئ فی صلوته فلیقل سبحان الله فانه لایسمعه احد الاالتفت یاابابکر مامنعك حین اشرت الیك لم تصل بالناس فقال ماکان ینبغی لابن ابی قحافة ان یصلی بین یدی النبی ﷺ ..

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ بنی عمروبن عوف کے کچھ آدمیوں کے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا تو جناب نبی اکرم ﷺ اپنے اصحابؓ میں سے کچھ لوگوں کو لے کر ان کے پاس گئے تاکہ ان کے درمیان صلح کرائیں۔ نماز کا وقت ہوگیا ابھی تک آپؐ واپس نہ آئے تو حضرت بلالؓ نے نماز کی اذان پڑھی تب بھی آپ نبی اکرم ﷺ نہ پہنچ سکے تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے تو بتلایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ روک دیئے گئے۔ اور نماز کا وقت ہو چکا ہے تو کیا آپ لوگوں کی امامت کا فریضہ انجام دیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر آپ چاہیں تو۔ تو حضرت بلالؓ نے تکبیر کہی تو حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے بعد ازاں آپ نبی اکرم ﷺ تشریف لاکر صفوں میں چلنے لگے یہاں تک کہ پہلی صف میں آکر کھڑے ہوگئے تو لوگوں نے تالی پیٹنا شروع کردی یہاں تک کہ بہت مرتبہ تالی بجائی۔ حضرت ابوبکرؓ کی عادت یہ تھی کہ وہ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ کثرت تالی کی وجہ سے اِدھر دیکھا تو جناب نبی اکرم ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ جس طرح وہ نماز پڑھا رہے ہیں پڑھاتے رہیں۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی پھر الٹے پاؤں آپؐ کے پیچھے آگئے۔ یہاں تک کہ صف میں داخل ہوگئے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کرکے فرمایا اے لوگو! جب نماز میں تمہیں کوئی چیز پیش آجاتی ہے تو تالی بجانا کیوں شروع کردیتے ہو۔ تالی بجانا تو عورتوں کے لئے ہے۔

تم میں سے جس کو بھی نماز میں کوئی بات پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے۔ کیونکہ جو بھی اسے سنے گا وہ اِدھر متوجہ ہوگا۔ اور اے ابوبکرؓ! جب میں نے تم کو اشارہ کیا تھا تو پھر کس چیز نے آپ کو نماز پڑھنے سے روک دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو اللہ کے نبی کے آگے نماز پڑھنا لائق اور مناسب نہیں ہے۔

حدیث ۲۵۰۳) حدثنا مسدد الخ **ان انساً قال قیل النبی ﷺ لو اتیت عبداللہ بن ابی فانطلق الیہ النبی ﷺ ورکب حماراً فانطلق المسلمون یمشون معہ وھی ارض سبخة فلما اتاہ النبی ﷺ فقال الیك عنی واللہ لقد اذانی نتن حمارك فقال رجل من الانصار منھم واللہ لحمار رسول اللہ ﷺ اطیب ریحاً منك فغضب لعبد اللہ رجل من قومہ فشتما فغضب لکل واحد منھما اصحابہ فکان بینھما ضرب بالجرید والایدی والنعال فبلغنا انھا انزلت وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فقال ابو عبداللہ ھذا مما انتحیت من مسدد قبل ان یجلس ویحدث ....**

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپؐ عبداللہ بن ابی کے پاس چلے جاتے تو اچھا ہوتا۔ چنانچہ آنحضرت نبی اکرم ﷺ گدھے پر سوار ہو کر اس کی طرف چل پڑے۔ کچھ مسلمان بھی آپؐ کے ہمراہ چل رہے تھے۔ وہ زمین شور تھی جب جناب نبی اکرم ﷺ اس کے پاس پہنچے تو کہنے لگے کہ آپؐ میرے سے الگ رہیں۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے گدھے کی بدبو نے تو مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ ان میں سے انصار کے ایک آدمی نے کہا۔ اللہ کی قسم جناب رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بو تیرے سے اچھی ہے تو عبداللہ کی قوم کے آدمیوں میں سے ایک غضب ناک ہوا دونوں نے ایک دوسرے کو گالی دینا شروع کر دی۔ تو ان ہر دو کے ساتھی غضب ناک ہو گئے یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان چھڑیوں ہاتھوں اور جوتوں سے لڑائی شروع ہو گئی ہمیں یہ پہنچا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔ اگر مؤمنین میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسدد استاد کے منتخبات میں سے ہے۔ جو بیٹھنے اور حدیث بیان کرنے سے پہلے بیان فرمایا کرتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اگر اشکال ہو کہ یہ آیت تو ایک دوسرے موقعہ پر نازل ہوئی اس میں نازل نہیں ہوئی۔ کیونکہ مسلمان ایک کافر اور منافق عبداللہ کیلئے کیسے آپس میں لڑ سکتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ کوئی مستبعد نہیں۔ ایک تو بشری تقاضا دوسرے قومی غیرت بھی ایک کافر کی حمایت پر اکسانے کا باعث بن سکتی ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو معنی ہوں گے ایسے واقعات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یا یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ان دونوں فریقین میں صلح کرادی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ صلح۔ مصالحت کا اسم مصدر ہے۔ صلاح فساد ہے۔ اور شریعت میں یہ ایک عقد و معاہدہ ہے جس کے ذریعہ مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان جھگڑا ختم کرایا جاتا ہے۔ پھر حافظؒ فرماتے ہیں کہ صلح کئی اقسام ہے۔ ۱/ صلح المسلم مع الکافر ۲/ صلح بین الزوجین یعنی خاوند بیوی کے درمیان صلح کرنا۔ ۳/ فرقہ باغی اور عادل کے درمیان صلح ۴/ دو غضب ناک آدمیوں میں صلح کرانا۔ ۵/ صلح فی الجراح کہ زخمی کرنے پر قصاص کی بجائے مال پر صلح کرائی جائے۔ ۶/ صلح القطع الخصومة آئندہ جھگڑا نہ ہو۔ املاک میں یا مشترک چیزوں میں جیسے راستے سڑکیں وغیرہ اس پر اصحابِ فقہ نے تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ امام بخاریؒ نے ان اقسام میں سے اکثر کے لئے ترجمہ قائم کیا ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ آیت کے نزول کا سبب رئیس المنافقین عبداللہ کے لئے مسلمانوں کا لڑنا محال ہے۔ لہذا یہ لڑائی کسی اور موقع پر اوس اور خزرج کے درمیان واقع ہوئی جسے امام بخاریؒ نے کتاب الاستیذان میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے تفصیلاً نقل فرمایا ہے۔ کہ یہ جھگڑا حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور عبداللہ بن ابی کے درمیان واقع ہوا۔ جس میں ہاتھا پائی کی نوبت آئی۔ بہر حال حضرت شیخ گنگوہیؒ نے جو توجیہات بیان فرمائی ہیں وہ اس باب کے مناسب ہیں جو چند ابواب کے بعد آرہا ہے۔ کہ باب هل یشیر الامام بالصلح اس جگہ جو علماء کا اختلاف ہے اسے مفصل بیان کیا گیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ اس باب سے فقہاء کے اس موقف کو رد فرما رہے ہیں کہ امام اور قاضی کو فیصلہ کرنے کا حق تب ہے جب کہ مقدمہ اس کی عدالت میں دائر ہو۔ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ترافع ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اگر امام اور قاضی خود جا کر فریقین کے درمیان صلح کرا دے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسے آپؐ خود عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے گئے۔

باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس

ترجمہ۔ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو کچھ ان کہی باتیں کہہ کر لوگوں کے درمیان صلح کرا دے

حدیث(۲۵۰٤) حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ الخ ان ام کلثومؓ بنت عقبة اخبرته انها سمعت رسول اللہ ﷺ یقلو لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس فینمی خیرا او یقول خیرا .....

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ خبر دیتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔ پس وہ خیر کو پہنچاتا ہے۔ یا خیر اور بھلائی کی بات کہتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ میں کاذب کا لفظ ہے اور حدیث میں کذاب وارد ہوا ہے۔ جس سے امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ مبالغہ مراد نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ ایسے صلح کن آدمی میں کاذب کا اطلاق نہیں ہوگا جس سے معلوم ہو کہ خیر کی نیت سے مصالحت کرانے والا ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے جو کہنے والے نے نہیں کہے۔ تاکہ دونوں کے درمیان صلح جائے۔

باب قول الامام لاصحابه اذهبوا بنانصلح

ترجمہ۔ امام کا اپنے ساتھیوں سے کہنا کہ ہمیں لے چلو تا کہ ہم صلح کرا دیں۔

حدیث(۲۵۰۵)حدثنامحمدبن عبداللہ الخ عن سهل بن سعدؓ ان اهل قباء اقتتلوا حتی ترامو بالحجارة فاخبررسول الله ﷺ بذلك فقال اذهبوابنا نصلح بينهم .....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ قبا والے لڑنے لگے یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ جس کی جناب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی آپؐ نے ارشاد فرمایا ہمیں لے چلو تا کہ ہم ان کے درمیان صلح کرا دیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ امام کا کام سزا دینا اور کاروائی کرنا ہے لیکن اگر وہ فریقین میں صلح کرا دے تو بہتر اور اولیٰ ہے۔ اسی کو مولانا زکریاؒ نے الاوجه عندي كه كر بیان فرمایا ہے۔

باب قول الله تعالی ان یصلحا بینهما صلحا والصلح خير

ترجمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں حاکم اور نمائندے خاوند بیوی کے درمیان صلح کرا دیں اور صلح بہتر ہے۔

حدیث(۲۵۰۶)حدثناقتيبة بن سعيد الخ عن عائشةؓ وان امراة خافت من بعلها نشوزاً اواعراضا قالت هوالرجل يرى من امراته مالا يعجبه كبرااوغيره فيريد فراقها فتقول امسكني واقسم لى ماشئت قالت فلاباس اذاتراضيا ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آیت جس کا ترجمہ ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے اٹھان یا بے رخی کا خطرہ لاحق ہو تو فرمایا اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جو اپنی بیوی سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہیں۔ مثلاً بڑھاپا یا کسی قسم کی بد خلقی جو اسے ناپسند ہے جسکی وجہ سے وہ اپنی بیوی کو اپنے سے جدا کرنا چاہتا ہے بیوی کہے کہ مجھے اپنے پاس رہنے دو اور میری باری کے متعلق جو آپ چاہیں فیصلہ کریں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ جب خاوند بیوی آپس میں راضی ہو جائیں۔

باب اذااصطلحوا على صلحِ جورٍ فالصلح مردود۔

ترجمہ۔ جب لوگ کسی ظلم پر صلح کر لیں وہ ردّ کی جائے گی۔

حدیث (۲۵۰۷) حدثناادم الخ عن ابی هريرةؓ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ اور زید بن خالد الجہنیؓ دونوں فرماتے ہیں

وزید بن خالد الجهنی قالاجاء اعرابی فقال یارسول الله اقض بیننا بکتاب الله فقام خصمه فقال صدق اقض بیننا بکتا ب الله فقال الاعرابی ان ابنی کان عسیفاعلی هذافزنی بامراته فقالوا لی علی ابنك الرجم ففدیت ابنی منه بمائة من الغنم وولیدة ثم سالت اهل العلم فقالواانما علی ابنك جلدمائةوتغریب عام فقال النبی ﷺ لاقضین بینکما بکتاب الله اماالولیدة والغنم فرد علیك وعلی ابنك جلدمائةوتغرب عام واماانت یاانیس لرجل فاغد علی امراة هذافارجمها فغداعلیها انیس فرجمها ....

کہ ایک دیہاتی آکر کہنے لگا اے اللہ کے رسول! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں تو اسکا حریف بھی اٹھ کر کہنے لگا حضرت! اس نے سچ کہا۔ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق آپؐ فیصلہ فرمائیں جس پر دیہاتی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا جس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھے کہا کہ تیرے بیٹے پر رجم کرنا ہے۔ تو میں نے رجم کی بجائے اپنے بیٹے کی طرف سے سو ۱۰۰ بکریاں اور ایک باندی کفارہ ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کے اوپر تو سو ۱۰۰ کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں لیکن باندی اور بکریاں تو تجھ پر واپس کی جائیں اور تیرے بیٹے پر سو ۱۰۰ کوڑے کی سزا اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ اور ایک آدمی سے آپؐ نے فرمایا اے انیس! دیکھو صبح سویرے اس کی بیوی کے پاس جا کر اسے سنگسار کر دو۔ چنانچہ حضرت انیس صبح صبح ان کے پاس گئے اور اسے سنگسار کر دیا۔

حدیث(۲۵۰۸)حدثنایعقوب بن محمدالخ عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذامالیس فیه فهوردٌ ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رسم پیدا کی جو اس دین میں سے نہیں ہے۔ تو وہ مردود ہوگی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اماالولیدة والغنم ردّ علیك یہ محل ترجمہ ہے۔ جو صلح کے معنی میں اس طرح ہے۔ کہ حد شرعی کی بجائے مزدور پر یہ سزا رکھی گئی۔ چونکہ شریعت میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے تو یہ ظلم ہوا جس کو آپؐ نے ردّ فرمایا کہ شرط غیر مشروع باطل ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یاانیس الخ ان کی تخصیص اسلئے کی گئی کہ وہ عورت کے قبیلہ کے آدمی تھے اور وہ لوگ کسی غیر قبیلہ کا

فیصلہ مانتے نہیں تھے۔اور مفصل قصہ میں مرقوم ہے کہ اگر وہ عورت اعتراف کرے تو قاذف پر حد قذف نہ ہو گی۔ بلکہ عورت پر رجم ہو گا کیونکہ وہ شادی شدہ تھی زانی کنوارہ تھا۔اس لئے اس کو کوڑے لگانے کی سزا دی گئی۔اور دوسری روایت کے بارے میں ابن حجرؒ فرماتے ہیں من احدث کا مطلب ہے کہ جس شخص نے دین میں کسی ایسی رسم کا اختراع کیا جس کی کوئی اصل نہیں ہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی جائے گی۔ یعنی نہ کتاب اللہ سے اس کی سند ہے۔اور نہ ہی سنت رسول سے۔نہ ظاہراً۔نہ خفی اور نہ ہی ملفوظ ہے۔اور نہ ہی مستنبط ہے تو وہ مردود ہے۔

باب کیف یکتب هذا صالح فلان بن فلان وفلان بن فلان وان لم ینسبه الی قبیلته اونسبه ۔

ترجمہ۔ صلح کو کیسے لکھا جائے۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کے درمیان ہوا اگرچہ اس کا نسب بیان نہ کرے تو کسی قبیلہ کا نام لے اور نہ ہی اسکے دادا پر دادے کا ذکر کرے۔

حدیث(۲۵۰۹)حدثنامحمدبن بشار الخ قال سمعت البراء بن عازبؓ قال لما صالح رسول الله ﷺ اهل الحدیبیة کتب علی بینهم کتاباًفکتب محمدرسول اللهﷺفقال المشرکون لانکتب محمد رسول الله لوکنت رسولاً لم نقاتلك فقال لعلی امحه فقال علی ماانابالذی امحاه فمحاه رسول الله ﷺ بیده وصالحهم علی ان یدخل هوواصحابه ثلثة ایام ولایدخلوها الابجلبان السلاح فسالوه ماجنبان السلاح فقال القراب بما فیه ......

ترجمہ۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والوں سے صلح فرمائی کہ صلح نامہ ان کے درمیان حضرت علیؓ نے لکھنا شروع کیا۔ تو لکھا محمد رسول اللہ! مشرکوں نے کہا کہ ہم تو محمد رسول اللہ نہیں لکھنے دیں گے اگر آپؐ اللہ کے رسول ہوتے تو ہم آپؐ سے قتل و قتال نہ کرتے۔ تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اس کو مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں تو وہ شخص نہیں ہوں جو اس کو مٹا دے۔ پس جناب رسول اللہ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ اور ان سے ان شرائط پر صلح کرلی۔ کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ تین دن کے لئے مکہ میں داخل ہوں گے۔ اور داخلہ بھی جلبان السلاح کے ساتھ ہو گا۔ انہوں نے پوچھا یہ جلبان السلاح کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ چمڑے کا نیام ہے جس میں تلوار ہو گی۔

حدیث(۲۵۱۰)حدثناعبیداللہ بن موسی الخ عن البراءؓ قال اعتمر النبی ﷺ فی ذی القعدة

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ فرمایا تو مکہ والوں نے آپؐ کو مکہ میں

فابی اهل مکۃان یدعوہ یدخل مکۃحتی قاضاھم علی ان یقیم بھا ثلثۃ ایام فلماکتبوا الکتاب کتبوا ھذاماقاضی علیہ محمدرسول اللہ ﷺ فقالوا لانقربھا فلونعلم انک رسول اللہ مامنعناک لکن انت محمدبن عبداللہ قال انارسول اللہ وانامحمد بن عبداللہ ثم قال لعلی امح رسول اللہ قال لاواللہ لاامحوک ابداً فاخذ رسول اللہ ﷺ الکتاب فکتب ھذاماقاضی علیہ محمدبن عبداللہ لایدخل مکۃ سلاح الی فی القراب وان لایخرج من اھلھا باحدٍ ان اراد ان یتبعہ وان لایمنع احداً من اصحابہ اراد ان یقیم بھا فلمادخلھا ومضی الاجل اتوا علیا فقالوا قال لصاحبک اخرج عنا فقد مضی الاجل فخرج النبی ﷺ فتبعتھم ابنۃ حمزۃ یاعم یاعم فتناولھا علی فاخذ بیدھا وقال لفاطمۃؓ دونک ابنۃ عمک حملتھا فاختصم فیھا علی وزید وجعفر فقال علی انا احق بھا وھی ابنۃ عمی وقال جعفر ابنۃ عمی وخالتھا تحتی وقال زیدابنۃ اخی فقضی بھا النبی ﷺ لخالتھا وقال الخالۃ بمنزلۃ الام وقال لعلی انت منی وانامنک وقال لجعفر اشبھت خلقی وخلقی وقال لزید انت اخونا ومولانا.......

داخل ہونے سے روک دیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپؐ سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ ایک تو یہ کہ آپؐ آئندہ سال تین دن تک مکہ میں قیام فرمائیں گے۔ جب صلح نامہ لکھنے لگے تو لکھا کہ یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح فرمائی ہے مشرکین کہنے لگے کہ ہم تو اس رسالت کا اقرا نہیں کریں گے۔ پس اگر ہمیں یقین ہوتا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپؐ کو کبھی نہ روکتے۔ لیکن آپؐ تو محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ رسول اللہ کا لفظ مٹا دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم! میں تو کبھی آپؐ کا نام نہیں مٹاؤں گا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے خود خط کو لے لیا اور لکھا یہ دستاویز ہے۔ جس پر محمد بن عبداللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ کہ وہ مکہ میں ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوں گے مگر وہ اپنے نیام میں ہوں گے اگر مکہ والوں میں سے کوئی بھی آپؐ کے ساتھ جانے کو تیار ہوگا تو آپؐ اسے مکہ والوں سے نکال کر نہیں لے جاسکیں گے۔ اور اگر آپؐ کے ساتھیوں میں سے کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے تو آپؐ اسے نہیں روکیں گے۔ پس جب آپؐ مکہ میں داخل ہو گئے عمرہ ادا کیا۔ جب مدت تین دن گذر چکے تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے کہنے لگے کہ آپ اپنے رفیق سے کہیں کہ اب وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ مدت معاہدہ گذر چکی ہے۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ مکہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی چچا چچا کہہ کر پیچھا کرنے لگی۔ جس کو حضرت علیؓ نے لے لیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہؓ سے فرمانے لگے کہ اسے پکڑلو یہ تمہاری چچازاد لڑکی ہے جسے میں نے اٹھالیا ہے۔

اس لڑکی کے بارے میں حضرت علیؓ حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں اس لڑکی کا زیادہ حقدار ہوں۔ کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے۔ اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے حضرت زیدؓ فرماتے تھے کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے جس کا فیصلہ آپؐ نے خالہ کے حق میں دیا۔ فرمایا خالہ پرورش کرنے میں ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا تو میرے سے اور میں تیرے سے ہوں۔ یعنی ہم تو ایک ہی ہیں۔ میں نہیں لے رہا تو تم بھی نہ لو۔ اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا تم خلقت اور اخلاق میں میری مانند ہو۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تو ہمارا اسلامی بھائی ہے۔ اور آزاد کردہ غلام ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ان لم ینسبه الی قبیلة الخ اس جملہ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نسب کا بیان کرنا تعین اور ابہام کو رفع کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اگر اس کے بغیر یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ تو پھر نسب بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

فکتب هذاماقاضی صحیح یہ ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کی طرف کتابت کی نسبۃ مجازاً ہے۔ اس کو حقیت پر محمول کر کے معجزہ قرار دینا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر جناب نبی اکرم ﷺ خود اپنے ہاتھ مبارک سے لکھ لیتے تو کفار کو یقین ہو جاتا کہ جب آپؐ لکھنا جانتے ہیں تو ان کو شاعر یا کاتب کہنا صحیح ہو جاتا۔ کہ آپؐ کتابوں کا مطالعہ کر کے خبر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ مقصود کے خلاف ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جب التباس کا خدشہ نہ ہو تو دستاویز میں مشہور نام لکھ دینا کافی ہے۔ جد۔ نسب۔ شہر وغیرہ۔ کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔ فقہاءؒ نے جو قیود بیان کی ہیں وہ التباس کی صورت میں ہیں۔ ورنہ امور کا لکھنا مستحب ہے۔

اسناد الکتابة الیه مجاز یہ ایک مشہور اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ فکتب هذا کا لفظ بخاری اور مسلم میں نہیں ہے۔ اور ابو الولید باجی نے جو ظاہر روایت کو لے کر معجزہ کا دعویٰ کیا ہے علماء اندلس نے اس دور میں ان پر سخت تنقید کی کہ یہ قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے۔ ماکنت تتلوا من قبله من کتا ب ولاتخطه بیمینك جمہور علماء یہی فرماتے ہیں کہ کاتب حضرت علیؓ تھے جب انہوں نے لفظ رسول اللہ مٹانے سے انکار کیا تو آپؐ نے اس صحیفہ کو لیکر اس پر قلم پھیر دیا۔ اور حضرت علیؓ کو واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ اب لکھو یا کتب بمعنی امر بالکتابة یعنی امر علیا ان یکتب کہ حضرت علیؓ کو لکھنے کا حکم دیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اگر سوال ہو کہ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کے امر کی مخالفت کیوں کی۔ تو کہا جائے گا کہ ان کو قرینہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ امر ایجاب کے لئے نہیں ہے۔

ابنته حمزة مشہور یہ ہے کہ اس کا نام عمارہ تھا۔ اور آپ کو یا عم یعنی چچا اس لئے کہا کہ حضرت امیر حمزہؓ اور نبی اکرم ﷺ میں اخوت رضاع قائم تھی۔ حملھا اس لئے کہ وہ اہل بیت رسول اللہ میں سے تھی۔ زید بن حارثہؓ اور حضرت حمزہؓ میں آپؐ نے مواخاۃ قائم فرمائی تھی۔ اس لئے انہوں نے حضرت حمزہ کو بھائی کہا۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہر ایک کو ایک قسم کی شرافت

عطا فرما کر ان کے دلوں کو خوش کر دیا۔ وہ حالت ہر ایک کے مناسب حال تھی۔ باقی حدیث کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔ کہ کاتب نے محض رسول اللہ پر اکتفا کیا۔ اب ۔جد ۔ بلد وغیرہ کی طرف نسبت نہیں فرمائی۔ کیونکہ اس نام میں کوئی التباس نہیں تھا۔ محمد بن عبداللہ پر کوئی حرف زائد نہیں لکھا گیا۔ نیز! حضرت جعفرؓ کی زوجہ اور عمارہ کی خالہ کا نام اسماء بنت عمیسؓ تھا۔ اور ان کی والدہ کا نام سلمٰی بنت عمیس تھا یہ حدیث حضانۃ کے بارے میں قاعدہ کلیہ کا حکم رکھتی ہے۔ کہ جب والدہ نہ ہو تو خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اس لئے اس اسے حق حضانۃ پہنچتا ہے۔

باب صلح من المشركين

ترجمہ۔ مشرکین کے ساتھ صلح کرنا

فيه عن ابى سفيان وقال عوف بن مالك عن النبى ﷺ ثم عن النبى ﷺ ثم تكون هدنة بينكم وبين بنى الاصغر فيه سهل بن حنيف واسماء والمسور عن النبى ﷺ وقال موسى بن مسعود الخ عن البراء بن عازبؓ قال صالح النبى ﷺ المشركين يوم الحديبيةعلى ثلثة اشياء على ان من اتاه من المشركين رده اليهم ومن اتاهم من المسلمين لم يردوه وعلى ان يدخلها من قابل ويقيم بهاثلثة ايام ولايدخلهاالا بجلبان السلاح السيف والقوس ونحوه فجاء ابوجندل يحجل فى قيوده فرده اليهم قال لم يذكر مؤمل عن سفيان اباجندل وقال الابجلب السلاح ...

ترجمہ۔ اس بارے میں ابو سفیان سے مروی ہے اور عوف بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پھر تمہارے اور بنو الاصغر یعنی رومیوں کے درمیان صلح ہو گی اور اس بارے میں سہل بن حنیفؓ۔ اسماءؓ۔ اور مسورؓ بھی جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے موقعہ پر مشرکین کے ساتھ تین چیزوں پر صلح فرمائی۔ ایک تو یہ کہ جو مشرک آپؐ کے پاس آئے گا آپؐ اسے واپس مشرکوں کے پاس لوٹا دیں گے۔ اور جو مسلمان ان مشرکوں کے پاس آئے گا اسے وہ واپس نہیں کریں گے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ آپؐ آئندہ سال مکہ میں داخل ہوں گے اور تین دن تک وہاں قیام فرمائیں گے۔ اور مکہ میں داخلہ بغیر ہتھیاروں کے ہو گا۔ البتہ تلوار اپنے نیام میں اور کمان سوائے تیر اپنے ترکش میں ہوں گے حضرت ابو جندلؓ اپنی بیڑیوں سمیت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے پہنچے۔ تو آپؐ نے اس کو مشرکوں کی طرف واپس کر دیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ مؤمل نے امام سفیان ثوریؒ سے ابو جندل کا واقعہ ذکر نہیں کیا۔ البتہ الاجلب السلاح کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔

حديث (۲۵۱۱) حدثنامحمدبن رافع الخ عن

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ

ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ خرج معتمراً فحال کفار قریش بینه وبین البیت فنحر هدیه وحلق راسه بالحدیبیة وقاضاهم ان یعتمر عام المقبل ولایحمل سلاحا علیهم الاسیوفاً ولایقیم بها الاماحبوا فاعتمر من العام المقبل فدخلها کما کان صالحهم فلما اقام بها ثلثاامروه ان یخرج فخرج ......

عمرہ کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو کفار قریش آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو آپؐ نے اپنی قربانی کو ذبح فرمایا اور اپنا سر مبارک بھی حدیبیہ میں منڈوایا۔ اور ان مشرکین قریش سے اس بات پر صلح کر لی کہ آپؐ آئندہ سال عمرہ قضاء کریں گے اور ان پر ہتھیار اٹھا کر نہیں چلیں گے۔ البتہ تلواریں نیام میں رہیں گی اور مکہ معظمہ میں جب تک کفار پسند کریں گے آپؐ قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ آپؐ نے اگلے سال عمرہ ادا کیا اور مکہ معظمہ میں اس طرح داخل ہوئے جیسے صلح ہوئی تھی۔ جب تین دن تک آپؐ نے مکہ میں قیام فرمالیا تو انہوں نے چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپؐ روانہ ہو گئے۔

حدیث (۲۵۱۲) حدثنامسددالخ عن سهل ابن ابی حثمة قال انطلق عبدالله بن سهل ومحیصة ابن مسعود بن زید الی خیبر وهی یومئذ صلح ......

ترجمہ۔ حضرت سہل بن ابی حثمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر کی طرف چلے جب کہ خیبر والوں سے ان دنوں صلح تھی یعنی یہودیوں کی مسلمانوں سے صلح تھی۔

باب الصلح فی الدیة

ترجمہ۔ دیت کے بارے میں صلح کرنا

حدیث (۲۵۱۳) حدثنامحمدبن عبدالله الانصاری الخ ان انساً حدثهم ان الربیع وهی ابنة النضرکسرت ثنیة جاریة فطلبواالارش وطلبوالعفوفابوا فاتوالنبی ﷺ فامرهم بالقصاص فقال انس بن النضراتکسرثنیة الربیع یارسول الله لاوالذی بعثك بالحق لاتکسرثنیتها فقال یا انس کتاب الله القصاص فرضی القوم وعفوا

ترجمہ۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ربیع جو نضر کی بیٹی تھی اس نے کسی نوجوان لڑکی کا اگلا دانت توڑ دیا تو اس کے وارثوں نے تاوان اور دیت کا مطالبہ کیا ان لوگوں نے معافی کی درخواست کی۔ جس کا انہوں نے انکار کر دیا تو یہ لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے قصاص لینے کا حکم دیا جس پر حضرت انس بن النضرؓ نے فرمایا یارسول اللہ کیا ربیع کا اگلا دانت قصاص میں توڑا جائے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ایسا نہیں ہوگا یعنی اس کے

فقال النبی ﷺ ان من عباداللہ من لواقسم علی اللہ لابرہ زاد الفزاری عن حمید عن انس فرضی القوم وقبلوا الارش ......

اگلے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اے انس! کتاب اللہ کا فیصلہ قصاص ہے پس یہ سننے کے بعد قوم راضی ہو گئی اور انہوں نے معافی دے دی۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتے ہیں۔ فزاری نے حضرت انسؓ سے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ کہ قوم راضی ہو گئی۔ اور انہوں نے دیت قبول کر لی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ رُبیع یہ حضرت انس بن مالکؓ کی پھوپھی ہیں۔ انس بن النضر حضرت انس بن مالکؓ کے چچا ہیں احد میں شہید ہوئے۔ جاریہ سے مراد باندی نہیں بلکہ نوجوان عورت مراد ہے۔ لاتکسر یہ حکم کو رد کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کے فضل پر وثوق کرتے ہوئے عدم وقوع کی خبر دینا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ان من عباداللہ الخ اسی وجہ سے ارشاد فرمایا کتاب اللہ القصاص یعنی کتاب اللہ القصاص لقولہ تعالی السن بالسن والجروح قصاص۔

قبلوا الارش سے مصنفؒ نے دونوں روایتوں میں تطبیق بیان کر دی کہ ان لوگوں نے قصاص معاف کر کے دیت قبول کر لی ارش اگرچہ تاوان کو کہتے ہیں لیکن یہاں دیت مراد ہے۔

باب قول النبی ﷺ للحسن بن علیؓ ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین وقولہ جل ذکرہ فاصلحوا بینہما ---

ترجمہ۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علیؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان دونوں کے درمیان صلح کراؤ۔

حدیث (۲۵۱۴) حدثنا عبداللہ بن محمد الخ عن ابی موسیؒ قال سمعت الحسن یقول استقبل واللہ الحسن بن علی معاویۃ بکتائب امثال الجبال فقال عمرو بن العاص انی لاری کتائب لاتولی حتی تقتل اقرانہا فقال لہ معاویۃ وکان واللہ خیر الرجلین ای عمرو ان قتل ہؤلاء ہؤلاء

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بصریؒ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم! حضرت حسن بن علیؓ۔ حضرت امیر معاویہؓ کے مقابل میں پہاڑوں کے برابر لشکر کی ٹولیاں لائے۔ جس پر عمرو بن العاصؓ نے کہا میں ایسے لشکر کی ٹولیاں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس وقت تک واپس نہیں پھریں گے جب تک کہ اپنے ہمسر حریفوں کو قتل نہ کر دیں۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا درمیان میں حضرت

هؤلاء من لی بامور الناس من لی بنسائهم من لی بضیعتهم فبعث الیه رجلین من قریش من بنی عبد شمس عبدالرحمن بن سمرة وعبدالله ابن عامربن کریز فقال اذهبا الی هذا الرجل فاعرضا علیه وقولاله واطلباالیه فاتیاه فدخلاعلیه فتکلما وقالا له فطلبا الیه فقال لهما الحسن بن علی انا بنوعبدالمطلب قد اصبنا من هذالمال وان هذه الامة قد عاثت فی دمائها قالافانه یعرض علیك کذاوکذاویطلب الیك ویسالك قال فمن لی بهذا قالا نحن لك به فماسالهما شیئاالاقالا نحن لك به فصالحه فقال الحسن ولقد سمعت ابابکرة یقول رایت رسول الله ﷺ علی المنبر والحسن بن علیؓ الی جنبه وهو یقبل علی الناس مرة وعلیه اخری ویقول ان ابنی هذاسید ولعل الله یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین قال لی علی بن عبدالله انما ثبت لنا سماع الحسن من ابی بکرة بهذا الحدیث .....

حسن بصریؒ کا مقولہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ دونوں آدمیوں میں سے بہتر آدمی تھے اسلئے کہ وہ صلح چاہتے تھے اور عمروان کو لڑائی کرنے پر اکساتا تھا تو حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا اے عمرو! کہ اگر ہمارے لشکر نے ان کے لشکر کو اور ان کے لشکر نے ہمارے لشکر کو قتل کر دیا تو عنداللہ ہم سے مؤاخذہ ہوگا پھر ان لوگوں کے معاملات کا کون ضامن ہوگا۔ ان کی عورتوں کی کون کفالت کرے گا۔ اور ان کے بچوں اور کمزوروں کا کون ضامن ہوگا۔ کیونکہ اگر ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا تو وہ ضائع ہو جائیں گے۔ تو آپ نے بنی عبد شمس قریش کے دو آدمی عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامرؓ کو حضرت حسنؓ کے پاس بھیجا۔ فرمانے لگے کہ تم دونوں اس حضرت حسنؓ کے پاس جاؤ اور ان پر صلح کو پیش کرو۔ اور اس بارے میں ان سے بات چیت کرو۔ اور ان کے مطالبوں کا ذمہ لے لو۔ چنانچہ وہ دونوں حضرات حضرت حسنؓ کے پاس پہنچے ہم کلام ہوئے صلح کے بارے میں بات چیت ہوئی۔ اور مطالبہ کی ذمہ واری قبول کی حضرت حسن بن علیؓ نے ان دونوں فرستادوں سے فرمایا کہ بے شک ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ ہم نے تو خلافت کے ذریعہ اس مال کو خلق خدا تک پہنچایا ہے۔ اور اب تک یہ امت محمدیہ اپنے خون بہا کر تباہ ہو چکی ہے۔ تو ان دونوں نے کہا اسی لئے تو حضرت امیر معاویہؓ آپ کو صلح کی پیش کش کرتے ہیں۔ اور آپ سے آپ کے مطالبے پوچھتے ہیں۔ فرمایا میرے ان مطالبوں کے پورے کرنے کا کون ذمہ وار ہوگا۔ ان دونوں نے کہا ہم آپ کے لئے اس کے ذمہ وار ہیں۔ پس جس جس چیز کا حضرت حسنؓ نے مطالبہ کیا وہ دونوں یہی کہتے تھے کہ آپ کے لئے ذمہ واری لیتے ہیں۔ تو حضرت حسنؓ نے ان شرائط پر صلح کر لی۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرہؓ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا جب کہ حضرت حسنؓ آپؐ کے پہلو میں بیٹھے تھے کبھی آپؐ

لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان حضرت حسنؓ کی طرف اور فرماتے تھے بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان ان کے ذریعہ صلح کرادے۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں میرے استاد حضرت علی المدینیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کی بدولت حضرت حسن بصریؒ کا سماع حضرت ابو بکرہؓ سے ہمارے نزدیک صحیح ثابت ہوا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ استقبل الحسن الخ الحسن فاعل ہے۔اور معاویہ مفعول ہے اور آپ کا آنا اس وقت ہے جب کہ ان دونوں کے درمیان خلافت کے معاملہ میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔لاری کتائب میں حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر کی مدح خوانی ہے تاکہ انہیں تسلی ہو گھبرانہ جائیں مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہیں۔انا بنو عبد المطلب یعنی غرور سے ہم خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔بایں ہمہ شجاعت اور بہادری میں بھی مشہور و معروف ہیں تو اس سے اشارہ ہوا کہ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جنہیں کوئی ذلت اور دنائت لاحق ہو۔

قد اصبنا کا مفعول محذوف ہے۔یعنی الحق الذی لنا اور وہ خلافت ہے۔من هذا المال کا فعل بدلنا محذوف ہے قرینہ مقام کی وجہ سے کہ ہم اس مال کو امت میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔قد عاثت فی دمائها اس سے اصحاب معاویہؓ کی طرف اشارہ ہے کہ جنہوں نے ان کے خون بہا کر انہیں تباہ کر دیا ہے اب بھی ہم ان کا خون بہانا چاہتے ہیں اور ان کے بدنوں کو ان گندے مادوں سے پاک صاف کرنا چاہتے ہیں جو انہیں لڑائی پر انگیختہ کرتے ہیں۔یہاں تک تو ان کی سخت کلامی تھی جب حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے صلح کا پیغام پہنچا تو نرم پڑ گئے اور اپنے کلام میں نرمی پیدا کر لی اور فرمایا یہ جو تم صلح کا پیغام لائے ہو اس کا کون ذمہ دار ہے پھر مال کون خرچ کرے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ کی ملاقات سرزمین کوفہ سے ایک منزل دور ہوئی۔حضرت علیؓ کی وفات کے بعد اہل کوفہ نے حضرت حسنؓ سے بیعت کر لی تھی اور اہل شام نے حضرت معاویہؓ سے بیعت کی تھی۔اس مقام پر ملاقات ہوئی طویل مذاکرات ہوئے بالآخر صلح ہو گئی کہ حضرت امام حسنؓ نے خلافت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی۔امر و طاعت اقامت۔کتاب اللہ۔وسنت نبیہ پر بیعت کر کے کوفہ واپس آ گئے بعد ازاں حضرت امیر معاویہؓ نے بصرہ کوفہ والوں سے اپنے لئے بیعت لی یہ سال سال جماعت کہلایا۔کیونکہ لوگوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہو گیا اور خانہ جنگی بند ہو گئی۔طبرانی کے نزدیک وہ مقام مدائن ہے جہاں ان حضرات کی ملاقات ہوئی اور حضرت امیر معاویہؓ نے ایک دستخطی اور مہر زدہ دستاویز بھیجی کہ اس پر جو مرضی آئے آپ لکھ دیں آپ کی وہ تمام شرائط قبول کر لی جائیں گی۔حافظؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ نے اس قصہ سے ان اتفاقات کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت علیؓ کے قتل کے بعد پیش آئے۔چنانچہ حضرت علیؓ جب امر تحکیم سے فارغ ہوئے تو کوفہ پہنچ کر یکے بعد دیگرے کئی مرتبہ اہل شام سے قتال کا پروگرام بنایا لیکن ایک مرتبہ تو خوارج کی جنگ نے نہروان میں آپ کو مشغول رکھا۔یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے ۳۹ھ میں اہل عراق کے اختلاف کی وجہ سے تیاری نہ کر سکے پھر چالیس ہجری کو کوشش کی تو پھر خوارج اٹھ کھڑے ہوئے جنہوں نے آپ کو کوفہ واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔نیز! حافظؒ فرماتے ہیں ان هذه الامه قد عاثت الخ کا مطلب یہ ہے کہ شامی اور عراقی دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو

قتل کر کے تباہ کر دیا ہے۔ پس یہ لوگ اس وقت تک جنگ بندی نہیں کریں گے جب تک ان کو عام معافی نہ دی جائے اور مال خرچ کر کے ان کی تالیف قلوب کی جائے۔ اور فتنہ کو دبا دیا جائے۔ اس لئے انہوں نے صلح میں ایسی شرائط رکھیں جن سے اموال کپڑے غذا وغیرہ جن کی ان افراد کو ضرورت تھی جمع ہو جائے۔ تاکہ پھر اسے ان میں تقسیم کیا جا سکے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس سارے واقعہ سے حضرت حسنؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ملک اور دولت کو چھوڑ کر ماعند اللہ کی طرف رغبت کی یہ کسی علت ذلت اور قلت کی وجہ سے نہیں تھا۔ ورنہ چالیس ہزار آدمی موت پر ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے لیکن انہوں نے محض مصلحت دینی اور امت کی بھلائی کے لئے صلح کر لی اور خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ بناءً علیہ جس کا نام خود جناب رسول اللہ ﷺ نے سید رکھا ہو اس سے بڑا سید کون ہو سکتا ہے۔ لیکن مخالفین نے جب آپ کو عار المؤمنین کہا تو آپ نے فرمایا العار خير من النار کہ عار جہنم کی آگ سے بہتر ہے اور بعض نے کہا۔ سودت وجوه المؤمنين کہ آپ نے مؤمنوں کے چہرے سیاہ کر دیئے۔ شیخ گنگوہیؒ نے کوکب میں اس کی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے کہ ان مؤمنین کی رسوائی ہوئی جنہوں نے آپ کی نصرت ترک کر کے آپ کو بیعت پر مجبور کر دیا۔ تو اس میں آپ کی منقصة نہیں ہے بلکہ سواد کو انہوں نے اپنی طرف منسوب کیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ عبد الرحمٰن بن سمرہؓ فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے جنہوں نے سجستان فتح کیا۔ بصرہ میں یا مرو میں ۵۱ھ میں وفات ہوئی۔ عبد اللہ بن عامرؓ قریشی ہیں۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی انہوں نے خراسان۔ اصفہان۔ کرمان فتح کئے اور اپنے دور ولایت میں کسریٰ کو قتل کیا۔ نیشاپور سے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے احرام باندھ آئے اور ۵۹ھ میں وفات پا گئے۔

باب هل يشير الامام بالصلح

ترجمہ۔ کیا امام وحاکم صلح کرنے کا مشورہ دے سکتا ہے۔

حديث(۲۵۱۵)حدثنااسمعيل بن ابى اويس الخ قالت سمعت عائشةؓ تقول سمع رسول الله ﷺ صوت خصوم بالباب عالية اصواتهما فخرج اليهمارسول الله ﷺفقال اين المتالى على الله لايفعل المعروف فقال انايارسول الله وله اى ذلك احب ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی آواز سنی جن کی آوازیں اونچی ہو رہی تھیں ایک کہہ رہا تھا کہ خدا کیلئے کچھ قرضہ معاف کر دو۔ اور دوسرے میں کچھ نرمی برتو تاکہ میں اسے ادا کر سکوں۔ اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے پوچھا کہ کہاں ہے اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے میں مبالغہ کرنے والا جو کہتا ہے کہ نیکی کا کام نہیں کروں گا قسم کھانے والے نے کہا یا رسول اللہ! میں موجود ہوں میرا حریف میرے مال میں سے جس کو پسند کرے وہ اس کا ہے

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ بتلانا ہے کہ امام وحاکم ایک ایسے فیصلے کا حکم دے سکتا ہے جس میں فریقین کی بھلائی ہو۔اگر اس میں ایک کی حق ادائیگی میں دیر لگ جائے۔جس میں اس کا کثیر ضرر و نقصان نہ ہو۔اگر فریق ثانی راضی نہ ہو تو امام اس کے بعد پوری حق ادائیگی کا حکم دینے کا مجاز ہے۔اگرچہ اس میں مقروض کا نقصان ہے۔

حديث (۲۵۱۶) حدثنايحيى بن بكير الخ عن كعب بن مالك انه كان له على عبدالله بن ابى حدرد الاسلمى مال فلقيه فلزمه حتى ارتفعت اصواتهما فمر بهماالنبى ﷺ فقال يا كعب فاشار بيده كانه يقول النصف فاخذ نصف ما عليه وترك نصفاً .....

ترجمہ۔حضرت کعب بن مالکؓ کا عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ پر مالی قرضہ تھا۔دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت کعبؓ اسے چمٹ گئے۔یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں جناب نبی اکرم ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا۔تو آپؐ نے حضرت کعبؓ کو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا گویا کہ نصف لینے کا حکم دے رہے تھے۔تو حضرت کعبؓ نے اپنا نصف قرضہ تو وصول کر لیا اور نصف کو معاف کر دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس باب کے انعقاد سے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔جمہور تو فرماتے ہیں کہ حاکم کو صلح کے حکم دینے کا اختیار ہے۔اگرچہ اس میں احدالخصمین کی حق تلفی بھی ہوتی ہو۔جیسا کہ حدیث باب سے ثابت ہے۔لیکن مالکیہؒ فرماتے ہیں کہ کسی کی حق تلفی کرنے کا حاکم کو اختیار نہیں ہے۔لیکن اشار بیدہ سے صلح ثابت ہو رہی ہے۔اس سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ردوالخصوم حتى يصطلحوا فان فصل القضاء يحدث فى القوم القغائن یعنی جھگڑا کرنے والوں کو صلح کی طرف لے آؤ۔کیونکہ قاضی کا فیصلہ قوم میں بغض پیدا کرتا ہے۔البتہ ظلم کی صورت میں کسی کو صلح پر مجبور نہ کیا جائے۔ظالم کو ضرور سزا ملنی چاہیئے ورنہ بنی آدم پر ظلم بڑھے گا۔

باب فضل الصلاح بين الناس والعدل بينهم۔

ترجمہ۔لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی فضیلت اور ان کے درمیان عدل وانصاف کرنا

حديث (۲۵۱۷) حدثنااسحق الخ عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ كل سلامى من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس يعدل بين الناس صدقة ......

ترجمہ۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کے ہر عضو کے ہر جوڑ پر صدقہ ہر اس دن کے اندر ہے جس میں سورج طلوع کرتا ہے اور جو شخص لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کرتا ہے یہ بھی اس کا صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یعدل کا فاعل الشخص ہے۔ جو العدل کی تقدیر میں مبتداء ہوگا۔ اور صدقہ خبر بنے گی۔ تسمع بالمعیدی کی طرح حدیث کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ فیصلہ کرنے سے مقصود عدل وانصاف قائم کرنا ہے۔ اور جھگڑا مٹانا ہے یا یہ کہ سب لوگ تو حاکم نہیں ہوتے پس حکام کی طرف سے عدل کرنے کا حکم ہے۔ اور غیر حکام اصلاح بین الناس کا فریضہ انجام دیں گے۔

باب اذا اشار الامام بالصلح فابی حکم علیه بالحکم البین

ترجمہ۔ جب حاکم صلح کرنے کا مشورہ دے لیکن خصم صلح سے انکار کردے تو حاکم شریعت کے واضح حکم کے ساتھ فیصلہ کرے

حدیث (۲۵۱۸) حدثنا ابو الیمان الخ اخبرنی عروة بن الزبیرؓ ان الزبیر کان یحدث انه خاصم رجلا من الانصار قد شهد بدرا الی رسول الله ﷺ فی شراج من الحرة کانا یسقیان به کلاهما رسول الله ﷺ للزبیر یازبیر ارسل الی جارك فغضب الانصاری فقال یارسول الله ان کان ابن عمتك فتلون وجه رسول الله ﷺ ثم قال اسق ثم احبس حتی یبلغ الجدر فاستوعی رسول الله ﷺ قبل ذلك اشار علی الزبیر برای سعة له وللانصاری فلما احفظ الانصاری رسول الله ﷺ استوعی للزبیرؓ حقه فی صریح الحکم قال عروة قال الزبیر والله ماحسب هذه الایة نزلت الا فی ذلك فلاوربك لایؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم الایة ......

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ نے خبر دی کہ ان کے باپ حضرت زبیرؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ ان کا ایک ایسے انصاری کے ساتھ حرہ زمین کی (غول) نالی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا جس کے ذریعہ وہ دونوں پانی پلاتے تھے۔ اور وہ انصاری بدری صحابی تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ تم اپنی زمین کو پانی پلا کر اپنے ہمسائے کے لئے پانی چھوڑ دیا کرو۔ جس پر انصاری غضب ناک ہو گیا۔ کہنے لگا یارسول اللہ! یہ فیصلہ آپؐ نے اس لئے دیا کہ حضرت زبیرؓ آپؐ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں جس پر جناب رسول اللہ ﷺ کا چہرانور متغیر ہو گیا فرمایا اے زبیر! زمین کو پانی پلاؤ اور اس وقت تک پانی روکے رکھو جبتک کہ دیوار تک نہ پہنچ جائے۔ پس اس وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کا پورا حق محفوظ کر دیا۔ اور اس سے پہلے آپ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو اپنی رائے سے مشورہ دیا تھا جس میں ان کے لئے اور انصاری کے لئے فراخی تھی۔ لیکن جب انصاری نے جناب رسول اللہ ﷺ کو غصہ دلایا تو آپؐ نے اپنے صریح حکم سے حضرت زبیرؓ کا پورا حق محفوظ کر دیا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت زبیرؓ فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اسی بارے میں نازل ہوئی ہے ترجمہ۔ تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں آپؐ کو فیصل تسلیم نہ کرلیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ برای سعةً له یہ مجرور علی البدلیة ہے۔یااضافة بیا نیه کی صورت میں ای سعه کی طرف مضاف ہے۔اور تیسری صورت یہ ہے کہ اسے منصوب پڑھا جائے۔جب کہ یہ مفعول لہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ الحکم البین سے مراد حکم ظاہر ہے۔یعنی جو حق واضح ظاہر ہو۔ احفظ بمعنی اغضب سعةً ای للسعة۔ جس کے معنی مصالحت کے ہوں گے۔ شراج کے معنی غول کے۔حرة کالے کالے پتھروں والی زمین۔ حضرت زبیرؓ بی بی صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے تھے۔استوعی بمعنی استوفي یہ حدیث کتاب الشرك میں گذر چکی ہے۔

باب الصلح بین الغرماء واصحاب المیراث والمجازفة فی ذلك ۔

ترجمہ۔ قرض خواہوں کے درمیان صلح کرانا اس طرح وراثت والوں کے درمیان صلح کرانا اور اس میں اندازے سے کام لینا۔

وقال ابن عباسؓ لاباس ان یتخارج الشریکان فیاخذ هذا دینا وهذا عینا فان توی لاحدهما لم یرجع علی صاحبه ....

ترجمہ۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر دو شریک اس طرح صلح کرلیں کہ ایک قرض لے لے اور دوسرا نقد حاصل کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر ان میں سے ایک حصہ ہلاک ہو جائے تو وہ دوسرے سے بعد تقسیم رجوع نہیں کر سکتا۔

حدیث (۲۵۱۹) حدثنا ابن بشار الخ عن جابر بن عبداللهؓ قال توفی ابی وعلیه فعرضت علی غرمائه ان یاخذوا التمر بما علیه فابوا ولم یروا ان فیه وفاءً فاتیت النبی ﷺ فذکرت ذلك له فقال اذا جددته فوضعته فی المرید اذنت رسول الله ﷺ فجاء ومعه ابوبکر وعمر فجلس علیه ودعا بالبرکة ثم قال ادع غرماءك فاوفهم فما ترکت احدا له علی ابی دین الا قضیته وفضل ثلثة عشر وسقا سبعة عجوة وستة لون اوستة عجوة وسبعة لون فوافیت مع رسول الله ﷺ المغرب فذکرت

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میرے باپ وفات پاگئے کہ ان پر قرضہ تھا تو میں نے ان کے قرض خواہوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ اس قرض کے بدلہ میں میری تمام کھجور قبول کرلیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے ان کا قرضہ پورا نہ ہوگا۔ جس کی بنا پر میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ جب تم کھجوروں کو کاٹ کر باڑے میں رکھو تو اللہ کے رسول کو اس کی اطلاع کرو۔ چنانچہ آپؐ تشریف لائے جب کہ آپؐ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ آپؐ اس ڈھیر پر بیٹھ گئے۔اور برکت کی دعا فرمائی پھر مجھے فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا کر ان کو قرضہ پورا ادا کردو۔

ذلك له فضحك فقال ائت ابابکرؓ وعمرؓ فاخبرهما فقالا لقد علمنا اذصنع رسول الله ﷺ ماصنع ان سیکون ذلك وقال هشام عن وهب عن جابر صلوة العصر ولم یذکر ابابکرؓ ولاضحك وقال وترك ابی علیه ثلثین وسقادینا فقال ابن اسحق عن وهب عن جابر صلوة الظهر ....

پس میں نے کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑا جس کا میرے باپ کے ذمہ قرضہ تھا۔ مگر یہ کہ میں نے اس کو پورا ادا کر دیا۔ پھر بھی تیرہ وسق کھجور بچ رہی۔ سات وسق عجوہ اور چھ وسق رلی ملی۔ یا چھ وسق عجوہ اور سات وسق رلی ملی۔ پس مغرب کی نماز میں میرا جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اتفاق ہوا جس کا میں نے آپؐ سے ذکر کیا۔ جس پر آپؐ ہنس دیئے۔ اور فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جا کر ان کو خبر دو تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ بے شک جو کچھ ہونے والا تھا ہم اس وقت جان گئے تھے جب جناب رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا۔ ہشام حضرت جابرؓ سے عصر کی نماز کا ذکر کرتے ہیں۔ ابوبکرؓ اور آپؐ کے ضحک یعنی ہنسی کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ یوں کہا کہ میرا باپ اپنے تیس وسق کھجور کا قرضہ چھوڑ گیا۔ اور ابن اسحٰق حضرت جابرؓ سے ظہر کی نماز کا ذکر کرتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت شیخ محمد حسن مکیؒ نے قطب گنگوہیؒ کی تقریر سے اختلاف روایات کا جواب یوں دیا ہے کہ دراصل حضرت جابرؓ قرض خواہوں کا قرضہ ادا کر کے بار بار آپؐ کو اطلاع دینے آئے ہیں۔ بعض کا قرضہ ادا کر کے ظہر کی نماز میں اطلاع کی دوسرے بعض کا ادا کر کے عصر کی نماز میں میں اطلاع کی۔ اور تیسرے گروہ کا قرضہ ادا کر کے مغرب میں اطلاع کی۔ اس طرح روایات جمع ہو جائیں گی۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو خبر دینے کا اس لئے فرمایا تاکہ وہ معجزہ اور قرضہ کی ادائیگی سے خوش ہو جائیں۔ پہلی مرتبہ صرف حضرت عمرؓ کے متعلق فرمایا۔ دوسری مرتبہ دونوں حضرات کا ذکر کیا۔ کیونکہ دونوں حضرات اس واقعہ کا علم رکھتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ترجمہ میں والمجازفة فی ذلك فرما کر تنبیہ کر دی کہ ادائیگی قرضہ کی صورت میں اگرچہ عوض معاوضہ ایک ہی جنس سے ہو تو اس میں اندازے سے ادا کرنا جائز ہے۔ نہی اس لئے شامل نہیں ہوگی کہ طرفین میں مقابلہ نہیں ہے۔ عجوہ مدینہ کی بہترین کھجور میں سے ہے۔ اور لو ن وقل جو رلی ملی کھجور کی قسم ہے۔ اگر اشکال ہو کہ کتاب الاستقراض میں گذرا ہے کہ سترہ وسق بچ گئے تھے۔ اس جگہ تیرہ وسق کا ذکر ہے۔ اور وضع الدین میں ہے کہ ساری کی ساری کھجور بچ رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔ تو مطابقت کیسے ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ ممکن ہے کہ ادائیگی قرضہ کے بعد اور زمین کے دوسرے مصارف سے پہلے سترہ وسق ہوں۔ اور وضع دین اور خرچ ارض کے بعد خالص ان کو تیرہ وسق بچے ہوں۔ اور سب کا باقی رہ جانا جناب رسول اللہ ﷺ کی برکت سے تھا۔ یا دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ شاید اصل تو سترہ وسق ہوں۔ قرض خواہوں کی پوری ادائیگی کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس میں زیادتی فرما دی۔ اور اختلاف اوقات صلوۃ کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ مقصود اصلی تو جنابؐ کی برکت کا بتلانا تھا۔

جو کھجوروں میں پیدا ہوئی اس کو رواۃ نے بیان کر دیا۔ تعیین صلوۃ میں اختلاف اصل حدیث میں قادح نہیں ہے۔

باب الصلح بالدين والعين

ترجمہ۔ قرضہ اور نقد کی صورت میں صلح کرنا

حديث (۲۵۲۰) حدثنا محمد بن عبدالله الخ ان كعب بن مالك اخبره انه تقاضى ابن حدرد دينا كان له عليه في عهد رسول الله ﷺ في المسجد فارتفعت اصواتهما حتى سمعها رسول الله ﷺ وهو في بيت فخرج رسول الله ﷺ اليهما حتى كشف سجف حجرته فنادى كعب بن مالك فقال يا كعب قال لبيك يارسول الله فاشار بيده ان ضع الشطر فقال كعب قد فعلت يارسول الله فقال رسول الله ﷺ قم فاقضه .....

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے ابن ابی حدرد سے اپنے اس قرضہ کا مسجد کے اندر جناب رسول اللہ کے زمانہ میں مطالبہ کیا جو ان کے ذمہ تھا۔ جس پر ان دونوں کی آوازیں اس قدر بلند ہو گئیں کہ ان کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سن لیا آپؐ باہر انکے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ اپنے حجرے کے دروازے کا پردہ کھول دیا۔ اور حضرت کعب بن مالکؓ کو پکارا فرمایا اے کعب! انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آدھا قرضہ معاف کردو۔ حضرت کعبؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ! میں نے ایسا کر دیا۔ جس پر آپؐ نے مقروض سے فرمایا اٹھو اور آدھا قرضہ نقد ادا کر دو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اگر سوال ہو کہ حدیث میں دین کا ذکر تو ہے عین کا بیان نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ عین یعنی نقد کو قرضہ پر قیاس کیا۔ جب قرضہ میں صلح ہو سکتی ہے تو نقد میں بھی بطریق اولیٰ ہو گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشروط

باب مایجوز من الشروط فی الاسلام والاحکام والمبایعة

ترجمہ۔ کون کون سی شرطیں اسلام لانے میں احکام اور بیعت میں جائز ہیں۔

حدیث(۲۵۲۱)حدثنا یحیی بن بکیر الخ اخبرنی عروة بن الزبیرؓ انه سمع مروان والمسور بن مخرمةیخبران عن اصحاب رسول اللهﷺ قال لما کتب سهیل بن عمر ویومئذکان فیما اشترط سهیل بن عمرو علی النبیﷺ انه لایاتیك منا احدوان کان علی دینك الا رددته الینا وخلیت بیننا وبینه فکره المؤمنون ذلك وامتعضوا منه وابی سهیل الاذلك فکاتبه النبیﷺ علی ذلك فرد یومئذ اباجندل الی ابیه سهیل بن عمرو ولم یاته احد من الرجال الارده

ترجمہ۔ حضرت عروہ بن الزبیرؓ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے مروان اور مسور بن مخرمہؓ سے سنا دونوں حضرات صحابہؓ رسول اللہ ﷺ سے خبر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ جب سہیل بن عمرو نے صلح حدیبیہ کا صلح نامہ لکھوایا تو سہیل بن عمرو نے جو شرطیں آپ نبی اکرم ﷺ پر رکھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ہمارا جو آدمی بھی آپؐ کے پاس آئے گا خواہ وہ آپؐ کے دین پر کیوں نہ ہو آپ کو اسے ہمارے پاس واپس کرنا لازم ہوگا۔ آپؐ ہمارے اور اس کے درمیان راستہ خالی کر دیں گے اس شرط کو مسلمانوں نے ناپسند کیا۔ اور اس سے غضبناک ہوئے۔ اور سہیل اسی کو لکھوانا چاہتا تھا چنانچہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس شرط کو لکھوادیا پس اسی دن ابو جندل کو ان کے باپ سہیل بن عمرو کے پاس

فی تلك المدة وان كان ملسما وجاء المؤمنات مهاجرات وكانت ام كلثوم بنت عقبة بن ابی معیط ممن خرج الی رسول الله ﷺ یومئذ وهی عاتق فجاء اهلها یسئلون النبی ﷺ ان یرجعها الیهم فلم یرجعها الیهم لماانزل الله فیهن اذاجاء كم المؤمنات مهاجرات فامتحنواهن الله اعلم بایمانهن فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الی الكفار الایة قال عروة فاخبرتنی عائشةؓ ان رسول الله ﷺ كان یمتحنهن بهذه الایة یاایهاالذین امنوا اذاجاء كم المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن الی غفور رحیم قال عروة قالت عائشةؓ فمن اقربهذاالشرط منهن قال لهارسول الله ﷺ قد بایعتك كلامایكلمهابه والله مامست یده ید امراة قط فی المبایعة ومابایعهن الابقوله.

واپس کر دیا اور مردوں میں سے کوئی آدمی بھی اس مدت کے اندر نہ آیا۔ اگر چہ وہ مسلمان بھی تھا تب بھی آپؐ نے اسے واپس کر دیا اب کچھ مؤمن عورتیں بھی ہجرت کر کے آئیں۔ ان عورتوں میں سے جو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آئیں عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم بھی تھیں جو نوجوان لڑکی تھی ان کے خاندان کے لوگ ولید اور عمارۃ ابنا ابی معیط آئے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ سے حسب معاہدہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن آپؐ نے قرآن مجید کی اس آیت کے نزول کی وجہ سے اسے واپس نہ کیا جو عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جب مؤمن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لو اللہ تعالیٰ تو ان کے ایمان کو خوب جاننے والا ہے پس اگر تمہیں بھی ان کے مؤمن ہونے کا یقین ہو جائے تو پھر انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے خبر دی کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس آیت کی وجہ سے ان عورتوں کا امتحان لیتے تھے۔ یا ایھاالذین امنوا اذاجاء کم المؤمنات الخ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان میں سے جو عورت بھی اس شرط کا اقرار کر لیتی تو جناب رسول اللہ ﷺ اس سے فرماتے کہ میں نے اس کلام کے ذریعہ جو اس سے آپؐ فرماتے تھے تجھے بیعت کر لیا۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی بھی بیعت کرتے وقت نہیں چھوا۔ کیونکہ آپؐ صرف قول سے ہی عورتوں کو بیعت کرتے تھے۔

حدیث(۲۵۲۲)حدثناابونعیم الخ قال سمعت جریراً یقول بایعت رسول الله ﷺ فاشترط علی والنصح لكل مسلم........

ترجمہ۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپؐ نے مجھ پر شرط لگائی کہ ہر مسلمان سے خیر خواہی کرو گے۔

حدیث (۲۵۲۳)حدثنامسددالخ عن جریربن

ترجمہ۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں میں نے جناب

عبداللہؓ قال بایعت رسول اللہ ﷺ علی اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ والنصح لکل مسلم.

رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی نماز کو پابندی سے ادا کرنے زکوۃ کو باقاعدگی سے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔باب ما یجوز من الشروط الخ بظاہر اس باب کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جو شرط شریعت کے مخالف ہو وہ مردود ہے۔اس کے مقتضیٰ پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔اور جو شرط شرع کے موافق ہو اس کا پورا کرنا ضروری اور احق ہے۔دلیل یہ ہے کہ عورتیں شرط میں داخل تھیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے واپسی کے حکم کو منسوخ کردیا۔ نیز عورتوں کی واپسی فتنہ کا باعث بنتی کیونکہ مردوں کو تو ان کے چنگل سے نکلنے اور فرار ہونے کی قدرت تھی لیکن عورتوں کو واپس کرنے کا مطلب یہ ہوتا کہ انہیں ان کے فروج پر بھی قدرت ہوتی حالانکہ لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان عورتوں کے واپس کرنے سے روک دیا۔اس میں نہ جناب نبی اکرم ﷺ نے عہد کی مخالفت کی اور نہ ہی کفار اس مخالفت پر خاموش رہے۔بلکہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرلیا جو ان پر واجب تھا۔کفار مکہ نے جب سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کر کے مسلمانوں کو عورتوں کی واپسی کرنے سے روک دیا ہے تو وہ بھی خاموش ہو گئے۔کہ اس حکم کے بعد وہ مسلمان ان کو رد کرنے کے نہیں۔ مخالفت کی صورت میں لڑائی ہوتی۔لڑائیوں نے ان کی کمر ہمت توڑ دی تھی۔اب ان میں اس کی سکت نہیں رہی تھی۔پھر صلح کے لئے حیلے بہانے تلاش کرنے پڑتے۔اس لئے وہ خاموش رہے اور اس مخالفت کی پرواہ نہ کی۔نیز! ممکن ہے کہ معاہدہ ایک ایسے عمومی لفظ سے منعقد ہوا ہو جس میں عموم جنسی اور نوعی دونوں کا احتمال تھا۔کفار نے عموم جنسی سمجھا جو مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل تھا اور جناب نبی اکرم ﷺ نے اسے عموم نوعی پر محمول کیا جو صرف مردوں کو شامل تھا۔عورتوں کو شامل نہیں تھا۔جب مہاجرات آئیں تو ہر فریق کو اس کی مراد کا علم ہو گیا لیکن کفار نے اس کی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کے مقصد کو تسلیم کرلیا۔بدیں وجہ کہ مسلمان ان کے سب مطالبے مان چکے تھے لیکن اس توجیہ پر باب کا انعقاد مناسب نہیں ہوگا۔البتہ اگر صرف ردّ رجال کی شرط کا اعتبار کیا جائے تو پھر روایت کا باب کے تحت لانا صحیح ہو سکتا ہے۔اس لئے جناب نبی اکرم ﷺ کو مسلمانوں پر اعتماد تھا کہ اگر ان کو دارالکفر میں واپس بھیجا گیا تب بھی ان کے دین میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔اس لئے آپؐ نے ردّ مسلم کی شرط مان لی۔تو اب امر شرعی کی مخالفت بھی نہ ہوئی۔البتہ اب غیر نبی کے لئے ایسی خلاف شرع شرط تسلیم کرنا جائز نہیں۔کیونکہ کسی کے حال پر کون اب اعتماد کر سکتا ہے۔نبی کی تو وحی رہنمائی کرتی تھی۔وہ ہند ہے اب یہاں اشکال یہ ہے کہ اس باب میں جو روایات وارد ہوئی ہیں ان سے وہ اشتراط شروط فی الاسلام پر دال ہیں۔احکام اور مبایعت کا ذکر نہیں ہے۔تو جواباً کہا جائے گا کہ حضرت جریرؓ کی روایت میں مبایعت علی الاحکام کا بیان ہے۔اقام الصلوۃ ایتاء الزکوۃ یہ اشتراط فی الاحکام ہوا۔یا یوں کہا جائے کہ النصح لکل مسلم ہر عقد کو شامل ہے۔یا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے علی ان لا یشرکن با للہ شیئا ولا یسرقن الخ ہر حکم کو شامل ہے۔

فکرہ المؤ منون ذلك اس سے معلوم ہوا کہ جو شرط شرع کے خلاف ہو وہ مردود ہے اس لئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی ناپسندیدگی کو رد نہیں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کی کراہت حق تھی۔ مگر چونکہ یہ شرط کئی مصالح پر مبنی تھی جن کا غیر نبی کو علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپؐ کے لئے شرط لگانا جائز۔ دوسرے کے لئے ناجائز ہے۔

کان یمتحنھن الخ اس امتحان سے معلوم ہو جائے گا کہ اگر وہ مؤمنات ہیں تو ان چھ اشیاء مذکورہ کا اعتراف کریں گی۔ اور غیر مؤمنات ہیں تو انکار کر دیں گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ شرط کے لغوی معنی علامت کے ہیں اور اصطلاح شرع میں ما یتوقف علیه وجود الشیٔ ولم یکن داخلاً فیه یعنی شرط وہ ہے جس پر کسی چیز کا موجود ہونا موقوف ہو۔ اور خود وہ اس شے کے اندر داخل نہ ہو۔ قطب گنگوہیؒ نے مؤمنات مہاجرات کے بارے میں جو دو احتمال بیان فرمائے ہیں۔ حضرات علماء مفسرین رحمہم اللہ کے بھی اس بارے میں دو قول ہیں۔ خازن۔ صاحب الجمل اور قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اختلاف ہے کہ آیا رد نساء صلح نامہ میں داخل تھا یا نہیں۔ اگر داخل تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے صریح حکم سے منسوخ فرما دیا۔ اور بعض فرماتے ہیں نسخ بلکہ تخصیص ہے۔ یا تقیید ہے کہ مطلق مقید بالرجال کیا گیا۔ عورتیں اس سے خارج ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عورتیں دل کی کمزور ہوتی ہیں۔ جبر کے وقت دین سے پھرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ دوسرے مردوں کے چنگل سے نکلنے کے داؤ سے بے خبر ہوتی ہے اس لئے ان کو خاص کر لیا گیا۔ چنانچہ ایک روایت میں وارد ہے کہ شرط رجال کیلئے تھی۔ نساء کیلئے نہیں تھی۔ میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے یہاں عورتوں کا استثناء مقدر تھا تو عہد نامہ کے الفاظ میں لایاتیك منا رجل وارد ہوا۔ جس سے کفار نے عموم سمجھا۔ کیونکہ عورتیں عموماً مردوں کے تابع ہوتی ہیں۔ لیکن جب مہاجرات آئیں تو اللہ تعالیٰ نے عہد کو مردوں کے ساتھ خاص کر دیا۔ اس صورت میں جس روایت میں لایاتیك منا احد روایت بالمعنی ہوگی۔

لاھن حل لھم الآیة معنی میں ہے کہ عورت مرد سے تین امور کی وجہ سے جدا ہوتی ہے۔ کہ اگر کافر سے نکاح کرے تو وہ قرآنی حکم کے خلاف ہے۔ لاھن حل لھم یا وہ اسے حلال سمجھے گا یا اسے مجبور کرے گا۔ تو عورت محفوظ نہ ہوئی۔ قلب ضعیف حیلے اور تدابیر سے ناواقف۔ اس لئے اس کا دین سے پھر جانا ممکن الوقوع ہے یہ فتنہ ہوا۔ تیسرے عادت یہ ہے کہ عورت بھاگنے اور خلاصی پر قدرت نہیں رکھتی۔ مرد ماہر ہوتا ہے۔

صلح المشرکین علماء کا اجماع ہے کہ دار الحرب سے ہجرت کرنا مردوں اور عورتوں دونوں پر فرض ہے۔ کسی کو ان سے صلح کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ خلیفہ اور اس کا نائب ایسا کر سکتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے انا بری من مسلم بین مشرکین یہاں احنافؒ کا قول ہے۔ شوافعؒ کے یہاں تفصیل ہے۔

مایجوز من الشروط حافظؒ فرماتے ہیں کہ اس باب میں مایجوز ومالایجوز دونوں کا بیان ہے فی الاسلام کا مطلب ہے

فی دخول الاسلام مثلاً کافر یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ مجھے ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل نہ کیا جائے۔ لیکن یہ شرط ناجائز ہے کہ نماز نہیں پڑھے گا یا زکوۃ ادا نہیں کرے گا۔

کرہ المؤمنون شیخ گنگوہیؒ نے مسلک حنفیہ کے مطابق فرمایا کہ غیر نبی کے لئے اس قسم کی شرط کا جواز نہیں ہے اور جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ کراہت کو کراہت طبعی پر محمول کرتے ہیں۔ جیسے حضرت عمرؓ سے ابتداء میں صدور ہوا۔

باب اذا باع نخلا قد ابرت

ترجمہ۔ جب کوئی ایسی کھجور کا درخت بیچے جس کی پیوندکاری کی گئی ہو۔

حدیث (۲۵۲۴) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال من باع نخلا قد ابرت فثمرتها للبائع الا ان یشطرط المبتاع

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے پیوند کردہ کھجور کا پودا بیچا تو اس کا پھل بائع کے لئے ہوگا البتہ اگر مشتری شرط لگائے تو پھر اس کا ہوگا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذا اشترط المبتاع یعنی اگر کسی نے بیع میں ایسی شرط لگائی جو مقتضی عقد کے خلاف ہو تو وہ شرع کے بھی خلاف ہوگی اس لئے مقتضی عقد کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے جواب شرط کو ذکر نہیں فرمایا خبر پر اکتفا کرتے ہوئے کہ ثمرہ بائع کا ہوگا حدیث گزر چکی ہے۔

باب الشروط فی البیع

ترجمہ۔ خرید و فروخت میں شرطیں لگانا

حدیث (۲۵۲۵) حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ الخ عن عروۃؓ ان عائشۃؓ اخبرتہ ان بریرۃ جاءت عائشۃؓ تستعینها فی کتابتها ولم تکن قضت من کتابتها شیئا قالت لها عائشۃؓ ارجعی الی اهلك فان احبوا ان اقضی عنك کتابتك ویکون ولاءك لی فعلت فذکرت ذلك بریرۃ الی اهلها فابوا وقالوا

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ خبر دیتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ ان کے پاس آئیں جو ان سے اپنے بدل کتابت کے بارے میں مدد طلب کرتی تھیں ابھی تک اس نے بدل کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا تو حضرت عائشہؓ نے اس سے فرمایا کہ اپنے مالکوں کے پاس واپس جاؤ اگر وہ پسند کریں تو میں تیرا سارا بدل کتابت ادا کردوں بشرطیکہ تیرا ولاء میرے لئے ہوگا تو میں کرلوں گی چنانچہ انہوں نے اپنے موالی سے اس کا ذکر کیا جنہوں نے

ان شاء ت ان تحتسب علیك فلتفعل ویکون لنا ولا ء ك فذكرت ذلك لرسول اللهﷺ فقال لها ابتا عی فا عتقی فانما الو لا ء لمن اعتق .....

انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر حضرت عائشہؓ تجھ پر فی سبیل اللہ احسان کرنا چاہتی ہے تو کرلے۔ ولاء تو بہر حال ہمارے لئے ہوگا پس حضرت عائشہؓ نے اس کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم خرید کر کے آزاد کردو۔ ولاء تو اسی کا ہوگا جس نے آزاد کیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ چونکہ یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے۔ ایک طریقہ میں ہے اشتری بریرة واشترطی چونکہ اس روایت میں عقد بیع کے اندر شرط موجود ہے اس لئے اس طریق سے یہ روایت ترجمہ کے مطابق ہو جائے گی۔

باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز

ترجمہ۔ جب بائع کسی مقرر مقام تک کسی جانور کی سواری کی شرط لگائے تو یہ جائز ہے

حدیث (۲۵۲۶) حدثنا ابو نعیم الخ حدثنی جابرؓ انه كان يسير على جمل له قداعيا فمر النبی ﷺ فضربه فدعاله فسار بسير ليس يسير مثله ثم قال بعنيه بوقية قلت لا ثم قال بعنيه بوقية فبعته فاستثنت حملانه الى اهلى فلماقدمنا اتيته بالجمل ونقدلى ثمنه ثم انصرفت فارسل على اثرى قال ما كنت لاخذ جملك فخذ جملك ذلك فهو مالك قال شعبة عن مغيرةؓ عن عامرؒ عن جابرؓ افقرنی رسول الله ﷺ ظهره الى المدينة وقال اسحق عن جابرؓ عن مغيرة فبعته على ان لى فقار ظهره حتى ابلغ المدينة وقال عطاء وغيره الى المدينة وقال ابن المنكدر عن جابرؓ شرط ظهره الى المدينة

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے ایک ایسے اونٹ پر سوار چل رہے تھے جو تھک چکا تھا۔ جناب نبی اکرم ﷺ کا گذر میرے پاس سے ہوا تو آپؐ نے اسے چھڑی ماری اور دعاء بھی فرمائی پس وہ تو ایسا چلنے لگا کہ اس جیسی چال وہ کبھی چلا بھی نہیں تھا۔ بعد ازاں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے ایک اوقیہ پر میرے پاس بیچ دو۔ میں نے انکار کیا کہ نہیں آپؐ نے پھر فرمایا کہ اسے ایک اوقیہ پر بیچ دو۔ میں نے اس شرط پر بیچ دیا کہ میرے گھر تک اس پر سواری کرنا مستثنیٰ ہوگا۔ جب مدینہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر حاضر خدمت ہوا آپؐ نے اس کی قیمت مجھے نقد ادا فرمادی۔ پھر ابھی میں روانگی کے لئے پھرا ہی تھا کہ آپؐ نے میرے پیچھے آدمی بھیجا میرے پہنچنے پر آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہارا اونٹ لینا نہیں چاہتا ایک امداد کی شکل تھی۔ پس یہ اپنا اونٹ لے لو یہ تمہارا مال ہے۔ اب امام بخاریؒ حدیث کے مختلف طرق نقل فرماتے ہیں کہ شعبہ کی سند میں ہے کہ

وقال زید بن اسلم عن جابرؓ ولك ظهره حتی ترجع وقال ابوالزبیر عن جابرؓ افقرناك ظهره الی المدینة وقال الاعمش عن سالم عن جابرؓ تبلغ علیه الی اهلك وقال عبیدالله وابن اسحق عن وهب عن جابرؓ اشتراه النبی ﷺ بوقیة وتابعه زید بن اسلم عن جابرؓ وقال ابن جریج عن عطاء وغیره عن جابرؓ اخذته باربعة دنانیر وهذا یکون وقیة علی حساب الدینار بعشرة دراهم ولم یبین الثمن مغیرة عن الشعبی عن جابرؓ وابن المنکدر وابوالزبیرؓ عن جابرؓ وقال الاعمش عن سالم عن جابرؓ وقیة ذهب وقال ابواسحق عن سالم عن جابرؓ بمائتی درهم وقال داؤد بن قیس بن عبیدالله بن مقسم عن جابر اشتراه بطریق تبوك احسبه قال باربع اواق وقال ابونضرة عن جابر اشتراه بعشرین دیناراً وقول الشعبی بوقیة اکثر الاشتراط اکثر واصح عندی قاله ابوعبدالله.

حضرت جابرؓ نے فرمایا مجھے مدینہ تک پہنچنے کیلئے آپؐ نے اس کی سواری عاریت کے طور پر دے دی۔ اسحاق کی سند میں ہے کہ میں نے اس کو اس شرط پر بیچا کہ اس کی پیٹھ کے منکے میرے لئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ میں مدینہ پہنچ جاؤں۔ عطاء وغیرہ کی سند میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا مدینہ تک اس کی پیٹھ تیرے لئے ہے۔ ابن المنکدر کی سند میں ہے کہ حضرت جابرؓ نے مدینہ تک اس کی سوراری کی شرط لگادی۔ اور زید بن اسلم کی سند میں ہے کہ اس کی پیٹھ تیرے لئے ہے۔ یہاں تک کہ تو واپس آئے۔ ابوالزبیر کی سند میں ہے کہ ہم نے مدینہ تک اس کی پیٹھ تجھے عاریت دے دی اور اعمش کی سند میں ہے کہ تم اس پر سوار ہو کر گھر والوں تک پہنچ جاؤ۔ اور عبیداللہ اور ابن اسحاق کی سند میں ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے اس اونٹ کو ایک اوقیہ کے بدلے خرید فرمایا۔ زید بن اسلم نے بھی اس کی متابعت کی۔ ابن جریج کی سند میں ہے کہ میں نے اسے چار دینار میں لیا۔ تو جب دینار دس درہم کا ہو اس حساب سے یہ چار دینار اوقیہ بن جائے گا مغیرہ نے اپنی سند جو شعبی سے ہے اس میں قیمت کو بیان نہیں کیا۔ اس طرح ابن المنکدر اور ابوالزبیر نے بھی قیمت نہیں بیان کی البتہ اعمش نے اپنی سند میں اوقیہ ذہب کا ذکر کیا ہے۔

ابواسحاق نے اپنی سند میں دوسو ۲۰۰ درہم کا ذکر کیا ہے۔ اور داؤد بن قیس کی سند میں ہے کہ آپؐ نے اس اونٹ کو جنگ تبوک کے راستہ میں چار اوقیہ پر خرید فرمایا۔ اور ابونضرۃ کی سند میں ہے کہ بیس دینار پر خرید کیا۔ قول فیصل یہ ہے کہ شعبی کا قول ایک اوقیہ والا اکثر ہے۔ اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں سے جو اشتراط پر دلالت کرتی ہیں وہ ان روایات سے کثیر اور میرے نزدیک صحیح ہیں جو اشتراط پر دلالت نہیں کرتیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ کا اشتراط کا قول کرنا محل نظر ہے۔ اس لئے کہ وہ شرط صلب عقد میں نہیں تھی۔

بلکہ یہ عاریت تھی۔ جس کو شرط سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ اس شرط کا قول اور انجام یہی عاریت تھی۔ افقرنا کے الفاظ اسی پر دال ہیں۔ اور قیمت کی روایات میں جو اختلاف ہے ان میں جمع کی یہ صورت ہوگی کہ پہلے آپؐ نے ایک قیمت بیان فرمائی پھر اس پر اضافہ فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ معاملہ دو سو درہم تک ختم ہوا۔ آپؐ حضرت جابرؓ کے لئے قیمت کل تعیین فرماتے کہ اتنے میں بیچ دو۔ حضرت جابرؓ اسے تسلیم کر لیتے۔ پھر آپؐ اور بڑھا دیتے۔ کیونکہ آپؐ کا مقصد ان پر احسان کرنا تھا اونٹ خرید کرنا مقصد نہیں تھا۔ اس لئے قیمت میں اضافہ فرماتے رہے۔ تاکہ عطیہ میں اضافہ ہو جائے۔ اور اس کی تائید ماکنت لآخذ جملك کے الفاظ سے ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ اس حدیث پر مبسوط کلام کتاب البیوع میں ہو چکا ہے کہ لك ظهر یہ وعدہ ہے جسے شرط کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ اور وعدہ میں خلاف نہیں ہوتا۔ یا یہ ہے کہ جس میں رجوع نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے بعض رواۃ کو گنجائش مل گئی کہ انہوں نے اسے شرط سے تعبیر کر لیا۔ دوسروں کو اس کا حق نہیں پہنچتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر شرط ہے تو نفس عقد میں نہیں ہے۔ سابقاً یا لاحقاً واقع ہوئی ہے۔ پس اولاً اس کی منفعت کا تبرع کیا۔ آخر میں خود اسی دابہ کو ہی ھبہ کر دیا۔ اختلاف ثمن کی جو تطبیق قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے وہ الطف ہے۔ اور تمام شراح کی توجیہات سے بہتر ہے۔ ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اوقیہ کی روایت تو اکثر ہے۔ اربعہ دنانیر اس کے مخالف نہیں ہے جیسا کہ امام بخاریؒ فرما رہے ہیں باقی اوقیہ ذهب. اربعه اواق. خمسة اوق اور دو سو درہم اور بیس دینار اور بعض میں تیرہ دینار کا ذکر ہے۔ تو قاضی عیاضؒ نے ان کو اس طرح جمع کیا ہے کہ یہ سب روایات بالمعنی ہیں۔ اور یہ اختلاف وزن اور عدد کا ہے جو مختلف اوقات میں ادل بدل ہوتا رہا اور جہاں چاندی کا ذکر ہے اس سے وہ ثمن مراد ہے جس پر عقد ہوا۔ اور ذہب کا ذکر اس لئے ہوا کہ اس سے ثمن کی ادائیگی ہوئی۔ اور حدیث کی غرض جناب رسول اللہ ﷺ کا جود و کرم تواضع اور صحابہ کرامؓ سے ہمدردی کا اظہار کرنا ہے۔ بہر حال اونٹ کی بیع ثمن معلوم سے ہوئی اور ادائیگی کے وقت اس سے بھی زیادہ دیا گیا۔ جس کا عدم علم مضر نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب نیز! روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ ھبہ کرنے پر مصر تھے۔ اور آنحضرت ﷺ بلا عوض قبول نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے ہر قیمت پر حضرت جابرؓ راضی ہو گئے۔

باب الشروط فى المعاملة

ترجمہ۔ معاملات میں شرطیں لگانا خواہ مزارعۃ ہو یا کوئی دوسرا معاملہ۔

حديث(٢٥٢٧) حدثنا ابو اليمان الخ عن ابى هريرةؓ قال قالت الانصار للنبى ﷺ اقسم بيننا وبين اخواننا النخيل قال لافقال تكفؤنا المؤنة ونشرككم فى التمرة قالو سمعنا واطعنا .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرات انصار مدینہ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے کھجوروں کے درخت آپؐ ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرما دیں آپؐ نے فرمایا نہیں۔ جس پر انہوں نے عرض کیا

کہ تم لوگ ان کی ساخت پرداخت کی ذمہ واری لے لو۔ ہم تمہیں ان کے پھلوں میں شریک کرلیں گے۔ یعنی مساقات کرلی جائے۔ تو مہاجرین اور انصار نے کہا ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی ہم نے تعمیل کرلی۔ جس کا آپ نے ہم لوگوں کو مشورہ دیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مؤنۃ کے معنی تعب اور مشقت کے ہیں۔ اس سے مراد تربیت۔ پانی پلانا۔ کاٹنا۔ خشک کرنا وغیرہ ہے۔ اگر سوال ہو کہ حدیث میں تو شرط کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ مؤلف کے نزدیک شرط لغوی مراد ہے۔ جس کی تقدیر یہ ہوگی ان تکفونا المؤنۃ نقسم اونشرککم یعنی اگر تم نے کھجوروں کی ساخت پرداخت کرلی تو ہم تمہیں ان کے پھلوں میں شریک کریں گے۔

حدیث(۲۵۲۸)حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن عبداللہ قال اعطی رسول اللہ ﷺ خیبر الیھود ان یعملوھا ویزرعوھا ولھم شطر مایخرج منھا۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی اراضی یہودیوں کو اس شرط پر دے دی کہ وہ اس میں کھیتی باڑی اور کاشت کریں تو پیداوار کا آدھا حصہ انکا ہوگا

تشریح از قاسمیؒ ۔ یعملوھا ویزرعوھا میں ترجمہ ہے کہ یہ عقد مزارعۃ تھا۔ جس میں نصف پیداوار کی شرط تھی۔

باب الشروط فی المھر عندعقدۃ النکاح ۔

ترجمہ۔ عقد نکاح کے وقت مہر میں شرطیں لگانا۔

وقال عمرؓ ان مقاطع الحقوق عندالشروط ولك ماشرطت وقال المسور سمعت النبی ﷺ ذکر صھراله فاثنی علیه فی مصاھرته فاحسن قال حدثنی وصدقنی وعدنی فوفی لی ....

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک حقوق کے فیصلے شرطوں کے مطابق ہوں گے۔ اور جو شرط تم نے لگائی ہے تجھے اسی کا حق ہے۔ حضرت مسورؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا جنہوں نے اپنے ایک داماد کا ذکر فرمایا اور اس کی دامادی کی تعریف بیان کی اور خوب تعریف کی۔ فرمایا کہ جو بات اس نے مجھ سے کی اس کو سچا کر دکھایا۔ اور جس کا وعدہ کیا اسے پورا کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یہ داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع ہیں جو حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے خاوند تھے بدر کی لڑائی میں قید ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے اکرام کی وجہ سے بلا اخذ فدیہ انہیں چھوڑ دیا گیا مشرکین کے کہنے پر وہ آپ کی صاحبزادی کو مدے سے گئے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کے مطالبہ پر بدر کے تھوڑے عرصہ بعد بہت جلد واپس پہنچا دیا۔ فتح۔ سے پہلے

مسلمان ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ اس کی اس احسان مندی کا شکریہ ادا فرما رہے ہیں۔

حدیث (۲۵۲۹) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عقبة بن عامرؓ قال قال رسول الله ﷺ احق الشروط ان توفوا به مااستحللتم به الفروج

ترجمہ۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شرطیں جن کا پورا کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ وہ ہیں جن کو تم نے نکاح میں بیان کر کے شرم گاہوں کو حلال کیا۔

باب الشروط فی المزارعة

ترجمہ۔ کاشتکاری میں شرطیں بیان کرنا

حدیث (۲۵۳۰) حدثنا مالك بن اسماعيل الخ سمعت رافع بن خديجؓ يقول كنا اكثر الانصار حقلا فكنا نكرى الارض فربما اخرجت هذه ولم تخرج ذه فنهيناعن ذلك ولم ننه عن الورق.

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ انصار مدینہ میں سے ہم لوگ سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے۔ ہم زمین کو اجارہ (پیداواری) پر دیتے تھے۔ کبھی یہ ایک زمین پیداوار دیتی تو دوسری نہیں دیتی تھی۔ تو ہمیں اس قسم کے اجارہ سے روک دیا گیا۔ لیکن نقد پر مستاجری سے نہیں روکا گیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ یہ ترجمہ پہلے باب سے اخص ہے۔ اس میں حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت ذکر کی گئی ہے کہ زمین کے ایک حصہ کی پیداوار مالک لے لیتا تھا۔ مزارع محروم رہ جاتا۔

باب مالایجوز من الشروط فی النکاح

ترجمہ۔ جو شرطیں نکاح میں ناجائز ہیں

حدیث (۲۵۳۱) حدثنا مسدد الخ عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ قال لابيع حاضر لباد ولاتناجشوا ولايزيد ن على بيع اخيه ولايخطبن على خطبته ولاتسال المراة طلاق اختها لتستكفئ اناء ها .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کوئی شہری دیہاتی کے لئے خرید و فروخت نہ کرے (جب کہ قحط سالی ہو) اور نہ ہی ایک دوسرے کو دھوکہ دو۔ جب کہ لینے کی نیت نہ ہو اپنے بھائی کی بیع پر رقم زیادہ نہ کرے یعنی خرید کی نیت نہیں محض دوسرے کو دھوکہ دینے کیلئے قیمت بڑھادے اسی طرح ایک مسلمان کی بیع طے ہو چکی اس پر چڑت لگا کر قیمت میں اضافہ نہ کرو۔ اور اپنے بھائی کی منگنی پر اس عورت کو نکاح کا پیغام نہ دو اور کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔ تاکہ وہ سب کچھ اپنے برتن میں انڈیل لے کہ نفقہ اور معاشرۃ سب اس کے لئے ہو جائے۔

باب الشروط التی لاتحل فی الحدود

ترجمہ۔ وہ شرطیں جو حدود میں حلال نہیں ہیں

حدیث(۲۵۳۲)حدثناقتیبة بن سعید الخ عن ابی هریرةؓ وزید بن خالد الجهنیؓ انهما قالا ان رجلا من الاعراب اتی رسول الله ﷺ فقال یارسول الله انشدك الله الاقضیت لی بکتاب الله فقال الخصم الاخر وهوافقه منه نعم فاقض بیننا بکتاب الله وائذن لی فقال رسول الله ﷺ قل قال ان ابنی کان عسیفاعلی هذا فزنی بامراته وانی اخبرت ان علی ابنی الرجم فافتدیت منه بمائة شاة وولیدة فسالت اهل العلم فاخبرونی انما علی ابنی جلدمائة وتغریب عام وان علی امراة هذاالرجم فقال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لاقضین بینکما بکتاب الله والولیدة والغنم ردوعلی ابنك جلدمائة وتغریب عام اغد یاانیس الی امراة هذا فان اعترفت فارجمها قال فغداعلیها فاعترفت فامربها رسول الله ﷺ فرجمت .....

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد الجهنیؓ دونوں فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ ! میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ مگر یہ کہ آپؐ میرے لئے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ دیں۔ دوسرا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا۔ اس نے کہا ہاں ! آپؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ دیں۔ اور ذرا مجھے بولنے کی اجازت دیجئے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہو! تو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں نوکر تھا جس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے بتلایا گیا کہ میرے بیٹے پر سنگساری ہے۔ تو میں نے اس کے بدلہ سو ۱۰۰ بکریاں اور ایک باندی کا کفارہ ادا کیا۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ میرے بیٹے پر تو سو ۱۰۰ کوڑے مارنا اور ایک سال کیلئے جلاوطنی ہے اور اس کی بیوی پر سنگساری ہے۔ جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا باندی اور بکریاں تو تیرے اوپر واپس ہیں۔ تیرے بیٹے پر سو ۱۰۰ کوڑوں کی سزا اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اے انیس کل صبح اسکی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ گناہ کا اقرار کرے تو اسے رجم کر دو چنانچہ وہ صبح کو گئے تو اس عورت نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا تو وہ سنگسار ہو گئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب الصلح میں بھی لا چکے ہیں۔ بتلانا یہ ہے کہ ہر وہ صلح جو حدود اللہ میں کی جائے وہ باطل ہے اس طرح ہر وہ شرط جس سے حدود اللہ کو رفع کرنا مقصود ہو وہ بھی باطل ہے۔ افقه اس لئے کہا گیا کہ اس نے خطاب اچھی طرح کیا اور ادب کو ملحوظ رکھا اور قال ان ابنی کا قائل بھی یہی ہے۔ اذن لی کا عطف اقض پر ہے اس لئے کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ

اس سے مراد اعرابی ہے خصم آخر نہیں لیکن گزر چکا کہ ان ابنی کا قائل رجل افقه ہے۔

باب مایجوزمن شروط المکاتب اذا رضی بالبیع علی ان یعتق ۔

ترجمہ۔ مکاتب کی وہ شرطیں جو جائز ہیں جب کہ وہ بیع پر راضی ہو جائے یہ کہ اسے آزاد کر دیا جائیگا

حدیث(۲۵۴۳)خلاد بن یحیی الخ قال دخلناعلی عائشةؓ قالت دخلت علی بریرةؓ وهی مکاتبةفقالت یاام المؤمنین اشترینی فان اهلی یبیعونی فاعتقینی قالت نعم قالت ان اهلی لایبیعونی حتی یشترطوا ولاء ی قالت لاحاجة لی فیك فسمع ذلك النبی ﷺ اوبلغه فقال ماشان بریرة فقال اشتریهافاعتقیهاولیشترطوا ماشاء قالت فاشتریتها فاعتقتهاواشترط اهلها ولاء ها فقال النبی ﷺ الولاء لمن اعتق وان شترطوا مائة شرط .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ میرے پاس آئیں جب کہ وہ مکاتبہ تھیں۔ کہنے لگیں اے ام المؤمنین! آپ مجھے خرید فرمالیں کیونکہ میرے مالکان میرے بیچنے پر راضی ہو گئے ہیں۔ پھر آپ مجھے آزاد کر دیں۔ انہوں نے فرمایا اچھا! لیکن حضرت بریرہؓ فرمانے لگیں میرے بیچنے پر میرے مالکان راضی تو ہیں لیکن وہ ولاء کی شرط لگاتے ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ اس گفتگو کو جناب نبی اکرم ﷺ نے سن لیا۔ یا آپؐ کو خبر پہنچی تو آپؐ نے پوچھا بریرہ کا کیا ماجرا ہے۔ جس کو سن کر آپؐ نے فرمایا آپ اسے خرید کر لیں۔ پھر آزاد کر دیں۔ وہ لوگ جو شرطیں بھی لگائیں لگاتے پھریں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس بریرہ کو خرید کر کے آزاد کر دیا۔ لیکن ان کے مالکان نے ولاء کی شرط پھر بھی لگادی جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ولاء اسی کا حق ہوتا ہے جو اسے آزاد کر دے۔ اگرچہ مالکان سو ۱۰۰ شرطیں بھی لگائیں۔ ان کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

باب الشروط فی الطلاق

ترجمہ۔ طلاق دینے میں شرطیں لگانا

وقال ابن المسیب والحسن وعطاء ان بدأ بالطلاق اواخرفهواحق بشرطه .....

ترجمہ۔ حضرت ابن المسیبؒ۔ حضرت حسن بصریؒ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ طلاق کو شرط سے پہلے لائے یا بعد میں لائے۔ بہر حال شرط کا حکم مقدم ہے۔

حدیث (۲۵۳۴) حدثنامحمود بن عرعرة الخ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

عن ابی ھریرۃؓ قال نھی رسول اللہ ﷺ عن التلقی وان یبتاع المھاجرللاعرابی وان تشترط المراۃ اختھا علی سوم اخیہ ونھی عن النجش وعن التصریۃ تابعہ معاذ وعبدالصمد عن شعبۃ وقال غندروعبدالرحمن نھی وقال ادم نھیناوقال النضر وحجاج بن منھا ل نھی . . . . . .

آگے جاکر قافلے کو ملنے سے منع فرمایا۔ اس طرح مہاجر دیہاتی کیلئے خرید وفروخت کرے۔ اور یہ کہ عورت اپنی سوکن کی طلاق کی شرط لگائے۔ اور یہ کہ آدمی کسی اپنے دوسرے بھائی کے سودے پر سودا کرے۔ اور دھوکہ دہی سے قیمت بڑھانے سے منع کیا۔ اور تھن میں دودھ روکنے سے بھی منع فرمایا۔ معاذ اور عبدالصمد نے شعبہ سے روایت کرنے پر متابعت کی ہے۔ غندر اور عبد الرحمٰن نہی کا فعل مجہول کا صیغہ لایا ہے۔ آدم نے نہینا کہا ہے۔ نضر اور حجاج نے نہی کہا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امام بخاریؒ کی غرض ترجمہ سے یہ ہے کہ جب طلاق معلق بالشرط ہو جائے تو پھر حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا خواہ شرط مقدم ہو اور طلاق مؤخر ہو یا اس کا برعکس ہو۔ جیسے انت طالق ان دخلت الدار یہ جمہور کا مسلک ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قاضی شریحؒ اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر طلاق یمین سے پہلے واقع ہو تو طلاق واقع ہو گی اگر یمین کے بعد واقع ہوئی تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔ لیکن جمہور ائمہ اس کے خلاف ہیں۔ تعلیق مقدم ہو یا مؤخر بہر صورت طلاق واقع ہو گی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ تلقی سے مراد تلقی رکبان ہے۔ کہ شہر کا نرخ معلوم ہونے سے پہلے قافلے والوں کا سامان خرید کر لیا جائے۔ مہاجر سے مراد مقیم ہے اور ابتاع بیع کے معنی میں ہے۔ کہ گراں قیمت پر اس کا اسباب بیچا جائے۔ جب کہ اہل بلد گرانی اور قحط کا شکار ہوں۔ اور تصریہ ضرع الحیوان کہ جانور کے تھن باندھ لئے جائیں تاکہ مشتری کو دودھ زیادہ محسوس ہو۔ ایسا دھوکہ جائز نہیں ہے۔

الحمد للہ دسواں پارہ ختم ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیارھواں پارہ

باب الشروط مع الناس بالقول

ترجمہ۔ لوگوں کے ساتھ زبانی کلامی شرطیں بیان کرنا۔ نہ لکھی جائے اور نہ کوئی گواہ ہو۔

حدیث ۲۵۳۵) حدثنا ابراهیم بن موسی الخ حدثنی ابی بن کعبؓ قال قال رسول الله ﷺ موسی رسول الله فذکر الحدیث قال الم اقل انك لن تستطیع معی صبراً کانت الاولی نسیانا والوسطی شرطاً والثالثة عمدا قال لاتؤاخذنی بمانسیت ولاترهقنی من امری عسراً لقیا غلاما فقتله فانطلقا فوجدا جداراً یرید ان ینقض فاقامه قراها ابن عباس امامهم ملك ......

ترجمہ۔ حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے رسول اللہ نے فرمایا پھر ان کی پوری بات ذکر فرمائی۔ ترجمہ کہ کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ آپ ہمارے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے پہلا اعتراض تو بھول چوک کی بنا پر تھا۔ دوسرا شرط کے طور پر اور تیسرا جان بوجھ کر کیا۔ چنانچہ فرمایا کہ جو بات میں نے بھول چوک کی بنا پر کی اس پر آپ مجھ سے گرفت نہ کریں۔ اور مجھے میرے معاملہ میں تنگی کی تکلیف نہ دیجئے۔ دونوں ایک لڑکے سے ملے جسے خضرؑ نے قتل کر دیا پھر دونوں چل پڑے تو اس بستی میں ایک دیوار گرنے والی تھی جسے ٹھیک کر دیا۔ اور ابن عباسؓ نے اِمَامَہُم مَلَكٌ پڑھا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ والوسطی شرطاً یہ محل ترجمہ ہے کہ اگر میں نے اس کے بعد سوال کیا تو آپ مجھے جدا کر دیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے درمیان شرط واقع ہوئی لیکن نہ اس کو لکھا گیا نہ گواہ بنائے گئے۔ بلکہ زبانی شرط قرار پائی جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التزام کیا۔ اور جب شرط کی خلاف ورزی ہوئی تو خضر علیہ السلام نے فرمایا هذا فراق بيني وبينك جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکار نہ کیا۔

باب الشروط فی الولاء ترجمہ۔ ولاء کے بارے میں شرطیں بیان کرنا

حدیث (۲۵۳۶) حدثنا اسمعیل الخ عن عائشةؓ قالت جاء تني بريرةؓ فقالت، كاتبت اهلى على تسع اواق فى كل عام اوقية فاعينينى فقالت ان احبوا ان اعدها لهم ويكون ولاء ك لى فعلت فذهبت بريرةؓ الى اهلها فقالت لهم فابوا عليها فجاء ت من عندهم ورسول الله ﷺ جالس فقالت انى قدعرضت ذلك عليهم فابوا الا ان يكون الولاء لهم فسمع النبى ﷺ فاخبرت عائشة النبى ﷺ فقال خذيها واشترطى لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق ففعلت عائشةؓ ثم قام رسول الله ﷺ فى الناس فحمدالله واثنى عليه ثم قال مابال رجال يشترطون شروطا ليست فى كتاب الله ماكان من شرط ليس فى كتاب الله فهوباطل وان كان مائة شرط قضاء الله احق وشرط الله اوثق وانما الولاء لمن اعتق .....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس حضرت بریرہؓ آکر کہنے لگیں کہ میں نے نو اوقیہ پر اپنے مالکوں سے کتابت کرلی ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا۔ پس آپ میری مدد فرمائیں۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر مالکان پسند کریں تو میں ابھی گن کر انہیں دے دیتی ہوں۔ البتہ تیرا ولاء میرے لئے ہوگا۔ یہ میں کرسکتی ہوں۔ چنانچہ حضرت بریرہؓ نے اپنے مالکان کے پاس جاکر کہا تو انہوں نے اس طرح کرنے سے انکار کردیا۔ جب وہ ان کے پاس سے واپس آئی تو جناب نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اس نے آکر کہا میں نے مالکان پر یہ معاملہ پیش کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ ولاء کے بغیر معاملہ کرنے سے انکاری ہیں۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی سن لیا اور حضرت عائشہؓ نے بھی آکر خبر دی۔ تو آپؐ نے فرمایا تم باندی کو لے لو۔ اور ولاء کی شرط قبول کرلو۔ لیکن یاد رکھو ولاء تو اسی کا ہوگا جو اسے آزاد کرے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایسا کیا پھر جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد بیان کی اور اس کی تعریف کی۔ پھر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو وہ شرط باطل ہے۔ اگرچہ وہ سو ۱۰۰ شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کا حکم زیادہ واجب الاتباع ہے۔ اور اللہ کی شرط بہت پکی ہے۔ سن لو ولاء تو اسی کا ہے جو اسے آزاد کرے۔

باب اذا اشترط فی المزارعة اذا شئت اخرجتك۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص مزارعت میں یہ شرط لگائے کہ میں جب چاہوں تجھے نکال دوں گا۔

حدیث (۲۵۳۷) حدثنا ابو احمد الخ عن ابن عمرؓ قال لما فدع اهل خيبر عبدالله بن عمرؓ قام عمرؓ خطيبا فقال ان رسول الله ﷺ كان عامل يهود خيبر على اموالهم وقال نقركم ما اقركم الله وان عبدالله بن عمرؓ خرج الى ماله هنالك فعدى عليه من الليل ففدعت يداه ورجلاه وليس لنا هناك عدو غيرهم عدونا وتهمتنا وقد رايت اجلاء هم فلما اجمع عمرؓ على ذلك اتاه احد بنى الحقيق فقال يا امير المؤمنين اتخرجنا وقد اقرنا محمد ﷺ وعاملنا على الاموال وشرط ذلك لنا فقال عمرؓ اظننت انى نسيت قول رسول الله ﷺ كيف بك اذا اخرجت من خيبر تعدوبك قلوصك ليلة بعد ليلة فقال كانت هذه هزيلة من ابى القاسم قال كذبت يا عدو الله فاجلاهم واعطاهم قيمة ماكان لهم من الثمرة مالا وابلا وعروضا من اقتاب وحبال وغير ذلك رواه حماد بن سلمة عن عبيدالله احسبه عن نافع عن ابن عمرؓ عن عمرؓ عن النبى ﷺ اختصره......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب خیبر والوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہاتھوں اور پاؤں کے جوڑ جدا کر دیئے۔ تو حضرت عمرؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا معاملہ یہودیوں سے ان کے مال پر کیا تھا۔ اور فرمایا جب تک تمہیں اللہ تعالیٰ ٹھہرائے گا ہم تمہیں ٹھہرائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وہاں خیبر میں اپنے مال کی دیکھ بھال کیلئے گئے تو رات کے وقت ان پر ظلم کیا گیا۔ کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کے جوڑ الگ کر دیئے گئے۔ وہاں ان یہودیوں کے سوا اور کوئی دشمن نہیں تھا۔ وہی ہمارے دشمن ہیں۔ اور انہیں کو ہم متہم گردانتے ہیں۔ اس لئے میری رائے ہے کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے پس جب حضرت عمرؓ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا تو بنو ابی الحقیق کا ایک آدمی ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین آپ ہمیں کیسے نکال سکتے ہیں جب کہ محمد ﷺ نے ہمیں ٹھہرایا اور مال پر ہمارے سے معاملہ طے کیا اور اسی کو ہمارے لئے شرط قرار دیا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان بھول گیا جو تیرے بارے میں فرمایا تھا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے خیبر سے نکالا جائے گا۔ اور تمہاری تیز رفتار اونٹنیاں راتوں کو تمہیں دوڑا رہی ہوں گی اس نے کہا یہ تو جناب ابو القاسم ﷺ کی طرف سے مزاح کے طور پر تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تو نے

جھوٹ کہا۔ پس حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کے پھلوں کی قیمت کچھ تو نقدی کی صورت میں کچھ سازوسامان کی صورت میں اور کچھ اونٹوں کی صورت میں ادا فرمائی سامان میں پالان اور رسیاں وغیرہ تھیں۔ حماد بن سلمہ نے بھی اس روایت کو مرفوعاً مختصر روایت کیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ کیف بك یہ خطاب آنحضرت ﷺ کا ابو الحقیق کو ہے۔ جس میں ایسے واقعہ کی خبر دی گئی ہے جو عنقریب واقع ہونے والا تھا اس ابو الحقیق کا نام معلوم نہ ہو سکا یہ ابو الحقیق وہ نہیں ہے جو بی بی صفیہؓ کا خاوند تھا۔ وہ تو خیبر کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔

واعطاهم قیمته ما کان الخ جب یہود نے خیبر سے نکلنے کا قصد کیا۔ چونکہ وہ لوگ اراضی خیبر کے پھلوں اور پیداوار میں شریک تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے ان کی قیمت لگا کر جن اسباب کی سفر میں ان کو ضرورت تھی وہ مہیا کر دیا۔ سواری کے لئے اونٹ پالان اور رسے ضرورت تھے۔ دوسری ضروریات کے لئے نقدی ان کو دی گئی۔ اور مالاً اجمالاً ہوگا۔ ابلاً وعرضاً اس کی تفصیل ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہود کو ملک بدر کیا۔ آپؐ نے فرمایا لا یبقین دینان بارض العرب ترجمہ عرب کی سرزمین میں دو دین باقی نہیں رہ سکتے۔ نیز! آپؐ نے جو یہود خیبر سے صلح فرمائی تھی وہ صرف ان کی جانوں تک مخصوص تھی۔ ارض خیبر میں ان کا کوئی حق نہیں۔ اور مساقات کی صورت میں ان سے معاملہ ہوا تھا۔ اس لئے ان کے پھلوں کی قیمت۔ اونٹ۔ اسباب وغیرہ انہیں قیمت میں ادا کئے گئے۔ علماء احنافؒ کے نزدیک یہ خراج تھا۔ مزارعت اور مساقات نہیں تھی۔ کہ اس میں مدت بیان نہ کی گئی ہو۔ مالاً قیمت سے تمیز واقع ہے۔ ابل کا اس پر عطف ہے اسی طرح عروض کا بھی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ نقرکم ما اقرکم الله ای نقرکم ماشئنا جس کو ما اقرکم الله سے تعبیر کیا گیا۔ اور باب مزارعة ترجمہ باندھا تھا۔ قال رب الارض اقرك ما اقرك الله تو مدت باہمی رضامندی سے مقرر ہوگی۔ بہر حال ہر ترجمہ میں ہر حدیث کو ملحوظ رکھ کر ایک کی دوسرے سے تفسیر کر دی گئی۔ بہر حال دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ یہود کا اخراج مقدرات الهیه میں سے ہے۔ انہوں نے خیبر سے ضرور نکلنا ہے۔ فدع کے معنی ہیں ہاتھ یا پاؤں کو موچ آجانا جس میں جوڑ اپنی جگہ سے ہل جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جادو کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے قصاص اس لئے چھوڑ دیا کہ ایک تورات کا وقت تھا۔ دوسرے ابن عمرؓ سوئے ہوئے تھے ظالم کو نہیں پہچان سکے۔ اس لئے قصاص نہ لیا گیا۔

باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وکتابة الشروط مع الناس بالقول

ترجمہ۔ جہاد میں شرط اس طرح اہل حرب سے صلح کی شرائط اور ان کی کتابت اور قول دونوں سے شرطوں کا بیان کرنا ہے۔

حدیث(۲۵۳۸)حدثنا عبدالله بن محمد الخ عن المسوربن مخرمة ومروان يصدق كل واحد منهما حديث صاحبه قالا خرج رسول الله ﷺ زمن الحديبية حتى كانوا ببعض الطريق قال النبي ﷺ ان خالد بن الوليد بالغميم في خيل لقريش طليعةً فخذوا ذات اليمين فوالله ماشعر بهم خالد حتى اذاهم بقترة الجيش فانطلق يركض نذيرا لقريش وسار النبي ﷺ حتى اذاكان بالثنية التي يهبط عليهم منها بركت به راحلته فقال الناس حل حل فالحت فقالوا خلات القصواء خلات القصواء فقال النبي ﷺ ماخلات القصواء وماذلك لها بخلق ولكن حبسها حابس الفيل ثم قال والذي نفسي بيده لايسئلوني خطة يعظمون فيها حرمات الله الااعطيتهم اياها ثم زجرها فوثبت قال فعدل عنهم حتى نزل باقصى الحديبية على ثمد قليل الماء يتبرضه الناس تبرضا فلم يلبثه الناس حتى نزحوه وشكي الى رسول الله ﷺ العطش فانتزع سهما من كنانته ثم امرهم ان يجعلوه فيه فوالله مازال يجيش لهم بالري حتى صدروا عنه فبينماهم كذلك اذجاء بديل بن ورقاء الخزاعي في نفر من قومه من خزاعة

ترجمہ۔ مسور بن مخرمہ و مروان سے مروی ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانہ میں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ابھی وہ راستہ میں تھے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خالد بن ولید غمیم کے مقام پر قریش کے ایک گھوڑا سوار ہراول دستہ کے ساتھ ہے۔ پس اس کو دائیں جانب سے جا کر پکڑ لو۔ پس اللہ کی قسم! خالد بن ولید کو حضور کے اس فوجی دستے کا پتہ بھی نہ چل سکا کہ اچانک لشکر کے کالے غبار نے ان کو گھیر لیا۔ چنانچہ وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر قریش کو ڈرانے کے لئے چل پڑے۔ ادھر نبی اکرم ﷺ روانہ ہو کر جب اس گھاٹی تک پہنچے جہاں سے مکہ والوں پر اترا جاتا ہے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے بٹھیر ااٹھانے کے لئے حل حل کہا۔ لیکن وہ چمٹی رہی اٹھنے کا نام نہیں لیتی تھی لوگ کہنے لگے کہ حضور اکرم ﷺ کی قصواء اونٹنی بگڑ گئی۔ قصواء بگڑ گئی جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بگڑی نہیں اور نہ ہی بگڑنا اس کی عادت ہے لیکن اس کو ہاتھیوں کے روکنے والے اللہ تعالی نے روکا ہے۔ پھر فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ لوگ قریش مکہ میرے سے جس کسی ایسی خصلت کا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ کی قابل احترام چیزوں کی عظمت مجروح نہ ہوتی ہو۔ وہ ان کے سب مطالبات میں تسلیم کرلوں گا۔ پھر اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ کود کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ بہر حال جناب نبی اکرم ﷺ ان لوگوں سے ہٹ کر حدیبیہ کے انتہائی مقام پر اترے جہاں پر تھوڑا سا پانی تھا جسے لوگ تھوڑا تھوڑا کر کے لے رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسے نہ چھوڑا بلکہ سب کا سب کھینچ لیا

وکانوا عیبة نصح رسول اللہ ﷺ من اهل تهامة فقال انی ترکت کعب بن لؤی وعامر بن لؤی نزلوا اعداد میاه الحدیبیة ومعهم العوذ المطافیل وهم مقاتلوك وصادوك عن البیت فقال رسول الله ﷺ انا لم نجیٔ القتال احد ولکنا جئنا معتمرین وان قریشا قد نهکتهم الحرب واضرت بهم فان شاء وا مادوتهم مدة ویخلوا بینی وبین الناس فان اظهر فان شاء وا ان یدخلوا فیما دخل فیه الناس فعلوا والا فقد جموا وان هم ابوا فوالذی نفسی بیده لاقاتلنهم علی امری هذا حتی تنفرد سالفتی ولینفذن الله امره فقال بدیل سابلغهم ماتقول قال فانطلق حتی اتی قریشا قال انا قد جئنا کم من هذا الرجل وسمعناه یقول قولا فان شئتم ان نعرضه علیکم فعلنا فقال سفهاء هم لاحاجة لنا ان تخبرنا عنه بشیٔ وقال ذوو الرای منهم هات ماسمعته یقول قال سمعته یقول کذا وکذا فحدثهم بما قال النبی ﷺ فقام عروة بن مسعود فقال ای قوم الستم بالوالد قالوا بلی قال اولست بالولد قالوا بلی قال فهل تتهمونی قالوا لا قال الستم تعلمون انی استنفرت اهل عکاظ فلما بلحوا علی جئتکم باهلی وولدی ومن اطاعنی

تو آپؐ سے پیاس کی شکایت کی گئی۔ تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر کھینچ کر حکم دیا کہ اس کو اس کنویں میں ڈال دو۔ پس اللہ کی قسم وہ کنواں برابر پانی سے جوش مارتا رہا یہاں تک کہ وہ لوگ وہاں سے سیر ہو کر واپس ہوئے۔ پس دریں اثنا کیا دیکھتے ہیں کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنے قبیلہ خزاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ تہامہ کے باشندوں میں سے جناب رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہوں کی ایک جماعت تھی۔ جس نے آکر بتایا کہ میں نے کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو دیکھا ہے کہ وہ حدیبیہ کے چشمہ دار کنوؤں پر ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ نوزائدہ بچوں والی دودھ دینے والی اونٹنیاں ہیں۔ وہ لوگ آپؐ سے لڑنے کا ارادہ رکھنے والے اور آپؐ کو بیت اللہ جانے سے روکنے والے ہیں جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم تو کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ ہم تو عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور قریش کو مسلسل لڑائیوں نے تھکا دیا ہے۔ اور انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا ہے جس سے وہ کمزور ہو گئے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ایک مدت کیلئے میں ان سے صلح کرنے کے لئے تیار ہوں جس سے میرے اور ان لوگوں کے درمیان آمد و رفت کے لئے راستہ کھلا رہے گا۔ اگر یہ مناسب ہو پس اگر وہ چاہیں تو ان معاہدوں میں شامل ہو جائیں۔ جن میں لوگ داخل ہیں تو ایسا کر لیں ورنہ آرام سے رہیں۔ اگر ان باتوں سے انکار کر دیں تو اسی ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اس دین کے معاملہ میں ان سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری اکیلی گردن رہ جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فیصلہ کو نافذ فرمائیں۔ تو بدیل نے کہا میں آپ کا

قالوبلى قال ان هذاقدعرض لكم خطة رشدٍ
ا قبلوها ودعونى اتيه قالوااتته فاتاه فجعل يكلم
النبى ﷺ فقال النبى ﷺ نحوامن قوله لبديل
فقال عروةعندذلك اى محمدارايت ان استا صلت
امرقومك هل سمعت باحد من العرب اجتاح
اهله قبلك وان تكن الاخرى فانى والله لارى
وجوهاوانى لارى اشوابامن الناس خليقاان يفروا
ويدعوك فقال له ابوبكر امصص ببظر اللات
انحن نفرعنه وندعه فقال من ذاقالوا ابوبكر قال
اماوالذى نفسى بيده لولايد كانت عندى لم
اجزك بها لاجبتك قال وجعل يكلم النبى ﷺ
فكلماتكلم اخذ بلحيته والمغيرة بن شعبة قائم
على راس النبى ﷺ ومعه السيف وعليه المغفر
فكلمااهوى عروة بيده الى لحية النبى ﷺ
ضرب يده بنعل السيف وقال له اخريدك عن
لحية رسول الله ﷺ فرفع عروة راسه فقال
من هذا قالوا المغيرة بن شعبة فقال اى غد ر
الست اسعى فى غدرتك وكان المغيرة صحب
قومافى الجاهلية فقتلهم واخذاموالهم ثم جاء
فاسلم اماالاسلام فاقبل واماالمال فلست منه فى
شئ ثم ان عروة جعل يرمق اصحاب النبى ﷺ

یہ فرمان ان لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ چنانچہ وہ چلا گیااور قریش کے
پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس اس شخص کے پاس سے
آیا ہوں۔ اور ہم نے جو باتیں ان سے سنی ہیں اگر تم چاہو تو میں وہ
تم کو پیش کروں تو ان میں سے بے وقوف لوگ کہنے لگے کہ ہم تو
اس کی طرف سے کوئی خبر سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لیکن
ان میں سے سمجھدار لوگوں نے کہا کہ بھائی! جو کچھ تم سن کر
آئے ہو وہ لاؤ پیش کرو۔ تو اس نے بتلایا کہ میں نے تو ان سے
یہ یہ باتیں سنی ہیں۔ تو جو کچھ آپؐ نے فرمایا اس نے بلا کم وکاست
سب کچھ سنا دیا۔ جس پر عروہ بن مسعود اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور
کہنے لگا اے قوم! کیا میں تمہارے باپ کے منزلے نہیں ہوں
انہوں نے کہا کیوں نہیں اور کہا کہ کیا تم میری اولاد کی طرح
نہیں ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ کہنے لگا کیا تم نے
مجھے کبھی کسی معاملہ میں متہم گردانا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔
اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہاری مدد کے لئے
عکاظ والوں کو نہیں بلوایا۔ جب وہ عاجز آگئے تو میں اپنے بال بچوں
اور جن لوگوں نے میرا کہنا مانا ان کو ساتھ لے کر تمہارے پاس
آگیا۔ سب نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے ایسا کیا۔ تو اس نے کہا
کہ آپؐ نے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک اچھی خصلت
پیش فرمائی ہے اس کو قبول کر لو مجھے اجازت دو میں اس کے پاس
جانا چاہتا ہوں۔ وہ بولے آپ چلے جائیں۔ پس وہ آپؐ کے پاس
آکر جناب نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنے لگا۔ تو جناب نبی اکرم
ﷺ نے اس سے بھی ایسی باتیں کیں جیسے بدیل سے کی تھیں
ان حالات میں۔ عروہ کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ کیا آپؐ اپنی قوم کی
بالکل بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپؐ نے اس سے پہلے کبھی

بعینه قال فوالله ماتنخم رسول الله ﷺ نخامة الاوقعت فی کف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده واذاامرهم ابتدروا امره واذاتوضاكادوا يقتتلون علی وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده ومايحدون اليه النظرتعظيماله فرجع عروة الی اصحابه فقال ای قوم والله لقد وفدت علی الملوك ووفدت علی قيصر وكسری والنجاشی والله ان رايت ملكاقط يعظمه اصحابه مايعظم اصحب محمد ﷺ محمداوالله ان تنخم نخامة الاوقعت فی كف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده واذا امرهم ابتدروا امره واذاتوضاكادوا يقتتلون علی وضوئه واذاتكلم خفضوا اصواتهم عنده ومايحدون اليه النظرتعظيماله وانه قدعرض عليكم خطةرشدفاقبلوهافقال رجل من بنی كنانة دعونی اتيه فقالوااتته فلمااشرف علی النبی ﷺ واصحابه قال رسول الله ﷺ هذافلان وهومن قوم يعظمون البدن فابعثوهاله فبعثت له واستقبله الناس يلبون فلمارای ذلك قال سبحان الله ماينبغی لهؤلاء ان يصدواعن البيت فلمارجع الی اصحابه قال رايت البدن قدقلدت واشعرت فما رای ان يصدواعن البيت فقام رجل منهم يقال له

کسی عرب کے متعلق سنا کہ اس نے اپنی جڑ کو ہی کاٹ دیا ہو۔ اگر دوسری صورت ہو تو اللہ کی قسم میں کئی ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اور کچھ رذلے ملے مخلوط لوگ دیکھ رہاں ہوں جو اس لائق ہیں کہ وہ تو لڑائی میں سے بھاگ کر آپ کو تنہا چھوڑ جائیں اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ اے لات کی شرمگاہ کو چوسنے والے یعنی رذیل انسان کیا تو ہمیں سمجھتا ہے کہ ہم بھاگ جائیں گے۔ اور حضور اکرم ﷺ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ کہنے لگا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے بتلایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں کہنے لگا کہ اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ آج تک میں نہیں دے سکا تو میں تجھے ضرور جواب دیتا بہر حال وہ جناب نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنے لگا اس کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کوئی بات کرتا تو جناب نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کو پکڑ لیتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ آپ ؐ کے سرہانے کھڑے تھے اور ان کے پاس تلوار تھی۔ اور سر پر خود تھا تو جب بھی عروہ آپ ؐ کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا تو حضرت مغیرہ ؓ اپنی تلوار کی نوک اس کے ہاتھ پر مارتے ہوئے فرماتے کہ اپنا ہاتھ جناب رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے پیچھے رکھو۔ تو عروہ نے اپنا سر اٹھا کر پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے بتلایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ؓ ہیں۔ تو کہنے لگا کہ اے دھوکہ باز کیا میں نے تیری دھوکہ بازی اور غداری میں تیری مدد کے لئے کوشش نہیں کی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مغیرہ ؓ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہتے تھے ان کو قتل کر دیا اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ جس پر آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا

فقام رجل منهم يقال له مكرز بن حفص فقال دعوني
اتيه فقالوا ائته فلما اشرف عليهم قال النبي ﷺ
هذا مكرز وهو رجل فاجر فجعل يكلم النبي ﷺ
فبينما هو يكلمه اذ جاء سهيل بن عمرو وقال معمر
فاخبرني ايوب عن عكرمة انه لما جاء سهيل بن
عمرو قال معمر فاخبرني ايوب عن عكرمة انه لما
جاء سهيل ابن عمرو قال النبي ﷺ لقد سهل
لكم من امركم قال معمر قال الزهري في حديثه
فجاء سهيل بن عمرو فقال هات اكتب بيننا
وبينكم كتابا فدعا النبي ﷺ الكاتب فقال النبي
ﷺ بسم الله الرحمن الرحيم قال سهيل اما الرحمن
فوالله ما ادري ما هو ولكن اكتب باسمك اللهم
كما كنت تكتب فقال المسلمون والله لا نكتبها
الا بسم الله الرحمن الرحيم فقال النبي ﷺ
اكتب باسمك اللهم ثم قال هذا ما قاضى عليه
محمد رسول الله فقال سهيل والله لو كنا نعلم انك
رسول الله ما صددناك عن البيت ولا قاتلناك ولكن
اكتب محمد بن عبدالله فقال النبي ﷺ والله اني
لرسول الله وان كذبتموني اكتب محمد بن
عبدالله قال الزهري وذلك لقوله لا يسالوني
خطة يعظمون فيها حرمات الله الا اعطيتهم اياها

اسلام تو قبول ہے لیکن اس مال کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں
ہے۔ پھر عروہ جناب نبی اکرم ﷺ کو اپنی کنکھیوں سے دیکھنے لگا
کہنے لگا اللہ کی قسم! کہ حضرت نبی اکرم ﷺ جب کبھی بھی
تھوکتے ہیں تو آپؐ کی تھوک نیچے جانے کی بجائے ان میں سے
کسی صحابی کی ہتھیلی پر جا گرتی ہے۔ جس کو وہ اپنے چہرہ اور بدن پر
مل لیتا ہے۔ اور جب آپؐ کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو ان میں سے
ہر ایک بڑھ چڑھ کر آپؐ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اور جب
آپؐ وضو فرماتے ہیں تو قریب ہے کہ وہ لوگ آپ کے وضو کے
پانی پر ٹوٹ پڑیں اور لڑنے لگیں۔ اور جب آپ کلام کرتے ہیں
تو اسی وقت سب کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں۔ اور وہ لوگ آپؐ
کی طرف نظر اٹھا کر گھور کر نہیں دیکھ سکتے۔ جس سے آپؐ کی
تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ بہر حال عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس
واپس آگیا اور کہنے لگا اے قوم! اللہ کی قسم! کہ میں دنیا بھر کے
بادشاہوں کے پاس وفد کی صورت میں حاضر ہوا ہوں قیصر روم
کسری فارس۔ اور نجاشی حبشہ کے پاس وفد بن کر گیا ہوں لیکن
میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھی اس کی
اس طرح تعظیم کرتے ہوں جس طرح جناب محمد نبی اکرم ﷺ
کے صحابہ کرامؓ آپؐ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر
آپؐ تھوکتے ہیں تو وہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر جا کر گرتی ہے۔ جسے
وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ اور جب آپؐ کسی چیز کا حکم
دیتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اس
کو انجام دیتا ہے۔ اور جب آپؐ وضو کرتے ہیں کہ تو اس کے پانی
کے قریب ہے کہ لڑ پڑیں۔ اور جب آپؐ کلام فرماتے ہیں
تو اس وقت ان کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور کوئی تیز نظر سے

فقال له النبی ﷺ علی ان تخلوا بیننا و بین البیت
فنطوف به فقال سهیل والله لاتتحدث العرب انا
اخذ ناضغطة ولکن ذلك من العام المقبل فکتب
فقال سهیل وعلی انه لایاتیك منا رجل وان کان
علی دینك الارددته الینا قال المسلمون سبحان الله
کیف یرد الی المشرکین وقد جاء مسلما فبینما هم
کذلك اذ دخل ابوجندل بن سهیل بن عمرو
یرسف فی قیوده وقد خرج من اسفل مکة حتی
رمی بنفسه بین اظهر المسلمین فقال سهیل هذا
یامحمد اول مااقاضیك علیه ان ترده الی فقال
النبی ﷺ انالم نقض الکتاب بعد قال فوالله اذالم
اصالحك علی شیء ابدا قال النبی ﷺ فاجزه لی
قال ماانابمجیزه لك قال بلی فافعل قال ماانا
بفاعل قال مکرز بل قد اجزناه لك قال ابوجندل
ای معشر المسلمین ارد الی المشرکین وقد
جئت مسلما الاترون ماقد لقیت وکان قد عذب
عذابا شدیدا فی الله قال فقال عمر بن الخطاب رض
فاتیت نبی الله ﷺ فقلت الست نبی الله حقا
قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل
قال بلی قلت فلم نعطی الدنیة فی دیننا اذا قال انی
رسول الله ولست اعصیه وهو ناصری قلت اولیس

آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ نے ایک
اچھی خصلت پیش کی ہے آپ لوگ اسے قبول کرلیں تو بنوکنانہ
کا ایک آدمی کہنے لگا کہ مجھے آپ کی طرف جانے کی اجازت دو
تو ان لوگوں نے اس کو اجازت دے دی۔ پس جب اس نے
حضرت نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحابؓ پر جھانکا یعنی ظاہر ہوا
تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے جو ایسی
برادری سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم
کرتے ہیں تو یہ قربانی کے جانور اس کے لئے بھیج جائیں چنانچہ
اس کے لئے وہ بھیجے گئے۔ اور لوگوں نے اس کا استقبال تلبیہ کہتے
ہوئے کیا۔ اللھم لبیك پس جب اس نے یہ صورت حال
دیکھی تو سبحان اللہ کہتے ہوئے تعجب کا اظہار کیا کہ ایسے لوگوں کو
تو بیت اللہ کی زیارت سے روکنا بالکل نامناسب ہے چنانچہ جب
وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا کہ میں نے تو قربانی
کے اونٹ دیکھے ہیں جن کے گلے میں علامتی ہار ڈالے گئے ہیں
اور ان کی کوہانوں کو زخمی کر کے نشانی کے لئے خون کو مل دیا گیا
ہے۔ تو میری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کو بیت اللہ کی زیارت
سے نہ روکا جائے۔ اس پر ان کی قوم کا ایک آدمی جس کو مکرز بن
حفص کہا جاتا تھا اٹھ کر کہنے لگا کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیجو تو
انہوں نے کہا جاؤ چنانچہ جب وہ صحابہ کرامؓ پر نمودار ہوا تو جناب
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ مکرز ہے بدمعاش آدمی ہے۔ تو جناب
نبی اکرم ﷺ سے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ پس ابھی وہ آپؐ
سے ہم کلام ہو ہی رہا تھا کہ اچانک سہیل بن عمرو آ گیا۔ راوی
معمر کہتے ہیں کہ ایوب نے عکرمہ سے مجھے خبر دی ہے کہ جب
سہیل آیا تو آپؐ نے فرمایا اب تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔

كنت تحدثنااناسناتي البيت فنطوف به قال بلى
افاخبرتك اناتاتيه العام قال قلت لاقال فانك اتيه
ومطوف بهقال فاتيت ابابكرؓفقلت ياابابكرؓ اليس
هذانبي الله حقا قال بلى قلت السنا على الحق
وعدوناعلى الباطل قال بلى قلت فلم نعطى
الدنية في ديننا اذاقال ايها الرجل انه لرسول الله
ﷺ وليس يعصى ربه وهوناصره فاستمسك
لغرزه فوالله انه على الحق قلت اليس كان يحدثنا
اناسناتي البيت ونطوف به قال بلى افاخبرك انك
تاتيه العام قلت لاقال فانك اتيه ومطوف به قال
الزهرى قال عمرؓفعملت لذلك اعمالاًقال فلما
فرغ من قضية الكتاب قال رسول الله ﷺ
لاصحابه قوموا فانحروا ثم احلقوا قال فوالله
ماقام منهم رجل حتى قال ذلك ثلث مرات فلما
لم يقم منهم احد دخل على ام سلمةؓ فذكرلها
مالقى من الناس فقالت ام سلمةؓ يانبي الله اتحب
ذلك اخرج ثم لاتكلم احدامنهم كلمةحتى تنحر
بدنك وتدعوا حالقك فيحلقك فخرج فلم يكلم
احدامنهم حتى فعل ذلك نحربدنه ودعا حالقه
فحلقه فلماراواذلك قاموا فنحرواوجعل بعضهم
يحلق بعضاحتى كاد بعضهم يقتل بعضاغما

امام زہریؒ کی حدیث میں ہے کہ سہیل آکر کہنے لگا کہ لاؤ جی
تمہارے اور ہمارے درمیان ایک صلح نامہ کی دستاویز لکھی جائے
چنانچہ آپؐ نے ایک کاتب کو طلب فرمایا اور جناب نبی اکرم ﷺ
نے اس سے فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل کہنے لگا
یہ رحمان کیا چیز ہے اللہ کی قسم! ہم تو نہیں جانتے۔ کہ یہ کیا ہے
لیکن باسمك اللهم لکھو۔ جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔
مسلمانوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی
لکھیں گے جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں
باسمك اللہ ہی لکھ دو۔ پھر فرمایا لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد
رسول اللہ نے طے کیا ہے۔ سہیل کہنے لگا اللہ کی قسم! اگر ہم
آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی
آپؐ سے لڑائی مول لیتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ لکھیں جس پر
جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگرچہ تم لوگ مجھے جھٹلاتے ہو
لیکن میں تو بے شک اللہ کا رسول ہی ہوں۔ لکھو محمد بن عبداللہ!
امام زہریؒ فرماتے ہیں یہ باتیں آپؐ نے اس لئے قبول کر لیں کہ
آپؐ نے فرمایا تھا کہ اگر ان لوگوں نے مجھ سے ان باتوں کا مطالبہ
کیا جن سے حرمات اللہ کی تعظیم مقصود ہو گی تو وہ مطالبے میں
ان کے مان لوں گا۔ بہر حال جناب نبی اکرم ﷺ نے اس سے
فرمایا کہ اس پر بھی صلح کر لو کہ تم لوگ ہمارے اور بیت اللہ کے
درمیان راستہ چھوڑ دو تا کہ ہم اس کا طواف تو کر لیں سہیل نے
کہا اللہ کی قسم! عرب کے لوگ باتیں کرتے پھریں گے کہ ہمیں
زبردستی پکڑا گیا۔ لیکن یہ آپ کا مطالبہ آئندہ سال پورا ہو گا تو
اس کو بھی لکھا گیا۔ پھر سہیل نے کہا کہ یہ شرط بھی ہے کہ
ہم میں سے جو شخص بھی آپؐ کے پاس آئے گا اگرچہ وہ آپؐ کے

ثم جاء ہ نسوة مؤمنات فانزل الله تعالی یایها الذین
امنوا اذا جائکم المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن
حتی بلغ بعصم الکوافر فطلق عمرؓ یومئذ امرأتین
کانتا له فی الشرك فتزوج احدهما معاویة بن ابی
سفیان والاخری صفوان بن امیة ثم رجع النبی
ﷺ الی المدینة فجاء ہ ابوبصیر رجل من قریش
وهو مسلم فارسلوا فی طلبه رجلین فقالوا العهد
الذی جعلت لنا فدفعه الی الرجلین فخرجا به
حتی بلغا ذا الحلیفة فنزلوا یاکلون من تمر لهم
فقال ابوبصیر لاحد الرجلین والله انی لاری
سیفك هذا یا فلان جیدا فاستله الاخر فقال اجل
والله انه لجید لقد جربت به ثم جربت فقال
ابوبصیر ارنی انظر الیه فامکنه منه فضربه حتی برد
وفر الاخر حتی اتی المدینة فدخل المسجد یعدو
فقال رسول الله ﷺ حین راه لقد رای هذا ذعرا
فلما انتهی الی النبی ﷺ قال قتل والله صاحبی
وانی لمقتول فجاء ابوبصیر فقال یانبی الله والله
اوفی الله ذمتك قد رددتنی الیهم ثم انجانی الله
منهم قال النبی ﷺ ویل امه مسعر حرب لو کان
له احد فلما سمع ذلك عرف انه سیرده الیهم
فخرج حتی اتی سیف البحر قال وینقلب منهم

دین پر کیوں نہ ہو۔ لازماً آپ کو اسے ہماری طرف واپس کرنا ہوگا
جس پر مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ
اس کو مشرکوں کی طرف کیسے لوٹایا جائے گا جب کہ وہ مسلمان
ہوکر آیا ہے۔ دریں اثنا اچانک ابو جندل بن سہیل بن عمرو
جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مکہ
کے نچلے حصہ سے نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور اپنے آپ کو
مسلمانوں کے درمیان پہنچادیا۔ سہیل کہنے لگا اے محمد ﷺ یہ
معاہدہ کا پہلا واقعہ ہے کہ آپؐ ابو جندل کو میرے پاس واپس
کردیں۔ آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ابھی تو معاہدہ
پورا لکھا ہی نہیں گیا اس پر عمل کیسے ہو۔ سہیل کہنے لگا کہ اللہ کی
قسم پھر تو میں کسی چیز پر آپؐ سے صلح کرنے کے لئے تیار نہیں
ہوں آپ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر یہی ہے تو پھر اس ابو جندل
کی مجھے اجازت دے دو کہ اسے معاہدہ سے مستثنیٰ قرار دے دو
وہ کہنے لگا میں کسی صورت میں اس کی اجازت دینے والا نہیں
ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں کر گذرو! کیا مشکل ہے اس نے
کہا کہ میں تو بالکل کرنے والا نہیں ہوں۔ البتہ مکرز بولا بلکہ
ہم نے آپؐ کے لئے اس کو اجازت دے کر مستثنیٰ کردیا۔ یہ بات
اس نے نفاقاً کہی۔ حضرت ابو جندلؓ مسلمانوں سے مخاطب ہوکر
فرمانے لگے کہ اے گروہِ مسلمین! کیا مجھے واپس مشرکین کی
طرف بھیجا جائے گا حالانکہ میں تو مسلمان ہوکر ان کے پاس سے
آگیا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے ان کی طرف سے کیا کیا
اذیتیں پہنچی ہیں۔ واقعی ان بیچاروں کو اللہ کی راہ سے سخت سے
سخت سزائیں دی گئیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ
میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا

ابوجندل ابن سھیل فلحق بابی بصیر فجعل لایخرج من قریش رجل قد اسلم الالحق بابی بصیر حتی اجتمعت منھم عصابة فواللہ مایسمعون بعیر خرجت لقریش الی الشام الااعترضوا لھا فقتلوھم اخذوااموالھم فارسلت قریش الی النبی ﷺ تناشدہ باللہ والرحم لماارسل فمن اتاہ فھو امن فارسل النبی ﷺ الیھم فانزل اللہ تعالی وھوالذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکة من بعدان اظفر کم علیھم حتی بلغ الحمیة الجاھلیة وکانت حمیتھم انھم لم یقروا انه نبی اللہ ولم یقروا ببسم اللہ الرحمن الرحیم وحالوابینھم وبین البیت وقال عقیل عن الزھری قال عروةفاخبرتنی عائشةؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یمتحنھن وبلغناانه لماانزل اللہ تعالیٰ ان یردوا الی المشرکین ماانفقوا علی من ھاجر من ازواجھم وحکم علی المسلمین ان لایمسکوا بعصم الکوافر ان عمرؓ طلق امرأتین قریبة بنت ابی امیةوابنة جرول الخزاعی فتزوج قریبة معاویة وتزوج الاخری ابوجھم فلماابی الکفاران یقروا باداء ماانفق المسلمون علی ازواجھم انزل اللہ تعالی وان فاتکم شیئ من ازواجکم الی الکفار

کیا آپؐ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر پوچھا کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ جس پر میں نے کہا کہ پھر اس وقت یہ ذلت اپنے دین میں کیوں قبول کریں آپؐ نے فرمایا بے شک میں اللہ کا رسول ہوں جو اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ تو میرا مدد گار ہے میں نے کہا کہ کیا آپؐ نے ہمیں بیان نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں جا کر اس کا طواف کریں گے آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں کیا میں نے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال بیت اللہ جائیں گے۔ میں نے کہا یہ تو آپؐ نے نہیں فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا بے شک آپ بیت اللہ آنے والے اور اس کا طواف کرنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں مزید اطمینان کے لئے میں حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا ان سے کہا اے ابو بکرؓ کیا آپؐ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں۔ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں تو میں نے کہا پھر یہ ذلت اپنے دین میں کیوں قبول کر رہے ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا اے بھائی آپ تو اللہ کے رسول ہیں جو کسی صورت اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے جبکہ اللہ تعالیٰ آپ کا مدد گار ہے۔ پس آپ کی رکاب کو مضبوطی سے تھامو! اللہ کی قسم! بے شک آپؐ حق پر ہیں میں نے کہا کیا آپؐ نے بیان نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ آئیں گے اور اسکا طواف کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں کیا آپؐ نے یہ بھی بتایا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ آئیں گے میں نے کہا یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ تو فرمایا بے شک تو اس کو آنے والا ہے اور اس کا طواف کرنے والا ہے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا

فعاقبتم والعقب مایؤدی المسلمون الی من هاجرت امرأته من الکفار فامران یعطی من ذهب له زوجٌ مّن المسلمین ماانفق من صداق نساء الکفار اللاتی هاجرن ومانعلم احدامن المهاجرات ارتدت بعدایمانها وبلغناان ابابصیر بن اسید الثقفی قدم علی النبی ﷺ مؤمنا مهاجرافی المدة فکتب الاخنس بن شریق الی النبی ﷺ یساله ابابصیر فذکر الحدیث ....

میں نے تو اس کیلئے کچھ اعمال بھی کر رکھے ہیں۔ الغرض جب دستاویز معاہدہ کے لکھنے لکھانے سے فراغت ہو گئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ اٹھو اور اپنے قربانی کے جانور ذبح کرو۔ اور احرام کھولنے کیلئے سر منڈواؤ۔ راوی فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ان میں سے کوئی آدمی بھی کھڑا نہ ہوا حتی کہ یہ حکم آپؐ نے تین مرتبہ دہرایا۔ تو جب کوئی نہ اٹھا تو آپؐ مشورہ کیلئے بی بی ام سلمہؓ کے پاس تشریف لائے اور لوگوں کی طرف سے جو معاملہ پیش آیا تھا وہ سارا ماجرا ان کو سنایا حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا اے اللہ کے نبی! کیا آپؐ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو آپؐ باہر تشریف لے جا کر کسی سے کوئی کلام نہ کریں۔ خود اپنا قربانی کا جانور ذبح کر دیں حجام کو بلا کر سر مبارک منڈوالیں۔ چنانچہ آپؐ نے بغیر کسی سے کلام کئے اس کام کو انجام دیا۔ کہ اپنا قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ سر مونڈنے والے کو بلوا کر سر منڈوالیا۔ پس جب لوگوں نے آپ کو ایسا کرتے دیکھا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ قربانی کے جانور ذبح کئے۔ اور ایک دوسرے کے سر منڈنے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ بھیڑ بھڑ کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ پھر آپؐ کے پاس مؤمن عورتیں آئیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا۔ ترجمہ اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس مؤمن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو یہاں تک کہ عصم الکوافر تک پہنچے تو حضرت عمر بن الخطاب نے اس دن اپنی دو عورتوں کو طلاق دے دی جو ان کے ساتھ شرک کی حالت میں تھیں۔ تو ان میں سے ایک کے ساتھ تو حضرت معاویہ بن سفیان نے شادی کر لی۔ اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے نکاح کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ تو قریش کا ایک آدمی ابو بصیرؓ آپؐ کے پاس حاضر ہوا جو مسلمان تھا تو قریش نے اس کے مطالبہ کیلئے اپنے دو آدمی بھیجے پس انہوں نے وہ عہد و معاہدہ یاد دلایا جو ہم نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ تو آپؐ نے انہیں ان دو آدمیوں کے ساتھ واپس کر دیا۔ وہ دونوں ان کو لے کر روانہ ہوئے۔ جب وہ دونوں ذوالحلیفہ کے مقام تک پہنچ گئے تو وہاں پڑاؤ کر کے اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ تو حضرت ابو بصیرؓ نے ان میں سے ایک آدمی سے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو تمہاری تلوار کو بہترین سمجھ رہا ہوں تو اس دوسرے نے تلوار کو سونت کر کہا کہ ہاں اللہ کی قسم واقعی وہ بہت عمدہ ہے میں اسے کئی مرتبہ آزما چکا ہوں بلکہ بارہا تجربہ کیا ہے تو ابو بصیرؓ نے فرمایا کیا میں اس کو دیکھ سکتا ہوں تلوار لے کر اسے قابو میں کر لیا پھر تلوار مار کر اسے ٹھنڈا کر دیا دوسرا بھاگ کر مدینہ تک پہنچ گیا اور مسجد نبویؐ میں داخل ہو کر دوڑنے لگا۔ جناب نبی اکرم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا اسے کوئی ڈر اور خوف لاحق ہوا ہے پس جناب نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گیا تو کہنے لگا اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل ہو چکا ہے اور میں ضرور قتل ہونے والا ہوں چنانچہ پیچھے پیچھے حضرت ابو بصیرؓ بھی پہنچ گئے فرمانے لگے یا نبی اللہ! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے

آپؐ سے اپنی ذمہ واری پوری کرادی۔ کہ آپؐ نے تو مجھے ان کی طرف واپس لوٹا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات عطا فرمائی۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ماں کے لئے خرابی ہو یہ تو لڑائی بھڑکانے والا ہے۔ کاش! کوئی شخص اس کی ذمہ واری لیتا۔ پس جب اس نے یہ بات سنی تو اس نے جان لیا کہ عنقریب آپؐ تو اسے واپس کر دیں گے تو وہ وہاں سے نکل کر سمندر کے کنارے ڈیرہ ڈال دیا۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ابو جندل بن سہیل بن عمروؓ بھی ان سے خلاصی حاصل کر کے ابو بصیرؓ کے پاس پہنچ گئے۔ بعد ازاں یوں ہوا کہ قریش کا کوئی آدمی جو مسلمان ہو چکا تھا وہ ابو بصیرؓ کے پاس پہنچ جاتا۔ یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔ پس اللہ کی قسم! جب بھی یہ لوگ کسی قریش کے قافلہ کے متعلق سنتے کہ وہ شام کی طرف جا رہا ہے تو یہ لوگ اس کے مقابل میں آجاتے۔ انہیں قتل کر دیتے اور ان کا سامان اور مال لوٹ لیتے۔ تو قریش نے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر پیغام دیتے ہیں۔ پس جو شخص بھی آپؐ کے پاس آجائے گا وہ امن والا ہو گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ان مسلمانوں کے پاس پیغام بھیجا کہ تم لوگ رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ اللہ تو وہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا۔ اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا حتی کہ حمیة الجاہلیة تک پہنچے۔ اور ان کی حمیت یہ تھی کہ ایک تو انہوں نے اس کا اقرار نہ کیا کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں۔ دوسری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھی نہ مانا۔ اور آپؐ کے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔ دوسری سند سے حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ بے شک جناب نبی اکرم ﷺ ان عورتوں مہاجرات کا امتحان لیتے تھے۔ اور ہمیں یہ بات پہنچائی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ مشرکوں کو وہ خرچہ واپس کر دیا جائے جو انہوں نے اپنی مہاجر بیویوں پر خرچ کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ کافروں کی عصمتوں کو نہ روکیں۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنی دو عورتوں کو طلاق دے دی۔ ایک تو قریبہ بنت ابی امیہ تھی اور دوسری جرول خزاعی کی بیٹی تھی قریبہ سے تو معاویہؓ نے نکاح کر لیا۔ اور دوسری سے ابو جہم نے شادی کر لی اور جب مشرکوں نے اس کے حق مہر کو ادا کرنے سے انکار کر دیا جو مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ کہ اگر تمہارا خرچہ بیویوں والا کفار کی طرف رہ جائے تو تم بھی عقب کرو۔ عقب وہ رقم ہے جو مسلمانوں نے اپنی ان بیویوں پر خرچ کی جو کفار سے ہجرت کر کے آئی تھیں۔ تو حکم دیا کہ مسلمان خاوندوں کو وہ حق مہر دے دیا جائے جو انہوں نے کفار کی ان عورتوں پر مہر میں خرچ کیا جو ہجرت کر کے آگئیں۔ اور ہمیں علم نہیں ہو سکا کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی بھی ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئی ہو۔ اور ہمیں یہ بھی خبر پہنچی کہ حضرت ابو بصیر بن اسید ثقفی صلح کی مدت کے زمانہ میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آئے تو اخنس بن شریق نے جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف لکھا جو آپؐ سے ابو بصیرؓ کی واپسی کا مطالبہ کرتے تھے۔ پھر حدیث کو ذکر فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فخذو اذات الیمین الخ تا کہ حضرت خالد کو ان کے حالات کا علم نہ ہو سکے کہیں وہ کفار مکہ کو خبر نہ کر دیں اور وہ مسلمانوں کو قرب بیت اللہ سے روک دیں۔ اور جب آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ احرام باندھ کر حرم میں داخل ہو جاتے

تو پھر ان کو مخالفت کا اور ضد کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔

لکن حبسھا حابس فیل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو تنبیہ تھی کہ بیت اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی اہم ہے کہ لا یعقل اونٹنی بھی جب تک اپنے سوار کے ارادہ سے مطمئن نہیں ہو گئی کہ وہ بیت اللہ کی ہتک نہیں کریں گے اور نہ ہی اسکی محرمات کو حلال سمجھیں گے اس وقت اس نے چلنے سے انکار کر دیا۔

فعدل عنھم الخ آنحضرت ﷺ نے ان سے ہٹ کر الگ راستہ اس لئے اختیار فرمایا کہ اگر اچانک ان کے پاس چلے جاتے تو ممکن تھا مقاتلہ محاربہ یا کسی مفسدہ کی نوبت آجاتی۔ علاوہ ازیں اگر جم غفیر اچانک کسی شہر میں جا گھسے تو بھیڑ بھاڑ سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے آپؐ نے ان کے راستہ سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار فرمایا۔ تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ کسی شر و فساد کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اگر آپؐ زبردستی طواف کا عزم کر لیتے تو آپؐ کے گھوڑے ان کو روند ڈالتے اور لوٹ مار برپا ہو جاتی۔

نزلو اا عداد الخ یہ طول قیا م سے کنایہ ہے کہ یہ لوگ دودھ والی اونٹنیاں مع بچوں کے اس لئے لائے تھے کہ اس جگہ ان کا لمبا قیام کرنے کا ارادہ تھا۔

قد نھکتھم الحرب یا بدر۔ احد۔ خندق وغیرہ کی لڑائیوں نے انہیں کمزور کر دیا تھا۔

الستم بالولد ابن ہشام نے اس کے برعکس نقل کیا ہے۔ ہر ایک کی صحت کی الگ توجیہ ہے۔ اگر روایت ولد کی ہے تو پھر یہ اسلئے صحیح ہے کہ ان کی والدہ سبیعہ بنت عبد شمس تھی اگر والد ہے تو اس کی صحت سن اور عمر کے اعتبار سے ہو گی بہر حال اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنے سے تہمت دفع کرنا چاہتا ہے کہ جو خبر میں تمہارے پاس لاؤں گا اس میں جھوٹ کی آمیزش نہیں ہو گی۔

انی واللہ لاری وجوھا یعنی میں ایسے اوپرے چہرے دیکھ رہا ہوں جو مصیبت کے وقت بھاگ جانے کے عادی ہیں۔

لقد وفدت علی الملوك قیصر اور کسری تخصیص ان کی عظمت کی وجہ سے کی ہے کیونکہ روم اور فارس اس وقت سپر طاقت شمار ہوتے تھے۔ تو اس وقت ملوک سے عام مراد ہو گا۔ یا یہ کہ ملوک سے چھوٹے چھوٹے بادشاہ مراد ہوں۔ کسری اور قیصر سے عظیم بادشاہ ہوں۔

قد سھل لکم کیونکہ سہیل واپس آیا تو آپؐ نے معلوم کر لیا کہ قریش اب صلح کی طرف مائل ہیں۔ اور یہ بات آپؐ نے اس نمائندہ کے نام سے نیک فالی کے طور پر ارشاد فرمائی۔

بلی قد اجزناہ لك لیکن چونکہ مکرزنہ تو قریش کا نمائندہ تھا اور نہ ہی حضرت ابو جندلؓ کا ولی و وارث تھا اس لئے اس کی بات نہ سنی گئی۔

فاستمسك بغرزه یہ حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جو کچھ امر و نہی حضور اکرم ﷺ کی طرف سے

آئے اس کی مخالفت نہ کرو۔

وبلغنا انه لما انزل الله یعنی جب یہ آیت کریمہ اتری واسئلو ا ما انفقتم ولیسئلو اما انفقو ا اور جانبین سے اس پر صلح ہو گئی کہ کافر شوہر نے جو کچھ مؤمن بیوی پر خرچ کیا ہے وہ اسے ادا کر دیا جائے اسی طرح جو کچھ مومن شوہر نے کافرہ بیوی پر خرچ کیا ہے وہ اسے واپس کر دیا جائے۔ بنابریں ما انفقو اکا فاعل کفار ہوں گے۔ اس طرح من ازواجھم کی ضمیر بھی کفار کی طرف عائد ہو لی لیکن جب کفار نے اس عہد کو پورا کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے بھی انکاری ہو گئے کہ مؤمنوں کی طرف وہ مال واپس کر دیں جو انہوں نے مکہ معظمہ میں اپنی کافرہ بیویوں پر خرچ کیا تھا۔ تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ان فاتکم شیئ من ازواجکم الی الکفار یعنی اگر کسی مؤمن کی بیوی کافرہ باقی رہ گئی۔ اور جو کچھ مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا وہ بھی اس کو واپس نہیں دیا جاتا تو وہ اس مال کو اس خاوند سے وصول کرلے جس نے کسی کافر کی بیوی سے نکاح کیا ہے۔ کیونکہ جب کسی نے کسی کافر کی بیوی سے نکاح کر لیا تو اسے اس کے کافر خاوند کا تاوان بھی ادا کرنا چاہئیے۔ تو اللہ تعالی نے آیت کریمہ نازل فرما کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہ مال کافر خاوند کو ادا نہ کیا جائے۔ بلکہ اس مؤمن کو دیا جائے جس کی بیوی کافرہ مکہ میں رہ گئی ہے۔ کیونکہ کفار سب کے سب ایک شخص کی طرح ہیں جس طرح سارے مؤمن ایک شخص کی حیثیت رکھتے ہیں تو جہاں تک ہمارا حق وصول ہو سکتا ہے جس سے ممکن ہو اس سے لے لیا جائے۔ تو قوله امران یعطی کا مطلب یہ ہے کہ جس مؤمن کی بیوی چلی گئی ہو اس کو اس کافر کی بیوی کا حق دے دیا جائے جو ہمارے پاس ہجرت کر کے آئی ہے۔

وما نعلم ان احدا سے بتلاتا ہے کہ آیت کریمہ میں جو ذھبت کا لفظ وارد ہوا ہے اس سے مراد مرتد ہوتا اور دار الحرب میں لاحق ہونا نہیں ہے۔ کیونکہ کسی مسلمان عورت سے ارتداد کا ارتکاب نہیں ہوا۔ ماشاء اللہ سب کی سب پکی مسلمان رہیں۔ بلکہ ذھبت سے مراد یہ ہے کہ جو عورتیں کفر کی حالت میں مکہ میں رہ گئیں اور عدم ایمان اور ترک ہجرت کی وجہ سے مؤمنوں کا ان پر قبضہ نہیں رہا۔ ذھبت سے یہ مراد ہے ارتداد نہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ بالغمیم علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب عسفان تک پہنچے تو آپؐ کے جاسوس بسر بن سفیانؓ نے آکر بتایا کہ قریش کو آپؐ کے سفر کا علم ہو چکا ہے۔ وہ ذی طوی میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ اور خالد بن ولید کو دو سو گھوڑے سواروں کا دستہ دے کر پہلے بھیج دیا ہے۔ خالد بن ولید بالغمیم کا یہ مطلب ہے۔

خذوا ذات الیمین سے مردوہ راستہ ہے جو ثنیۃ المرار کی طرف جاتا ہے۔ جب جیش المسلمین اس راستہ پر چل پڑا تو قریش کے گھڑ سواروں نے اس لشکر کی غبار کی سیاہی کو دیکھا تو وہ ان کے راستہ سے ہٹ کر قریش کی طرف چلے گئے۔

حبسها حابس فیل کیونکہ اگر مسلمان اس حالت میں مکہ کے اندر داخل ہوتے تو قریش ان کو روکتے تو جنگ چھڑ جاتی۔ خون بہتا۔ مال لوٹا جاتا کیونکہ مکہ میں بہت سے مؤمن کمزور مرد۔ عورتیں اور بچے رہ گئے تھے کفار ان کو قتل کر دیتے یہی فعلم مالم تعلموا کا مقصد ہے۔

فعدل عنهم عینی میں ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ اونٹنی بیٹھ گئی ہے اٹھنے کا نام نہیں لیتی تو آنحضرت ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو لڑائی سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ لیقضی الله امرا کان مفعولا۔

اعدا جمع عد کی وہ پانی جو ختم نہ ہونے پائے۔ عوذ جمع عائذ کی ہے وہ اونٹنی جو دودھ والی ہو۔ مطافل وہ اونٹنیاں جن کے ساتھ بچے ہوں یا وہ عورتیں جو بچے بھی ہمراہ لائی ہوں۔ تاکہ ان کے مرد جنگ سے فرار نہ کر سکیں۔ بہر حال دونوں معنی صحیح ہیں۔ اور دونوں کا احتمال ہے۔ نہکتھم اضعفتھم یعنی ان کی قوت کمزور ہو گئی۔ یا مال کم ہو گیا۔

الستم بالولد عروہ بن مسعود کا مقصد یہ ہے کہ میری والدہ سبیعه بنت عبدشمس ہے تو میں تمہارا بیٹا ہوا کہ تمہارا قبیلہ میری ولادت کا باعث بنا۔ یا شفقت اور محبت میں ولد کی طرح ہو۔ کیونکہ یہ ان کا سردار تھا۔

لااری وجوھا اس کی توجیہ میں شراح نے مفصل بحث کی ہے۔ لا اری کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ قریش کے ساتھ تو اشراف الناس ہیں۔ اور تمہارے ساتھ مخلوط آبادی ہے۔ جس میں شریف اور رذیل سب جمع ہوئے ہیں۔ جن کے لڑائی کے وقت بھاگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

بظر اللات یہ غصہ کی وجہ سے فرمایا۔ کیونکہ اس نے مسلمانوں کی طرف فرار کی نسبت کی تھی تو اس سے الفاظ قبیحہ کے استعمال کا جواز عند الضرورت معلوم ہوا۔

قد سھل لکم ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلا کر کہا اذھب الی ھذا الرجل فصالحه کہ اس آدمی کے پاس جا کر صلح کر لو۔ اور مکرز کی بات اس لئے نہ مانی گئی کہ وہ نمائندہ نہیں تھا۔ یا وہ حضرت ابو جندلؓ کو باپ کی سزا سے محفوظ کر کے لے گئے۔ یا مکرز اپنے سے لفظ فجور کے دھبہ کو مٹانا چاہتا تھا۔

اذانزلت الآیة شیخ گنگوہیؒ نے آیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ کیونکہ شراح کرام تو آیت کو مرتدات پر محمول کرتے ہیں۔ شیخ نے کافرات پر حمل کیا ہے۔ چنانچہ بیان القرآن میں مولانا تھانویؒ بھی یہی فرماتے ہیں ان فاتکم شیئ یعنی اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی بی بی کافروں میں رہ جانے سے تمہارے ہاتھ نہ آئے پھر تمہاری نوبت آئے تو جن کی بیبیاں ہاتھ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اس کے برابر تم ان کو دے دو۔

فعاقبتم کے مختلف معانی کی طرف شیخ الہندؒ نے اشارہ کرتے ہوئے ترجمہ میں فرماتے ہیں پھر تم ہاتھ مارو یا پھر تمہاری باری آئے یا پھر دلاؤ لگے تمہارا۔

مانعلم احد الخ یہ امام بخاریؒ کی طرف سے نص صریح ہے کہ مہاجرات میں سے کوئی عورت بھی مرتد نہ ہوئی تھی خلاصہ یہ ہے کہ اگر صلح ردّ النساء پر ہوئی تھی جس کو آیت سے منسوخ کر دیا تو ردّ مہر بھی واجب ہوگا۔ اگر صلح ردّ النساء پر نہیں ہوئی تھی

تو پھر اس صورت میں ردّ مہر مندوب ہوگا۔ اور جن چھ عورتوں کا بغوی نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے۔ وہ سب کی سب مرتد ہو گئی تھیں۔ انہوں نے ہجرت ہی نہیں کی تھی۔ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حضرت ابوبصیرؓ سمندر کے ساحل پر مقام عیص میں ٹھہرے جو بلاد بنو سلیم کے قریب واقع ہے۔ اور ابو جندل سمیت ستر ۷۰ سوار حضرت ابوبصیر کے پاس جمع ہو گئے۔ قریش کے مطالبہ پر کہ جو آپؐ کے پاس مؤمن آئے گا وہ امن میں ہوگا۔ اسے قریش کی طرف واپس نہ کیا جائے گا یہ خط آپؐ نے حضرت ابوبصیرؓ کو بھیجا جو نزع کی حالت میں تھے۔ انہوں نے آپؐ کے والا نامہ کو ہاتھ میں پکڑا اور پڑھ رہے تھے کہ جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اور یعطی اللاتی اسلمن وھاجرن الی المسلمین اذاتزوجن لایعصی الزوج الکافرشئ یعنی جو عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مسلمانوں کی طرف آجائیں اور وہ مسلمان ان سے نکاح کر لیں اور ان کے کافر خاوند کو کوئی چیز نہیں دی جائے گی۔

باب الشروط فی القرض

ترجمہ۔ باب قرض میں شرط لگانا

حدیث (۲۵۳۹) وقال اللیث الخ بسند عن ابی ھریرۃؓ عن رسول اللہ ﷺ انه ذکر رجلا سال بعض بنی اسرائیل ان یسلفه الف دینار فدفعھا الیه الی اجل مسمی وقال ابن عمرؓ وعطاء اذا اجله فی القرض جاز ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے بنی اسرائیل کے کسی آدمی سے ایک ہزار دینار کا قرض مانگا جو اس نے اس کو ایک مدت مقررہ تک کیلئے دے دیا۔ ابن عمرؓ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص قرض کے اندر مدت مقرر کرے تو جائز ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ احنافؒ اور شوافعؒ کے نزدیک قرضہ میں مدت مقرر کرنا لازم نہیں ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک لازم ہے۔ او مؤلفؒ کا میلان بھی اس کی طرف ہے۔ کیونکہ پہلے گذشتہ دو ابواب میں اذااقرضه الی اجل مسمی اواجله فی البیع میں تاجیل فی القرض والدین میں مساوات ثابت کر کے بتلا دیا کہ مدت مقرر کرنا ضروری ہے۔ اور اس پر بنی اسرائیل کے آدمی کا واقعہ بھی دال ہے۔

باب المکاتب ومالایحل من الشروط التی تخالف کتاب اللہ

ترجمہ۔ باب مکاتب کے بارے میں اور ان شروط کے بارے میں جو کتاب اللہ کے مخالف ہوں۔

وقال جابر بن عبداللہ فی المکاتب شروطهم بینهم وقال ابن عمرؓ اوعمرؓ کل شرط خالف کتاب الله فهو باطل وان اشترط مائة شرط وقال ابوعبدالله یقال عن کلیهما عن عمرؓ وابن عمرؓ.

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ان کی شرطیں آپس میں برابر ہیں۔ ابن عمرؓ اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو شرط کتاب اللہ کے مخالف ہو وہ باطل ہے خواہ سو ۱۰۰ شرطیں ہوں۔

حدیث(۲۵۴۰)حدثنا علی بن عبدالله الخ عن عائشةؓ قالت اتتها بریرةؓ تسالها فی کتابتها فقالت ان شئت اعطیت اهلك ویکون الولاء لی فلماجاء رسول الله ﷺ ذکرته ذلك قال النبی ﷺ ابتاعیها فاعتقیها فانما الولاء لمن اعتق ثم قام رسول الله ﷺ علی المنبر فقال مابال اقوام یشترطون شروطا لیست فی کتاب الله من اشترط شرطا لیس فی کتاب الله فلیس له وان اشترط مائة شرطٍ.......

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہؓ میرے پاس آئیں اور اپنی کتابت کے بارے میں میرے سے مدد طلب کی۔ انہوں نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو پوری رقم کتابت کی دے دوں۔ بشرطیکہ ولاء میرے لئے ہو۔ پس جب جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو خرید لو اور اسے آزاد کردو۔ ولاء تو اسی کا ہوگا جس نے اسے آزاد کیا ہے پھر منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ سن لو! جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اگرچہ وہ سو ۱۰۰ شرطیں بھی لگائیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اذااجله فی القرض جاز مطلب یہ ہے کہ جب مدت مقرر ہوگئی تو اسی مدت سے پہلے قرض خواہ کو مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ یہ قول اگرچہ اس پر نص نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اس کا معنی یہ ہو کہ مدت مقرر کرنا جائز ہے۔ اگرچہ اس کے مقتضی پر عمل کرنا واجب نہیں ہے۔ یعنی قرض خواہ کو مدت سے پہلے مطالبہ کرنے کا اختیار ہے۔ تو مسلک احنافؒ کے خلاف نہ ہوا۔ اور حضرت ابن عمرؓ کا مسلک معلوم ہو چکا ہے کہ وہ وجوب کے قائل نہیں تو خواہ مخواہ ان کے قول پر اس پر محمول کرنا تاویل القول بمالا یرضی قائله کے مصداق ہے۔ کہ کسی کے قول کی وہ تاویل کی جائے جس کو وہ پسند نہیں کرتا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ومالایحل من الشروط سے فائدہ یہ ہے کہ لیس فی کتا به الله سے مراد ہے کہ وہ شرط جو کتاب اللہ کے مخالف ہو کیونکہ کتاب اللہ سے مراد اس کا حکم ہے اور حکم کبھی نص سے ثابت ہوتا ہے اور کبھی اسے استنباط کیا جاتا ہے۔ اور جو حکم اس طرح نہ ہو وہ کتاب اللہ کے مخالف ہے۔

باب مایجوز من الاشتراط والثنیا فی الاقرار والشروط التی یتعارفها الناس بینهم واذاقال مائة الاواحدة اوثنتین وقال ابن عوف عن ابن سیرین قال رجل لقرینه ادخل رکابك فان لم ارحل معك یوم کذااوکذا فلك مائة درهم فلم یخرج فقال شریح من شرط علی نفسه طائعا غیر مکره فهوعلیه وقال ایوب عن ابن سیرین ان رجلا باع طعاما وقال ان لم اتك الاربعاء فلیس بینی وبینك بیع فلم یجئ فقال شریح للمشتری انت اخلفت فقضی علیه ....

ترجمہ۔ باب کہ شرط لگانے اور اقرار میں استثناء کرنے اور ان شرط میں جن کو لوگ آپس میں پہچانتے ہیں۔ اور جب کسی نے ماۂ ته الاواحدة یا اثنین کہا۔ اور ابن عون ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ کسی آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اپنی سواری پر کجاوہ کسو اگر میں تمہارے ساتھ اس دن نہ چل سکا تو تمہیں سو درہم دوں گا لیکن وہ نہ نکلا۔ تو قاضی شریحؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بلا جبر واکراہ خوشی سے اپنے اوپر کوئی شرط لگائی تو وہ شرط اس پر لازم ہے۔ اور ایوب ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کسی کے پاس غلہ بیچا اور یہ بھی کہا کہ اگر بدھ کے دن میں تمہارے پاس نہ آیا تو پھر میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں ہوگی۔ پس وہ نہیں آیا تو شریح نے مشتری سے فرمایا کہ چونکہ تو نے خلاف وعدگی کی ہے لہذا فیصلہ تیرے خلاف ہے۔

حدیث (۲۵٤۱) حدثناابوالیمان الخ عن ابی هزیرةؓ ان رسول اللهﷺ قال ان لله تسعة وتسعین اسمامائة الاواحدا من احصاها دخل الجنة ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ یعنی ایک سو سے ایک کم۔ جس نے ان کو یاد کر کے پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

<u>تشریح از شیخ گنگوہیؒ</u>۔ مقصد یہ ہے کہ استثناء میں تکلم بالباقی ہوتا ہے بعد الاستثناء یعنی استثناء سے مستثنیٰ میں بطریق حکم کا ثابت کرنا نہیں ہوتا۔ پس جب ایسا ہے۔ قوله علی مائة الاواحدة والااثنین تو یہ اپنے اقرار سے رجوع کرنا ہوگا۔ حتی کہ اگر وہ کہے بھی سہی تو اسے جھوٹا قرار دیا جائے گا۔ تو اس صورت میں اس پر ننانوے درہم واجب الذمہ ہوں گے۔ سو درہم لازم نہیں ہوں گے۔

<u>فان لم ارحل معك</u> ہمارے نزدیک یہ شرط جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں جوا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مال کو ایک ایسی چیز کے ساتھ معلق کیا ہے جس کا موجود ہونا نہ ہونا دونوں ممکن ہیں۔ اور دوسرے مسئلہ میں اپنے لئے خیار ثابت کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بیع ثابت ہو بھی سکتی ہے۔ اور فسخ بھی۔ اور یہ اختیار اس وقت ہے جب کہ دونوں راضی ہوں تو یہ خیار شرط کی طرح جائز ہوگا۔

مائة الا واحدة کیونکہ اس میں نہ تو معارضہ ہے اور نہ ہی اس چیز سے رجوع کرنا ہے جس کو پہلے ثابت کیا تھا۔

من احصاها احصاء کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ ان اسماء کے مقتضی کے مطابق عادت ڈالی جائے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ ایک مشہور اختلافی مسئلہ ہے نور الانوار میں ہے کہ استثناء کے ذریعہ باقی حکم کا تکلم کیا ہے گویا کہ بقدر استثناء کا تکلم بھی نہیں کیا۔ مثلاً کسی نے کہا اس کے میرے ذمہ ہزار درہم ہیں۔ مگر ایک سو ۱۰۰ گویا کہ اس نے کہا کہ میرے ذمہ اس کے نوسو ۹۰۰ درہم ہیں تو گویا مائۃ یعنی سو ۱۰۰ کا تکلم ہی نہیں کیا۔ جیسے تعلیق بالشرط میں جزاء کا اس وقت تک تحقق نہیں ہوتا جب تک شرط کا وجود نہ پایا جائے۔ شوافعؒ کے نزدیک بطریق معارضہ کے استثناء کا حکم مستثنٰی میں ثابت ہوگا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ جس شخص نے اقرار کے ساتھ متصل ہی استثناء کر دیا تو استثناء صحیح ہوگا۔ اور باقی لازم ہوگا۔ خواہ قلیل کا استثناء ہو یا کثیر کا۔ البتہ اگر جمیع کا استثناء کر دے تو سب ہی اقرار کی وجہ سے لازم ہوگا اور استثناء باطل قرار پائے گا۔

لایجوز ذلك عندنا اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شریح نے دونوں مسئلوں میں مشتری کے خلاف فیصلہ دیا ہے جس نے بغیر جبر و اکراہ کے اپنے اوپر ایک شرط لازم کی تو اسے نبھانا چاہیئے۔ دوسرے مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ۔ احمدؒ۔ اور اسحاقؒ بھی موافق ہیں۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بیع صحیح اور شرط باطل ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے مسئلہ میں لوگوں نے شریح کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ یہ تو محض ایک وعدہ ہے۔ جس سے کوئی چیز مشتری پر لازم نہیں ہے۔ اور احصاها کے معنی حفظها کے مشہور ہیں اور بھی کئی معانی ہیں۔

باب الشروط فی الوقف　　ترجمہ۔ وقف میں شرط لگانا

حدیث(۲۵۴۲)حدثناقتیبة بن سعید الخ عن ابن عمرؓ ان عمرابن الخطاب اصاب ارضا بخیبر فاتی النبی ﷺ یستامره فیها فقال یارسول الله انی اصبت ارضا بخیبر لم اصب مالاقط انفس عندی منه فماتامر به قال ان شئت حبست اصلها وتصدقت بها قال فتصدق بها عمرؓ انه لایباع ولایوهب ولایورث وتصدق بها

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی تو اس کے بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ سے مشورہ کرنے آئے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ کہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے۔ کہ اس سے زیادہ نفیس مال میرے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ تو آپؐ اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا اگر تم چاہو تو اصل اراضی وقف کر دو۔ اور اس کے منافع کا صدقہ کر دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے صدقہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو اس کو بیچا جائے نہ ھبہ کیا جا ہے۔

فی الفقراء ذی القربی وفی الرقاب وفی سبیل الله وابن السبیل والضیف لاجنا ح علی من ولیها ان یاکل منها بالمعروف ویطعم غیر متمول قال فحدثت به ابن سیرین فقال غیر متاثل مالاً ....

اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہو۔ اور اس کا منافع فقراء قرابت داروں۔ گردنوں کے آزاد کرانے۔ حج اور جہاد فی سبیل اللہ میں اور مسافروں کی ضروریات اور مہمانوں کے لئے خرچ کیا جائے۔ اور جو شخص اس وقف کا متولی ہو اس پر گناہ نہیں ہے۔ اگر وہ دستور کے مطابق اس سے کھائے اور کھلائے۔ لیکن کسی کو مالدار بنانے والا نہ ہو۔ ابن سیرین کو جب میں نے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ مال کو کثیر کرنے والا نہ ہو۔ اور اس اراضی کا نام ثمغ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الوصایا

کتاب وصیتوں کے بیان میں

وقال الله عزوجل کتب علیکم اذاحضر احدکم الموت ان ترك خیرا ن الوصیة للوالدین الی جنفا میلا متجانف مائل ....

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے اور وہ مال چھوڑ جائے تو اس پر وصیت کرنا لکھ دیا گیا ہے والدین وغیرہ سے۔ جنفاً تک اور جنفا کے معنی میلان کے ہیں۔ متجانف ای غیر مائل ۔

حدیث (۲۵۴۳) حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان آدمی کو

ماحق امرئ مسلم له شیئ یوصی فیه یبیت لیلتین الا وصیته مکتوبة عنده تابعه محمد بن مسلم عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ .....

جس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس میں وصیت کی جاسکتی ہو حق نہیں ہے کہ وہ دو راتیں بسر کرے۔ مگر یہ کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی موجود ہو۔ محمد بن مسلم نے اسی کی متابعت کی ہے۔

حدیث(۲۵۴۴)حدثنا ابراھیم بن الحارث الخ عن عمرو بن الحارث ختن رسول اللہ ﷺ اخی جویریة بنت الحارث قال ماترك رسول اللہ ﷺ عند موته درھما ولا دینارا ولا عبدا ولا امة ولا شیئا الا بغلته البیضاء ولا سلاحه وارضا جعلھا صدقة

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن الحارثؓ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے سالے ہیں کہ جو حضرت ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت الحارثؓ کے بھائی ہیں فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت کے وقت نہ تو کوئی چاندی کا درہم چھوڑا۔ نہ ہی سونے کا دینار چھوڑا۔ اور نہ کوئی غلام اور نہ ہی کوئی باندی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی۔ سوائے سفید خچر کے اپنے ہتھیاروں کے اور اس زمین کے جس کو آپؐ نے صدقہ کر دیا۔

حدیث(۲۵۴۵)حدثنا خلاد بن یحیی الخ قال سألت عبداللہ بن ابی اوفیؓ ھل کان النبی ﷺ اوصی فقال لا فقلت کیف کتب علی الناس الوصیة او امروا بالوصیة قال اوصی بکتاب اللہ .

ترجمہ۔ حضرت طلحہ بن مصرف فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اوفی سے پوچھا کہ کیا جناب نبی اکرم ﷺ نے کسی چیز کی وصیت بھی کی انہوں نے فرمایا نہیں۔ جس پر میں نے کہا کہ پھر لوگوں پر وصیت کرنا کیوں فرض کر دیا گیا۔ یا لوگوں کو وصیت کرنے کا کیوں حکم دیا گیا۔ فرمایا ہاں! آپؐ نے کتاب اللہ کی وصیت ضرور فرمائی ہے۔

حدیث(۲۵۴۶)حدثنا عمرو بن زرارة الخ عن الاسود قال ذکروا عند عائشةؓ ان علیاؓ کان وصیا فقالت متی اوصی الیه وقد کنت مستندته الی صدری او قالت حجری فدعا بالطشت فلقد انخنث فی حجری فما شعرت انه قدمات فمتی اوصی الیه .....

ترجمہ۔ حضرت اسودؓ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ کے وصی ہونے کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپؐ نے کب وصیت فرمائی حالانکہ میں تو آپ کو اپنے سینے یا فرمایا اپنی گود میں سہارا دیئے ڈالی تھی پس آپؐ نے تھال منگوایا پس اتنے میں آپؐ میری جھولی میں گر پڑے مجھے تو پتہ نہ چل سکا کہ آپؐ کی وفات ہو چکی ہے تو آپؐ نے حضرت علیؓ کے لئے کب وصیت فرمائی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ وصایا جمع وصیت کی ہے جس کا اطلاق موصی کے فعل پر بھی ہوتا ہے اور مال وغیرہ پر بھی ہوتا ہے جس کی موصی وصیت کر جائے۔ تو اس وقت یہ مصدری معنی ایصاء کے ہوگا۔ اگر مفعول کے معنی میں ہو تو اسم مصدر ہوگا۔ شریعت میں وصیت اس خاص عہد کو کہتے ہیں جس کی مابعد الموت نسبت کی جاتی ہے۔ اور اس کا مدار تبرع اور احسان پر ہوتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ قیاس کا تقاضا تھا کہ وصیت ناجائز ہو۔ کیونکہ وصیت ایک ایسی تملیک ہے جس کی نسبت زوال مالکیۃ کی طرف کی گئی ہے۔ لیکن لوگوں کی ضرورت کی بنا پر اس کو اچھا سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ موت کے وقت انسان کو تلافی مافات کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ بنابریں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اور اجماع امت نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور در مختار میں اس کی چار اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ایک وصیت تو واجب ہے۔ زکوۃ۔ کفارہ۔ فدیہ صیام۔ اور فدیہ صلوۃ فائتہ مباح۔ دوسری قسم ہے جو کسی غنی کے لئے کرے۔ اور تیسری قسم ہے اہل فسوق کے لئے وصیت کرنا مکروہ ہے۔ ورنہ مستحب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن فرائض اور واجبات میں کوتاہی کر چکا ہے ان کے لئے وصیت واجب ہے اور جن میں کوتاہی نہیں کی ان کے لئے مستحب ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ ختن عرب کے نزدیک ہر اس آدمی کو کہتے ہیں جس سے عورت کی طرف سے رشتہ داری ہو۔ جیسے بھائی ۔ باپ وغیرہ۔ لیکن عامۃ الناس کے نزدیک داماد کو ختن کہا جاتا ہے۔

جعلها صدقه میں ھا ضمیر تیوں کی طرف راجع ہے۔ محض ارض کی طرف عائد نہیں۔ کیونکہ آپ کا تو یہ سب مال صدقہ تھا اگر اشکال ہو کہ جب آپؐ کے پاس مال ہی نہیں تھا تو پھر اس حدیث کو باب الوصیۃ میں لانے کا کیا فائدہ! تو کہا جائے گا کہ نہ مال تھا نہ وصیت ہوئی۔ تو مال کی وصیت نہ ہوئی۔ البتہ کتاب اللہ کے اتباع کی وصیت ضرور فرمائی۔ البتہ روافض نے حضرت علیؓ کی خلافت کے اثبات کے لئے چند احادیث وضع کی ہیں جن پر صحابہ کرامؓ نے سخت رد کیا ہے۔ ان دلائل میں سے ایک حدیث باب حضرت عائشہؓ بھی ہے دوسرا استدلال یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے لئے نہ خلافت سے پہلے اور نہ ہی خلافت کے بعد کوئی دعویٰ کیا ہے۔ اور یوم سقیفہ میں بھی کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ نیز! آنحضرت ﷺ پر کوئی اچانک موت نہیں آئی۔ کئی دن تک بیمار رہے۔ اذان و اقامت اور نماز کا حکم دیتے رہے۔ فرمایا مروا ابابکر یصل بالناس کہ ابوبکر کو میرا حکم پہنچادو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو میرا مقام معلوم تھا مگر مجھے حکم نہیں دیا۔ لیکن مصلی پر اسے کھڑا کیا جس کو وہ پسند کرتے تھے۔ اسلئے ہم نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

باب ان یترک وورثته اغنیاء خیر من ان یتکففوا الناس۔

ترجمہ۔ باب اس بارے میں کہ اپنے ورثاء کو غنی مالدار چھوڑ جائے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو ایسے حال میں چھوڑے کہ وہ لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر مانگتے پھریں۔

حدیث(۲۵۴۷)حدثناابونعیم الخ عن سعد بن ابی وقاص قال جاء النبی ﷺ یعود نی واناBمکةوهویکره ان یموت بالارض التی هاجر منها قال یرحم الله بن عفراء قلت یارسول الله اوصی بمالی کله قال لاقلت فالشطر قال لاقلت الثلث قال الثلث والثلث کثیر انك ان تدع ورثتك اغنیا ء خیر من ان تدعهم عالة یتکففون الناس فی ایدیهم وانك مهما انفقت من نفقة فانهاصدقة حتی اللقمة التی ترفعها الی فی امرتك وعسی الله ان یرفعك فینتفع بك ناس ویضربك اخرون ولم یکن له یومئذ الاابنة ....

ترجمہ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا میں بیمار پڑ گیا۔ تو آنحضرت ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ اور آپؐ اس کو پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی وفات اس زمین میں واقع ہو جہاں سے ہجرت کر کے آئے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عفراء کے بیٹے سعدؓ پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر سکتا ہوں آپؐ نے فرمایا نہیں پھر میں نے کہا کہ اپنے آدھے مال کی۔ فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا تیسرے حصہ کی آپؐ نے فرمایا ہاں تیسرے حصہ کی وصیت درست ہے۔ لیکن ثلث بھی کثیر ہے۔ کیونکہ تم اپنے وارثوں کو بے پرواہ اور مالدار چھوڑ جاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ دو جو ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے مانگتے پھریں۔ اور یہ کہ جب بھی آپ خرچ کریں گے وہ خرچہ تمہاری طرف سے صدقہ ہوگا حتی کہ وہ روٹی کا ٹکڑا جس کو اٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو وہ بھی صدقہ ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے کہ کچھ لوگ تم سے فائدہ مند ہوں گے۔ اور دوسروں کو تمہاری ذات سے نقصان پہنچے گا۔ حضرت سعدؓ کی ان دنوں سوا ایک بیٹی کے اور کوئی اولاد نہیں تھی۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ وھو یکرہ ان یموت الخ یعنی آنحضرت ﷺ اپنے کسی صحابی کی اس سرزمین پر موت کو پسند نہیں کرتے تھے جس سے وہ ہجرت کر کے آیا ہے۔ کیونکہ اس سے ہجرت کے ثواب میں کمی آئے جائے گی۔

ولم یکن له یومئذ الاابنته آپ کا صاحبزادہ عامرؓ اس کے بعد پیدا ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ وھویکرہ الخ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ فاعل یا مفعول دونوں سے حال واقع ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک کا احتمال ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی اور خود حضرت سعدؓ بھی اپنے مہاجر میں موت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ جملہ النبی ﷺ سے حال ہے۔ اور یکرہ کی ضمیر آپ کی طرف راجع ہے۔ اور یموت کی ضمیر حضرت سعدؓ کے لئے ہے۔ جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سعدؓ موت فی المهاجر کو پسند کرتے تھے۔ بلکہ وہ بھی ناپسند کرتے تھے۔

کیونکہ جب نبی اکرم ﷺ اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو حضرت سعدؓ بطریق اولیٰ ناپسند کرنے والے ہوں گے۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں صراحۃً موجود ہے خشیت ان اموت بالارض التی هاجرت منها کما مات سعد بن خولة الحدیث۔

لمافیه من تنقیص الاجر الخ اجر کی کمی پر امام بخاریؒ نے کتاب الهجرة میں ترجمہ قائم کر کے اشارہ فرمایا ہے۔ اللهم امض لاصحابی هجرتهم ورثیت لمن مات بمکة یعنی آپؐ نے دعا فرمائی اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو بر قرار رکھ اور جو مہاجر لوگ مکہ میں وفات پا گئے ان پر غم کا اظہار فرمایا۔ اب جمہور علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں پر ہجرت نصرت النبی ﷺ کے سبب واجب تھی۔ اس وقت کسی مہاجر کو مکہ کو وطن بنانا جائز نہیں تھا۔ بعد میں البتہ غلبۂ دین کی وجہ سے ختم ہو گئی۔ اس لئے اب مہاجر اور غیر مہاجر سب کے لئے مکہ کو وطن بنانا جائز ہے۔ اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ یہ حضرت سعدؓ کا واقعہ فتح مکہ کا ہے۔ یا حجۃ الوداع کا ہے۔ روایات مختلفہ ہیں۔ امام زہری کا رجحان یہ ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ لیکن ترمذی میں ابن عیینہ کا قول منقول ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کا ہے جمع بین الروایتین کی صورت میں ممکن ہے کہ دونوں مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ ایک مرتبہ فتح مکہ میں اور دوسری مرتبہ حجۃ الوداع میں پہلی مرتبہ ان کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ دوسری مرتبہ صرف ایک لڑکی تھی۔ جس کا نام عائشہ تھا۔ اور فتح الباری میں حافظؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ ان کی بڑی لڑکی ام الحکم تھی۔ صحیح یہ ہے کہ وصیت کے وقت ان کے صرف ایک بیٹی تھی۔ بعد میں بارہ بیٹیاں اور چار بیٹے ہوئے۔ عامر۔ مصعب۔ محمد۔ اور عمرو۔ ویسے ان کے عصبات میں بہت سے وارث تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ عاله جمع عائل کی بمعنی فقیر۔ تکففُ الناس یعنی ہتھیلی پھیلا کر سوال کرنا۔ یعنی کفاف طعام کا سوال کرنا جو بھوک کو روک لے۔ فی ایدیهم معنی میں بایدیهم کے ہے۔ یا معنی یہ ہیں کہ ہتھیلیاں ہاتھوں میں ڈال کر لوگوں سے سوال کریں گے۔

یرفعك ای یطیل عمرك کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے جس سے کچھ لوگوں کو تمہارے سے فائدہ پہنچے گا اور بعض کو نقصان ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ آپ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ فاتح فارس بنے کوفہ کے گورنر ہوئے غنائم سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا اور مشرکوں کو ان کے قتال و جہاد سے نقصان پہنچا جو ہلاک ہو گئے۔ اور آپ مستجاب الدعوات تھے جس سے کوفہ کے ایک شکایت کنندہ کو آپ کی بد دعا سے بہت نقصان ہوا فرمایا اللهم طول عمره وطول فقره الخ۔

باب الوصیة بالثلث　　ترجمہ۔ تیسرے حصہ کی وصیت کرنا

وقال الحسن لایجوز للذمی وصیة الا الثلث وقال الله تعالى وان احکم بینهم بماانزل الله..

ترجمہ۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ ذمی کے لئے ثلث سے زائد کی وصیت جائز نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں

کہ جناب نبی اکرم ﷺ کو حکم ہوا کہ وہ ان کے درمیان حکم الٰہی کے مطابق فیصلہ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔

حدیث (۲۵۴۸) حدثنا قتیبة بن سعید الخ عن ابن عباسؓ قال لو غض الناس الی الربع لان رسول الله قال الثلث والثلث کثیر او کبیر....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کاش لوگ ثلث سے کم کر کے ربع تک آجاتے تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ثلث دو۔ لیکن یہ ثلث بہت ہے یا بڑا ہے۔

حدیث (۲۵۴۹) حدثنا محمد بن عبدالرحمن الخ عن عامر بن سعد عن ابیه قال مرضت فعاد نی النبی ﷺ فقلت یارسول الله ادع الله ان لا یردنی علی عقبی قال لعل الله یرفعك وینفع بك ناسا قلت ارید ان اوصی وانما لی ابنة قلت اوصی بالنصف قال النصف کثیر قلت فالثلث قال الثلث والثلث کثیرا و کبیر قال فاوصی الناس بالثلث وجاز ذلك لهم .....

ترجمہ۔ حضرت عامر بن سعدؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تو جناب نبی اکرم ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری ایڑیوں پر واپس نہ کر دے (ہجرت سے محروم نہ فرمائے) آپ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تم کو لمبی عمر دے اور لوگوں کو آپ سے فائدہ پہنچائے۔ میں نے کہا میرا وصیت کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ میری صرف ایک ہی بیٹی ہے تو میں نے کہا آدھی جائداد کی وصیت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ نصف بہت ہے تو میں نے کہا پھر ثلث (تیسرا حصہ) آپ نے فرمایا ہاں ثلث ٹھیک ہے۔ لیکن ثلث بھی بہت ہے یا بڑا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ لوگ ثلث کی وصیت کرنے لگے۔ کیونکہ ثلث کو آپ نے ان کے لئے جائز رکھا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ مهما انفقت الخ اس جملہ کا عطف انك ان تدع الخ پر ہے اور ثلث سے زیادہ وصیت کرنے کی نہی کی علت ہے گویا کہ فرمایا گیا ایسا نہ کرو بلکہ ورثاء کو غنی چھوڑو اگر زندہ رہے تو صدقہ کرو گے یا اہل و عیال پر خرچ کرو گے بہر حال دونوں صورتوں میں تمہیں اجر ملے گا۔

الوصیة بالثلث علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ جس میت کا وارث ہو ثلث سے زائد پر اس کی وصیت چالو نہیں ہو گی مگر وارث کی اجازت سے۔ اسی طرح وارث کی اجازت سے بیع مال میں بھی وصیت نافذ ہو گی اور جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ جمہور علماء تو فرماتے ہیں کہ ما زاد علی الثلث پر وصیت صحیح نہ ہو گی البتہ امام ابو حنیفہؒ۔ امام اسحاقؒ اور امام احمدؒ فی روایة جائز فرماتے ہیں۔

دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں وصیت مطلقہ ہے۔ سنت سے من له وارث کے لئے تو ثلث کی قید ہو گی لیکن من لا وارث له کے لئے علی الاطلاق باقی رہے گی۔ اور اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ ثلث مال حال وصیت کا اعتبار ہو گا یا حال الموت کا۔ شوافعؒ کے نزدیک حال الموت کا اعتبار ہے۔ باقی ائمہ حال الوصیت کا اعتبار کرتے ہیں۔

قال الحسن ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس قول سے ان لوگوں پر ردّ کرنا چاہتے ہیں جو لوگ وصیت بالزیادۃ علی الثلث لمن لاوارث له کے جواز کے قائل ہیں۔ علماء احنافؒ وغیرھم۔ لیکن حسن بصریؒ کا قول احنافؒ پر کیسے حجت ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تابعی ہیں اور امام صاحبؒ بھی تابعی ہیں۔ ہم رجال ونحن رجال۔ اسی طرح دوسری دلیل ان احکم بینھم الخ سے ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ثلث کا فیصلہ کیا تو یہ حکم بما انزل الله ہو گیا۔ تو جو اس سے تجاوز کرے گا وہ بما انزل الله کا مخالف ہوا۔ ابن المنیرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس آیت سے استشهاد قائم کر رہے ہیں۔ کسی پر ردّ کرنا مقصود نہیں ہے۔

لوغض الناس لو تمنی کے لئے ہے اور غض کے معنی نقص کے ہیں۔ اور ابن عباسؓ والثلث کثیر سے استدلال کر رہے ہیں۔

باب قول الموصی لوصیه تعاهد ولدی ومایجوز للوصی من الدعوی

ترجمہ۔ وصیت کرنے والے نے موصیٰ له سے کہا کہ تم میرے بیٹے کا خیال رکھنا تو کیا وصی کیلئے اس کا دعویٰ کرنا جائز ہے۔

حدیث(۲۵۵۰) حدثنا عبدالله بن مسلمة الخ عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ انها قالت کان عتبة بن ابی وقاص عهد الی اخیه سعد بن ابی وقاص ان ابن ولیدة زمعة منی فاقبضه الیك فلما کان عام الفتح اخذ سعد فقال ابن اخی قد کان عهد الی فیه فقام عبد بن زمعة فقال اخی وابن امة ابی ولد علی فراشه فتساوقا الی رسول الله ﷺ فقال سعد یارسول الله ابن اخی کان عهد الی فیه فقال عبد بن زمعة اخی وابن ولیدة ابی وقال رسول الله ﷺ هولك یا عبد بن زمعة الولد للفراش

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کے ذمہ لگایا تھا کہ زمعہ کی باندی کا بیٹا (عبدالرحمن) میرے نطفہ سے ہے۔ اس کو اپنی طرف روک لینا۔ چنانچہ جب فتح مکہ کا سال ہوا تو حضرت سعدؓ نے اسے پکڑ لیا۔ فرمایا یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اس کے بارے میں میرے ذمہ لگایا تھا جس پر عبد بن زمعہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے یہ تو میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے تو دونوں جھگڑا لے کر جناب رسول ﷺ کی خدمت میں چلے تو حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے جس کے بارے میں انہوں نے میرے ذمہ لگایا تھا۔

وللعاھر الحجر ثم قال لسودۃبنت زمعۃاحتجبی منہ لما رای من شبھہ بعتبۃفمارآھاحتی لقی اللہ.

عبدبن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے۔اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے تو جناب رسول اللہ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے عبدبن زمعہ یہ عبدالرحمٰن تیرے لئے ہے۔کیونکہ بچہ اسی کا ہوگا جس کے بستر پر پیدا ہوا۔اور زانی کے لئے پتھر ہے۔(یعنی وہ محروم ہے یا سنگسار ہوگا) پھر آپؐ نے حضرت سودۃ بنت زمعہؓ سے احتیاطاً فرمایا کہ تم اس سے پردہ کرو۔کیونکہ آپؐ نے عتبہ سے اس کی شکل ملتی جلتی دیکھی۔چنانچہ انہوں نے حضرت سودہؓ کو نہ دیکھا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہوئے۔یعنی مرتے دم تک پھر نہ دیکھا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث کتاب العتق وغیرہ میں گذر چکی ہے۔اس کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔کہ تعہد کی وجہ سے حضرت سعدؓ نے عبدالرحمٰن کو پکڑ لیا۔اور دعویٰ بھی کر دیا۔اگرچہ فیصلہ ان کے خلاف ہوا۔

باب اذااومالمریض براسہ اشارۃبینۃجازت۔

ترجمہ۔جب مریض اپنے سر کے ساتھ کوئی واضح اشارہ کرے تو وہ اشارہ جائز ہے اس سے حکم ثابت ہوگا اگرچہ کلام نہ کرے۔

حدیث(۲۵۵۱)حدثناحسان ابن ابی عبادالخ عن انسؓ ان یھودیارض راس جاریۃ بین حجرین فقیل لھامن فعل بك افلان اوفلان حتی سمی الیھودی اومأت براسھا فجیئ بہ فلم یزل حتی اعترف فامر النبی ﷺ فرض راسہ بالحجارۃ.

ترجمہ۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر اپنی ایک باندی کا سر کچل دیا۔تو اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا۔فلاں نے یا فلاں نے یہاں تک کہ جب اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! چنانچہ اس یہودی کو پکڑ کر لایا گیا۔پس اس سے برابر پوچھ گچھ ہوتی رہی یہاں تک کہ اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔جس پر آنحضرت نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا سر پتھر سے کچل دیا جائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ امام بخاریؒ اس باب کے انعقاد سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اشارہ کلام کے قائم مقام ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس سے مقصد میں اشتباہ نہ ہوتا ہو۔اور دوسری بات یہ ہے کہ اس جگہ قصاص کا دارومدار اس کے اعتراف پر ہے کیونکہ خبر واحد سے خون کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔اشارہ کا قصاص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اگرچہ اشارہ سے مراد پوری ہو جاتی ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ اشارہ واضحہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جاننا چاہئے کہ اس جگہ دو مسئلے ہیں ایک پر تو امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا ہے۔ اذااومأ المریض مقصد یہ ہے کہ اشارہ سے بھی وصیت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کو کتاب الوصایا میں لائے ہیں۔ دوسرا مسئلہ قصاص کا ہے جو حدیث باب سے ظاہر ہے۔ عام طور پر شراح ان دونوں مسئلوں میں فرق نہیں کرتے۔ چنانچہ حافظؒ نے فتح الباری میں اس کا تعرض نہیں کیا۔ حالانکہ قصاص اور وصیت الگ الگ مسئلے ہیں۔ قطب گنگوہیؒ نے ہر دو میں فرق بیان کرتے ہوئے اراد بذلك سے وصیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور انما ادیر القتل سے قصاص کے مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ علامہ عینیؒ نے کتاب الخصومات میں ذکر فرمایا ہے کہ مریض کے اشارہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ مریض کا اشارہ خواہ برأسه ہو۔ یابیده ہو یعنی سر سے اشارہ کرے یا ہاتھ سے اشارہ کرے۔ اگر حاضرین مقصد سمجھ جاتے ہیں تو اشارہ سے وصیت کا ثبوت ہو جائے گا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ امام اوزاعیؒ اور سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ مریض کے اشارہ سے کسی وصیت کا ثبوت نہیں ہوگا۔ جب تک کلام نہ کرے۔ گونگا اور جس کو سکتہ طاری ہو جائے امام صاحبؒ فرماتے ہیں ان کا اشارہ اس لئے معتبر ہے کہ وہ کلام نہیں کر سکتے۔ اور جس کی زبان دائما بند نہیں ہوگی اس کا اشارہ بھی جائز نہیں۔ باقی حدیث باب میں قتل یہودی کے بارے میں اشارہ جاریہ پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ یہودی کو اعتراف جرم پر قتل کیا گیا چنانچہ قطب گنگوہیؒ فرماتے ہیں ادیر القتل ههنا علی اعترافه اور خود امام بخاریؒ نے کتاب الدیات میں حدیث باب پر ترجمہ باندھا ہے۔ باب اذااقر بالقتل مرة قتل کہ جب کوئی شخص ایک مرتبہ قتل کا اقرار کرلے تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا اور قطب گنگوہیؒ نے لان الاشارة لاتفی بالمراد سے جو فائدہ بیان فرمایا ہے یہ حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہے۔ کیونکہ یہ حضرات حدود و قصاص میں فرق بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ اشارہ اور کتابت اخرس سے قصاص تو ثابت ہوگا۔ لیکن حد ثابت نہیں ہوگی۔ اس کے کلام ضروری ہے۔

باب لاوصیة لوارث

ترجمہ۔ کسی وارث کیلئے وصیۃ کا اعتبار نہیں ہے

حدیث (۲۵۵۲) حدثنا محمد بن یوسف الخ عن ابن عباسؓ قال کان المال للولد وکانت الوصیة للوالدین فنسخ الله من ذلك ما احب فجعل للذکر مثل حظ الانثیین وجعل للابوین لکل واحد منهما السدس وجعل للمرأة الثمن والربع وللزوج الشطر والربع ....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں مال اولاد کے لئے ہوتا تھا۔ اور وصیت والدین کے لئے ہوتی تھی۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا منسوخ کر دیا۔ چنانچہ نر مذکر کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر رکھا۔ اور ہر والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا۔ اس طرح خاوند کے لئے اولاد نہ ہونے کی صورت میں نصف جائیداد اور اولاد کی صورت میں عورت کی جائیداد کا چوتھا حصہ مقرر فرمایا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یعنی جیسے والدین کے لئے وصیت کو منسوخ فرمایا اس طرح وارث کے لئے بھی وصیت کو منسوخ قرار دیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ اس سے شیخ گنگوہیؒ نے حدیث کی ترجمہ سے مناسبت ثابت کر دی۔ کہ اس حدیث پر امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا۔ لا وصیة لوارث حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ حدیث مرفوع کے الفاظ کا ہے۔ جو امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق تو نہیں تھی لیکن اپنی عادت کے مطابق ترجمہ قائم کر دیا۔ روایت کی تخریج امام ابو داؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے کی ہے۔ وارث کی وصیت صحیح نہیں۔ بایں معنی کہ وہ لازم نہیں۔ اس لئے کہ وہ دیگر ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے۔ اور اس حدیث سے ترجمہ اس طرح ثابت ہوا کہ جب والدین کے لئے وصیت منسوخ ہو کر اس کے بدلے میراث ثابت ہوا تو گویا وصیت اور میراث ایک شخص کے لئے جمع نہیں ہو سکتے۔ اس طرح وارث کے لئے بھی وراثت اور وصیت جمع نہ ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ نیز! جمہور علماء فرماتے ہیں کہ وصیت للوالدین والاقربین ابتداء اسلام میں واجب تھی۔ پھر آیت میراث سے یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ وصیت والدین اور اقربین کے لئے ہوتی تھی اولاد کے لئے نہیں ہوتی تھی۔ وصیت کے بعد جو کچھ باقی بچتا وہی اس کے وارث ہو جاتے تھے۔

باب الصدقة عند الموت ترجمہ۔ موت کے وقت صدقہ کرنا جائز ہے

حدیث (۲۵۵۲) حدثنا محمد بن العلاء الخ عن ابی هریرةؓ قال قال رجل للنبی ﷺ یا رسول الله ای الصدقة افضل قال ان تصدق وانت صحیح حریص تامل الغنی وتخشی الفقر ولا تمهل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا ولفلان کذا وقد کان لفلان ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول! صدقہ کون سا افضل ہے۔ فرمایا وہ صدقہ جو تو تندرستی کی حالت میں کرے۔ اس کی تجھے لالچ ہو غنی ہونے کی امید رکھتے ہو اور فقر کا خوف لاحق ہو۔ اور اتنی دیر نہ کرو کہ جب جان گلے تک پہنچ جائے۔ تو کہنے لگے فلاں کے لئے اتنا اور فلاں کے لئے اتنا۔ وہ مال تو فلاں کے لئے ہو چکا ہے۔ تم کہو یا نہ کہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بلغت الحلقوم میں بلغت کی ضمیر روح کی طرف راجع ہے۔ جس پر سیاق کلام دلالت کرتا ہے۔ حلقوم سے مراد حلق (گلا) ہے مقصد یہ ہے کہ جب روح گلا کے قریب پہنچ جائے اگر جان کنی کا وقت آگیا تو اس وقت نہ تو کوئی وصیت جائز ہے اور نہ ہی کسی قسم کا اور تصرف جائز ہے۔ خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے جو زندگی اور تندرستی کی حالت میں ہو

جب کہ انسان کو خود بھی مال کی ضرورت ہو۔بیماری اور موت کی حالت میں صدقہ جائز نہیں کیونکہ اس حالت میں تو وہ مال اس کے ملک سے نکل چکا ہوتا ہے۔

باب قول الله تعالى من بعد وصية يوصى بها اودين۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وراثت وصیت پوری کرنے اور قرضہ ادا کرنے کے بعد تقسیم کی جائے۔

ويذكران شريحاوعمربن عبدالعزيز وطاؤسا وعطاء وابن اذينةاجازواقرارالمريض بدين وقال الحسن احق مايصدق به الرجل اخر يوم من الدنيا واول يوم من الاخرة وقال ابراهيم والحكم واذا ابرء الوارث من الدين برى واوصى رافع ابن خديج ان تكشف امراته الفزارية عما اغلق عليه بابها وقال الحسن اذا قال لمملوكه عندالموت كنت اعتقتك جاز وقال الشعبى اذاقالت امراة عندموتها ان زوجى قضانى وقبضت منه جاز وقال بعض الناس لايجوز اقراره لسوء الظن به للورثة ثم استحسن فقال يجوز اقراره بالوديعة والبضاعة والمضاربة وقد قال النبى ﷺ اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولايحل مال المسلمين لقول النبى ﷺ اية المنافق اذااؤتمن خان وقال الله تعالى ان الله يامركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها فلم يخص وارثاولاغيره فيه عبدالله بن عمروعن النبى ﷺ ....

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وراثت وصیت پوری کرنے اور قرضہ ادا کرنے کے بعد تقسیم کی جائے اور ذکر کیا جاتا ہے کہ قاضی شریح اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ طاؤسؒ عطاءؒ اور ابن اذینہ اگر کوئی مریض کسی کے قرضہ کا اقرار کرلے تو جائز کہتے ہیں اور حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ آدمی کی جس بات کو سچا سمجھا جائے وہ ہے جو دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن کی ہے۔ ابراہیمؒ اور حکمؒ فرماتے ہیں کہ جب مریض کسی وراث کو قرضہ سے بری قرار دے دے وہ بری ہو جائے گا۔ اور حضرت رافع بن خدیجؒ نے وصیت فرمائی کہ میری فزاریہ بیوی کے مال پر جو دروازہ بند کر دیا گیا اس کو نہ کھولا جائے یعنی مافی البیت سب اس کا ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد ہے کہ جب مریض موت کے وقت اپنے غلام سے کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تھا تو یہ عتق جائز ہے۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ بیوی اپنی موت کے وقت یہ کہے کہ میرے خاوند نے میرا سب حق ادا کر دیا جس پر میں نے اس سے قبضہ بھی لے لیا تو جائز ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ مریض کا اقرار جائز نہیں ہے برے گمان کی وجہ سے کہ وہ دوسرے وارثوں کا حق مارنا چاہتا ہے پھر اس گمان کو اچھا بھی سمجھ لیا اور کہنے لگے کہ اگر کوئی مریض وارث کیلئے امانت یا کسی جاگیر یا مضاربۃ کا اقرار کرے تو جائز ہے۔

حالانکہ جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے بد گمانی سے بچو! بد گمانی بہت جھوٹی بات ہے۔ اور مسلمانوں کا مال حلال نہیں ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافق کی یہ نشانی ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کردو۔ اس میں کسی وراث یا غیر وارث کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

حدیث(۲۵۵۳)حدثناسفیان بن داؤد الخ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال ایة المنافق ثلث اذاحدث کذب واذاؤتمن خان واذاوعد اخلف

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ فی آخر یوم الدنیا مقصد یہ ہے کہ مرض الموت میں مریض کا اقرار اس لائق ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے۔ اور اس کے نفاذ کا حکم دیا جائے۔

اغلق بابھا کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کی موت کے بعد بیوی سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔ اس کے گھر میں جس قدر مال ہے وہ اسی کا ہوگا۔ اگرچہ شوہر نے اس کی شہادت نہ بھی دی ہو۔

قضانی یعنی ایسی حالت میں عورت کا میلان الی الزوج متصور نہیں ہو سکتا بالخصوص جب کہ اس کی غیر زوج سے اولاد بھی ہو۔

قال بعض الناس الخ سے مراد احنافؒ ہیں جو فرماتے ہیں کہ مرض الموت میں اگر مریض کسی وارث کے لئے اقرار کرے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے دوسرے ورثاء کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو۔ پھر اپنے ضابطہ کا خلاف کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی وارث کے لئے ودیعت وغیرہ کا اقرار کرے تو جائز ہے۔ یہ محض استحسان کی بنا پر ہے۔ جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ پھر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بد ظنی جائز نہیں۔ دوسرے مسلمان کا مال ناحق حلال نہیں۔ اذاأتمن خان کی وجہ سے علامہ عینیؒ نے جواب دیا ہے کہ احنافؒ ان وجوہ بیان کردہ کی بنا پر عدم جواز اقرار کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ تو فرماتے ہیں اس اقرار سے دوسرے ورثہ کو نقصان ہوگا نیز! ہمارا استدلال آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ہے جو خطبہ حجۃ الوداع میں آپؐ نے فرمایا ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ ولا وصیة لوارث ولا اقرار بالدین یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اب کسی وارث کے لئے وصیت جائز نہیں اور نہ ہی اس کے قرضہ کے اقرار کا اعتبار ہے۔ یہ روایت شاذہ ہے۔ مشہور ابن عمرؓ کا یہ قول ہے کہ جب کسی مریض نے اپنی مرض الموت میں کسی آدمی غیر وارث کے لئے قرضہ کا اقرار کیا تو وہ جائز ہے۔ اگرچہ وہ اس کے سارے مال کو لپیٹ میں لے لے۔ لیکن اگر وارث کے لئے اقرار ہے تو وہ باطل ہے۔ جب تک کہ دوسرے ورثہ اس کی تصدیق نہ کریں۔ تو فقہاء صحابہؓ کا یہ قول قیاس پر مقدم ہوگا۔

اذا ؤتمن خان سے استدلال اس طرح ہوگا کہ جب ترک خیانت واجب ہے تو قرضہ جو اس کے ذمہ ہے اس کا اقرار بھی واجب ہوگا۔ جب اقرار کرلیا ہے تو اس کا اعتبار کرنا لازم ہوگا۔ ورنہ اقرار کا کیا فائدہ ہوا۔

فلم یحض یعنی ترک خیانت میں وارث اور غیر وارث کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ اور اداء امانت بھی واجب ہے۔ لہذا اقرار صحیح ہوگا۔ خواہ وارث کے لئے ہو یا غیر وارث کے لئے ہو۔

باب تاويل قوله من بعد وصية توصون بها اودين ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر بعد وصية يوصى بهااودين ۔

ويذكر ان االنبى ﷺ قضى بالدين قبل الوصية وقال النبى ﷺ لاصدقة الاعن ظهر غنى وقال ابن عباسؓ لايوصى العبد الاباذن اهله وقال النبى ﷺ العبد راع فى مال سيده .....

ترجمہ۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے وصیت سے پہلے قرضہ کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ صدقہ وہی معتبر ہے جو غنی دل سے ادا کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ تمہیں امانت والوں تک امانت ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اداء امانت نفلی وصیت سے افضل ہے اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کرسکتا۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے۔

حديث (٢٥٥٤) حدثنامحمدبن يوسف الخ عن سعيد بن المسيب وعروة بن الزبيران حكيم بن حزامؓ قال سالت رسول الله ﷺ فاعطانى ثم سالته فاعطانى ثم قال لى ياحكيم ان هذالمال خضرحلوة فمن اخذه بسخاوةنفس بورك له فيه ومن اخذ باشراف نفس لم يبارك له فيه وكان كالذى ياكل ولايشبع واليد العليا خير من اليد السفلى قال حكيم فقلت يارسول الله والذى

ترجمہ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مال مانگا تو آپؐ نے مجھے دے دیا پھر مانگا تو دے دیا۔ لیکن اس کے بعد فرمایا اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ جس نے اس کو دل کی سخاوت سے لیا اس کیلئے تو اس میں برکت پیدا کی جائے گی اور جس نے اس کو نفس کی تانک جھانک یعنی حرص سے لیا تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوگی یہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور دینے والا اونچا ہاتھ نچلے ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے حضرت حکیمؓ فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول! قسم ہے

بعثك بالحق لاارزا احدابعدك شيئاحتى افارق الدنيا فكان ابوبكر يدعواحكيماليعطيه العطاء فيابى ان يقبل منه شيئا ثم ان عمر دعاه ليعطيه فابى ان يقبله فقال يامعشرالمسلمين انى اعرض عليه حقه الذى قسم الله له من هذا الفئ فيابى ان ياخذه فلم يرزأحكيم احدامن الناس بعد النبى ﷺ حتى توفى رحمه الله تعالى ....

اس کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ آپؐ کے بعد میں کسی کے مال میں سے کچھ بھی لے کر کمی نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ پس حضرت ابوبکرؓ ان کو عطیہ لینے کیلئے بلاتے تھے تو وہ کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے پھر حضرت عمرؓ نے ان کو بلایا تاکہ انہیں کچھ عطیہ کریں تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے ان کا حق جتلانے کیلئے فرمایا کہ اے مسلمانوں کا گروہ میں اس شخص پر اس کا وہ حق پیش کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مال فئی میں اس کیلئے مقرر کیا ہے۔ لیکن یہ اس کے لینے سے بھی انکار کرتا ہے۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ کے بعد انہوں نے (حکیمؓ نے) اپنی وفات تک کسی کے مال سے کمی نہیں کی۔

حدیث(۲۵۵۵)حدثنابشربن محمدالخ عن ابن عمرؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول كلكم راع ومسئول عن رعيته .ولامام راع ومسئول عن رعيته. والرجل راع فى اهله ومسئول عن رعيته . والمراة فى بيت زوجها راعية ومسئولة عن رعيتها.والخادم فى مال سيده راع ومسئول عن رعيته قال وحسبت ان قد قال والرجل راع فى مال ابيه .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے تم میں سے ہر ایک نگران ہے ہر نگران سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا امام وحاکم بھی نگران ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ اور آدمی اپنے گھر والوں میں نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا عورت اپنے شوہر کے نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا اور غلام ونوکر اپنے سردار کے مال کا نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی اور میرا گمان یہ ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا نگران ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اجاز وا اقرار المريض بدين الخ اگر ان حضرات نے دین صحت کو جائز قرار دیا ہے پھر ہمارا اور ان کا کوئی اختلاف نہیں۔ اگر ان میں سے کسی نے دین مرض ثابت کیا ہے تو ہم پر ان کا قول حجت نہیں ہے۔ اور اقرار کرنے والے کا اپنے دعویٰ میں متہم ہونا اس کے خبر دینے سے شبہ کو دور نہیں کر سکتا۔ تو اس کے اقرار میں صداقت کا یقین نہیں حاصل ہو سکتا۔ اور اس کا متہم ہونا زیادہ ظاہر ہے۔ اور شریعت نے ان ابواب میں تہمت کا اعتبار کیا ہے۔ چنانچہ والدین کے حق میں آدمی کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ حالانکہ

یہ اتہام ہی کی وجہ سے ہے تو معلوم ہوا مظنہ تہمت ہے۔ نیز! ہم نے تو مسلمان کے ساتھ سوءِ ظن کا قول کیا ہے۔ لیکن آپ لوگوں نے تو اس شبہ کی وجہ سے روایت کے مطابق نفاق کا مظنہ بنادیا۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہے تو اس میں کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ شریعت میں ایسے امور ثابت ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے جس میں احنافؒ منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ جمہور علماء بھی ان کے ساتھ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا اقرار صحت میں جائز ہے۔ اس کا اقرار مرض میں بھی صحیح ہے۔ البتہ باقی ورثہ کو لازم نہیں ہے۔ جب تک گواہوں سے ثابت نہ ہو جائے۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ ابن المنذر کا قول ہے کہ اگر مریض غیر وارث کے لئے اقرار کرے تو اس کے جواز پر اجماع ہے۔ البتہ وارث کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام اوزاعیؒ۔ اسحٰقؒ اور امام مالکؒ بعض صورتوں میں اختلاف کرتے ہیں۔ بہر حال امام بخاریؒ کی محض حنفیہؒ پر تشنیع قابل تعجب ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ لاتكشف امرأته الفزاريه یہ حضرت رافع بن خدیجؓ کی طرف سے خبر دینا ہے۔ کہ جو کچھ ان کی بیوی ہندہ کے گھر میں ہے یہ اس کا ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تاکہ میرے ورثہ اس کو ترکہ میں شامل کر کے تقسیم نہ کرلیں کیونکہ میں تو محتاج تھا۔ یہ سب کچھ وہ اپنے میکے سے لائی ہے۔ تو یہ اقرار مریض نہ ہوا جو مبحوث عنه ہے بلکہ یہ تو اخبار ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ یہ توجیہ جو قطب گنگوہیؒ نے بیان فرمائی ہے وہ بہترین توجیہ ہے۔ شراح میں سے کسی نے اس کی مراد کو بیان نہیں کیا۔ کیونکہ یہ جمیع مال کی وصیت نہیں۔ بلکہ اس کے اپنے لائے ہوئے مال کی خبر دینا ہے۔ باقی حضرت حسن بصریؒ کا قول تابعی ہونے کی وجہ سے ہم پر حجت نہیں۔ نیز! آخر یوم من الدنیا ہمارا مشاہدہ تو یہ ہے کہ لوگ اس دن بھی جور و ظلم سے باز نہیں آتے ورثہ کو محروم کر کے اپنے محبوب کے لئے وصیت کر جاتے ہیں۔ بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ترمذی۔ ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ آدمی ستر ۷۰ سال تک عبادت کرتا رہتا ہے۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں ظلم کر کے وارثوں کو محروم کرتے ہوئے جہنم رسید ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ آخر یوم بھی موضع تہمت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ ثم استحسن وصیت اور ودیعت وغیرہ میں فرق ہے۔ کیونکہ تہمت کا احتمال تو اس صورت میں ہوتا ہے جب غیر کے لئے اپنے مال یا اپنے تصرفات کا اقرار کرے۔ لیکن جو چیز اس کے ملک میں نہ حادثاً نہ قدیماً ہو اس کا اگر اقرار کرتا ہے تو یہ مظنہ تہمت نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب اپنے مال کا غیر کے لئے اقرار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ملک ثابت سے رجوع کر رہا ہے۔ اس لئے اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اور جب غیر کے لئے ودیعت۔ بضاعۃ یا مضاربت کا اقرار کرتا ہے تو اس میں اپنے ملک کے ثبوت کا اقرار نہیں ہے کہ اس سے رجوع کر رہا ہو۔ پس اس میں وہ متہم نہیں ہوگا۔ تو دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔ جو لوگ ان میں

تسویہ کرتے ہیں وہ اس نکتہ سے غافل ہیں کہ وہ علۃ رد شبہ اور تہمت کو نہیں سمجھے۔اس لئے قیاساً عدم فرق کا قول کر لیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اقرار بالدین اور اقرار بالودیعہ وغیرہ میں فرق ہے۔ کیونکہ اقرار بالدین کا مدار لزوم پر ہے اور اقرار بالودیعہ وغیرہ کا مدار امانت پر ہے۔ لزوم اور امانت میں فرق عظیم ہے۔ خلاصۃ المرام یہ کہ حضرت امام ہمامؒ کی نظر اس طرف ہے کہ ودائع وغیرہ میں کوئی تملیک جدید نہیں ہے۔ بلکہ امر سابق کی خبر دیتا ہے۔ جس میں مریض کی بات کو تسلیم کیا جائیگا اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں۔ البتہ اقرار بالدین میں من وجہ انشاء ہے اور من وجہ اخبار ہے۔ اس لئے ورثاء کے حق کی حفاظت کرتے ہوئے ہمیں حق پہنچتا ہے کہ اس کے اقرار کو نافذ نہ کریں۔ اور تقریر مکیؒ میں ہے کہ ودیعۃ کے اقرار میں خبر دیتا ہے کہ یہ چیز میرے ملک میں داخل نہیں ہے۔ اور ورثہ کا حکم حق اس سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مودِع کا حق متعلق ہے۔ لہذا اس کی امانت ادا کرنی چاہئیے ان اللہ یأمرکم الآیۃ خلاف قرضہ کے اقرار کے کہ اس میں اس مال کو اپنے ملک سے نکالنا ہے۔ جب کہ ورثہ کا حق اس سے متعلق ہو چکا ہے۔ مضاربت میں مال کا نفع مالک اور عامل کے درمیان مشترک ہو چکا ہے۔ یہ بھی دین محض نہیں ہے۔

ایاکم والظن کا حکم فی غیر موضع التھمۃ ہے۔ لیکن جہاں موضع تہمت ہو جیسا کہ مشاہد ہے۔ اور نص بھی دلالت کرتی ہے تو وہاں ظن متحقق ہو گا۔ آنحضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا علی رسلکما ٹھہرو۔ فانھا صفیۃ بنت حیی یہ صفیہ بنت حیی میری بیوی ہے تم لوگ بد گمانی نہ کرنا۔ اور آپ کا ارشاد ہے اتقوا مواقع التھم تہمتوں کی جگھوں سے بچتے رہو۔ تو امام ہمامؒ کی نظر گہری ہے سطحی لوگ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے اعتراض جڑ دیتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ باب قولہ تعالیٰ من بعد وصیۃ یوصی بھا اودین اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ آیت کریمہ میں اگرچہ اولاً ذکر وصیت کا ہے لیکن قرضہ ادا کرنا مقدم ہے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل نے اس کو واضح کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ آیت کریمہ میں وصیت پر مقدم کرنے کی کوئی دوسری وجہ ہے۔ پھر اس کے شواہد پیش کئے کہ ان تؤدوا الامانات میں امانات کے ادا کرنے کا حکم جو دَین پر مقدم ہے۔ کیونکہ دَین دائن کی امانت ہے۔ وصیت تو کسی کی امانت نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تک تو اس سے کسی کا حق متعلق نہیں ہوا۔ یعنی مریض جب کسی کے لئے وصیت کا اپنے مال سے قصد کرے گا تو وہ جبھی نافذ ہو سکتی ہے جب کہ وہ مال دَین سے فارغ ہو۔ اگر وہ مال مشغول ہے تو صاحبِ حق کی امانت ہے۔ جس میں اس کا تصرف نافذ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ اس بارے میں کلام بھی کر دے۔ ان میں سے دوسرا شاہد صدقہ ہے کہ مریض جب وصیت سے تکلم کرے گا تو وہ اس کی طرف سے صدقہ ہو گا۔ اور صدقہ تب جائز ہے جبکہ اس کا مال دَین سے فارغ ہو۔ مدیون تو محتاج ہے مستغنی نہیں ہے وہ صدقہ کیسے کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کی وصیت نافذ نہیں ہو گی۔ تیسرا شاہد یہ ہے کہ عبد مالک کی اجازت کے بغیر وصیت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عبد کی وصیت تطوع اور تبرع ہے۔ اس لئے کہ وصیت سے قبل وہ اس پر لازم نہیں ہے۔ اور مالک کا حق اس کے مال کے ساتھ حتمی ہے عبد کے لئے ممکن نہیں ہے کہ مولیٰ کے حق کو

ساقط کردے۔ ہاں اگر مالک خود اپنا حق ساقط کردے اور عبد کی وصیت کو نافذ کردے تو وہ حقدار ہے۔ معلوم ہوا کہ واجب نفل پر مقدم ہوتا ہے۔ دَین واجب ہے وصیت نفل ہے تو دَین مقدم ہوگا۔ اور چوتھا شاہد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ العبد راع تو نگرانی کا تقاضا ہے کہ جب تک مالک اجازت نہ دے عبد اس کے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ کہ بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرتا پھرے اس سے بھی معلوم ہوا کہ واجب نفل پر مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ انفاق عبد تطوع ہے اور استحقاق مولی فی ماله وکسبه مستحق اور واجب ہے۔ اور پانچواں شاہد حضرت حکیم بن حزامؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اولاً ان کی تالیف قلب کے مال کا عطیہ کیا جب ان کا ایمان مستحکم ہوگیا تو ان کو وعظ کر کے عطیہ لینے سے روک دیا۔ کیونکہ قبل ازیں تو تالیف قلب کی خاطر اعطاء واجب تھا۔ جب استحکام ایمان کی وجہ سے اعطاء کی حاجت نہ رہی تو اب ان کی بجائے کسی اور مستحق کو اعطاء واجب ہوا۔ ان کے لئے تطوع ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ واجب نافلہ پر مقدم ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے ترجمہ کو لا ارزء احداً بعدك سے مستنبط کیا جائے۔ کیونکہ رزء کے معنی نقص کے ہیں۔ تو معنی ہوئے کہ میں نفلی صدقہ لے کر کسی کے مال کو کم نہیں کروں گا وصیت میں یہی کچھ ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ترجمہ کو ثم ان عمر دعاه الخ سے ثابت کیا جائے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے حضرت حکیمؓ کے سامنے پیش کرنے کے بعد اور انہیں ان کا حق جتلانے کے بعد ان کے غیر میں صرف کیا تو فعل عمرؓ سے معلوم ہوا کہ واجب نفل پر مقدم ہے۔ ورنہ حضرت عمرؓ حضرت حکیم بن حزامؓ کے اپنے حق کے ردّ کرنے پر لوگوں کو گواہ نہ بناتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ تاویل قوله تعالیٰ من بعد وصية الآية معلوم ہو کہ امام بخاریؒ نے اس آیت پر دو ترجمے باندھے ہیں۔ پہلا تو گذر چکا باب قول الله تعالیٰ۔ اور دوسرا یہ ہے جس کو باب تاویل قول الله تعالیٰ سے ذکر کیا ہے۔ پہلے ترجمہ سے تو امام بخاریؒ کی غرض آیت کریمہ سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اقرار مریض بالدین مطلقاً جائز ہے۔ خواہ مقرلہ وارث ہو یا غیر وارث اجنبی ہو۔ بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے وصیت اور دَین برابر کرتے ہوئے انہیں میراث پر مقدم کیا ہے۔ وارث اور اجنبی کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ البتہ وصیت للوارث تو دلیل شرعی سے خارج ہوگئی۔ اور اقرار بالدین علی حاله باقی رہا۔ جس میں وارث اور اجنبی برابر ہوں گے۔ لیکن اس پر علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جس طرح وصیت لا وصية لوارث سے خارج ہوگئی اس طرح اقرار بالدین بھی خارج ہوگیا۔ کہ آپ کا ارشاد ہے لا اقرار لوارث بدین اور اس دوسرے ترجمہ کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ آیت کریمہ میں وصیت ذکر میں دَین سے مقدم ہے۔ بایں ہمہ دَین وصیت پر مقدم ہے۔ چنانچہ ابن کثیر کا قول قسطلانیؒ نے نقل فرمایا ہے اجمع العلماء سلفا وخلفا ان الدين مقدم على الوصية وبعده الوصية ثم الميراث یعنی اگلے پچھلے سب علماء کا اتفاق ہے کہ قرضہ وصیت سے پہلے ادا کیا جائے۔ پھر وصیت پر عمل کیا جائے جب کہ ثلث مال کی ہو بعد ازاں میراث تقسیم ہو۔ ویذکر النبی ﷺ قضى بالدين قبل الوصية یہ روایت حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ جس کو ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ اگرچہ اسناد اس کا ضعیف ہے۔ لیکن امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ان العمل عليه عند اهل العلم کہ اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے۔ چونکہ حکم پر سب کا اتفاق ہے اس لئے امام بخاریؒ نے

مقام احتجاج میں ایسی حدیث کا ذکر فرمایا ہے ورنہ ان کی عادت نہیں کہ مقام احتجاج میں کسی ضعیف الاسناد روایت کو پیش کریں۔ علامہ عینیؒ قسطلانیؒ نے کہا ہے کہ ابن ماجہؒ نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔ مگر اس میں الحارث الاداء متكلم فيه ہے۔ وصیت کو دَین پر مقدم کرنے کی کئی وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وصیت بلا عوض ہے اور دین بالعوض بلا عوض کا نکالنا نفس پر شاق ہوتا ہے اس لئے اسے مقدم کیا گیا۔ دوسرے وصیت حق فقیر ہے۔ اور دَین حق غیر ہم ہے جو اپنی قوت اور مقال سے وصول کر سکتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لاصدقه الاعن ظهر غنى ظهر کالفظ مقحم ہے۔ اور مدیون غنی نہیں ہوتا۔ اور وصیت کا حکم صدقہ کا ہے۔ جس کا اداء دَین کے بعد اعتبار ہوگا۔

الاباذن اهله واداء الدين یعنی اداء دَین جو اس کی گردن پر لازم ہے وہ اذن اہل پر موقوف نہیں ہے۔ اس لئے دَین مقدم فی الاداء ہوگا۔ اس لئے کہ اگر عبد غیر ماذون ہے۔ تو جب وہ کسی چیز کا مالک نہیں اس کا تصرف صحیح نہ ہوا۔ لہٰذا بلا خلاف اس کی وصیت صحیح نہیں اگر عبد ماذون ہے پھر بھی اس کی وصیت بغیر اذن مولیٰ صحیح نہیں۔ بشرطیکہ مستغرق بالدين نہ ہو۔

العبدراع في مال سيده جب حق دَین اور حق وصیت میں تعارض ہو تو دَین حق سید ہے جو کہ اقویٰ ہے۔ اس کو حق العبد جو مسئول عنہ ہے اس کی وصیت پر مقدم ہوگا۔ کیونکہ وہ حق ضعیف ہے۔ اقویٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حضرت حکیم بن حزامؓ کی روایت کو باب اور ترجمہ سے اس طرح مناسبت ہوئی کہ جب وصیت صدقہ کی مانند ہے تو اس میں لینے والے کا ہاتھ يد سفلى ہے۔ دینے والے کا يد عليا ہے۔ لیکن قرضہ لینے والے کا ہاتھ سفلیٰ نہیں۔ کیونکہ وہ تو جبراً بھی حقدار ہے۔ تو دَین صدقہ سے قوی ہوا۔ اس لئے اسے مقدم کیا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بيت المال سے ان کی حق رسی کی بہت کوشش کی اور دَین کی طرح اسے ان کا حق قرار دیا۔ لیکن جب قرض متعین ہو تو اس کی تقدیم تو تبرعات پر ضروری ہوگی۔ اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے دوبارہ اس آیت پر ترجمہ قائم کیا ہے۔ اور اشراف نفس کا معنی ہے بحرصه۔ تو معلوم ہوا کہ اشراف نفس مذموم ہے اور وصیت میں جب کہ مریض پر قرضہ موجود ہے اس کے مال میں بطور وصیت کے طمع کرنا مذموم ہوگا۔ اور اس طرح دوسرے کے حق دَین کو وصیت کے ذریعہ کم کرنا جائز نہ ہوگا۔

باب اذاوقف اواوصى لاقاربه ومن الاقارب ۔

ترجمہ۔ جب اپنے قریبی رشتہ داروں کیلئے وقف کرے اور ان کیلئے وصیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اور اقارب کون کون لوگ ہیں۔

وقال ثابت عن انسؓ قال النبیﷺ لابی طلحة اجعلها لفقراء اقاربك. فجعلها لحسان

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ اپنا کنواں وباغ بیر حاء

وابی بن کعب وقال الانصاری حدثنی ابی عن ثمامۃعن انس ؓ مثل حدیث ثابت قال اجعلها لفقراء قرابتك قال انس ؓ فجعلهالحسان وابی بن کعب وکانا اقرب الیه منی وکان قرابة حسان وابی من ابی طلحۃواسمه زید بن سهل بن الاسود بن حرام بن عمروبن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالك بز النجار وحسان بن ثابت بن المنذر بن حرام فیجتمعان الی حرام وهو الاب الثالث وحرام بن عمروبن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالك بن النجار فهویجامع حسان اباطلحة وابیا الی ستة اباء الی عمروبن مالك بن النجار فهویجامع حسان اباطلحۃوابیا الی ستة اباء الی عمر وبن مالك وهوابی بن کعب بن قیس بن عبیدبن زیدبن معاویۃبن عمروبن مالكبن النجا ر فعمرو بن مالك یجمع حسان واباطلحة وابیا وقال بعضهم اذااوصی لقرابته فهو الی ابائه فی الاسلام ......

اپنے قریبی محتاج رشتہ داروں میں بانٹ دو۔ تو انھوں نے بیرُ حاء حضرت حسانؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو دے دیا۔ انصار نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے اس طرح روایت کیا جس طرح ثابت کی حدیث حضرت انسؓ سے تھی البتہ اس میں الفاظ یوں ہیں کہ یہ بیرُ حاء اپنی رشتہ داری کے فقیروں میں تقسیم کرو۔ تو حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے وہ باغ حضرت حسانؓ اور ابی بن کعبؓ کو دے دیا۔ اور یہ دونوں میرے سے زیادہ ان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ حضرت حسانؓ کی قرابت حضرت ابوطلحہؓ سے یوں تھی کہ ابوطلحہؓ کا نام زید بن سہل تھا سہل اسود کے بیٹے تھے۔ جو حرام کے بیٹے اور وہ عمرو بن زید مناۃ کے بیٹے جو عدی کے بیٹے تھے اور وہ عمرو بن مالک بن النجار کے بیٹے تھے۔ اور حضرت حسان ثابت کے بیٹے جو منذر کے اور منذر حرام کا بیٹا تھا گویا کہ یہ دونوں حرام میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جو ان کا تیسرا باپ ہے۔ اور حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ہے۔ اور یہ عمرو بن مالک بن النجار گویا چھٹے باپ میں حضرت حسانؓ ابوطلحہؓ اور ابی تینوں کو جمع کرتا ہے۔ چنانچہ سلسلۂ نسب یوں ہے ابی بن کعب جو قیس کا بیٹا ہے اور عبید بن زید بن معاویہ کا بیٹا ہے۔ اور وہ عمرو بن مالک بن النجار کا بیٹا ہے۔ تو عمرو بن مالک نے تینوں حضرت حسانؓ اور ابوطلحہؓ اور ابی بن کعبؓ کو جمع کر دیا۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب قرابت داروں کے لئے وصیت کرے تو اس سے قرابت آباء اسلام کی مراد ہو گی۔

حدیث(۲۵۵۶)حدثنا عبداللهبن یو سف الخ انه سمع انساً قال قال النبیﷺ لا بی طلحةؓ اری ان تجعلها فی الا قر بین قال ابو طلحةؓ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپؐ اس باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں جس پر

افعل یا رسول الله فقسمها ابو طلحة فی اقاربه وبنی عمه وقال ابن عباسؓ لما نزلت وانذر عشیرتك الا قر بین جعل النبی ﷺ ینادی یا بنی فهر یابنی عدی لبطون قریش وقال ابو هریرةؓ لما نزلت وانذر عشیرتك الاقربین قال النبی ﷺ یا معشر قریش ....

جس پر حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا یارسول اللہ میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ انہوں نے ابو طلحہؓ نے اپنے قریبی اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ اتری کہ آپؐ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں تو نبی اکرم ﷺ پکار کر فرمانے لگے ای بنی فھر اے بنو عدی یہ قریش کے قبیلوں کے نام ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب وانذر عشیرتك الا قربین نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اے قریش کے لوگو۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ جعلها لحسان وابی اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حضرت ابی بن کعب کا شمار دولت مندوں میں نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ صدقہ کا حکم فقراء واقارب کے لئے تھا۔ تو ان لوگوں کا استدلال باطل ہو جائے گا جو فرماتے ہیں کہ غنی کے لئے بھی لقطہ کا استعمال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت ابی بن کعبؓ میاسیر دولت مندوں میں سے تھے۔ حالانکہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقراء میں سے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ نے حدیث باب پر یہ ترجمہ قائم کیا کہ جب کوئی وقف کرے یا قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے تو اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے شوافعؒ فرماتے ہیں جب اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے وصیت کی تو اس میں ورثاء داخل نہیں ہوں گے۔ کیونکہ شریعت نے لا وصیة لوارث کا حکم دیا ہے اور بعض حضرات کا مسلک ہے کہ وہ بھی داخل ہوں گے کیونکہ قریب کا لفظ ان کو بھی شامل ہے۔ تو اقارب زید کی وصیت میں اس کے وارث غیر وارث قریب۔ بعید۔ مسلم۔ کافر۔ مرد۔ عورت۔ فقیر و غنی سب داخل ہوں گے اور قرابت میں اب اور ام دونوں برابر ہوں گے۔ بشرطیکہ موصی عربی النسل ہو۔ اور بعض قرابت ام کو داخل نہیں کرتے امام احمدؒ کا قول بھی شافعیؒ کی طرح ہے۔ مگر وہ کافر کو خارج کرتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قرابت ہر ذی رحم محرم کی ہے۔ خواہ وہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے ہو۔ لیکن ابتداء باپ کی قرابت سے کی جائے گی۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں قرابت داروں میں جن کو ہجرت کے زمانہ سے ایک باپ نے جمع کیا ہو خواہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے۔ البتہ امام زفرؒ نے زیادتی کرتے ہوئے فرمایا کہ من قرب یعنی جو قریبی رشتہ دار ہیں ان کو شامل ہوگا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس سے عصبہ مراد ہوگا۔ خواہ وہ وارث بنے یا نہ بنے اور فقراء سے ابتدا کی جائے گی پھر اغنیاء میں تقسیم ہوگی۔ علامہ عینیؒ نے مذہب حنفیہؒ میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کل ذی رحم محرم قبل ابیه اوامه تو اس صورت میں والدین اور ولد داخل نہیں ہوں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں وللوالدین والا قربین وارد ہوا ہے۔

اور عطف تغیر کا متقاضی ہے۔ اہل حدیث اور ظاہر یہ فرماتے ہیں کہ وصیت ان تمام لوگوں کو شامل ہوگی جن کو اب رابع جمع کرتا ہے۔ الی ماھوا سفل من ذلك تو وصیت اس صورت میں لولاد۔ اولاد اب۔ اولاد جد اور پر دادے کی اولاد کو شامل ہوگی۔ ان میں سے ابعد کو نہ دیا جائے گا۔ دوسرا اختلاف ان چاروں حضرات انسؓ۔ حسانؓ۔ ابو طلحہؓ اور ابیؓ کے انساب میں ہے۔ کرمانیؒ نے حضرت انسؓ کے نسب سے مالک کو گرا دیا اور قسطلانی نے جندب کو ساقط کر دیا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ باقی سب حفاظ کا نسب انسؓ میں غنم بن عدی تک اتفاق ہے اور حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابو طلحہؓ کے زیادہ قریبی ہیں بنسبت حضرت انسؓ کے۔ اس لئے کہ یہ دونوں عمرو بن مالک تک چھ آباء کے واسطوں سے پہنچتے ہیں۔ اور حضرت انسؓ ان تک بارہ نفوس کے واسطہ سے پہنچتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت حسانؓ اور ابی بن کعبؓ حضرت طلحہؓ کے زیادہ قریبی تھے۔ اس لئے ان کو حصہ ملا چونکہ میں ان کی بنسبت بعید تھا میں محروم رہا لیکن اس پر اشکال ہے کہ سورۂ آل عمران کی تفسیر میں آتا ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ابو طلحہؓ کے اقرب تھا۔ پھر بھی مجھے محروم کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی نسب کے اعتبار سے تو یہ ابعد تھے لیکن تربیت کے اعتبار سے اقرب تھے۔ کہ حضرت ابو طلحہؓ نے ان کی والدہ حضرت ام سلیمؓ سے نکاح کر لیا تھا۔ اور انسؓ رہیب کی حیثیت سے ان کی تربیت میں تھے۔ اب کوئی اشکال نہ رہا اور محرومیت کا شکوہ بھی جاتا رہا۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ اقرب الی ابی طلحہ صرف حضرت ابی بن کعبؓ تھے تو چاہیئے تھا کہ حصہ صرف انہی کا ہوتا۔ لیکن وصیت الی اقارب میں اقل جمع جو دو ہے اس میں صرف کرنا تھا اس لئے دو پر اکتفا کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ تو زندہ تھے یہ وصیت تو نہیں تھی البتہ شبیہ با الوصیة ہونے کی وجہ سے دو پر اکتفا کیا گیا۔ تیسرے ابعد کو نہیں دیا گیا۔ یعنی حضرت انسؓ ابعد تھے۔ پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ اقربین کا استیعاب ضروری اور واجب نہیں ہے۔ اسلئے کہ بنو حرام جس میں ابو طلحہؓ اور حسانؓ جمع ہوتے ہیں وہ مدینہ منورہ میں کثیر تعداد میں تھے۔ بنسبت عمرو بن مالک کے جس میں ابو طلحہؓ اور ابیؓ جمع ہوتے ہیں۔

ان ابیا لم یکن یو مئیذ من الیا سیر الخ شیخؒ نے اس سے ہدایہ کے اس مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں ہے کہ لا یتصدق باللقطة علی غنی وقال الشافعی یجوز لقوله ﷺ فی حدیث ابی فانتفع بھا وکان من الیاسیر۔ ترجمہ احنافؒ کے نزدیک لقطہ کو غنی پر صدقہ نہ کیا جائے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ غنی پر بھی لقطہ کا صدقہ جائز ہے۔ دلیل حضرت ابیؓ کی حدیث ہے جس میں آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر لقطہ کا مالک میسر نہ ہو سکے تو تم فائدہ اٹھاؤ۔ اور وہ دولت مندوں میں سے تھے۔ امام شافعیؒ کے اس قول کو امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ قصہ ابو طلحہؓ کے وقت تو فقیر و محتاج ہوں بعد ازاں غنی ہو گئے ہوں۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ قصہ ابو طلحہؓ کے وقت بھی وہ صاحب یسار تھے تو امام کی اجازت سے ان کو لینے کا حق تھا اس سے عموم ثابت نہیں ہوگا۔

باب ھل یدخل النساء ولولد فی الاقارب۔ ترجمہ۔ کیا عورتیں اور بچے بھی اقارب میں داخل ہوں گے؟

حدیث(۲۵۵۷)حدثنا ابو الیمان الخ ان اباهریرةؓ قال قام رسول الله ﷺ حین انزل الله عزوجل وانذرعشیرتك الاقربین قال یامعشر قریش اوکلمةنحوها اشتروا انفسکم لااغنی عنکم من الله شیئا یابنی عبد مناف لااغنی عنکم من اللهشیئایا عباس بن عبدالمطلب لااغنی عنك من اللهشیئا ویاصفیة عمة رسول اللهلااغنی عنك من الله شیئاویافاطمة بنت محمد سلینی ماشئت من مالی لااغنی عنك من الله شیئا تابعه اصبغ . .

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ وانذرعشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایااے قریش کے لوگو! یااس کے مشابہ کوئی کلمہ فرمایااپنے آپ کو خرید کرلو۔ یعنی اعمال کر کے اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے چھڑالو۔ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آؤںگا۔ اے بنی عبد مناف میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ بھی کام نہیں آؤں گا۔ اور میرے چچا عباس بن عبدالمطلب اللہ کی پکڑ سے میں تیرے کوئی کام نہیں آؤں گا۔ اے بی بی صفیہؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! اللہ کی پکڑ سے میں تیرے کام نہیں آسکوں گا۔ اور فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی! میرے مال میں سے جو کچھ چاہتی ہو مانگ لو۔ لیکن اللہ کی پکڑ سے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اصبغ نے متابعت کی ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اقارب میں اختلاف ہے کہ آیا اصول اور فروع بھی داخل ہیں یا نہیں۔ احنافؒ کے نزدیک داخل نہیں امام بخاریؒ حدیث باب سے ثابت کر رہے ہیں کہ اصول وفروع داخل ہیں۔ آنجناب نبی اکرم ﷺ نے اقربین میں بطون قریش کو اپنے چچا عباسؓ اور اپنی پھوپھی صفیہؓ کو اور اولاد میں سے فاطمہؓ بنت محمد کو بھی شامل کیا۔ معلوم ہوا کہ اقارب میں عورتیں اور اولاد دونوں شامل ہیں جواب گزر چکا ہے وللوالدین والاقربین میں عطف تغایر کو تقاضا کرتا ہے اس لئے اصول وفروع داخل نہیں ہوںگے۔

باب هل ینتفع الواقف بوقفه

ترجمہ۔ کیا واقف اپنے وقف سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

وقداشترط عمرؓ لاجناح علی من ولیه ان یاکل وقد یلی الواقف وغیره وکذلك من جعل بدنة اوشیئا لله فله ان ینتفع بها کما ینتفع غیره وان لم یشترط .....

ترجمہ۔ اور حضرت عمرؓ نے شرط لگائی تھی کہ جو اس وقف کا متولی ہوگا وہ اگر اس میں سے کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور کبھی واقف خود متولی ہوتا ہے اور کبھی کوئی اور متولی بنتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جس نے کسی جانور کو قربانی کا جانور بنایایا اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی نذر کی تو جس طرح غیر اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اس طرح خود سائق بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اگرچہ شرط بیان نہ کرے۔

حدیث (۲۵۵۸) حدثنا قتیبة الخ عن انسؓ ان النبی ﷺ رای رجلا یسوق بدنة فقال له ارکبها فقال یا رسول الله انها بدنة فقال فی الثالثة اوالرابعة ارکبها ویلك او ویحك ...

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بدنہ ہانکتے ہوئے دیکھا۔ تو اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا یارسول اللہ! یہ تو بدنہ ہے آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا تمہارے لئے ہلاکت یا تمہارے لئے افسوس ہے۔ اس پر سوار ہو جاؤ۔

حدیث (۲۵۵۹) حدثنااسمعیل الخ عن ابی ہریرةؓ ان رسول اللهﷺ رای رجلا یسوق بدنة فقال ارکبها قال یارسول الله انها بدنة قال ارکبها ویلك فی الثانیة او فی الثالثة .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدنہ قربانی کے جانور کو ہانک رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یارسول اللہ! یہ تو بدنہ ہے۔ آپؐ نے دوسری مرتبہ میں یا تیسری دفعہ مین فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو اس پر سوار ہو جاؤ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ قدیلی الواقف امام بخاریؒ کے نزدیک وقف مطلق اور صدقہ میں کوئی فرق نہیں۔ واقف اور متصدق دونوں غیر کی طرح اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ حدیث جس میں العائد فی الصدقة الخ کہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ ذات صدقہ اور ذات وقف کے بارے میں ہے انتفاع ان سے حلال ہے۔ لیکن ہمارے احنافؒ کے نزدیک ذات صدقہ اور منافع صدقہ دونوں میں رجوع کرنا حلال نہیں ہے۔ البتہ وقف میں تفصیل ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر واقف نے عندالوقف شرط بیان کر دی تھی۔ صراحتہ یا عرف عام بھی شرط کی طرح ہے جیسے سرائے یا مسجد کی زمین وغیرہ تو ان سے انتفاع جائز ہے۔ بغیر اشتراط کے انتفاع جائز نہیں۔ تو وقف مطلق فقراء کا حق ہوگا۔ جس سے خود انتفاع نہیں کر سکتا۔ مالکیہؒ کے نزدیک تو سرے سے واقف کو ولایت کا حق ہی حاصل نہیں۔ سدأ للذرائع تاکہ وقف علی نفسہ نہ ہو جائے یا اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد قابض نہ ہو جائے۔ دراصل اس جگہ دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آیا واقف اپنی وقف شدہ چیز سے انتفاع کر سکتا ہے۔ باب سے تو یہی مقصود ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ واقف نے اگر اپنے لئے کسی چیز کی شرط لگائی تو اس کا کیا حکم ہے یہ مستقل باب میں آرہا ہے شراح حضرات ان کو خلط ملط کر کے ایک مسئلہ بنا لیتے ہیں۔

باب اذاوقف شیئا فلم یدفعه الی غیره فهوجائز۔

ترجمہ۔ جب کوئی شخص کسی شے کو وقف کرے پھر وہ غیر کے سپرد نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

لان عمرؓ اوقف وقال لاجناح علی من ولیه ان یاکل ولم یخص ان ولیه عمر اوغیره قال النبی ﷺ لابی طلحةؓ اری ان تجعلها فی الاقربین فقال افعل فقسمها فی اقاربه وعمه ...

ترجمہ۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے وقف کرنے کے بعد فرمایا جو شخص اس کا متولی بنے اگر وہ اس سے کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ تو دیکھئے کہ حضرت عمرؓ نے کسی کی تخصیص نہیں کی۔ خواہ وہ خود متولی ہوں یا کوئی اور ہو۔ ہر ایک کے لئے انتفاع جائز ہے۔ اور جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ کے بستان بیرؒ حاء وقف کرنے کے بعد فرمایا کہ تم اسے اپنے قریبی فقراء میں تقسیم کردو۔ انہوں نے فرمایا میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس باغ کو اپنے قریبی اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ ان ابواب کا دارومدار اس پر ہے کہ ان حضرات نے وقف اور صدقہ میں فرق نہیں کیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ بغیر قبض کے وقف صحیح ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ قبض کے بغیر وقف تام نہ ہوگا۔ اور ھبہ میں قبض اس لئے ضروری ہے کہ اس میں آدمی کے لئے تملیک ہوتی ہے جو اس کے قبضہ کے بغیر ناتمام ہے۔ امام طحاویؒ صحت وقف کی دلیل یہ فرماتے ہیں کہ وقف عتق کے مشابہ ہے۔ کیونکہ دونوں میں تملیک للہ ہے۔ اس لئے محض قول سے نافذ ہو جائیں گے قبضہ کی ضرورت نہیں۔ امام بخاریؒ کا استدلال حضرت عمرؓ کے واقعہ سے ہے جنہوں نے وقف کرنے کے بعد فرمایا کہ ولی کو تصرف کا حق حاصل ہے۔ خواہ وہ خود ہو یا کوئی دوسرا ولی ہو۔ لیکن اس استدلال میں غموض اور گہرائی ہے۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد یہ ہے کہ ولی موقوف چیز کو استعمال کر سکتا ہے اب اس کی تعیین نہیں کہ ولی خود بنے یا کوئی دوسرا۔ ظاہر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب وقف کیا تو شرط لگائی کہ اس کی تولیت میرے پاس ہوگی۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کے قبضہ سے نکالنے کا حکم نہ دیا۔ آپ کی یہ تقریر صحت وقف کی دلیل بن گئی۔ اگرچہ موقوف علیہ پر قبضہ نہیں ہوا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں جو فھو جائز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا وقف صحیح ہے جس میں قبض غیر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ جن کا استدلال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم نے اوقاف کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ پھر ان کے منافع مصارف صدقہ میں خرچ کرتے رہے۔ جن سے ان کے اوقاف باطل نہیں ہوئے۔ اسی طرح بہت سے مہاجرین اور انصار کے صدقات ہیں کہ جو مرتے دم تک ان کے متولی رہے جن پر کسی نے آج تک انکار نہیں کیا۔

فلیحفظ دیکھئے حدیث انسؓ جو بدنہ کے بارے میں ہے اس کو باب الوقف میں لایا گیا۔ حالانکہ وہ صدقہ تھا وقف نہیں تھا۔

باب اذا قال داری صدقة لله

ترجمہ۔ جب کوئی شخص یہ کہے کہ میرا مکان اور حویلی اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہیں۔

ولم یبین للفقراء اوغیرهم فهو جائز ویضعها فی الاقربین اوحیث اراد قال النبی ﷺ لابی طلحةؓ حین قال احب اموالی الی بیر حاء وانها صدقة لله فاجاز النبی ﷺ ذلك وقال بعضهم لایجوز حتی یبین لمن والاول اصح ....

ترجمہ۔ فقراء اور غیر فقراء کو واضح نہیں کیا۔ تو یہ وقف صحیح ہے۔ اقربین میں اس کو تقسیم کر سکتا ہے۔ یا جہاں اسکا ارادہ ہو بانٹ سکتا ہے۔ چنانچہ جناب نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا جب کہ انہوں نے کہا کہ میرا محبوب ترین مال بیر حاء ہے پس وہ اللہ کیلئے صدقہ ہے۔ تو آپؐ نے اس وقف کو جائز رکھا۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تک موقوفین علیہم اور متصدق علیہم کی وضاحت نہ کرے وقف صحیح نہیں ہے۔ لیکن پہلا مسلک زیادہ صحیح ہے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں امام مالکؒ کا یہی مسلک ہے کہ اگرچہ مصرف متعین نہ ہو پھر بھی وقف صحیح ہے صاحبینؒ اور امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ وجہ یہ بیان کرتے ہیں صدقہ ہو یا وقف ہو یہ ایک نیکی اور قربت ہے جس کے زیادہ حقدار اقارب ہیں جب کہ وہ فقراء بھی ہوں تو استحقاق زیادہ ہو جاتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ جب تک جہت مصرف متعین نہ ہو وقف صحیح نہیں ہے وہ مال واقف کے ملک میں علی حالہ باقی رہے گا۔ ہدایہ میں ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وقف واقف کے ملک سے زائل نہیں ہوگا جب تک حاکم حکم نہ دے یا اس کو اپنی موت کے ساتھ معلق نہ کرے۔ اذامت فقد وقفت داری علی کذا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں محض قول سے اس کے ملک سے نکل جائے گی امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک ملک زائل نہ ہوگا جب تک اس کا ولی مقرر کر کے اس کے سپرد نہ کرے اس کی منفعت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، نہ اسے بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس میں وارثت چالو ہوگی۔

باب اذا قال ارضی او بستانی صدقة لله عن امی فهو جائز وان لم یبین لمن ذلك

ترجمہ۔ جب کسی نے کہا میری زمین یا میرا باغ میری ماں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے تو یہ وقف صحیح ہے۔ اگرچہ یہ بیان نہ کرے کہ کس کے لئے ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ یہ ترجمہ پہلے ترجمہ سے اخص ہے کیونکہ پہلے ترجمہ میں نہ تو متصدق عنه کا تعین تھا اور نہ ہی متصدق علیه کا۔ اور اس ترجمہ میں متصدق عنه کا تعین ہے۔ متصدق علیه کا نہیں ہے۔

حدیث (۲۵۶۰) حدثنا محمد انا انه سمع عکرمة یقول انبانا ابن عباسؓ ان سعد بن عبادةؓ توفیت امه وهو غائب عنها فقال یا رسول الله

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہؓ کی والدہ کی وفات ہو گئی جب کہ حضرت سعدؓ اس وقت موجود نہیں تھے واپس آکر کہنے لگے یا رسول اللہ! میری غیبوبت میں میری والدہ کی وفات ہو گئی تو کیا اگر میں کوئی چیز اس کی طرف سے

ان امی توفیت وانا غائب عنها اینفعها شیئ ان تصدقت به عنها قال نعم قال فانی اشهدك ان حائطی المخراف صدقة علیها .....

صدقہ کردوں تو وہ نفع پہنچائے گی آپؐ نے فرمایاہاں نفع دے گی تو فرمایا کہ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا پھلدار باغ اسکے اوپر صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ کا ثواب اس کو پہنچتا ہے اور اسے نفع بھی دیتا ہے

باب اذاتصدق اواوقف بعض ماله اوبعض رقیقه اودابه فهوجائز --

ترجمہ۔ جب کوئی صدقہ کرے یا اپنے مال کا بعض حصہ یا اپنے غلام اور جانور کا بعض حصہ وقف کرے تو یہ صحیح ہے۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ منقول چیز کا وقف جائز ہے۔ جس کی امام ابو حنیفہؒ مخالفت کرتے ہیں اور اس طرح مشاع اور مشترک چیز کا وقف جائز ہے جب کہ امام محمدؒ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

حدیث(۲۵۶۱)حدثنایحیی بن بکیر الخ ان عبدالله بن کعبؓ قال سمعت کعب بن مالكؓ قلت یارسول الله ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی الله والی رسوله ﷺ قال امسك علیك بعض مالك فهوخیرلك قلت فانی امسك بسهمی الذی بخیبر ......

ترجمہ۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنے مال سے الگ تھلگ ہو جاتا ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا اپنے مال کا کچھ حصہ اپنے لئے روک لو۔ وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! میرا وہ حصہ جو خیبر میں ہے وہ میں اپنے لئے روک لیتا ہوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ امسك علیك بعض مالك جس سے معلوم ہوا کہ مشاع اور مشترک مال کا وقف جائز ہے اس میں کوئی ضرر نہیں۔ کیونکہ بعض مشاع کا روکنا مشاع کے وقف کو مستلزم ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس جگہ بعض حصہ معین مراد ہے۔ مشاع اور مشترک مراد نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مشاع کا وقف سرے سے جائز نہیں چہ جائیکہ منقول کے وقف کو صحیح قرار دیا جائے کیونکہ جب بعض مال وقف کیا تو وہ مشاع ہے۔ جس کا وقف جائز نہیں امام ابو یوسفؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ قبض ان کے نزدیک شرط نہیں ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک مشاع کا وقف اس صورت میں جائز ہے جب کہ موقوف مال کی تقسیم کو قبول کرے

کیونکہ ان کے نزدیک قبض شرط ہے اور جو چیزیں قابل قسمت نہیں ہیں شیوع اور اشتراک کے باوجود امام محمدؒ کے نزدیک یہ وقف صحیح ہے کیونکہ وہ اس وقف کو ھبہ اور صدقہ منفذہ پر قیاس کرتے ہیں۔ البتہ مسجد اور مقبرہ میں شیوع اشتراک جائز نہیں کیونکہ یہ قبیح بات ہے کہ ایک سال مردے دفن کئے جائیں اور دوسرے سال کھیتی باڑی کی جائے یا ایک وقت نماز پڑھی جائے اور دوسرے وقت اسے اصطبل بنایا جائے بخلاف اراضی اور بساطین موقوفہ کے کہ ان کی پیداوار کو تقسیم کیا جاسکتا ہے شراحؒ نے ترجمہ کی غرض دو بتلائی ہیں۔ وقف المنقول اور وقف المشاع۔ حالانکہ وقف المنقولات کا باب مستقل آرہا ہے۔ تو تکرار لازم آئے گا۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے ترجمہ کی غرض وقف مشاع کا جواز بتلایا ہے تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ اگر اشکال ہو کہ وقف مشاع کا باب بھی تو آرہا ہے۔ تو کہا جائے گا کہ اس جگہ وقف واحد مشاع کا باب ہے آگے جماعت مشاع کو وقف کرے اس کا بیان ہے تو دونوں میں فرق ہو گیا تکرار لازم نہ آیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امسك عليك بعض مالك یہ محل استدلال ہے کہ بعض کا نکالنا اور بعض کا روکنا بغیر تفصیل کے ہے کہ وہ مال قسمت کو قبول کرے یا نہ کرے تو مشاع کا وقف بھی جائز ثابت ہوا۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امسك سهمي بخيبر تو وقف متعین ہو گیا مشاع نہ رہا۔ نیز! یہ حدیث باب الوقف میں سے نہیں بلکہ باب الصدقة میں سے ہے صدقة الی اللّٰہ والی رسوله کے الفاظ صریح ہیں۔ مگر امام بخاریؒ نے وقف اور صدقہ میں فرق نہ کرتے ہوئے دونوں کا ایک ہی حکم ثابت فرمایا۔ جیسا کہ شیخ گنگوہیؒ فرمارہے ہیں کہ ان حضرات نے وقف اور صدقہ میں فرق نہیں کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حتمی حکم نہیں تھا بلکہ مشورہ تھا چنانچہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں نیست دریں حدیث دلیلے صریح بر آنکہ ایں تصدق بطریق وقف بود بلکہ ظاہر آنست کہ استیذان بود در تصدق اصل مال پس ارشاد کرد بتصدق بعض مال الخ۔

باب من تصدق الى وكيله ثم ردالوكيل اليه

ترجمہ۔ جس شخص نے صدقہ وکیل کے سپرد کر دیا اور وکیل نے پھر اس کی طرف واپس کر دیا

حدیث (۲۵۶۲) وقال اسمعيل اخبرني عبدالعزيز ابی سلمة عن اسحق بن عبد الله بن ابی طلحة لااعلمه الاعن انسؓ قال لمانزلت لن تنالوا البرحتى تنفقوا مماتحبون جاء ابو طلحةؓ الى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله يقول الله

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب آیت کریمہ لن تنالوا البر الآية نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب میں ارشاد ہے کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں پا سکتے جبتک اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کرو اور میرے مال میں میرے نزدیک زیادہ محبوب بیر حاء ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ ایک باغ تھا

تبارك وتعالى فى كتابه لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون وان احب الاموال الى بيرحاء قال وكانت حديقة كان رسول الله ﷺ يدخلها ويستظل بها ويشرب من مائها فهي الى الله عزوجل والى رسوله ﷺ ارجوا بره وذخره فضعها اى رسول الله حيث اراك الله فقال رسول الله ﷺ بخ يا اباطلحةؓ ذلك مال رابح قبلناه منك ورددناه اليك فجعله فى الاقربين فتصدق به ابو طلحةؓ على ذوى رحمه قال وكان منهم ابى وحسان قال وباع حسان حصته منه من معاوية فقيل له تبيع صدقة ابى طلحةؓ فقال الا ابيع صاعا من تمر بصاع من دراهم قال وكانت تلك الحديقة فى موضع قصر بنى جديلة الذى بناه معاوية .....

جس میں جناب رسول اللہ ﷺ داخل ہو کر سایہ حاصل کرتے تھے۔ اس کا پانی پیتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے میں اس کی نیکی کے ثواب اور اس کے ذخیرہ آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں پس اے اللہ کے رسول! جہاں اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائیں آپ اس جگہ اسے خرچ کریں۔ اے ابو طلحہ مبارک ہو یہ تو چالو مال ہے یا نفع دینے والا مال ہے ہم اس کو تیرے سے قبول کر کے پھر تجھے واپس کر دیتے ہیں آپ اسے قریبی رشتہ داروں میں خرچ کریں۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اس باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں صدقہ کر دیا فرمایا ان میں حضرت ابیؓ اور حسانؓ بھی تھے تو حضرت حسانؓ نے اس میں سے اپنا حصہ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بیچ دیا تو ان سے کہا گیا کہ کیا تم حضرت طلحہؓ کا صدقہ بیچ رہے ہو تو انہوں نے فرمایا کیا میں ایک صاع کھجور کا ایک صاع دراھم کے بدلے نہ بیچوں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ باغ بنو جدیلہ کے محل کی جگہ واقع ہے جس کو حضرت امیر معاویہؓ نے بنوایا تھا

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ الا ابیع مقصد یہ ہے کہ جب اس کے پھل بیچنے کا مجھے اختیار ہے تو اصل کا بیچنا بھی جائز ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وقف مال تو نہیں جس کی بیع ممنوع ہوتی۔ بلکہ یہ تو صدقہ ہے جس کا میں مالک ہوں جس طرح اس کے پھل بیچ سکتا ہوں اس طرح اس کے اصل کو بیچنا بھی جائز ہے۔ اگر وقف ہوتا تو اس کے پھل بیچنے کی اجازت نہ ہوتی۔

صاعا بتمر بصاعا من دراھم ای بقیمة صاع۔ پھر اس کو بیان کیا کہ وہ صاع کس جنس کا تھا۔ من دراھم اس کا بیان ہے۔ اس سے اشارہ ہے کہ میں اس کے بیچنے پر اسلئے راغب ہوں کہ اس کی قیمت گراں ہے۔ تو اب معنی یہ ہوں گے کہ تم ان پھلوں پر گراں فروشی میں اعتراض کرتے ہو حالانکہ سال میں اسکے تر کھجوروں کا صرف ایک صاع حاصل ہوتا ہے تو مجھے اس کے بدلے ایک صاع دراھم لینے کا حق ہے۔ بنابریں لوگوں کا اعتراض کا منشاء یہ ہوگا کہ جب ابو طلحہؓ نے تم پر صدقہ کیا ہے تو تم اس سے کھاتے رہو بیچنا اچھا نہیں ہے کہ تم اسکو اپنے ملک سے نکال دو تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس سے ہر طرح کے انتفاع کا حق حاصل ہے تو جو اچھی صورت ہے

کہ ایک صاع تمر کے بدلے ایک صاع درھم ملتا ہے تو میں اس کو کیوں نہ حاصل کروں باقی صاع کا حاصل ہونا بطور تمثیل کے ہے یہ نہیں کہ صرف اس قدر پیداوار ہوتی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ باع حسان حصة اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو طلحہؓ نے ان کو باغ کا مالک بنادیا تھا ان پر وقف نہیں کیا تھا۔ اگر وقف ہوتا تو حضرت حسانؓ کو بیچنے کی گنجائش نہ ہوتی۔ جو لوگ اسے وقف قرار دیتے ہیں دراصل وہ صدقہ اور وقف کے درمیان امتیاز نہیں کرتے اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے وقف کرتے وقت شرط لگادی ہو کہ جو شخص اپنا حصہ بیچنا چاہے وہ بیچ سکتا ہے۔ ایسی شرط کو بعض علماء نے جائز کہا ہے۔ چنانچہ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ تصدق علی المعین تملیک کا فائدہ دیتا ہے۔

بقیمة صاع محمد بن حسن مخزومیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسانؓ کے حصہ کی قیمت جو انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ سے وصول کی وہ ایک لاکھ درہم تھی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اسے بنو امیہ کے لئے بطور قلعہ کے بنوایا تھا۔ اور بعض اس سے معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار مراد لیتے ہیں حالانکہ وہ صحیح نہیں ہے۔ اخبار مدینہ کے حوالہ سے معاویہ بن ابی سفیان صحیح ہے۔

باب قول الله عزوجل واذا حضر القسمة اولوا القربى واليتمى والمساكين فارزقوهم منه

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ جب تقسیم میراث کے وقت قرابت داری یتامی اور مساکین موجود ہوں تو اس ترکہ میں سے ان کو بھی دیا جائے۔

حدیث (۲۵۶۳) حدثنا ابو النعمان الخ عن ابن عباسؓ قال ان ناسا یزعمون ان هذه الاية نسخت ولا والله ما نسخت ولا كنها مما تهاون الناس هما واليان وال يرث وذاك الذى يرزق ووال لا يرث فذاك الذى يقول بالمعروف يقول لا املك لك ان اعطيك .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے اللہ کی قسم منسوخ نہیں ہوئی۔ لیکن اس میں لوگوں نے سستی کی ہے وہ تو والی ہے ایک والی تو وہ ہے جو وارث ہوگا یہ تو وہ ہوا جس کو حصہ دیا جائے گا دوسرا والی وہ ہے جو وارث نہیں ہوگا۔ یہ وہ ہے جو مشہور قول کہے گا کہ میں تو مالک نہیں ہوں کہ تجھ کو اس ترکہ میں سے کچھ دے دوں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ یعنی یہ حکم علی طریق الوجوب نہیں بلکہ استحبابی امر ہے جواب تک باقی ہے مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی وارث خود ترکہ کا مالک ہے تو اس کے لئے مندوب ہے کہ وہ ذوی القربیٰ کو ترکہ میں سے کچھ دے دے اگر خود ترکہ کا مالک نہیں ترکہ یتیم کا ہے تو متولی کے لئے مستحب ہے کہ حاضرین کو یہ معروف قول کہہ دے کہ بھائی میں تو اس مال کا مالک نہیں ہوں اس لئے ہم سے اس مال کو

روکنے میں معذور ہوں تو پہلے کو یرزق سے تعبیر کیا گیا اور دوسرے کو تال المعروف سے معبر ہے لیکن یہ تقریر اس صورت میں ہے جب یرزق کو معروف کا صیغہ پڑھا جائے اگر مضارع مجہول ہو تو پھر ذلک الذی یرزق والی یرث کی تفسیر ہوگی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ هماو الیان الخ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ مخاطبون متصرفون فی الترکه ہیں جو دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جو مال کے وارث ہوں گے جیسے عصبات۔ دوسرے وہ متصرف جو وارث ہوں گے جیسے یتیم کا متولی۔ پہلا تو حاضرین کو ترکہ دے گا جس کو فارزقوهم سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اور دوسرا لا یرزق کیونکہ جب خود اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو دوسرے کو کیا دے گا۔ بلکہ وہ قول معروف کہے گا۔ جس کو قولوا لهم قولا معروفا سے خطاب کیا گیا ہے۔ غرضیکہ مخاطبین دو قسم کے لوگ ہیں۔ جن کے لئے الگ الگ حکم ہے۔ علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ مخاطب ورثہ ہیں جو دونوں امر کو جمع کریں گے۔ اعطاء کو بھی اور اعتذار کو بھی۔

مانسخت الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس آیت کے منسوخ اور محکم ہونے میں اختلاف ہے۔ حسن بصریؒ۔ ابن سیرینؒ۔ اور نخعیؒ فرماتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہے۔ حضرت سعید بن مسیب وغیرھم اس کو منسوخ مانتے ہیں۔ کہ قبل الفرائض یہ حکم تھا۔ میراث کے حکم کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ اور کہتے ہیں کہ یہی جمہور فقہاء اور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔ بقول شخصے حافظؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ جب تقسیم میراث کے وقت اولوالقربی والیتامی والمساکین جو ترکہ کے وارث نہیں ہیں حاضر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کو بطور بر اور احسان کے تھوڑا تھوڑا دے دیا جائے۔ مجاہد تو فرماتے ہیں کہ یہ حکم بطور وجوب کے لئے ہے۔ لیکن بقول ابن جوزی اکثر علماء کا قول ہے کہ یہ حکم علی طریق الاستحباب ہے۔ اور معتمد بھی یہی ہے۔ ورنہ علی طریق الوجوب تو ان کو ترکہ میں شریک ماننا پڑے گا جس سے تنازع پیدا ہوگا۔ لہٰذا یہ حکم علی طریق ندب ہے۔ اور وقولوالهم قولا معروفا میں واؤ توزیع اور تقسیم کے لئے ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں فارزقوهم سے مراد یہ ہے کہ کھانا پکا کر ان کو کھلایا جائے۔ اور ایک تیسرا قول امام فخر الدین رازیؒ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فارزقوهم کا امر اولو القربی کو ہے جو وارث ہوں۔ اور یتامی اور مساکین سے غیر ورثاء مراد ہیں۔ جن کو قول معروف سے خطاب کیا جائے گا کہ تمہیں حصہ نہیں مل سکتا میں معذور ہوں۔

باب مایستحب لمن یتوفی فجاءة ان یتصدقواعنه وقضاء النذور عن المیت۔

ترجمہ۔ جو شخص اچانک فوت ہو جائے مستحب ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے اور میت کی منتیں بھی پوری کی جائیں۔

حدیث (۲۵۶۴) حدثنا اسمعیل بن مالك الخ

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ایک آدمی نے

عن عائشةؓ ان رجلا قال للنبی ﷺ ان امی افتلتت نفسها واراها لو تکلمت تصدقت افا تصدق عنها قال نعم تصدق عنها ....

جناب نبی اکرم ﷺ سے آ کر کہا کہ میری والدہ اچانک وفات پا گئی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو بولنے کا موقعہ ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتی۔ کیا اب میں اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ تم اس کی طرف سے صدقہ کر سکتے ہو

حدیث(۲۵۶۵)حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ عن ابن عباسؓ ان سعدبن عبادۃاستفتی رسول اللہ ﷺ فقال ان امی ماتت وعلیها نذر فقال اقضه عنها ...

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ میری والدہ کی وفات ہو گئی اور اس کے ذمہ نذر اور منت لازم تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اس کی طرف سے پورا کرو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اقضه منها یہ حدیث ترجمۃ الباب کے جزء ثانی کے مطابق ہے جیسا کہ پہلی حدیث ترجمہ کے جزء اوّل کے مقابل ہے تو مجموعہ احادیث مجموعہ ترجمہ کے مطابق ہو گیا۔ اب قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ام سعد کی نذر میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نذر مطلق تھی۔ بعض فرماتے ہیں کہ روزے کی نذر تھی۔ بعض عتق کی فرماتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صدقہ کی نذر تھی۔ ہر ایک کا استدلال حضرت ام سعد کے واقعہ سے ہے۔ دار قطنی کی روایت سے نذر مال کی تائید ہوتی ہے جس میں ہے استق عنها الماء جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب نذر غیر مالی ہو تو وارث پر اس کا پورا کرنا لازم نہیں ہے۔ اور جب نذر مالی ہو جیسے کفارہ نذر یا زکوۃ اور اس نے ترکہ بھی کچھ نہیں چھوڑا تو وارث پر ایفاء نذر واجب تو نہیں ہے البتہ مستحب ہے۔ اہل الظاہر کے نزدیک اس حدیث کی وجہ سے لازم ہے کیونکہ ان کے نزدیک اقضه کا امر ایجابی ہے۔ اور حضرت سعدؓ نے ممکن ہے اپنی والدہ کے ترکہ سے ادا کیا ہو یا اپنے مال سے تبرع کیا ہو بہر حال حدیث میں التزام کی تصریح نہیں ہے۔ بہر حال جن عبادات میں نیابت جائز نہیں جیسے صلوۃ اور صوم اگر بغیر وصیت کے قضا کرے تو انشاء اللہ امید ہے کہ کافی ہو جائے۔ اگر وصیت کے بعد ادا کیا ہے تو پھر کافی ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

باب الاشهاد فی الوقت والصدقة

ترجمہ۔ وقف صدقہ اور وصیت میں گواہ بنانا جائز ہے

حدیث(۲۵۶۶)حدثنا ابراهیم بن موسی الخ یقول انبانا ابن عباسؓ ان سعد بن عبادۃ اخابنی ساعدة توفیت امه وهو غائب فاتی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ان امی توفیت وانا غائب

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ جو بنو ساعدہ کے بھائی ہیں ان کی والدہ وفات پا گئیں جب کہ یہ خود ان سے غائب تھے۔ پس جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ کہ میری والدہ کی

عنهافهل ینفعهاشیئ ان تصدقت به عنها قال نعم قال فانی اشهدك ان حائطی المخراف صدقة علیها

وفات ہوگئی۔ جب کہ میں موجود نہیں تھا کیا اگر میں اب اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہوگا آپؐ نے ہاں فرمایا تو انہوں نے فرمایا پس میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ میرا پھلدار باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ جب صدقہ پر گواہ بنانا حدیث باب سے ثابت ہو گیا تو وقف اور وصیت کو اس پر قیاس کر کے ان کے لئے بھی اشتہاد ثابت ہو جائے گا۔

باب قول الله تعالى واتواليتامى اموالهم ولاتتبدلواالخبيث بالطيب ولاتاكلوا اموالهم الى اموالكم انه كان حوبا كبيرا وان خفتم ان لاتقسطوا فى اليتمى فانكحوا ماطاب لكم من النساء ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ یتیموں کو انکے مال ادا کر دو اور ردّی کو اچھے سے نہ بدلو اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکوں گے پھر تم دوسری عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں اچھی لگیں۔

حديث (۲۵٦۷) حدثناابو اليمان الخ

كان عروة بن الزبيرؓ يحدث انه سال عائشةؓ وان خفتم ان لاتقسطوا فى اليتمى فانكحوا ماطاب لكم من النساء قالت عائشةؓ هى اليتيمة فى حجر وليهافيرغب فى جمالهاومالهاويريد ان يتزوجها بادنى من سنة نسائها فنهوا عن نكاحهن الاان يقسطوا لهن فى اكمال الصداق وامروا بنكاح من سواهن من النساء قالت عائشةؓ ثم استفتى الناس رسول الله ﷺ بعد فانزل الله عزوجل ويستفتونك فى النساء قل الله يفتيكم فيهن قالت فبين الله فى هذه ان اليتيمة اذاكانت ذات جمال

ترجمہ۔ حضرت عروۃ بن الزبیرؓ اپنی خالہ حضرت عائشہؓ سے پوچھتے تھے کہ ان خفتم الایۃ کہ اگر تمہیں یتیم لڑکیوں کے بارے مین خطرہ ہو کہ تم ان سے انصاف نہیں کر سکوں گے تو پھر اپنی پسندیدہ دوسری عورتوں سے نکاح کرو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی اپنے متولی کی پرورش میں ہوتی تھی جو اس کے حسن اور مال میں تو رغبت رکھتا تھا لیکن چاہتا وہ یہ تھا کہ اس کے خاندان کی عورتوں کے طریقہ سے کم پر اس سے نکاح کرے۔ تو ان کو ایسی عورتوں سے نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر اس صورت میں کہ ان کے حق مہر کی پوری ادائیگی کریں۔ اور ان سے ماسوا عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اس کے بعد فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

ومال رغبوا في نكاحها ولم يلحقوها بسنتها باكمال الصداق فاذاكانت مرغوبة عنها في قلة المال والجمال تركوها والتمسوا غيرها من النساء قال فكما يتركونها حين يرغبون عنها فليس لهم ان ينكحوها اذا رغبوا فيها الا ان يقسطوا لها الاوفى من الصديق ويعطوها حقها.......

ترجمہ۔ کہ یہ لوگ آپؐ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تو آپؐ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں تمہیں فتویٰ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا کہ یتیم لڑکی جب جمال اور مال والی ہوتی ہے تو تم اسکے نکاح میں رغبت کرتے ہو۔ لیکن مہر پورا کرنے میں ان کے خاندان کی عورتوں کا طریقہ اختیار نہیں کرتے ہو پس جب قلت جمال اور مال کی وجہ سے وہ رغبت کے قابل نہیں تو تم اس کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور اس کے علاوہ اور دیگر عورتوں کو تلاش کرتے ہو۔ فرماتی تھیں کہ جس طرح بے رغبتی کے وقت ان کو چھوڑ دیتے ہو تو ایسے تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ تم ان سے اس صورت میں نکاح کرو جب کہ تمہیں ان میں رغبت ہو۔ البتہ اگر ان کے مہر کے پورا ادا کرنے میں انصاف کرو۔ اور ان کا پورا حق دو تو پھر تمہیں ان سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ لاتتبدلوا الخبيث بالطيب الخ کہ ان کے حرام مال کو اپنے حلال مال سے تبدیل نہ کرو۔ یا یہ کہ ان کا عمدہ مال اپنے خسیس مال سے نہ بدلو۔ یا یتیم کے مال کی حفاظت کی بجائے اس کو الگ نہ کرو کہ وہ ضائع ہو جائے۔

باب قول الله تعالى وابتلوا اليتمى۔

ترجمہ۔ اللہ عزوجل کے اس قول کی تفسیر میں کہ یتیموں کا امتحان لو۔

حتى اذا بلغوا النكاح فان انستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم ولا تاكلوها اسرافا وبدارا ان يكبروا ومن كان غنيا فليستعفف ومن كان فقيرا فليا كل بالمعروف الى قوله نصيبا مفروضا حسيبا كافيا وماللوصى ان يعمل فى مال اليتيم وما يا كل منه بعد اعمالته ......

ترجمہ۔ اللہ عزوجل کے اس قول کی تفسیر میں کہ یتیموں کا امتحان لو حتی کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں اور تمہیں ان سے صلاحیت معلوم ہو تو پھر انکا مال واپس کر دو۔ اور نہ تم ان کے مال کو فضول خرچیوں میں کھا جاؤ۔ اور نہ ہی اس جلدی میں کہ کہیں وہ بڑے ہو جائیں۔ اور جو شخص تم میں متمول اور دولتمند ہو وہ یتیم کے مال سے بچے اسے نہ کھائے اور جو تم میں سے محتاج ہو تو وہ دستور کے مطابق کھا سکتا ہے نصیبا مفروضا تک پڑھا حسیبا کے معنی کافی ہونے والے کے ہیں۔ تو وصی اور متولی کو یہ حق نہیں۔ ایک نسخے کے مطابق کہ وہ یتیم کے مال میں عمل کرے اور اپنی کوشش اور عمل کے مطابق اس سے کھائے۔

حدیث(۲۵۶۸)حدثناهارون الخ عن ابن عمرؓ ان عمرؓ تصدق بمال له علی عهد رسول الله ﷺ وکان یقال له ثمغ وکان نخلا فقال عمرؓ یارسول الله انی استفدت مالا وهو عندی نفیس فاردت ان اتصدق به فقال النبی ﷺ تصدق باصله لایباع ولایوهب ولایورث ولکن ینفق ثمره فتصدق به عمرؓ فتصدقه ذلك فی سبیل الله وفی الرکاب والمساکین والضیف وابن السبیل ولذی القربی ولاجناح علی من ولیه ان یاکل منه بالمعروف اویوکل صدیقه غیر متمول به .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنا کچھ مال جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ کیا وہ ثمغ نام کی جاگیر تھی۔ مدینہ کے پاس جو جہاں کھجوروں کا باغ تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے رسول اللہ! میں مال سے فائدہ حاصل کر سکتا ہوں۔ اور یہ مال میرے نزدیک نہایت عمدہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دوں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اصل یعنی تنے کو بھی صدقہ کر دو جس کو نہ تو بیچا جائے گا نہ ہی ھبہ کیا جا سکے گا۔ اور نہ ہی اس میں وراثت چالو ہو گی۔ لیکن اس کا پھل خرچ کیا جاتا رہے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے صدقہ کر دیا۔ تو یہ ان کا صدقہ اللہ کے راستہ یعنی جہاد میں گردنوں کے آزاد کرانے میں مسکینوں اور مہمانوں اور مسافروں اور رشتہ داروں کے لئے خرچ کیا جاتا تھا اور اس کے متولی کے لئے گناہ نہیں ہے کہ وہ خود بھی دستور کے مطابق اس سے کھائے۔ اور اپنے دوست کو بھی کھلائے۔ لیکن اس سے مالدار بننے کی کوشش نہ کرے۔

حدیث(۲۵۶۹)حدثناعبیدبن اسمعیل الخ عن عائشةؓ ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف قالت انزلت فی والی الیتیم ان یصیب من ماله اذاکان محتاجا بقدر ماله بالمعروف ....

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ اس آیت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ یہ یتیم کے متولی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر وہ ضرورت مند اور محتاج ہے تو وہ یتیم کے مال سے دستور کے مطابق بقدر اپنی ضرورت کے لے سکتا ہے۔ ورنہ غنی اس کے مال سے کچھ نہ کھائے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ وابتلوا الیتامی الخ اس باب میں ان دونوں روایتوں کو ذکر کرنے کی غرض یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق میں یا کسی کے عمل میں محبوس ہو تو وہ شخص اپنے عمل اور سعی کے مطابق کھا سکتا ہے۔ مگر مال یتیم کا عامل اگر غنی ہے تو نہیں لے سکتا۔ کیونکہ اس بارے میں نص کی تصریح موجود ہے۔ البتہ اگر محتاج ہے تو بقدر ضرورت یا بقدر سعی اجازت ہے۔ عمل یتیم کے علاوہ باقی معاملات میں غنی اور فقیر برابر ہیں جو اپنی سعی کے مطابق لے سکتے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ امام بخاریؒ نے وصی کو ناظر وقف سے تشبیہ دی ہے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ وقف کا نگران غنی یا فقیر وہ بقدر عملہ لے سکتا ہے۔ ناظر یتیم بھی اسی طرح ہے۔ حالانکہ واقف تو موقوف کے منافع کا مالک ہوتا ہے۔ اگر ولدیت کی شرط بیان کی گئی ہے۔ موصی تو اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی اولاد اس کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تقسیم کی وجہ سے مالک بن جائے گی۔ تو واقف کی طرح نہ ہوا۔ کیونکہ امام بخاریؒ کے بیان کا تقاضا ہے کہ وصی موصی علیہ کے مال میں سے کھا سکتا ہے۔ حالانکہ ایسا صحیح نہیں ہے بلکہ وصی کے لئے اگر کوئی چیز معین کر دی ہے تب اس کو اخذ کا اختیار ہے۔ چنانچہ علماء سلفؒ کا اس میں اختلاف رہا ہے۔ کہ جب کسی نے کسی کے لئے وصیت کی اور وصی کے لئے کوئی چیز معین نہیں کی تو بعض کے نزدیک اس کو اخذ کا اختیار ہے۔ اور بعض کے نزدیک نہیں ہے۔ علامہ کرمانیؒ نے فرمایا کہ حدیث کو باب سے مطابقت بایں طور ہے کہ وصی مال یتیم سے بقدر عمل لے سکتا ہے۔ بدلیل قول عمرؓ لا جناح علی من ولیہ ان یاکل بالمعروف اور اکل معروف کی کیفیت علامہ عینیؒ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ بقدر ضرورت بغیر اسراف کے اطراف اصابع سے کھا سکتا ہے۔ اس کے کپڑے نہیں بنا سکتا۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں لا یلبس احلل یعنی قیمتی کپڑے نہیں بنا سکتا ستر عورت کی اجازت ہے۔ اس طرح بھوک روکنے کی رخصت ہے۔ اس سے زیادہ اسراف ہے۔ اور بعض نے کہا کھجور کا پھل اور جانور کا دودھ پی سکتا ہے جس کی قضا واجب نہیں۔ البتہ ذہب وفضہ یعنی سونا چاندی لیا ہے تو اس کا واپس کرنا لازم ہوگا۔ حسن بصریؒ اور ان کے موافقین کا یہی قول ہے۔ اور ان کی دلیل حضرت عمرؓ کا یہ قول ہے۔ نزلت نفسی ومن مال اللہ بمنزلۃ مال الیتیم ان استغنیت استعففت وان انتقرت اکلت بالمعروف واذاایسرت قضبیت یعنی اللہ کے مال میں میں نے اپنے آپ کو مال یتیم کے منزلہ رکھا ہے۔ اگر غنی ہوں گا تو بچتا رہوں گا۔ محتاج ہوں گا تو دستور کے مطابق کھالوں گا۔ اور جب مجھے تونگری آجائے گی تو اسے قضا اور واپس کردوں گا۔ فقہاء کرام کا ارشاد ہے کہ اجرت مثل اور قدر حاجت میں سے جو کم ہو اس کے لینے کا جواز ہے۔ تونگری ہو جانے کے بعد واپس کرنے میں اختلاف ہے۔ میں نے یہ مسئلہ اوجز المسالک میں بڑی بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

فلینظر من شاالغنی والفقیر یعنی غیر مال یتیم میں غنی اور فقیر برابر ہیں۔

باب قول اللہ تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا۔

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں۔ اور عنقریب سلگتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

حدیث (۲۵۷۰) حدثنا عبدالعزیز الخ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے

قالوایارسول اللّٰہ وماھن قال الشرك بالله والسحر وقتل النفس التی حرم اللّٰہ الابالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات .....

احتراز کرو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا وہ سات کیا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایک تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ دوسرا جادو کرنا ہے تیسرا اس جی کا قتل کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر اس کے حق کے ساتھ جائز ہے۔ چوتھا سود کھانا۔ پانچواں یتیم کا مال ناحق کھانا۔ چھٹا مٹھ بھیڑ کے دن (لڑائی کے دن) پیٹھ پھیرنا۔ ساتویں پاکدامن مؤمن اور بھولی بھالی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ سحر کے بارے میں ہمارے علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس کا فعل فسق ہے۔ لیس منا من سحر اوسحر له اور اس کا سیکھنا حرام ہے۔ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں الساحر کافروان السحر کفر وان تعلم کفروالساحر یقتل (جادوگر کافر ہے۔ جادو کرنا کفر ہے۔ اس کا سیکھنا کفر ہے۔ اور جادوگر کو قتل کردیا جائے) اور اس کی تلافی بھی نہیں ہوسکتی۔ خواہ سحر مسلمان سے کرے یا ذمی سے کرے۔ تو لی بمعنی فرار کے لئے پیٹھ پھیرنا۔ زحف دشمن کی طرف لشکر کا روانہ ہونا۔ محصنات بمعنی عفیفہ پاکدامن مؤمنات سے کافرات خارج ہوگئیں۔ غافلات زنا سے بری بھولی بھالی۔

باب قول الله عزوجل ویسئلونك عن الیتمی

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر کے بارے میں آپؐ سے یتامیٰ کے بارے میں سوال کرتی ہین

قل اصلاح لهم خیر وان تخالطوهم فاخوانکم فی الدین الخ والله یلعم المفسد من المصلح ولوشاء الله لاعنتکم ان اللّٰہ عزیز حکیم لاعنتکم لاحرجکم وضیق وعنت خضعت وقال سلیمن الخ عن نا فع قال مارد ابن عمرؓ علی احد وصیة وکان ابن سیرین احب الاشیاء الیه فی مال الیتیم ان یجتمع الیه نصحاؤه واولیاء ہ فینظروا الذی هوخیرله وکان طاؤس اذاسئل عن شئ من

ترجمہ۔ آپؐ فرمادیجئے ان کی بھلائی ملحوظ رکھنا بہتر ہے اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا کر رکھو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے اور بھلائی کرنے والے کو جانتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ لاعنتکم کے معنی ہیں میں تمہیں حرج اور تکلیف میں ڈال دیتا اور تنگی کردیتا۔ وعنت جھک گئے۔ حضرت نافعؒ فرماتے ہیں حضرت ابن عمرؓ کسی کی وصیت کو اس پر رد نہیں کرتے تھے۔ یعنی وصیت پر عمل ہوتا تھا۔ اور ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ یتیم کے مال کے بارے میں سب سے

امر الیتیمی قرأ والله یعلم المفسد من المصلح وقال عطاء فی یتامی الصغیر والکبیر ینفق الولی علی کل انسان بقدره من حصته ....

پسندیدہ بات میرے نزدیک یہ ہے کہ سب اس کے خیر خواہ اور ورثاء جمع ہو کر اس کی اس چیز پر غور کریں جو اس کے لئے بہتر ہو۔ اور حضرت طاؤسؒ سے جب یتامی کے معاملات کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ یہ آیت پڑھ دیتے۔ اللہ تعالیٰ فسادی اور بھلائی کرنے والے کو خوب جانتے ہیں۔ حضرت عطاء یتامی چھوٹے بڑے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ متولی ان میں سے ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق خرچ کرے۔

باب استخدام الیتیم فی السفر والحضر اذا کان صلاحا له ونظر الام وزوجها للیتیم۔

ترجمہ۔ سفر اور حضر میں یتیم سے خدمت لینا جب کہ اس میں صلاحیت ہو اور والدہ اور اس کے خاوند کا یتیم کے لئے لحاظ رکھنا۔

حدیث (۲۵۷۱) حدثنا یعقوب بن ابراهیم الخ عن انسؓ قال قدم رسول الله ﷺ المدینة لیس له خادم فاخذ ابوطلحة بیدی فانطلق بی الی رسول الله ﷺ فقال یارسول الله ان انساً غلام کیس فلیخدمك قال فخدمته فی السفر والحضر ماقال لی لشیٔ صنعته لم صنعت هذا هکذا ولا لشیٔ لم اصنعه لم لم تصنع هذا هکذا .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کا کوئی خدمت گذار نہیں تھا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے فرمایا اے اللہ کے رسول! بیشک حضرت انسؓ ایک زیرک لڑکا ہے۔ پس یہ آپ کی خدمت کرتا رہے گا۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت کی۔ سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔ اس طرح کہ جب میں نے کوئی کام کر لیا تو آپؐ نے اپنے خلق حسن کی وجہ سے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ اس طرح اسے کیوں کیا۔ اور جو کام نہیں کیا اس کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس کو اس طرح کیوں نہیں کیا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ رعنت بمعنی خضعت اس کا تعلق لاعنتکم سے نہیں ہے۔ کہ یہ عنو کی فعل ماضی ہے۔ عنت بمعنی مشقت سے نہیں ہے۔ لیکن مصنفؒ نے استطراداً اسے ذکر فرمایا ہے۔

وقال لناسلیمان امام بخاریؒ کی عادت ہے ایسے صیغے موقوفات اور متابعات میں استعمال کرتے ہیں۔ سلیمان امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں مذاکرہ اور اجازت کے لئے نہیں لاتے۔

مارد ابن عمرؓ یعنی موصی الیہ کے لئے وصیہ قبول کر لیتے تھے۔ اناکامل الیتیم کفاتین یعنی میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ہاتھ کی ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے۔ اس حدیث سے کفالت یتیم پر ثواب کی امید بھی رکھتے تھے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ نظر الدم حضرت ام حضرت ابو طلحہؓ حضرت ام سلیمؓ کے خاوند تھے۔ اور ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ تھیں حدیث انسؓ سے دونوں کی نظر شفقت ثابت ہوئی کہ اس میں حضرت انسؓ کا فائدہ تھا کہ ان کے سوتیلے باپ اور اس کی ماں نے حضرت انسؓ کے فائدے کے لئے آنحضرت ﷺ سے خدمت لینے کی درخواست کی جو قبول ہوئی۔ اور دس سال آپ کی خدمت کرتے رہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لما فیہ من نفعہ سے دفعہ توہم کیا کہ استخدام میں تو یتیم کی ذلت ہے تو فرمایا کہ نہیں اسی میں حضرت انسؓ کا نفع تھا۔ حضرت ابو طلحہؓ نے حضرت ام سلیمؓ کی رضامندی سے حاضر کیا یا حضرت ام سلیمؓ خود لے آئیں اور غزوۂ خیبر کے لئے حضرت ابو طلحہؓ لے آئے جیسا کہ کتاب الجہاد میں اس کی تصریح آرہی ہے اور حضرت انسؓ کو خدمت نبویؐ میں رہ کر وہ آداب معلوم ہوئے جو حقیقی باپ سے بھی متوقع نہیں۔ اس لئے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ماں اور دوسرے کفیل حضرات کو یہ اختیار حاصل ہے کہ یتیم کے مصالح کی بنا پر تصرف کر سکتے ہیں۔ پھر وہ مصلحت سفر و حضر کیلئے برابر ہے۔ امام محمدؒ کا ایک تلمیذ سفر میں وفات پا گیا تو امام محمدؒ نے بغیر اذن قاضی کے اس کا مال بیچ کر اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا اور معترض کو جواب دیا کہ واللہ یعلم المفسد من المصلح۔

باب اذاوقف ارضاولم یبین الحدود فھو جائز وکذلک الصدقة

ترجمہ۔ جب کوئی شخص زمین وقف کرے اور اس کے حدود بیان نہ کرے تو بھی وقف جائز ہے۔ اور اسی طرح صدقہ کا بھی یہی حکم ہے۔

حدیث (۲۵۷۲) حدثنا عبداللہ بن مسلمة الخ انه سمع انس بن مالکؓ یقول ابو طلحةؓ اکثر انصاری بالمدینة مالامن نخل وکان احب ماله الیه بیرحاء مستقبلة المسجد وکان النبی ﷺ یدخلها ویشرب من ماء فیها طیب قال انس فلما نزلت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون قام ابو طلحةؓ فقال یا رسول الله ان الله یقول لن تنالوا البر

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ مدینہ منورہ میں تمام انصار میں کھجوروں کے باغ کے اعتبار سے سب سے زیادہ مال والے تھے اور مسجد نبوی ﷺ کے سامنے انکا سب سے پسندیدہ مال بیر حاء تھا جس میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تھے اور اسکے بہترین پانی کو پیتے تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ اتری کہ تم لوگ اس وقت تک نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز کو خرچ نہ کرو تو حضرت ابو طلحہؓ اٹھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا

حتی تنفقوا مما تحبون وان احب اموالی الی بیرحاء وانہاصدقۃللہ ارجو برھا وذخرھا عنداللہ فضعھا حیث اراك اللہ فقال بخ ذلك مال رابح او رائح شك بن مسلمۃ وقد سمعت ما قلت وانی اری ان تجعلھا فی الاقربین قال ابو طلحۃؓ افعل ذلك یا رسول اللہ فقسمھا ابو طلحۃؓ فی اقاربہ وفی بنی عمہ وقال اسمعیل الخ عن مالك رائح.

ارشاد ہے کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ کرو اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب مال بیر حاء ہے یہ اللہ کے لئے صدقہ ہے۔ میں اس کی نیکی اور عنداللہ ذخیرہ آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں پس جس طرح اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھائے اس کے مطابق آپؐ اسے استعمال فرمائیں آپؐ نے فرمایا مبارک ہو یہ مال نفع دینے والا ہے یا جانے والا ہے۔ ابن سلمہ کو شک ہے جو کچھ تم نے کہا میں نے اسے سن لیا میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صرف کریں۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اسے اپنے قریبی رشتہ دار اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل نے حضرت مالک سے اسے بلا شک و تردد کے رائح نقل کیا ہے۔

حدیث(۲۵۷۳)حدثنامحمدبن عبدالرحیم الخ عن ابن عباسؓ ان رجلاقال لرسول اللہﷺ ان امہ توفیت اینفعھاان تصدقت عنھاقال نعم قال فان لی مخرافا واشھدك انی قد تصدقت عنھا .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ میری والدہ کی وفات ہو چکی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اس کو فائدہ پہنچے گا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! فائدہ پہنچے گا تو اس نے کہا کہ میرا ایک پھلدار باغ ہے میں آپؐ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لم یبین الحدود امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حدود کا ذکر تو موقوف کی تعیین اور تمییز عن الغیر کے لئے ہوتا ہے۔ اور تمییز بغیر ذکر حدود کے ہو جائے جیسے روایت میں بیر حاء کا باغ ممتاز اور حدود سے گھرا ہوا تھا تو حدود کو ذکر نہیں کیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ موقوف اور متصدق یہ جب دوسرے سے ممتاز ہوں کہ التباس کا خطرہ نہ ہو تو حدود ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اور ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہو کہ وقف اس صیغہ سے صحیح ہو جائے گا جس میں تحدید نہ ہو۔ تحدید وہاں معتبر ہے جہاں غیر کے حق کو بیان کر کے اس پر گواہ بنانا ہو۔ علامہ کرمانیؒ نے ایک اشکال نقل کیا ہے کہ بیر حاء تو ایک باغ مشہور تھا جس کی حدبندی ہو چکی تھی اس لئے حدود بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن مخراف تو اسم جنس ہے۔ اس کی تجدید

ضروری تھی تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اسکی تعیین متصدق کی طرف نسبت کرنے سے ہوگی جب کہ اس کے علاوہ اسکے پاس کچھ نہیں تھا۔

باب اذا وقف جماعة ارضا مشاعا فهو جائز

ترجمہ۔ جب ایک جماعت نے ایک مشترک زمین وقف کردی تو یہ بھی جائز ہے۔

حدیث (۲۵۷٤) حدثنا مسدد الخ عن انسؓ قال امر النبی ﷺ ببناء المسجد فقال یا بنی النجار ثامنونی بحائطکم هذا قالوا لا والله لانطلب ثمنه الا الی الله .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ تو آپؐ نے اپنے ننہال بنو نجار سے فرمایا کہ اپنا یہ باغ مجھے قیمت پر دے دو۔ انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے طلب نہیں کریں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اذا وقف جماعة سے امام بخاریؒ ان لوگوں پر رد کرنا چاہتے ہیں جو مشترک مال کے وقف کو جائز نہیں کہتے۔ خواہ وقف کرنے والا ایک ہو یا جماعت ہو۔ پہلے باب سے وقف مشاع من واحد کو ثابت کیا تھا۔ اس باب سے وقف مشاع من جماعت کو ثابت فرمارہے ہیں۔ اس لئے جماعت کی قید یہاں احترازی نہیں ہوگی۔

لانطلب ثمنه الخ ای لانطلب ثمنه من احد ولکن هو مصروف الی الله اس صورت میں استثناء منقطع ہوگا۔ یا تقدیر عبارت یوں ہو لانطلب ثمنها الا مصروفا الی الله تو پھر استثناء متصل ہوگا۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوگی کہ تصدقوا بحائطکم هذا لله اور آپؐ نے اس کو قبول فرمالیا۔ تو یہ وقف مشاع من جماعت ہوا اگر اشکال ہو کہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمین کی قیمت مالکوں کو سپرد کر کے صدقہ کیا تھا جس کی مقدار دس دینار بتائی جاتی ہے۔ تو یہ تصدق ابوبکرؓ ہوا وقف مشاع ثابت نہ ہوا۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو پھر یہ سب جناب نبی اکرم ﷺ کی تقریر سے ثابت ہوگا۔ کہ آپؐ نے ان کے قول پر رد نہیں فرمایا۔ اگر وقف مشاع ہوتا تو جائز نہ ہوتا۔ اور جنابؐ ان پر انکار فرماتے۔

باب الوقف کیف یکتب

ترجمہ۔ وقف کو کیسے لکھا جائے

حدیث (۲۵۷۵) حدثنا مسدد الخ عن ابن عمرؓ قال اصاب عمرؓ بخیبر ارضا فاتی النبی ﷺ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت عمرؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی تو وہ جناب رسول اللہ ﷺ

فقال اصبت ارضالم اصب مالاقط انفس منه فكيف تامرني به قال ان شئت حبست اصلها وتصدقت بها فتصدق عمرؓ انه لا يباع اصلها ولايوهب ولايورث في الفقراء والقربى والرقاب وفي سبيل الله والضيف وابن السبيل لاجناح على من وليها ان ياكل منها بالمعروف اويطعم صديقاغير متمول فيه........

کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ اس کے بارے میں آپؐ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کے اصل کو روک رکھو۔ اور اس کی پیداوار کا صدقہ کر دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے صدقہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس کے اصل کو نہ تو بیچا جائے نہ اس کو ہبہ کیا جائے۔ اور نہ ہی اس میں وراثت چالو ہو۔ یہ فقراء میں۔ قرابت داروں میں۔ گردنیں آزاد کرانے میں۔ جہاد فی سبیل اللہ میں۔ مہمانوں میں اور مسافروں میں صدقہ ہوگا جو شخص انکا متولی ہو وہ اس سے کھا سکتا ہے۔ دستور کے مطابق اور دوست کو بھی کھلا سکتا ہے۔ لیکن دولت مند بننے کی اجازت نہیں ہوگی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ انفس بمعنی اجود۔حبست بمعنی وقفت۔تصدقت بها ای بنفعتهاغير متمول ای لايتخذمنها ملكا یعنی اس کے کسی حصہ کا مالک نہیں ہوگا۔

ان شئت حبست ترجمہ ثابت ہوا۔ ان سب الفاظ سے یہ ماخوذ ہوا کہ یہ وقف ان شرائط سے مشروط تھا جس کو کتاب الوقف میں لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ کے کاتب معیقیبؓ نے اسے لکھا تھا اور یہ بات ان کے زمانۂ خلافت کی ہے۔ کیونکہ معیقیبؓ ان کے دور خلافت کا کاتب تھا۔ وقف تو آنحضرت ﷺ کے عہد میں ہوا اس کی کتابت خلافت فاروقی میں ہوئی۔ القربى محل ترجمہ ہے۔ کہ اس میں غنی اور فقیر کی قید نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عام ہے۔ یا بعض غنی ہوں یا بعض فقیر ہوں۔ تب بھی صحیح ہے۔

باب الوقف للغني والفقيروالضيف ۔

ترجمہ۔ فقیر دولتمند اور مہمانوں کے لئے وقف کرنے کے بارے میں۔

حديث(۲۵۷۶)حدثنا ابو عاصم الخ عن ابن عمرؓ ان عمر وجد مالابخيبرفاتى النبى ﷺ فاخبره قال ان شئت تصدقت بها فى الفقراء والمساكين وذى القربى والضيف....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی جس کی انہوں نے آکر جناب نبی اکرم ﷺ کو خبر دی جس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کا صدقہ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے اس کو فقراء مساکین قرابت داروں اور مہمانوں میں صدقہ کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اگر اغنیاء کو فقراء کے تابع کر کے ان پر وقف کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تو جب کسی نے وقف کو مطلق رکھا فقراء کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اغنیاء کو بھی اس کے کھانے کا حق ہے۔ اگر فقراء کی تخصیص کر دی جائے تو پھر اغنیاء کو وقف شدہ مال کے استعمال کا حق نہیں ہے۔ اور فقط اغنیاء پر وقف کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ ابن عابدین نے نقل کیا ہے کہ محض اغنیاء پر وقف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی عبادت نہیں ہے البتہ اگر آخر میں فقراء کے لئے وقف کرے تو فی الجملہ یہ قربت ہو جائے گی۔ چنانچہ حافظؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث عمرؓ سے ثابت ہوا کہ اغنیاء پر وقف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ذوالقربی اور الضیف حاجہ کی کوئی قید نہیں ہے اور یہی شوافعؒ کے نزدیک اصح ہے۔

باب وقف الارض المسجد

ترجمہ۔ مسجد کے لئے زمین وقف کرنا

حدیث (۲۵۷۷) حدثنا اسحق الخ حدثنی انس بن مالکؓ لما قدم رسول الله ﷺ المدينة امر بالمسجد وقال لبنی النجار ثامنونی بحائطكم هذا قالو الا والله لانطلب ثمنه الا الی الله ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنو نجار سے فرمایا کہ اپنے اس باغ کی مجھ سے قیمت لے لو انہوں نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت کو اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کریں گے۔

باب وقف الدواب والكراع والعروض والصامت۔

ترجمہ۔ جانوروں۔ گھوڑوں۔ مال واسباب اور سونے چاندی کا وقف کرنا۔

قال الزهری فی من جعل الف دينا ر فی سبيل الله ودفعها الی غلام له تاجر يتجر بها وجعل ربحه صدقة للمساكين والاقربين هل للرجل ان ياكل من ربح ذلك الالف شيئا وان لم يكن جعل ربحها صدقة فی المساكين قال ليس له ان ياكل منها........

ترجمہ۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایک ہزار دینار اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے پھر وہ اپنے تاجر غلام کو دے دیئے تاکہ وہ ان میں تجارت کرے اور اس کے منافع مساکین کے لئے صدقہ کر دے تو پھر اس کو خود حق نہیں پہنچتا کہ خود اس میں سے کھائے۔

حدیث(۲۵۷۸)حدثنا مسدد الخ عن ابن عمرؓ ان عمرؓ حمل علی فرس له فی سبیل الله اعطاها رسول الله ﷺ لیحمل علیها رجلا فاخبر عمرؓ انه قد وقفها یبیعها فسال رسول الله ﷺ ان یبتاعها فقال لا تبتعها ولا ترجعن فی صدقتك .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنا ایک گھوڑا جهاد فی سبیل الله کے لئے جناب رسول اللہ کو دیا کہ آپ کسی مجاہد کو اس پر سوار کریں تو آپ نے کسی مجاہد کو سواری کے لئے دے دیا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ اس شخص نے وقف کرنے کے لئے اس کو بیچنا چاہتا ہے۔ تو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا یہ خود اس گھوڑے کو خرید سکتے ہیں آپ نے فرمایا اس کو مت خریدو اپنے صدقہ میں کبھی رجوع نہ کرو۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس ترجمہ کا مقصد منقولات کا وقف ثابت کرنا ہے۔ کراع سے گھوڑے مراد ہیں تو یہ عطف خاص علی العام ہوگا۔ عروض سے مراد نقدین کے علاوہ مال و متاع مراد ہے اور صامت سے مراد نقدین ہیں۔ یعنی سونا چاندی۔ امام زہریؒ کے قول سے ان کے جواز کو ثابت کرنا ہے۔ اسماعیلی نے اثر زہری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تو ماتقدم کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کی حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ اصل کو روکے اور منافع کو مساکین میں خرچ کرے۔ صامت میں یہ صورت ممکن نہیں ان کو تو اپنے پاس سے نکالنا پڑتا ہے تب فائدہ ہو سکتا ہے۔ تو اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا کہ اس سے ایسے کپڑے خریدے جائیں کہ جن کو عورتیں عندالحاجة استعمال کر کے واپس کر دیں۔ یہ ایک صورت انتفاع کی ہے۔

باب نفقة القیم للوقف

ترجمہ۔ وقف کے ناظم کا خرچہ کہاں سے ادا کیا جائے

حدیث(۲۵۷۹)حدثنا عبدالله بن یوسف الخ عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال لا یقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقة نسائی ومؤنة عاملی فهو صدقة .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ورثاء درہم و دینار کو تقسیم نہ کریں۔ جو کچھ میری بیویوں کے خرچہ اور میرے عاملین کی تنخواہ کے بعد بچ جائے وہ سب صدقہ ہے۔

حدیث(۲۵۸۰)حدثنا قتیبة الخ عن ابن عمرؓ ان عمرؓ اشترط فی وقفه ان یاکل من ولیه ویوکل صدیقه غیر متمول مالا .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جناب عمر بن الخطابؓ نے اپنے وقف میں شرط لگائی تھی کہ جو اس کا متولی بنے گا وہ خود بھی اس میں سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست کو بھی کھلا سکتا ہے البتہ وہ مال سے دولتمند نہ بنے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ بعد نفقة نسائی یہ محل ترجمہ ہے اگر قیم سے مراد متولی ہے اور وہ خود جناب نبی اکرم ﷺ تھے۔ اگر قیم سے مراد محافظ اور نگہداشت کرنے والا مراد ہے تو مؤنة عاملی محل ترجمہ ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ امام بخاریؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ وقف پر کام کرنے والے لوگ خواہ وہ اجیر ہو یا نگران ہو یا وکیل ہو سب شامل ہوں گے۔ ان کی اجرت شرعاً جائز ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مؤنۃ عاملی میں ترجمہ ہے۔ اور عامل سے مراد قیم اور منتظم ہے اور ان عاملین سے مراد آنحضرت ﷺ کی اراضی فیئ کے عامل ہیں۔ اراضی بنو نضیر۔ فدک اور خیبر کے حصہ کا انتظام جن کے سپرد تھا۔ اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد آپؐ کے بعد آنے والا خلیفہ ہے۔ اور بعض نے قبر کھودنے والا بھی مراد لیا ہے۔ اس طرح قیم میں پانچ اقوال ہو گئے۔ خلیفہ۔ کارکن۔ نگران۔ خادم اور قبر کھودنے والا۔ امام بخاریؒ نے آخر وصایا میں جو باب باندھا ہے نفقه قیم الوقف اس سے اشارہ ہے کہ ان کے نزدیک قیم کے معنی نگران کے راجح ہیں۔ لیکن بظاہر نفقہ نساء او مؤنۃ عامل میں تغایر معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لغت میں مؤنة قیام بالکفایة کو اور انفاق بذل القوت کو کہتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ نفقہ کا مؤنۃ سے کم درجہ ہے۔ تخصیص نساء کا راز یہ ہے کہ جب انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔ تو ان کے لئے قوت لا یموت ضروری تھی۔ اس لئے نفقہ پر اقتصار کیا گیا۔ اور عامل چونکہ اجیر کی صورت میں ہوتا ہے اسے مایکفیه کی ضرورت تھی۔ تو مؤنة عامل کا لفظ اختیار کیا گیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لاتقتسم ورثتی باسکان المیم نہی ہے۔ اور بضم المیم نفی ہے معنی یہ ہوں گے کہ آپؐ نے کوئی مال نہیں چھوڑا جو وراثت میں تقسیم ہو سکے۔ اور نہی کی صورت میں احتمال ترکہ کی صورت میں تقسیم سے منع فرمادیا۔ اور اسی بنا پر ان کو ورثه بالقوة کہا گیا۔ اور اس پر دلیل شرعی حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے لا نورث ماترکناه فهو صدقة ہم کسی کو وارث نہیں بنائیں گے جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ بعد نفقہ نسائی کہ اس سے مراد ازواج مطہرات عدت گذارنے والی مراد ہیں۔ کیونکہ وہ آپؐ کی وفات کے بعد کسی سے نکاح نہیں کر سکتیں۔ اس لئے ان کے لئے نفقہ جاری کیا گیا۔ اور حجرات ان کی رہائش کے لئے چھوڑ دیئے گئے۔ اور عاملی سے وہ کارندے مراد ہیں جو ارض بنو نضیر۔ فدک۔ سہم خیبر اور صفایا پر متعین تھے۔

باب اذاوقف ارضا اوبئرا واشترط لنفسه مثل دلاء المسلمین

ترجمہ۔ جب کوئی شخص زمین یا کنواں وقف کرے یا اپنے لئے مسلمانوں کے ڈول کی طرح ڈول کے حق کی شرط لگائے

واوقف انس دارافکان اذاقدمها نزلها وتصدق الزبیر بدوره وقال للمردودة من بناته

ترجمہ۔ اور حضرت انسؓ نے ایک مکان وقف کیا تھا جب وہاں آتے تھے تو اس میں قیام کرتے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے

ان تسکن غیر مضرة و لا مضر بها فان استغنت بزوج فلیس لها حق وجعل ابن عمرؓ نصیبه من دار عمرؓ سکنی لذوی الحاجة من ال عبدالله وقال عبدان اخبرنی ابی عن ابی عبدالرحمن ان عثمانؓ حیث حوصر اشرف علیهم وقال انشدکم ولا انشد الا اصحاب النبی ﷺ الستم تعلمون ان رسول الله ﷺ قال من حفر رومة فله الجنة فحفرتها الستم تعلمون انه قال من جهز جیش العسرة فله الجنة فجهزتهم قال فصدقوه بما قال وقال عمر فی وقفه لاجناح علی من ولیه ان یاکل وقد یلیه الواقف وغیره فهو واسع لکل ...

اپنے مکانات صدقہ کر دیئے تھے۔ اور اپنی ان مطلقہ بیویوں سے فرمادیا تھا جو ان پر واپس لوٹائی گئی تھیں کہ تم ان میں سکونت اختیار کر سکتی ہو۔ نہ تو تم خود ان کو کوئی نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی ان کی وجہ سے ان کو نقصان پہنچے۔ پس ان میں سے جس کو بھی خاوند کی مدد حاصل ہو جائے یا شادی شدہ ہو جائے تو اسکو ان میں رہائش کا حق نہیں ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جو حصہ حضرت عمرؓ کے مکان سے ملا تھا وہ انہوں نے ضرورت مندوں کی رہائش کے لئے وقف کر دیا تھا۔ بشرطیکہ وہ ضرورت مند اور حضرت عبداللہ کے خاندان میں سے ہوں۔ اور عبدان اپنی سند سے ابو عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کا جب محاصرہ اور گھیراؤ کیا گیا تو انہوں نے گھیراؤ کرنے والوں پر جھانک کر فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور یہ قسم میں صرف اصحاب نبی اکرم ﷺ کو دیتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بیر رومہ کھود کر چالو کر دیا اس کے لئے جنت ہے۔ میں نے اس کو کھود کر وقف کر دیا۔ اور کیا تم نہیں جانتے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص غزوۂ تبوک کے تنگی والے لشکر کو سامان مہیا کرے گا اس کے لئے جنت ہے میں نے ان کو سامان مہیا کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرت عثمانؓ نے فرمایا ان سب لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اور حضرت عمرؓ نے اپنے وقف کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو اس کا متولی ہے اس کے کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔ کبھی متولی خود واقف ہوتا ہے اور کبھی دوسرا ہوتا ہے۔ تو ہر ایک کے لئے اجرت لینا جائز ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ من حفر ہذا میں مجازی مراد ہیں۔ کہ جو اسے خرید کرے یا ملک کر دے۔ در حقیقت بئر رومہ بند ہو چکا تھا۔ تو اس کو کھود کر چالو کر کے وقف کر دیا تو حقیقی معنی پر محمول ہو گا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حفر کی نسبت حضرت عثمانؓ کی طرف وہم راوی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ انہوں نے بیر رومہ کو پینتیس ہزار درہم میں خرید کر کے وقف کر دیا تھا۔ اور مقصود امام بخاریؒ کا اس ترجمہ سے یہ ہے کہ واقف اگر موقوف کی منفعہ اپنے لئے شرط کرے تو جائز ہے اور ابن بطالؒ نے فرمایا کہ علماء کا کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی موقوف کی منفعہ کو اپنے لئے شرط کرے

تو عند العلماء جائز ہے لیکن یہ عدم خلاف صحیح نہیں۔ مسئلہ اختلافی ہے۔ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ یہاں دو مسئلے بیان کرنے ہیں ایک تو یہ کہ واقف اپنے وقف کا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ واقف اپنے لئے کوئی شرط لگائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اس ترجمہ سے مقصود اسی جواز کا ثابت کرنا ہے۔ لیکن امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ واقف اگر اپنے لئے وقف کی منفعت کی شرط کرے تو یہ جائز ہے۔ مردودہ سے مطلقہ مراد ہے۔ غیر مضرة بصیغہ اسم فاعل۔ ولا مضربها بصیغہ اسم مفعول۔ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ لڑکی جب باکرہ ہو اور اسے قبل الدخول طلاق ہو جائے تو اس کا خرچہ باپ کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور سکونت بھی اس کے ذمہ ہے۔ پس جب اس نے اپنے وقف میں ٹھکانا دے دیا۔ تو گویا کہ اس نے اپنی ذات پر سے کلفت اٹھانے کی شرط لگا دی۔

من حفر بئر رومة روایات مشہورہ میں یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اسے خرید کیا تھا اور مطابقت ترجمہ سے اس طرح ہوئی کہ دلوی فیها کدلاء المسلمین یعنی اس کنواں میں میرا ڈول بھی اسی طرح ہوگا۔ جس طرح دوسرے مسلمانوں کے ڈول ہوں گے یہ اپنے وقف میں شرط ہوگی۔

باب اذاقال الواقف لانطلب ثمنه الاالی الله فهوجائز ۔

ترجمہ۔ جب وقف کرنے والا یہ کہے کہ ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے طلب کریں گے تو یہ جائز ہے

حدیث (۲۵۸۱) حدثنامسدد الخ عن انسؓ قال قال النبی ﷺ یا بنی النجا رثامنونی بحائطکم قالوا لانطلب ثمنه الاالی الله ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بنو نجار! اپنا باغ مجھے قیمت پر دے دو تو انہوں نے کہا ہم اسکی قیمت اللہ تعالیٰ سے ہی طلب کریں گے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ وقف کسی خصوصی لفظ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ کہ وقف کا لفظ بولا جائے۔ بلکہ جس طرح بھی یہ مقصود حاصل ہو جائے وہ کافی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ مسئلہ اختلافی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ لانطلب ثمنه الخ سے وقف ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر عبد کے متعلق یہ الفاظ کہے جائیں تو وہ بالاتفاق وقف نہیں ہوتا۔ اور اگر مدبر سے یہ الفاظ کہے جائیں تو اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ وقف کے الفاظ نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ الفاظ بھی دو قسم ہیں۔ صریح اور کنایہ صریح جیسے وقفت۔ حبست۔ اسبلت لاراضی موقوفه۔ اور کنایہ یہ ہے مثلاً حرمت هذه البقعه للمساکین او ابدتها اما ابو یوسفؒ صرف موقوفہ کے لفظ پر اکتفا کرتے ہیں۔

چنانچہ مشائخ بخارا امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ عرف کا اعتبار کرتے ہیں۔ صاحب بحرالرائق نے چھبیس الفاظ ذکر کیے ہیں۔ جن میں احنافؒ کا اختلاف ہے۔ لیکن ان میں لا نخطب ثمنه الخ مذکور نہیں ہے۔

باب قول الله تعالى

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کے بارے میں

یاایها الذین امنوا شهادة بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیة اثنان ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم الی قوله والله لایهدی القوم الفاسقین

ترجمہ۔ اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی ایک کو وصیت کے وقت موت آجائے تو تمہارے میں سے دو آدمی عدل والے گواہی دیں۔ یا دوسرے لوگوں میں سے دو آدمی ہوں آخر آیت والله لایهدی القوم الفاسقین ۔

حدیث (۲۵۸۲) وقال لی علی بن عبدالله الخ عن ابن عباسؓ قال خرج رجل من بنی سهم مع تمیم الداری وعدی ابن بداء فمات السهمی بارض لیس بها مسلم فلما قدما بترکته فقدوا جامامن فضة مخوصا من ذهب فاحلفهما رسول الله ﷺ ثم وجد الجام بمکة فقالوا بتعناه من تمیم وعدی فقام رجلان من اولیائه فحلفا لشهادتنا احق من شهادتهما وان لجام لصاحبهم قال وفیهم نزلت هذه الایة یاایها الذین امنوا شهادة بینکم ....

ترجمہ۔ حضرت علی بن عبداللہؒ نے اپنے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قبیلہ بنو سہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی بن بداء کے ہمراہ سفر پر نکلا سہمی کا ایک ملک میں انتقال ہو گیا جہاں پر کوئی مسلمان نہیں تھا جب وہ دونوں اس کا ترکہ لائے تو چاندی کا ایک پیالہ جو سونے سے منقش تھا گم پایا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے قسم اٹھوائی۔ لیکن وہ پیالہ انہیں سے مکہ معظمہ میں مل گیا جنہوں نے کہا کہ ہم نے یہ پیالہ تو تمیم اور عدی سے خرید کیا ہے۔ تو سہمی کے ورثاء میں سے دو آدمیوں نے کھڑے ہو کر قسم اٹھائی کہ ہماری گواہی ان دو کی گواہی سے قبولیت کی زیادہ حق دار ہے۔ اور بے شک پیالہ ان لوگوں سہمیوں کا ہے تو فرمایا کہ ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ یاایها الذین امنوا الخ۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حضرت قطب گنگوہیؒ نے اس مقام پر بحث نہیں کی۔ حالانکہ یہ صعب الابواب ہے۔ اور یہ آیات بھی مشکلات القرآن میں سے ہیں۔ بات یہ ہے کو کب دری شرح ترمذی میں حضرت شیخؒ اس پر بسط سے کلام فرما چکے ہیں۔ وہ اپنی عادت کے مطابق اعادہ نہیں فرماتے۔ مولانا حسن مکیؒ کی تقریر کے مطابق آیت کریمہ میں شہادت سے مراد وصیت ہے۔ اس لئے مصنفؒ نے اس کو

کتاب الوصایا میں بیان فرمایا ہے۔ بعض نے اس سے قسم مراد لی ہے۔ اور بعض اس کے معنی حضور کے لیتے ہیں۔ اقرار اور علم کے معنی بھی آتے ہیں۔ کچھ فوائد یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں بیان فرمایا ہے کہ شهادة اہل الذمة علی المسلمین منسوخ ہے۔ صاحب الفیض نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں مدعی علیہما تھے۔ شہادت تو مدعی پیش کیا کرتا ہے۔ تو صاحب مدارک نے اس کا جواب دیا ہے کہ کلام کے دوران یہ دونوں مدعا علیہما بن گئے۔ گویا کہ مدعی علیہ مدعی بن گئے۔ لیکن حضرت شاہ عبد القادرؒ نے اپنے ترجمہ میں اسے بیان حلفی قرار دیا ہے تو اب کوئی اشکال نہیں رہے گا۔ تیسرا فائدہ یہ ہے تمیم داری اور عدی بن بداء دونوں نصرانی تھے اور یہ واقعہ قبل از اسلام پیش آیا بعد میں بر موقعہ فتح مکہ یہ سب مسلمان ہو گئے۔ صحیح یہ ہے عدی نصرانی تھا۔ اس کے اسلام لانے کی خبر ہم تک نہیں پہنچی آیت کی تفسیر اور اس کے اعراب کی بحث اپنے محل پر آئے گی۔

باب قضاء الوصی دیون المیت بغیر محضر من الورثة۔

ترجمہ۔ وارثوں کی غیر حاضری میں وصی کا میت کے قرضوں کا ادا کرنا۔

حدیث (۲۵۸۳) حدثنا محمد بن سابق الخ حدثنی جابر بن عبد الله الانصاریؓ ان اباه استشهد یوم احد وترك ست بنات وترك علیه دینا فلما حضر جداد النخل اتیت رسول الله ﷺ فقلت یارسول الله قد علمت ان والدی استشهد یوم احد وترك دینا کثیرا وانی احب ان یراك الغرماء قال اذهب فبیدر کل تمر علی ناحیته ففعلت ثم دعوت فلما نظروا الیه اغروا بی تلك الساعة فلما رای مایصنعون طاف حول اعظمها بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیه ثم قال ادع اصحابك فمازال یکیل لهم حتی ادی الله امانة والدی وانا والله راض ان یؤدی الله امانة والدی ولا ارجع الی اخوتی

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میرا باپ احد کی لڑائی میں شہید ہو گیا چھ بیٹیاں اور بہت سا قرضہ پیچھے چھوڑ گئے۔ جب کھجوروں کی کٹائی کا موسم آیا تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو خوبی علم ہے کہ میرے باپ احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ اور اپنے اوپر بہت سا قرضہ چھوڑ گئے۔ میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں تو ممکن ہے کچھ لحاظ کر جائیں آپؐ نے فرمایا تم جا کر ہر قسم کی کھجور کی باڑ کے کنارے پر ڈھیری لگاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا کر کے آپؐ کو دعوت دی جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو مجھے اس وقت ادائیگی قرضہ پر بھڑکایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی کارگزاری دیکھی تو آپؐ تین مرتبہ ان میں سے بڑی ڈھیری کے ارد گرد گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا اپنے ان ساتھی قرض خواہوں کو بلاؤ۔ پس آپؐ برابر بھرتی کر کے ان کو دیتے رہے یہاں تک کہ

بتمرة فسلم والله البيادر كلها حتى انى انظر الى البيدر الذى عليه رسول الله ﷺ كانه لم ينقص تمرة واحدة ....

اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کی امانت ادا فرمادی اور میں اللہ کی قسم اس پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے باپ کی امانت ادا فرمادے اور میں اپنی بہنوں کی طرف کھجور کا ایک دانہ بھی لے کر واپس نہ جاؤں اللہ کی قسم! سب ڈھیریاں بالکل بچی رہیں۔ یہاں تک کہ میں اس ڈھیری کو دیکھ رہا تھا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔ گویا کہ اس میں سے تو ایک کھجور کا دانہ بھی کم نہیں ہوا امام بخاریؒ فرماتے ہیں اغرابی ای هجوابی آیت کریمہ میں ہے کہ ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور بغض کو ڈال دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ بغیر محضر من الورثة کیونکہ ان کا حق ترکہ سے اس وقت تک متعلق نہیں ہوتا جب تک کہ قرضے ادا نہ کر دیئے جائیں۔ تو قضاء دیون کے وقت اس کی حاضری کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ اجنبیوں کی طرح ہیں۔ مال معاملہ وصی کے سپرد ہے ورثہ دخل نہیں دے سکتے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ کے حکم میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دیکھئے حضرت جابرؓ نے اپنے والد کا قرضہ اپنی بہنوں کی عدم موجودگی میں ادا کر دیا جو حضرت عبداللہؓ کی جائیداد کی وارث تھیں۔ جاننا چاہئے کہ امام بخاریؒ نے حدیث باب کو محمد بن سابق یا فضل بن یعقوب کی رلویت سے شک کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حالانکہ مغازی۔ نکاح۔ اشربة میں ان کی روایت بغیر واسطہ اور بغیر شک کے نقل کی ہے۔ اس جگہ کے سوا اور کسی جگہ تردد کو بیان نہیں کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الجهاد

باب فضل الجها دوالسير

ترجمہ۔ باب جہاد کی فضیلت اور سیر کے بارے میں

قول الله تعالى ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون فى سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا فى التوراة والانجيل والقران ومن اوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذى بايعتم به وذلك هوالفوز العظيم الى قوله وبشر المؤمنين قال ابن عباس الحدود الطاعة ....

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں۔ اور ان کے بدلے ان کے لئے جنت ہے۔ اللہ کے راستے میں وہ لڑائی لڑتے ہیں قتل ہوتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو تورات۔ انجیل اور قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ اور عہد کو کون پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ پس اس خرید و فروخت سے جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کی ہے خوشخبری حاصل کرو۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ بشر المؤمنين تک پڑھتے جاؤ۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تلك حدود الله میں حدود سے مراد اطاعت اور فرمانبرداری مراد ہے۔

حديث(٢٥٨٤)حدثناالحسن بن الصباح الخ عن ابى عمرو الشيبانى قال قال عبدالله بن مسعودؓ سالت رسول الله ﷺ اى العمل افضل قال

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ! کون سا عمل بہتر اور اچھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نماز کو

الصلوۃعلی میقاتھاقلت ثم ای قال ثم برالوالدین قلت ثم ای قال الجھاد فی سبیل اللہ فسکت عن رسول اللہ ﷺ ولواستزدتہ لزادنی .....

اپنے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے کہا اسکے بعد پھر کون سا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا ماں باپ سے بہتر سلوک کرنا۔ میں نے کہا پھر کون سا عمل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا ہے۔

پھر میں جناب رسول اللہ سے خاموش ہو گیا اگر میں زیادتی پوچھتا تو آپؐ مجھے زیادہ بتا دیتے۔

حدیث(۲۵۸۵)حدثناعلی بن عبداللہ الخ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا ھجرۃ بعدالفتح ولکن جھادونیۃواذااستنفرتم فانفروا.

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں رہی۔ لیکن اب عملی جہاد ہے یا اس کی نیت ہے۔ اگر تمہیں عام لام بندی کا حکم دیا جائے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوں

حدیث(۲۵۸۶)حدثنامسددالخ عن عائشۃؓ انھا قالت یا رسول اللہ نری الجھاد افضل العمل افلانجاھد قال لکن افضل الجھاد حج مبرور ..

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم جہاد کو افضل العمل سمجھتے ہیں تو ہم عورتیں جہاد نہ کریں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے افضل جہاد مقبول حج ہے۔

حدیث(۲۵۸۷)حدثنا اسحق الخ ان ابا ھریرۃؓ حدثہ قال جاء رجل الی رسول اللہ ﷺ فقال دلنی علی عمل یعدل الجھاد قال لا اجدہ قال ھل تستطیع اذا خرج المجاھد ان تدخل مسجدك فتقوم ولاتفتروتصوم ولا تفطر قال ومن یستطیع ذلك قال ابو ھریرۃؓ ان فرس المجاھد لیستن فی طولہ فیکتب لہ حسنات .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو جہاد کے برابر ہو آپؐ نے فرمایا ایسا کوئی عمل نہیں ہے فرمایا کہ جب مجاہد نکلتا ہے تو کیا تجھے یہ طاقت ہے کہ اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور سستی نہ کرے روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا اس کی کون طاقت رکھتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا جب اپنی باگ میں کودتا ہے تو اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ لا اجدہ مطلق وجود کی نفی نہیں بلکہ وہ عمل جس پر تمہارا عمل کرنا ممکن ہو پھر اس جگہ جو مجاہد کی فضیلت ہے وہ فضیلت جزئیہ ہے کہ مجاہد جب جہاد کے لئے نکلا تو پھر دن رات سوتے جاگتے حضور قلب اور بغیر حضور جو کام بھی وہ کرے گا اسے ثواب ملے گا خواہ وہ کرے یا اس کا اجیر کرے یا اسکا جانور کرے یہ فضیلت صرف جہاد میں ہے باقی طاعات میں نہیں ہے کیونکہ نماز اور

روزے دار کو اس وقت تک اجر ملے گا جب تک وہ نماز اور روزہ میں ہیں اس کے بعد نہیں۔ اگرچہ دوسری حیثیت سے نماز وغیرہ کی فضیلت مجاہد کی فضیلت سے زیادہ ہو اس حیثیت سے مجاہد کا ثواب زیادہ ہے۔ تو اب افضل العمل الصلوۃ لمیقا تھا سے تعارض رفع ہو جائے گا

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ لغت میں جہاد کے معنی قتال کے ہیں جس میں اپنی پوری کوشش صرف کی جائے۔ اصطلاح شریعت میں قتال الکفار لتقویۃ الدین کو کہا جاتا ہے پھر مجاہد تین قسم ہے۔ مجاھد النفس کہ نفس کو تعلم و تعلیم دین اور اس پر عمل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ مجاھدۃ الشیطان کہ شکوك وشبهات وشهوات سے نفس کو روکا جائے۔ اور مجاہدۃ کفار ہاتھ سے۔ مال سے۔ زبان سے قلب سے اور قلم سے ہوتا ہے۔ اور مجاہد فساق ہاتھ زبان اور دل سے ہوتا ہے اور صوفیا کرام کے نزدیک مجاہدہ نفس جہاد اکبر ہے۔

سیر جمع سیرۃ کی بمعنی طریقہ اور اس کو ترجمہ میں اس لئے رکھا جاتا ہے کہ جہاد کے سارے احکام غزوات میں جو طریقہ آنحضرت ﷺ کا تھا اسی سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اگرچہ سیرۃ عادت اور حالت کو کہتے ہیں۔ لیکن اس کا اطلاق عموماً جہاد اور مغازی پر ہوتا ہے۔ صاحب الفیض فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک شغل العلم افضل الاشغال ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک جہاد افضل الاعمال ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ علم یا تو فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔ بہر حال دونوں صلوۃ نافلہ سے افضل ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ان فرس المجاهد حضرت ابو ہریرہؓ نے جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجاہد جب تک جہاد میں رہتا ہے وہ ہمیشہ عبادت میں رہتا ہے۔ اگرچہ اس کے گنتی کے ایام کیوں نہ ہوں۔ دوسرے عابدین ایسے نہیں ہوتے۔

باب افضل الناس مؤمن یجا ھد بنفسه وماله فی سبیل الله

ترجمہ۔ تمام لوگوں میں سے وہ ایماندار بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ذات اور مال سے جہاد کرنے والا ہے

وقوله تعالی یاایها الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیهکم من عذاب الیم تؤمنون بالله ورسوله وتجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم الی قوله ذلك الفوز العظیم ....

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا تمہیں ایسی سوداگری نہ بتاؤں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے نجات دے دے۔ وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آتے ہو اور اللہ کی راہ میں مال اور جانوں سے جہاد کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے قول تک کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

حدیث (۲۵۸۸) حدثناابو الیمان الخ ان اباسعیدؓ الخدری حدثه قال قیل یا رسول الله

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ کہا گیا یا رسول اللہ! لوگوں میں سے کون سا آدمی بہتر ہے پس فرمایا جناب رسول اللہ

ای الناس افضل فقال رسول اللہ ﷺ مؤمن یجاھد فی سبیل اللہ بنفسہ ومالہ قالوا ثم من قال مؤمن فی شعب من الشعاب یتقی اللہ ویدع الناس من شرہ .....

ﷺ نے وہ ایماندار جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرے صحابہ کرامؓ نے پوچھا پھر کون ہے فرمایا وہ ایماندار افضل ہے جو پہاڑی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی کے اندر الگ تھلگ رہتا ہو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور لوگوں کو ان کے شر کی وجہ سے چھوڑ دے۔

حدیث (۲۵۸۹) حدثنا ابو الیمان الخ ان اباھریرۃؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول مثل المجاھد فی سبیل اللہ واللہ اعلم بمن یجاھد فی سبیلہ کمثل الصائم القائم وتوکل اللہ المجاھد فی سبیلہ بان یتوفاہ ان یدخلہ الجنۃ او یرجعہ سالما مع اجر وغنیمۃ .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے مجاھد فی سبیل اللہ کی مثال۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کر رہا ہے۔ مانند اس شخص کے ہے جو ہمیشہ روزہ رکھنے والا اور رات کو نوافل میں قیام کرنے والا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ مجاھد فی سبیل اللہ کے لئے اس بات کا ضامن ہو جاتا ہے کہ اسے وفات دیتے ہی جنت میں داخل کرے یا اس کو صحیح وسالم ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس کرے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ بان یتوفاہ ان یدخلہ الجنۃ یہاں کلمہ علی محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے یتوفاہ علی ان یدخلہ الجنۃ اور بسا اوقات ان کلمہ سے پہلے حرف جر کا محذوف ہوتا ہے۔ اور یرجعہ کا عطف یتوفاہ پر ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ شیخ کو اس ترکیب کے بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ توکل کا استعمال ہمیشہ حرف جر سے ہوتا ہے۔ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں۔ کل باللہ وتوکل علیہ۔ حافظؒ نے ان یدخلہ الجنۃ کی تاویل یہ کی ہے۔ ان یدخلہ الجنۃ بغیر حساب مراد یہ ہے کہ یہ اس کی موت کے وقت ہی اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے ان ارواح الشھداء سرح فی الجنۃ ۔ ترجمہ۔ کہ شہداء کی روحیں آزادی کے ساتھ جنت میں چرتی پھرتی رہیں گی۔ تو اس سے دخول خاص مراد ہوا۔ اب شہید اور نمازی کا درجہ برابر نہ رہا۔ نیز! ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جسے غنیمت کا مال مل گیا اسے اجر نہیں ملے گا جواب یہ ہے کہ مراد غنیمت مع الاجر ہے۔ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ مجاہد یا تو شہید ہوگا یا نہیں۔ دوسری صورت میں اجر اور غنیمت سے محروم نہیں ہوگا۔ گویا مانعہ الخلو ہے۔ مانعہ الجمع نہیں ہے۔ اس لئے شیخ گنگوہیؒ نے کوکب دری میں فرمایا ہے کلمہ او محض تقسیم کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جو معظم انعامات ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ شعب من الشعاب اس حدیث سے اشارہ ہے کہ ایک زمانہ میں خلوۃ اورانقطاع عن الناس افضل ہوگا۔یاافضل بعض الناس کے معنی میں ہے۔ورنہ علماء اور صدیقون یقیناً افضل ہیں۔والله اعلم بمن یجاهد الخ اس سے تصیحح نیت کی طرف اشارہ ہے۔

باب الدعاء بالجهاد للرجال والنساء ۔وقال عمرؓ ارزقنی شهادة فی بلد رسولك ۔

ترجمہ۔ مردوں اور عورتوں کیلئے جہاد اور شہادت کی دعا کرنا جائز ہے۔ حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں شہادت نصیب فرما۔چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی۔

حدیث(۲۵۹۰)حدثناعبدالله الخ عن انس بن مالكؓ سمعه یقول كان رسول اللهﷺ یدخل علی ام حرام بنت ملحان فتطعمه وكانت ام حرام تحت عبادة بن الصامت فدخل علیهارسول اللهﷺ فاطعمته وجعلت تفلی راسه فنام رسول اللهﷺ ثم استیقظ وهویضحك قالت قلت وما یضحكك یا رسول الله قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل الله یركبون ثبج هذا البحر ملوكا علی الاسرة او مثل الملوك علی الاسرة شك اسحق قالت فقلت یا رسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم فدعا لهارسول اللهﷺ ثم وضع راسه ثم استیقظ وهویضحك فقلتومایضحكك یا رسول الله قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل الله كما قال فی الاول قالت فقلت یا رسول الله ادع الله ان یجعلنی منهم قال انت من الاولین فركبت البحر فی زمان معا ویة ابن ابی سفیان فصرعت عن دابتها حین خرجت من البحر فهلكت ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔وہ آپ کو کھلایاپلایا کرتی تھی۔اوروہ حضرت عبادہ بنت صامتؓ کے نکاح میں تھیں۔ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے پس اس نے کھلایاپلایا۔وہ آپؐ کے سر مبارک سے جوئیں نکالنے لگیں تو آپ رسول اللہ ﷺ کو نیند آگئی پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔میں نے پوچھایارسول اللہ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا۔فرمایامیری امت کے کچھ لوگ خواب میں میرے سامنے لائے گئے جواللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی تھے۔اور سمندر کے وسط میں سواریوں پر سوار تھے۔جیسے بادشاہ لوگ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں۔یابادشاہوں کی طرح تختوں پر براجماں ہیں۔اسحاق نے شک کیاکہ کون سے الفاظ تھے ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ!میرے لئے دعافرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے تو آپؐ نے ان کیلئے دعا کردی۔پھر آپؐ نے نیند کیلئے اپنا سر مبارک رکھ دیا پھر بھی وہ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے پھر میں نے پوچھایارسول اللہ! آپؐ کس وجہ سے ہنس دیئے فرمایاکہ میری امت کے کچھ اور لوگ

یرے سامنے لائے گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے بنادے آپؐ نے ارشاد فرمایا تو تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی ہے چنانچہ انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ ن ابی سفیان کے زمانہ میں بحری سفر اختیار فرمایا جب وہ سمندر سے باہر نکلیں تو اپنے جانور سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ قال عمرؓ الخ چونکہ مدینہ منورہ کئی خصوصیات اور کرامتوں کا حامل ہے اس لئے اس میں شہادت ں دعا کی۔ میدان کارزار میں نہیں مانگی۔ تاکہ مدینہ سے باہر دفن نہ ہوں۔ اور نہ ہی اس سے باہر موت آئے۔ اگرچہ شہادت کی موت بھی یوں نہ ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ حضرت عمرؓ نے شہادت کی دعا اس لئے مانگی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مختلف مواقع پر شہادت کے الفاظ سنے تھے۔ اثبت احد فانما علیك نبی وصدیق وشهید ان یعنی اے احد پہاڑ ٹھہر جا۔ تیرے اوپر نبی۔ صدیق اور و شہید ہیں۔ اسی طرح شبیر پہاڑ پر بھی یہی الفاظ فرمائے۔ لوگ اس شہادت پر تعجب کرتے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وقوع شہادت کیسے ہوگا۔ یہاں تک ابولؤلؤ مجوسی غلام نے آپ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ یہ ظالم اور کافر کے مسلط کرنے کی دعا نہیں۔ بلکہ مرتبہ شہادت حاصل رنے کی تمنا تھی۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ام حرامؓ انصاریہ بخاریہ عورت تھی۔ جو آنحضرت ﷺ کے محارم میں سے تھی۔ بعض فرماتے ہیں کہ ضاعی خالہ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ باپ اور دادا کی طرف سے خالہ لگتی تھی۔ کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ قبیلہ بنو نجار میں سے تھی۔ م حرامؓ کی وفات بخاری اور مسلم کے مطابق حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ہوئی۔ لیکن قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل السیر فرماتے یں کہ خلافت عثمانؓ میں وفات ہوئی۔ تو چونکہ خلافت عثمانیہ میں حضرت امیر معاویہؓ کو سمندری جہاد کی اجازت ملی تھی وہ پہلے امیر البحر ہیں ں اعتبار سے زمان معاویہ کہنا صحیح ہوگا۔ کیونکہ اس غزوۃ البحر کی سربراہی خود حضرت امیر معاویہؓ نے فرمائی تھی۔

ملوکا علی الاسرۃ کا مطلب یہ کہ فراخی شان و شوکت اور کثرت تعداد میں بادشاہوں کی طرح تھے بہر حال یہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اور یہ بحری سفر فتح افریقہ کا سبب بنا۔

اب درجات المجاهد ین فی سبیل الله
ال هذه سبیلی وهذا سبیلی قال ابوعبد الله
زی واجدها غاز هم درجات لهم درجات۔

ترجمہ۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کے درجات کے بیان میں سبیل مذکر اور مؤنث دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ هذه سبیلی وهذا سبیلی۔ غزاۃ غازی کی جمع ہے۔ یہ امام بخاریؒ کی تفسیر ہے ھم درجات۔ لھم درجات کے معنی میں ہے۔

حدیث (۲۵۹۱) حدثنایحیی بن صالح الخ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من امن باللہ وبرسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ جاھد فی سبیل اللہ اوجلس فی ارضہ التی ولد فیہ فقالو یارسول اللہ افلانبشر الناس قال ان فی الجنۃ مائۃدرجۃ اعدھااللہللمجاھدین فیسبیل اللہمابین الدرجتین کما بین السماء والارض فاذاسالتم اللہ فاسئلوہ الفردوس فانہ اوسط الجنۃ واعلی الجنۃ اراہ فوقہ عرش الرحمن ومنہ تفجر انھارالجنۃ قال محمد بن فلیح عن ابیہ وفوقہ عرش الرحمن ..

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور نماز کو پابندی سے پڑھا اور رمضان شریف کے روزے رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ پر یہ فضلی ذمہ داری ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے یا اس سرزمین پر بیٹھا رہے جس میں وہ پیدا ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا یارسول اللہ کیا ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ سنادیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تو جنت میں سو ۱۰۰ مرتبے ہیں۔ ہر دو مرتبوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو۔ کیونکہ وہ جنت کا درمیانی یا اعلیٰ مقام ہے۔ میرا خیال ہے آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے۔ جس سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ اور محمد بن فلیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جس میں کوئی اشتباہ نہیں کہ فوقہ عرش الرحمن۔

حدیث (۲۵۹۲) حدثناموسی بن الخ عن سمرۃؓقال النبی ﷺرایت اللیۃرجلین اتیانی فصعدابی الشجرۃفادخلانی دارا ھی احسن وافضل لم ارقط احسن منھا قالا اماھذہ الدار فدار الشھداء ....

ترجمہ۔ حضرت سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو مجھے ایک درخت پر چڑھا کر لے گئے۔ اور مجھے ایسے مکان میں داخل کیا کہ اس سے خوب صورت اور عمدہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے یہ شہیدوں کا مکان ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ اوسط جنت سے مراد افضل الجنۃ ہے۔ منہ لفجرای من الفردوس اور عرش کی طرف ضمیر راجع نہیں کیونکہ احادیث پر من الفردوس تفجیر انھا راالجنۃ واقع ہے۔ اگر اشکال ہو دخول جنت کیلئے جہاں ایمان باللہ وبالرسول ضروری ہے وہاں ارکان اسلام اربعہ بھی ضروری ہیں۔ ان میں سے صرف صلوۃ اور صوم کا ذکر ہوا۔ زکوۃ اور حج کا نہیں ہوا۔ جواب یہ ہے کہ یا تو ابھی تک ان کی فرضیت نہیں ہوئی تھی یا یہ کہ زکوۃ اور حج اہل ثروت پر واجب ہوتے ہیں۔ ہر ایک پر واجب نہیں ہوتے۔

باب الغدوة والروحة فی سبیل الله وقاب قوس احدکم من الجنة۔

ترجمہ۔ صبح اور شام کو جہاد فی سبیل اللہ کے نکلنے کی فضیلت اور جنت میں سے تم میں سے کسی ایک کی مکان کی مقدار کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث (۲۴۹۳) حدثنا معلی بن اسد الخ عن انس بن مالکؓ عن النبی ﷺ قال لغدوۃ فی سبیل الله اوروحة خیر من الدنیا ومافیها......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح کے وقت یا شام کے وقت نکلنا دنیا اور اس کے اندر جس قدر ہے ان سب سے بہتر ہے۔

حدیث (۲۴۹۴) حدثنا ابراهیم بن المنذر الخ عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال لقاب قوس فی الجنة خیر مما تطلع علیه الشمس وتغرب وقال لغدوة اوروحة فی سبیل الله خیر مما تطلع علیه الشمس وتغرب .....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں کمان کی زرہ اور اس کے پکڑنے کی جگہ کے درمیان کی مقدار ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے۔ اور اس طرح صبح کو یا شام کے وقت اللہ کی راہ میں نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

حدیث (۲۴۹۵) حدثنا قبیصة الخ عن سهل بن سعدؓ عن النبی ﷺ قال الروحة فی سبیل الله افضل من الدنیا ومافیها ....

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کے وقت چلنا دنیا اور اس کے اندر کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ خیر من الدنیا وما فیها بات یہ ہے کہ اگر انسان دنیا اور دنیا کے اندر کی سب چیزوں کا مالک ہو جائے تو وہ زائل اور فانی ہونے والی ہیں۔ اور آخرت کی نعمتیں باقی اور لازوال ہیں اس لئے وہ بہتر اور افضل ہوں گی۔

باب الحور العین وصفتهن یحار فیها الطرف شدیدة سواد العین هدیدة بیاض العین وزوجناهم انکحناهم ۔

ترجمہ۔ حوریں جو موٹی موٹی آنکھوں والی ہوں گی۔ اور ان کی صفات کا بیان جن کو دیکھ کر آنکھ حیرت زدہ رہ جائے گی۔ ان کی آنکھ کا سیاہ حصہ سخت سیاہ ہوگا اور سفید حصہ سخت سفید ہوگا۔ زوجناهم یعنی ہم ان کا مؤمنوں سے نکاح کرا دیں گے۔

حدیث(۲۵۹۶)حدثنا عبداللہ بن محمد الخ سمعت انس بن مالکؓ عن النبی ﷺ قال مامن عبد یموت له عند الله خیر یسره ان یرجع الی الدنیا وان له الدنیا ومافیها الا الشهید لما یری من فضل الشهادة فانه یسره ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرة اخری .وسمعت انس بن مالکؓ عن النبی ﷺ لروحة فی سبیل الله او غدوة خیر من الدنیا وما فیها ولقاب قوس احدکم من الجنة او موضع قید یعنی سوطه خیر من الدنیا وما فیها ولو ان امرأة من اهل الجنة اطلعت الی اهل الارض لاضاءت مابینهما ولملائه ریحا ولنصیفها علی راسها خیر من الدنیا وما فیها .....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی بندہ جو مر جائے اور اس کی نیکی اللہ تعالیٰ کے یہاں جمع ہو اس کو یہ بات خوش نہیں لگے گی کہ وہ دنیا کی طرف واپس جائے اور یہ کہ اس کی تمام دنیا اور دنیا کے اندر کی تمام چیزیں اس کے ملک ہوں۔ مگر شہید خواہش کرے گا کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھ کر خواہش کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف واپس لوٹے اور دوسری مرتبہ قتل کر دیا جائے۔ اور میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ بھی سنا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت کرتے تھے کہ شام کے وقت اللہ کی راہ میں نکلنا یا صبح کے وقت نکلنا وہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں سے تمہارے ایک کے کمان کی مقدار یا اس کی چابک کی جگہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہو گی۔ اور اگر جنت والوں کی ایک عورت زمین والوں کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو جنت اور زمین کے درمیان سب کو جگ مگ کر دے۔ اور اسے اپنی خوشبو سے بھر دے۔ اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کے اندر کی سب چیزوں سے بہتر ہے۔

باب اذا تمنی الشهادة

ترجمہ۔ شہادت کی آرزو کرنا

حدیث(۲۵۹۷)حدثنا ابوالیمان الخ عن اباهریرةؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول والذی نفسی بیده لولا ان رجالا من المؤمنین لاتطیب انفسهم ان یتخلفوا عنی ولااجد مااحملهم علیه ماتخلفت عن سریة تغزو فی سبیل الله والذی نفسی بیده لوددت انی اقتل فی سبیل الله ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل ثم احیا ثم اقتل .....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ مؤمن لوگوں کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ وہ میرے سے پیچھے رہ جائیں اور میں وہ سواری مہیا نہ کر پاؤں جن پر میں ان کو سوار کروں تو میں کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہ جاؤں جو اللہ کی راہ میں لڑائی کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی

جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ لیکن دلی طور پر چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں۔ پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں۔ پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں۔

حدیث (۲۵۹۸) حدثنا یوسف بن یعقوب الخ عن انس بن مالکؓ قال خطب النبی ﷺ فقال اخذالرایة زید فاصیب ثم اخذها جعفر فاصیب ثم اخذهاعبدالله بن رواحةفاصیب ثم اخذها خالدبن الولیدعن غیر امراةففتح له وقال مایسرنا انهم عندناقال ایوب اوقال مایسرهم انهم عندنا وعیناه تذرفان ....

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ غزوہ موتہ میں جھنڈے کو حضرت زید بن حارثہؓ نے پکڑا تو وہ شہید ہو گئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے اسے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے پھر اسے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر بغیر امیر بنائے اسے حضرت خالد بن ولیدؓ نے پکڑا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ فرمایا ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ وہ لوگ ہمارے پاس ہوتے اور ایوب فرماتے ہیں۔ یا آپؐ نے فرمایا ان شہداء کرام کو ہمارے پاس رہنا پسند نہیں تھا۔ اور آپؐ کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ چونکہ موت کی تمنی کرنا ممنوع تھا۔ اس وہم کو دفع کر دیا کہ شہادۃ کی آرزو کرنا جائز ہے۔

ماتخللت عن سریة یہ علہ مانعه عن الخروج کیلئے حصر نہیں۔ بلکہ تنبیہ کرنا ہے کہ عدم خروج کسی عذر کی وجہ سے تھا اور تمنی شہادت بھی خروج الی الجهاد ہے۔ اگر باوجود سواری اور تیاری کے کسی اور عذر کی وجہ سے رہ جائے تو یہ حدیث اس کے منافی نہیں ہے۔

ایسرنا انهم عندنا یہ موضع ترجمہ ہے۔ کیونکہ ایک تو آپؐ کے خطبہ کا سننا باعث تمنی شہادت ہے۔ اسی طرح یہ جملہ مایسرهم الخ بھی شہادت کی تمنی کے لئے باعث ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ دفع بذلك سے قطب گنگوہیؒ نے جو ترجمہ کی غرض بتلائی ہے وہ ایسی بہتر ہے کہ جس سے تکرار ترجمہ کا اشکال رفع ہو جاتا ہے اور اس غرض ترجمہ کی طرف شراح میں سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ تو پہلے ترجمہ کی غرض جہاد اور شہادت کی دعا کرنا ہے۔ اور اس ترجمہ سے مقصد شہادت کی تمنا کرنا ہے۔ جو تمنی موت کی ممانعت سے مستثنیٰ ہے اور شہادت پر درجہ عظمیٰ کا حاصل کرنا ہے۔ کافر اور ظالم کو مسلط کرنے کی تمنی نہیں ہے۔

مایسرهم انهم عندنا یعنی جب انہوں نے شہادت کی کرامت کو دیکھا تو پھر دنیا کی طرف عود کرنا ان کو پسند نہ آیا۔ جیسا کہ دوسری مرتبہ شہادت کا سوال کر رہے تھے۔

باب فضل من یصرع فی سبیل اللّٰہ فمات فھو منھم

ترجمہ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں گرادیا جائے اس کی فضیلت اس صورت میں وہ مر جائے۔ تو وہ ان شہداء میں شمار ہوگا۔

وقول الله تعالی ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله وقع وجب.......

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلا پھر اسکو موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہوگیا وقع بمعنی وجب۔

حدیث(۲۵۹۹)حدثناعبداللّٰہ بن یوسف الخ عن انس بن مالكؓ عن خالته ام حرام بنت ملحان قالت قام النبی ﷺ یوما قریبا منی ثم استیقظ یتبسم فقلت ما اضحکك قال اناس من امتی عرضوا علی یرکبون مثل هذا البحر الاخضر کالملوك علی الاسرة قالت فادع الله ان یجعلنی منهم فدعالها ثم نام الثانیة ففعل مثلها فقالت مثل قولها فاجابها مثلها فقالت ادع اللّٰہ ان یجعلنی منهم فقال انت من الاولین فخرجت مع زوجها عبادة بن الصامت غازیا اول مارکب المسلمون مع معاویة فلما انصرفوا من غزوهم قافلین فنزلوا الشام فقربت الیها دابة لترکبها فصرعتها فماتت.

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ اپنی خالہ ام حرام بنت ملحانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ ایک دن میرے قریب آکر سوئے۔ پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے پوچھا آپ کو کس چیز نے ہنسایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اس سمندر پر سوار ہیں جیسے بادشاہ اپنے تخت پر فراخی اور وسعت کے ساتھ ہوتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ آپؐ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنادے۔ چنانچہ آپؐ نے ان کے لئے دعا کردی پھر دوسری مرتبہ سوئے تو پہلی مرتبہ کی طرح کیا اور حضرت ام حرامؓ نے بھی پہلی مرتبہ کی طرح پوچھا۔ جس کا جواب آپؐ نے پہلی مرتبہ کی طرح دیا۔ تو حضرت ام حرامؓ نے فرمایا کہ آپؐ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنادیں۔ آپؐ نے فرمایا تو تو پہلوں میں سے ہو چکی ہے۔ پس وہ اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامتؓ کے ہمراہ جہاد کے لئے نکلیں۔ یہ پہلا بحری غزوہ تھا جس کے لئے مسلمان حضرت امیر معاویہؓ کے ہمراہ سمندر پر سوار ہوئے۔ جب یہ لوگ اپنے غزوہ سے واپس لوٹے تو شام میں پڑاؤ کیا تو حضرت ام حرامؓ کے لئے سواری کا جانور پیش کیا گیا تا کہ وہ اس پر سوار ہوں۔ لیکن اس جانور نے آپ کو گرادیا جس سے آپ کی موت واقع ہوگئی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ معلوم ہوا کہ غزوہ میں جو شخص گر کر مر جائے وہ بھی شہید میں شمار ہوگا جیسے حضرت ام حرامؓ نے شہادت کا درجہ پایا۔

باب من ینکب فی سبیل الله

ترجمہ۔ جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے یا اسے نیزہ مارا جائے اس کی فضیلت کیا ہے۔

حدیث(۲۶۰۰)حدثنا حفص بن عمر الخ عن انسؓ قال بعث النبی ﷺ اقواما من بنی سلیم الی بنی عامر فی سبعین فلما قدموا قال لهم خالی اتقدمکم فان امنونی حتی ابلغهم عن رسول الله ﷺ والا کنتم منی قریبا فتقدم فامنوه فبینما یحدثهم عن النبی ﷺ اذا و مأوا الی رجل منهم فطعنه فانفذه فقال الله اکبر فذت ورب الکعبة ثم مالوا علی بقیة اصحابه فقتلوهم الا رجل اعرج صعد الجبل قال همام فاراه اخر معه فاخبر جبرئیل علیه السلام النبی ﷺ انهم قدلقوا ربهم فرضی عنهم وارضاهم فکنانقرأ ان بلغوا قومنا ان قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا ثم نسخ بعد فدعا علیهم اربعین صباحا علی رعل وذکوان وبنی لحیان وبنی عصیة الذین عصوا الله ورسوله ﷺ .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے بنو سلیم کے کچھ لوگوں کو بنو عامر کی طرف ستر ۷۰ قراء کی جماعت میں بھیجا۔ پس جب یہ لوگ ان کے پاس آئے تو میرے ماموں حلال بن ملحان نے ان سے کہا کہ میں تم سے آگے ان کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے امن دے دیا یہاں تک کہ میں ان تک جناب رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا سکوں تو فبہا ورنہ تم لوگ میرے قریب رہنا۔ چنانچہ وہ مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے گئے۔ ان لوگوں نے انہیں امن دے دیا۔ پس درین اثنا کہ وہ ان لوگوں کو جناب نبی اکرم ﷺ کی طرف سے باتیں کہہ رہے تھے۔ کہ اچانک انہوں نے اپنے آپ میں سے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ جس نے ان کے ایسا نیزہ مارا جو ان کے آر پار ہو گیا۔ تو انہوں نے اللہ اکبر کہتے ہوئے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا۔ پھر انہوں نے ان کے بقیہ ساتھوں پر ہلہ بول دیا اور ان سب کو قتل کر دیا مگر ایک لنگڑا آدمی بچ گیا جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ ہمام راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی تھا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے جناب نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ لوگ تو اپنے رب سے جا ملے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور ان کو راضی کر دیا۔ پس ہم لوگ یہ آیت قرآن مجید میں پڑھا کرتے تھے۔ ترجمہ کہ ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے مل چکے پس وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہمیں راضی کر دیا بعد میں یہ آیت منسوخ ہو گئی تو جناب نبی اکرم ﷺ

چالیس دن صبح کے وقت رعل .ذكوان .بنولحيان اور بنو عصية پر قنوت نازله میں بد دعا کرتے رہے ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

حديث(۲۶۰۱)حدثناموسی بن اسمعیل الخ عن جندب بن سفيان ان رسول الله ﷺ كان في بعض المشاهد وقد دميت اصبعه فقال هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله مالقيت ....

ترجمہ ۔ حضرت جندب بن سفیان سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ بعض مغازی میں آپ کی انگلی مبارک خون آلود ہو گئی۔ تو آپ نے یہ شعر پڑھا تو تو محض ایک انگلی ہے جو خون آلود ہو گئی جو کچھ تجھے پیش آیا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آیا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اقواما من بنی سلیم اس میں تقدیم و تاخیر کہ کچھ آگے پیچھے ہو گیا۔ اصل عبارت یوں تھی اقواما الی بنی عامر من بنی سلیم کیونکہ بنو عامر بنو سلیم کا ایک قبیلہ ہے۔ یا تو اسے غلطی پر محمول کیا جائے۔ یا تکلف کرتے ہوئے یوں کہا جائے کہ مفعول القراء محذوف ہے۔ اور فعل موصول ہے۔ جس کا صلہ محذوف ہے۔ تو اب عبارت یوں ہو گی بعث القراء الی اقوام من بنی سلیم پھر اس کا بدل بنو عامر لایا گیا۔ اور سبعین رجلا قراء سے حال واقع ہو گا۔ عبارت ہو گی كائنين في سبعين رجل اور فی ظرفیہ لانے کی وجہ یہ ہو گی کہ قراء ان میں سے بعض تھے۔ سب کے سب قراء نہیں تھے۔ تو قراء کا ان میں شامل ہونا ایسے ہو گا جیسے کل بعض کو شامل ہوتا ہے۔ اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ بنو سلیم کے جو لوگ آئے انہوں نے قراء بھیجنے کا مطالبہ کیا اور وہ بنو سلیم مسلمان تھے جن کو اصل قرار دیا گیا اور مدینہ منورہ سے جو قراء ان کے ہمراہ بھیجے گئے وہ ان کے تابع تھے تو اس معنی کی بنا پر قوله اقواما رجالا کے معنی میں ہو گا۔ تو اب حاصل معنی یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بنو سلیم کے کچھ آدمیوں کو ان کے قبائل کی طرف بھیجا اور ان کے ہمراہ مدینہ والوں میں سے ستر ۷۰ آدمی بھی بھیجے جن کو قراء کہا جاتا تھا۔ تو ظاہر یہ ہے کہ ان قبائل میں سے آنے والے مسلمان ان ستر ۷۰ قراء میں ایسے تھے جیسے قلیل کثیر میں ہوتا ہے۔ تو اب ظرفیہ بھی صحیح ہو گئی۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ لوگ ان ستر ۷۰ میں درج ہونے والے اور جمع ہونے والے تھے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ مبعوث اليهم بنو عامر ہیں۔ اور مبعوث قراء ہیں۔ جو انصار میں سے تھے۔ اور ان کے ساتھ بنو سلیم نے غدر کر کے انہیں قتل کر دیا۔ اس سریۃ کو سرية المنذر اور سرية القراء بھی کہتے ہیں۔ اس قبیلہ کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہیں ہماری قراء سے امداد فرمائیں۔ آپؐ نے انصار کے ستر ۷۰ قراء ان کے ہمراہ کر دیئے۔ جب وہ لوگ بئر معونہ تک پہنچے تو انہوں نے ان قراء حضرات سے غدر کیا۔ اور چیخ اور چلا کر ذکوان اور عصیہ قبائل کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ یہ بنو سلیم کی شاخ ہے جنہوں نے سب قراء کو قتل کر دیا۔ تو آنجناب ﷺ مہینہ بھر ان پر قنوت نازلہ

پڑھتے رہے۔ یہ پہلی قنوت نازلہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ چار گروہ بنو عامر۔ رعل۔ ذکوان اور عصیہ یہ سب بنو سلیم کی شاخیں ہیں۔ بعض ان میں سے مسلمان تھے بعض کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ عہد تھا۔ اور بعض مسلمان نہیں تھے۔ لیکن انہوں نے آپؐ سے صلح کرلی تھی۔ بایں ہمہ انہوں نے عذر کیا اور قراء کی جماعت کو جسے مدد کے لئے لائے تھے قتل کر دیا۔ تو آپؐ نے ان پر بد دعا کی۔ مسلمان مستثنیٰ رہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ دمیت یہ واقعہ غزوۂ احد میں پیش آیا۔

باب من یجرح فی سبیل الله

ترجمہ۔ جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے اس کی فضیلت

حدیث(۲۶۰۲)حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ

عن ابی ہریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال والذی نفسی بیده لایکلم احد فی سبیل الله والله اعلم بمن یکلم فی سبیله الاجاء یوم القیامة واللون لون الدم والریح ریح المسك ......

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا۔ مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا۔ اور خوشبو کستوری کی ہوگی۔

باب قول الله تعالیٰ هل تربصون بنا الا احدی الحسنیین والحرب سجال

ترجمہ۔ اللہ بلند و برتر کے اس قول کی تشریح! آپؐ اعلان فرمادیں کہ تم لوگ ہمارے ساتھ دو نیکیوں میں سے ایک کا انتظار کرتے ہو۔ اور لڑائی تو ڈول کی طرح ہے۔

حدیث(۲۶۰۳)حدثنا یحیی بن بکیر الخ

ان عبداللہ بن عباسؓ اخبره ان اباسفیان اخبره ان هرقل قال له سالتك کیف کان قتالکم ایاه فزعمت ان الحرب سجال ودول فکذلك الرسل تبتلی ثم تکون لهم العاقبة .....

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ خبر دیتے ہیں کہ ابو سفیان بن حربؓ نے ان کو خبر دی کہ ھرقل بادشاہِ روم نے ان سے کہا کہ میں نے تیرے سے سوال کیا تھا کہ تمہاری لڑائی انکے ساتھ کیسے رہتی ہے۔ تو تو نے کہا کہ لڑائی ڈول کی طرح ہے۔ گھومتی پھرتی رہتی ہے۔ اور انبیاء و رسل بھی اسی طرح ان کی آزمائش کی جاتی ہے۔ پھر انجام کار ان کے لئے ہوتا ہے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ الحرب سجال کا مطلب یہ ہے کہ کبھی تو مسلمانوں کو غلبہ ہو کر انہیں فتح نصیب ہوتی ہے اور مشرکین کو غلبہ ہوتا ہے تو مسلمانوں کو شہادت نصیب ہوتی ہے۔ تو دونوں طرح مسلمانوں کو بھلائی نصیب ہوتی ہے۔

باب قول الله تعالی عزوجل من المؤمنين رجال صدقوا ماعاهدو الله عليه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ينتظرومابدلوا تبديلا

ترجمہ۔ آیت کریمہ کا یہ ہے کہ مؤمنین میں سے بعض وہ مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو سچا کر دکھایا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کرلی۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے معاملات میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حديث (٢٦٠٤) حدثنامحمدبن سعيد الخزاعی الخ عن انس بن مالكؓ قال غاب عمی انس بن النضرعن قتال بدرفقال يارسول الله غبت عن اول قتال قاتلت المشركين ولئن اللهاشهد نی قتال المشركين ليرين الله ماصنع فلماكان يوم احد وانكشف المسلمون قال اللهم انی اعتذر مماصنع هؤلاء يعنی اصحابه وابرء اليك مما صنع هؤلاء يعنی المشركين ثم تقدم فاستقبله سعد بن معاذ فقال ياسعد ابن معاذ الجنة ورب النضر انی اجدر يحهامن دون احد قال سعد فمااستطعت يارسول الله ماصنع قال انس فوجدنا به بضعا وثمانين ضربة بالسيف او طعنة برمح اورمية بسهم فوجدناه قدقتل وقد مثل به المشركون فماعرفه احد الااخته ببنانه.قال انس كنانری اونظن ان هذه الايةنزلت فيه وفی اشباهه من المؤمنين رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه الی اخر الاية وقال ان اخته وهی تسمی الربيع

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن النضرؓ بدر کی لڑائی سے غیر حاضر رہے تو جناب رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ یارسول اللہ! کہ یہ مشرکوں کے ساتھ پہلی لڑائی تھی جو آپؐ ان سے لڑے اور میں غائب رہا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کی لڑائی میں کبھی شریک کردیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں پس جب احد کی لڑائی ہوئی اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی تو فرمانے لگے اے اللہ! جو کچھ ان میرے ساتھیوں نے کیا میں اس سے تیری دربار میں معذرت کرتا ہوں۔ اور جو کچھ مشرکوں نے کیا ان سے تیری طرف برأت وبیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے جنہیں پہلے پہل حضرت سعد بن معاذؓ مل گئے۔ ان سے کہنے لگے اے سعد بن معاذ! رب نضر کی قسم! یہ سامنے جنت ہے میں تو احد پہاڑ کے قریب سے اس کی خوشبو محسوس کررہا ہوں۔ تو سعدؓ نے فرمایا یارسول اللہ! جو کچھ اس نے کیا میں اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہم نے ان کے بدن میں اسی ۸۰ سے زیادہ تلوار کے زخم یا نیزے کے زخم یا تیر کے زخم پائے۔ اور ان کو اس حال میں مقتول پایا کہ مشرکین نے ان کا مثلہ کردیا تھا۔ یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹ دئے تھے۔ جس کی وجہ سے سوائے ان کی ہمشیرہ کے انہیں کوئی نہ پہچان سکا۔

کسرت ثنیۃ امراۃ فامر رسول اللہ ﷺ بالقصاص فقال انس یارسول اللہ والذی بعثک بالحق لاتکسر ثنیتھا فرضوا بالارش وترکوا القصاص فقال رسول اللہ ﷺ ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ ....

اور اس نے بھی صرف ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ہمارا یقین یا ہمارا گمان ہے یہ آیت کریمہ ان کے یا ان جیسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ترجمہ یہ ہے کہ مؤمنوں میں سے بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو معاہدہ کیا تھا اس کو سچا کر کے دکھایا آخر آیت تک پڑھا۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ جن کا نام ربیع تھا اس نے ایک عورت کے اگلے دو دانت توڑ دیئے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نے قصاص لینے کا حکم دیا تو حضرت انسؓ نے فرمایا یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے اگلے دو دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ تاوان لینے پر راضی ہو گئے اور قصاص کو لینا چھوڑ دیا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں اگر وہ کسی کام پر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

حدیث (۲۶۰۵) حدثنا ابوالیمان الخ ان زید بن ثابتؓ قال نسخت الصحف فی المصاحف ففقدت اٰیۃ من سورۃ الاحزاب کنت اسمع رسول اللہ ﷺ یقرأبھا فلم اجدھا الامع خزیمۃ ابن ثابت الانصاری الذی جعل رسول اللہ ﷺ شھادتہ شھادۃ رجلین وھو قولہ من المؤمنین رجال صدقوا ماعاھدوا اللہ علیہ ....

ترجمہ۔ حضرت زید بن ثابتؓ کاتب وحی فرماتے ہیں کہ میں قرآن مجید کو نسخوں میں لکھ رہا تھا کہ میں نے سورہ احزاب کی آیت کو گم پایا جو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ تو بسیار تلاش کے بعد وہ مجھے حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس سے مل گئی۔ جن کی گواہی کو جناب رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ ترجمہ کہ مؤمنوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو سچا کر دیا۔

<u>تشریح از قاسمیؒ</u>۔ لاتکسر ثنیتھا یہ حکم شرعی سے انکار نہیں تھا۔ بلکہ عدم وقوع کی خبر دینا تھا۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ اس کی تائید آپؐ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی قسم پوری کرتے ہیں۔ اگر اشکال ہو کہ ایک یا دو آدمیوں کی شہادت سے آیت قرآنی کیسے ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن تو متواتر ہے۔ علامہ کرمانیؒ نے جواب لکھا ہے کہ سماع آیت قرآنی تو متواتر تھا۔ لیکن اس کی مصحف میں کتابت صرف حضرت خزیمہ انصاری کے پاس تھی۔ نیز! یہ آیت حضرت ابی بن کعب۔ اور ھلال بن امیہ وغیرہ ھم کے پاس سے بھی مل گئی۔ تو اب جماعت صحابہؓ نقل کرنے والی ہو گئی۔ تو اتر ثابت ہوا۔

باب عمل صالح قبل القتال

ترجمہ۔ لڑائی سے پہلے کوئی نیک کام کر لینا چاہیئے

وقال ابوالدرداء انما تقاتلون باعمالكم وقوله یاایهاالذین امنوا لم تقولون مالاتفعلون كبر مقتا عندالله الى قوله بنيان مرصوص .....

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اپنے اعمال کے مطابق جہاد کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جس کو کرتے نہیں ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بہت بڑی ناراضگی کا باعث ہے۔ بنیان مرصوص تک پڑھنا۔

حدیث(۲۶۰۶)حدثنامحمدبن عبدالرحیم الخ سمعت البراءؓ یقول اتی النبی ﷺ رجل مقنع بالحدید فقال یارسول اللہ اقاتل او اسلم قال اسلم ثم قاتل فاسلم ثم قاتل فقتل فقال رسول اللہ ﷺ عمل قلیلا واجر کثیرا.....

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ایسا آدمی حاضر ہوا جس نے لوہے سے اپنا سارا چہرہ چھپایا ہوا تھا کہنے لگا یارسول اللہ! میں جہاد کروں یا اسلام لے آؤں آپؐ نے ارشاد فرمایا پہلے اسلام لے آؤ بعد ازاں جہاد کرو چنانچہ وہ پہلے مسلمان ہوا اور بعد ازاں جہاد کیا اور شہید ہو گیا جس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے عمل تو تھوڑا کیا لیکن اسے ثواب بہت دیا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ عمل صالح قبل القتال الخ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ نیک بخت کو اپنے عمل میں وہ ثواب ملتا ہے جو فاسق اور بد معاش کو نہیں ملتا۔ پس نیک عمل کو پہلے کر لینا واجب ہے۔ تاکہ صالحین کو جو ثواب ملتا ہے اس سے زیادہ ثواب مل سکے۔ اور اس مقصد پر روایت کی دلالت ظاہر ہے۔ کیونکہ اسلام لانا عمل صالح ہے جس کو پہلے کرنے کا حکم دیا گیا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی ترجمہ سے مناسبت تو ظاہر ہے۔ لیکن اس ترجمہ سے مناسبت میں خفاء ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر عتاب کیا ناراض ہوئے۔ جو لوگوں کو نیکی کے کام کرنے کو کہتا ہے لیکن خود اسے نہیں کرتا۔ اور جس نے وفا کی اور عند القتال ثابت قدم رہا اس کی مدح و ثنا فرمائی یا اس جہت سے مناسبت ہے کہ جس نے جہاد سے پہلے ناپسندیدہ بات کہی تو غیب نے اس کا معاملہ کھول دیا۔ کہ اس نے خلاف وعدہ کیا تو مفہوم یہ ہوا کہ وفا سے پہلے صدق اور عزم صحیح کا ہونا ضروری ہے۔ تو اب اصلح الاعمال میں سے ہو جائے گا۔ لیکن علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ آیت سے مقصود ترجمہ کے اندر بنیان مرصوص ہے۔ گویا کہ جہاد سے پہلے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح صف بندی کر لینا عمل صالح ہے اور بعض نے کہا ثابت قدمی میں دیوار کی طرح ہونا لازم ہے اور بعض نے کہا مفہوم یہ ہے کہ جنہوں نے کہا عزم کیا پھر جہاد کیا گویا کہ قول اور عزم قبل القتال تو دو عمل صالح ہیں۔ علامہ عینیؒ نے اسلم ثم قاتل سے ترجمہ ثابت کیا ہے۔

باب من اتاه سهم غرب فقتله

ترجمہ۔باب اس شخص کے بارے میں جس کو ایسا تیر لگے جس کا مارنے والا معلوم نہ ہو سکے جس نے اسے قتل کر دیا اس کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

حدیث(۲۶۰۷)حدثنامحمدبن عبدالله الخ حدثناانس بن مالکؓ ان ام الربیع بنت البراء وھی ام حارثةابن سراقةاتت النبیﷺفقالت یانبی الله الا تحدثنی عن حارثة وکان قتل یوم بدر اصابه سهم غرب فان کان فی الجنةصبرت وان کان غیرذلك اجتهدت علیه فی البکاء قال ام حارثة انها جنان فی الجنة وان ابنك اصاب الفردوس الاعلی . . .

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ام الربیع بنت البراء جو حارثہ بن سراقہؓ کی والدہ تھیں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگیں کہ اے اللہ کے نبی! کہ آپؐ مجھے حارثہؓ کے متعلق بیان نہیں فرماتے جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے جنہیں نا معلوم آدمی کا پھینکا ہوا تیر لگا۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اگر کوئی اور معاملہ ہے تو پھر اس پر رونے میں پوری کوشش کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا اے حارثہ کی والدہ! قصہ یہ ہے کہ جنت میں بہت سے باغات ہیں تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ میں پہنچا ہوا ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ اجتهدت علیه فی البکاء رونے سے وہ رونا مراد ہے جو بلا نوحہ کے مباح ہے۔ اگر وہ مغفور ہے تو غلبہ مسرور کی وجہ سے اس بکاء مباح سے بھی رک جاؤں گی۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد کا ہے اور نوحہ کی حرمت غزوۂ احد کے بعد ہوئی ہے۔ لہذا اب کوئی اشکال نہیں ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہاں تو نوحہ کا ذکر ہی نہیں بلکہ صرف بکاء کا ذکر ہے۔ دفن میت سے پہلے اور اس کے بعد بکاء تو جائز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔ اس لئے قطب گنگوہیؒ نے جو توجیہ بیان فرمائی ہے وہ الطف ہے۔ بنا بریں عینیؒ کا قول بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ رجعت وھی تضحك وتقول بخ بخ لك یا حارثه۔ نیز! ام الربیع ام حارثه بن سراقه تو صحیح۔ لیکن ام الربیع بنت البراء وہم ہے بلکہ الربیع بنت النضر ہے جو حضرت انس بن مالکؓ کی پھوپھی ہے۔ جسے امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔ باقی امام بخاریؒ نے من اتاه سهم غرب سے ایک وہم کا دفعیہ کیا ہے کہ جب تیر مارنے والا معلوم نہیں کہ کافر ہے یا مسلمان تو امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمائی۔ جو میدان جنگ میں مقتول پایا گیا وہ شہید ہے اگرچہ اس کا قاتل معلوم نہ ہو۔

باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا

ترجمہ۔ اس شخص کا ثواب جس نے جہاد اس لئے کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو۔

حدیث(۲۶۰۸)حدثنا سلیمان بن حرب الخ عن ابی موسی قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیری مکانه فمن فی سبیل الله قال من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل الله ....

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ آدمی غنیمت کے مال کے لئے لڑائی میں شامل ہوتا ہے۔ دوسرا اپنے ذکر اور شہرت کے لئے شامل ہوتا ہے۔ تیسرا اس لئے لڑائی لڑتا ہے تاکہ لڑائی میں اسے اپنا مقام معلوم ہو جائے کہ کس قدر پہلوان ہے۔ تو ان میں سے مجاہد فی سبیل اللہ کون ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا جس نے جہاد اس نیت سے کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور قانون و حکم بلند ہو تو وہی فی سبیل اللہ مجاہد ہے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ معلوم ہوا کہ طالب غنیمت اور شہرت اور شجاعت کو ظاہر کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ بعض نے ثانی اور ثالث میں یوں فرق کیا ہے کہ دوسرا طالب شہرت ہے اور تیسرا ریاکار ہے۔

باب من اعبرت قدماه فی سبیل الله ۔

ترجمہ۔ اس شخص کی فضیلت کے بارے میں جس کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گئے

وقول الله تعالی ما کان لاهل المدینة ومن حولهم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول الله الی قوله ان الله لا یضیع اجر المحسنین ...

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے مدینہ والوں اور اردگرد کے دیہاتیوں کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہ جائیں۔ الی قوله بے شک اللہ تعالیٰ عمدگی سے کام کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کریں گے۔

حدیث(۲۶۰۹)حدثنا اسحق الخ اخبرنی ابو عبس هو عبدالرحمن بن جبر ان رسول الله ﷺ قال ما اعبرت قدما عبد فی سبیل الله فتمسه النار ....

ترجمہ۔ حضرت ابو عبس جن کا نام نامی عبدالرحمٰن بن جبرؓ ہے۔ خبر دیتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اللہ کا بندہ ایسا نہیں جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلودہ ہو گئے ہوں کہ اسے جہنم کی آگ چھو جائے۔

باب مسح الغبار عن الناس فی سبیل الله ۔

ترجمہ۔ اللہ کی راہ میں اپنے سر سے غبار کا جھاڑنا

حدیث (۲۶۱۰) حدثنا ابراھیم بن موسی الخ ان ابن عباسؓ قال له ولعلی بن عبدالله ائتیا ابا سعید فاسمعا من حدیثه فاتیناه وھو اخوہ فی حائط لھما یستیانه فلما رانا جاء فاحتبی وجلس فقال کنا ننقل لبن المسجدلبنةلبنة وکان عمار ینقل لبنتین لبنتین فمربه النبی ﷺ ومسح عن رأسه الغبار وقال ویح عمار تقتله الفئةالباغیة عمار یدعوھم الی الله ویدعونه الی النار .....

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عکرمہؒ اور علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں حضرت ابو سعید کے پاس جاکر ان سے حدیث سنو۔ چنانچہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اور ان کے بھائی اپنے ایک باغ کو پانی پلا رہے تھے۔ جب انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھا تو تشریف لائے کپڑے سے احتباء کر کے یعنی سہارا لے کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانا شروع کیا کہ ہم مسجد نبویؐ کے لئے ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے۔ اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے تو اچانک جناب نبی اکرم ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا۔ ان کے سر سے غبار جھاڑتے ہوئے فرمایا کہ افسوس ہے عمار کے لئے کہ اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ انہیں اللہ کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ لوگ اسے جہنم کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب اور بعد ازاں کے باب سے اس توہم کا دفعیہ کرنا ہے کہ آثار جہاد کو دور نہ کرنا چاہئے جیسے آثار وضو دور نہیں کئے جاتے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے۔ وضو تو آلہ ہے مقصود نماز ہے اس کے قائم ہونے تک آثار کا باقی رہنا مناسب ہے۔ لیکن جہاد جو مقصود تھا اس کے بعد اس کے آثار تنظیف اور طہارت حاصل کرنے کے لئے زائل کرنا مناسب ہے۔ اس لئے دونوں میں فرق ہو گیا۔

باب الغسل بعدالحرب والغبار

ترجمہ۔ لڑائی اور غبار آلود ہونے کے بعد غسل کرنا افضل ہے

حدیث (۲۶۱۱) حدثنا محمدبن سلام الخ عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ لما رجع یوم الخندق ووضع السلاح واغتسل فاتاہ جبریل وقدعصب راسه الغبارفقال وضعت السلاح فوالله ما وضعته فقال رسول الله ﷺ فاین قال ھھنا واو ما الی بنی قریظة قالت فخرج الیھم رسول الله ﷺ ..

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار کھول کر غسل کر لیا تو جبرائیل علیہ السلام آپؐ کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ان کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا گویا کہ پٹی بندھی ہوئی ہے۔ فرمانے لگے کہ آپؐ نے تو ہتھیار اتار کر رکھ لئے لیکن اللہ کی قسم! میں نے ابھی تک نہیں رکھے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہاں کا ارادہ ہے فرمایا اس جگہ کا اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ فوراً ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

باب فضل قول الله تعالى

ترجمہ۔ارشاد ربانی کا ترجمہ

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عندربهم يرزقون فرحين بما اتا هم الله من فضله الى قوله وان الله لايضيع ا جر المؤ منين..

ترجمہ۔جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں انہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے ان کو روزی دی جاتی ہے۔اللہ تعالی نے جو کچھ اپنے سے ان کو دیا ہے وہ اس پر خوش ہونے ہونے والے ہیں۔الی قولہ بے شک اللہ تعالی عمدگی سے کام کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرے گا۔

حديث(۲٦۱۲)حدثنا اسمعيل بن عبدالله الخ عن انس بن مالك قال دعا رسول الله ﷺ على الذين قتلو اصحاب بئرمعونة ثلثين غداة على رعل وذكو ان وعصيةعصت الله ورسوله قال انس انزل فى الذين قتلوابئر معونة قران قرانا ه ثم نسخ بعدبلغو ا قومنا ان قد لقينا ربنا فرضى عنا ورضينا عنه ....

ترجمہ۔حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں بد دعا کی جنہوں نے بئرمعونہ میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا تھا تیس دن تک صبح کے وقت رعل۔ذکوان۔عصیۃ۔جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ان پر بد دعا فرمائی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ کے مقتولوں کے بارے میں قرآن نازل ہوا جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔وہ یہ تھا کہ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچادو کہ ہم اپنے رب سے ملاقی ہو گئے جو ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

حديث(۲٦۱۳)حدثناعلى بن عبدالله الخ عن عمر وسمع جابربن عبداللهؓ يقول اصطبح ناس الخمر يوم احد ثم قتلوا شهداء فقيل لسفيان من اخر ذلك اليوم قال ليس هذ ا فيه...

ترجمہ۔حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں احد کی لڑائی میں صبح کے وقت کچھ لوگوں نے شراب پی لی تھی۔پھر وہ شہید ہو کر قتل کر دیئے گئے۔سفیان سے کہا گیا کہ یہ شہادت اس دن کے آخر میں ہوئی۔فرمایا یہ حدیث میں مروی نہیں۔

یابقول کرمانیؒ سارا جملہ قتلو ا شهد اء فى آخر ذلك اليوم حدیث میں نہیں ہے۔گویا سفیان راوی بھول گیا پھر اسے یاد آیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ان الله لا يضيع اجر المؤ منين آیت کی دلالت ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالی انکے فعل شراب خوری پر پکڑ کرتا تو پھر محسنین کے اعمال ضائع ہو جاتے لیکن ابھی تک حرمت شراب نازل نہیں ہوئی تھی اسلئے فعل مباح پر شہادت کا عمل ضائع نہیں ہوا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ شراب جو احد کی صبح کو پی گئی اگر وہ ضرر رساں ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کے بعد نہ تو ان کی مدح سرائی کرتے اور نہ ہی خوف و حزن کو ان سے رفع فرماتے۔ وجہ یہ ہے کہ اس دن تک شراب خوری مباح تھی حرمت بعد میں نازل ہوئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمہ اس کے قول شھداء سے لیا گیا ہے اور وہ شراب جو انہوں نے اس دن پی تھی اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

باب ظل الملائكة على الشهيد — ترجمہ۔ شہید پر فرشتوں کا سایہ کرنا

حديث(٢٦١٤)حدثنا صدقة بن الفضل الخ انه سمع جابر بن عبدالله يقول جيئ بابى الى النبى ﷺ وقد مثل به ووضع بين يديه فذهبت اكشف عن وجهه فنهانى قومى فسمع صوت صائحة فقيل ابنة عمرو اواخت عمرو فقال لم تبكى اولا تبكى مازالت الملائكة تظله باجنحتها قلت لصدقة افيه حتى رفع قال ربما قاله ....

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایسے حال میں لایا گیا کہ انکا مُثلہ ہو چکا تھا۔ ناک۔ کان۔ ٹانگیں۔ ہاتھ کٹ چکے تھے۔ اور آپؐ کے سامنے ان کو رکھ دیا گیا۔ تو میں انکا چہرہ کھولنے لگا جس پر میری قوم نے مجھے روک دیا۔ پھر ایک چیخنے والی عورت کی آواز سنی گئی۔ کہ یہ عمرو کی بیٹی یا اس کی بہن ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیوں روتی ہے۔ فرمایا تم نہ روؤ۔ اس پر تو فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے صدقہ راوی سے پوچھا کہ یہ بھی اس حدیث میں ہے یہاں تک کہ اسے اٹھا لیا گیا انہوں نے فرمایا کہ کبھی کبھی وہ اس کو کہا کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ اس باب کی غرض یہ ہے امام بخاریؒ شہید کے حال کی عظمت بتلانا چاہتے ہیں فرشتے شہید کو اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔ اللهم ارزقنا شهادة فى سبيلك ۔

باب تمنى المجاهد ان يرجع الى الدنيا ۔ — ترجمہ۔ شہید کی خواہش ہو گی وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے۔

حديث(٢٦١٥)حدثنا محمد بن بشار الخ سمعت انس بن مالك عن النبى ﷺ قال ما احد يدخل الجنة يحب ان يرجع الى الدنيا وله

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد واپس دنیا میں آنے کی

ماعلی الارض من شئ الاالشهیدیتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشرمرات لما یری من الکرامة

خواہش کرے۔ سوائے شہید کے کہ وہ تمنی کرے گا کہ دنیا کی طرف واپس ہو کر دس مرتبہ قتل کر دیا جائے۔ یہ سب کچھ اپنی کرامت اور تعظیم دیکھنے کی وجہ سے ہو گا۔

باب الجنة تحت بارقة السیوف

ترجمہ۔ جنت چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے ہے

وقال المغیرةبن شعبةاخبرنا نبیناﷺ عن رسالة ربنا من قتل منا صار الی الجنة وقال عمرللنبی ﷺ الیس قتلا نافی الجنةوقتلاهم فی النار قال بلی ....

ترجمہ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ جو شخص بھی ہم میں سے شہید ہو گا وہ سیدھا جنت کی طرف روانہ ہو گا اور حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔

حدیث(۲۶۱۶)حدثناعبداللہ بن محمد الخ عن سالم ابی النضرمولی عمربن عبیدالله وکان کاتبه قال کتب الیه عبدالله ابن ابی اوفی ان رسول الله ﷺ قال واعلموا ان الجنةتحت ظلال السیوف تابعه الاویسی عن موسی بن عقبة

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے سالم کی طرف لکھا جو عمرو بن عبیداللہ کے کاتب تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بے شک جنت تلواروں کے سایوں کے نیچے ہے اس کی متابعت اویسی نے کی موسیٰ بن عقبہ سے۔

باب من طلب الولد للجهاد

جس نے جہاد کے لئے اولاد مانگی

حدیث(۲۶۱۷)قال اللیث الخ سمعت اباهریرةؓ عن رسول الله ﷺ قال قال سلیمان بن داودعلیهما السلام لا طوفن اللیلة علی مائة امراة اوتسع و تسعین کلهن تاتی بفارس یجاهد فی سبیل الله فقال له صاحبه ان شاء الله فلم یقل ان شاء الله فلم یحمل منهن الاامراة واحدة

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام پیغمبر نے کہا کہ آج کی رات میں اپنی ایک سو یا ننانوے بیویوں سے ہمبستری کروں گا۔ ان میں سے ہر ایک۔ ایک ایک شہسوار جنے گی۔ جو اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرے گا۔ تو آپ کے ساتھی نے فرمایا انشاء اللہ کہہ دو۔ وہ انشاء اللہ نہ کہہ سکے تو ان سب عورتوں میں سے صرف ایک عورت حاملہ ہوئی۔ وہ بھی آدمی کا

جاء ت بشق رجل والذی نفس محمدبیدہ لوقال ان شاء اللہ لجاھدوا فی سبیل اللہ فرسانا اجمعون

آدھا حصہ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہہ دیتے تو سب کی سب ان کی اولا گھوڑے سوار اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ جاء ت بشق الخ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کا عزم انشاء اللہ کہنے کا تھا لیکن وہ اپنے عزم کو پورا نہ کر سکے ان کا عزم ناقص رہ گیا اس طرح ان کا ولد بھی ناقص باقی رہا جو کامل نہ ہو سکا۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ جو توجیہ شیخ گنگوہیؒ نے بشق رجل کی فرمائی ہے شراح میں سے کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ کسی نے بشق غلام اور کسی نے نصف انسان۔ اور نقاش نے اس شق کو وہ جسد قرار دیا الذی القی علی کرسیہ اور بہت سے مفسرین نے جسد سے شیطان مراد لیا ہے۔ لیکن صحیح نہیں ہے۔ محققون کا قول ہے جیسا کہ صاحب جمل نے نقل فرمایا کہ یہ حضرت سلیمانؑ کا امتحان اور آزمائش تھی۔ جب کہ وہ انشاء اللہ نہ کہہ سکے۔ تو شق وہ جسد ہے جو ان کی کرسی پر ڈالا گیا۔ اور بعض نے کہا کہ جب جہاد اولاد میں اس قدر محو ہو گئے کہ فرشتے یا قائل کے کلام کی طرف توجہ نہ رہی اس لئے انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ باقی عورتوں کے بارے میں روایات مختلف ہیں ساٹھ۔ ستر۔ نوے۔ ننانوے۔ اور سو۔ جمع کی صورت یہ ہے کہ ساٹھ تو حرائر تھیں۔ اور جو ان سے زائد تھیں وہ باندیاں تھیں۔ اور بعض روایات میں ہزار کا عدد بھی آیا ہے۔ جن میں سے تین سو حرائر اور سات سو باندیاں تھیں۔

باب الشجاعۃ فی الحرب والجبن ترجمہ۔ لڑائی اور جنگ میں بہادری اور بزدلی کیسے ہے

حدیث (۲۶۱۸) حدثنا احمد بن مالک الخ عن انسؓ قال کان النبی ﷺ احسن الناس واشجع الناس واجود الناس. ولقد فزع اھل المدینۃ فکان النبی ﷺ سبقھم علی فرس. وقالو جدناہ بحراً.

ترجمہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ تمام لوگوں میں سے زیادہ خوب صورت تھے۔ سب سے زیادہ بہادر تھے سب سے زیادہ سخی تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ والے کسی گھبراہٹ میں مبتلا ہوئے تو جناب نبی اکرم ﷺ ان سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اور فرمایا میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح رواں دواں پایا جو تھکاوٹ کا نام نہیں لیتا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث باب سے شجاعت کی مدح ثابت ہوئی جبن اس کی ضد ہے اس کی مذمت معلوم ہوئی ہے۔

حدیث (۲۶۱۹) حدثنا ابو الیمان الخ اخبرنی

ترجمہ۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ خبر دیتے ہیں کہ دریں اثنا کہ وہ

جبیر بن مطعم انه بینما هویسیر مع رسول الله ﷺومعه الناس مقفله من حنین فعلقه الناس یسئلونه حتی اضطروه الی سمرة فخطفت ردائه فوقف النبی ﷺ فقال ائتونی رد ائی لو کان لی عددهذه العضاه نعمالقسمته بینکم ثم لا تجدو نی بخیلا ولا کذوبا ولا جبانا ...

جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چل رہے تھے۔اور آپ کے ہمراہ دوسرے لوگ بھی تھے۔ جب کہ آپؐ حنین سے واپس لوٹ رہے تھے تو بہت سے دیہاتی آپؐ کو چمٹ گئے۔وہ آپؐ سے مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپؐ کو ایک درخت تک پہنچنے میں مجبور کر دیا۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ بخیل کذوب اور جبان مبالغہ کے صیغے ہیں۔ جن سے جنس کی نفی کرنا مقصود ہے۔صرف مبالغہ کی نہیں اور یہ جوامع الکلم میں سے ہے۔جس سے اصول اخلاق بیان ہوئے۔ حلم۔ کرم اور شجاعت۔عدم کذب سے قوت عقلیہ کے کمال کی طرف اشارہ ہے۔اورعدم جبن سے کمال قوت غضبیہ یعنی شجاعت کی طرف اشارہ ہے۔اور عدم بخل سے کمال قوت شہوت کی طرف اشارہ ہے اور یہ تینوں اصول الاخلاق ہیں۔اول مرتبہ صدیقین کا ہے۔دوسرا مرتبہ شہداء کا ہے۔اور تیسرا مرتبہ صالحین کا ہے اللھم اجعلنا منھم۔

باب مایتعوذ من الجبن

ترجمہ۔وہ کلمات جن کے ذریعہ بزدلی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

حدیث(۲۶۲۰)حدثناموسی بن اسمعیل الخ قال کان سعدیعلم بنیه هؤلاء الکلمات کما یعلم المعلم الغلمان الکتابةویقول ان رسول الله ﷺ کان یتعوذ منهن دبر الصلوة اللهم انی اعوذبك من الجبن واعوذبك ان ارد الی ارذل العمر واعوذبك من فتنة الدنیا واعوذبك من عذاب القبر فحدثت به مصعبا فصدقه ....

ترجمہ۔ حضرت سعدؓ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح معلم لڑکوں کو کتابت سکھاتا ہے اور فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان چیزوں سے پناہ پکڑتے تھے۔اے اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں بزدلی سے اور تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں خرانٹ بڑھاپے سے اور تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور تیرے سے پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ پس حدیث میں نے ان کے بیٹے مصعب بن سعد کو بیان کی تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی

حدیث(۲۶۲۱)حدثنامسددالخ سمعت انس بن مالكؓ کان النبی ﷺ یقول اللهم انی

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے اے اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں

اعوذبك من العجز والكسل والجبن ولهرم واعوذبك من فتنة المحيا والممات واعوذبك من عذاب القبر ......

عاجز ہونے اور سستی اور بزدلی اور بڑھاپے سے اور تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے اور تیرے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ محیا وممات دونوں مصدر میمی ہیں۔ حیوۃ اور موت کے معنی میں زندگی کے فتنے شہوات جہالات اور سخت فتنہ خاتمہ عند الموت ہے۔ اور موت کے فتنہ سے بعض نے فتنہ قبر اور بعض نے فتنه عند احتضار الموت کہا ہے۔

باب من حدث بمشاهده فى الحرب قاله ابوعثمان عن سعد

ترجمہ۔ ان لوگوں کے بارے میں جو جناب رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کے دیکھے ہوئے واقعات بیان کرتے ہیں۔ ابو عثمان نے اس کو حضرت سعدؓ سے بیان کیا ہے۔

حديث(۲۶۲۲)حدثناقتيبة بن سعيد الخ عن السائب بن يزيدقال صحبت طلحة بن عبيدالله وسعد اوالمقداد بن الاسود وعبدالرحمن بن عوفؓ فماسمعت احدامنهم يحدث عن رسول الله ﷺ الاانى سمعت طلحة يحدث عن يوم احد.

ترجمہ۔ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت سعدؓ اور حضرت مقداد بن الاسودؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی صحبت میں رہا لیکن ان حضرات میں سے کسی نے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی لڑائیوں کے حالات بیان نہ کئے۔ مگر صرف ایک حضرت طلحہؓ سے میں نے سنا کہ وہ احد کی لڑائیوں کے حالات بیان کرتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کبار صحابہ کمی اور زیادتی کے خوف سے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات بیان نہیں کرتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے ان کا بیان دیا اور عجب سے خالی تھا۔ اور جب حضور ﷺ کے افعال کی اقتداء مقصود ہو تو اس وقت بھی بیان کرنا مستحب ہے۔

باب وجوب النفير ومايجب من الجهاد والنية۔

ترجمہ ۔ جب عام لام بندی کا حکم ہو تو کوچ کرنا واجب ہے نیز! جہاد یا جہاد کی نیت کرنا بھی واجب ہے

وقوله تعالى انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالكم وانفسكم فى سبيل الله ذلكم خيرلكم ان كنتم تعلمون لو كان عرضاقريباوسفرا قاصدا

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ یہ ہے۔ ہلکے پھلکے اور بوجھل ہو کر نکلو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں او جانوں کے ساتھ جہاد کرو اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

لاتبعوك ولكن بعدت عليهم الشقة وسيحلفون بالله الاية وقوله تعالى يا ايهاالذين امنوا مالكم اذاقيل لكم انفروافي سبيل الله اثاقلتم الى الارض ارضيتم بالحيوة الدنيا من الاخرة الى قوله على كل شيئ قدير. يذكر عن ابن عباس انفروا ثبات سوايا متفرقين يقال احدالثبات ثبة ....

اگر کوئی اسباب قریب ہو۔یا سفر درمیانہ ہو تو وہ آپ کی پیروی کریں گے۔ الی قوله۔ اور اللہ جانتا ہے کہ لوگ جھوٹ کہنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو۔ کیا تم نے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں پسند کر لیا حالانکہ دنیا کی زندگی کا مال ومتاع تو آخرت کے مقابلہ میں بالکل تھوڑا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ تم لوگ متفرق جماعتیں بن کر نکلو۔ کہا جاتا ہے کہ ثبات کا واحد ثبتہ ہے۔

حديث (۲۶۲۳) حدثنا عمرو بن علي الخ عن ابن عباسؓ ان النبي ﷺ قال يوم الفتح لا هجرة بعدالفتح ولكن جهاد ونية واذا استنفرتم فانفروا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اب فتح مکہ کے بعد هجرت من مكه الى المدينه فرض نہیں رہی لیکن اب تو صرف جہاد اور اس کی نیت رہ گئی۔ اور جب عام لام بندی کے لئے بلایا جائے تو سب نکل کھڑے ہو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ پہلے انفراد کا حکم تھا۔ جب مؤمنین امر بالنفير سے متاثر ہوئے تو مالكم الخ سے ان پر عتاب ہوا۔ بعد ازاں انفروا خفافاوثقالا کا حکم ہوا۔ مصنفؒ نے آیت امر کو آیت عتاب پر مقدم کر دیا۔ کیونکہ اس کا حکم عام تھا۔ ثبات جمع ثبتہ کی جس کے معنی فرقہ کے ہیں۔ تو معنی ہوئے متفرق جماعتیں بن کر نکلو۔ سراپا کی صورت میں۔

لاهجرة بعدالفتح یہ ہجرت من مكه الى المدينه منسوخ ہوئی۔ لیکن جس مقام پر امور دین کو انجام نہ دیا سکتا ہو وہاں سے ہجرت کرنا اب بھی واجب ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔

باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد بعد ويقتل

ترجمہ۔ کافر مسلمان کو قتل کر دیتا ہے پھر وہ خود مسلمان ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ ٹھیک ٹھاک اسلام پر قائم رہتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے۔

حديث (۲۶۲۴) حدثنا عبدالله بن يوسف الخ عن ابى هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال يضحك الله

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں سے راضی ہوتا ہے

من الرجلين يقتل احدهما الاخر يدخلان الجنة يقاتل هذافی سبيل الله فيقتل ثم يتوب الله على القاتل فيستشهد .....

ان میں ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے کہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ کہ اس نے تواللہ کی راہ میں جہاد کیا اور قتل ہو گیا دوسرے قاتل کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی۔ کہ قاتل بھی مسلمان ہوکر شہید ہو گیا۔

حديث (۲۶۲۵) حدثنا الحميدی الخ عن ابی هريرةؓ قال اتيت رسول اللهﷺ وهوبخيبر بعد ماافتتحوا ها فقلت يارسول الله اسهم لی فقال بعض بنی سعيدبن العاص لاتسهم له يارسول الله فقال ابوهريرةؓ هذا قاتل ابن نوفل فقال ابن سعيد بن العاص واعجبا لوبرتدلی علينامن قدوم ضان ينعی علی قتل رجل مسلم اكرمه الله علی يدی ولم يهننی علی يديه قال فلا ادری اسهم له ام لم يسهم له قال سفيان وحدثنيه السعيدی عن جده عن ابی هريرة قال ابوعبدالله السعيدی عمروبن يحيی بن سعيد بن عمروبن سعيدبن العاص...

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کے فتح ہو جانے کے بعد خیبر میں آنحضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے کہا یارسول اللہ میرے لئے بھی غنیمت میں سے حصہ مقرر فرمایئے تو سعید بن العاص کے بعض بیٹوں نے اعتراض کیا۔ یارسول اللہ! ان کا حصہ مقرر نہ فرمایئے۔ جس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ یہ تو ابن نوفل کا قاتل ہے تو سعید بن العاص کے بیٹے نے کہا کہ واہ کس قدر تعجب ہے۔ اس لومڑ پر جو قدوم ضان دوس کے پہاڑ سے ہمارے پاس آیا اور مجھ پر اس آدمی کی موت کا عیب لگاتا ہے جو مسلمان تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر عزت وتکریم سے نوازا کہ وہ شہید ہو گیا۔ اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا کہ میں کفر کی حالت میں مرجاتا راوی کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ آپؐ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے لئے غنیمت کا حصہ نکالا یا حصہ نہیں دیا سفیان فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث سعیدی نے اپنے دادا سے بیان فرمائی۔ اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سعید کا عمرو بن یحییٰ جو سعید بن العاص کی اولاد میں سے ہیں۔

تشریح از قاسمیؒ۔ ابن نوفل کا نام نعمان بن مالک بن ثعلبہ انصاری تھا۔ ثعلبہ کا لقب نوفل تھا۔ نعمان کو ابان بن سعیدہ نے احد کی لڑائی میں حالت کفر میں قتل کیا تھا۔ اور ابان حدیبیہ اور احد کے درمیان مسلمان ہو گئے۔

وبر اگر بسکون الباء ہے تو لومڑی جو بلی کے مشابہ ہے۔ اگر وَبَر بفتح الباء ہو تو وبر الابل والشاة سے تشبیہ تحقیر کے لئے ہے تدلی بمعنی انحدر نیچے اترا۔ قدوم ضان الی من طرف ضان قبیلہ دوس کے پہاڑ کا نام ہے۔ قدم کا معنی گھاٹی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں

کہ ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہوئی کہ وہ ابن نوفل میرے ہاتھ پر شہید ہوئے۔ میں ان کے ہاتھ پر حالتِ کفر میں قتل نہیں ہوا۔ کہ لبان حالت کفر میں قتل نہیں ہوا بلکہ زندہ رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی اور مسلمان ہوگیا۔ ینعی علی یعنی عیب لگاتا ہے۔

باب من اختارالغزوعلى الصوم

ترجمہ۔ باب اس شخص کے بارے میں جس نے جہاد کو روزے پر ترجیح دی۔

حديث (٢٦٢٥) حدثناادم الخ سمعت انس بن مالكؓ قال كان ابو طلحةؓ لايصوم على عهد النبی ﷺ من اجل الغزو فلماقبض النبی ﷺ لم اره مفطرا الا يوم فطراوالضحى ......

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو طلحہؓ صحابی جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جہاد کی وجہ سے نفلی روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ جب نبی اکرم کی وفات ہوگئی تو میں نے ان کو افطار کرتے نہیں دیکھا۔ سوائے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے باقی سارا سال روزے رکھتے تھے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے وفات نبوی ﷺ کے بعد غزوات میں حصہ نہیں لیا۔ لیکن ابن سعدؓ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے انفروا خفافا وثقالا کو پڑھا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد کے لئے نکلنے کا حکم شیوخت اور شباب دونوں حالتوں میں دیا ہے چنانچہ جہاد کی تیاری کی۔ آپ کے بیٹوں نے کہا ہم آپ کی طرف سے جہاد کریں گے لیکن انہوں نے انکار کیا۔ تیاری کر کے غزوۃ البحر میں شمولیت کی جس میں ان کی وفات ہوگئی۔ سات دن کے بعد انہیں دفن کیا گیا تو نعش میں کوئی تغیر نہیں آیا تھا۔ رضی اللہ عنہ۔

باب الشهادة سبع سوى القتل

ترجمہ۔ قتل ہونے کے علاوہ سات قسم کی شہادت ہے

حديث (٢٦٢٦) حدثناعبدالله بن يوسف الخ عن ابی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال الشهداء خمسة المطعون والمبطون والغرق وصاحب الهدم والشهيد فی سبيل الله ....

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید پانچ قسم ہیں طاعون میں مر جانے والا۔ پیٹ کی بیماری سے مر جانے والا۔ غرق ہو کر مر جانے والا جس پر دیوار گرے اور وہ مر جائے۔ پانچواں جو اللہ کی راہ میں شہید ہو۔

حديث (٢٦٢٧) حدثنابشر بن محمد الخ عن انس بن مالكؓ عن النبی ﷺ قال الطاعون شهادة لكل مسلم

ترجمہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ طاعون کی وباء ہر مسلمان کیلئے شہادت کا مقام ہے۔

تشریح از قاسمی ؒ ۔ اگر اشکال ہو حدیث ترجمۃ الباب سے مطابق نہیں۔ قتل کے سواسات کا ذکر نہیں ہے بلکہ چار کا ذکر ہے تو شارح تراجم نے دو طرح سے جواب دیا ہے۔ پہلی توجیہ یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ شہادت فی قتل جہاد میں منحصر نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ روایت مالک میں سبعة کا لفظ ہے جو مصنف ؒ نے شرط کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے اسے ذکر نہیں کیا۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ بعض رواۃ باقی کو بھول گئے۔

باب قول الله تعالى لايستوى القاعدون من المؤمنين غير اولى الضرر والمجاهدون فى سبيل الله باموالهم وانفسهم الى قوله غفورا رحيما۔

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ کے قول کا ترجمہ یہ ہے کہ مؤمنوں سے جو تکلیف والے نہ ہوں ان میں سے بیٹھنے والے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہا کرتے ہیں برابر نہیں ہوتے۔ غفورا رحیما تک پڑھا۔

حديث (٢٦٢٨) حدثنا ابو الوليد الخ سمعت البراءؓ يقول لما نزلت لايستوى القاعدون من المؤمنين دعا رسول الله ﷺ زيدا فجاء بكتف فكتبها وشكا ابن ام مكتوم ضرارته نزلت لايستوى القاعدون من المؤمنين غير اولى الضرر

ترجمہ ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ لایستوی القاعدون الخ نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت زید بن ثابتؓ کاتب وحی کو بلوایا تو وہ کندھے کی ہڈی لے آئے جس پر اس آیت کو لکھا۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ نے اپنی تکلیف ذھاب بصر یعنی نابینا ہونے کی شکایت کی تو پھر اس آیت میں غیر اولی الضرر کی قید اضافی نازل ہوئی۔ کہ تکلیف والے لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ابن ام مکتوم کا نام عمرو بن قیس عامری تھا ان کی والدہ عاتکہ مخزومیہ تھی۔ اور ان کی ضرارت ذھاب بصر تھی۔

حديث (٢٦٢٩) حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله الخ عن سهل بن سعد الساعدى انه قال رأيت مروان بن الحكم جالسا فى المسجد فاقبلت حتى جلست الى جنبه فاخبرنا ان زيد بن ثابتؓ اخبره ان رسول الله ﷺ املى عليه لايستوى القاعدون من المؤمنين والمجاهدون فى سبيل الله فجاءه ابن ام مكتومؓ وهو يملها على فقال يارسول الله

ترجمہ ۔ حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مروان بن الحکم حاکم مدینہ کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں بھی آکر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ تو اس نے ہمیں خبر سنائی کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ ان کو لا یستوی القاعدون الخ لکھوا رہے تھے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ ان کے پاس اس حالت میں تشریف لائے جب کہ وہ مجھے لکھوا رہے تھے کہنے لگے یارسول اللہ! اگر مجھے جہاد لڑنے کی طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا۔ اور وہ نابینا آدمی تھے۔

لواستطیع الجهاد لجاهدت وکان رجلا اعمی فانزل اللہ تبارك وتعالی علی رسول اللہ ﷺ وفخذہ علی فخذی فثقلت علی حتی خفت ان ترض فخذی ثم سری عنه فانزل اللہ عزوجل غیر اولی الضرر

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت اتاری جب کہ آپ کی ران میری ران پر تھی جو مجھ پر اس قدر گراں گذری کہ مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں میری ران ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے۔ پھر وہ کیفیت آپؐ سے کھل گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے غیر اولی الضرر والی آیت نازل فرمائی

باب الصبر عندالقتال

ترجمہ۔ لڑائی کے وقت صبر کرنا

حدیث (۲۶۳۰) حدثناعبداللہ بن محمد الخ ان عبداللہ بن اوفی کتب فقرأته ان رسول اللہ ﷺ قال اذالقیتموھم فاصبروا......

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے لکھا جس کو میں نے پڑھا اس میں یہ تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دشمن سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو تو صبر سے کام لو۔

تشریح از قاسمیؒ۔ قرآن مجید میں ہے واذلقیتم فئة فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرالعلکم تفلحون یعنی جب کفار کی کسی جماعت سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو۔ کیا عجب ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس میں تعلیم عظیم ہے جب کہ کفار سے قتال ہو ذکر الٰہی قلب کے اطمینان کے لئے ہے۔ یہی صبر ہے۔

باب التحریض علی القتال وقوله تعالی وحرض المؤمنین علی القتال

ترجمہ۔ جہاد پر برانگیختہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی! مؤمنوں کو جہاد پر آمادہ کرو

حدیث (۲۶۳۱) حدثناعبداللہ بن محمد الخ عن حمید قال سمعت انسایقول خرج رسول اللہ ﷺ الی الخندق فاذاالمھاجرون والانصار یحفرون فی غداة باردة فلم یکن لھم عبید یعملون ذلك لھم فلما ارایٔ مابھم من النصب والجوع قال اللھم ان العیش عیش الاخرة فاغفر للانصار والمھاجرة فقالو مجیبین له...

ترجمہ۔ حضرت حمید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف روانہ ہوئے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار ایک ٹھنڈی یخ صبح میں خندق کھود رہے ہیں۔ جبکہ ان کے کوئی نوکر چاکر نہیں تھے۔ جو ان کا یہ کام کرتے۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کی تھکاوٹ اور بھوک کو محسوس کیا تو فرمانے لگے اے اللہ! زندگی تو زندگی آخرت کی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کی بخشش فرمادے۔ تو انہوں نے آپ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا

نحن الذین بایعو محمدا
علی الجهاد مابقینا ابدا

تو ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی جہاد پر بیعت کی
جب تک ہم زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی حدیث سے ترجمہ کو اس طرح نکالا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود ہی خندق کھودی ہے۔ اور انصار و مہاجرین کے لئے دعا مانگی ہے۔ یہ اس میں قتال کی ترغیب ہو گئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اللھم لا عیش الا عیش الاخرة کے جملہ میں تحریض ہے۔ کیونکہ اس حضر میں جہاد تھا۔ خندق سرنگ کو کہتے ہیں۔ غزوہ کا نام غزوۂ خندق اس لئے رکھا گیا کہ عرب میں تو اس کا رواج نہیں تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے آپؐ نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے مطابق یہ غزوہ خندق ۴ھ میں واقع ہوا۔ جس کی طرف امام بخاریؒ کا میلان ہے۔ لیکن دیگر اصحاب مغازی شوال ۵ھ کا قول کرتے ہیں۔ لا عیش ای عیش باقی اور معتبر عیش آخرت ہے۔

باب حفر الخندق

ترجمہ۔ خندق اور سرنگ کا کھودنا

حدیث (۲۶۳۲) حدثنا ابو معمر الخ عن انسؓ قال جعل المھاجرون والانصار یحفرون الخندق حول المدینة وینقلون التراب علی متونھم ویقولون ...

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الاسلام مابقینا ابدا

والنبی ﷺ یجیبھم ویقول اللھم انه لاخیر الا خیر الاخرة .فبارك فی الانصار والمھاجرة ....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرات مہاجروں اور انصار مدینہ کے اردگرد سرنگ کھودنے لگے اور اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھاتے تھے۔ اور یہ شعر کہتے تھے۔
ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام پر محمد ﷺ کی بیعت کی جب تک کہ ہم زندہ رہیں گے اور جناب نبی اکرم ﷺ ان کو جواب دیتے تھے اے اللہ! اور تو کوئی بھلائی نہیں بھلائی تو صرف آخرت کی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرما۔

حدیث (۲۶۳۳) حدثنا ابو الولید الخ عن ابی اسحق سمعت البراء کان النبی ﷺ ینقل ویقول لولا انت ما اھتدینا ....

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ بنفس نفیس مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے۔ اور یہ شعر کہتے تھے اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہیں پا سکتے تھے۔

حدیث(۲۶۳۴)حدثنا حفص بن عمر الخ عن البراءؓ قال رایت رسول اللہ ﷺ یوم الاحزاب ینقل التراب وقدواری التراب بیاض بطنه وهو یقول لولاانت مااهتدینا.ولاتصدقنا ولاصلینا. وانزل السکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا. ان الالی قد بغوعلینا اذاارادوا فتنة ابینا.....

ترجمہ۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے احزاب کی لڑائی میں جناب نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ خود مٹی اٹھارہے تھے۔ جب کہ مٹی نے آپؐ کے پیٹ مبارک کی سفیدی کو چھپا لیا تھا۔ آپؐ یہ شعر پڑھتے تھے کہ اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ نہ ہم صدقہ دے سکتے اور نہ ہی نماز پڑھ سکتے تھے۔ پس ہمارے اوپر سکون واطمینان نازل فرما۔ اگر ہمارا مقابلہ کفار سے ہو تو ہمارے قدموں کو جمائے رکھنا۔ بے شک ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے۔ ان لوگوں نے جب شرک اور فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ حول المدینہ سے مراد حوالی المدینہ ہے۔ یعنی اس کی ایک جانب میں۔ کیونکہ خندق کو مدینہ کے ارد گرد نہیں کھودا گیا تھا۔ بلکہ لشکر کے ارد گرد کھودا گیا تھا۔ البتہ وہ لوگ مدینہ کے قریب تین میل کے فاصلہ پر تھے۔ اس کو حول المدینہ سے تعبیر کیا گیا۔ حقیقت وہی ہے جو بیان ہو چکی ہے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ حول المدینة کی جو تشریح حضرت قطب گنگوہیؒ نے فرمائی ہے وہ ظاہر ہے۔ کیونکہ خندق دونوں لشکروں یعنی لشکر مسلمان اور لشکر کفار کے درمیان تھی۔ خلاصۃ الوفاء میں ہے کہ مدینہ منورہ کا ایک حصہ تو بالکل کھلا ہوا تھا۔ دوسری جوانب آبادی کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔ اور کھجوروں کے جھنڈ بھی تھے۔ جہاں سے دشمن کا گھس آنا ممکن نہیں تھا۔ البتہ جو جانب مکشوف تھی اس طرف خندق کھودی گئی۔ اور لشکر کو جبل سلع کے نیچے رکھا گیا۔ تو خندق جبل سلع اور مشرکین کے درمیان تھی۔ پھر طول میں اس کو پھیلا دیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خندق مدینہ کے شمال جانب حرۃ کی طرف شرقاً غرباً تھی۔

تشریح از قاسمیؒ ۔ لولاانت الخ . ماکنا لنهتدی لولاان هدانااللہ سے مقتبس ہے۔ یوم الخندق کو یوم الاحزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر عرب کے مختلف قبائل نے مل کر جناب نبی اکرم ﷺ سے لڑائی مول لی تھی۔ جس میں ان کو بھاگنا پڑا۔ اور یہ اشعار آنحضرت ﷺ کی زبان پر اتفاقاً جاری ہو گئے ایسے بعض اشعار میں بھی پیش آیا۔ یہ اشعار نہیں ہیں و ماعلمناه الشعر کی وجہ سے دوسرے جب اشعار کی نیت سے ان کا صدور نہیں ہے تو اشعار شمار نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان میں قصد کا بھی دخل ہوتا ہے۔

باب من حبسه العذرعن الغزو

ترجمہ۔ جس شخص کو جہاد پر نکلنے سے کسی عذر نے روک لیا تو اس کا کیا حکم ہے۔

حدیث(۲۶۳۵)حدثنا احمد بن یونس الخ ان انساً حدثھم قال رجعنا من غزوۃ تبوک مع النبی ﷺ حدثنا سلیمان بن حرب الخ عن انسؓ ان النبی ﷺ کان فی غزاۃ فقال ان اقواما بالمدینۃ خلفنا ماسلکنا شعبا ولا وادیا الا وھم معنا فیہ حبسھم العذر قال ابو عبداللہ الاول اصح .....

ترجمہ۔ حضرت انسؓ نے ان کو حدیث بیان کی کہ ہم لوگ جناب نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور دوسری سند سے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم ﷺ ایک غزوہ میں تھے کہ فرمایا کچھ لوگ مدینہ منورہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کوئی گھاٹی یا وادی جو بھی عبور کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں کیونکہ ان کو عذر نے روک رکھا ہے ورنہ ان کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہیں۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ پہلی سند جس میں غزوۂ تبوک کی تصریح ہے اور اس میں حمید اور انسؓ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے وہ میرے نزدیک اس سند سے جس میں حمید اور انس کے درمیان موسیٰ کا واسطہ ہے اس سے یہ زیادہ صحیح ہے۔قال موسی حدثنا حماد عن حمید عن موسی ابن انسؓ عن ابیہ (الحدیث)

باب فضل الصوم فی سبیل اللہ

ترجمہ۔ جہاد فی سبیل اللہ میں روزے رکھنے کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث(۲۶۳۶)حدثنا اسحق بن نصر الخ عن ابی سعید الخدریؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول من صام یوما فی سبیل اللہ بعد اللہ وجھہ عن النار سبعین خریفا ......

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو ستر سال کی دوری تک جہنم کی آگ سے دور رکھیں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ حدیث باب سے جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔اور پہلے ایک باب میں حضرت ابو طلحہؓ کمزوری کے خدشہ سے جہاد میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ تو دونوں میں مطابقت اس طرح ہوگی کہ ضعف اور کمزوری کا خدشہ نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔اگر خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ حضرت مولانا تھانویؒ اپنے مواعظ میں لکھتے ہیں کہ فی زمانہ معدے کمزور ہیں۔ غذا ناقص ہے لہذا علماء اور طلبہ کے لئے نفلی روزے نہ رکھنا بہتر ہے۔ تاکہ وہ لوگ دلجمعی سے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔

باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ

ترجمہ۔ جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔

حدیث(۲۶۳۷)حدثنا سعد بن حفص الخ انه سمع اباهریرةؓ عن النبی ﷺ قال من انفق زوجین فی سبیل الله دعاه خزنة الجنة کل خزنة باب ای قل هلم قال ابوبکر یارسول الله ذاك الذی لاتوی علیه فقال النبی ﷺ انی لارجو ان تکون منهم ....

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ جناب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ میں دو چیزیں جس نوع کی بھی ہوں خرچ کر دیں تو داروغہ جنت میں سے ہر دروازے کا داروغہ اسے بلائیگا کہ اے فلاں تو میری طرف آ۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ تو وہ شخص ہے جس کو کسی دروازے کے چھوڑنے اور کسی میں داخل ہونے کیلئے کوئی تنگی اور ہلاکت نہ ہو گی۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ ہر دروازے سے بلائے جانے والوں میں سے آپ ہوں گے۔

تشریح از قاسمیؒ۔ کل خزنة باب میں قلب ہے۔ دراصل خزنة کل باب تھا۔ ای قل هلم ای حرف ندا ہے۔ قل منادی مرخم ہے۔ اصل میں یا فلا ن تھا هلم بمعنی تعال کے ہے۔ توی کے معنی ہلاکت کے ہیں۔ یعنی اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک دروازے کو چھوڑ دے۔ اور دوسرے سے داخل ہو جائے۔

حدیث(۲۶۳۸)حدثنا محمد بن سنان الخ عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول الله ﷺ قدم علی المنبر فقال انما اخشی علیکم من م بعدی مایفتح علیکم من برکات الارض ثم ذکرزهرة الدنیا فبدأباحدهما وثنی بالاخری فقام رجل فقال یا رسول الله اویاتی الخیر بالشر فسکت عنه النبی ﷺ قلنا یوحی الیه وسکت الناس کان علی رؤسهم الطیر ثم انه مسح عن وجهه الرحضاء فقال این السائل انفااوخیر هو ثلثا ان الخیر لایاتی الابالخیر وانه کلما ینبت الربیع مایقتل حبطا اویلم الااکلة الخضر اکلت حتی

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ مجھے تم پر اپنے بعد اگر کسی چیز کا خطرہ ہے تو وہ یہ ہے کہ زمین کی برکتیں تم پر کھول دی جائیں گی۔ پھر آپؐ نے دنیا کی زیب و زینت کا اور رونق کا ذکر فرمایا ان دونوں میں سے ایک سے ابتدا کی اور دوسرے کو بعد میں ذکر فرمایا ایک آدمی مجمع میں سے اٹھ کر کہنے لگا یارسول اللہ کیا شر کے ساتھ خیر بھی آتی ہے آپؐ خاموش ہو گئے ہم آپس میں کہنے لگے کہ آپؐ کی طرف وحی کی جارہی ہے۔ اور لوگ بھی خاموش ہو گئے۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے چہرہ انور سے پسینہ پونچھا فرمانے لگے ابھی ابھی سوال کرنے والا کہاں ہے جو کہتا تھا کیا یہ مال خیر ہے تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا واقعی خیر خیر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

اذاامتلئت خاصرتا ها استقبلت الشمس فثلطت وبالت ثم رتعت وان هذاالمال خضرة حلوة ونعم صاحب الملسمین اخذه بحقه فجعله فی سبیل الله والیتمی والمساکین ومن لم یاخذه بحقه فهو کالاکل الذی لا یشبع ویکون علیه شهیدا یوم القیامة ....

دیکھو ہر وہ گھاس جس کو موسم ربیع اگاتا ہے یہ جانور کو مار بھی دیتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے مگر وہ سبز گھاس کھانے والا جانور جو اسے کھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول جاتی ہیں تو وہ سورج کی طرف منہ کر کے گرمی حاصل کرتا ہے جس سے اسے پتلے اسہال آجاتے ہیں اور وہ پیشاب کرتا ہے ہضم ہونے کے بعد پھر چرنے لگ جاتا ہے۔ اس طرح یہ دنیا کا مال بھی سر سبز اور میٹھا ہے وہ مسلمان ساتھی بہت اچھا ہے۔ جس نے اس کو اپنے حق سے لیا اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ جہاد میں یتیموں مسکینوں اور مسافروں میں خرچ کر دیتا ہے اس کے لئے تو مھلک نہ ہوگا۔ لیکن جس نے اس کو اپنے حق سے نہ لیا اور نہ ہی حق ادا کیا پس وہ اس کھانے والے کی مثال اس کھانے والے کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

تشریح از قاسمیؒ۔ مقصد اس حدیث کا یہ ہے کہ مال دنیا در حقیقت خیر نہیں ہے کیونکہ اس میں فتنے ہوتے ہیں اور آخرت سے روگردانی کرنی پڑتی ہے۔ تو وہ شخص ہلاک ہوگا جس نے اس کو ناحق لیا اور غیر محل میں خرچ کیا اور جس نے ناحق مال لیا اور ناحق خرچ کیا اسراف و تبذیر میں مبتلا ہوا وہ ہلاک ہوا۔ اور جس نے شہوات میں میانہ روی اختیار کی اور بے جا خرچ کرنے اور ناحق مال کو حاصل کرنے سے گریز کیا۔ وہ آکلة الخضر کی طرح بچ جائے گا۔

باب فضل من جهز غازیا او خلفه بخیر۔

ترجمہ۔ جس شخص نے مجاہد اسلام کو سامان مہیا کر دیا یا خیر کے ساتھ اس کی قائم مقامی کی اس کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

حدیث (۲۶۳۹) حدثنا ابو معمر الخ حدثنی زیدبن خالدؓ ان رسول اللهﷺ قال من جهز غازیا فی سبیل الله فقد غزا و من خلف غازیا فی سبیل الله بخیر فقد غزا .....

ترجمہ۔ حضرت زید بن خالدؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجاہد فی سبیل اللہ کو سامان مہیا کر دیا پس اس کو بھی جہاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور جس شخص نے مجاہد فی سبیل اللہ کی کے گھر میں خیر سے قائم مقامی کی اس کو بھی جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ملے گا۔

حدیث (۲۶۴۰) حدثنا موسی بن اسمعیل الخ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ

عن انسؓ ان النبی ﷺ لم یکن یدخل بیتا فی المدینة غیر بیت ام سلیم الا علی ازواجه فقیل له فقال انی ارحمها قتل اخوها معی .....

اپنی ازواج مطہراتؓ کے علاوہ مدینہ منورہ میں سوائے ام سلیمؓ میری والدہ کے گھر کے اور کسی گھر میں نہیں جایا کرتے تھے۔ آپؐ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اس سے ہمدردی کرنے کیلئے جاتا ہوں کیونکہ اس کا بھائی میرے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ شہادت پا گیا۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ قتل اخوها معی ممکن ہے کہ حضرت ام سلیمؓ اپنے بھائی کے خروج الی القتال یعنی جنگ میں شمولیت پر جانے کے بعد ان کے اہل وعیال کی خبر گیری کرتی ہوں اور ان کی قائم مقامی کرتی ہوں۔ تو اس مناسبت سے امام بخاریؒ اس روایت کو اس باب میں لائے ہیں۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ نے اس تقریر سے حدیث کو ترجمة الباب سے مطابق کر دیا۔ چنانچہ ابن المنیرؒ بھی فرماتے ہیں کہ مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اس حیثیت سے ہے کہ حضرت ام سلیمؓ اپنے بھائی کے لواحقین کی خلیفہ تھیں۔ اور ان کی خبر گیری کرتی تھیں۔ لیکن خلافت عام ہے خواہ زندگی میں ہو یا غازی کی وفات کے بعد ہو اور اس کے قریب قریب وہ توجیہ ہے جو علامہ عینیؒ نے بیان فرمائی ہے۔ کہ تجهیز غازی اور اس کے اہل وعیال کی خبر گیری کرنا یہ غازی کا اکرام ہے اور عزت افزائی ہے یہاں تک کہ اس کی موت کے بعد بھی اس کے اکرام کے لئے ام سلیمؓ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ اگر اشکال ہو کہ اجنبی عورت کے پاس آنحضرت ﷺ کیسے آیا جایا کرتے تھے۔ تو جواب گزر چکا ہے کہ حضرت ام سلیمؓ آنحضرت ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں اور ام حرامؓ ان کی بہن تھیں ان کے پاس بھی آپ کا آنا جانا تھا مگر اکثر حضرت ام سلیمؓ کے پاس تشریف آوری ہوتی تھی اور ام سلیمؓ کا بھائی حرام اور سلیم ابن ملحان دونوں بئر معونہ میں شہید ہو گئے اگرچہ آنحضرت ﷺ اس غزوہ بئر معونہ میں شامل نہیں تھے مگر آپؐ کے حکم سے یہ حضرات تعلیم کے لئے گئے تھے جو شہید ہو گئے۔ تو معی کے معنی ہوں گے ای مع عسکری او علی امری وفی طاعتی ۔ چونکہ حضرت ام سلیمؓ حرام مقتول کی حقیقی بہن تھیں اس لئے آپ کا آنا جانا اکثر ہوتا تھا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں بہنیں ام سلیمؓ اور ام حرامؓ ایک بڑے گھر میں اکٹھی رہتی ہوں اس لئے کبھی ایک طرف نسبت کر دی اور کبھی دوسری کی طرف۔ اس طرح سب روایات میں مطابقت ہو جائے گی۔ والله اعلم بالصواب ۔

باب التحنط عند القتال

ترجمہ۔ جہاد کے وقت حنوط کا استعمال کرنا کیسا ہے

حدیث (۲۶۴۱) حدثنا عبدالله بن عبد الوهاب الخ عن موسی بن انسؓ قال وذکر یوم الیمامة قال

ترجمہ۔ حضرت موسیٰ بن انس نے کہا جب کہ یمامہ کی لڑائی کا انہوں نے ذکر کیا کہا کہ حضرت انسؓ ثابت بن قیس کے پاس آئے

اتی انس بن ثابت بن قیس وقدحسر عن فخذ یه وهویتحنط فقال یاعم مایحسبك ان لاتجیئ قال الان یا ابن اخی وجعل یتحنط یعنی من الحنوط ثم جاء فجلس فذکر فی الحدیث انکشافامن الناس فقال ھکذا عن وجوھنا حتی نضارب القوم ماھکذا کنا نفعل مع رسول الله ﷺ بئس ماعودکم اقرانکم رواه حماد عن ثابت عن انسؓ.

جب کہ انہوں نے اپنی دونوں رانیں کھول رکھی تھیں اور وہ خوشبو لگا رہے تھے۔ کہنے لگے اے چچا تجھے آنے سے کس چیز نے روک رکھا ہے۔ انہوں نے کہا اے بھتیجے ابھی آیا اور وہ حنوط استعمال کرتے رہے تحنط حنوط سے ہے حنطه سے نہیں ہے پھر آکر بیٹھ گئے تو حضرت انسؓ نے حدیث میں لوگوں کی کچھ انکشاف کا ذکر کیا کہ ہم لوگوں کے چہرے تو اس طرح کھل گئے ہم کفار سے لڑائی کر رہے تھے۔ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان صف اول میں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ بلکہ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا تھا تو حضرت ثابتؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم اس طرح قتال نہیں کرتے تھے۔ یہ تمہاری دشمنوں کے مقابلہ میں بری عادت ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ ۔ رانیں کھولے ہوئے حضرت انسؓ نے ان کو نہیں دیکھا البتہ ان کے بتلانے سے ان کو علم ہوا۔ یتحنط یہ خوشبو اس لئے لگا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے صاف ستھری اور پاکیزہ حالت میں ملاقات ہو۔ حدیث ؓ اور قصہ بیان کرنے میں اور ضمائر کے راجع کرنے میں کچھ غلطی ہے۔ غور اور تامل سے کام لینا چاہیے۔

تشریح از شیخ زکریاؒ ۔ قطب گنگوہیؒ نے مسلک جمہور کے مطابق حدیث کی توجیہ کی ہے کیونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک ران عورت ہے جس کا ستر ضروری ہے ظاہریہ کے نزدیک فخذ (ران) ننگ نہیں ہے۔ ممکن ہے حضرت ثابت بن قیس کا مسلک بھی یہی ہو۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی ایک ایک روایت بھی ظاہریہ کے مطابق ہے۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ مولانا حسین علیؒ کی تقریر میں یوں ہے۔ ای انس ای اتی علی بابه یعنی حضرت ثابت کے دروازے پر آئے اور دروازے پر کھڑے کہا۔ ثم جاء ای ثابت الی الباب کہ حضرت ثابت دروازے کے پاس آئے فجلس اور تھوڑی دیر بیٹھے۔ پھر حضرت انسؓ کے ہمراہ جہاد کے لئے گئے۔ انکشافاً یعنی ہم لوگ پیدل تھے ہماری طرف سے کچھ کشادگی ہو گئی جس کو ھکذا عن وجوھنا سے تعبیر کیا ہے ابن سعد نے اصل روایت کو ذکر کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس یمامہ کی لڑائی میں ایسی حالت میں آئے کہ خوشبو لگا رکھی تھی دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے جن میں ان کو کفنایا گیا اور اس میں یہ بھی ہے۔ قاتل حتی قتل یعنی جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔ اس روایت کی بنا پر مہلب وغیرہ نے کہا ہے کہ جہاد میں انسان موت کی تیاری کرے رخصت پر عمل نہ کرے اور موت کی تیاری میں خوشبو میت کو لگائی جاتی ہے۔ وہ استعمال کرے اور کفن بھی ساتھ رکھے۔ چنانچہ صاحب الفیض فرماتے ہیں سلف کرام کی عادت تھی کہ وہ قتال میں حنوط اس لئے استعمال کرتے تھے کہ قتل کے بعد

کہیں ان کے اجساد میں تغیر و تبدل نہ ہو۔ وقت لڑائی کا ہے دفن میں کبھی تاخیر ہو جاتی ہے۔ اہل مصر نے تو کچھ اور دوائیں تجویز کی ہیں۔ جن سے ان کے اجساد مدت طویلہ تک باقی رہتے ہیں۔ بعد میں وہ دوائیاں گم ہو گئیں تو حنوط استعمال کرنے لگے۔ ازہری کا قول قسطلانیؒ نے نقل کیا ہے کہ کافور صندل احمر وابیض بھی اسی میں داخل ہیں۔

ارجاع الضمائر اخفاء کیونکہ بعض ضمائر موسیٰ کی طرف بعض انس کی طرف اور بعض ثابت بن قیس کی طرف راجع ہیں۔ جو روایت میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوں گی۔ یمامہ کا واقعہ علامہ عینیؒ نے یوں نقل کیا ہے کہ یمامہ یمن کا ایک شہر ہے جو طائف سے دو مرحلہ پر واقع ہے۔ ربیع الاول ۱۲ھ میں خلافت ابو بکرؓ کے دور میں مسلمانوں اور قبیلہ بنو حنیفہ جو اصحاب مسیلمہ کذاب تھے ان کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے چار سو پچاس قراء شہید ہوئے۔ اور صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ثابت بن قیس بھی تھے۔ جن کے پاس انصار کا جھنڈا تھا۔ اور ان کا سالار حضرت خالد بن ولیدؓ تھا بنو حنیفہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ اس لڑائی میں مسیلمہ کذاب سمیت ان کے اکیس ہزار ادمی مارے گئے۔ مسیلمہ کو وحشی قاتل حمزہؓ نے قتل کیا۔ ایک عجیب قصہ کرمانیؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیسؓ پر ایک قیمتی زرہ تھی جس کو کسی مسلمان نے لے لیا۔ تو بعض صحابہؓ نے ان کو خواب میں دیکھا وصیت کر رہے ہیں کہ میری زرہ فلاں آدمی نے لی ہے۔ جس کا مکان لوگوں کے انتہائی طرف ہے۔ حضرت خالد امیر عسکر سے کہیں کہ وہ اس شخص سے زرہ لے کر خلیفہ رسول اللہ ابو بکر صدیقؓ کو پہنچادے۔ مجھ پر فلاں فلاں آدمی کا اتنا قرضہ ہے۔ اس زرہ کو بیچ کر قرضہ ادا کیا جائے۔ میرا ایک غلام ہے اب جو میری طرف سے آزاد ہے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے زرہ لے کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو روانہ کی۔ جنہوں نے حسب وصیت ان کے قرضے بھی ادا کیے اور غلام بھی آزاد ہوا۔ حضرت ثابتؓ کے علاوہ کسی مسلمان کے مرنے کے بعد اس طرح وصیت پر عمل نہیں کیا گیا۔ اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ خواب دیکھنے والے حضرت بلالؓ مؤذن تھے۔

باب فضل الطليعة　　ترجمہ۔ طلیعہ بھیجنے کی فضیلت

حدیث (۲۶۴۲) حدثنا ابونعيم الخ عن جابرؓ قال قال النبی ﷺ من یاتینی بخبر القوم یوم الاحزاب قال الزبیر انا ثم قال من یاتینی بخبر القوم قال الزبیر انا فقال النبی ﷺ لکل نبی حواریا و حواری الزبیر ......

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ احزاب کی لڑائی میں جناب نبی اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ میرے پاس قوم کے حالات کی خبر کون لے آئے گا۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا میں لے آؤں گا۔ پھر دوسری دفعہ فرمایا کہ قوم کفار کے حالات کون لا کر مجھے بتلائے گا۔ تو پھر بھی حضرت زبیرؓ نے فرمایا میں خبر لے آؤں گا۔ جس پر جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہر نبی کا ایک خاص آدمی ہوتا ہے۔ میرا حواری خاص آدمی حضرت زبیرؓ ہے۔

تشریح از شیخ گنگوہیؒ۔ فقال الزبیرؓ انا الخ اگر سوال ہو کہ حضرات صحابہ کرامؓ تو آنحضرت ﷺ کے شیدائی اور فدائی تھے۔مال جان آبرو سب کچھ قربان کرنے والے تھے تو ان میں صرف حضرت زبیرؓ بار بار اٹھ کر جواب دیتے ہیں۔اور کوئی نہیں اٹھتا تھا۔جواب یہ ہے کہ اس کے قطب گنگوہیؒ نے کئی جواب دیئے ہیں۔ ممکن ہے اس وقت ان کے سوا اور کوئی دوسرا موجود نہ ہو۔دوسرے یہ کہ جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن حضرت زبیرؓ سبقت کر کے جواب دے دیتے ہوں۔یا اس وقت آپؐ کے سامنے بعض حضرات موجود نہ ہوں۔اور خطاب صرف حاضرین کو ہو۔

تشریح از شیخ زکریاؒ۔ علامہ قسطلانی نے حافظ ابن حجرؒ کا اشکال نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت زبیرؓ کا ذکر اس مقام پر صحیح نہیں ہے۔کیونکہ قوم کی خبر لینے کیلئے تو سخت سردی میں آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو بھیجا تھا۔جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا ثم یحفظك الله من امامك ومن خلفك وعن یمینك وعن شمالك حتی ترجع الینا فقام حذیفة مستبشرا بدعا رسول الله ﷺ ترجمہ اے حذیفہ اٹھو اللہ تعالیٰ تمہاری آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے حفاظت کرے گا یہاں تک کہ تم ہمارے پاس واپس آؤ گے تو حضور ﷺ کی دعا سے خوش ہوئے۔حضرت حذیفہؓ اٹھے وہ فرماتے ہیں میں ایسا محسوس کر رہا تھا گویا کہ حمام میں جا رہا ہوں۔تو حافظ ابن حجرؒ نے جواب دیا کہ صرف حضرت زبیرؓ میں حصر کرنا درست نہیں ہے۔ بنو قریظہ کے حالات معلوم کرنے کیلئے کہ انہوں نے نقض عہد کیا ہے یا نہیں ان کی طرف حضرت زبیرؓ کو روانہ فرمایا۔اور حضرت حذیفہؓ کا قصہ واقعہ خندق کے متعلق ہے جب مسلمانوں پر حصار سخت ہوا اور کئی قبائل اکٹھے ہوگئے۔ سخت آندھی اور سخت سردی کی وجہ سے ان طوائف میں اختلاف ہوگیا۔تو قریش کے حالات کی خبر لینے کے لئے آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو روانہ فرمایا۔نیز! ظاہر حدیث باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زبیرؓ نے ایک ہی مقام پر تین مرتبہ جواب دیا ہے۔در حقیقت ایسا نہیں۔یہ جواب تین مواقع پر دیا گیا ہے۔جب کہ بنو قریظہ کا معاملہ سخت ہوا تو ایک مرتبہ بھی وہی خبر لائے۔دوسری مرتبہ جب اور پریشانی لاحق ہوئی تو بھی یہی خبر لائے۔اسی طرح تیسری مرتبہ بھی گئے۔جس پر آپؐ نے ان لکل نبی حواری فرمایا۔ایک اور بات بھی یہاں قابل غور ہے کہ حدیث جابرؓ پر امام بخاریؒ نے دو ترجمے باندھے ہیں ایک تو یہی باب فضل الطلیعه جس کی غرض اور مناسبت ترجمہ سے ظاہر ہے جس پر حافظؒ فرماتے ہیں کہ لشکر سے پہلے طلیعہ اور جاسوس کو بھیج کر حالات معلوم کر لینا مستحب ہے۔تاکہ دشمن مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔دوسرا ترجمہ باب هل یبعث الطلیعة وحده کہ ایک آدمی بھی طلیعہ کے طور پر بھیجا جا سکتا ہے جس سے شراح نے جواز سفر الرجل وحده کو ثابت کیا ہے لیکن میرے نزدیک دونوں ترجموں میں فرق یہ ہے کہ طلیعہ کا دارومدار پوشیدہ اور اخفاء پر ہوتا ہے۔تاکہ دشمن کے حالات خفیہ طور پر معلوم کئے جائیں۔اور یہ سفر منفرداً تو مصلحت اور ضرورت کی بنا پر ہوتا ہے اور سفر وحدہ عام ہے۔جس سے ممانعت تادیب اور ارشاد کے لئے ہے۔چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اکیلا شخص اگر سفر میں مر جائے تو ہم اس کے متعلق کس سے سوال کریں گے۔

الصحابة مع مالهم اور صحابہ کرامؓ بھی تجسس کے لئے کئی مقامات پر تشریف لے گئے ہیں۔کتاب المغازی میں آ رہا ہے کہ آپؐ نے حضرت حذیفہؓ۔نعیم بن مسعودؓ۔عبداللہ بن انیسؓ۔رخوات بن جبیرؓ۔عمرو بن امیہؓ۔سالم بن عمیرؓ۔اور بسیسہ کو بہت سے مقامات پر بھیجا ہے۔بسیسہ کو آپؐ نے عیر ابی سفیان یعنی بدر کے موقع پر ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لینے کے لئے بھیجا تھا۔

(نوٹ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلد رابع ختم ہوئی۔)